ارجح المطالب
یعنی
سیرت امیر المومنینؑ
از
عبید اللہ امرتسری
ناشر: حق برادرز انارکلی لاہور

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

ارجح المطالب

یعنی

سیرت امیر المومنینؑ

عبید اللہ امرتسری

ناشر

حق برادرز انارکلی لاہور

مطبع نظامی پریس۔ ریٹی گن روڈ لاہور
ایڈیشن اول

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جناب امیرؑ کا علم حساب	۲۴۲	جناب امیرؑ کی طہارت	۲۸۶
جناب امیرؑ کا علم ہیئت	۲۴۴	جناب امیرؑ کی عصمت	۲۸۷
جناب امیرؑ کے فضائل علمی کا بیان		جناب امیرؑ کی عبادت	۲۸۸
جناب امیرؑ کا زہد	۲۴۵	جناب امیرؑ کی نماز	۲۸۸
جناب امیرؑ کا زہد فی اللباس	۲۴۸	جناب امیرؑ کا کثرت صوم	۲۹۰
جناب امیرؑ کا فرش	۲۵۳	جناب امیرؑ کے صدقات	۲۹۲
جناب امیرؑ کا طعام	۲۵۴	جناب امیرؑ کی سخاوت	۲۹۶
جناب امیرؑ کا صبر	۲۵۹	جناب امیرؑ کی مہمان نوازی	۲۹۹
جناب امیرؑ کا تقویٰ	۲۶۳	جناب امیرؑ کی اصابت رائے	۲۹۹
جناب امیرؑ کی تواضع	۲۶۴	جناب امیرؑ کا حسن سلوک	۲۹۹
جناب امیرؑ کا حسن خلق	۲۶۶	جناب امیرؑ کا کرم	۳۰۰
جناب امیرؑ کا عفو عن المکافات	۲۶۷	جناب امیرؑ کی سیاست	۳۰۰
جناب امیرؑ کی شفقت علی الخلق	۲۶۹	جناب امیرؑ کی نصرت دین یعنی جہاد	۳۰۲
جناب امیرؑ کا تفقد حال رعایا	۲۷۰	جناب امیرؑ کا جہاد بالنفس	۳۰۲
جناب امیرؑ کی رعایت قیدیوں کے ساتھ	۲۷۳	جناب امیرؑ کا جہاد العدو	۳۰۳
جناب امیرؑ کا تورع	۲۷۴	جناب امیرؑ کا جہاد بالدعوت	۳۰۳
جناب امیرؑ کی رعایت حقوق الناس	۲۷۵	جناب امیرؑ کا جہاد بالسیف	۳۰۶
جناب امیرؑ کا عدل	۲۷۸	جناب امیرؑ کا قزوین اور رے پر فوج پہنچا	۳۰۷
جناب امیرؑ کی حیاء	۲۸۰	جناب امیرؑ کا آداب الحرب	۳۰۸
جناب امیرؑ کی غیرت قومی	۲۸۱	جناب امیرؑ کی شجاعت	۳۱۰
جناب امیرؑ کی فراست	۲۸۱	واقعہ شب ہجرت	۳۱۲
جناب امیرؑ کا حافظہ	۲۸۲	غزوۂ بدر الکبریٰ	۳۱۵
جناب امیرؑ کی سرعت فہم	۲۸۳	غزوۂ الکدر	۳۱۸
جناب امیرؑ کی صداقت	۲۸۴	غزوۂ احد	۳۱۸
جناب امیرؑ کی امامت	۲۸۴	غزوۂ خندق	۳۲۲
جناب امیرؑ کی خلافت	۲۸۵	غزوۂ خیبر	۳۲۶

الباب الاول فی الاسماء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلوة و السلام علی سید المرسلین و اله الطیبین الطاهرین و ازواجه هن امهات المومنین و اصحابه هم مصابیح الیقین سیما علی خاتم الوصیین مولی المومنین قائد الغر المحجلین سید الصادقین یعسوب المسلمین امام البررة قاتل الفجرة مظهر العجائب و الغرائب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیه و علی اهل بیته السلام الی یوم القیامة اما بعد الراجی الی رحمته رب المتعال اصغر العباد عبیدالله بن مظهر جمال الملتخلص به بسمل امرتسری محبان اہل بیت کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ جس زمانہ میں ریاست رامپور کے کتب خانہ کی خدمت رجسٹراری پر مامور تھا، مجھ سے ایک میرے ہم خیال مہربان نے ارشاد کیا کہ متقدمین نے جناب امیر علیہ السلام کے مناقب کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ جس سے عربی زبان کے جاننے والے ہی پورے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ نہ یہ کتابیں عام طور پر دستیاب ہو سکتی ہیں اور نہ عوام ان سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے ان کتابوں میں ہر ایک حدیث کا سلسلہ سند جو اس حدیث کی صحت اور سقم کا معیار ہے اس قدر طول طویل ہے کہ نا آشنائے فن کی طبیعت اس کو پڑھ کر اکثر الجھتی ہے۔ اگر اسناد کو حذف کر کے صرف متون احادیث کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تو زمانہ حال کی عوام اس سے بہت کچھ اپنے الجھے ہوئے عقائد کو سلجھا سکتے ہیں۔

مجھے اس وقت کتب خانہ کے آئے دن کی پیچیدگیوں سے دم بھر کی مہلت نہیں ملتی تھی۔ تاہم میں نے اپنے ہم مشرب مہربان کے ارشاد سے سرتابی کی مجال نہ دیکھی۔ گو چھوٹا منہ اور بڑی بات تھی لیکن بسم اللہ مجریھا و مرسہا کہہ کر میں نے اپنی ٹوٹی پھوٹی کشتی کو اس بحر مواج کی منجدھار میں چھوڑ دیا، اگرچہ سرکار کے سوا اور بہت سے موانع پیش آئے اور اس کار خیر میں مزاحمت کرنے والوں نے اپنی طینت کی خوبی کو ظاہر کیا مگر میں لگاتار اپنے کام میں مصروف رہا۔ بجائے اس کے کہ کوئی محب اہل بیت شریک ہو کر میرا ہاتھ بٹاتا اور داخل حسنات ہوتا از دست اپنی مخالفت سے میرے دل کو دکھاتا تھا مگر مجھے اپنے کام سے کام تھا۔ نہ کسی کی مخالفت کی پرواہ تھی اور نہ اپنی کم استعدادی کا مطلق خیال تھا۔ جس وقت کہ اپنے فرائض منصبی کو انجام دے چکتا اس گورکھ دھندے کو اپنے سامنے لے بیٹھتا۔ انہی دنوں میں مجھے عظیم آباد پٹنہ کا سفر پیش آیا اور خدا بخش خان صاحب وکیل کے کتب خانہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا پھر لکھنؤ، آگرہ، دہلی وغیرہ کے کتب خانوں کی سیر کرتا پھرا۔ غرضیکہ جس دروازہ سے جو کچھ کہ بھیک کا ٹکڑا ملا، اس سے اپنے کشکول گدائی کو بھر لیا نہ اس میں متکلمین کے پیچیدہ استدلال ہیں اور نہ فلسفیانہ نازک خیال ہیں نہ کسی مذہب پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ کسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اگر فی الجملہ کچھ ہے تو خدائے بے نیاز کی مقدس کتاب کی چند آیتیں یا پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند حدیثیں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار یا آئمہ حدیث رحمتہ اللہ علیہم کے اقوال یا سچے تاریخی واقعات یا مظہر العجائب علیہ السلام کے حالات ہیں۔ احادیث کی سندوں کو بنظر اختصار حذف کیا گیا ہے تا کہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جائے اور پڑھنے والے کی طبیعت بھی پہلی رہے۔ ہر ایک حدیث کی ابتداء میں صحابہ تابعین میں سے اس حدیث کے راوی اول کے نام پر اور اختتام حدیث میں اس کے تخریج کرنے والے محدث کے نام پر اختصار کیا گیا ہے اور اردو زبان میں اس کا عام فہم ترجمہ کر دیا ہے۔ جہاں تک ہو سکا ہے حدیث کے نقل کرنے میں صحت کے خیال کو مدنظر رکھا ہے۔ لیکن اکثر کتابیں قلمی تھیں جن کے حروف بہت جگہ سے مشکوک اور محکوک تھے اس وجہ سے اگر نقل کرنے میں غلطی واقع ہو گئی ہو تو میں خدا سے اس کی معافی کا خواستگار ہوں اور ناظرین سے تصحیح کی استدعا کرتا ہوں۔

مولف کی غرض اس تالیف سے مصنفین کی قطار میں شمار ہونے کی نہیں۔ صرف اہل بیت علیہم السلام کی جناب میں اپنے عقیدت کا

اظہار ہے نہ کسی سے صلہ کی توقع ہے نہ انعام کی آرزو ہے رب العزت کی جناب سے عفو تقصیرات کا صلہ چاہتا ہوں اور اہل بیتؑ کی درگاہ سے اپنے گناہوں کی شفاعت کا انعام مانگتا ہوں۔ ہاں اگر احباب میری لغزشوں سے قطع نظر کرکے دعائے خیر سے یاد فرمادیں تو اس کی قدردانی ہے۔

اعذبونی اذا احسنت امرا   فان اخطات ائتونی صلاحا

خواہ مجھے کوئی شیعہ کہے یا سنی میرا مذہب تو یہ ہے۔

پاس ادبہم بہر چہار ست   لیکن بعلی ہزار کار ست

میں اپنے مولا کی محبت میں مست ہوں۔ شیعہ و سنی کی رد و قدح کا موازنہ نہیں کرسکتا۔

میں نے سوانح عمری کے پیرایہ میں جناب امیرؑ کے مناقب کو جمع کیا ہے اور لوگوں کو اس مظہر العجائب کے روحانی اور جسمانی اور اخلاقی اوصاف کا مرقع کھینچ کر دکھایا ہے۔

اگر حسن عقیدت سے قطع نظر کرکے تھوڑی دیر کے لیے نظر اوصاف سے بھی دیکھا جائے تو ناظرین کو رائے قائم کرنے کا بخوبی موقع مل سکتا ہے کہ جس جلیل الشان اسلامی ہیرو کا یہ فوٹو لیا گیا ہے وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں بلکہ سلطنت کے تاریخی آسمان کا آفتاب ہے۔ دنیا میں جتنے مشاہیر گزرے ہیں اور جن کی سوانح عمریاں آب زر سے لکھی گئی ہیں ان سے جناب امیرؑ ایسے فرد الافراد ہیں کہ ہر طبقہ کے مشاہیر میں سرآمد نظر آتے ہیں۔

مجمع سلاطین میں آپ جلال الٰہی کا تاج سر پر رکھے ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں کہ جن کے دربار میں قیصر و کسریٰ کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر نیچے کیے ہوئے خاموش ایستادہ ہیں۔

معرکہ کارزار میں آپ ایسے یکہ تاز شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کے عمرو و مرحب جیسے عرب کے رستم زادوں کو پچھاڑ کر ان کے سینہ پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

منبر پر آپ ایک شیوا زبان اسپیکر ہیں کہ فصحائے عراق و بلغائے عراق آپ کے خطبہ کی فصاحت سے جوش میں آکر کچھ پوچھنے کے لیے اٹھتے ہیں اور پھر بے خود بت بن کر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

علم و فضل کے درس گاہ میں آپ ایک طلیق اللسانی پروفیسر ہیں کہ انبیائے بنی اسرائیل کی شریعت کے رموز کو یونانی فلسفہ کے ساتھ بنی اسمٰعیل کی زبان میں بیان فرمارہے ہیں۔

غرضیکہ مسند فقر پر ایک منکسر المزاج فقیر ہیں اور چار بالش امارت پر آپ ایک ذی شوکت امیر ہیں۔

اگر عدالت میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت میں رستم دستان ہیں اگر سخاوت میں آپ حاتم نوال ہیں تو شہامت میں کیخسرو مثال ہیں۔

ایسے صفات متضاد کا بشر ابوالبشر کی اولاد میں پیدا نہیں ہوا اور ایسے اوصاف متقابلہ کا آدمی جناب کی ذریت میں ہویدا نہیں ہوا۔

انہیں صفات متضادہ اور اوصاف متقابلہ کو دیکھ کر نصیریہ نے آپ کو خدا جانا اور صوفیہ نے خدا جانے کیا جانا مگر سچ تو یہ ہے

ذات حیدری کو کوئی کیا جانے   یا نبی جانے یا خدا جانے

میری بساط ہی کیا تھی کہ میں ایسے اہم مطالب کا بیڑا اٹھاتا مگر شوق نے دل کو ایسا گدگدایا کہ بے تاب کردیا۔ ہر چند کہ میں اس دریا میں تیرنے کے لائق نہیں تھا مگر امید نے سہارا دیا۔ اور اس سہارے سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔

میں اپنے امامیہ احباب سے نہایت شرمسار ہوں کہ میں اس تالیف میں ان کی کتابوں سے اخذ مطالب میں قاصر ہوں اور حضرات اہل سنت و جماعت کی کتب حدیث پر ہی اس کتاب کی تدوین کا مدار رکھا ہے۔

اس لیے اہل سنت و جماعت کے آئمہ حدیث رحمتہ اللہ علیہم کے اسماء مبارک کی ایک فہرست مع ان کے سنہ وفات کے دیباچہ میں درج کردی ہے۔

وفیات ائمہ حدیث رحمتہ اللہ علیہم

اسماء محدثین	وفات	اسماء محدثین	وفات
ابن شہاب الزہریؒ، امام مالکؒ کے استاد انہوں نے سب سے اول اس فن کو مدون کیا ہے۔	۱۲۵ھ	اسحاق بن راہویہؒ صاحب مسند وتفسیر	۲۳۸ھ
		امام احمدؒ بن حنبل صاحب مسند وزہد والمناقب	۲۴۱ھ
ابن اسحاقؒ صاحب السیرۃ آپ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت اور مغازی کو روایت کیا ہے، زہریؒ کہا کرتے تھے من اراد المغازی فعلیہ یا بن اسحاقؒ	۱۵۱ھ	ابن ابی عمر العدنیؒ صاحب مسند	۲۴۳ھ
		ابن منیعؒ صاحب مسند "	۲۴۴ھ
		الدارمیؒ صاحب مسند	۲۵۵ھ
		امام المحدثین بخاریؒ صاحب جامع الصحیح والتاریخ والادب	۲۵۶ھ
الکلبیؒ صاحب التفاسیر وعلم النسب استاد سفیان ثوریؒ	۱۴۶ھ	الزبیرؒ بن بکار صاحب اخبار المدینہ والموفقیات	۲۵۶ھ
امام مالکؒ صاحب کتاب موطا رحمتہ اللہ علیہ	۱۷۶ھ	امام مسلمؒ صاحب جامع الصحیح	۲۶۱ھ
عبداللہ بن مبارک شاگرد امام مالکؒ	۱۸۱ھ	ابوداؤد صاحب السنن والناسخ والمنسوخ	۲۷۵ھ
وکیع بن الجراحؒ اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۱۹۶ھ	ابوعیسیٰ الترمذی صاحب الجامع والشمائل	۲۷۹
عبداللہ بن الوہبؒ آپ نے بھی کتاب موطا لکھی ہے مگر مشہور نہیں ہوئی۔	۱۹۷ھ	ابن ماجہ صاحب السنن	۲۷۵ھ
		ابن ابی الدنیا صاحب کتاب مصنف	۲۸۱ھ
سفیان بن عیینہؒ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۱۹۸ھ	الحارث بن ابی اسامہؒ صاحب المسند	۲۸۲ھ
امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ	۲۰۴ھ	القاضی اسمٰعیل صاحب کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۸۲ھ
ابوداؤد والطیالسیؒ صاحب کتب سند	۲۰۳ھ		
الواقدیؒ صاحب المغازی	۲۰۷ھ	ابن ابی عاصمؒ صاحب مسند	۲۸۷ھ
عبدالرزاقؒ استاد وامام احمد بن حنبلؒ صاحب التفسیر الصنف	۲۱۱ھ	الحکیم الترمذیؒ صاحب نوادر الاصول	۲۸۵ھ
		عبداللہ بن امام احمد حنبل صاحب زوائد فی المسند	۲۹۵ھ
الفریابیؒ صاحب التفسیر	۲۱۳ھ	البزارؒ شاگرد امام بخاریؒ صاحب مسند	۲۹۲ھ
الحمیدیؒ صاحب المسند	۲۱۹ھ	النسائیؒ صاحب السنن والخصائص	۳۰۳ھ
آدم بن ابی ایاسؒ صاحب التفسیر	۲۲۴ھ	ابویعلیؒ صاحب المسند والمعجم	۳۰۷ھ
ابوعبیدہؒ صاحب غریب الحدیث وشواہد	۳۲۴ھ	ابن جریر الطبریؒ صاحب التفسیر والتاریخ	۳۰۱
سعید بن منصورؒ صاحب التفسیر	۲۲۷ھ	ابوالبشر الدولابیؒ صاحب الکنی	۳۱۰
ابن سعدؒ صاحب الطبقات	۲۲۳ھ	ابن خزیمہؒ صاحب الصحیح	۳۱۱ھ
ابن ابی شیبہ استاد وامام بخاری صاحب کتاب مصنف ومسند وتفسیر	۲۳۵ھ	ابوالقاسم البغویؒ صاحب معجم الصحابہ	۳۱۷ھ

وفات	اسماء محدثین	وفات	اسماء محدثین
۳۱۷ھ	ابن المنذرؒ صاحب التفسیر والاوسط	۴۰۵	الحاکم صاحب المستدرک والتاریخ
۳۲۱ھ	الطحاویؒ صاحب مشکل الآثار	۴۱۵	ابن مردویہ المشہور بطرز المحدثینؒ صاحب
۳۲۲ھ	العقیلیؒ صاحب الضعفاء		التفسیر والمناقب والمستخرج علے البخاری
۳۲۲ھ	ابن قتیبہ الدینوریؒ صاحب کتاب المعارف	۴۱۴ھ	تمامؒ صاحب الفوائد
۳۲۸ھ	ابوبکر الانباریؒ	۴۱۸ھ	الالکائیؒ صاحب السنہ
۳۲۷ھ	ابن ابی حاتمؒ صاحب التفسیر	۴۰۳ھ	ابونعیم استاد خطیب بغدادی صاحب الحلیہ و
۳۳۵ھ	المحاملیؒ صاحب الامالی		معرفۃ معرالصحابہ وغیرہ
۳۳۷ھ	ابن قانعؒ صاحب معجم	۴۴۷ھ	الثعلبیؒ صاحب التفسیر
۳۵۴ھ	ابوبکر الشافعیؒ صاحب غیلانیات	۴۵۸ھ	البیہقیؒ صاحب السنن وشعب الایمان وغیرہ
۳۵۴ھ	ابن حبانؒ صاحب الصحیح والثقات والضعفا	۴۶۳ھ	الخطیب البغدادی صاحب التاریخ والجامع
۳۵۳ھ	ابن السکنؒ صاحب معرفۃ الصحابہ	۴۶۳ھ	ابن عبدالبرؒ صاحب کتاب الاستعیاب فی
۳۶۰ھ	الطبرانیؒ صاحب معاجم ثلاثہ		معرفۃ الاصحاب
۳۵۹ھ	الاجریؒ صاحب الشریفہ والاربعین	۴۶۸ھ	الواحدیؒ تلمیذ الثعلبی صاحب التفسیر المشہورہ
۳۶۴ھ	ابن السنیؒ شاگرد نسائیؒ صاحب عمل الیوم و	۵۱۲ھ	البغویؒ صاحب معالم التنزیل وشرح السنۃ
	اللیلہ والطب النبوی	۵۰۹ھ	الدیلمی صاحب فردوس الاخبار
۳۶۵ھ	ابن عدیؒ صاحب الکامل	۵۷۶ھ	المسلفیؒ صاحب التاریخ
۳۶۹ھ	ابوالشیخ صاحب التفسیر والعظمۃ والوصایا	۵۷۱ھ	ابن عساکرؒ صاحب التاریخ
۳۷۱	ابوبکر الاسماعیلیؒ صاحب الصحیح والمعجم	۶۳۰ھ	ابن الاثیر الجزریؒ صاحب کامل التاریخ واسد
۳۸۵ھ	ابن شاہینؒ صاحب السنن والترغیب		الغابہ فی معرفۃ الصحابہ
۳۸۵ھ	الدارقطنی صاحب السنن وغیرہ		الخوارزمی وہوابن اخت ابی جعفر محمد بن جریر
۳۸۸ھ	الخطابیؒ صاحب غریب الحدیث		الطبری صاحب المناقب
۳۹۵ھ	ابن مندہؒ صاحب معرفۃ الصحابہ		

ناظرین کو کتاب کے مطالعہ سے آپ خود ظاہر ہو جائے گا کہ احقر نے کس قدر جانکاہی سے اس کے ابواب کو ترتیب دیا ہے۔

پہلے باب میں جناب امیر کے اسماء اور القاب درج کر کے کفایۃ المہمہ سیرت اسماء ابی الائمہ اس کا نام رکھا ہے۔

دوسرے باب میں آپ کے شان کے متعلق قرآن کی آیتیں جمع کی ہیں اور اس کا نام النص الجلی لما نزل من کتاب اللّٰہ فی علی قرار دیا ہے۔

تیسرے باب میں جناب کے افضل الناس ہونے کا ثبوت ہے۔ اس کا نام ملہم غیبی نے الکولب المضیہ فی فضائل العلویہ پکارا ہے۔

چوتھے باب میں آپ کی خصوصیات کا ذکر ہے، سروش آسمانی سے العروۃ الوثقی فی خصائص المرتضی کا خطاب اس کو عطا کیا ہے اور بحثیت مجموعی اس تالیف کو ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب کے لقب سے نامزد کیا ہے۔

کوئی صاحب یہ خیال نہ کرے کہ اس کتاب کو صرف کتب مناقب ہی سے تالیف کیا ہے نہیں بلکہ کتب صحاح میں جامع بخاری اور مسلم ترمذی اور مستدرک حاکم اور مسند اہل البیتؑ جناب امام رضا علیہ السلام اور کنز العمال اور سنن ابی شیبہ اور حلیۃ الاولیاء اور جامع عبد الرزاق اور مسند بزار اور معاجم ثلاثہ طبرانی وغیرہ سے

اور کتب رجال میں الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب اور اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ اور اصابہ فی تمیز الصحابہ اور ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ وغیرہ۔

اور تفاسیر میں تفسیر معالم التنزیل اور الدر المنثور فی التفسیر بالماثور اور تفسیر کشاف۔ اور بیضاوی وغیرہ۔ اور تواریخ میں تاریخ طبری اور کامل التواریخ۔ اور مروج الذہب مسعودی مراب الجنان یافعی اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ سے۔

اور سیر میں۔ سیرت ابن اسحاق اور واقدی اور مدارج النبوۃ سے۔

بہت کچھ مدد لی گئی ہے جس کتاب سے کوئی مطلب اخذ کیا ہے اس کتاب کا نام اس کی عبارت کے ذیل میں درج کر دیا ہے۔

اب میں اپنے لیے اور ناظرین کتاب کے لیے دعاء خیر مانگتا ہوں اور اصل کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اللہ تعالی لیعصمنا عن الخطاء و الخطلی و یثبت اقدامنا فی مواضع الزلل انہ المرجو فی الاولی و الاخرے و علیہ المتوکل و الاعتماد فی الدنیا و العقبی

اس کتاب کی تالیف میں کتب مشہورۂ حدیث مثل صحاح ستہ وغیرہ کے سوا جن سے خصوصیت کے ساتھ اخذ مطالب کیا گیا ہے، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
المناقب	للامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	ما نزل من القرآن فی علیؑ	للحافظ ابی نعیم الاصبہانیؒ
الخصائص	للامام النسائی رحمۃ اللہ علیہ	الروضۃ المندیہ شرح التحفہ العلویہ	محمد اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانیؒ
منقبۃ المطہرین	للحافظ ابی النعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ	مناقب ائمہ اثنا عشر	للشیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
المناقب المسمّی بمسند فاطمہؑ	للحافظ الدار قطنی رحمۃ اللہ علیہ	اسنی المطالب فی مناقب علیؑ ابن ابی طالب	للعلامہ شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصینؒ
المناقب	مصیر از المحدثین ابی بکر ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ	فضائل فاطمۃ الزہرا علیہا السلام	للحافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری صاحب المستدرکؒ
جواہر العقدین فی فضل المشرفین مشرف العلم الجلی و النسب العلی	للسید نور الدین ابی الحسن علی ابن عبداللہ المہودی الشافعیؒ	نور العین فی مشہد الحسین نور الابصار فی مناقب آل بیت نبی المختار	للامام ابی اسحاق الاسفرائنیؒ للشیخ الشبلنجی المومن الشافعیؒ
کتاب الآل	لابن خالویہ	الثغور الباسمۃ فی مناقب سیدۃ النساء فاطمہؑ	للعلامہ جلال الدین السیوطیؒ
معالم العترۃ	للحافظ ابی الحسن الجنابذیؒ	سر الشہادتین	لخاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز المحدث دہلوی
ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ	للعلامہ محب الطبری صاحب الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ	کفایۃ الطالب فی مناقب الامام علی ابن ابی طالب	للعلامہ محمد ابن یوسف الگنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین	للعلامہ ابراہیم الحموینیؒ	نزل الابرار	للعلامہ بدخشیؒ
المناقب	لاخطب خطباء خوارزم شاہی	معارج الوصول الی معرفۃ فضل	للعلامہ محمد بن یوسف الزرندی

مطالب السئول	للعلامہ کمال الدین محمد ابن طلحہ الشافعی	آل الرسول	المدنی
فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ	للعلامہ نور الدین علی بن محمد المعروف بہ ابن صباغ المالکی المکیؒ	صراط السوی فی المناقب آل النبی	للعلامہ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری
مودۃ القربی	سیدنا علی الصدانیؒ	معارج العلی فی مناقب المرتضی	محمد صدر عالم
مفتاح النجا فی مناقب فضی المرتضی	للعلامہ میرزا محمد معتمد خان جنبشانی	توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل	شہاب الدین احمد
المناقب	للفقیہ ابن المغازلی المالکیؒ	الخصائص العلویہ علی سائر البریہ	لابی الفتح محمد بن علی بن ابراہیم الشیخانی
ینابیع المودہ	للعلامہ سلیمان الحنفی البلخی	فتح المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب	للحافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبیؒ
جزء فضائل اہل البیت	للحافظ البزارؒ	مرأۃ المومنین فی مناقب اہل بیت سید المرسلین	للمولوی ولی اللہ لکھنویؒ
المناقب	للقاضی شہابؒ الدین الدو آبادی	درر السمطین فی فضل المصطفے و المرتضی والسبطین	لجمال الدین محمد یوسف الزرندیؒ
شرف النبوۃ	للعلامہ ابو سعیدؒ	عرف الوردی فی اخبار المہدی	للسیوطیؒ
اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفے وفضائل اہل بیتہ الطاہرین	للعلامہ محمد بن علی صبانؒ	مناقب حیدریہ	للشیخ احمد بن علی بن ابراہیم الانصاری الیمنی الشیخانیؒ
تذکرہ خواص الامتہ فی احوال الائمہ	للعلامہ یوسف سبط ابن الجوزیؒ	عقد للآل فی فضائل الآل	للشیخ عبداللہ العیدروسؒ
احیاء المیت بفضل اہل بیتؑ	للعلامہ جلال الدین السیوطیؒ	ذخیرۃ المآل فی شرح عقد جواہر اللآل	للشیخ احمد بن عبدالقادر العجیلی الشافعیؒ
المناقب	للحافظ الدین محمد بن احمد النجمیؒ	سعادت الکونین	لم اقف علی اسم مولفہ
رسالہ فضائل اہل بیت	للسید عبدالرحمٰن الاجہوری الشافعیؒ	تنفید العقود والسنیہ تمہید الدولتہ الحسینۃ	لرضی الدین محمد بن علی بن حیدرؒ
عمدۃ المطالب فی انساب آل ابی طالب	لجمال الدین احمد المعروف بابن عقبہؒ	القول الجلی فی فضائل علیؑ	للسیوطیؒ

ریاض الفضائل	للشیخ محمد الواعظ الروی	دعاء الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ	لعبید اللہ بن عبداللہ الحکانیؒ
وسیلہ المال فے عد مناقب الآل	شیخ احمد بن الفضل بن محمد با کثیر المکی الشافعیؒ	اسنی المطالب فے فضل علی بن	للشیخ ابراہیم بن عبداللہ الوصابیؒ
کتاب الصفوۃ بمناقب بیت آل النبوہ	لعبدالروف المناویؒ	ابی طالب	الیمنی الشافعیؒ
الفتح المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین	للعلامہ رشید الدین خان الدہلویؒ		

باب اول

جناب امیر علیہ السلام کی اسماء مبارک میں

موسوم

بکفایت الهمیه ببرکت اسماء ابی الائمه

اسد: قال ابن الاعرابی کانت فاطمته بنت اسدام علی حاملا بعلی و ابو طالب غائب فوضعته ذتمه اسد التحیی به ذکر ابیها فلما قدم ابو طالب سماه علیا (الیواقیت لا بی عمر الزاهدی)

ابن اعرابی کا قول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد حمل سے تھیں اور ان کے وضع حمل کے وقت ابو طالب کہیں گئے ہوئے تھے اور جناب امیر تولد ہوئے جناب فاطمہ بنت اسد نے اپنے والد کے نام پر ان کا نام اسد رکھا تا کہ ان کے والد کا نام ان کے ذریعہ سے زندہ رہے۔ جب ابو طالب تشریف لائے تو ان کا نام علی رکھا۔

قال عطاء انما سمعته امهٗ حیدره بدلیل قوله یوم خیبر. انا الذی سمتنی امی حیدره (تذکرہ خواص الامه) عطا کہتے ہیں کہ جناب امیر کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام حیدر رکھا تھا۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ خیبر کے روز آپ نے اپنے رجز میں فرمایا ہے۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر یعنی شیر رکھا ہے۔

و قال علی بن برھان الدین الحلبی الشافع فی سیرۃ الحلبیتہ و یقال ان ذالک کان کشف من علی فان مرحبا کان رای فی تلف اللیلتہ فی المنام اسدا افترسہ فذکرہ علی لیخیفہ حافظ برہان الدین الحلبی الشافعی سیر حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر کا اپنی رجز میں اپنے باپ کو حیدر کہنا یہ ایک کشفی امر تھا کہ اسی رات مرحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس کو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا ہے۔ پس جناب امیر نے اس کو خوف دلانے کے لیے اس کا ذکر کیا کہ میں وہ شیر ہوں جسے تو نے خواب میں دیکھا ہے۔

و قال بعضھم لان ابا طالب کان غائبا حین ولد فسمتہ امہ حیدرہ و قیل فی حکایتہ انھما سمتہ حیدرہ لان علیا کان رضعیا و ھو فی البیت و حدہ و کانت امہ خارجتہ فی بعض الحاجات و کان منزلھم یحنب جبل مکتہ فنزلت حیتہ و ھمت لقتل علی فمدیدہ و اخذ الحیتہ و امسکھا فماتت فی یدہ فدخلت امہ ورات الحیتہ مقتولتہ فی یدہ فقالت حیال اللہ یا حیدرہ لذالک سمی حیدرہ رنقلبہ نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن عبدالحسین الستلانی المرندی فی مناقب الاصحاب بعض کہتے ہیں کہ جب جناب امیر تولد ہوئے اس وقت ابوطالب گھر میں نہیں تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کا نام حیدر رکھا۔ ایک حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جناب امیر ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے اور گھر میں تن تنہا آپ کی والدہ ماجدہ گھر سے باہر کسی کام کو گئی ہوئی تھیں اور ان کا گھر مکہ میں تھا ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا ایک سانپ پہاڑ سے اترا اس نے جناب امیر کو قتل کرنا چاہا جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر اس کو مضبوط پکڑ لیا وہ جناب کے ہاتھ میں ہی مر گیا۔ اتنے میں آپ کی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائیں اور سانپ کو ان کے ہاتھ میں مرا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں اے میرے شیر خدا آپ کو زندہ رکھے۔ اس لیے آپ کا نام حیدر مشہور ہو گیا۔

علی: جناب امیر کے علی نام ہونے کی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں هو اسم سمته به امه عند و لا دته (تذكرة خواص الامه) یعنی ان کی والدہ ماجدہ نے ان کی ولادت کے وقت ہی ان کا نام علی رکھا تھا۔

و قيل فلما علا على علي كتفي رسول الله صلى الله عليه وسلم لسكر الا صنام سمى على من العلوو الر فعتو الشرف. (تذكره خواص الامه) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑنے کے لیے چڑھے اس وقت سے شرف اور علو اور رفعت کی وجہ سے آپ کا نام علی پکارا گیا۔

عن ابن عباس قال كانت امه إذا دخلت عل هبل التسجد له و هي حامل به على على بطفها فينعها من السجود سمي عليا (تذكره خواص الامه) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہیں کہ جناب امیر کی والدہ اپنے ایام حمل میں جس وقت کہ ہبل کے پوجنے کے لیے جاتیں اور سجدہ کا ارادہ کرتیں تو جناب امیر ان کے پہلو کی طرف چمٹ جاتے اور سجدہ کرنے سے ان کو روکے رکھتے اس وجہ سے آپ کا نام علی رکھا گیا۔

بعض کے نزدیک خود ابو طالب نے جناب امیر کا نام علی رکھا تھا۔ چنانچہ علامہ ابن یوسف گنجی بھی اسی بات کے قائل ہیں اور اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں اس کی تائید میں جناب ابو طالب کا ایک شعر پیش کرتے ہیں۔

سمیته بعلی کی ید و مله عز العلو فخر الغرا دومه

یعنی میں نے ان کا نام علی اس لیے رکھا ہے تاکہ سربلندی کی عزت ان کے لیے ہمیشہ رہے اور عزت کا فخر ان کو ہمیشہ اپنے ساتھ لیے رہے۔

عن ابی سیلمان راعی رسول الله صلى الله عليه وسلم بقول ليلته اسرے بی الی السماء و قل لی الجليل جل جلا له يا محمد من خلفت في امتک قلت خير ها قال اعلى بن ابی طالب قلت نعم يا رب قال يا محمد اطلعت الى اهل الارض اطلاعته

فاخترتک منها فشققت لک اسما من اسمائی فا نا الا علی و هو علی یا محمد انی خلقتک و علیا من سیفخ نو رمن و عرضته ولا تکما علی اھل السموات و الا رض فمن قبلھا کن عندک من المومنین و من جحد ھا کان من الکفرین (اخرجه الخوارزمی) جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلہ بان ابی سلیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ شب معراج پروردگار جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد کیا یا محمد تم اپنی امت میں اپنی جگہ کس کو چھوڑ آئے ہو۔ میں نے عرض کیا ان کے بہتر اور برتر کو۔ فرمایا کہ علی بن ابی طالب کو میں نے عرض کیا ہاں اسی کو پروردگار نے فرمایا محمد میں نے زمین والوں کو اچھی طرح سے دیکھ کر تم کو برگزیدہ کیا اور ناموں میں سے ایک نام تمہارے لیے مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں۔ پھر میں نے دوبارہ زمین کے لوگوں کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اس کے لیے یہی ایک نام اپنے ناموں سے اپنے ناموں سے مشتق کیا پس میں اعلی ہوں اور وہ علی ہے یا محمد میں نے تم کو اور علی کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا ہے اور تم دونوں کی ولایت کو آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا پس جس نے اس کو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا۔ اور جس نے اس سے انکار کیا کفار کے گروہ میں سے بن گیا۔

روضتہ الشہداء میں ملا حسین واعظ کاشفی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں کہ جب جناب امیر تولد ہوئے ابو طالب مہد کے پاس دیکھنے کو تشریف لائے جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر ان کے چہرہ کو خراشیدہ کیا۔ انہوں نے بی بی صاحبہ سے پوچھا تم نے ان کا نام کیا رکھا ہے انہوں نے جواب دیا میں نے ان کا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے۔ ابوطالب نے کہا ان کا نام ہمارے جداعلی جامع قبائل عرب قصی کے نام پر زید رکھنا چاہیے۔ اسی اثناء میں سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا گیا والدہ نے اسد اور والد نے زید کہا ہے آپ نے ارشاد کیا علی نام رکھنا چاہیے۔ جناب امیر کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا میں نے ایک روز ہاتف سے یہی نام سنا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ جناب امیر کے نام رکھنے کی نسبت جناب ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد میں باہم تکرار ہونے لگی۔ آخر کار دونوں فیصلہ کے لیے کعبہ میں گئے

جناب فاطمہ بنت اسد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا۔

یبین لنا بحکمک المرضی　　　ما ذا تری من اسم ذی الصبح

یعنی اے پروردگار اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ کہ تیرے رضا ہو مجھے اس سے آگاہ کر۔ اتنے میں غیب سے ندا آئی۔ فاسمہ مز شا مخ العلی علی اشتق من العلی یعنی اس کا نام علی ہے۔ علی مشتق ہے العلی سے جو خدائے پاک کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے۔

قیل لما قربت و لا دۃ علی حضرا بوہ ابو طالب الکعبتہ و تعلق باستاد ھا . اد عوک یا ذو الغسق الدجی و الفلق المنج ملضی . بین لنا عن حکمک المرضی. ما ذا تری من اسم ذ الصبی. فھتف بہ ھاتف خاطبتنا بالوالد السوے. الطیب المھذ ی المرضی. ان اسمہ فی شامخ العلی. علی اشتق من العلی (ذکرہ نجم الدین فخر الا سلام ابو بکر بن محمد بن الحسین السیتا المرندی فی مناقف الصحابتہ) روایت ہے کہ جب جناب امیر تولد ہوئے تو ابو طالب نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر یہ شعر پڑھا۔ میں تجھے پکارتا ہوں۔ اے صاحب اندھیری رات اور مالک صبح روشن کے ہم سے اپنی رضا کا حکم کر جو نام کہ تو اس لڑکے کا مناسب سمجھے۔ ناگاہ ہاتف نے پکارا۔ تو نے ہم سے اس پاک اور مہذب اور ستودہ لڑکے کی نسبت پوچھا ہے اس کا نام آسمان کی بلندیوں میں علی ہے اور وہ مشتق ہے العلی سے خدائے پاک کی اسماء الحسنیٰ میں سے ہے۔

کنیت

ابو الحسن : عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان البحر مدا دا و لا شجارا قلاما و الانس کتابا و الجن حسابا ما لحصو وفضائک یا ابا الحسن (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام دریا سیاہی اور درخت قلم اور انسان کاتب اور جن محاسب بن جائیں تاہم اے ابو الحسن تیرے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے۔

ابوالحسین: عن علی قال کان الحسن یدعونی فی حیواۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابا حسین و الحسین یدعونی ابا حسن و لا یریان ابا لا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات دعونی باھما (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جناب امیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں حسن مجھ کو ابا حسن اور حسین ابا حسین کہا کرتے تھے۔ اور مجھ کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ جناب رسول خدا کو اپنا باپ جانتے تھے۔ جب حضرت رحلت فرما گئے تو مجھے ان دونوں نے ابا حسن اور ابا حسین کہنا چھوڑ دیا۔

ابومحمد: خوارزمی کہتا ہے کہ جناب امیر اس کنیت سے بھی پکارے جاتے تھے کیونکہ ابن حنفیہ کا نام محمد تھا جن کے پیدا ہونے کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بیان فرمائی تھی۔

ابوالریحانتین: عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی قبل موتہ بثلاث سلام علیک یا ابا الریحانتین او صیک بریحانتیّ فی الدنیا فعن قلیل ینھد (یذھب) رکناک و اللہ خلیفتی علیک فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علی ھذا احد الرکنین الذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ماتت فاطمۃ قال ھذا الرکن الاخر (اخرجہ احمد و ابو بکر بن مردویہ) جابر سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے تین روز پہلے حضرت امیر سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اے ابا الریحانتین تجھ پر سلام ہو میں تجھے اپنے دونوں پھول کے پودوں کے لیے دنیا میں وصیت کرتا ہوں عنقریب تیرے دونوں رکن جاتے رہیں گے اور پروردگار میرا خلیفہ اور نگہبان تجھ پر رہے گا۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا جناب امیر فرمانے لگے۔ یہ ان دونوں رکنوں میں سے پہلا رکن تھا جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ جب جناب فاطمہ رحلت فرما گئیں جناب امیر نے فرمایا یہ دوسرا رکن تھا۔

ابوتراب: (۱) عن سهل بن سعد قال استعمل عل المدينته رجل من ال مروان قال ندعا سهل بن سعد فامره از یشتم علیا قال فا بی سهل فقال امام اذا ابیت فقل لعن الله ابا تراب فقال سهل ما کان لعلی اسم لحب و ان کان نیفرح اذا دعی فقال له اخبرناعن قصته لم سمی با تراب فقال جاء رسول الله صلی الله علیه وسلم بیت فاطمته فلم یجد علیاً فقال این ابن عمک فقالت کان بینی و بینه شئی تعاضبنی فخرج و لم یقل عندی فقال رسول الله صلی علیه وسلم لا نسان انظر این هو فقال رسول الله هو فی المسجد راقد فجاء رسول الله صلی الله علیه وسلم و هو مضطجع قد سقط رداء ه عن شقه فا صا بته تراب فجعل رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسحه عن یقول قم یا با ابا تراب (اخرجبه البخاری و المسلم) سہل بن سعد کہتے ہیں ایک دفعہ آل مروان کا ایک آدمی مدینہ میں عامل ہو کر آیا اور سہل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا تو جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دے سہل نے انکار کیا عامل نے کہا اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو صرف اتنا ہی کہہ دے کہ نعوذ باللہ جناب ابوتراب پر ہو سہل نے کہا جناب امیر کے نزدیک اس نام سے کوئی نام زیادہ پیارا نہ تھا جب آپ اس نام سے پکارے جاتے تو نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں یہ بتا کہ جناب امیر کا نام ابوتراب کیوں رکھا گیا۔ سہل نے کہا ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ علی علیہ السلام کو موجود نہ پاکر جناب سیدہ سے پوچھا تیرا چچا زاد کہاں ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کیا۔ ہم دونوں میں کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور آج گھر میں قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جاکر دیکھو کہ وہ اس وقت کہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور ان کو سوتا ہوا پایا اور دیکھا کہ کندھے سے ردا اتری ہوئی ہے اور پہلو مٹی سے آلودہ ہو رہا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بدن سے مٹی پونچھنے لگے اور فرمانے لگے اے ابو تراب اٹھ اے ابوتراب۔

(۲) عن ابن عباس قال اخی رسول الله صلی الله علیه وسلم من المهاجرین و الا نصار و هو انه صلی الله علیه وسلم اخی بین ابی بکر و عمر رضی الله عنهما و بین عثمان و عبدالرحمن بن عوف و اخی بین طلحه و الزبیر و اخی بین ابی ذر الغفاری و القمداد رضوان الله علیهم اجمعین و لم یواخ بین علی بن ابی طالب و بین احد منهم خرج علی مغضبا حتی اتی جذ ولا مزا الارض و توسد ذرا عیه و نام فیهما فسفی علیه الریح التراب فطلبه النبی صلی الله علیه وسلم فوجدهٔ علی تلک الصفته فوکز برجله و قال له قم سما صلحت الا تکون ابا تراب اغضبت حین اخیت بین المهاجرین و الا نصار و لم اواج بینک و بین احد منهم اما ترضی ان تکون منی بمنزله هارون و موسی الا انه لا نبی بعدی. الا من احبک فقد حف بالا من و الایمان و من ابغضک اماته الله میته جاهلیته (اخرجه ابوبکر الخوارزمی)

ابن عباس کہتے ہیں جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اس کی یہ صورت قرار دی کہ جناب ابوبکر کو حضرت عمر کا اور حضرت عثمان کو عبدالرحمٰن ابن عوف کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابوذر غفاری کو مقداد کا بھائی بنایا۔ اور علی ابن ابی طالب باقی رہ گئے ان سے کسی کا رشتہ اخوت نہ ملایا جناب امیر نہایت غصہ میں جا کر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بنا کر زمین پر سو گئے۔ ہوا نے مٹی اڑا کر ان کے بدن کو گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ڈھونڈنے لگے اور ان کو اس حالت میں پایا اور اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا۔ تو نے ابوتراب بننے میں اپنی لیے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے جب میں نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسی کا بھائی نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسا ہارون موسیٰ سے تھے۔ لیکن میرے بعد نبی نہیں ہوگا جو کوئی تجھ سے محبت کرے گا وہ امن اور ایمان میں چھپا رہے گا اور جو شخص تجھ سے بغض رکھے گا خدا اس کو کافروں کی موت سے مارے گا۔

(۳) عن عمار بن یاسر قال کنت انا و علی رفیقین فی غزاۃ العشیرۃ فلما نزلها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھا را ء ینانا من نبی مدجح یعلمون في عن لھم فی نخل قال علی یا ابا الیقضان ھل لک ان ناتی ھو لا ء فننظر کیف یعملون فجئنا ھم فنظر نا الی عملھم ساعتہ ثمہ غشینا النوم ناطلقت نا و علی فی (۱) صور من النحل فی (۲) وقع من التراب فنمنا فو اللہ ما انتبھنا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحرکنا برجلہ و قد تتربنا من تلک (۳) الرفعاء فیو مئذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا تراب اما رایٔ علیہ من التراب قال الا احد ثکما با شفی الناس فقلنا بلی یا رسول اللہ قل (۴) احیمر ثمود الذی عقر الناقتہ و الذی یضربک فی ھذہ یعنی قرنہ حتی یبل منہ ھذہ یعنی لحیتہ (اخرجہ احمد فی المناقب و النسائی فی خصائص) و الحکم پسند صحیح.

عمار بن یاسر روایت کرتے ہیں کہ میں اور جناب امیر غزوہ ذی العشیرہ میں باہم رفیق تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر فروکش ہوئے ہم نے بنی مدبح کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کام کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب امیر نے مجھ سے کہا یا ابا الیقضان ۔ اگر تیرا منشاء ہو تو ہم چل کر دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہم دونوں ان کے قریب گئے اور گھنٹہ تک ان کے کام کو دیکھتے رہے۔ پھر ہم پر نیند نے غلبہ کیا اور ہم نخلستان میں جا کر زمین پر سو گئے۔ واللہ کسی نے ہم کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیدار نہ کیا۔ حضرت نے ہم کو پاؤں سے ٹھکرا سے جگایا۔ ہم بالکل گرد میں اٹے ہوئے تھے پس اس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو

---

۱ صور بالفتح نخل خورد

۲ وقع بتقتحسین برخاک افتاد

۳ الرقاء خاک

۴ احمیر تصغیر احمر لقب قراء بن سالف جس نے حضرت صالحؑ کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔

گرد آلود دیکھ کر ابوتراب کا خطاب دیا اور ارشاد کیا کہ میں تم کو دو سخت بدبختوں کی خبر دوں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو ثمود کی قوم کا احمیر نام رکھنے والا جس نے ناقہ صالح کے پاؤں کاٹ ڈالے تھے۔ اور ایک وہ شخص ہے جو یا علی تیرے اس مقام پر یعنی سر پر ضرب لگائے گا اور اس کے خون سے یہ یعنی تیری ریش مبارک تر کرے گا۔

ابوالسبطین: عن ابن عباس قال از رسول الله صلی علیه وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد الله و اثنی علیه فو عذ و خوف و حذر ثم بکا و قال این علی ابن ابی طالب فوثب علی قائما علی قدمیه فقال ها انا یا رسول الله فقال ادت فدنامنه و ضمه الی صدره و قبل بین عینیه ثم بکا حتی ما حیث موعه علی خلده فقال یا علی صوته یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ الهاجرین و الا نصار هذا اخی و ابن عمی و ختنی و لحمی و د می هذا ابو السبطین الیحن و الحسین سید اشباب اهل الجنته هذا مفرح الکرب عنی هذا اسد الله فی ارضه و سیفه المسلوک علی عدائه فعلی مبغضیه لعنته الله و لعنته اللا عنین و الله منه بری و انا منه بری فمن احب ان یبرأ من الله منی فلیتبراء منه فلیبلغ الشاهد منکم الغائب. (اخرجه ابو سعد عبدالملک بن ابی عثمان محمد الواعظ انحر کوشی فی شرف النبوة)

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد وثناء کے بعد وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الٰہی سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیر جلدی سے اچھل کر اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے تو آپ نے ان کو اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے پھر با آواز بلند ارشاد کیا اے گروہ اہل اسلام یہ علی بن ابی طالب شیخ المہاجرین والانصار ہے۔ یہ میرا بھائی ہے اور میرا ابن

عم اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یہ ابو السبطین یعنی امام حسن اور حسین کا باپ ہے۔ جو اہل جنت کے نو جوانوں کے سردار ہیں۔ یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے۔ یہ خدا کی زمین پر خدا کا شیر ہے اور اس کے دشمنوں کے لیے اس کی برہنہ شمشیر ہے اس کے دشمنوں پر خدا اور خدا کے فرشتے لعنت کرتے ہیں اللہ ان سے بے زار ہے میں ان سے بے زار ہوں۔ پس اگر کوئی خدا کی اور میری بیزاری کو چاہتا ہو تو وہ اس سے بے زاری اختیار کرے۔ تم حاضرین میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ غائبوں کو اس سے آگاہ کرے۔

القاب

امیر المومنین: (۱) عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى صحن الدار نائما و اذا رائسه فے حجرد حيته الكلبى فدخل على فقال السلام عليک كيف اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بخير قال دحيته انى لا حبک و ان لک مدحته از فها اليک انت امير المومنين و قائد الغر المحجلين انت سيد و لد ادم ما خلا النبين و المرسلين لواء لحمد بيدک يوم القيمته تزف انت و حزبک مع محمد صلى الله عليه وسلم وسلم و حزبه الى الجنان زفا و قد افلح من تو لاک و خسر من تخلاک محبو محمد صلى الله عليه وسلم محبوک و مبغضوا محمد مبغضوک لن ينا لهم شفاعته محمد صلى الله عليه وسلم ادن منى يا صفرة الله فا خذ راس النبى صلى الله عليه وسلم فوضعه فى حجرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا الهمهمته فا خبره الحديث قال لم يكن دحيته الكلبى كان جبرئيل سماک باسم سماک الله به و هو الذى القى محبتک فى صدور المومنين و رهبتک فى صدد ر الكافرين (اخرجه ابوبكر ابن مردويه)

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی کے آغوش میں سر رکھے

ہوئے اپنے دولت خانہ کے صحن میں استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور سلام علیک کہہ کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا۔ دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور میں تم سے محبت رکھتا ہوں آپ کے چند مناقب مجھے معلوم ہیں جن کو میں آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفید ہاتھ اور پاؤں اور منہ والوں کے پیشوا ہیں آپ سوا انبیاء و مرسلین کے تمام بنی آدم کے سردار ہیں قیامت کے روز لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور آپ کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ان کے گروہ کے ساتھ جنت میں سیر کرتا ہوگا بہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص جس نے آپ سے تولا رکھی اور نقصان اٹھایا اس نے جو آپ سے علیحدہ ہو گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ آپ کے محبّ ہیں اور ان کے دشمن آپ کے دشمن ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہرگز بہرہ یاب نہ ہوں گے اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لا جب جناب امیر اس کے قریب گئے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنے آغوش سے لے کر ان کے آغوش میں رکھ دیا۔ اتنے میں سرکار نے خواب سے بیدار ہو کر پوچھا یہ کیسا شور تھا۔ جناب امیر نے دحیہ کا تمام ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا یہ دحیہ نہیں تھے بلکہ جبرائیل تشریف لائے تھے۔ تاکہ جن القاب سے پروردگار نے تمہیں ممتاز کیا ہے ان سے تمہیں آگاہ کریں۔ خدا تعالیٰ نے تمہاری محبت کو مومنین کے سینہ میں القا کیا اور تمہارے خوف کو کافروں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔

(۲) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا انس اسکب الوضیین لی وضوء و ماء فتوضی و صلی ثم انصرف فقال یا انس اول من مزید خل علی الیوم فهوا امیر المومنین و سید المسلمین و خاتم الوصیین و امام الغر المحجلین فجاء و علی و ضرب الباب فقال من هذا یا انس علی قال افتح له له فدخل (اخرجه ابن مردویه) انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھ کو فرمایا کہ اے انس پانی لاکر ہمیں وضو کرا میں پانی لایا اور حضرت نے وضو کیا۔ اور نماز پڑھی۔ نماز

سے فارغ ہو کر مجھے ارشاد کیا اے انس جو شخص آج سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ مومنوں کا میر و اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا خاتم اور سفید ہاتھ اور سفید منہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت نے پوچھا اے انس یہ کون ہے میں نے عرض کیا علی ہیں آپ نے فرمایا دروازہ کھول دے میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیر حضرت علی کے پاس تشریف لے آئے۔

(۳) عن بریدة قال امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نسلم علی علی بیا امیر المومنین (اخرجه ابن مردویه) بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ نے ہم کو حکم دیا ہوا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو یا امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کریں۔

(۴) عن سالم مولی علی قال کنت علی فی ارض له هو بحر نها حتی جاء ابوبکر و عمر رضی الله عنهما فقالا السلام علیک یا امیر المومنین و رحمته الله و برکاته فقیل کنتم تقولون فی حیواة النبی صلی الله علیه وسلم ذلک فقال عمر هو امر نا (اخرجه ابن مردویه) جناب امیر علیہ السلام کا غلام سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں جناب امیر کے ساتھ ان کی زمین پر تھا اور وہ اس کی کاشتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان کے ملنے کو آئے اور السلام علیک یا امیر المومنین و رحمتہ اللہ و برکاتہ کہہ کر سنت اسلام ادا کی کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمر نے جواب دیا کہ حضرتؐ نے ہم کو یہ حکم دیا تھا۔

(۵) عن حذیفته بن الیمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو علم الناس متی سمی علی امیر المومنین ما انکر و افضله سمی امیر المومنین و ادم بین الروح و الجسد فقال الله تبارک و تعالی ابا ربکم و محمد نبیکم و علی امیر کم (خرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار) حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ علی کا نام امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز اس کے

فضائل سے انکار نہ کرتے علی کا نام اس وقت سے امیر المومنین ہوا ہے کہ ابھی آدم روح اور جسد کے درمیان تھے اس وقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا نبی اور علی تمہارا امیر ہے۔

(۶) عن ابن عباس قال دخل علی علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عندہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہما فجلس بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین عائشہ فقالت ما کان لگ ان تجلس بین فخذی فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ظہرِ ھا و قال مہ لا تو ذینی فی اخی فانہ امیر المومنین و سید المسلمین و قائد الغراب الحجتللین یوم القیامتہ یقعد علی الصراط فیدخل اولیاء فی الجنتہ و یدخل اعداء فی النار (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف رکھتے تھے اتنے میں جناب امیر تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین کے درمیان میں بیٹھ گئے۔ بی بی عائشہ جھنجھلا کر بولیں کیا میری ران پر بیٹھنے کے سوا آپ کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہ کی پشت پر ہاتھ مار کر کہا کہ چھوڑ میرے بھائی کے بارے میں تو نے مجھے ایذا دی۔ یہ مومنین کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور سفید ہاتھ اور سفید منہ والوں کا پیشوا ہے۔ قیامت کے روز یہ پل صراط پر بیٹھے گا اور اپنے دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کرے گا۔

(۷) عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام حبیبتہ بنت ابی سفیان یا ام حبیبتہ اعترلینی فا نا علی حاجتہ ثمد دعا بوضوء فاحسن الو ضوء ثم قال ان اول من یدخل ھذا الباب امیر المومنین و سید العرب خیر الوصیین و الی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللھم اجعلہ رجلا من الا نصار فاذا ھوا علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں رونق افروز تھے۔ام حبیبہ سے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم ہم سے تھوڑی دیر کے لیے علیحدہ ہو جاؤ۔ کیونکہ ہمیں ایک ضروری امر در پیش ہے۔ پھر آپ نے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص کہ سب سے اول اس دروازہ سے گھسے گا مومنوں کا امیر اور عرب کا سردار اور تمام اوصیاء سے بہتر اور سب لوگوں سے برتر ہوگا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے دل میں فرمانے لگا الٰہی وہ شخص جس کے لیے حضرت نے یہ کچھ فرمایا ہے وہ انصار میں سے ہو۔ ناگہاں جناب امیر علیہ السلام دروازے سے گھس آئے۔

(۸) عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الاٰن ید خل سید السلمین و امیر المومنین و خیر الوصین اذا طلع علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم و الی و الی فجلس بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح العرق مر جیھته و وجه یمسح به وجه علی و یمسح العرق من وجه علی و یمسح به وجھه فقال له علی یا رسول اللہ انزل فی شئی قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلته ھارون من موسی الا انه لا بنی بعدی انت اخی و وزیری و خیر من اخلف بعدی نقضی دینی و تبخز و عدی و تبین لھم ما اختلفون من بعد و تعلمھم تاویل القرآن ما لم یعلموا و تجاھد ھم علی التاویل کما جاھد تھم علی التنزیل (اخرجه الدیلمی و ابن مردویه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا امیر اور اوصیاء کا بہتر یہاں آئے گا۔ ناگہاں جناب امیر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار تیرے قربان۔ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک اور جبین مبین کا عرق ان کے چہرہ پر اور ان کے چہرے کا عرق اپنے چہرہ اقدس پر ملنے لگے۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تیرے منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ موسیٰ سے ہارون کی لیکن نبی

میرے بعد نہیں ہونے والا۔ تو میرا بھائی اور وزیر ہے جن کو میں اپنے بعد میں چھوڑ جاؤں گا۔ ان سب سے تو افضل ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے وعدے کو پورا کرنے والا جن امور میں کہ لوگ میرے بعد اختلاف کریں گے تو اس کو رفع کرنے والا ہے۔ تو ان سے قرآن کے معنی بیان کرے گا۔ اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کرے گا۔ جیسے کہ میں نے قرآن کی تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

(۹) عن رافع مولی عائشه قال کنت غلاما اخد مها فکنت اذا کان رسول الله صلی الله علیه وسلم عند ها ا کون قریبا اعا طیها قال فبینما رسول الله صلی الله علیه وسلم عندها ذات یوم انجاء و جاء فدق الباب قال فخرجت الیه فاذا جاریته معها انا ء مغطے قال فرجعت الی عائشه فخبر تها. فقالت ا د خلها فدخلت فوضعت بین یدی عائشه فوضعته بین یدے رسول الله صلی الله علیه وسلم فجعل یا کل و خرجت الجاریته فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیت امیر المو منین و سید المسلمین و امام التقین عندی یا کل معی فجاء جاء فدق الباب فخرجت الیه فا ذا هو علی قال فرجعت فقلت هذا علی فقال صلی الله علیه وسلم ادخله فلما دخل قاله النبی صلی الله علیه وسلم مرحبا و اهلا لقد تمنیتک و مرتین حتی طوابطات علی لسالت الله عز و جل ازیاتی بک احبس فکل (اخرجه ابن مردویه)

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا غلام رافع روایت کرتا ہے کہ میں ام المومنین کے پاس رہا کرتا تھا اور ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جس وقت جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں رونق افروز ہوتے میں قریب تر رہتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تو میں حاضر کیا کرتا۔ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین کے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ ناگاہ ایک آنے والی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں خبر لینے کو باہر نکلا ایک لونڈی کو دیکھا کہ ڈھکا ہوا خوان لیے ہوئے ہے۔ میں نے لوٹ کر ام المومنین سے بیان کیا۔ انہوں نے اس کو گھر میں بلا لیا۔ اس لونڈی نے

خوان ان کے سامنے رکھ دیا۔ میں نے اٹھا کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھ دیا آپ اس میں سے تناول فرمانے لگے اور وہ لونڈی چلی گئی۔ آپ نے فرمایا کاش اس وقت امیر المومنین سید المسلمین امام المتقین بھی یہاں ہوتے تو ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت کرتے اتنے میں ایک شخص نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں دیکھنے نکلا اور جناب امیر کو دروازہ پر کھڑے ہوئے دیکھا لوٹ کر میں نے عرض کیا کہ جناب امیر دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں۔ حضور نے ان کو گھر میں بلا لیا۔ جب جناب امیر حاضر خدمت ہوئے سرکار نے مرحبا اور اہلاً کے الفاظ سے ممتاز کیا اور ارشاد کیا ہم نے دو دفعہ تمہارے آنے کی آرزو کی تھی اگر تم دیر کرتے تو میں تمہارے لیے پھر خدا سے دعا کرنے والا تھا۔ اور بیٹھو اور ہمارے ساتھ کھانا نوش کرو۔

(۱۰) عن معاویه بن ثعلبته قال مرض ابو ذر الغفاری مرضا شدید احتے اشرف علی الموت فوصی الی علی بن ابی طالب فقیل له لو اوصیت الی امیر المومنین عمر بن الخطاب کان احمد لو صیتک من علی فقال ابو ذر اوصیت و الله امیر المو منین حقا حقا (اخرجه ابن مردویه) معاویہ بن ثعلبہ اللیثی بیان کرتا ہے کہ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہو گئے تو جناب امیر سے اپنی وصیت بیان کی۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المومنین عمر بن الخطاب سے بیان کرتے تو تمہارے لیے یہ بہتر ہوتا۔ ابوذر کہنے لگے میں نے اپنی وصیت کو سچے امیر المومنین سے بیان کیا ہے۔

امام المتقین: (۱) عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عز و جل او حی الی فی علی انه امام المتقین (خرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار) جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پروردگار نے مجھ کو علی کی نسبت وحی بھیجی ہے کہ وہ تمام متقیوں کا امام ہے۔

(۲) عن انس بن مالک و النواس بن سمعان قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی مر حبا بسید المسلمین و امام المتقین (اخرجه الدیلمی و ابوبکر بن

مر دویه) انس بن مالک اورنواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا شاباش اے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام۔

(٣) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انک سید المسلمین و یعسوب المو منین و امام المتقین و قائد الفر المحجلین (اخرجه الدیلمی) جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنوں کے بادشاہ اور سفید ہاتھ اور سفید منہ والوں کے پیشوا ہو۔

(٤) عن عبد الله بن افعد زرارة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلته اسری بی انتهیت الی ربی عزوجل فاوحی الی فی علی بثلاث انه سید المسلمین و امام المتقین و قائد الفر المحجلین (اخرجه الحاکم و ابو نعیم و ابو مردویه و ابن قانع) عبداللہ بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب ہم اپنے پروردگار کے پاس پہنچے تو پروردگار نے مجھے علی کے تین القاب القاء فرمائے۔ کہ وہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔

ولی المتقین :عن علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم انک سید المرسلین و ولی المتقین و قائد الفر المحجلین (اخرجه الامام علی ابن موسیٰ الرضا علیه التحیته و الشافی سنده) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔

سید الصادقین :عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی سید الصادقین (تذکره خواص الامه فی احوال الائمه لسبط ابن جوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی سچوں کا سردار ہے۔

سید المسلمین: (۱) عن النواس بن سمعان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی مرحبا بسید المسلمین حین جاء ہ علی بن ابی طالب (اخرجه الدیلمی) نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت ان کو مرحبا اے مسلمانوں کے سردار کہہ کر پکارتے۔

(۲) عن انس قال بینما انا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ قال رسول الله صلی الله الا ن ید خل سید المسلمین فاذا طلع علی (اخرجه ابوبکر ابن مردویه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی ابھی سید المسلمین یہاں آئے گا اتنے میں جناب امیر حاضر خدمت ہو گئے۔

(۳) عن عبد الله بن اسعد بن زرارة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلته اسری بی انتهیت الی ربی عز و جل الی فی علی بثلاث انه سید المسلمین و و لی المتقین و قائد الفر المحجلین (اخرجه ابن مردویه) عبداللہ بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب ہم نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی پروردگار نے علی کے تین لقب ہم کو الہام کیے کہ وہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔

سید المومنین: عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی او حی الی فی علی ثلاثته اشیاء لیلته اسری بی انه سید المو منین و امام المتقین و قائد العز المحجلین (اخرجه الدیلمی) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بتحقیق شب معراج میں پروردگار نے مجھ کو علی کے تین لقب القاء فرمائے کہ وہ مومنوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا

پیشوا ہے۔

سید العرب: (۱) عن الحسن بن علی علیه السلام قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ادعوا الی سید العرب علیا فقالت عائشته الست سید العرب قال انا سید و الا دم و علی سید العرب فلما جاء ه ارسل الی الانصار فاتو قال ھذا سید العرب فاحبوه بحبی و اکرمن بکرکی فان جبرائیل اخبرنی با لذی قلت لکم عن الله عز و جل (قال ابو نعیم فی حلیته الا برار رواه ایضا ابو البشر عن سعید بن جبیر) و اخرجه محب الطبری فی الریاض النضره و الطبرانی فی الکبری عن ابی لیلی عن الحسن قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا انس انطلق فاد ع سید العرب الای اخر الحدیث جناب امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے سردار کو میرے پاس بلالاؤ۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کہنے لگیں کیا آپ عرب کے سردار نہیں آپ نے فرمایا میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں۔علی عرب کے سردار ہیں جب علی تشریف لائے تو حضرت نے انصار کو بلا بھیجا جب تمام انصار حاضر ہوگئے آپ نے فرمایا یہ یعنی علی تمام عرب کے سردار ہیں۔ میری دوستی کی وجہ سے ان کو دوست رکھو اور میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو۔ بہ تحقیق جبرائیل علیہ السلام نے خدا کا یہ پیغام مجھ کو دیا ہے جو میں نے تم سے بیان کیا۔

(۲) عن ام المومنین عائشه قالت کنت عند النبی صلی الله علیه وسلم اذ دخل علی فقال ھذا سید العرب فقلت بابی و امی انت سید العرب فقال انا سید العالمین و ھو سید العرب (اخرجه البیھقی و الحاکم) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ عرب کے سردار ہیں فرمایا میں تمام عالم کا سردار ہوں یہ عرب کا سردار ہے۔

(۳) عن مسلمته بن نفیل مرسلا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعائشہ یا عائشہ ان اسرک ان تنظری سید العرب فانظرے الی علی قالت الست سید العرب قال انا امام المتعلمین و سید العالمین و ھذا سید العرب (اخرجہ الخطیب فے تاریخ) مسلمہ بن نفیل سے مرسلاً روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے عائشہ اگر تو عرب کے سردار کو دیکھنا چاہتی ہے تو علی کو دیکھ لے۔ ام المومنین نے عرض کیا کیا آپ عرب کے سردار نہیں فرمایا میں تمام علم حاصل کرنے والوں کا امام اور تمام جہانوں کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے۔

(۴) اخرج الدار قطنی ابن عباس و الحاکم عنہ و عن جابر قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ انا سید و الد ادم و علی سید العرب دار قطنی ابن عباس سے اور حاکم ابن عباس اور جابر عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔

سید فی الدنیا و الاخرہ : عن ابن عباس قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال انت سید فی الدنیا و الاخرہ (اخرجہ ابو عمرو الحاکم و الخطیب و زاد فیہ الدیلمی مزاحبک فقد احبنی و حبیبک حبیب اللہ و من ابغضک فقد الغضنی و بغیضک بغیض اللہ الویل لمن البغض من بعدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی طرف نظر کر کے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے۔ ابو عمر و اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسی قدر لفظوں سے روایت کیا ہے لیکن شیرویہ دیلمی نے فردوس الاخبار میں یہ لفظ اس حدیث کے ساتھ اور روایت کیے ہیں کہ یا علی جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت اور تیرا دوست خدا کا دوست ہے اور جس نے تجھ سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اس پر افسوس ہے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے۔

قائد الغر المحجلین : عن عبد الله بن حکیم الجهنی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تبارک و تعالی اوحی فی علی ثلاثته اشیاء لیلته اسری بی بانه سید المومنین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین (اخرجه الطبرانی) عبداللہ بن حکیم الجہنی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جناب ایزدی نے ہم کو علی کے تین خطاب القاب فرمائے کہ وہ مومنوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور جن کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید اور نورانی ہیں ان کے پیشوا ہیں یعنی ان کو بہشت کے طرف لے جانے والے ہیں۔

یعسوب المومنین: (۱) عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال علی یعسوب المو منین و المال یعسو ب المنا فقین (اخرجه بن عدیٔ نقلت عن صواعق محرقه) جناب امیر فرماتے ہیں کہ بالتحقیق جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقون کا بادشاہ ہے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی هذا اول من امن بی و هذا یعسوب المو منین (اخرجه الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت ارشاد کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ مومنوں کا سردار ہے۔

صدیق الاکبر: عن معاذة العدو یته قالت سمعت علیا علی المنبر منیر البصیرة یقول انا صدیق الاکبر (الریاض النضره فی فضائل العشره لحمب الطیری) معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے بصرہ کے منبر پر جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں صدیق اکبر ہوں۔

(عن) ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی انت

اول من امن بی و صدق و انت صدیق الاکبر (اخرجه الحاکم نقلت من الریاض النضرہ) ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کو فرمارہے تھے تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بید علی فقال ان هذا اول من امن بی و هذا فاروق هذاه الا مته و هذا یعسوب المو منین و هذا من یصا فحنی یوم القیمته و هذا صدیق الاکبر (اخرجه الطبری و الدیلمی و الطبرانی فی الکبیر فی المسند سلمان) سلمان فارسی اور ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا بہ تحقیق یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور یہ اس امت میں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور یہ مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر) ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرے گا اور یہ صدیق اکبر ہے۔

(۴) عن عباده بن عبدالله قال علی انا عبدالله و اخو رسول الله صلی الله علیه وسلم و انا صدیق الاکبر لا یقولها ذالک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجه احمد فی المناقب و النسائی فی الخصائص و الحاکم فی المستدرک و حافظ ابو زید عثمان ابن ابی شیبته فی سننه و ابن عاصم فی السنته و حافظ ابو نعیم فی الحلیته و العقیلی) عباد بن عبداللہ کہتے ہی کہ جناب امیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ ہوں اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سات برس سب سے پہلے نماز پڑھی۔

(۵) عن معاذة عن العدویته قالت سمعت علیا یقول علی المنبر منبر البصرة انا صدیق الاکبر امنت قبل ان یو من ابو بکر و اسلمت قلت ان یسلم ابو بکر (نقله

ابن قتیبہ فی المعارف) معاذۃ العدویہ کہتے ہیں میں نے بصرہ کے منبر پر جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں صدیق اکبر ہوں قبل اس کے کہ ابوبکر صدیق ایمان لاتے میں ایمان لایا ہوں اور ابوبکر کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا ہوں۔

(۶) عن ابن عباس و ابی لیلی قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثتہ حبیب النجاب مو من الیاسین الذی قال یا قوم اتبعو المرسلین و خرقیل مومن ال فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ و علی بن ابی طالب ھو افضلھم (اخرجہ النجاری عن ابن عباس و احمد عن ابی لیلی) ابن عباس اور ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہیں۔ اول حبیب النجار الیاسین (یعنی جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین) پر ایمان لانے والے جس نے کہ یہ کہا تھا اے میرے قوم کے لوگو نبیوں کے متابعت کرو۔ اوز فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا خرقیل جس نے یہ کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا پالنے والا خدا ہے۔ اور علی بن ابی طالب کہ ان سے افضل ہے۔

(۷) عن ابی عباس فی قولہ تعالی من یطع اللہ و الرسول فا و لئک مع الذین انعم اللہ علیھم قال علی یا رسول اللہ ھل نقدر علی ان نزورک فی الجنتہ قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم امتہ فنزلت ھذاہ الایتہ او لئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا ندعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ تعالی قد انزل بیان ما سئلت فجعلک رفیق لا نک اول من اسلم و انت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الجحام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے (جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہم حضور کو

جنت میں بھی دیکھ سکیں گے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے وہ اس پر سب سے پہلے اسلام لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی (کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے اور یہ لوگ ان کے اچھے رفیق ہوں گے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے مجھ پر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۴) عن علي قال قال لي رسول الله صلي عليه وسلم ليس في القيمته غير نا اربعته فقام رجل من الا نصار فقال فداک ابي و امي من هم يا رسول الله انا علي البراق و اخي صالح علي ناقته الله التي عقرت و عمي حمزة علي ناقته تعضباء و اخي علي علي ناقته من نوق الجنته بيده لوا ء الحمد ينادي لا اله الا الله محمد رسول الله فيقول الا دميون ما هذا الا ملكا مقربا لو نبياء مرسلا ان حامل العرش فيجيبهم ملک من بطنان العرش يا معشر الا د ميين ليس هذا ملكا مقربا و لا بنيا مرسلا و لا حامل عرش هذا الصديق الاكبر علي ابن ابي طالت (اخرجه ابو جعفر القعيلي)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا پانچواں شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرت نے فرمایا ایک تو میں ہوں کہ براق پر سوار ہوں گا اور میرا بھائی صالح بھی اس ناقۃ اللہ پر سوار ہوگا جس کے پاؤں کاٹے گئے تھے۔ اور میرا چچا حمزہ ناقہ غضبا پر سوار ہوگا اور بھائی علی جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور ان کے ہاتھ میں لوار الحمد ہوگا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارتا ہو تمام آدمی کہیں گے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا حامل عرش ہے عرش کے اندر سے ایک فرشتہ جواب دے گا اے لوگو نہ یہ مقرب فرشتہ ہے اور نہ نبی مرسل اور نہ حامل عرش یہ صدیق اکبر علی ابن ابی

طالب ہے۔

فاروق الاعظم: (۱) عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی انت صدیق الاکبر و الفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق و الباطل (الریاض النضره فی فضائل العشره لمحب الطبری) ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب امیر سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبراور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی هذا اول من امن بی و هذاا اول من یصا یوم القیمته و هذا صدیق الاکبر و هذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق و الباطل و هذا یعسوب المو منین و المال یعسوب المناقفین (اخرجه الدیلمی) والطبرانی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے۔ اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملے گا اور یہ صدیق اکبراور فاروق اعظم اور مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر ہے) اور مال منافقوں کا امیر ہوتا ہے۔

(۳) عن ابی لیلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سیکون من بعدی فتنه فاذا کان ذالک فان مو لا علیا فانه الفاروق بیان الحق و الباطل (اخرجه الخوارزمی والدیلمی) وابن عبدالبرفی الاستیعاب ابولیلیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہوگا جب ایسا ہوتو تم ملازمت علی کی اختیار کرو بہ تحقیق وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

خاتم الوصیین: عن انس قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا انس اسکب لیے وضو فتوضی و صلی ثم انصرف فقال یا انس اول من ید خل علی الیوم امیر

المومنين و سيد المسلمين و خاتم الوصيين و امام الغر المحجلين فجاء علی حتی ضرب الباب فقال من هذا يا انس فقلت علی قال افتح له فد خل (اخرجه ابو بکر ابن مردويه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس پانی لاکر ہمیں وضو کرا پس حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آپ لوٹ بیٹھے اور ارشاد کیا آج جو شخص سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ امیر المومنین اور خاتم الوصیین اور سید المسلمین اور سفید ہاتھ اور پاؤں اور منہ والوں کا امام ہے۔ اتنے میں جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انس دروازہ پر کون ہے میں نے عرض کیا جناب امیر ہیں حضرت نے فرمایا دروازہ کھول دو میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیر اندر تشریف لے آئے۔

خیر الوصیین: عن انس قال بينما انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الان يد خل سيد المسلمين و امير المو منين و خير الوصيين اذ طلع علی ابن ابی طالب (اخرجه الديلمی و ابوبرک مردويه) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا ابھی اسی وقت سید المسلمین اور امیر المومنین اور خیر الوصیین آئے گا اتنے میں جناب امیر تشریف لائے۔

الوصی: (۱) عن ابی سعيد الحذری عن سلمان الفارسی قال قلت يا رسول الله لكل نبی و صی فمن وصيک فقال هل تعلم من وصی موسی قلت نعم يوشع بن نون قال لمقلت لا نه كان اعلمهم قال فان وصيی و موضع سری و خير من اترک بعدی و ينخز عدتی و يقضی دينی علی بن ابی طالب (اخرجه ابوبكر ابن مردويه) و الطبرانی فی الكبری فی مسند سلمان الفارسی ابوسعید حذری سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک نبی

کے لیے وصی ہوتا ہے حضور کا وصی کون ہے فرمایا تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون۔ حضرت نے فرمایا کیوں۔ میں نے گذارش کیا اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ آپ نے فرمایا پس میرا وصی اور میرا راز دار اور جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن انس بن مالک قال حدثنی سلمان انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یوقل اخی ووزیری و وصیی و خیر من اخلفت بعدے علی بن ابی طالب (اخرجه بن مردویه) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے افضل علی بن ابی طالب ہیں۔

(۳) عن سلمان قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم هل تدری من کان وصی موسی قلت یوشع بن نون فقال وصیی فی اهلی و خیر من اخلفه بعدے علی بن ابی طالب (اخرجه بن مردویه) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت نے فرمایا میرا وصی میرے اہل ہیں اور جن کو میں اپنے بعد میں چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں۔

(۴) عن بریدة قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم لکل بنی و صی و وارث و ان علیا و صیی و وراثے (اخرجه البغوی فی مجمعه و الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے۔

(۵) عن انس قال قلنا سل النبی صلی الله علیه وسلم من وصیه فقال سلمان من

وصیک یا رسول اللہ فقال یا سلمان من کان وصی موسی قال قلت یوشع بن ندون قال فان وصیی و وارثی و یقضی دینی و ینجز موعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد فی مناقبہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ حضور کا وصی کون ہے سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جناب کا وصی کون ہے حضرت نے فرمایا اے سلمان موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا سلمان نے عرض کیا یوشع بن نون جناب نے ارشاد کیا میرا وصی اور وارث اور میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے وعدوں کا پورا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۶) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی و وارثی و وصیی قلت و ما ارث منک یا نبی اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلی قلت و ما ورث الانبیاء من قبلک قال کتابھم و سنت نبیھم (اخرجہ ابن الحضرمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب سردار انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے حضور سے کیا ورثہ ملے گا فرمایا جو ورثہ کہ مجھ سے پہلے انبیاء نے پایا ہے میں نے عرض کیا حضور سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ چھوڑا ہے فرمایا کتاب اور پہلے نبی کی سنت۔

(۷) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت اخی و وارثی و وصیی قال علی ما ارث منک قال یرث النبیون بعضھم بعضنا قال اللہ رسول ھا علم فقال کتاب اللہ و سنتہ نبیہ (اخرجہ ابن الحضرمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے جناب امیر نے گذارش کیا حضور کا کیا ورثہ مجھے ملے گا فرمایا اگلے نبیوں نے ایک دوسرے سے کیا ورثہ پایا ہے جناب امیر نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول ہی جانتا ہوگا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ اور نبی کی سنت۔

(۸) عن حبته العرنی عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی اوصیک بالعرب خیرا (اخرجه ابن السراج) حبتہ العرنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یا علی میں تم کو عرب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

(۹) عن جیش بن رزین قال رایت علیا یضحی بکبش فقلتله ما هذا قال او صانی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اضحی عنه (اخرجه احمد) حبیش بن رزین کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو ایک مینڈھے کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا میں نے عرض کیا یہ کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا کروں۔

(۱۰) عن ام المومنین ام سلمته قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی اختار من کل امته نبیا و اختار لکل نبی وصیا و انا بنی هذه الامته و علی و صیی فی عترتی و اهل بیتی و امتی من بعدی (اخرجه ابوبکر الخوارزمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے تھے بالتحقیق ہر ایک امت سے خدا تعالی نے ایک نبی منتخب کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے اس کی امت سے ایک وصی انتخاب فرمایا ہے۔ میں اس امت کا نبی ہوں اور میرے بعد میری امت اور میری عترت اور میرے اہل بیت میں میرا وصی علی ہے۔

(۱۱) عن ابو ایوب الانصاری ان النبی صلی الله علیه وسلم مرض مرضته فاتته فاطمته تعوده فلما رات ما برسول الله صلی الله علیه وسلم من الجهد و الضعف استعبرت فبکت حتی سال الدموع علی خدیها فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم یا فاطمته ان لکر امته الله ایک زوجتک من اقدم مسلما و اکثر هم علما و اعظهم حلما ان الله تعالی اطلع الی اهل الارض اطلاعته فاختار بی منهم فبعثنی نبیا

مرسلا ثم اطلع اطلاعته فاختار منهم بعلک فاوحی اللہ الی ان زوجه ایک و اتحذه و صیا (اخرجه الدار قطنی) و اخرج الطبرانی و الخطیب عن ابن عباس و الحکم عنه و ابی هریرة ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب جناب سرورانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے جناب فاطمۃ علیہا السلام عیادت کے لیے تشریف لائیں حضور پر ضعف اور تکلیف کو دیکھ کر رونے لگیں حتی کہ دونوں رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر سرکار نے ارشاد کیا اے فاطمہ اللہ کی خاص مہربانی تھی تیرے حق میں کہ میں نے تیرا نکاح ایسے کے ساتھ کیا ہے وہ اسلام لانے میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ علم رکھنے والا اور حلم میں سب سے بڑا ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب دیکھ کر ان میں سے مجھے انتخاب کیا اور مجھے نبی مرسل بنایا۔ پھر دوبارہ اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب کیا اور مجھے وحی بھیجی کہ میں اس کے ساتھ تیرا نکاح کروں اور اس کو اپنا وصی بناؤں۔

(۱۲) عن ابی هارون العبدی قال اتیت ابا سعید الحذری فقلت اهل شهدت بد را فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشئی مما سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی فقال یا نبی اخبرک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرض مرضته و دخلت علیه فاطمته تعوده و انا جالس عن یمین رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما رات ما برسول صلی الله علیه وسلم من النصف خنقتها العبرة حتی بدت دمو عها علی خدها فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یبکیک یا فاطمته قالت اخشی الضیعته یا رسول الله فقال یا فاطمته ان الله اطلع الی اهل الارض اطلاعته فاختار منهم اباک ثم اطلع ثانیته فاختار منهم بعلک فاوحی الی فانکحته و اتخذته وصیا و ما علمت ان بکر امت الله ایک زوجک اعلمهم علما و اکیر هم حلما و اقدم هم سلما فضحکت و استبشرت فاراد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یزیدها مزید الخیر کلمه الذی قسمه الله تعالی بحمد و ال محمد صلی الله علیه وسلم فقال

لهایا فاطمته لعلی ثمانیته اضراس یعنی مناقب ایمان بالله و رسول و حکمته و زوجته و سبطاه الحسن و الحسین و امره بالمعروف و نهیه عن المنکر یا فاطمته انا اهل البیت اعطینا ست خصال لم یعطیها احد من الاولین ولا یدرکها احد من الاخرین نبینا خیر الانبیاء و هو ابوک و وصینا خیر الاوصیاء و هو بعلک و شهیدنا خیر الشهداء و هو حمزة عم ابیک و مناسبطاه هذا الامته و هما ابناک و منا مهدے هذا الامته الذی یصلی عیسی خلفته ثمه ضرب علی منکب الحسین فقال من هذا مهدی امته (اخرجه الدار قطنی)

ابی ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھا تم جنگ بدر میں حاضر تھے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ کہ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ میں سرکار کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف اور ناتوانی کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ رونے سے ان کا دم گھٹ گیا اور رخساروں پر آنسو نکل آئے۔ سرکار نے فرمایا فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ گذارش کیا حضور کے بعد میں اپنے ہلاک ہونے سے ڈرتی ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا بالتحقیق پروردگار عالم نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب فرمایا۔ پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور اس کو اپنا وصی بنایا تم نہیں جانتی ہو کہ خدا تعالی نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے حلم والا اور اسلام لانے میں سب سے زیادہ پیش قدم ہے۔ جناب سیدہ یہ سنکر تبسم فرمانے لگیں اور خوش ہوگئیں جناب سرور نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ خیر حصہ دیا جائے جس کا کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حصہ دیا پس حضرت نے فرمایا۔ فاطمہ علی کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنی آٹھ مناقب

ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر آیمان لانا۔ اور اس کی حکمت۔ اور اس کی زوجہ مطہرہ۔ اور اس کی اولاد یعنی حسن اور حسین کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں۔ اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی اچھی باتوں کا کرنا اور بری باتوں سے بچنا) یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئیں ہیں کہ ہمارے سوا ہم پر پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے یعنی حمزہ وہ تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہم سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسین علیہ السلام کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی امت ان سے پیدا ہوں گے۔

(۱۳) عن الا سود بن یزید قال ذکر و اعند ام المومنین عائشه ان علیا کان و صیا و فی روایته انه انهم قالو انه وصیی فلم تکذبهم بل ذکرت انها قد سمعت ذلک من رسول الله صلی الله علیه وسلم حین وفاته (الجمع بین الصیحین للحمیدی) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہا کہ علی وصی تھے دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے زور سے کہا وہ وصی ہیں پس ام المومنین نے ان کی تکذیب نہ کی بلکہ ذکر کیا کہ میں نے خود اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کے وقت سنا تھا۔

(۱۴) عن بی برزة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی عهد الی فی علی عهد فقلت یا ربینه فقال اسمع فضلت سمعت فقال ان علیا رایه الهدی و امام اولیائی و نور من اطاعنی و هو الکلمته التی الزمتها المتقین من احبه لحبنی و من ابغضه ابغضتی فیشره بذلک فجاء علی فشیرته فقال یا رسول الله انا عبد الله و فی قبضته فان یعذ بنی فبذنی و ان یتم لی الذی یشرتنی بنعا الله او لی بی قال قلت الهم

وجل قلته و اجعله ربيعته الايمان فقال الله تعالي قد فعلت به ذالک ثمانه رفع الي انه سيخصه من البلاء بشئي لم يخص به احد من اصحابي فقلت يا رب اخي و وصيي فقال تعالي ان هذا اشي قد سبق انه مبتلاء و مبتلا به (اخرجه ابو نعيم في الحليته)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ تحقیق اللہ تعالی نے علی کے باب میں مجھ سے یہ عہد کیا پس میں نے کہا اے میرے پروردگار مجھ سے اسی عہد کو بیان فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا علی علم ہے ہدایت اور میرے دوستوں کا امام ہے اور نور ہے اس کے لیے جو میری اطاعت کرتے ہیں اور وہ ایسا کلمہ کہ پرہیز گاروں نے اس کو لازم کرلیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے دشمنی کی مجھ سے دشمنی کی پس تو اس کو بشارت دے بعد اس کے علی آئے میں نے ان کو بشارت دی وہ کہنے لگے میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کے اختیار میں ہوں اگر مجھے عذاب دے تو میرے گناہوں کے سبب ہے اور اگر وہ اس بات کو پورا کرے جس کی کہ حضور نے مجھے بشارت دے ہو تو اللہ میرے واسطے زیادہ مہربان ہے۔ جناب رسول اللہ فرماتے ہیں میں نے دعا کی کہ بارالہا اس کے دل کو روشن کر اور اس کو ایمان کی بہار بنا پس اللہ تعالی نے فرمایا بہ تحقیق اس کے سینے سے اسے ایسا ہی کر دیا ہے۔ پھر میری طرف یہ حکم کیا اللہ تعالی علی کو ایسی بلا سے آزمائش کرے گا۔ کہ میرے اصحاب میں سے کسی صحابی کو نہیں کیا۔ پس میں نے عرض کیا اے پروردگار یہ میرا بھائی اور وصی ہے اللہ تعالی نے فرمایا یہ بات ہو چکی ہے اور وہ ضرور اس میں مبتلا ہوگا اور اس کے ساتھ لوگوں کی آزمائش کی جائے گی۔

امام البررہ: عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال علي امام البررو قاتل الفجر منصور من نصره مخذول مزخذله (اخرجه الحاكم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بالتحقیق جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ علی نیکو کاروں کا امام اور بدکاروں کا قاتل ہے فتح مند ہوا جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا جس نے

اس کو چھوڑا۔

قاتل الفجرہ: نقل ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیر و یرفعه بسنده الی ابن عباس قال بینما عبد الله ابن عباس جالساء قریبا من بئر الزمزمه یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ قال الرجل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابن عباس سالتک بالله من انت فقال ایها الناس من عرفنی فقد عرفنی فمن لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بها تین و الا صمتا یقول لعلی بن ابی طالب قائد البرر قاتل الفجر منصور من نصره مخذول من خذله امام ابواسحاق ثعلبی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ ایک روز ابن عباس زمزم کے کنوئیں کے پاس بیٹھے ہوئے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کررہے تھے کہ ناگہاں ایک شخص نے آکر کہا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے۔ ابن عباس نے قسم دے کر کہا بتا تو کون ہے۔ وہ کہنے لگا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو اور جس نے نہیں پہچانا ہو اب پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے اپنے دونوں کانوں سے سنا ہے ورنہ یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں آپ جناب امیر کی نسبت ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب نیکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے۔ فتح مند ہوا وہ شخص جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے اسے چھوڑ دیا۔

صاحب الرایہ: عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا بی برز و انا اسمع یا ابا برز ان الله عز و جل عهد الی فی علی بن ابی طالب انه رایته الهدی و منار الایمان و امام الاولیاء و نور جمیع من اطاعنی یا ابابرز علی بن ابی طالب امینی غدا فی القیامته و صاحب رایتی و مفاتیح خزائن رحمته ربی و هو الکلمته التی الزمتها المتقین (اخرجه ابن مردویه) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی برزہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابا برزہ خدا تعالی نے علی بن ابی طالب کی نسبت مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیاء کا امام ہے اور جس قدر کہ میری اطاعت کرنے والے لوگ ہیں ان سب کا نور ہے۔ اے ابا برزہ علی کل قیامت کے روز میرا امین اور علم بردار ہے۔ علی میرے پروردگار کے خزانوں کی کنجی ہے۔۔ اور وہ ایک پاک کلمہ ہے جس کو متقیوں نے اپنے لیے لازم کر لیا ہے۔

مقیم الحجہ: عن عبدالله بن مسعود قال النبی صلی الله علیه وسلم لما خلق الله تعالی ادم و نفخ فیه من روحه عطس ادم فقال الحمد لله اوحی الله الیه حمد نی عبدے بعزتی لو لا عبد ان اریدان اخلقهما فی دار الدنیا ما خلقتک قال الهی یکو نان منی قال نعم یا ادم ارفع رائسک و انظر فرفع راسه فاذا مکتوب علی العرش لا اله الا الله محمد نبی الرحمته و علی مقیم الحجته (اخرجه الخطیب فے المناقب) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی تو آدم نے چھینک لی اور الحمد للہ پڑھا پروردگار نے فرمایا میرے بندے نے میرا شکر کیا ہے۔ مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو دنیا میں پیدا کرنے کا ارادہ نہ کرتا تو میں نے تجھے پیدا نہ کیا ہوتا حضرت آدم نے عرض کیا یا الہی وہ دونوں مجھ سے پیدا ہوں گے ارشاد ہوا کہ ہاں۔ اے آدم اپنے سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے۔ علی حجت کا قائم کرنے والا ہے۔

اسد اللہ: عن ابن عباس قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد الله و اثنی علیه نوعظ و خوف و حذر ثما بکا و قال ابن علی بن ابی طالب فوثب علی قائما علی قدمیه فقال ها انا یا رسول الله فقال ادن منی فدنی عنه فضمه الی صدره و قیل بین بینه و بکر حتی سالت دموعه علی خده و قال یا علی

صوته یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ المهاجرین و الانصار هذا اخی و ابن عمی و ختنی و لحمی و دمی هذا ابو السبطین الحسن و الحسین بید اشباب اهل الجنته هذا مفرج الکرب عنی هذا سدا الله فی ارضه و سیف السلول علی اعدائه فعلی مبعضیم العنته الله و لعنته اللا عنین و الله منه برئی فمن احب ان برا من الله و منی فلیتبرا منه فیبلغ الشاهد منکم الغائب (اخرجه ابو سعد فی شرف النبوة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر چڑھے اور خطبہ پڑھا حمد و ثنا کے بعد وعظ بیان فرمایا اور خوف دلایا اور ڈرایا پھر اشکباری ہوئی اور کہا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیر جست کر کے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا میرے نزدیک آ جاؤ جناب امیر سرکار کے پاس گئے حضرت نے ان کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے۔ پھر بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابی طالب مہاجرین اور انصار کا شیخ یہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یہ سبطین حسن اور حسین جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں ان کا باپ ہے۔ یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے۔ یہ خدا کی زمین پر اس کا شیر ہے۔ یہ خدا کے دشمنوں کے لیے خدا کی برہنہ شمشیر ہے۔ اس کے دشمنوں پر خدا اور اس کے فرشتوں کی پھٹکار ہو۔ اس کے دشمن سے خدا بے زار ہے۔ میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ پس جو شخص کہ خدا اور اس کے رسول کی بیزاری کو چاہتا ہو وہ اس سے بے زار ہو۔ چاہیے کہ تم حاضرین غائبین کو یہ اطلاع دے دو۔

حجتہ اللہ: (۱) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا و علی حجته الله علی عبادة (اربعین الحافظ ابی بکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتوانی) انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

میں اور علی خدا کے بندوں پر خدا کی حجت ہیں۔

(۲) عن انس قال کنت جالسا عند النبی صلی الله علیه وسلم اذ قبل علی بن ابی طالب فقال یا انس هذا حجته الله علی خلقة (اخرجه الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ علی بن ابی طالب تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا اے انس یہ خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہے۔

(۳) عن انس بن مالک قال کنت عند النبی صلی الله علیه وسلم فرای علیا مقبلا فقال یا انس قلت لبیک قال هذا المقبل حجتی علی امتی یوم القیامته (اخرجه النقاش) انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے جناب امیر کو آتے ہوئے دیکھا مجھے ارشاد کیا اے انس میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ فرمایا یہ آنیوالا قیامت کے روز میری امت پر میری حجت ہے۔

رایۃ الہدے: عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا بی برزة و انا سمع ازا به عز و جل جهد الی فی علی انه رایته الهدی و منارا الایمان (اخرجه مردویه) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی برزہ سے فرمارہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابا برزہ پروردگار نے مجھ سے علی کے حق میں عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے۔

ولی اللہ: (۱) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اسری بی رایت علی باب الجنته مکتوبا بالذهب لا اله الا الله محمد حبیب الله و علی و لی الله و فاطمته امته الله و الحسن صفوة الله علی با غضبهم لعنت الله (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج ہم نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمد خدا کا حبیب ہے۔ علی خدا کا دوست ہے۔

فاطمہ پروردگار کی خادمہ ہے اور حسنین خدا کے برگزیدہ ہیں ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو۔

(۲) عن ابی ذر قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم و هو فی (ا) البقیع الغرقد قال و الذی نفسی بیده ان فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القرآن کما قاتلت الشمرکین علی تنزیله و هم یشهدون لا اله الا الله فیکبر قتلهم علی الناس حتی یطعنو علی ولی الله و یسخطوا عمله کما سخط موسی المرسفینه و قتل الغلام و امر الجد و کان حزق السفینته و قتل العلام و اقامته الجدار الله رضی (اخرجه الخوارزمی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں تشریف فرما تھے اور میں خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے ایک ایسا شخص ہے کہ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا جس طرح سے میں نے قرآن کی تنزیل پر مشرکوں سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہوں گے اس لیے ان سے جہاد کرنا لوگوں پر شاق گذرے گا یہاں تک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہوں گے اور اس کے کام سے ناراض ہو جائیں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کشتی کے امر میں اور لڑکے کے قتل کرنے میں اور دیوار کے بنانے میں (حضرت خضر علیہ السلام پر) ناراض ہوئے تھے۔ حالانکہ کشتی کا توڑنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کے لیے تھا۔

صفوۃ اللہ: عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم فی صخر الدار نائما و اذا راسه فی حجرد حیته الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف اصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال بخیر قال له دحیه انی لا حیک و ان لک ملحته از فها الیک انت امیر المو منین و قائد الغر المحجلین انت سید و الد ادم ما خلا النبیین و المرسلین لو ما الحمد بیدک یوم القیمته تزف انت و خربک

ا الغرقد درخت عوسج۔ بقیع الغرقد مدینہ منورہ کے گورستان کا نام ہے جہاں غرقد کے درخت کثرت سے ہیں۔

مع محمد صلى الله عليه وسلم و خر به الى الجنان زفا و قد افلح من تولا و من خسر من تخلاک محبوا محمد صلى الله عليه وسلم محبوک و مبغضوا محمد مغبضوک لن ينالهم شفاعته محمد صلى الله عليه وسلم ادن منى يا صفوة الله فا خذ راس النبي صلى الله عليه وسلم فوضعهى حجره فاستقيظ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما هذا الهمهته فاحبره الحديث قال لم يكن دحيته كان جبريل سماک باسم سمالئله و به هو الذى القى محبتک فى صدور المو منين و رهبتک فى صدور الكافرين (اخرجه ابوبكر مردويه)

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانے کے صحن میں استراحت فرما رہے تھے اور سر اقدس دحیہ کلبی کے آغوش میں تھا کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے سلام کے بعد حضرت کا مزاج پوچھا دحیہ کلبی نے جواب دیا کہ خیریت ہے۔ اور کہا کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور میرے پاس تمہاری تعریف ہے کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ آپ امیر المومنین اور قائد الغر المحجلین اور انبیاء و مرسلین کے سوا تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔ قیامت کے دن لواء الحمد تمہارے ہاتھ میں ہوگا اور تمہارا گروہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کے ساتھ جنت کی طرف اتراتا ہوا جائے گا۔ بہ تحقیق رستگار ہوا جس نے کہ تمہاری محبت اختیار کی اور نقصان اٹھایا اس نے جس نے تم کو چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تمہارے دوست اور ان کے دشمن تمہارے دشمن ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ کی شفاعت انہیں ہرگز نصیب نہ ہوگی۔ اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لائیے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنی آغوش سے اٹھا کر ان کی آغوش میں رکھ دیا اتنے میں سرکار بیدار ہو گئے فرمایا یہ کیسا شور ہے جناب امیر نے تمام سرگذشت بیان کی۔ فرمایا۔ یہ دحیہ کلبی نہیں تھے یہ جبرائیل تھے تمہارا نام تم سے بیان کرنے کو آئے تھے جو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا رکھا ہوا ہے وہ خدا جس نے کہ تمہاری محبت کو مومنوں کے سینہ میں اور تمہارے رعب کو کافروں کے دلوں میں ڈالا ہے۔

شیخ المہاجرین والانصار: عن ابن عباس قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صعد المنبر فحمد الله و اثنی علیه و قال بعد ما قال این علی فوثب علی قائما علی قدمیه فقال ها انا یا رسول الله فقال ادن منی فدنی منه و ضمه الی صدره و قال با علی صوته یا معشر السلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ المهاجرین و الانصار (شرف النبوة لابی سعد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد وثناء کے بعد جو کہنا تھا کہہ کر فرمایا علی کہاں ہیں جناب امیر جست کر کے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا قریب آ جاؤ جب جناب امیر حضرت کے پاس گئے حضرت نے ان کو اپنی چھاتی سے لگا کر با آواز بلند فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابی طالب مہاجرین اور انصار کا شیخ ہے۔

قسیم النار والجنۃ: عن حذیفته قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت قسیم النار والجنته و انت تقرع باب الجنته و تد خلها احبائک بغیر حساب (اخرجه الدیلمی و ابن مغازلی و قاضی غیاض فی الشفاء) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اورتم جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے داخل کرو گے۔

(۲) عن ابی الطفیل عامر بن واثلته الکنا نی ان علیا قال للسننه جعل عمر رضی الله عنه الامر شوری بینهم کلاما طویلا من جملته انشد کم الله هل فیکم احد قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت قسیم النار و الجنته یوم القیامت غیری قالو اللهم لا (اخرجه لدار قطنی نقلت من صواعق محرقه و جواهر العقدین) ابوطفیل عامر بن واثلہ نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے ان چھ صحابیوں سے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد مشورے کے لیے مقرر کیا تھا ایک طویل گفتگو کی منجملہ اس کے یہ بھی کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم

دے کر پوچھتا ہوں آیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یا علی تم دوزخ اور جنت کے تقسیم کرنے والے ہو۔ سب نے متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں۔

وارث رسول اللہ: (۱) عن ابی اسحاق قال سالت قیم ابن عباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو نکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا و اشدنا بہ لز وقار (اخرجہ الحاکم) ابن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے قثم عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کے سوا علی کیونکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث قرار دیئے گئے ہیں قثم نے جواب دیا اس لیے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسول خدا سے ملے اور ہم سے زیادہ حضرت کی ملاقات میں رہے۔

(۲) عن علی بن احسین عن ابیہ عن جدہ علی بن ابی طالب علیہ و علی ابا ئہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خندق اللھم انک اخذت منی عبیدۃ بن الحارث یوم بدر و حمزۃ بن عبد المطلب یوم احد و ھذا علی فلا تزونی فردا و انت خیر الوارثین (اخرجہ الخوارزمی) جناب علی ابن الحسین جناب حسین سے اور وہ اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ وعلیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خندق کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار سے التجا کی کہ اے میرے پروردگار تو نے بدر کے روز عبیدہ بن الحارث کو مجھ سے لے لیا اور احد کے روز حمزہ ابن عبدالمطلب کو لیا اب یہ علی باقی رہ گیا ہے پس تو مجھے اب اکیلا مت چھوڑ۔ تو سب وارثوں میں سے بہتر ہے۔

(۳) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی الحیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز و جل یقول افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و اللہ لا تقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا و لئن مات و قتل لا قتل علی ما قاتل علیہ حتی اموت و اللہ ان لا خوہ و و لیہ و ابن عمہ و وارثہ و من احق بہ منی (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں فرمایا کرتے تھے کہ پروردگار فرماتا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے خدا کی قسم ہم ہرگز اپنی ایڑیوں کے بل نہیں لوٹیں گے جبکہ خدا تعالیٰ نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا قتل ہو جائیں ہم لڑیں گے جس پر کہ وہ لڑتے رہے ہیں یہاں تک کہ ہم بھی مارے جائیں خدا کی قسم میں انکا بھائی اور چچا کا بیٹا اور وارث ہوں۔ مجھ سے کون زیادہ حقدار ہے۔

(۴) عن بریدة الا سلمی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لکل نبی و صی و وارث و ان علیا وصی و وارثی (اخرجه البغوی فی مجمعته و الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر ایک نبی کا وصی اور وارث ہوتا رہا ہے اور میرا وصی اور وارث علی ہے۔

(۵) عن ربیعته بن ماجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المومنین کیف ورثت ابن عمک دون عم قال جمع رسولا الله صلی الله علیه وسلم بن عبدالمطلب و ضنع لهم مدا من طعام فا کلو لعنی شبعو و یقی الطعام کا نه لم یمسر ثم دعا بخمرة فشر بو ا حتی را و او بقی الشراب کان لم یمس فقال یا بنی عبدالمطلب انی بعثت الیکم خاصته و الی الناس عامته و قد رائیتم من هده الایته ما قد را یتم فا یکم یبا یعنی علی ان یکون اخی و صا حبنی و وارثی و وزیری فلم یقم الیه احد فقمت الیه و کنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلث مرات کل ذلک غاقوم الیه فهو یقول اجلس حتی کان فی الثالثته فضرب یده علی ید ثم قال انت اخی و صاحبی و وزیری فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی (اخرجه احمد فی المسند و النسائی فی الخصائص و ابن حریر فی تهذیب الاثار و الضیافی المختاراة) ربیعہ ابن ماجد کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب امیر سے پوچھا اے امیر المومنین آپ نے اپنے چچا کو چھوڑ کر اپنے ابن عم

کا ورثہ کیوں پایا ہے جناب امیر نے فرمایا کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور ان کے لیے کھانا ایک پیمانے میں پکایا اور کہا لوگ آئے اور کھانے لگے یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور کھانا جوں کا توں بچا رہا پھر حضرت نے شربت کا مٹکا منگوایا لوگ شربت پینے لگے یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے اور شربت بچ رہا گویا کسی نے چھوا تک نہ ہو۔ پھر حضرت نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب میں تمہارے لیے خاص کر مبعوث ہوا ہوں اور عام طور سے اور لوگوں کی طرح تم نے اس معجزہ کو دیکھا ہے۔ پس تم میں کوئی ہے کہ میری بیعت کرے، اور میرا بھائی اور دوست اور وارث اور وزیر بنے ان میں سے کوئی نہ اٹھا میں کھڑا ہو گیا میں اس وقت سب سے چھوٹا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا پھر تین دفعہ حضرت نے وہی کلمات ارشاد کیے میں ہی ہر دفعہ اٹھتا رہا اور حضرت فرماتے رہے بیٹھ جا تیسری بار حضرت نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور وزیر اور دوست ہے اس لیے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ پایا ہے۔

خلیفہ رسول اللہ: (۱) عن ابن سعيد الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا و علی من نور واحد قبل ان يخلق الله ادم باربعته الاف عام فلما خلق الله تعالى الخلق ركب ذالک النور في صلبه فلم يزل في شئی واحد حتی افترقافی صلب عبد المطلب ففي النبوة و في علی الخلافته (اخرجه الديلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالی نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پشت میں ملا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں جدا ہو گیا پس مجھ میں نبوت ہے اور علی میں خلافت ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين خلفنی علی المدينته خلفتک لتكون خليفتی قلت كيف اتخلف عنک يا رسول الله قال الا ترضى ان تكون منی بمنزله هارون من موسى الا انه لا نبی و بعدی (اخرجه الطبرانی فی

الاوسط) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب غزوہ تبوک میں حضرت مجھے اپنے پیچھے چھوڑ کر تشریف لے جانے لگے تو فرمایا ہم تجھے اس لیے اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں تا کہ تو ہمارا خلیفہ بنے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے پیچھے کس طرح سے رہ سکتا ہوں فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ بنے تو مجھ سے ہارون کی جگہ موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہے۔

(۳) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قاتل علیا علی الخلافته فاقتلوه کائنا من کان (اخرجه الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص علی کے ساتھ خلافت پر لڑے اس کو قتل کر دو جو کوئی کہ ہو۔

منار الایمان: عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابی برزه یا ابا برزة ان الله عز و جل عهد الی فی علی انه رایت الهدی مناز الایمان (اخرجه مردویه) انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ سے فرما رہے تھے اے ابا برزہ بہ تحقیق اللہ عز وجل نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کا جھنڈا ہے اور ایمان کی نشانی ہے۔

امام الاولیاء: عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا بی برزة عز و جل عهد الی فی علی انه رایت الهدی و منارا الایمان و اصام الا اولیاء (اخرجه ابن مردویه) انس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ سے فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ عز وجل نے مجھ سے علی کی نسبت عہد کیا ہے کہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیاء کا امام ہے۔

الہادی: (۱) عن ابن عباس قال لما نزل قولت انما انت منذر و لکل قوم هاد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا المنذر و علی هادر (اخرجه ابو نعیم فیما نزل فی

القرآن في علي) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت کریمہ (کہ تو ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لیے ایک ہادی ہے) نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا المنذر و علي الهادي و بك يا علي يهتدي المهتدون (اخرجه الديلمي) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے اور یا علی تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔

صاحب اللواء: (۱) عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت تغسل جثتي و تو ودي ديني و توا ديني في حضرتيَ و تفي بذمتي و انت صاحب لوائي في الدنيا و الاخرة (اخرجه الديلمي) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میرے جثہ کو غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کرو گے۔ اور کچھ میرے ذمہ ہوگا پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو۔

ناصر رسول اللہ: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه و بلال بن الحارث و ابي الحمراء قالوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اسرى بي الى السماء رايت على ساق العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله و ايد ته و نصرته بعلي (اخرجه الديلمي) ابن عباس اور بلال بن الحارث اور ابی الحمراء رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں میں نے عرش کی ساق پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہم نے اس کی تائید اور نصرت علی سے کی ہے۔

صالح المومنین: (۱) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه في قوله نعالى و صالح المو

منین قال هو علی بن ابی طالب (اخرجه ابن عساکر و ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پروردگار تعالیٰ کے اس قول میں کہ (ھولاہ و جبریل و صالح المومنین) صالح المومنین سے علی بن ابی طالب مراد ہیں۔

(۲) عن اسماء بنت عمیس رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول و صالح المو منین هو علی (الله المنثور السیوطی) (اخرجه ابو نعیم و ابن ابی حاتم و المنتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدا پاک کے کلام میں صالح المومنین سے علی مراد ہیں۔

تنبیہ: امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ اربعین میں لکھتے ہیں قا لو المراد بصالح المو منین علی و المراد من المولی هو الناصر لان المفهوم المشترک للمولی بین الله و بین جبریل و بین صالح المومنین لیس الا هذا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ صالح المومنین سے مراد جناب علی بن ابی طالب ہیں اور مولی کے معنی ناصر کے ہیں کیونکہ اللہ اور جبرائیل اور صالح المومنین کے درمیان لفظ مولی کا مفہوم مشترک ناصر کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

مولی المومنین: قال صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (الخ) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غدیر خم کے روز جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر اس حدیث کی بحث میں لکھتے ہیں (واہ عن النبی صلی الله علیه وسلم ثلثون صحابیا و ان کثیر من طرقه صحیح او حسن) یعنی اس حدیث کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے روایت کیا ہے اور ان میں اکثر روایتیں صحیح اور حسن ہیں۔ (اس کی مفصل بحث اگلے باب میں لکھی جائے گی)

منجز الوعد: عن ابن عباس او ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب ینجز و عدتی و یقضی دینی (اخرجه الدیلمی) ابن عباس یا ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب میرے وعدے کو پورا کرنے والا اور میرے قرض کو ادا کرنے والا ہے۔

قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین: عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالی فا ما تذهبن بک فانا منهم منتقمون نزلت فی علی انه ینتقم من الناکثین و القاسطین و المارقین جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کی اس آیت کے شان نزول میں فرماتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے (کہ اگر ہم تجھے بچا لے جائیں تو بھی ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں) یہ آیت علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ میرے بعد عہد توڑنے والوں اور ظالموں اور دین سے نکلنے والوں کے ساتھ لڑے گا۔

المرتضی: عن علی قال خرجت معی رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم نمشی فی طرفات المدینته اذ مر دنا بنخل من نخلها فصاحته نخلته باخری هذا النبی المصطفی و هذا علی المرتضی ثم جرنا ها فصاحت ثانیه بثالثته هذا موسی و اخوه هارون (اخرجه الخوارزمی و ابن یوسف الکنجی فی کفایته الطالب) جناب امیر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بعض راستوں میں جا رہا تھا ناگاہ ہم ایک نخلستان میں سے ہو کر گذرے ایک نخل دوسرے سے پکار کر کہنے لگا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضی ہیں پھر ہم آگے نکل گئے پھر ایک دوسرا نخل تیسرے سے کہنے لگا یہ موسی اور ان کا بھائی ہارون ہیں۔

الشاہد: عن عاد بن عبدالله الا سیدی قال سمعت علیا یقول هو علی المنبر برما

حدثنک من قریش رجل الا و قد نزلت فیه ایته و ایتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو ام تسالنی علی رووس القوم ما حدنتک و یحک هل تقرا سورۃ هود ثم قراء افمن کان علی بینته من ربه و یتلوه شاهد منه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بینته من ربه و انا شاهد منه (اخرجه بن مردویه) و فقیه ابن المغازلی و ابن ابی حاتم و ابن عساکر و السیوطی فی الله المنثور عاد بن عبداللہ الاسیدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر غصہ ہو کر فرمانے لگے اگر تو سب کے سامنے نہ پوچھتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا۔ افسوس ہے تو نے سورہ ھود میں نہیں پڑھا افمن کان علی بینته من ربه و یتلوہ شاهد منه. جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بینه من ربه من و یتلوه شاهد منه من هون.

الشہید: عن ام المومنین عائشه صدیقه رضی الله تعالی عنها قالت رایت النبی صلی الله علیه وسلم التزم علیا و قبله و هو یقول بابی الوحید الشهید (اخرجه ابو یعلی فی مسنده و ابن حجر فی الصواعق) ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علی کو بغل میں لیے ہوئے ہیں اور ان کو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو یہ وحید ہے اور شہید ہے۔

الراکع: عن مجاهد عن ابن عباس فی قوله تعالی و ارکعو مع الراکعین نزلت فی علی خاصته لا رز اول من رکع مع النبی صلی الله علیه وسلم (اخرجه الطبرانی فی الخصائص و ابو نعیم و فقیه بن المغازلی فی المناقب (تذکرة خواص الامته) مجاہد بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وارکعو مع الراکعین میں خاص کر جناب امیر مراد ہیں کیونکہ وہی سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع میں شریک ہوئے

ہیں۔

الساجد: عن موسی بن جعفر عن ابائه علیه و علیهم السلام فی قوله تعالی تراهم رکعا سجدا انزلت فی علی (اخرجه فقیه ابو الحسن بن الغازلی) جناب امام موسیٰ کاظم اپنے آبائی کرام علیہم السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آیۂ تراهم رکعا سجدا جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

الصفی: عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت صفیی و امینی (اخرجه النساء) جناب امیر علیہ السلام روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے تھے یا علی تم میرے برگزیدہ اور امین ہو۔

الامین: عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابی برزة و انا اسمع ابا برزة علی امینی غدا یوم القیامته (اخرجه ابوبکر بن مردویه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابو برزہ کل قیامت کے روز علی میرا امانت دار ہوگا۔

باب حطہ: عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم قال علی باب (۱) حطه من دخله کان مومنا و من خرجه کان کافرا (اخرجه الدار قطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی توبہ کا دروازہ ہے جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

مثیل ہارون: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی انت منی بمنزله هارون من موسی (اخرجه المسلم وغیره) جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد

---

(۱) صراح میں ہے و قوله تعالی و قولوا ما حطة ای حلفا او نار نا وهی کلمة امر بها بنو اسرائیل لو قالوها لحطت او زارهم یعنی خدائے پاک کی کلام میں ہے کہ تم حطہ کہو یعنی ہمارے بوجھ کو کم کردے۔ یہ ایک خاص کلمہ تھا جس کے کہنے کا بنو اسرائیل کو حکم ہوا تھا۔ اگر وہ اس کلمہ کو کہتے تو ان کا بوجھ کم ہو جاتا۔

فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

نفس الرسول: (۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذاہ الایتہ فقل تعالو اندع ابنائنا و ابنائکم الخ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فاطمتہ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھو لاء اھل بیتی (اخرجہ احمد و المسلم و الترمذی و النسائی وغیرہ) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ کہ پس کہہ دے آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں۔ نازل ہوئی تو حضرت نے جناب علی اور سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ ہیں میرے اہل بیت۔

(۲) عن جابر بن عبداللہ قال انفسنا محمد و علی و ابنائنا الحسن و الحسین و نسائنا فاطمتہ (اخرجہ الحاکم) جابر بن عبداللہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابنائنا سے حسنین علیہما اور نسائنا سے جناب سیدہ مراد ہیں۔

(۳) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوۃ ذات السلاسل و کنت اظن احب الی لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی فقلت یا رسول اللہ ای الناس احبلیک قال عائشہ فقلت انی لست اسالک عن النساء قال ابو ثنا قلت ای الناس احب الیک بعد ابی بکر قال حفصتہ قلت لست اسالک عن النساء قال ابوھا قلت یا رسول اللہ فاین علی ما فالتفت الی اصحابہ فقال انظر و الی ھذا ایا لنی عن النفس (اخرجہ ابن النجار) عمرو بن العاص ناقل ہے کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل کی فتح سے واپس آیا میرا گمان تھا کہ حضرت محمد کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہوگا میں اسی زعم سے حضرت سے پوچھنے لگا یارسول اللہ سب سے کون زیادہ آپ کو محبوب ہے۔ حضرت نے فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں عرض کرتا آپ نے فرمایا اس کا باپ میں نے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضور کو

کون زیادہ محبوب ہے فرمایا حفصہ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت تو پوچھتا ہی نہیں آپ نے فرمایا اس کا باپ عمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی کہاں گئے حضرت اپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے اس شخص کو دیکھو کہ میری جان کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے۔

(۴) اخرج الدار قطی ان علیا یوم الشوری احتج علی اھلھا فقال انشد کم باللہ ھل سنکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم. و مز جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ و ابنائہ ابناہ غیری فقالوا اللھم لا دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ شوری کے روز جناب امیر علیہ السلام نے بغرض اتمام حجت اہل شورے سے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو رشتہ میں حضرت کا قریبی ہو اور کسی شخص کی جان کو آپ نے اپنی جان قرار دیا ہو۔ اور کسی کے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہو سب نے کہا بخدا آپ کے سوا کوئی نہیں۔

سیف اللہ: (۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا علی بن ابی طالب ھذا سیف اللہ المسلول علی اعدائہ (اخرجہ ابو سعد فی شرف البنوۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ علی بن ابی طالب خدا کی برہنہ شمشیر ہے خدا کے دشمنوں پر۔

(۲) عن جابر قال کنت معی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض حیطان المدینتہ و ید علی فی یدہ فمررنا بنخل فصاح النخل ھذا محمد سیداہ و ھذا علی سید الاولیاء ابو الائمہ المطھرین ثم مرر نابنخل فصاح النخل ھذا محمد رسول اللہ و ھذا علی سیف اللہ فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ سمعہ الصیحانی فسمی بذلک سیحانی فکان ھذا سبب تسمیتہ ھذا النوع بذالک (اخرجہ السمھووی فی خلاصتہ الوفاء باخبار دار المصطفے) حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں مدینہ کی ایک دیوار کے نیچے گذر رہا تھا

اور حضرت نے علی کا بازو پکڑ رکھا تھا ناگاہ ایک نخل کے پاس سے گذر ہوا وہ نخل چلا کر کہنے لگا یہ محمد ہیں نبیوں کے سردار اور یہ علی ہیں ولیوں کے سرور پاک اماموں کے باپ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے ایک اور نخل چلا کر کہنے لگا یہ محمد ہیں خدا کے رسول اور یہ علی ہیں خدا کی شمشیر پس حضرت امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے ان کا نام صیحانی رکھو اس لیے اس قسم کی کھجوروں کا نام صیحانی رکھا گیا۔

ذوالاذن الواعی: (۱) عن مکحول عن علی فی قول تعالی و تعیھا اذن و اعیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علی (اخرجہ الدیلمی) مکحول اس آیت کی تفسیر میں جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (یاد رکھے گا اس کو یاد رکھنے والا کان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا یا علی میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ یاد رکھنے والا کان تیرے کان بنا دے۔

(۲) عن بریدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ عز و جل امرنی ان اعلمک لتعی فانزلت و تعیھا اذن واعیہ (اخرجہ الدیلمی) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے تعلیم کروں۔ تا کہ تو یاد رکھے پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یاد رکھے گا یاد رکھنے والا کان۔

قاضی دین رسول اللہ: (۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قاضیا و انا حدیث السن فقلت یا رسول اللہ تبعثنی الی قوم یکون بینھم احداث و لا علم لی بالقضاء قال ان اللہ عزوجل لیھدی لسانک و یثبت قلبک قال فما شکلت فی قضاء بین اثنین (اخرجہ احمد و النساء و الحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں مجھ کو جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا نے یمن کی طرف قاضی کر کے بھیجا میرا سن ابھی بہت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور مجھے ایسی قوم میں قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں جن میں

اکثر جھگڑے ہوا کریں گے اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار تیری زبان کو ہدایت کرے گا اور تیرے دل کو ثابت رکھے گا جناب امیر فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے جھگڑا فیصل کرنے میں شک پیدا نہیں ہوا۔

(۲) عن حمید بن عبداللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء قضا بہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمتہ اھل البیت (اخرجہ احمد) حمید بن عبداللہ ابن یزید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرت نے تعجب فرما کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے اہل بیتؑ میں حکمت عطا فرمائی۔

(۳) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تبین لا متی ما اختلفوا من بعدی (اخرجہ احمد) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میری امت کو میرے بعد بیان کرنے والے ہو جس میں کہ ان کو اختلاف پیش آئے گا۔

(۴) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی و مبین الامتی ما ارسلت بہ من بعدی (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد میری امت کے لیے بیان کرنے والا جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں۔

وزیر رسول اللہ: (۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی و وزیری و خیر من اخلفہ بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہ تحقیق میرا بھائی اور میرا وزیر جن کو کہ میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) قال ابو اسحاق احمد بن محمد بن الثعلبی رحمته الله علیه فی تفسیر یرفعه لسبنده الی ابن عباس قال بینما عبدالله بن عباس رضی الله عنه جالس عند شفیرز زمزم یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قبل رجل متعم بعمامته فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا قال الرجل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابن عباس سالتک بالله من انت فکشف العمامته عن وجهه فقال یا یها الناس من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بها تین و الا فصمتا و رایته بها تین و الا فعمیتا یقول عن علی انه قائد البر رة و قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله اما انی صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم یو ما من الا یام الظهر فسال سائل فی المسجد فلم یعطه احد شیئا فرفع السائل یده الی السماء و قال اللهم اشهد انی سالت فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فلم یعطنی احد شیئا و کان علی فی الصلواة راکعا فا و می ایه بحنضر ایمنی و کان متحنتما فیها فا قبل السائل فاخذ الخاتم من خنصره و ذالک ممرای انبی صلی الله علیه وسلم و هو یصلی فلما فرغ النبی صلی الله علیه وسلم من صلوة رفع یدیه الی السماء و قال اللهم ان اخی موسی سالک فقال رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدة من لسانی یفقهو قولی و اجعل لی وزیرا من اهلی هارون اخی اشدد به ازری و اشر که فی امری فانزلت علیه قرانا ناطقا ستشد عضدک باخیک و نجعل لکما سلطانا فلا یصیبون الکیما با یا تنا. اللهم و انا محمد نبیک و صفیک اللهم فاشرح صدری و یسرلی امری و اجعل وزیرا من اهلی علیا اشدد به ظهری

ثعلبی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو ابن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن عباس چاہ زمزم کے کنارے پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرر ہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک آدمی عمامہ پوش آ نکلا ابن عباس نے احادیث کے بیان میں توقف کیا۔ وہ شخص حضرت کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباس کہنے لگا اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے میں ابوذرغفاری ہوں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں چٹم ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نیکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے فتح مند ہوا وہ شخص کہ جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ جس نے اس کو چھوڑا۔ ایک روز میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کسی نے اسے کچھ نہ دیا۔ سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے خدا گواہ رہیو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا جناب امیر رکوع میں تھے سائل کو اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اس میں نقش دار انگوٹھی پڑی تھی سائل نے انگوٹھی ان کی انگلی سے اتار لی یہ تمام ماجرا حضرت دیکھ رہے تھے جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول ڈال تا کہ میرے بات کو لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا پس اے پرودگار تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو کو قوی کریں گے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے اور وہ لوگ ہماری نشانیوں کی وجہ سے تم کو تکلیف نہ دے سکیں گے۔ الٰہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ بندہ ہوں پس میرے بھی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت قوی کر۔

خیرالبشر:(۱) عن عقبه بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبدالله و قد سقط حاجباه علی عینیه فسالنا عن علی فرفع حاجبیه فقال ذاک من خیر البشر (اخرجه احمد فی مناقبه) عقبہ بن سعد سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبداللہ کے پاس گئے اور ان کے ابرو کے بال ان کی آنکھوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے جناب امیر کی نسبت دریافت کیا وہ اپنی آنکھوں سے ابرو کے بال اٹھا کر کہنے لگے وہ تو خیرالبشر ہے۔

(۲) عن حذیفه رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجه ابن مردویه) حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی علیہ السلام خیرالبشر ہیں جس نے کہ انکار کیا وہ کافر ہوا۔

ذوالقرنین:(۱) عن علی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی ان لک فی الجنته کنز و انک ذو قرنیها (اخرجه احمد فی المناقب و ابن ابی شیبته و الحکیم الترمذی و الحکم فی المستدرک و ابو نعیم فی المعروف و سبط ابن الجوزی فی تذکره خواص الامه) جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی تیرے لیے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین ہے (یعنی دونوں طرف کا مالک ہے) قال الهروی فی تفسیر ذو قرنیها ای طرفیها عینی الجنته ہروی ذوالقرنین کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ قرنین سے یہاں جنت کی دونوں طرف مراد ہیں۔

قال ابو عبیده ذو قرنی هذاه الاسته ابوعبیدہ کہتا ہے ذوقرنیھا میں ضمیر مونث غائب امت کی طرف راجع ہے یعنی یا علی تم اس امت کے ذوالقرنین ہو۔

(۲) عن المطلب بن عبدالله بن خطیب عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم او صیکم یحب ذی قرنیها اخی و این عمی علی بن ابی طالب بن فانه لایحبه

الا مومن ولا يبغضه الا منافق مزاج فقد احبنی و من البغضه فقد ابغضنی (اخرجه احمد فی المناقب) مطلب بن عبداللہ جن خطیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں تمہیں اس امت کی ذوالقرنین کی محبت کی وصیت کرتا ہوں۔ بہ تحقیق اس سے محبت نہیں کرے گا مومن اور بغض نہیں رکھے گا مگر منافق جس نے کہ اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے اس سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔

(۳) عن ابی الطفیل ان ابن الکوی سال علی بن ابی طالب عن ذی القرنین انبیاء کان ما کا قال لم یکن نبیا ولا ملکا ولکن کان عبد اصالحا احب اللہ فاحبه و نصح الله فنصحه بعثته الله الی قوم فضر بوه علی قرنه فمات فاحیاه الله لجهادهم ثم بعثه الله الی قوم فضربوه علی قرنه الا خر فمات فاحیاه الله لجهادهم فلذلک سمی ذو القرنین و قال ان فیکم مثله (اخرجه ابن عاصم فی سنن و ابن المنذر و ابن مردویه و ابن الانبار و ابن عبدالحکم نقلت من کنز العمال) ابوالطفیل کہتے ہیں کہ خوارج کے پیش نماز ابن الکوی نے جناب امیر سے پوچھا کہ ذوالقرنین نبی تھا یا بادشاہ آپ نے فرمایا نہ نبی تھا نہ بادشاہ ایک نیک بندہ تھا خدا نے اس سے محبت کی اور اس کو صاحب محبت بنا دیا اور خدا نے اسے نصیحت کی اور اس کو نصیحت والا کر دیا۔ پھر اس کو خدا نے اس کی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اس کی کنپٹی پر چوٹ لگائی جس سے کہ اس کا انتقال ہو گیا پھر خدا تعالیٰ نے اس کو ان کے جہاد کے لیے زندہ کر کے اس قوم کی طرف بھیجا انہوں نے اس کی دوسری کنپٹی پر مارا وہ مر گیا خدا نے اس کو پھر ان کے جہاد کے واسطے زندہ کیا۔ اس لیے اس کا نام ذوالقرنین ہوا۔ اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بہ تحقیق تم میں اس کی مثال موجود ہے۔

(۴) عن سالم بن ابی الجعد قال سئل علی عن ذی القرنین ابنی هو فقال سمعت نبیکم صلی الله علیه وسلم یقول هو عبد ناصح الله فنصحه و ان فیکم لشبه (اخرجه ابوبکر بن مردویه) سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ جناب امیر سے پوچھا گیا

کہ ذوالقرنین آیا نبی تھا آپ نے فرمایا میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ ایک بندہ تھا خدا نے اسے نصیحت کی وہ نصیحت پذیر ہوگیا۔ بے شک تم لوگوں میں اس کی نظیر موجود ہے۔

(۵) عن مجاهد قال قيل لا بن عباس ما تقول في شان علي بن ابي طالب فقال و الله هو احد الثقلين سبق با لشهاد تين و صلى القبلتين و بايع البيعتين و هو ابو السبطين الحسن و الحسين و هو مولائے و مولى الثقلين و مثله في الامته مثل ذى القرنين و ردت عليه الشمس مرتين (اخرجه احطب الخوارزمي) مجاہد رحمتہ اللہ علیہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ تم علی کی شان میں کیا کہتے ہو جواب دیا واللہ وہ دو ثقلین یعنی دو بزرگ چیزوں میں سے ایک ہیں (یعنی قرآن اور اہل بیت) اور وہ سب سے اول شہادتیں (یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ) کے ادا کرنے والے ہیں۔ انہوں نے دو قبلوں (یعنی بیت المقدس اور کعبہ) کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اور دونوں بیعتیں کی ہیں (یعنی بیت اول بیعت عقبہ جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی اور بیعت رضوان جو درخت کے نیچے حدیبیہ میں ہوئی) اور وہ باپ ہیں سبطین کے جو حسن اور حسین ہیں اور وہ میرے اور تمام جن و انس کے مولا ہیں اور امت میں وہ مثل ذوالقرنین کے ہیں اور ان کے لیے آفتاب کو دو دفعہ رجعت ہوئی ہے۔

تنبیہ: قال مجد الدين الفير و زرا بادى في القاموس. ذو القرنين اسكندر رومي لانه دعا هم الى الله عز و جل فضربوه على قرنه ممات فاحياه الله تعالى ثمه دعا هم فضر بو على قرنه الا خر فمات فاحياه الله تعالى اولا نه بلغ قطرى الارض و الضفير تين له. و المنذرين بن ماء السماء لضفير بين كانتا في قرينته راسئه و علي بن ابى طالب لقوله صلى الله عليه وسلم يا علي ان لك في الجنته بينا ويروى كنزا و انك لذو قرينها. اى لذو طرفي الحنته في ملكها الا عظم تملك ملك الجنته ملك ذو القرنين جميع الارض و ذو قربى الامته فاضمرت و ان لم يتقدم ذكر ها او ذو

جبليها للحسن و الحسين او ذو شجتين فی قرينه راسه احد هما من عمرو بن عبد و د و الثانيه من ابن ملجم العنهما الله ذوالقرنین اسکندر رومی کو کہتے ہیں اس وجہ سے کہ جب سکندر نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کی تو انہوں نے اس کے سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہوگئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا بعد اس کے پھر وہ لوگوں کو دعوت کرنے لگے تو ان لوگوں نے ان کے سر کے دوسری طرف تلوار ماری کہ شہید ہوگئے۔ بعد اس کے دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔ یا ذوالقرنین اسی وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ وہ زمین کے دونوں طرف پہنچے تھے یا اس سبب سے کہ ان سر پر دو کے کلین تھیں۔ اور منذر بن ماء السماء کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں جو شاہان عراق میں سے تھا اس سبب سے کہ اس کے سر کے دونوں طرف کا کلین تھا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں اس سبب سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باب میں بیان فرمایا ہے کہ یا علی تیرے لیے بہشت میں ایک گھر ہے یا خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین ہے یعنی بہشت اور اس کے ملک عظیم کے دونوں طرف کا مالک ہے اور تو کل بہشت کی سیر کرے گا۔ جس طرح سے کہ ذوالقرنین نے کل زمین کی سیر کی تھی یا یہ کہ آپ اس امت کے ذوالقرنین ہیں پس ضمیر مونث کی اس حدیث میں امت کیطرف سے راجع ہے اگرچہ اس کا ذکر پہلے نہیں آیا یا اس سبب سے آپ اس امت کے دو بزرگوں کے والد ہیں یعنی امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کے یا اس سبب سے کہ آپ کے سر اقدس کے دونوں طرف زخم لگے ہیں۔ پہلا عمرو بن عبدو سے اور دوسرا ابن ملجم ملعون سے۔

خاصف النعل: (۱) عن زر قال لما كان يوم الحديبيته خرج الينا اناس من المشركين من روسا هم فقالو اقد خرج اليكم من ابنائنا ورقا بنا و انما خرجوا من خد ستنا فار دذهم الينا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش لتنبتهن عن مخالفت ام الله و ليبعثن عليكم من يضرب قابكم الذين قد امتحن الله قلوبهم للتقوى قال بعض اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من اولئك يا رسول

الله قال منهم خاصف النعل و كان اعطى عليا نعله يخصفه (اخرجه الترمذی و ابو داؤد) زر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز ہمارے پاس مشرکین کے چند رئیس آئے اور کہنے لگے ہماری لونڈی اور غلام تمہارے پاس چلے آئے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرنے سے بھاگے ہیں وہ ہم کو واپس دے دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش کے لوگوں تم خدا کے حکم کی مخالفت کرنے سے باز آ جاؤ ورنہ تم پر ایسے لوگ بھیجے جائیں گے جو تمہاری گردن ماردیں گے خدا نے تقویٰ کے ساتھ ان کا امتحان کر لیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا ایک ان میں سے جوتا سینے والا ہے حضور نے اپنا جوتا جناب امیر کو سینے کے لیے دیا ہوا تھا۔

(۲) عن علی قال ان سهيل بن عمرو اتى النبی صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد ان قومنا لحقو بک فار ددهم الينا نغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى زوى الغضب فی وجهه ثم قال لتنتهن يا معشر قريش او ليبعثر عليكم رجلا منكم امتحن الله قلبه للايمان يضرب و قا بكم على الذين قيل يا رسول الله ابو بكر قال لا قيل عمر قيل لا و لكن خاصف النعل ثم قال على اما انی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تكذبو على فمن كذب على متعمد فليتبو فی النار (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ سہیل ابن عمرو نے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا محمد ہماری قوم کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہیں آپ ان کو ہمیں واپس دیدیں۔ حضرت یہاں تک غصے ہوئے کہ غضب کی آثار چہرہ اقدس پر نمایاں ہونے لگے پھر آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم متنبہ ہو جاؤ ورنہ خدا تعالیٰ تم پر ایسا آدمی بھیجے گا جس کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ پرکھ لیا ہے۔ وہ دین پر تمہاری گردن مارے گا۔ حضرت سے پوچھا گیا وہ شخص ابوبکر ہیں آپ نے فرمایا نہیں پھر پوچھا گیا عمر ہیں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔ اس حدیث کو روایت کر کے جناب امیر نے فرمایا۔ کیا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے نہیں سنا؟ کہ مجھ پر جھوٹ بولا اور جو دانستہ مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ آگ میں دھکیلا جائے گا۔

(۳) عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لتنتبهن بنو وكعيته او ليبعثن علیهم رجلا كنفسي يتقدم فيهم امری فيقتل المقاتلته و يسبی الذريته فما راعنی الا برد كت عمر فی حجزتی من خلفی قال فمن تعنی قال خاصف النعل و علی يخصت نعلا (اخرجه احمد و النسائی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بنی وکعیہ (نبی ولیغہ) متنبہ ہو جائیں ورنہ ان پر مجھ سا ایک آدمی بھیجا جائے گا وہ ان سے جنگ کرے گا اور ان کی اولاد کو لونڈی او غلام بنا لے گا۔ ابوذر کہتے ہیں کہ ناگاہ میں نے اپنے پیچھے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی اپنے ازار کے نیفے کے قریب محسوس کی وہ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں۔ فرمایا جوتا سینے والے سے اور جناب امیر جوتا سی رہے تھے۔

(۴) عن ابی سعيد الخدری قال كنا جلو سا منتظرا رسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج الينا قد انقطع شسع نعله فرمی بها الی علی فقال ان منكم رجلا من يقاتل علی تاويل القرآن كما قاتلت علی تنزيله فقال ابوبكر انا هو يا رسول الله فقال لا فقال عمر انا هو يا رسول الله فقال لا ولكن خاصف النعل (اخرجه النسائی) ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر برآمد ہونے کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر کی طرف پھینک دیا اور فرمایا تم میں ایک ایسا آدمی ہے کہ قرآن کی تاویل پر جہاد کرے گا جس طرح سے کہ میں نے اس کی تنزیل پر جہاد کیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول میں ہوں آپؐ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔

الطاہر: عن ابی سعید الحذری فی قوله تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیر اقال نزلت هذا ه الایته فی خمسته فی النبی و علی الحسن و الحسین و فاطمته علیهم السلام (اخرجه احمد و الطبرانی و ابن حریره فی تاریخه) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والوں اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا صرف پانچ شخصوں کے شان میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور حسن اور حسین اور جناب سیدہ علیہم السلام کے حق میں)۔

تنبیہ: نزل الابرار میں علامہ بدخشی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں۔ و هذا الحدیث علی رای (کثر العلماء و قد صححه بعضهم) یعنی یہ حدیث اکثر علماء کی رائے کے نزدیک حسن ہے اور بے شک بعض نے اس کی تصحیح کی ہے۔

الصادق: عن عبدالله فی قوله تعالی یا ایها الذین امنو تقو الله و کونو مع الصدقین قال مع علی لا نه سید الصادقین (اخرجه الثعلبی فی تفسیره و ابو نعیم فی حلیته اولاولیاء و السیوطی فی تفسیره الدر المنثور. و سبط بن الجوزی فی تذکره خواص الامه) وابوبکر ابن مردویہ ابن عساکر عن ابی جعفر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جس کا ترجمہ یہ ہے (کہ اے لوگو کہ تم ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)۔ یعنی جناب علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام صادقوں کے سردار ہیں۔

المومن: عن جابر عبد الله رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت اول المسلمین اسلاما و انت اول المومنین ایمانا (اخرجه ابن مردویه) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تو سب مسلمانوں سے اسلام لانے کی رو سے پہلا ہے اور تو سب مومنوں سے ایمان لانے

کی رو سے مقدم ہے۔

الانزع(۱) البطین: عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ تعالی قد غفر لک و لو لدک و لا ھلک لشیعتک فابشر فان لا نزع البطین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یاعلی بہ تحقیق خدا تعالی نے تجھے بخش دیا ہے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل اور تیرے شیعوں کو۔ پس تو لوگوں کو اس کی خوشخبری بیان کر۔ بہ تحقیق تو انزع اور بطین ہے۔

تنبیہ: عن ابی سعید التمیمی قال کنا نبیغ الثیاب علی عوا تقنا و نحن غلمان فی السوق فاذا را ینا علیا قد اقبل قلنا (بزرگ اشکم) قال علی ما تقولون قال نقول عظیم البطن قال اجل اعلاہ علم و اسفلہ طعام (الریاض النظرہ فی فضائل العشرہ لمحب الدین الطبری) ابوسعید تمیمی بیان کرتا ہے کہ ہم بازار میں کپڑے کا بغچا اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے بیچ رہے تھے اور ابھی ہم لڑکے تھے کہ ناگاہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا ہم آپس میں کہنے لگے کہ جناب امیر (بزرگ اشکم) ہیں۔ جناب امیر نے کہا تم کیا کہہ رہے ہو ہم نے عرض کیا ہم نے حضور کو عظیم البطن کہا ہے آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اوپر اس کے علم اور نیچے اس کے طعام ہے۔

العابد: عن حارثہ بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال کان لعلی بیت فی المسجد کان یتعبد فیہ کما کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الخوارزمی) حارثہ بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر کے لیے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں حجرہ بنا ہوا تھا جس میں وہ عبادت کیا کرتے تھے۔

۱۔ انزع آنکہ موی ہر دو جانب پیشانی او رفتہ باشد و فی الحدیث علی انزع کذا فی المستحب

الزاہد: عن قبیصته قال ما ریات زهد الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الا حباب فیمناقب الا صحاب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص لوگوں میں زاہد نہیں دیکھا۔

کاسر الاصنام: عن علی قال انطلقت انا و النبی صلی الله علیه وسلم حتی اتینا الکعبته فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اجلس و صعد علی منکبی قد هبت لا نهض به فرای منی ضعفا و جلس لی نبی الله صلی الله علیه وسلم و قال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکیته قال ینخل الی الوشئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت و علیه مثال صفرا و نحاسن فجعلت ان او له عن یمینه و شماله و من بین یدیه و من خلفه حتی اذا ستکمنت منه قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اقذف به فقدفت به فتکسر کما تکسر القوار یر ثم نزلت انا و رسول الله صلی الله علیه وسلم نستبق حتی توا بینا بالیوت خشیته ان یلقانا احد من الناس (اخرجه احمد فی المناقب و الحاکم فی المستدرک) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اٹھنے لگا حضرت نے میرا ضعف دیکھ کر فرمایا تو میرے کندھے پر سوار ہو۔ میں دوش اقدس پر سوار ہوا تو گویا یہ خیال ہوسکتا تھا کہ میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا چھت پر ایک مورت پیتل یا لوہے کی تھی میں اسے آگے پیچھے داہنے بائیں سے ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے اسے اکھاڑ لیا۔ حضرت نے مجھے فرمایا پھینکدے میں نے اسے پھینک دیا وہ بت شیشہ کی طرح چور چور ہو گیا پھر میں اتر آیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں بھاگ کر گھر میں چھپ گئے تا کہ ہم کو کوئی نہ دیکھے۔

الساقی: عن ابی سعید الحذری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی خمسا هو احب الی من الدنیا و ما فیها اما واحد ة فهو اتکائی بین

یدیٔ عز و جل یفرغ من الحساب و اما الثانیه فلواء الحمد بیده ادم و من ولده تحته و اما لثالثته فواقف علی عقر (۱) حوضی یسقی من عرف من امتی و اما الرابغته فسا تر عورتی و سلمی الی ربی عز و جل و اما الخامسته فلست اخشے علیه ان یرجع زانیا بعد احصن و لا کافرا بعد ایمان (اخرجه احمد) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میں ایسی پانچ باتیں ہیں کہ ہمارے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے رہے گا یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ دوم یہ کہ لواء الحمد اس کے ہاتھ میں آئے گا آدم اور آدم کی اولاد سب اس کے نیچے ہوگی۔ سوم یہ کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا رہے گا اور جس کو میرے امت سے پہچانتا ہوگا اسے پلائے گا۔ چہارم یہ کہ وہ میرے ستر کا ڈھانپنے والا اور مجھ کو میرے خدا کی طرف سپرد کرنے والا ہے۔ پنجم یہ کہ میں اس کی نسبت ہرگز خائف نہیں کہ وہ اپنی عفت کے بعد زنا کر سکے یا ایمان کے بعد کافر بن سکے۔

الحبیب: (۱) عن حذیفه رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اتخذ نی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلا و ان قصری فی الجنته و قصر ابرهیم فی الجنته متقا بلان و قصر علی بین قصری و قصر ابراهیم فیاله حبیب بین خلیلین (اخرجه الحاکم و الدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا میرا اور حضرت ابراہیم کا قصر جنت میں آمنے سامنے ہوگا اور علی کا قصر ہمارے قصروں کے درمیان میں ہوگا پس مبارک ہے اس کے لیے جس کا حبیب دو خلیلوں کے درمیان میں ہو۔

(۲) عن سلمان الفارسی رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه

---

۱ جائے خوردن شب از حوض

وسلم اذا کان القیمته ضرب لی قبه من مرجان حمرا عن بین العرش و ضرب لا براهیم من یا قوته خضرا عن یسار العرش و ضرب فیما بینهما لعلی قبته من لو لوگ بیضا فما ظنکم بیان الخلیلین (اخرجه الحاکم) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لیے مرجان سرخ کا خیمہ لگایا جائے گا عرش کے داہنے طرف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے سبز یاقوت کا قبہ عرش کے بائیں جانب لگایا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان علی کے لیے سفید موتی کا قبہ بنایا جائے گا پس اس حبیب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو کہ دو خلیلوں کے درمیان میں ہوگا۔

القاری: قال ابو عبید السلمی القاری ما رایت اقرا من علی قرا القران فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قاری ابو عبید السلمی کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا انہوں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں پورا قرآن پڑھا لیا تھا۔

بیضتہ البلد: عن ابی الحسن المدا ینی قال لما قتل علی بن ابی طالب عمرو بن عبدود و نعی الی اخته عمره فقالت من ذ الذی اجتراء علیه فقالو علی بن ابی طالب فقالت کانت منیته علی ید کفو کریم ما سمعت با فخر من هذاً فا نشات. لو کان قال عمر و غیر قاتله. لکنت ابی علیه اخر الا بد. لکن قاتله من لا نظیر له. من کان یدعی قدیما بیضته البلدره (لالب السئول) ابوالحسن مدائنی سے روایت ہے کہ جب جناب علی بن ابی طالب نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور اس کی ہمشیرہ عمرہ کو اس کے قتل کی خبر لگی وہ پوچھنے لگی کہ اس پر کس نے اقدام کیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب نے۔ کہنے لگی اس موت کفو کریم کے ہاتھ سے واقع ہوئی میں نے اس سے کوئی زیادہ فخر والا زمانہ میں نہیں دیکھا۔ پھر یہ مرثیہ کہا۔ اگر عمرو کا قاتل اس کے سوا کوئی اور ہوتا تو میں ابد تک اس پر روتی رہتی۔ لیکن اس کا قاتل وہ ہے کہ

جس کے مثل کوئی دوسرا نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ بیضۃ البلد پکارا جاتا رہا ہے۔

تنبیہ: بیضۃ البلد کے معنی لغت میں ہیں (واحدۃ الذی یجتمع الیہ و یقبل قولہ) یعنی وہ فرد الافراد کہ جس کے پاس لوگ آ کر جمع ہوں اور اس کے کہنے کو ہر طرح سے مانیں۔

المہدی: عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولو علیا تجد وہ ھا دیا و مھد یا (اخرجہ ابن عبدالبر فی الا ستیعاب) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم علی کو اپنا خلیفہ بناؤ گے تو تم اسے ہادی اور مہدی پاؤ گے۔

طود النہی: عن ربیع بن خراش قال استا ذن عبد اللہ بن عباس علی معاویہ و قد تحلقت عندہ بطون قریش و سعید بن العاص جالس عن یمنیہ فنظر الیہ معاویہ مقبلا قال یا سعید لا تعین علی بن عباس مسائل یعیی بجوا بیھا قال لسعید لیس مثل ابن عباس یعیی بمسالک فلما جلس قال معاویتہ ما تقول فی علی قال رحم اللہ ابا الحسن کان و اللہ علم الھدی و کھف الوری و طود النھی و محل الحجی و منبع الندی و منتھی العلم للزلفی و نورا اسفر فی ظلم الدجی. و داعیا الی الحجتہ العظمی و مستمسکا بالعروۃ الوثقی و اکرم من شھد النجوی بعد محمد المصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و کان صاحب القبلتین. وابو السبطین. زوجتہ خیر النساء فما یفو قہ احد لم تر عینا مثلہ و لم اسمع سمعا مثلہ فمن بغیضہ فعلیہ لعنتہ رب العباد الی یوم التناد (ذخائر العقبی و ینا بیع) (و اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن عباس) ربعی بن خراش سے روایت ہے کہ عبداللہ بن العاص معاویہ کے ملنے کو گئے اور داخل ہونے کا اذن مانگا۔ معاویہ کے پاس قریش کے قبائل کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ سعید بن العاص بھی اس کے داہنے طرف بیٹھا ہوا تھا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے میں ابن عباس سے

ایسی باتیں پوچھوں گا کہ جس کے جواب میں وہ عاجز رہ جائیں گے۔ سعید کہنے لگا ابن عباس تیرے جیسے شخص کے سوالات سے عاجز نہیں ہو سکتے جب ابن عباس معاویہ کی محفل میں پہنچ کر بیٹھ گئے معاویہ نے ان سے پوچھا تم علی کے حق میں کیا کہتے ہو ابن عباس نے کہا خدا ابوالحسن پر رحم کرے واللہ وہ ہدایت کے نشان تھے اور خلقت کے پشت و پناہ تھے۔ اور عقل کے پہاڑ تھے۔ اور دانائی کے محل تھے۔ اور بخشش کے خزانے تھے۔ اور انتہائے علم کی جگہ تھے۔ جو خدا کی قربت کے لیے ہو۔ اور وہ ایک نور تھے جو رات کی تاریکی میں چمکتا تھا۔ اور وہ بزرگ جحت کی طرف بلانے والے تھے۔ اور رسن مستحکم کے ساتھ چنگل مارنے والے تھے۔ اور بعد میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مشورہ دینے والے سے بزرگ تھے۔ اور دونوں قبلوں کے صاحب تھے۔ اور وہ سبطین کے باپ تھے۔ ان کی زوجہ خیر النساء تھیں۔ پس کوئی شخص ان پر فوق نہیں لے جا سکتا۔ میری دونوں آنکھوں نے ان کی مثل نہیں دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے ان کے مثل نہیں سنا۔ پس جو شخص کہ ان سے دشمنی رکھے اس پر بندوں کی خدا کی پھٹکار ہو قیامت تک۔

دابتہ الجنتہ: عن عمر ابن جموح ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعمر ابن الخطاب هل اریک دابته الجنته تا کل الطعام و تشرب الشروب و تمشی فی الا سواق قال هذا دابته الجنته و اشار الی علی (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن جموح سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں جنت کا چارپایہ دکھائیں جو کھانا کھاتا ہے اور پانی پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے پھر فرمایا یہ ہے جنت کا چارپایہ اور جناب علی کی طرف اشارہ کیا۔

ایلیاء: عن علی قال لما اخذت الرایته یوم خیبر قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم امض بها فجبریل معک و النصر امامک و الرعب مبثوث فی صدور القوم و اعلم یا علی انهم یجدون فی کبتهم ان الذی ید مر علیهم اسمه ایلیاء فا ذا لقیتهم

فقل انا علی فانهم ینخذلون انشاء الله تعالی فقال علی فمضیت بها حتی اتیت الحصن فقال لی جر من احبار هم من انت فقلت له انا علی بن ابی طالب فقال قد علوتم و ما انزل علی موسی افکاً (اخرجه ابن مردویه فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خیبر کے روز میں نے علم کو ہاتھ میں لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا جاؤ جبریل تمہارے ساتھ ہے اور فتح تمہارے آگے آگے ہے تمہارا رعب قوم کے دلوں میں بکھرا ہوا ہے اے علی جان لے کہ یہود اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ جو شخص کہ ان کو ہلاک کرے گا اس کا نام ایلیا ہوگا۔ جب تو ان سے ملے تو کہیو کہ میں علی ہوں خدا نے چاہا تو وہ شکست کھا جائیں گے جناب امیر کہتے ہیں کہ جب میں قلعہ کے قریب پہنچا علماء یہود سے ایک عالم نے مجھ سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا علی ابن ابی طالب وہ یہودی کہنے لگا۔ بے شک تم غالب ہوگئے موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ نہیں نازل کیا گیا۔

قباب عین الفتنہ: (۱) عن زر بن حیش انه سمع علیا یقول انا قباب عین الفتنه لو لا انا ما قوتل اهل النهر و ان لو لا انی اخشی ان تترکو العمل لا خبر تکم بالذی قضی الله عزوجل علی لسان نبیکم لمن قاتلهم مبصرا لصلوتهم عارفا بالهدی الذی نحن علیه (اخرجه النسائی) زر بن جیش نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو یہ نہروانی نہ مار بجاتے۔ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہو کہ تم کام چھوڑ بیٹھو گے البتہ میں تم کو اس سے خبردار کرتا جو کچھ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کیا ہے اس شخص کی نسبت جو ان کی نماز کو دیکھنے والا ہے اور اس ہدایت کا عارف ہے کہ جس پر ہم ہیں۔

امیر النحل: ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت یعسوب المومنین المنافقین و من هھنا قیل له امیر النحل (حیوة الحیوان الدمیری فی ترجمته یعسوب) یہ

تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد فرمایا کہ تم مومنوں کے یعسوب ہو اور مال و دولت منافقوں کا یعسوب یعنی بادشاہ ہے دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتا ہے کہ اسی وجہ سے حضرت امیر کو امیر النحل کہا جاتا ہے۔

ذوالبرقہ: ذو البرقه علي بن ابي طالب لقبه به العباس يوم حنين (من قاموس اللغه فی البــرق) مجدالدین فیروز آبادی علیہ الرحمتہ قاموس میں لکھتا ہے کہ ذوالبرقہ جناب علی بن ابی طالب کا خطاب ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حنین کے روز آپ کو یہ لقب دیا تھا۔
و فی المنتخب البرقته بالفتح دهشت ولقب علی بن ابی طالب کہ در روز حنین عباس رضی اللہ عنہ ایشان را بدان آواز کرد۔

مثیل عیسیٰ: عن علی قال النبی صلی الله علیه وسلم ان فیک مثلا عیسی احبه قوم فهلکوا فیه و ابغضه قوم فهلکوا فیه فقال صلی الله علیه وسلم المنا فقون اما یر ضون له مثلا من عیسے فنزلت هذ ه الا یته و لما ضرب بن مریم مثلا اذا قومک منه یصد و ن (اخرجه البزار و ابو یعلیٰ و الحاکم و النتطوی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تو عیسیٰ کی مانند ہے کہ ایک قوم نے ان سے یہاں تک محبت کی کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے۔ اور ایک قوم نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے پھر آپ نے ارشاد کیا۔ کیا منافق راضی نہیں کہ وہ عیسیٰ کی مانند ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ اور جب کہاوت لائے مریم کے بیٹے کو تب ہی تیری قوم لگتی ہے اس سے چلانے۔

القرم(۱): عن عبدالمطلب بن ربیعته بن الحارث قال اجتمع ربیعته بن الحارث و العباس بن عبدالمطلب قالا للمطلب بن ربیعته و الفضل بن عباس ائتیا رسول الله

---

۱ القرم۔ شیر نر

صلی الله علیه وسلم فقو لا یا رسول الله قد بلغنا ما تری من السن فا حببنا ان نتزوج و انت یا رسول الله ابر الناس و اوصلهم و لیس عند ابوینا ما یصد قان عنا فا ستعمنا علی الصد قاة فلنودی الیک ما یو د ی العمال و نصیب ما کا ن فیهما من مرفق (۱) فبینما هما فی ذالک اذا جاء علی بن ابی طالب فقال لنا لا تفعلا و الله لا یستعمل منکم احد اعلی الصدقاة فقال له ربیعته هذا امن حدک و قد نلت صهر رسول الله صلی الله علیه وسلم فلم نحسد ک علیه فا لقی علی راداء ہ ثم اضطجع ثم قال انا ابو الحسن القرم و الله لا ابرح مقامی هذا حتی یرجع الیکما ابنا کما بجواب ما بعثتما به الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما رجعا قا لا ذهبنا الی النبی صلی الله علیه وسلم فقلنا یا رسول الله انت ابر الناس و اوصل الناس و قد بلغنا النکاح فجئنا لتومرنا علی بعض هذه الصدقاة فنودی الیک ما یو دی الناس و نصیب کما یصیبون فسکت صلی الله علیه وسلم ثم قال ان الصدقته لا ینغبی لال محمد انما هی او ساخ الناس (اخرجه ابو داود و النسائی و الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند ربیعته ابن الحارث) عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث ناقل کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا والد ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب مجھ سے اور فضل بن عباس سے کہنے لگے تم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جا کر عرض کرو کہ یارسول اللہ ہم جوان ہو گئے ہیں ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور قرابت والوں کے لیے صلہ رحم عمل میں لانے والے ہیں ہمارے والد ہماری طرف سے مہر ادا کرنے کی مقدرت نہیں رکھتے حضور ہم کو عامل زکوۃ مقرر فرما دیں تا کہ جس طرح سے دوسرے عامل ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کیا کریں اور ہمیں بھی اس سے فائدہ حاصل ہو جائے ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیر تشریف لے آئے اور ہم سے فرمانے لگے تم حضرت کے پاس مت جاؤ واللہ حضرت تم میں سے ایک کو بھی زکوۃ پر عامل نہیں مقرر فرما دیں

---

۱ الطریق کاریکہ از فائدہ شمود

گے۔ ربیعہ نے یہ سن کر کہا آپ یہ بات حسد کی وجہ سے کہتے ہیں۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے مشرف ہو گئے تو ہم نے حسد نہ کیا۔ جناب امیر نے یہ سن کر اپنی رداء مبارک زمین پر بچھا دی اور لیٹ گئے اور کہنے لگے میں ابوالحسن شیر نر ہوں بخدا میں اس مقام سے اس وقت تک نہیں ٹلوں گا جب تک تمہارے دونوں لڑکے حضرت کے پاس سے تمہاری بات کا جواب لے کر واپس نہ آئیں۔ جب وہ واپس آئے تو بیان کرنے لگے کہ ہم نے حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کیا تھا یا رسول اللہ آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور رشتہ داروں کے حق میں سب سے صلہ رحم وعمل میں لانے والے ہیں ہم جوان ہو گئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے ہیں ہم حضور کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور ہم کو صدقات پر عامل مقرر فرما دیں تا کہ جس طرح لوگ ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کریں اور جو فائدہ ان کو ملتا ہے ہم کو بھی ملے حضرت تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے پھر فرمانے لگے آل محمد کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے۔

قد تم البا ب الا و ل من ار جح المطا لب فی عد مناقب

اسد الله الغالب امیر المو منین علی بن ابی

طالب و یلیه الباب الثانی

انشا ء الله تعالی

باب دوم

جناب امیر کی شان کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں

موسوم بہ

النص الجلی مما نزل من کتاب الله فی علی

مقدمہ

(۱) عن ابن عباس قال ما انزل یا ایها الذین ا منو. الا علی امیر ها و شریفها و لقد عاتب الله اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم و ما ذکر علیا الا بخیر (اخرجه احمد و الطبرانی و ابن حاتم و ابن عبد البرقی الا ستیعاب و علامه ابن حجر فی الصواعق) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایہا الذین امنو کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علی اس خطاب کے امیر اور شریف ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بعض مقام میں عتاب کیا ہے مگر علی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔

(۲) عن حذیفه رضی الله تعالی عنه قال ما نزلت یا ایها الذین امنو الا کان علی لبها

و لبا بھا (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا ایھا الذین امنو نازل نہیں ہوا مگر علی اس کے لب لباب تھے۔

(۳) عن ابن عباس ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی (اخرجہ ابن عساکر. و ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں جس قدر آیتیں جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔

(۴) عن علی قال نزل القران ارباعا. فربع فینا فر بع فی عد و نا. و ربع سیر و امثال. وربع فرائض و احکام و لنا کرائم القرآن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قرآن مجید چار حصوں میں نازل ہوا ہے پس اس کا ایک ربع ہماری شان میں ہے اور اس کا ایک ربع ۴/ اہمارے دشمنوں کے حق میں ہے اور ایک ربع ۴/ اقصص اور امثال ہیں۔ اور ایک ربع میں فرائض اور احکام ہیں اور ہماری شان میں قرآن مجید کی بزرگ آیتیں ہیں۔

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت فی علی ثلمثائتہ ایتہ (اخرجہ ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

(۶) عن مجاھد رحمتہ اللہ علیہ قال نزل فی علی سبعون ایتہ (اخرجہ ابوبکر مردویہ) مجاہد رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے حق میں ستر آیتیں اتری ہیں۔

آیات

انما یرید اللہ لیذ ھب عنکم الر جس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا (سورہ احزاب)

ترجمہ: نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب

پاک کرنا۔

(۱) عن عائشه قالت خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم غداة علیه مرطعر حل من شعر اسود فجاء الحسن بن علیفدخله ثم جاء الحسین فدخله معه ثم جاءت فاطمته فدخلها ثم جاء علی فدخله ثم قال. انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا (اخرجه احمد و المسلم و الترمذی) و ابن ابی شیبته و ابن جریر و ابن ابی حاتم و الحاکم و السیوطی فی الدر المنثور) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتی ہیں ایک روز جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ایک سیاہ بالوں کی کلیم منقش اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے ان کو اس میں داخل کر لیا۔ پھر جناب امام حسین آئے ان کو بھی آپ نے داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرت نے ان کو بھی لے لیا پھر جناب علی تشریف لائے آپ نے ان کو بھی اس میں لے لیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۲) عن ام المومنین ام سلمه قالت ان هذه الایته انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا. نزلت فی بیتی و انا جالسته عند والباب فی البیت رسول الله صلی الله علیه وسلم و علی و فاطمته و حسن و حسین فحللهم بکساء و قال اللهم هئو لاء اهل بیتی و حامتی اذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیر افقلت و انا معهم یا رسول الله قال انک علی الخیر (اخرجه المسلم و الترمذی. و صححه. و الذو لابی. والبیهقی. و ابن جریر ابن المنذر و الحاکم و صححه و ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بہ تحقیق یہ آیت کہ (نہیں چاہتا ہے اور مگر یہ کہ دور لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا) میرے گھر میں نازل ہوئی ہے میں دروازے کے

قریب بیٹھی ہوئی تھی اور گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے حضرت نے ان کو چادر اوڑھا کر فرمایا۔ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں ان سے نجاست کو دور کر اور ان کو پاک کر خوب پاک کرنا۔ پس میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں فرمایا تم بہتری پر ہو۔

(۳) عن عمر بن ابی سلمته قال نزلت هذه الایته علی النبی صلی الله علیه وسلم انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا فی بیت ام سلمته و انا فی بیت ام سلمته فدعا النبی صلی الله علیه وسلم فاطمته و علیا و حسنا و حسینا و حللهم بکساء ثم قال الهم هو لاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس و طهر هم تطهیر او قالت ام سلمته انا معهم یا رسول الله قال انت علی مکانک انت علی الخیر (اخرجه احمد و الترمذی و ابن جریر و الطبرانی و ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت (کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا) امام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور میں بھی انہیں کے گھر میں تھا کہ حضرت نے جناب فاطمہ اور علی اور حسنین علیہم السلام کو بلوا کر ان پر چادر ڈال دی پھر دعا کی اے میرے پرودگار یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے نجاست کو دور کر اور پاک کر ان کو خوب پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بھی نیکی پر ہے۔

(۴) عن واثله بن الاسقع قال اتیت فاطمته اسالها عن علی فقالت توجه الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فجلست انتظره و اذا بر سول الله صلی الله علیه وسلم قد اقبل و معه علی و الحسن و الحسین فاخذ بید کلو احد منهم حتی دخل الحجرة فاجلس الحسن علی فخذه الیسری و اجلس علیا و فاطمته بین یدیه ثم القی علیهم

الکساء ثم قراء انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا (اخرجه احمد و ابو حاتم و الحاکم و صححه و البیهقی و الدیلمی) و ابن ابی شیبته و ابن جریر و ابن المنذر و السیوطی فی الدر المنثور) واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی تلاش میں جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں میں ان کے انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ ناگہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر اور حسنین علیہم السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہوگئے اور بیٹھ گئے۔ حسن علیہ السلام کو داہنے زانو پر اور حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر اور جناب امیر اور سیدہ کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور ان پر چادر ڈال کر اس آیت کو پڑھا کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا)۔

(۵) عن سعد قال لما نزل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم هذه الا یته اد خل علیا و فاطمته و ابنیهما تحت توبه ثم قال اللهم هو لاء اهلی و اهل بیتی (اخرجه ابن جریر و ابن مردویه و الحاکم و السیوطی فی الدر المنثور) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت نے علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹوں کو اپنی چادر اوڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ ہی میرے اہل اور میرے گھر کے لوگ ہیں۔

(٦) عن ابی سعید الخذری رضی الله عنه قال لما دخل علی بفاطمته جاء النبی صلی الله علیه وسلم اربعین صباحا الی با بها یقول السلام علیکم و رحمته الله و بر کاته. الصلواة رحکم الله. انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا انا حرب لمن حار بکم و سلم لمن سالیکم (اخرجه ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر کا

نکاح جناب سیدہ سے ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک برابر صبح کو جناب سیدہ کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے رہے السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ نماز کا وقت ہے خدا تم پر رحم کرے۔ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔ میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے جنگ کرے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے۔

(۷) عن انس بن مالک ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه كان يمر بيات فاطمته ستته اشهر اذا خرج الى صلوة الفجر يقول الصلواة يا اهل البيت انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهر كم تطهيرا (اخرجه احمد و الترمذى و ابن ابى شيبته و حسنته ابن المنذر و صححه الحاكم و ابن مردويه و السيوطى فى الدر المنثور (انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق چھ مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر صبح کی نماز کے وقت گذرتے رہے اور فرماتے تھے۔ اے اہل بیت نماز کا وقت ہے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۸) عن ابى الحمراء قال صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعته اشهر فكان اذا اصبح الى على باب فاطمته و هو يقول اهل البيت يرحمكم الله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهر كم تطهيرا (اخرجه الطبرانى و فى روايته ابن جرير و ابن مردويه ثمانيته اشهر هكذا اخرجه السيوطى فى الدر المنثور) ابو الحمراء رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے تک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو حضرت جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر تشریف لے جا کر فرماتے اے اہل بیت خدا تم پر رحم کرے۔ نہیں چاہتا اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۹) عن ابن عباس قال شهد نا رسول الله صلی الله علیه وسلم تسعته اشهر یا تی کل یوم باب علی ابن ابی طالب عند وقت کل صلواة فیقول السلام علیکم و رحمته الله و برکاته اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا (اخرجه ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہے کہ آپ ہر روز ہر ایک نماز کے وقت جناب امیر کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ اے اہل بیت نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۱۰) عن ابی سعید الحذری رضی الله تعالی عنه فی قوله تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا قال انها نزلت فی خمسته النبی صلی الله علیه وسلم و علی و فاطمته و الحسن و الحسین علیهم السلام (اخرجه احمد و الطبرانی و الطبری و عند ابن جریر مرفوعا الی النبی صلی الله علیه وسلم بلفظ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم هذه الایته انزلت فی خمسته فی و علی و الحسن و الحسین و فاطمته کذا فی الصواعق المحرقه و هذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء قاله البد خشی فی نزل الا برا رو ایضا اخرجه السیوطی فی تفسیره الدر المنثور) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تطہیر پنج تن پاک یعنی جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور حضرت سیدہ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ابن جریر نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ابوسعید حذری سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی میرے اور علی اور فاطمہ اور حسنین کے (یہ حدیث اکثر علماء

کے نزدیک حسن ہے)

(۱۱) عن الحسن بن علی قال نحن اہل بیت الذی قال اللہ تعالی أنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا (اخرجه بن سعد و ابن ابی حاتم و الطبرانی و ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) جناب حسن بن علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ اہل بیت ہم لوگ ہیں جن کے حق میں یہ آیت تطہیر نازل ہوئی ہے۔

(۲) فقل تعالو ا ندع ابنا ئنا و ابنا ئکم و نسا ئنا و نسا ئکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنته الله علی الکاذبین (ترجمہ) اے محمد کہ جھگڑنے والوں سے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اللہ کی پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایه فقل تعالو ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنته الله علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علیا و فاطمته و حسنا و حسینا فقال اللھم ھئو لا اھل بیتی (اخرجه احمد و المسلم و الترمذی و النسائی فی الخصائص) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت کہ (اے محمد کہ جھگڑنے والوں سے کہو آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اللہ کی ۔ پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) عن جابر بن عبداللہ قال انفسنا محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم و علی و ابنائنا الحسن و الحسین و نسائنا فاطمته (اخرجه الحاکم) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابنا ئنا سے حسن اور حسین اور نسا ئنا سے جناب سیدہ مراد ہیں۔

(۴) عن ابن عباس قال ان رهطا من نجران قد موا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا ما شانئک تذکر صاحبنا قال من هو قالوا عیسی تزعم انه عبدالله قال اجل قالوا افهل رایت مثل عیسی و انبئت به ثمه خرجوا من عنده فجاءه جبریل فقال له قل لهم اذا اتوک ان مثل عیسی عندالله کمثل ادم و فی روایته ان واحد امنهم قال له المسیح بن الله لا اب له و قال الا خر هو الله لا نه احیاء الموتی و اخبر عن الغیوب و ابراء الا کمه و الا برص و خلق من الطین طیرا و تزعم انه عبدالله فقال صلی الله علیه وسلم هو عبدالله و کلمته القاها الی مریم فغضبوا فقالوا انما لا نرضی ان تقول هوا الله و قالوا ان کنت صادقا فارنا عبد الله یحیی الموت و یشفی الا کمه و الابرص و یخلق من الطین طیرا فیتفخ فیه فیطیر فسکت عنهم فنزل الوحی یقول اله تعالی لقدْ کفر الذین قالو ان الله هو المسیح ابن مریم و قو له تعالی فمن حا جک من بعد ما جاء ک من العلم فقل تعالو اندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنته الله علی الکاذ بین ` ثم قال لهم ان الله امری ان لم تنقاد و الاسلام ابا هلکم انهم و عدو الی الغد و لما اصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل و معه علی و الحسن و الحسین و فاطمته و عند ذلک قال لهم اسقف انی لا ری و جو ها لو سال الله ان یزیل لهم الجبل لا زاله فلا تبا هلوا افتهلکو و لا یبقی علی وجه الارض نصرانی فقال صلی الله علیه وسلم لا بنا هلک (اخرجه ابو حاتم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاری نجران کے چند آدمی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگے آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کون ہیں وہ بولے عیسیٰ کہ جن کی نسبت آپ یہ گمان کرتے کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد کیا میرا گمان بجا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ عیسیٰ جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھائیں یا آپ کو ان کے جیسے کی خبر لگی ہے تو آپ ہم کو بتائیں۔ یہ کہہ کر وہ لوگ حضرت کے

پاس سے چلے گئے۔ پس جبرائیل علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لاکر کہنے لگے جب وہ لوگ آئیں آپ ان سے کہہ دیں کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ بعینہ حضرت آدم کی طرح سے ہیں (ایک روایت میں اس طرح پر ہے کہ) کہ نجران کے لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت کی جناب میں عرض کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہیں ہے اس کے ساتھ والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے۔ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ اور غیب کی باتیں بیان کرتے تھے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے۔ اور مٹی سے جانور بناتے تھے۔ آپ ان کو خدا کا بندہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا وہ خدا کا بندہ اور اس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف سے القا کیا گیا تھا۔ وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا کا بندہ ایسا دکھا دیں جو مردہ کو زندہ کرے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور پھر ان میں پھونکے اور وہ اڑ جائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ تجھے اس کا علم آ گیا ہے پس کہہ دے آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر، پھر آپ نے نصاریٰ کے گروہ سے ارشاد کیا اگر تم اسلام کے منقاد نہیں ہو گے تو خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں۔ پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔ جب صبح ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو ساتھ لے کر تشریف لائے۔ اسقف نے ان سے کہا واللہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو خدا تعالیٰ اس کو اس کی جگہ سے ٹلا دے گا۔ تم ان سے مباہلہ مت کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرانی زندہ نہیں رہے گا۔ پس ان کا اسقف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کرنے لگا ہم مباہلہ نہیں کرتے۔

(۴) اخرج الدار قطنی ان علیا یوم الشوری احتج علی اهلها فقال لهم انشد کم با للہ هل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم منی و من جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم و نفسه نفسه و ابناء ہ ابناء ہ غیری قالو اللھم لا دارقطنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوری سے آپ نے تکرار کرتے وقت فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کوئی تم میں میرے سوا ایسا شخص موجود ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور کس کی جان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان اور کس کے بیٹوں کو آپؐ نے اپنے بیٹے قرار دیا ہے۔ سب نے کہا خدا کی قسم ہے کوئی نہیں۔

(۳) قل لا ا سا لکم علیه ا جر ا لا لمو د ة فی ا لقر بی (حم) ترجمہ: اپنی قوم سے کہہ دے تو اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجر طلب نہیں کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت۔

(۱) عن ابن عباس قال لما نزلت هذہ ا لایته قل لا اسالکم علیه اجرا الا مودة فی القربی. قالو یا رسول اللہ من هو لا ء الذین امرنا اللہ تعالی بمودتهم قال علی و فاطمته و ابنا هم (اخرجه احمد و ابن ابی حاتم و الطبرانی و البغوی عن مقاتل و الکلبی و الحاکم و الدیلمی و الطبری) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (اپنی قوم سے کہہ دے تو اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے میں کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت) لوگوں نے عرض کیا جن لوگوں کی محبت کے لیے خدا نے ہمیں حکم کیا ہے وہ کون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔

(۲) عن زاذان عن علی قال فینا اهل البیت فی حم ایت لا یحفظ مو د تنا الا کل مومن ثم قراء قل لا اسالکم علیه اجرا الا المودة فی القربی (اخرجه ابو الشیخ)

زاذان جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا ہم اہل بیت کی شان کے متعلق سورہ حم میں ایک آیت ہے۔ نہیں نگاہ رکھے گا ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مومن۔ پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا۔ (کہہ دے اپنی قوم سے اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت)

(۴) و قفو ھم انھم مسئو لو ن (سورہ و الصفت) ترجمہ: اور کھڑا کرو ان کو تحقیق ان سے پوچھنا ہے۔

(ا) عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ عنھما فی قولہ تعالی و قفو اھم انھم مسئولون یوم القیمتہ عن ولا یتۂ علی (اخرجہ الا امام الواحدی فی تفسیر. و ابوبکر بن مردویہ. و الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ کے متعلق کہ اور کھڑا کرو ان کو تحقیق ان سے پوچھنا ہے قیامت کے دن علی کی ولایت سے۔

(۵) انما انت مندر و لکل قوم ھا د (سورہ رعد) ترجمہ: اس کے سوا نہیں کہ تو اے محمد ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک راہ دکھانے والا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر و علی ھاد و اشار بیدہ الی علی و قال بک یھتدی المھتدون (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ و الحافظ ابو نعیم فی کتاب ما نزل من القران فی علی (ابوبکر بن مردویہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں ڈرانے والا ہوں اور علی ہادی ہیں اور آپ نے جناب علی کی طرف دست مبارک سے اشارہ فرمایا اور کہا یا علی ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت پاویں گے۔

(۲) عن ابی برزۃ الا سلمی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما انا منذر و وضع یدہ علی صدر نفسہ ثمہ وضعھا علی صدر علی و یقول و لکل قوم

ھاد (اخرجه ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ پھر جناب علی کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہر ایک قوم کے لیے ہادی ہوتا ہے۔

(۳) عن جابر قال لما نزلت انما انت منذر و لکل قوم هاد وضع رسول الله صلی الله علیه وسلم یده علی صدره فقال انا المنذر و اوی بیده الی منک علی فقال انت الهادی و بک یهتدی المهتدون (اخرجه بن جریر و ابن مردویه و ابو نعیم فی المعرفته و الدیلمی و ابن عساکر و ابن النجار و السیوطی فی الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کے سوا نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لیے ایک راہ بتانے والا ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں ڈرانے والا ہوں اور علی کے کندھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو راہ بتانے والا ہے اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔

(۲) و یطعمو ن ا لطعا م علی حبه مسکینا و یتیما و ا سیر ا (سوره الدهر) ترجمہ: اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیروں کو اور یتیموں اور قیدیوں کو۔

(۱) عن ابن عباس قال اجر علی علی نفسه لیقی غذاء بشعیر لیلته حتی اصبح فلما قبض الشعیر فطحن منه فجعلوا منها شیئا لیا کلوه یقال له الحریرة رقیق بلا دهن فلماتم انضاجه اتا مسکین فسال فاطعموه ایاه ثم صنعو الثلث الثانی فلماتم انضاجه اتایتیم فسال فاطعموه و ایاه ثم صفوا الثلث الباقی فلماتم انضاجه اتا اسیر من المشرکین فاطعموه ایاه فنزلت هذاه الایته هذا قول الحسن و القتادة و قال سعید بن جبیر محبوس من اهل القبلته (اخرجه الواحدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے ایک دفعہ رات بھر کی محنت اپنی قوت کے لیے کی جب صبح ہوئی تو ان کو اجرت

میں جو دستیاب ہوئے۔ آپ نے ان کو لے کر پیسا اور اس کی ایک تہائی کا پتلا سا حریرہ گھی کے بغیر پکوایا جب پک چکا۔ ایک مسکین نے آ کر سوال کیا جناب امیر نے وہ سارا اس کو کھلا دیا۔ پھر دوسری تہائی کو پکوایا جب وہ بھی تیار ہوا ایک یتیم نے آ کر سوال کیا آپ نے وہ سارا بھی اس کو کھلا دیا۔ پھر تیسری تہائی کو پکوایا اس کے پختہ ہونے پر مشرکوں کے ایک قیدی نے آ کر سوال کیا آپ نے وہ سارا بھی اس کو کھلا دیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی یہ قول حسن اور قتادہ کا ہے سعید بن جبیر کہتے ہیں وہ قیدی اہل قبلہ سے تھا۔

(۲) عن ابن عباس ان الحسن و الحسین مرضا فعا دھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و معہ ابو بکر و عمر فقالو یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدک فنذر علی و فاطمتہ و فضہ جاریتہ لھا ان برا مما بھما ان یصومو ا ثلثتہ ایام مشفیا و ما معھم شئی فاستقرض علی من شمعون الیھودی الخیبری ثلثتہ اصوع من الشعیر فطحنت فاطمتہ صا عا و اخزت خمستہ اقراص علی عدد ھم و وضعتھا بین ایدیھم لیفطر و افوقف علیھم سائل فقال السلام علیکم اھل بیت محمد مسین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موایدا لجنتہ فاثر وہ بآیوا لم یذوقو الا الماء و اصبحو صیا ما فلما امسوا وو ضعو الطعام بین ایدیھم فوقف علیھم یتیم فاثر وہ ووقف علیھم اسیر فی الثالثتہ ففعلوا مثل ذالک فلما اصبحو اخذ علی بید الحسن و الحسین و اقبلو علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبر ھم و ھم یرتعشون کالفراخ من شدہ الجوع قال ما اشدنی ما ارابکم فقال فانطلق معھم فرای فاطمتہ فی محرابھا قد التصق ظھرھا ببطنھا و غارت عینا ھا فساء ذالک فنزل جبریل فقال خذھا یا محمد ھناک اللہ فی اھل بیتک فاقرہ الایتہ و یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا (اخرجہ الزمخژی فی الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر

اور عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ کر لے ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا ابالحسن اگر آپ اپنے نور چشموں کے لیے نذر مانتے تو بہتر تھا۔ پس جناب امیر اور جناب سیدہ اور فضہ ان کی لونڈی نے ان کی تندرستی پر تین تین روزے رکھنے کی نذر مانی۔ پس جب وہ دونوں صاحبزادے صحت یاب ہو گئے سب نے مل کر روزے رکھے ان کے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔ جو افطار کے لیے کام آتا جناب امیر نے شمعون خیبری یہودی سے جو کے تین پیمانے قرض لیے۔ اس میں سے ایک پیمان کو جناب سیدہ علیہا السلام نے پیس کر پانچ روٹیاں ان کی تعداد کے موافق پکائیں۔ جب افطار کے لیے ان کے آگے رکھیں ایک سائل نے آکر صدا کی۔ السلام علیکم۔ اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کچھ کھلاؤ۔ خدا تم کو جنت کی نعمتوں سے سیر کرے۔ سب نے اپنا کھانا اسے بخش دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے اور پھر دن بھر روزہ رکھا جب رات ہوئی اور افطار کے لیے کھانا پکایا گیا ایک سائل نے آکر آواز دی میں یتیم ہوں۔ سب نے اپنا کھانا اسے اٹھا دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے۔ پس اسی طرح سے تیسرے روزے کی افطاری ایک قیدی کو بخش دی۔ صبح کو جناب امیر حسنین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے گئے وہ دونوں صاحب زادے مرغ کے چوزہ کی طرح کانپ رہے تھے حضرت نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ ان کی یہ کیا حالت ہے۔ جس سے مجھے رنج پیدا ہو رہا ہے پھر آپ جناب امیر کے گھر میں تشریف لے گئے جناب سیدہ علیہا السلام کو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ کمر سے لگا ہوا ہے اور ان کی آنکھوں میں ضعف سے حلقے پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت کو یہ دیکھ کر نہایت ملال ہوا۔ اتنے میں جناب جبرائیل علیہ اسلام تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد یہ لیجئے خدا تعالیٰ آپ کو آپ کے اہل بیت کی نسبت تہنیت دیتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ (اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو)

(۷) من یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہدا و الصالحین و حسن اولئک رفیقا (سورہ النسا) ترجمہ: جو

لوگ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ اللہ تعالی نے انعام کیا ہے اور نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور ان کی رفاقت اچھی ہے۔

عن ابن عباس فی قوله تعالی من یطع الله و الرسول الخ قال علی یا رسول هل نقدر ان نزورک فی الجنته کما اروناک قال رسول الله ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امته فنزلت هذه الایته اولئک مع الذین انعم الله علیهم. فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فقال ان الله قد انزل بیان ما سا لت فجعلک رفیقی لا نک اول من اسلم و انت الصدیق الاکبر (تفسیر ابن الجحام) ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ اس آیت من یطع اللہ و الرسول کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہوسکتا ہے کہ ہم جنت میں بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ جس طرح سے دنیا میں مشرف ہوتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نبی کے لیے اس کا ایک رفیق ہوتا ہے جو اس نبی کے امت میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہے۔ پس یہ آیت شریف نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ جن پر کہ خدا تعالی نے انعام کیا۔ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلوا کر فرمایا۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے یا علی تیرے سوال کا جواب نازل کیا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۸) و۲ لـذی جاء با لصد ق و صد ق به ا و لئک هم ا لمتقو ن (سوره زمر) ترجمہ: اور وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے اور جس نے کہ تصدیق کی اس کی وہی لوگ رستگار ہیں۔

(۱) عن مجاهد فی قوله تعالی الذی جاء بالصدق رسول الله صلی الله علیه وسلم و صدق به قال علی (اخرجه ابن عساکر. و الحافظ ابو نعیم فی الحیلته و الفقیه ابن الغازلی فی المناقب) مجاہد رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے۔ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور جس نے کہ تصدیق کی اس کی وہ

جناب امیر ہیں۔

(۲) عن ابی هریره و الذی جاء بالصدق قال رسول الله صلی الله علیه وسلم و صدق به قال علی ابن ابی طالب (اخرجه ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ والذی جاء بالصدق سے جناب رسالت مآب وصدق بہ سے جناب علی علیہ السلام مراد ہیں۔

(۹) یا ایها الذین امنو اتقوا الله و کونوا مع الصدقین (سورة التوبه) ترجمہ: اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اور اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۱) عن ابن عباس قال مع علی لانه سید الصادقین (اخرجه الثعلبی فی تفسیره و الحافظ ابو نعیم فی حلیته الاولیاء و سبطا ابن الجوزی و السیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں (کہ ہو جاؤ ساتھ صادقوں کے) کہتے ہیں کہ ساتھ علی کے کیونکہ کہ صادقوں کے سردار ہیں۔

(۲) عن ابی جعفر فی قوله تعالی یا ایها الذین امنو اتقو الله و کونوا مع الصادقین. قال مع علی (اخرجه ابن عساکر. و ابوبکر بن مردویه) جناب ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت (کہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ)۔ کی تفسیر میں روایت ہے کہ علی کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۱۰) و الذین امنوا بالله و رسوله اولئک هم الصدیقون و الشهداء عند ربهم لهم اجرهم و نورهم (سوره الحدید) ترجمہ: اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ پس وہی لوگ صدیق اور شہید ہیں ان کے رب کے پاس ان کا اجر اور انکا نور ہے۔

عن ابن عباس قال انها نزلت فی علی (اخرجه احمد فی المسند و الثعلبی فی تفسیره و ابن الغازلی فی المناقب) ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت

جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱) من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه و منهم من ینتظر (سورہ احزاب) ترجمہ: اور بعض مومنوں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جو عہد کہ خدا سے انہوں نے باندھا تھا۔ پس ایک ان میں سے وہ ہے کہ پورا کر چکا اپنا کام اور ایک ان میں سے وہ کہ انتظار کرتا ہے۔

عن عکرمه قال سئل علی وهو علی المنبر منبر الکوفته عن قوله تعالی من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه. فقال اللهم عفو هذه الایته نزلت فی وفی عمی حمزة و فی ابن عمی عبیدة بن الحارث فانه قضی نحبه یوم بدر فا ما عمی خمره فانه قضی نحبه یوم احد و اما انا فانتظر اشقا ها یغضب هذه من هذه و اشار الی لحیته و راءسه و قال عهد عهدة الی ابو القاسم رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه ابن مردویه سبط ابن الجوزی و ابن حجر فی صواعق محرقه) عکرمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک مرتبہ کوفہ کے منبر پر تشریف رکھتے تھے کہ ان سے اس آیت کہ (اور بعض مومنوں سے ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جو عہد کہ خدا سے باندھا تھا) کی تفسیر میں پوچھا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا اے خدا بخشیو یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور چچیرے بھائی عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پس میرا چچیرا بھائی عبیدہ بن الحارث بدر کے روز اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ اور احد کے روز میرے چچا حمزہ اپنا کام پورا کر گئے۔ اب میں اس امت کے بدبخت کی انتظار میں ہوں پھر آپ نے اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ اس کو خون سے رنگین کرے گا۔ میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پختہ عہد کیا ہے۔

(۱۲) هذا ان خصمان اختصموا فی ربهم فا ما الذین کفرو اقطعت لهم ثیاب من النار یصب من فوق رئوسهم الحمیم یصهر به ما فی بطونهم و الجلود و لهم مقامع

من حدید کلما ارادوا ان یخرجوا منها من غم اعیدو افیها و ذوقوا عذاب الحریق. ان الله یا یدخل الذین امنو و عملو الصالحات جنت تجری من تحتها الانهر یحلون فیها من اساور من ذهب و لئو لوء و لباسهم فیها حریر (سورۃ الحج) ترجمہ: دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر۔ سو جو منکر ہوئے ان کے واسطے ہیں آگ کے کپڑے۔ ڈالتے ہیں ان کے سر پر کھولتا ہوا پانی۔ نچڑ جاتا ہے اس سے جو ان کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی۔ ان کے واسطے مونگریاں ہیں لوہے کی۔ جب وہ چاہیں کہ نکل پڑیں اس سے گھٹنے کے مارے۔ پھر ڈالے گئے وہ اندر اور جھکتے رہو جلن کی مار۔ بے شک اللہ داخل کرے گا ان کو جو لائے ایمان اور کی بھلائیاں۔ باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ گہنا پہناویں گے ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی۔ ان کی پوشاک ہے وہاں ریشم کی۔

(۱) عن قیس بن عبادہ قال قال علی انا اول یحثوا بین یدی الرحمن للخصومته یوم القامته قال قیس و فیهم نزلت. هذان خصمان اختصمو فی ربهم قال هم الذین تبازروا یوم بدر. حمزه و علی و عبیدة بن الحارث. و عتبته بن ربیعه و الولید بن عتبه. (اخرجه البخاری) قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں سب سے اول خدا کے سامنے اپنا جھگڑا پیش کروں گا۔ قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ (دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر) ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے بدر کے روز جنگ کی ہے وہ جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

(۲) عن علی قال فینا نزلت هذه الایته و فی مبارزتنا یوم بدر هذان خصمان اختصموا فی ربهم (اخرجه البخاری) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت ہمارے اور بدر کے روز ہمارے مقابلہ کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی یہ دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر۔

(۳) عن ابی ذر انه کان لنزلت یقسم هذه الایته فی حمزة و علی و عبیدة بن الحارث و عتبته بن ربیعته و شیبته بن ربیعته و الولید بن عتبته (اخرجه النابلسی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۳) ام حسب الذین اجترحوا السیات ان یجعل لھم کا لذین امنوا و عملو الصالحات سواء (سورہ جاثیه) ترجمہ: کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ کر دیں ہم ان کو مانند ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے۔

عن ابن عباس قال نزلت فی علی و حمزة و عبیدة بن الحارث فالذین اجترحوا السیات عتبه و شیبه و الولید. و الذین امنوا عملوا و اصلحات علی و حمزه و عبیدة (اخرجه سبط ابن الجوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس اس آیت میں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں۔ وہ عتبہ اور شیبہ اور ولید ہیں۔ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں وہ جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ ہیں۔

(۱۴) افمن کان علی بینته من ربه و یتلوه شاهد منه (سوره هود) ترجمہ: آیا جو شخص کہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اس کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے۔

(۱) عن عاد بن عبدالله لا سیدی قال سمعت علیا یقول و هو علی المنبر ما من رجل من قریش الا و قد نزلت فیه ایته او ایتان فقال رجل فما نزل فیک ثم قال اما انک لو لم تسالنی علی رئوس القوم ماحد ثتک و یحک هل تقرء سورة هود ثم قر علی افمن کان علی بینته من ربه و یتلوه شاهد منه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بینته من ربه و انا شاهد منه (اخرجه ابن ابی حاتم و ابن المغازلی فی المناقب و ابن عساکر و ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور و الثعلبی و الواحدی فی

تفسیر بیهما و ابن جریر الطبری و الطبرانی فی المعجم الکبیر و ابن مندۃ و ابو الشیخ و ابو نعیم و المتقی فی کنز العمال و صاحب تفسیر معالم التنزیل) عاد بن عبداللہ الاسیدی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں۔ ایک شخص کہنے لگا آپ کے حق میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر نے کہا اگر تو لوگوں کے سامنے مجھ سے نہ پوچھتا تو میں تجھ سے بیان نہ کرتا۔ افسوس ہے تجھ پر کیا تو نے سورہ ھود کو کبھی نہیں پڑھا ہے۔ پھر جناب امیر نے اس آیت کو پڑھا (کہ آیا جو شخص کہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اس کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے) پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینتہ من ربہ یعنی اپنے رب سے دلیل روشن پر ہیں۔ اور میں شاہد منہ یعنی اس کی طرف سے گواہ ہوں۔

(۲) عن ابن عباس افمن کان علی بینته من ربه رسول الله الله صلی الله علیه وسلم و شاهد منه علی بن ابی طالب خاصته (اخرجه الثعلبی فی تفسیره) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افمن کان علی بینته من ربه جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شاہد منہ سے خاص کر علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

(۱۵) فان الله هو مولاه و جبریل و صالح المو منین (سوره التحریم) ترجمہ: پس بے شک اللہ وہی رفیق ہے اپنے نبی کا اور جبریل اور مومنوں کا نیک۔

(۱) عن اسماء بنت عمیس رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول و صالح المومنین علی بن ابی طالب (اخرجه الثعلبی فی تفسیره و الحافظ ابو نعیم و ابن ابی حاتم و السیوطی فی الدر المنثور و المتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنه فی قوله تعالی و صالح المومنین قال هو علی بن ابی طالب (اخرجه الحافظ ابو نعیم فی کتابیه ما نزل من القران فی علی. و ابن عساکر. و ابن مردویہ. و فخر الرازی فی الاربعین) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔

(۱۶) و تعیها اذن و اعیه (سورہ الحاقه) ترجمہ: اور یاد رکھے اس کو کان سننے والا۔

(۱) عن بریدة الا سلمی رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی ان الله امرنی ان اعلمک لتعی و حق علی الله ان تعی فنزلت و تعیها اذن و اعیه (اخرجه الثعلبی فی تفسیره و الامام الواحدی فی اسباب النزول و الحافظ ابو نعیم فی ما نزل من القران فی علی. و ابن جریر و ابن ابی حاتم و الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا تعالی نے ہم کو حکم دیا ہے کہ یا علی ہم تمہیں تعلیم کریں تا کہ تم یاد رکھو اور خدا بر حق ہے کہ تمہیں یاد رکھائے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ یاد رکھے اس کو سننے والا کان۔

(۲) عن مکحول عن علی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سالت الله ان یجعل اذنک واعیه یا علی نفعل فکان یقول ما سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم کلاما الدوعیته و حفظته و لم انسه (اخرجه الدیلمی) مکحول جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے خدائے پاک سے مانگا ہے وہ سننے والا کان تیرے کانوں کو بنا دے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا۔ جناب امیر کہا کرتے تھے پس میں نے اس روز سے کوئی کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

(۳) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الایته و تعیها اذن و اعیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سالت الله ان یجعلها اذنک یا علی و قال فما نسیت شیئا بعد

ذلک (اخرجه ابو نعیم فی حلیته اولیاء و ابن المغازلی فی المناقب و الثعلبی فی تفسیره) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہ اور یاد رکھے کان سننے والا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ یا علی وہ اسے تیرے کان بنا دے۔ جناب امیر فرمایا کرتے تھے اس کے بعد مجھے کوئی بات نہیں بھولی۔

(۱۷) افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستون (سورہ سجدہ) ترجمہ: آیا وہ شخص کہ مومن ہے ہوسکتا ہے مثل اس کے جو کہ فاسق ہے۔

تنبیہ: اخرج الواحدی و ابن عساکر من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس. و اخرج جریر و الحافظ السلفی عن عطاء بن یسار. و اخرج ابن عدی. و الخطیب فی تاریخه من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت فی علی. و الولید بن عقبه. ابن ابی معیط و اخرج الخطیب و ابن عساکر من طریق لیعته عن عمرو بن دینار عن ابن عباس قال انها نزلت فی علی و عتبته ابن ابی معیط لا الولید (لباب النقول فی اسباب النزول للسیوطی) امام واحدی اور ابن عسا کر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے۔ اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں کلبی کے طریق سے ابن صالح سے کہ اس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے اور دوسری روایت میں خطیب اور ابن عسا کر لیعہ کے طریق سے عمرو بن دینار سے اور اس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید بن عتبہ کے حق میں نہیں بلکہ اس کے باپ عتبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۱) عن ابن عباس قال ان الولید قال لعلی انا احد منک سنانا و ابسط لسانا و املا الکیتبه فقال له علی اسکت انما انت فاسق فا نزل الله تعالی تصدیقا لعلی افمن کان مومنا کمن کان فاسقا قال قتادة ما استو وا فی الدنیا و لا عند الله و لا فی الاخرة ثم اخبر منازل الفریقین فقال تعالی اما الذین امنو (اخرجه الواحدی و کذا فی

الکشاف) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ولید جناب امیر سے کہنے لگا میں تم سے تیز نیزہ والا ہوں۔ اور تیز زبان ہوں اور بھاری تلوار والد ہوں۔ جناب امیر نے اس سے فرمایا خاموش رہ تو تو فاسق ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے جناب امیر کی تصدیق کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیا ہو سکتا ہے وہ شخص کہ مومن مثل اس ہو شخص کے جو کہ فاسق ہے؟ قتادہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ دونوں ہرگز دنیا میں نہ خدا کے پاس نہ آخرت میں برابر ہو سکتے ہیں۔ پھر خدا نے فریقین کے مرتبہ سے خبر دار کیا ہے اور فرمایا ہے پر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں۔

(۲) قال حسان ابن ثابت رضی الله عنه انزل الله الكتاب العزيز في عل و في الوليد قرانا فتبئو الوليد من ذاک قسقا و علی متبوء ايمانا ليس من كان مومنا عرف الله كمن كان فاسقا خوانا سوف يخزی الوليد خزيا ونارا و علی لا شک يجزی جنانا فعلی يلقی لدی الله عزا و الوليد يلقى هناک هوانا خدا نے عزت والی کتاب کو علی اور ولید کے حق میں نازل فرمایا ہے۔ اور ولید کا فسق ٹھکانا جتایا۔ اور علی کا ایمان ٹھکانا بتایا۔ نہیں ہے وہ شخص جو کہ ایمان والا ہے اور جس نے خدا کو پہچانا مثل اس شخص کے جو فاسق اور خائن ہے۔ عنقریب دوزخ میں ولید رسوا کیا جائے گا۔ اور علی کو بے شک جنت میں جزا ملے گی پس علی خدا سے عزت کے ساتھ ملیں گے اور ولید وہاں رسوا ہوگا۔

(۱۸) اجعلتم سقايته الحاج و عمارة المسجد الحرام كمن امن بالله و اليوم الاخر و جاهد فی سبيل الله لا يستون عند الله (سورہ توبہ) کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک۔

(۱) عن ابن عباس رضی الله تعالى عنه قال نزلت هذه الايته في علي و العباس (اخرجه ابوبکر بن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی کے اور عباس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) اخرج ابو حاتم و ابو الشیخ و عبدالرزاق و ابن ابی شیبه و ابن جرر ابن مندة و ثعلبی فی تفسیر والواحدی فی کتابه المسمی باسباب النزول. و القرطی. و ابن اثیر فی جامع الاصول. والنسائی فی سننه. و السیوطی فی الدر المنثور. الحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابه. قالو ان علیا و العباس و طلحته ابن ابی شیبته افتخرو فقال طلحته انا صاحب البیت مفتاحه بیدے و لو شئت کنت فیه فقال العباس انا صاحب السقایته و القائم علیها. فقال علی لا ادری لقد صلیت ستته اشهر قبل الناس و انا صاحب الجهاد فی سبیل الله فانزل الله تعالی اجعلتم سقایته الحاج و عمارة المسجد الحرام کمن امن بالله و الیوم الاخر جاهد فی سبیل لا یستون عند الله ابو حاتم اور ابوالشیخ اور عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن مندہ اور ثعلبی اپنی تفسیر میں اور واحدی اسباب النزول میں اور قرطی اور ابن اثیر جامع الاصول میں اور نسائی سنن میں اور سیوطی درمنثور میں اور حافظ ابونعیم فضائل صحابہ میں روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہم باہم مفاخرت کرنے لگے۔ طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اگر میں چاہوں تو اسی میں رہا کروں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں زمزم کا متولی ہوں اور میں اس کا نگہبان ہوں۔ پس جناب امیر نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چھ مہینے پیشتر لوگوں سے نماز پڑھی ہے اور میں خدا کے راستہ میں جہاد کرنے والا ہوں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر۔

(۱۹) الذین ینفقون اموالهم با للیل و النهار سر او علانیته فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون (سوره بقره) ترجمہ: جولوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور دن کو پوشیدہ اور ظاہر پس ان کے لیے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس اور ان کو ڈر نہیں اور نہ غم کھائیں گے۔

عن ابن عباس فی قوله تعالی الذین ینفقون اموالهم الخ قال نزلت فی علی کا نت

معه اربعته دراهم فانفق فی اللیل درهما فی النهار درهما و فی السر درهما و فی العلانیته درهما فانزل الله تعالی هذه الایته (اخرجه الواحدی و ابوبکر بن مردویه و الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن عباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ان کے پاس چار درہم تھے ایک درہم رات کو انہوں نے خدا کی راہ میں دیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ اور ایک درہم ظاہر طور پر پس خدا تعالی نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

(۲۰) سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع من الله ذی المعارج (سوره المعارج) ترجمہ: مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ ہونے والا ہے کافروں کے لیے نہیں کوئی اس کا دفع کرنے والا۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔

نقل امام ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیره ان سفیان بن عینیه سئل عن قوله تعالی سال سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلته ما سالنی احد عنها قبل حدثنی الامام ابو جعفر محمد عن ابائه علیهم السلام ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما کان بغد یرخم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی و قال من کنت مولاه فعلی مولاه فشاع فطار فی البلاد و بلغ ذالک الحارث ابن نعمان الفهری فاتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاناخ راحتله فنزل عنها فقال یا محمد امرتنا عن الله عزوجل ان نشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله فقبلناه منک و امرتنا ان نصلی خمسا فقبلناه منک و امرتنا بالزکوٰة فقبلناه منک و امرتنا ان نصوم رمضان فقبلناه منک و امرتنا بالحج فقبلنا منک ثم لم ترض بهذا احتی رفعت بضبع ابن عمک نفضله علینا فقلت من کنت مولاه فعلی مولاه فهذا شئی منک ام من الله عزوجل فقال النبی صلی الله علیه وسلم و الذی لا اله الا هو ان هذا من الله عزوجل فولی الحارث بن نعمان الفهری یرید راحلته وهو یقول اللهم

ان كان ما يقول محمد صلى الله عليه وسلم حقا فامطر علينا حجرة من السماء او ائتنا بعذاب اليم فما وصل راحلته حتى رماه الله عزوجل بحجر سقط على هامته فخرج من دبره فقتله فانزل الله عزوجل سال سائل بعذاب واقع للكافرين ليس له دافع من الله ذى المعارج

امام ابواسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے آیت سال سائل کے بارے میں پوچھا کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ وہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا امام جعفر محمد باقر علیہ وعلی آبائہ السلام اپنے آباء کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ارشاد فرمایا اور یہ حدیث سب کہیں پہنچ گئی۔ حارث بن نعمان الفہری یہ سن کر حضرت کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور سے عرض کرنے لگا یا محمد آپ نے ہمیں لا الہ الا اللہ پر گواہی دینے کے لیے حکم دیا ہے ہم نے اس بات کو بھی آپ سے مان لیا پھر آپ نے ہمیں پانچ نمازوں کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ سے مان لیا پھر آپ نے ہمیں زکوٰۃ دینے کے لیے کہا ہم نے وہ بھی آپ کا کہنا قبول کرلیا۔ اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے اپنے عم زاد کے بازو کو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر آپ نے فضیلت دی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا۔ آیا یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی نہیں۔ یہ خدا کا حکم ہے حارث بن نعمان یہ کہتا ہوا اونٹنی کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سچ ہے (تو معاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہنچا جب وہ اونٹنی کے پاس پہنچا خدا تعالی نے اس پر ایک آسمانی پتھر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور دبر کی راہ سے نکل گیا پس خدا تعالی عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ وہ کافروں کے لیے ہونے والا ہے۔ اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا

ہے۔

(۲۱) یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (سورہ مائدہ) ترجمہ: اے رسول پہنچادے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے۔

(۱) عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الایتہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم (اخرجه امام ابو الحسن و الواحدی فی کتابه المسمی باسباب النزول و قال الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی ھکذ اذکرہ الشیخ محی الدین النووی و قال ابوبکر النقاس انھا نزلت فی بیان الو لایته لعلی اخرجه بن ابی حاتم و ابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت اے رسول پہنچادے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے۔ غدیرخم کے روز نازل ہوئی ہے۔ امام ابوالحسن واحدی نے کتاب اسباب النزول میں اس کو روایت کیا ہے اور حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی اپنی کتاب مسمی بکفایت الطالب میں لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدین النووی علیہ الرحمتہ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے اور ابوبکر بن مردویہ کہتے ہیں کہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولایت کے بیان میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) عن عبداللہ بن مسعود قال کنا نقرء علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین فان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس (اخرجه الواحدی فی تفسیرہ و الرازی فی التفسیر الکبیر و نظام الاعرج فی تفسیر النیسا بوری و الحافظ ابن الکثیر و ابو نعیم فی الحلیته و ابن مردویه و عینی فی شرح البخاری و السیوطی فی الدر المنثور) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے اے رسول پہنچادے اس چیز کو تیری طرف تیرے

رب سے اتاری گئی ہے یہ کہ علی مومنوں کا مولی ہے اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کی رسالت کو نہیں پہونچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچا رکھے گا۔

(۳) عن ابن عباس قالت نزلت هذه الایته یا یها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب (اخرجه الواحدی فی اسباب النزول و الشعلبی تفسیره) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔

(۴) عن البراء بن عازب قال فی قوله تعالی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال من کنت مولاه فعلی مولا فقال عمر بخ بخ یا علی اصحبت مولائی و مولی کل مومن و مومنته (اخرجه ابو نعیم و الثعلبی) براء بن عازب سے ایها الرسول بلغ کی آیت کے متعلق روایت ہے کہ اے رسول علی کے فضائل کو پہنچا دے جب یہ آیت غدیر خم کے روز نازل ہوئی حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا میں مولی ہوں پس اس کا علی مولی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے یا علی تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولی ہے۔

(۲۲) الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (سورہ مائدہ) ترجمہ: آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور میں نے پوری کی ہے تم پر اپنی نعمت۔

(۱) عن ابی سعید الحذری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم دعی الناس فی غدیر خم و امر بماتحت الشجرة من شوک فقم کان ذالک یوم الخنیس فدعا علیا خاخذ بضبعیه فرفعهما حتی نظر الناس ببیاض ابطی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه ثم لم یتفرقوا حتی نزلت هذه الایته الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الله اکبر علی اکمال الدین و اتمام اعمه و رضاء الرب برسالتی و با لو لایته لعلی بن ابی

طالب (اخرجه ابو نعیم و ابوبکر بن مردویه عن و عن ابر هریرة و السیوطی فی الدر المنشور و الدیلمی و ابو نعیم فیما نزل من القران فی علی) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ بہ تحقیق غدیر خم کے روز جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا وہاں سے کانٹوں کو جھاڑو سے دور کیا گیا پھر آپ نے علی کو بلوا کر ان کے دونوں بازو پکڑ کر اٹھائے یہاں تک کہ لوگوں نے علی کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر آپ نے حکم دیا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آج کے روز میں نے تمہارے لیے دین کامل کیا ہے۔ اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔ پس جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ دین کے کامل ہو جانے۔ اور نعمت کے پورا ہونے اور میری رسالت اور علی کی ولایت پر خدا کے راضی ہونے پر۔

(۲) عن ابی هریره قال من صام ثمانیته عشر من ذی الحجته و هو یوم غدیر خم لما اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بید علی فقال الست او لی بالمومنین من انفسهم قالوا نعم یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا ابن ابی طالب اصحبت مولای و مولی کل مومن فانزک الله الیوم الکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کتب له صیام ستین شهرا (اخرجه ابن المغازلی و ابوالفتح محمد بن علی بن ابراهیم النظری) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو کہ وہ غدیر خم کا روز ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اولی نہیں اور لوگوں نے عرض کیا کہ بے شک یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے اولی ہیں پھر حضرت نے فرمایا جس کا میں مولی ہوں اس کا علی مولا ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا بن گیا ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی کہ آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لیے تمہارے دین کو اور میں نے پوری کی تم پر اپنی نعمت روزہ رکھے

اس کے لیے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

(۳) عن مجاهد قال نزلت هذاه الايته بغد يرخم (اخرجه الامام الصالحانی) مجاہد سے منقول ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے دن نازل ہوئی۔

(۲۳) ان الذين امنو و عملوا الصالحات اولئک هم خير البريته (سوره البينه)
ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔

(۱) عن جابر بن عبدالله قال كنا عند النبی صلی الله عليهوسلم قا قبل علی فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم قد اتاكم اخی ثم التفت الی الكعبته فضربها بيده ثم قال و الذی نفسی بيده انا و هذا و شيعته هم الفائزون يوم القيامته ثم قال انه او لكم ايمانا معی و اوفا كم بعهد الله و اقو مكم با مر الله و اعدلكم فی الرغيته و اعظمكم عند الله فريته و اقسمكم بالسويته قال و نزلت هذ ه الايته ان الذين امنو و عملو الصالحات اولئک هم خير البريه قال فكان اصحاب محمد صلی الله عليه وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء خير البريه (اخرجه الخوارزمی فی المناقب و ابن عساكر و السيوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے ہم سے ارشاد کیا تمہارے پاس میرا بھائی آ رہا ہے پھر آپ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں اور یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے روز بس یہی لوگ جنت تک پہنچنے والے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بہ تحقیق یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کے حق میں عدل کرنے والا ہے۔ اور تم سب سے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جبکہ جناب امیر تشریف لاتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہتے کہ جو سب خلقت سے بہتر ہیں وہ تشریف لا رہے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه ان الذين امنو و عملو اصالحات او لئک هم خير البريه قال النبى صلى الله عليه وسلم لعلى انت و شيعتک تاتى يوم القيامته و هم راضيين و مرضيين و ياتى اعدائوک غضا با مقمحين (اخرجه الحافظ ابو نعيم فى حليته الاولياء و الديلمى فى فردوس الاخبار) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ خلقت سے بہترین ہیں۔ نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا تو اور تیرا گروہ قیامت میں آئیں گے خوش اور خوش کیے گئے اور تیرے دشمن آئیں گے خفگی میں گردن اٹھائے ہوئے۔

(۳) عن زيد بن شراحيل الانصارى كاتب على قال سمعت عليا يقول حدثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم و انا مسنده الى صدرى فقال اى على الم تسمع قول الله تعالى الذين امنو و عملو الصالحات او لئک هم خير البريه. انت و شيعتک و موعدى و موعدک الحوض اذا جئت الامم للحساب يدعون غر المحجلين (اخرجه الخوارزمى فى المناقب و ابوبكر ابن مردويه و السيوطى فى الدر المنثور) زید بن شراحیل الانصاری جناب امیر علیہ السلام کے کاتب ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ میرے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تو نے خدا تعالی کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ بے شک وہ لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ پس وہ میں اور تو اور تیرا گروہ ہیں۔ میرے اور تیرے وعدہ کی جگہ حوض ہے۔ جبکہ قیامت کو امتیں حساب دینے کے لیے آئیں گی تو وہ لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے پکارے جائیں گے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری مرفوعا علی خیر البریته (اخرجه ابن عدی) ابوسعید خذری سے مرفوعا روایت ہے کہ جناب امیر خیر البریہ ہیں۔

(۲۴) ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا (سوره مریم)
ترجمہ: تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ کرے گا رحمٰن ان کے لیے محبت۔

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی قل اللهم اجعل لی من عندک عهدا و اجعل لی فی صدور المومنین مودة فانزل الله تعالی ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا (خرجه احمد و البخاری و ابو داود و فی السنن و الحمیدی فی جمع بین الصحیح و عبدی فی کتابه جمع بین الصحاح السته و صاحب المشکوة عن الصحیح الترمذی و الحافظ ابو نعیم فیما نزل من القران فی علی و الثعلبی فی تفسیره و ابن مردویه و سبط ابن الجوزی فی تذکره خواص الامته. و الحافظ ابن حجر فی الصواعق) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد فرمایا یا علی دعا کرو اور کہو کہ اے میرے پروردگار اپنے پاس سے مجھے ایک عہد عطا فرما اور مومنوں کے دل میں میری محبت ڈال دے۔ پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ کرے گا رحمٰن ان کے لیے محبت۔

(۲) عن محمد بن الحنفیه فی قوله تعالی ان الذین امنوا و عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا انه قال لا یبقی الا و فی قلبه ود علی و اهل بیته و ذکر النقاش انها نزلت فی علی (اخرجه الحافظ السلفی) جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق (کہ بے شک وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ کرے گا۔ رحمٰن ان کی محبت۔ روایت کرتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا باقی نہیں رہے گا کہ جس کے دل میں علی کی اور علی کے اہل بیت کی محبت نہ ہو۔ نقاش رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی

ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی فصلی اربع رکعات ثم رفع یده الی السماء فقال اللهم سالک موسی بن عمران و انا محمد اسالک ان تشرح لی صدری و یسرلی امری و احلل عقدة من لسانی یفقهو قولی و اجعل لی وزیرا من اهلی علیا اخی اشدد به ازری و اشرکه فی امری قال ابن عباس سمعت منادیا ینادی یا احمد فدادنیت ما سا لبک فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا ابا الحسن ارفع یدیک الی السماء وادع ربک و اساله یعطیک فرفع یده الی السماء و هو یقول اللهم اجعل من عندک عهدا و اجعل لی عندک ودا فانزل الله علی نبی صلی الله علیه وسلم ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا (اخرجه بن المغازلی فی المناقب) ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر چار رکعتیں نماز کی پڑھیں پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے میرے پروردگار موسی بن عمران نے تجھ سے دعا کی تھی اور میں محمد ہوں اور تجھ سے دعا کرتا ہوں میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے اہل سے میرے بھائی کو میرا وزیر بنا اور اس سے میری پشت کو قوی کر اور میرے امر میں اس کو شریک گردان ابن عباس کہتے ہیں میں نے ایک پکارنے والے کو پکارتے ہوئے سنا کہ اے احمد ہم نے تجھے دے دیا ہے جو کچھ کہ تو مانگ رہا ہے پس حضرت نے جناب امیر سے فرمایا اے ابالحسن تو اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھا کر خدا سے دعا کر اور میں بھی تیرے لیے دعا کرتا ہوں۔ وہ تجھے ضرور عطا کرے گا۔ جناب امیر نے دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اپنے پاس سے ایک عہد عطا کر اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما پس خدا تعالی نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔

(۲۵) من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله روف بالعباد (سوره البقره) اور

بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضا مندی کے لیے اور اللہ شفقت کرنے والا ہے بندوں پر۔

نقل الامام حجته الاسلام محمد الغزالی فی احیاء علوم الدین ان لیلته بات علی علی فراش رسول الله صلی الله علیه وسلم او حی الله تعالی الی جبرائل و میکائیل انی اخیت منکما وجعلت عمر احد کما اطول من الاخر فایکما یوش صاحبه بالحیوة فاختا رکلو احد منهما الحیوة فا وحی الیهما فلا کنتما مثل علی اخیت بینه و بین محمد صلی الله علیه وسلم فبات علی علی فراشه و یوثر بالحیوة فاهبطا الی الارض فاحفظاه من عدوه فکان جبرائیل عند راسه و میکائیل عند رجله ینادی بخ بخ لک یا بن ابی طالب یباهی الله بک والملائکته فانزل الله عز و جل و من الناس یشری نفسه ابتغاء مرضات الله و الله رئوف بالعباد (اخرجه الثعلبی فی تفسیره و الحافظ ابو نعیم فی الحلیته) امام حجتہ السلام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ جب شب ہجرت میں جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سو رہے تو پروردگار نے جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کی جانب وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور تم دونوں میں کسی ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے۔ تم دونوں میں سے کوئی ہے کہ وہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دے دے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا خدا تعالی کا حکم ہوا کہ تم دونوں علی کی مثل ہرگز نہیں ہو۔ میں نے اس کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے اور دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے۔ اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرتا ہے اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کر رہا ہے۔ تم دونوں زمین پر جا کر اس کو اس کے دشمنوں سے بچاؤ جبرائیل جناب امیر کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات ان کی حفاظت کرتے رہے۔ اور پکارتے رہے شاباش اے ابن ابی طالب خدا اور اس کے فرشتے تیرے ساتھ فخر کرتے ہیں۔ پس خدا تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل

فرمائی۔کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے)۔

(۲۶) و لسوف يعطيك ربك فترضى (سوره و الليل) ترجمہ: اور البتہ عنقریب دے گا رب تیرا تجھے پس راضی ہوگا تو یا محمد۔

عن ابن عباس رضي الله عنه في تفسيره هذاه الآية انه قال رضي محمد صلى الله عليه وسلم ان لا يدخل احد امن اهل بيته في النار (اخرجه القرطي و ابن المغازلي في المناقب و ابن جرير في تفسيره و السيوطي في احياء اميت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔

(۲۷) مرج البحرين يلتقيان (سوره الرحمن) ترجمہ: چلائے دو دریا ٹھہر چلتے۔

عن انس بن مالك في قوله تعالى مرج البحرين يلتقيان قال هو علي و فاطمته و يخرج منهما اللئو لئو والمرجان قال الحسن و الحسين رواه صاحب كتاب الدرر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ ملتے ہیں دو دریا آپس میں روایت کرتے ہیں کہ دو دریا جناب امیر علیہ السلام اور فاطمہ علیہا السلام ہیں اور نکلے ان سے موتی اور مونگا (یہ جناب حسنین ہیں۔

(۲۸) و اجعل لي لسان صدق في الاخرين (سوره الشعراء) ترجمہ: اور بنا میرے لیے ایک سچ کی زبان پچھلوں میں۔

عن ابي عبدالله جعفر بن محمد الباقر قال لسان صدق هو علي ابن ابي طالب لما عرضت و لايته على ابراهيم عليه السلام فقال اللهم اجعل من ذريتي ففعل ذلك (اخرجه ابوبكر ابن مردويه) جناب امام ابن محمد باقر علیہ وعلی آباءٗ السلام سے مروی ہے کہ سچ کی زبان جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جب ان کی ولایت کو جناب ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی اے پروردگار ان کو میری ذریت سے بنا

پس خداتعالی نے ایسا ہی کیا۔

(۲۹) والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا (سورہ العصر) ترجمہ: قسم ہے اترتے دن کی بے شک انسان نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے۔

عن ابن عباس قال ان الانسان لفی خسر ابا جهل و الا الذین امنو علی و سلمان (اخرجه ابو نعیم و ابن مردویته) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انسان نقصان میں ہے سے مراد ابوجہل ہے مگر جو ایمان لائے ان سے مراد علی اور سلمان ہیں۔

(۳۰) والنجم اذا هوی ما ضل صاحبکم و ما غوی (سورہ النجم) ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ ٹوٹا نہیں گمراہ ہوا صاحب تمہارا اور نہ بھٹکا۔

(۱) عن ابی الحمراء حبته العرنی قال لما امر رسول الله صلی الله علیه وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیهم قال حبته کانی لا نظر الی حمزة بن عبدالمطلب و هو تحت قطیفته حمراء و عیناه تذرفان و یقول اخرجت عمک و ابابکر و عمر و العباس و اسکنت ابن عمک فعلم رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قد شق علیهم فدعا للصلوة جامعته فصعد المنبر فلم یسمع من رسول الله صلی الله علیه وسلم خطبته کان ابلغ منها تمحیدا و توحیدا فلما فرغ قال یا ایها الناس و الله ما انا سددتها و لا انا فتحنا و لا انا اخرجتکم و اسکنته و قراء و النجم اذا هوی ما ضل صاحبکم و ما غوی (اخرجه بن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور فی سورت النجم) ابوحمراحبہ عرنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو کہ مسجد میں تھے لوگوں پر نہایت شاق گذرا۔ حبہ کہتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے وہ سماں پھر رہا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم کو مسجد سے

نکال دیا ہے اور اپنے چچیرے بھائی کو رکھ لیا ہے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں پر دوازہ ونکا بند کیا جانا شاق گذرا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح اور بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تحمید اور توحید میں ویسا خطبہ نہیں سنا گیا تھا۔ پھر فرمایا اے لوگو میں نے ان دوازوں کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھ لیا ہے۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔ قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بھٹکا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر جبکہ اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اس کو سکھاتا ہے۔

(۲) عن ابن عباس قال کنا جلو سا بمکته مع طائفه من شبان قریش و فینا رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا نقض فقال علیه السلام من انقض هذا النجم فی منزله فهو وصی من بعدی فقاموا و نظر و او قد انقض فی منزل علی فقالوا قد ضللت بعلی فنزلت و النجم اذ هوی ما ضل صاحبکم و ما غوی (اخرجه ابن المغازلی و صاحب ینابیع و ذخائر العقبی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں جوانان قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم میں تشریف رکھتے تھے ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا پس حضرت نے ارشاد کیا کہ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں گرے گا وہ میرے بعد میرا وصی ہے۔ یہ سن کر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے وہ ستارہ جناب امیر علیہ السلام کے گھر میں گرا۔ پس لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا (العیاذ باللہ) آپ بہ سبب علی کے دھوکا کھاتے ہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی قسم ہے ستارے کی جب کہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہ بھٹکا۔

(۳۱) و هو الذی خلق من الماء بشر فجعله نسبا و صهرا (سوره الفرقان) ترجمہ: اور وہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی کو پھر بنایا اس کے لیے جد اور سسرال کو۔

عن محمد بن سیرین رحمته الله علیه فی قوله تعالی هو الذی خلق من الماء بشر

فجعله نسبا و صهرا اقال انها نزلت فی النبی صلی الله عیله وسلم و علی بن ابی طالب علیه السلام هو ابن عم النبی صلی الله علیه وسلم و زوج فاطمته علیها السلام فکان له نسبا و صهرا (کفایته الطالب العلامته عبدالله ابن یوف الکنجی الشافعی) محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کے شان نزول میں (کہ وہ وہ ہے کہ جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا اور بنایا اس کے لیے نسب اور سسرالی کا رشتہ) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ علیہا السلام کے شوہر ہونے کی وجہ سے حضرت ان کے لیے سسرالی کا رشتہ ہیں۔

(۳۲) سلام علی ا ل یا سین (سورہ و الصافات) ترجمہ: ال یاسین پر سلام ہو۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال فی قوله تعالی سلام علی ال یاسین ای علی ال محمد صلی الله علیه وسلم (اخرجه الکلبی و الامام فخر الدین الرازی فی الاربعین و السمهودی الشافع فی فضل الشرفین و ابن ابی حاتم و الطبرانی و ابن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے اس آیت کریمہ (کہ سلام ہو ال یاسین پر) کی تفسیر میں منقول ہے کہ یعنی آل محمد پر سلام ہو۔

تنبیه فقد نقل جماعته من المفسرین عن ابن عباس رضی الله عنه ان المراد بذلک سلام علی ال محمد صلی الله علیه وسلم (صواعق محرقه) مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ال یاسین سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔

(۳۳) اخوا ن علی سر ر متقا بلین (سورہ الحجر) ترجمہ: بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

(ا) عن زید بن ابی اوفی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت معی فی قصرے فی الجنته مع فاطمته و انت اخی و رفیقی ثم تلا رسول الله صلی الله علیه

وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجه احمد) زید ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کے روز جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

(۲) عن ابی هريره قال قال علی يا رسول الله ايما احب اليک انا ام فاطمته قال فاطمته احب الی منک و انت اعز علی منها و کانی بک و انت علی حوض تذود عنه الناس و ان عليه لا باريق بمثل عدد نجوم السماء و انت و الحسن و الحسين و فاطمته و عقيل و جعفرا اخوانا علی سرر متقابلين (اخرجه ابن مردويه) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دونوں میں سے کون حضور کو زیادہ پیارا ہے۔ میں یا فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا فاطمہ تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم ان سے زیادہ عزیز ہو۔ میں اور تم حوض پر اکٹھے ہوں گے تم لوگوں کو اس سے ہٹاؤ گے اور اس پر آسمان کے ستارے کی تعداد کے موافق پیالے ہوں گے اور تو اور حسن اور حسین اور فاطمہ اور عقیل اور جعفر بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

(۳۴) هو الذی ايدک بنصره و بالمومنين (سوره انفال) ترجمہ: وہ وہ خدا ہے کہ جس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے اور مومنوں سے۔

عن ابی هريره رضی الله عنه فی قوله تعالی هو الذی ايدک بنصره و بالمومنين قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مکتوب علی العرش لا اله الا الله وحده لا شريک له محمد عبدی و رسوله و ايدته بعلی بن ابی طالب (اخرجه ابو نعيم فی الحليته و اسمعانی و السيوطی فی الدر المنثور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ تعالی کے قول کی تفسیر میں کہ اس نے تیری تائید کی اپنی مدد کے ساتھ اور مومنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے نہیں سوا خدا کے کوئی معبود درانحالیکہ وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک

نہیں محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے علی بن ابی طالب کے ساتھ اس کی تائید کی ہے۔

(۳۵) و اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و ارکعوا مع الراکعین (سورہ البقر)

ترجمہ: اور قائم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکوۃ اور جھکو تم جھکنے والوں کے ساتھ۔

عن مجاهد عن ابن عباس رضی الله عنه قال نزلت هذه الا یته فی رسول الله صلی الله علیه وسلم و علی خاصته و هما اول من صلی ورکع (اخرجه الطبرانی فی الخصائص و الحافظ ابونعیم. و ابن مغازلی فی المناقب و سبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامته) مجاہد رحمتہ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے حق میں خاص کر نازل ہوئی اور انہیں دونوں صاحبوں نے اول نماز پڑھی اور یہی دونوں پہلے جھکے ہیں۔

(۳۶) و السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار (سورہ توبہ) ترجمہ جو لوگ کہ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے۔

(۱) عن ابن عباس فی قوله تعالی و السابقون الاولون قال سبق یوشع بن نون الی موسی و سبق صاحب الیاسین الی عیسی و سبق علی بن ابی طالب ال محمد بن عبدالله صلی الله علیه وسلم (اخرجه الضحاک و الطبرانی و ابن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ آیہ والسابقون الاولون کو تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ یوشع بن نون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور صاحب الیاسین یعنی حواریوں کے دوست نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسلام لانے میں سبقت کی ہے۔

(۳۷) فاما نذهبن بک فانا منهم منتقمون (سورہ الزخوف) ترجمہ پس اگر ہم تجھ کو لے گئے تو ہم کو ان سے بدلہ لینا ہے۔

(۱) عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاما نذهبن بک فانا منهم منتقمون نزلت فی علی انه ینتقم من الناکثین و القاسطین و

المارقين من بعدی (اخرجه ابوبکر بن مردویته و الدیلمی فی فردوس الاخبار و السیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبداللہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ آیت فا ما نذھبن فانا منھم علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے میرے بعد انتقام لیں گے۔

(۲) عن حذیفه رضی الله عنه قال قوله تعالى فانا منهم منتقمون بعلی (اخرجه الحافظ ابو نعیم) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کے کلام پاک میں ہم ان سے بدلہ لیں گے۔ یہ مراد ہے کہ بذریعہ علی کے ہم ان سے بدلہ لیں گے۔

(۳۸) و جنا ت من اعنا ب و ز ر ع و نخیل صنو ان و غیر صنو ا ن یسقے بماء و احد (سوره رعد) ترجمہ: اور باغ انگوروں سے اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک تھالی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے۔

عن جابر بن عبدالله انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول الناس من اشجار شتی و انا و انت یا علی من شجرة واحدة ثم قرء النبی صلی الله علیه وسلم و جنات من اعناب و زرع و نخیل صنوان و غیر صنوان یسقے بما واحد (اخرجه ابوبکر بن مردویه و هو صحیح علی دای الحاکم) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور تو یا علی ایک شجرہ سے ہیں۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔ اور باغ انگوروں اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں اور ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک تھالی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے۔

(۳۹) یو م لا یخاز ی ا لله ا لنبی و ا لذ ین ا منو معه (سوره التحریم) ترجمہ: جس دن اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور جو ایمان لائے ہیں اس کے ساتھ۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول من یکسنی من حلل الجنته ابراهیم لخلته من الله عزوجل ثم محمد لا نه صفوة الله ثم علی یزف بینهما

الی الجنان ثم قراء یوم لا یخازی الله النبی و الذین امنو معه (اخرجه ابن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے اول جناب ابراہیم علیہ السلام بباعث خلیل اللہ ہونے کے جنت کے لباس میں ملبوس ہوں گے پھر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہ الٰہی ہیں پھر علی اور اور وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں ٹہلتے ہوں گے۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔

(۴۰) و کفی الله المومنین القتال و کان الله قویا عزیزا (سورة الاحزاب) اور آپ اٹھالی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ زورآور زبردست۔

عن عبدالله بن مسعود کان یقراء هذا الحروف و کفی الله المومنین القتال بعلی و کان الله قویا عزیزا (اخرجه بن مردویه) و ابن الحاتم و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ کفایت کی اللہ نے مومنوں کو لڑائی میں علی کے ساتھ اور اللہ ہے قوی عزت والا۔

(۴۱) فی بیوت اذن الله ان ترفع و یذکر فیها اسمه یسبح فیها بالغدو و الاصال (سورہ النور) ترجمہ: ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کیے جانے اور ان میں اپنے نام کے ذکر کیے جانے کا حکم کیا ہے۔ صبح اور شام اس میں اس کے لیے تسبیح کرتے ہیں۔

عن انس و بریدة رضی الله عنهما قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیوت اذن هذا البیت منها و اشارا لی بیت علی و فاطمه قال نعم من افاضلها (اخرجه بن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن گھروں سے مراد ہے آپ نے فرمایا انبیاء کے گھروں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ گھر یعنی جناب علی اور فاطمہ کا انہیں گھروں میں سے ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ان کے بہترین میں سے۔

(۴۲) یا ایها الذین امنو لا تحرموا الطیبات ما احل الله لکم (سوره مائده) ترجمہ: اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاک چیزوں کو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں۔

(۱) عن قتادہ عن ابن عباس قال انها نزلت فی علی و اصحابه و قال ان علیا و جماعته من اصحابه منهم عثمان بن مظعون اراد وا ان ینخلوا عن الدنیا و یترکوا النساء و یترهبوا فنزلت هذه الایته (اخرجه ابوبکر بن مردویه) قتادہ رحمتہ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اوران کے بعض دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر اوران کے بعض دوستوں نے کہ جن میں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ ارادہ کیا تھا کہ دنیا سے کنارہ گزینی اختیار کر لینی چاہیے اور عورتوں کو چھوڑ کر راہب بن جانا چاہیے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴۳) ام یحسدون الناس علی ما اتاهم الله من فضله (سورة النساء) ترجمہ: کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس شخص پر کہ جس کو دیا ہے اللہ نے اپنے فضل سے۔

عن محمد الباقر فی قوله ام یحسدون الناس الخ انه قال و الله نحن اهل البیت هم الناس (اخرجه ابوالحسن المغازلی فی المناقب و العلامه ابن حجر فی الصواعق) جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ واللہ وہ لوگ ہم اہل بیت ہیں۔

(۴۴) و اعتصمو ابحبل الله جمیعا و لا تفرقوا (سوره ال عمران) ترجمہ: اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔

عن جعفر الصادق فی تفسیر هذه الایته انه قال نحن حبل الله (اخرجه الثعلبی فی تفسیره و العلامته بن حجر فی الصواعق) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ خدا کی رسی ہم ہیں۔

(۴۵) کمشکوۃ فیھا مصباح (سورۃ النساء) ترجمہ: مانند چراغ دان کے ہے جس میں چراغ ہو۔

عن ابی جعفر قال سالت الحسن عن قول الله تعالی کمشکوۃ فیھا مصباح قال المشکوۃ فاطمته و شجرۃ مبارکته ابراھیم لا شرقیه و لا غربیته لا یھودیته و لا نصرانیته نور علی نور منھا امام بعد امام یھدی الله لنورہ من یشاء یھدی الله لو لا یتنا من یشاء (اخرجه ابن المغازلی) جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جناب حسن سے اس آیت کی تفسیر کو پوچھا وہ فرمانے لگے کہ چراغدان سے مراد جناب فاطمہ ہیں اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراھیم علیہ السلام اور لاشرقیہ ولاغربیہ سے یہ مراد ہے کہ جناب فاطمہ نہ تو یہودیہ تھیں اور نہ نصرانیہ اور نور علی نور سے یہ مراد ہے کہ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہے گا۔ اور اللہ ہدایت کرتا ہے اپنے نور سے جسے چاہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ ہماری ولایت سے جسے چاہے ہدایت کرسکتا ہے۔

(۴۶) و من یقترف و حسنته نزدله فیھا حسنا (سورہ الشوری) ترجمہ: جس نے کہ نیکی کا کسب کیا ہم اس کے لیے نیکی زیادہ کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال و من یقترف حسنته قال المودۃ لآل محمد صلی الله علیه و سلم (اخرجه الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے کہ نیکی کا کسب کیا یعنی جناب محمد صلی اللہ علیہ کی آل کے ساتھ دوستی کی۔

(۴۷) افمن و عد ناہ احسنا فھو لاقیه (سورۃ القصص) ترجمہ: پس جس کے ساتھ کہ ہم نے نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اس کو ملے گا۔

عن مجاھد رحمته الله علیه قال نزلت ھذہ الایته فی علی و حمزۃ رضی الله عنھما (اخرجه المحب الطبری فی الریاض) مجاھد رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی۔

(۴۸) افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه (سورہ الزمر) ترجمہ: پس جس کا کہ سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا سو وہ اجالے میں ہے اپنے رب سے۔

قال الواحدی فی کتابه السمی باسباب نزول القران نزلت هذه الایته فی علی و حمزة و قست قلوبهم ابو لهب و اولاده و هکذا ذکره ابو الفرج ابن الجوزی امام واحدی کتاب اسباب نزول القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جس کا دل سخت ہو گیا وہ ابولہب اور اس کی اولاد ہے علامہ ابوالفرخ ابن جوزی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۹) انما و لیکم الله و رسوله و الذین امنو الذین یقیمون الصلوة و یوتون الزکوة و هم راکعون (سورہ مائدہ) ترجمہ: بجز اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع کیے ہوئے ہیں۔

عن ابن عباس کان جالسا علی شفیر زمزم یقول قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا اقبل رجل متعمم بعمامته فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا قال الرجل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابن عباس سالتک بالله من انت فکشف العمامته عن وجهه و قال ایها الناس من عرفنی فقد عرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بها تین و الا فصمتا و رایته بها تین والا فعمینا یقول عن علی انه قائد البررة و قاتل الفجره منصور من نصره مخذول من خذله اما انی صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم یو ما من الا یام الظهر فسال سائل فی المسجد فلم یعطه احد شیئا فرفع السائل یدیه الی السماء و قال اللهم اشهد انی سالت فی مسجد نبیک و لا یعطنی احد شیئا و کان علی فی الصلوة راکعا فاومی الیه بخنصره الیمنیه و فیها خاتم فاقبل السائل فاخذ الخاتم من خنصره فرفع رسول الله صلی الله علیه وسلم طرفه الی السماء فقال

اللھم ان اخی موسی سالک فقال رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی و اجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری و اشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرانا سنشد عضدک و نجعل لکما سلطانا اللھم انی محمد نبیک و صفیک اللھم فاشرح لی صدری لی امری و اجعل لی وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ازری قال ابو زر فما استتم دعاءہ حتی انی جبریل من عند اللہ و قال یا محمد اقراء انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین امنو الذین یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ و ھم راکعون (اخجرہ ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ)

ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آ نکلا ابن عباس نے حدیث کے بیان کرنے میں توقف کیا وہ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور جس نے کہ نہ پہنچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں پٹم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی شان میں یہ فرماتے تھے وہ نیکوکاروں کا پیشوا اور بدکاروں کا قاتل ہے۔ فتح مند ہوا وہ شخص کہ جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے اس کو چھوڑا۔ میں ایک روز جناب رسالت ماٰب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل نے آ کر سوال کیا کسی نے اسے کچھ نہ دیا سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا جناب امیر رکوع میں تھے سائل کی طرف اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اس میں انگوٹھی تھی سائل نے بڑھ کر اتار لی۔ یہ ماجرا حضرت نے دیکھ کر جناب الٰہی میں دعا کی الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے

میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کھول تا کہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں شریک بنا پس الٰہی تو نے اپنا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کریں گے۔ اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے۔ الٰہی میں محمد ہوں اور تیرا نبی برگزیدہ ہوں پس میرے سینہ کو بھی کھول دے اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جرائیل خدا کے پاس سے تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد پڑھ بجز اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں در آں حالیکہ وہ رکوع کیے ہوئے ہیں۔

(۴) عن ابن عباس قال اقبل عبد الله بن سلام و معه نفر من قومه ممن قد امنو بالنبیّ صلی الله علیه وسلم فقالوا یا رسول الله ان منازلنا بعیدة لیس لنا مجلس دون هذا المجلس و ان قومنا لما رائونا امنا بالله و رسوله و صدقناه رفضو نا. و الوّ علی انفسهم ان لا یجالسونا و لا یناکحونا و لا یکلمو نافشق ذالک علینا فقال لهم النبی انما ولیکم الله و رسوله و الذین امنو الخ ثم ان النبی صلی الله علیه وسلم خرج من المسجد و الناس بین قائم و راکع فرای السائل فقال له النبی صلی الله علیه وسلم هل اعطاک احد شیئا فقال نعم خاتما فقال صلی الله علیه وسلم من اعطاک قال ذلک القائم و اومی بیده الی علی فقال صلی الله علیه وسلم علی ای حال اعطاک قال اعطانی و هو راکع فکبر النبی صلی الله علیه وسلم ثم قرء و من یتولی الله و رسوله و الذین امنو فان حزب الله هم الغالبون فانشاء حسان بن ثابت. ابا حسن تفدیک روحی مهجتی + و کل بطئی فی الهدی و المسارع + فانت الذی اعطیت اذکنت راکعا + فدتک نفوس الخلق یا خیر راکع + بخاتمک المیمون یا خیر

سید + یا خیر ساجد ثم یا خیر راکع + فانزل فیک الله خیر ولایته + و بینها فی محکمات الشرائع + و ایضا قال. من ذا نخاصمه تصدق راکعا + و اسر فی نفسه اسرارا + من کان بات علی فراش محمد + و محمد اسری نحو الغارا + و من کان فی القران سمی مومنا + فی تسع ایات تلین غرارا (اخرجه ابوبکر بن مردویه و الخوارزمی فی المناقب. و سبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامه) ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند مسلمان بھائیوں کے ساتھ آ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے لگے یارسول اللہ ہمارے گھر بہت دور ہیں اور سوا اس مجلس کے کوئی ہماری مجلس نہیں کہ جس میں ہم بیٹھ سکیں جب سے ہماری قوم نے دیکھا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے انہوں نے ہم سے ملاقات چھوڑ دی ہے اور عہد کرلیا ہے کہ وہ نہ ہمارے پاس بیٹھتے ہیں اور نہ ہم سے نکاح کرتے ہیں اور نہ ہم سے بات چیت کرتے ہیں۔ یہ بات ہم پر نہایت شاق گذر رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو کہ ایمان لائے ہیں یہ فرما کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور لوگ ابھی قیام اور رکوع میں تھے پس حضرت نے ایک سائل کو دیکھا اور اس سے پوچھا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے وہ عرض کرنے لگا مجھے انگوٹھی دی ہے آپ نے فرمایا کس نے دی ہے اس نے جناب علی کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا اس کھڑے ہوئے شخص نے آپ نے پوچھا کس حالت میں دی وہ کہنے لگا رکوع کی حالت حضرت نے تکبیر پڑھ کر پھر اس آیت کو پڑھا۔ جو شخص کہ اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں دوستی رکھتا ہے پس خدا کا گروہ ہی غالب ہونے والا ہے۔ پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔ اے ابوالحسن تجھ پر میری روح اور جان قربان ہو۔ اور ہر ایک وہ شخص کہ ہدایت میں کندی اور تیزی کرنے والا ہے۔ پس تو وہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بخشتا ہے۔ عام لوگوں کی جان تجھ پر فدا ہو اے سب رکوع کرنے والوں سے بہتر۔ بخشی تو نے اپنی

انگوٹھی اے بہتر اور سردار قوم کے اس سب سجدہ کرنے اور رکوع کرنے والوں سے بہتر پس خدا نے تیری ولایت میں نص کو نازل کیا۔ اور اس کو شریعت کے محکمات سے بیان فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان اشعار کو پڑھا۔ کون اس سے جھگڑ سکتا ہے جس نے رکوع کی حالت میں بخشش کی ہے۔ اور خدا نے اس کے نفس میں اپنے اسرار کو ودیعت رکھا ہے۔ اس کے سوا کون شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سویا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو غار کی طرف تشریف لے جارہے تھے اس کے سوا خدا نے کس کو قرآن مجید میں مومن کہا ہے اور پڑھتا ہے تو ان کو رکوع اور سجود میں۔

(۳) عن عبدالله بن سلام رضی الله عنه قال اذن بلال فقام الناس يصلون فمن بين راكع و ساجد و سائل يسال فاعطاه على خاتمه و هو راكع فاخير السائل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقرء علينا انما وليكم الله رسوله و الذين امنو الذين يقيمون الصلوة و يوتون الزكوة و هم راكعون (اخرجه الواحدى فى كتاب السمى باسباب نزول القران. الحافظ ابن الاثير فى كتابه جامع الاصول. عن صحيح النسائى و ابن الجوزى) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور لوگ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے ابھی لوگ رکوع اور سجدے میں تھے کہ ایک سائل سوال کرنے لگا جناب امیر رکوع کیے ہوئے تھے اسی حالت میں آپ نے اپنی انگوٹھی عطا کی سائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی حضرت نے ہم کو یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ بغیر اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوۃ دیتے ہیں۔

تنبیہ: و فى الكشاف فان قلت كيف صح ان يكون لعلى و اللفظ لفظ الجمع. قلت فجابه على لفظ الجمع و انكان السبب فير جلا و احد الير غب الناس فيمثل فعله فينا لوا بمثل ثوابه و لسته على ان سبحيته المومنين يحب ان تكون على هذه الغايته

من الحرص البر و الاحسان و تفقد الفقراء حتی ان الزمهم امر لا یقبل التاخیر هم فی الصلوۃ لم یوخروہ انتہی علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں اگر تو یہ کہے کہ یہ بات جناب علی کے لیے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا اس لیے مستعمل ہوا ہے اگرچہ دراصل سبب اس میں ایک آدمی ہے یعنی جناب امیر۔ تا کہ لوگ انہیں کے ثواب کے موافق ثواب حاصل کریں۔۔۔۔۔ کیونکہ مومنین کی خصلت اسی وجہ پر چاہیے اور ان کو احسان کرنے پر اور فقراء کے حال کی غمخواری پر اسی قدر حرص چاہیے کہ ان کو نماز سے بھی اس میں تاخیر نہ ہو۔

(۵۰) یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم الصدقتہ ذالک خیر لکم (سورۃ مجادلہ) ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ تم لوگ رسول سے راز کہو تو راز کہنے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لیے یہ بہتر ہے۔

(۱) عن علی قال لما نزلت یا ایھا الذین امنو اذا ناجیتم الرسول الخ قال صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرھم ان یتصدقوا قال بکم یا رسول اللہ قال بدینا رمال لا یطیقونہ قال فنصف دینار قال لا یطیقونہ قال فبکم قال بشعیرۃ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لزھید فانزل اللہ تعالی ء اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم صدقات الاتہ و کان یقول بی خفف عن ھذہ الامتہ (اخرجہ النسائی و الثعلبی و الواحدی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نجوی نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ لوگوں کو جا کر کہو کہ صدقہ دیا کریں میں نے عرض کیا یا رسول کس قدر فرمایا ایک دینار میں نے عرض کیا لوگوں میں اس قدر طاقت نہیں ہے فرمایا نصف دینار۔ میں نے عرض کیا ان کو اس کے دینے کی بھی طاقت نہیں فرمایا پھر کس قدر میں نے عرض کیا صرف جو بھر سونا حضرت نے مجھے ارشاد کیا تو بہت ڈرنے والا ہے پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ ڈر گئے تم راز کہنے سے پیشتر صدقہ دینے سے پس جناب امیر فرمایا کرتے تھے کہ میری وجہ سے

اس امت پر تخفیف ہوئی ہے۔

(۲) عن علی اقل هذه الا يته من كتاب الله ما عمل بها احد قبلی و لا يعمل بها احد بعدی كان عندی دینار اتصرفته فكنت اذا نا جيته تصدقت بدرهم و سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عشر مسائل فاجا بنی عنها فقلت یا رسول الله ما الوفاء قال التوحيد الشهادة ان لا اله الا الله. قلت ما الفساد. قال الكفر الشرک بالله. قلت ما الحق. قال الاسلام و القرآن الو لايته اذا انتهت اليک. فقلت ما الحيلته قال ترک الحيله. قلت ما علی قال طاعت الله و طاعته رسوله. قلت و كيف ادعو الله تعالی بالصدق و اليقين. قلت ما ذا اسال الله. قال العافيته. قلت و ما اصنع لنجات نفسی. قال كل حلالا قل صدقا قلت و ماالسرور قلت الجنته وعاالراضه قال لقاء الله حين فرغت منها (اخرجه الجوزی فی اسباب النزول و تفسير مدارک) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کے ساتھ نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا ہے اور نہ کوئی بعد میں کرے گا میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اس کو خرچ کیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں کوئی بھید کی بات پوچھتا تو ایک درہم صدقہ کر دیتا اسی طرح سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس مسئلے پوچھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کا جواب دیا۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وفا کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا توحید اور لا الہ الا اللہ پر گواہی دینے کو۔ میں نے عرض کیا فساد کیا چیز ہے۔ فرمایا کفر اور خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ میں نے کہا حق کیا ہے۔ فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت جبکہ تجھ تک پہنچے۔ پھر میں نے عرض کیا حیلہ کیا ہے فرمایا حیلہ کا ترک کرنا۔ میں نے کہا مجھ پر کیا چیز فرض ہے۔ فرمایا خدا کی بندگی اور اس کے رسول کی اطاعت۔ میں نے کہا میں خدا کو کس طرح پکاروں۔ فرمایا صدق سے اور یقین سے۔ میں نے کہا میں خدا سے کیا مانگوں فرمایا عافیت۔ میں نے کہا میں اپنی جان کی خلاصی کے لیے کیا کروں۔ فرمایا حلال کھا اور سچ بول میں نے کہا خوشی کیا ہے۔ فرمایا جنت۔ میں نے کہا

آرام کیا ہے فرمایا خدا کا دیدار جبکہ تو حساب و کتاب سے فارغ ہو جائے۔

(۳) عن ابن عمر قال ثلث کن لعلی لو کان لی واحدة منهن احب الی من حمرا النعم تزوجه فاطمته و اعطاه الرایته و ایته النجوی (اخرجه ابن مردویه) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ جناب سیدہ علیہا السلام سے انکا نکاح ہوا اور ان کو علم کا دیا جانا۔ اور آیت نجوی کے ساتھ ان کا عمل کرنا۔

(۵۱) ان اللہ و ملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلمو تسلیما (سورة الاحزاب) ترجمہ: بہ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی پر اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔

(۱) عن کعب بن عجرة قال لما نزلت هذه الا یته قلنا یا رسول الله کیف نصلی و کیف نسلم علیک قال قولوا اللهم صلی الله محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم و علی ال ابراهیم انک حمید مجید اللهم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم و علی ال ابراهیم انک حمید مجید (اخرجه البخاری و المسلم) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حضور پر کس طریق سے درود بھیجا کریں فرمایا کہا کرو۔ اے ہمارے پروردگار۔ درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بہ تحقیق تو ستودہ اور بزرگ ہے اور اے ہمارے پروردگار برکت کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت کی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بہ تحقیق تو ستودہ اور بزرگ ہے۔

(۵۲) و السابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم (سوره الواقعه) ترجمہ: اگاڑی والے سو اگاڑی والے وہی ہیں نزدیکی نعمتوں کے باغوں میں۔

(۱) عن ابن عباس قال سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن قوله تعالی و

السابقون السابقون الخ فقال قال لی جبرائیل ذالک علی (اخرجه ابن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت والسابقون کی تفسیر پوچھی آپ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے کہا کہ یہ علی ہیں۔

(۵۴) و اذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا و اذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزئون (سوره البقر) ترجمہ: جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب وہ اپنے شیطانوں سے جا ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ہنسی کرنے والے ہیں۔

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنه ان عبدالله بن ابی و اصحابه خرجو افا ستقبلهم نفر من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال عبدالله بن ابی لا صحابه انظروا کیف ارد هولاء السفهاء عنکم خاخذ بید علی فقال مرحبا یا بن عم رسول الله صلی الله علیه وسلم و ختنه و سید بنی هاشم ما خلا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال علی یا عبد الله اتق الله و لا تنافق فان المنافق اشر خلق الله فقال مهلا یا ابا الحسن ان ایماننا کا یمانکم ثم تفرقوا فقال ابن ابی لاَ صحابه کیفَ رائیتم ما فعلت فاثنوا علیه خیرا و نزل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و اذا لقوا الذین امنوا الخ (اخرجه ابن مردویة) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی اپنے دوستوں کے ساتھ آ رہا تھا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنے دوستوں سے کہنے لگا دیکھو میں ان بیوقوفوں کو کس طرح تم سے ٹالتا ہوں یہ کہہ کر جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا شاباش اے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور ان کے داماد اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام بنی ہاشم کے سردار جناب امیر نے اس سے فرمایا اے عبداللہ خدا سے خوف کر اور منافقت مت کرو بے شک منافق تمام خلقت کا شریر ہوتا ہے۔ کہنے لگا اے ابوالحسن چھوڑ۔ ہمارا ایمان تو تمہارے ایمان کی طرح ہے۔ یہ کہہ کر جناب امیر کے پاس

سے چلا گیا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا تم نے دیکھا میں نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے سب نے اس کی تعریف کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵۴) و الذین یوذون المومنین و المومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا. (سورہ الاحزاب) ترجمہ: جولوگ کہ اذیت دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر۔

عن مقاتل بن سلیمان قال انه نزلت فی علی و ذکران نفرا من المنافقین کان یو ذونه و یکذبون علیه (اخرجه ابن مردویه) مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی چندلوگ منافقوں میں سے ان کو ایذا دیا کرتے تھے اور ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔

(۵۵) فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (سورہ القمر) ترجمہ: بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے۔

عن ابادجانه قال قلت یا رسول الله اخبر تنا ان الجنته محرمته علی الانبیاء حتی تد خلها و علی الامم حتی ید خلها امتک قال بلی یا اباد جانه اما علمت ان لله لواء من نور و عمودا من یا قوت مکتوب علی ذلک بالنور لا اله الا الله محمد رسول الله ال محمد خیر البریه و صاحب اللواء امام یوم القیمه و ضرب بیده علی علی قال فسر رسول الله صلی الله علیه وسلم بذلک علیا فقال الحمد لله الذی کرمنا و شرفنا بک فقال له البشریا علی ما من عبد ینتحل مودتک الا بعثه الله معنا یوم القیامته ثم قرء فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (اخرجه ابن مردویته) ابودجانہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہیں لے جائیں گے تب تک جنت دوسرے انبیاء پر حرام ہوگی۔ اور جب تک آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو اس وقت تک دوسری امتیں اس میں نہیں جائیں گے آپ

نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اے ابا دجانہ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا تعالی کا ایک علم نور سے ہے اور یاقوت کا ایک عمود ہے اس پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور صاحب علم قیامت کے دن امام ہے پھر آپ نے جناب امیر کے کندھے پر ہاتھ مار کر اس کی تفسیر کی۔ اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ جس نے تیرے وجہ سے ہمیں کرامت اور شرف دیا ہے پھر ارشاد کیا خوش ہو یا علی جو بندہ کہ تیری محبت کو رکھے گا اللہ تعالی قیامت کے روز اسے ہمارے ساتھ اٹھائے گا پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔

(۵۶) و ممن خلقنا امته یهدون بالحق و به یعد لون (سوره اعراف) ترجمہ: اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے کہ جو حق کے ساتھ ہدایت پاتے ہیں اور اس کی طرف پھرتے ہیں۔

عن ذاذ ان علي قال ستفترق هذه الامته علي ثلث و سبعين فرقته اثنتان و سبعون في النار و واحدة في الجنته و هم الذين قال اله تعالى و ممن خلقنا امته الخ و هم انا و شيعتي (اخرجه ابن مردويه) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ امت عنقریب تہتر (۷۳) فرقوں میں منقسم ہو جائے گی بہتر (۷۲) دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہی لوگ ہیں جن کے حق میں خدا تعالی نے فرمایا ہے اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اسی کی طرف پھرتا ہے۔ پھر جناب امیر نے فرمایا وہ میں ہوں اور میرا گروہ ہے۔

(۵۷) طوبی لهم و حسن ماب (سورة الرعد) ترجمہ: خوشی ہے ان کے لیے اور بازگشت کا اچھاپن۔

عن محمد بن سيرين قال هي شجرة في الجنته اصلها في حجرة علي و ليس في الجنته حجرة الا وفيها غص من اغصا نها (اخرجه ابن مردويته) محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ طوبی ایک درخت ہے جنت میں کہ جس کی جڑ جناب امیر کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی گھر ایسا نہیں کہ اس میں اس کی شاخ نہ ہو۔

(۵۸) اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الا مر منکم (سورة النساء) ترجمہ: اطاعت

کروتم اللہ کی اور اطاعت کروتم رسول کی اور اس کی جوتم میں صاحب امر ہے۔

عن عبدالغفار بن القاسم قال سالت جعفر بن محمد عن اولی الامر فقال کان علی و اللـه منهم (اخرجه الخوارزمی) عبدالغفار بن القاسم سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ابن محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کی نسبت پوچھا تو فرمانے لگے علی انہیں میں سے تھے۔

(۵۹) و اولوا الا رحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب الله من المو منین و المهاجرین (سورة احزاب) ترجمہ: اور قرابت والے بعض بعض سے نزدیک ہیں اور خدا کی کتاب میں مومنین اور مہاجرین میں سے۔

عن ابن عباس رضی اللـه عنـه قال ذالک علی لانه کان مومنا مها جر اذا رحم (اخرجه ابوبکر ابن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

(۶۰) و بشر الذین امنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم (سورة یونس) ترجمہ: اور بشارت دی ان لوگوں کہ جو کہ ایمان لائے بہ تحقیق ان کے لیے ہے قدم سچائی کا اپنے رب کے پاس۔

عن جابر بن عبدالله قال نزلت هذه الایت فی ولایت علی بن ابی طالب (اخرجه ابن مردویه) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب کے ولایت کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

(۶۱) من جاء بالحسنته فله خیر منها و هم من فزع یومئذ امنون و من جاء بالسیئته فکبت و جو ههم فی النار (سوره النمل) ترجمہ: جو کوئی لادے نیکی پس اس کے لیے ہے بہتری اس سے اور وہ ڈر سے اس دن امن میں ہے اور جو کوئی لائے برائی پس اوندھا گرایا جائے گا آگ میں۔

عن علی قال الحسنته حبنا و السیئته بغضنا (اخرجه) جناب امیر علیہ السلام سے اس

آیت کے متعلق روایت ہے کہ نیکی ہماری محبت ہے اور برائی ہمارا بغض ہے۔

(۶۲) و ما کان الله لیعذ بهم و انت فیهم (سورة انفال) ترجمہ: اور نہیں ہے اللہ کہ ان کو عذاب دے حالانکہ تو ان کے درمیان میں ہے۔

اشار صلی الله علیه وسلم الی وجود ذلک المعنی فی اهل بیته و انهم امان لا اهل الارض کما کان هو صلی الله علیه وسلم امان لهم و منها النجوم امان لا هل السموات و اهل بیتی امان لا متی (صواعق محرقه) اس کے معنی کے وجود کی طرف جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اہل زمین کے لیے امان ہیں جس طرح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے امان تھے چنانچہ ان احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔

(۶۳) و علی الا عراف رجال یعرفون کلا بسیما هم (سورة الاعراف) ترجمہ: اور اعراف پر ایسے لوگ ہوں گے کہ ہر شخص کو اس کی علامت سے پہچانیں گے۔

(۱) عن علی قال نحن اصحاب الاعراب من عرفناه بسیماه اد خلناه الجنته (اخرجه ابن مردویة) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے ہم ہیں اصحاب اعراف جس شخص کو ہم اس کی علامت سے پہچانیں گے اس کو ہم جنت میں داخل کریں گے۔

(۲) عن ابن عباس قال الا عراف موضع عال من الصراط علیه العباس و الحمزة و علی و جعفر ذو الجناحین یعرفون محبیهم ببیاض الوجوه و مبغضیهم بسواد الوجوه (اخرجه الثعلبی فی تفسیره) ابن عباس سے روایت ہے کہ اعراف ایک بلند جگہ ہے صراط پر اس پر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر ذوالجناحین ہوں گے۔ اپنے محبوں کو ان کے منہ کے گورا پن اور اپنے دشمنوں کو ان کے منہ کے کالک سے پہچانیں گے۔

(۶۴) و لما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منه یصدون (سورة الزخرف) ترجمہ:

جب پیش کیا گیا مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم چلانے لگی۔

عن علی قال النبی صلی الله علیه وسلم ان فیک مثلا من عیسی احبه قوم فهلکوا فیه و ابغضه قوم فهلکوا فیه فقال صلی الله علیه وسلم المنافقون اما یرضون ان له مثلا من عیسی فنزلت هذه الآیته (اخرجه البزار و ابویعلی و الحاکم و النظیری) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی تجھ میں بعینہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہوگئی اور ایک قوم نے ان سے بغض کیا کہ وہ اس میں ہلاک ہوگئی پھر آپ نے فرمایا کیا منافق راضی نہیں کہ اس کے لیے عیسیٰ کی مثال موجود ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

(۶۵) و لتعرفنهم فی لحن القول (سورة محمد) ترجمہ: اور البتہ پہچان لے گا تو ان کو بات کے ڈھب سے۔

عن ابی سعید الخدری فی قوله تعالی ولنعرفنهم فی لحن القول ببغضهم علی بن ابی طالب (اخرجه ابوبکر بن مردویته و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور فی سورة القتال) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے متعلق کہ البتہ پہچان لے گا تو انکو بات کے پھرانے میں علی بن ابی طالب کے بغض کے ساتھ۔

(۶۶) ان الذین سبقت لهم منا الحسنی اولئک عنها مبعدون (سورہ انبیاء) ترجمہ: جن کو آگے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی اور وہ اس سے دور رہیں گے۔

عن النعمان بن بشیر ان علیا تلاها و قال انا منهم (اخرجه ابن مردویة) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا میں انہیں میں سے ہوں۔

(۶۷) فاما من اوتی کتابه بیمینه (سورة الحاقه) ترجمہ: پس جس کو اس کا لکھا داہنے ہاتھ میں۔

عن ابن عباس قال فی قوله تعالی و امامن اوتی کتابه بیمینه هو علی ابن ابی طالب (اخرجه ابوبکر بن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق کہ اور لیکن وہ شخص کہ اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

قال الواحدی نزلت هذه الایته فی علی و حمزة یعنی امام واحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۶۸) فا سئلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (سورة النحل) ترجمہ: پس پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے۔

عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال قال علی بن ابی طالب نحن اهل الذکر (اخرجه الثعلبی فی تفسیره) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہل ذکر ہیں۔

(۶۹) اهد نا الصراط المستقیم (سوره فاتحه) ترجمہ: دکھا ہم کو راہ سیدھی۔

عن مسلم بن حین قال سمعت ابا بریدة رضی الله عنه یقول صراط محمد و ال محمد صلی الله علیه وسلم (الثعلبی فی تفسیره و صاحب معالم التنزیل) مسلم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ صراط مستقیم سے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کا طریقہ مراد ہے۔

(۷۰) و اذان من الله و رسوله الی الناس یوم الحج الاکبر (سوره توبه) ترجمہ: اور پکار اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن۔

هو علی حین اذان و ذکرها احمد بن جنبل فی مسنده حین ارسل ابابکر مع البراة ثم اتبعه بعلی و قد امرت ان لا یبلغها الا انا او رجل منی اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں انہوں نے لوگوں کو مکہ میں جا کر پکارا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے مسند میں اس کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر بھیجا پھر ان کے

بعد جناب امیر کو روانہ کیا اور انہوں نے سورہ برات ان سے لے لی۔ اور مکہ والوں کو حج میں جا کر حضرت کی طرف سے سنائی اور حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سورت کو یا تو میں لے جا سکتا تھا یا وہ آدمی جو میرا ہو۔

(۱۷) و من شاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدی (سورہ محمد) ترجمہ: اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی راہ کی بات۔

عن ابی جعفر قال فی امر علی (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرت سے علی کے امر میں تنازع کرتے تھے۔

(۷۲) و یوت کل ذی فضل فضلہ (سورہ یونس) ترجمہ: اور دی جائے گی ہر ایک زیادتی والے کو اس کی زیادتی۔

عن ابی جعفر قال ھو علی (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں ذی فضل سے مراد جناب امیر علیہ السلام ہیں۔

(۷۳) ثم او رثنا الکتاب الذین اصطفینا من عباد نا (سورہ فاطر) ترجمہ: پھر ورثہ میں دی ہم نے کتاب ان لوگوں کو جن کو کہ ہم نے اپنے بندوں میں برگزیدہ کیا۔

عن علی قال نحن اولئک (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیر سے روایت ہے کہ وہ لوگ ہم ہیں۔

(۷۴) ام حسب الذین ان یترکوا ان یقولوا امنا و ھم لا یفتنون ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں وہ لوگ کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم کہ یوں ہی چھوڑے جائیں گے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے۔

عن علی قال قلت یا رسول اللہ ما ھذہ الفتنتہ قال یا علی بک فانک تخاصم فاعد للخصومتہ (اخرجہ ابن مردویۃ) جناب امیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسی آزمائش ہے حضرت نے فرمایا لوگ تیری جہت سے آزمائے جائیں گے اور تو ان کے ساتھ

جھگڑے گا پس جھگڑنے کے لیے تیار ہو جا۔

(۷۵) و تو اصوا بالصبر (سورہ العصر) ترجمہ: اور آپس میں وصیت کرتے ہیں سہار کی۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال انها نزلت فی علی بن ابی طالب (اخرجه ابن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۷۶) محمد رسول الله و الذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم ترا هم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله و رضوانا سيما هم فى وجو ههم من اثر السجود ذالك مثلهم فى التورات و مثلهم فى الانجيل (سوره حم) ترجمہ: محمد خدا کے رسول ہیں اور وہ لوگ کہ ان کے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر اور آپس میں نرم دل ہیں۔ دیکھے تو ان کو رکوع کرتے اور سجدہ کرتے چاہتے ہیں اپنے اللہ کا فضل اور اس کی خوشی کی نشانی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے نشان سے یہ کہاوت ہے ان کی توراۃ میں اور کہاوت ہے ان کی انجیل میں۔

عن موسى بن جعفر عن ابائه عليه و عليهم السلام انها نزلت فى على (اخرجه ابن مردوية) جناب امام موسیٰ الکاظم بن امام جعفر الصادق علیہ وعلی آباءہ السلام اپنے آباء کرام سے روایت کرتے ہیں یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی۔

(۷۷) و انه لعلم للساعته (سورة الزخرف) ترجمہ اور وہ نشان ہے اس گھڑی کا۔

قال مقاتل بن سليمان و من تبعه من المفسرين ان هذه الاية نزلت فى مهدى (صواعق محرقه) مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اتباع کرنے والے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب مہدی موعود کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۷۸) كفى باالله شهيد بينى و بينكم و من عند ه علم الكتاب (سوره رعد) ترجمہ: کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے درمیان اور جس کو خبر ہے کتاب کی۔

عن محمد بن حنفيه انه قال و من عنده علم الكتاب على بن ابى طالب (اخرجه

الحافظ ابو نعیم و الثعلبی و النظیری) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں ومن عندہ علم الکتاب جناب امیر مراد ہیں۔

(۷۹) حتی تاتیھم البینته (سورة البینته) ترجمہ: جب تک کہ پہنچے ان کو کھلی بات۔

عن ابن جریح فی قوله تعالٰی حتی تاتیھم البینته قال محمد و فی قوله تعالٰی من بعد ما جاء تهم البینته و ال محمد (اخرجه بن المنذر و السیوطی فی الدر المنثور) ابن جریح حتی تاتیھم البینہ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ کھلی بات سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور من بعد ما جاء تھم البینہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مراد ہے۔

(۸۰) ان الله اصطفٰے ادم و نوحا و ال ابراهیم و ال عمران علی العالمین (سوره عمران) ترجمہ: اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہانوں سے۔

عن الاعمش عن ابی وائل قال قرت مصحفه عبد الله بن مسعود ان الله اصطفی ادم و نوحا و ال ابراهیم و ال عمران و ال محمد علی العالمین (اخرجه الثعلبی فی تفسیره) عمش ابی وائل سے ناقل ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پڑھا تھا اور اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو سارے جہان پر۔

(۸۱) الا بذکر الله تطمئن القلوب (سورة رعد) ترجمہ: اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں دل۔

عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما نزلت هذه الایته الا بذکر الله تطمئن القلوب قال ذاک من احب الله و رسوله و احب اهل بیتی صادقا غیر کاذب (اخرجه بن مردویه و السیوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد کیا کہ یہ وہ دل ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں بغیر کسی جھوٹ کے۔

(۸۲) ان الذین یو ذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا و الاخره (سوره احزاب) ترجمہ: وہ لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں۔

عن ارطاة بن حبیب قال حدثنی ابو خالد الواسطی و هو خذ بشعره قال حدثنی زید بن خالد و هو اخذ بشعره قال حدثنی الحسین بن علی و هو اخذ بشعره قال حدثنی ابی علی ابن ابی طالب و هوا اخذ بشعره قال حدثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم و هو اخذ بشعره قال من اذی شعره منک فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله و من اذی الله فعلیه لعنته الله ثم قرن ان الذین یو ذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا و الاخرة (اخرجه الشیخ الحافظ الرزندی فی الدر السمطین) ارطاۃ بن حبیب روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو خالد واسطی اپنی داڑھی کے بال پکڑ کر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زید بن خالد نے اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر نقل کیا ہے کہ مجھ سے جناب حسن علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر روایت فرماتے تھے کہ مجھ سے میرے والد ماجد جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر ارشاد کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش اقدس کے بال کو پکڑ کر فرمایا کہ یا علی اگر کوئی شخص تجھے بال بھر کی تکلیف دے گا تو وہ مجھے تکلیف دے گا اور جو مجھے تکلیف دے گا وہ خدا کو تکلیف دے گا اللہ اس پر اپنی پھٹکار ڈالے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا۔ جو لوگ ستاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں۔

(۸۳) یا ایها النبی حسبک الله و من اتبعک من المو منین (سورة انفال) ترجمہ: اے نبی کافی ہے کہ تجھ کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے۔

عن محمد بن علی بن الحسین فی قوله تعالیٰ یا ایها النبی حسبک الله و من

اتبعک من المومنین قال نزل فی علی علیه السلام (اخرجه النظری فی خصائص العلویه) جناب محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین علیہ وعلیہما السلام اس آیت کی تفسیر میں (کہ اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے) ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۸۴) فا ستوی علی سوقه (سورۃ الفتح) ترجمہ: پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر۔

عن الحسن علیه السلام فی قوله تعالی فاستوی علی سوقه قال استوی الا سلام بسیف علی بن ابی طالب (اخرجه النظیری فی خصائص العلویة) جناب امام حسن علیہ السلام اس آیت کی شان نزول میں فرماتے ہیں کہ پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر یعنی اسلام کھڑا ہوا جناب امیر علیہ السلام کی تلوار سے۔

(۸۵) و الشفع و الو تر (سورۃ الفجر) ترجمہ: قسم ہے جفت اور طاق کی۔

عن الحسین بن علی علیه السلام فی قوله تعالی و الشفع و الوتر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الشفع الحسن و الحسین و الوتر علی ابن ابی طالب (اخرجه النظیری) جناب حسین علیہ السلام والشفع والوتر کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ شفع (یعنی جفت) سے حسنین اور وتر (یعنی طاق) سے علی مراد ہیں۔

(۸۶) ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم (سورۃ التکاثر) ترجمہ: پھر پوچھیں گے تم سے نعیم کی نسبت

عن جعفر بن محمد فی قوله تعالی ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم قال نحن من النعیم (اخرجه النظری) جناب جعفر صادق علیہ السلام سے ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے فرمایا وہ نعیم ہم ہیں۔

(۸۷) ام نجعل الذین امنوا و عملوا الصلحت کا لمفسدین فی الارض (سورہ ص)

ترجمہ: کیا ہم کریں گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ہیں ان کے جو خرابی ڈالیں زمین میں۔

عن ابن عباس فی قوله تعالی ام نجعل الذین امنوا و عملوا الصلحت علی و حمزة و عبیدة بن الحارث المفسدون فی الارض عتبه و شیبه و الولید و هم الذین تبارزوا یوم بدر (اخرجه ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا ہم کریں گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالتے ہیں زمین میں ایمان والے جو نیکیاں کرتے ہیں ان سے علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث مراد ہیں اور زمین میں خرابی ڈالنے والوں سے عتبہ اور شیبہ اور ولید مراد ہیں جنہوں نے بدر کے روز مقابلہ کیا تھا۔

عن سلمان قال کلما اطلعت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم الا ضرب بین کتفی علی و قال هذا و حزبه المفلحون (اخرجه النظری فی خصائص العلوية) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کبھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتا تھا جناب امیر کے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرماتے تھے۔ یہ اور اس کا گروہ ہے رستگار ہونے والا ہے۔

قد تم الباب الثانی من ارجح المطالب
فی عد مناقب اسد الله الغالب امیر
المومنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه
و یلیه الباب الثالث انشاء الله تعالی

تیسرا باب

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں

الموسوم

بالکواکب المضیئہ

فی

فضائل العلویہ

مقدمہ فضیلت کی بحث میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلت کے معنی ہیں ترجیح ایک شخص کی دوسرے پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید افضل ہے عمرو سے تو اس سے کبھی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زید کو ہر طرح سے ہر قسم کے صفات میں عمر پر رجحان حاصل ہے۔ یعنی جس صفت میں کہ زید عمرو کا موازنہ کیا گیا ہے زید ہی کا پلہ بھاری نکلا ہے۔ اس لیے بعض نے افضل کی یہ تعریف کی ہے الا جمع لمزا یا افضل و الخلال الحمیدۃ یعنی افضل وہ ہے جو ہر طرح کی فضیلت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ کی مرکزیت کا جامع ہے تمام قسم کے علوم سے اس کی جان آراستہ اور ہر طرح کی عبادات اور اخلاق فاضلہ اور شرافت حسب ونسب سے اس کا وجہ پیراستہ ہو۔

اور کبھی کل صفات کے باہم موازنہ کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی خاص صفت میں افضل ہونا مراد ہوتا ہے یعنی اگرچہ اور صفات میں عمر کو ترجیح ہو لیکن ایک خاص صفت میں زید ہی کو رجحان حاصل ہے۔ اس لئے بعض نے افضل کی تعریف اکثر ثوابا من عند الله بما کسب من خیر کے لفظوں سے کی ہے یعنی زیادہ ثواب حاصل کرنے والا خدا کے نزدیک بذریعہ حاصل کرنے نیکی کے۔ یعنی جس کو خدا کے نزدیک زیادہ ثواب حاصل ہو وہی افضل ہے اگرچہ دوسرے امور میں وہ دوسروں سے گھٹ کر ہو۔

(۱) اب جاننا چاہیے کہ فضیلت دو قسم پر ہے ایک اختصاصی دوسری جزئی فضیلت اختصاصی وہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی محض اپنے کرم عمیم سے کسی شخص یا کسی چیز کو بغیر سابقہ کسی عمل یا کسی عبادت کے عطا فرمائے اور اس کو اس کے ہم جنسوں پر ترجیح بخشے جیسے کہ ناقہ صالح کو تمام اونٹنیوں پر اور کعبۃ اللہ کو تمام روئے زمین کی مساجد پر فضیلت عطا کی ہے۔

کبھی اس فضیلت کی وجہ انسان کی عقل میں آ سکتی ہے اور کبھی نہیں آتی۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر مسجد کی زمین کی وجہ فضیلت اس کا محل عبادت ہونا خیال کیا جاتا ہے اور کبھی اس کی وجہ محض عنایت الٰہی ہی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے کہ حجر الاسود کی فضیلت دوسرے احجار پر اس کی وجہ دریافت کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے اس فضیلت اختصاصی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصلی جیسے حجر الاسود کی فضیلت۔ دوسری طفیلی چنانچہ وہ مینڈھا جو اسمعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا ہے حضرت اسمعیل کے فدیہ ہونے کے طفیل سے اور مینڈھوں سے افضل ہے۔

لیکن اس خصوصیت کی وجہ کہ وہ مینڈھا بہ نسبت اور مینڈھوں کے کیوں اس فضل سے مخصوص ہوا ہے محض عنایت الٰہی کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس فضیلت میں بحث کی گنجائش نہیں اس کے ثبوت کے واسطے محض نص شارع ہی کافی ہے۔

(۲) فضیلت جزئی وہ ہے کہ عمل کے مقابلہ میں کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہو۔

اس کی کئی قسمیں ہیں۔ اور یہ فضیلت ہمیشہ محل متنازعہ ہوا کرتی ہے لیکن کسی کو فضیلت دینے میں اس

کے تمام اقسام پر نظر غائر ڈالنا چاہیے۔ اور جو جانب کہ متنازعین میں احق اور اولے ہو اس کو افضل سمجھنا چاہیے۔

تنبیہ: نہایت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اس کے عمل کی وجہ سے اس کے ہم جنسوں پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہی سات وجہیں معیار فضیلت سمجھی جاتی ہیں۔

(الف) ماہیت عمل یعنی ایک شخص کے عمل کی ذات دوسرے شخص کے عمل کی ذات سے افضل ہو جیسے فرائض ادا کرنے والے کے عمل کو نوافل کے ادا کرنے والے کے عمل پر فضیلت

(ب) لمیت عمل یعنی دو شخصوں کا عمل ایک ہی ہو لیکن دونوں کے باہم اغراض مختلف ہوں چنانچہ ایک شخص محض بغرض رضائے الٰہی عبادت کرتا ہو اور دوسرا لوگوں کے دکھانے کے لیے۔

(ج) کیفیت عمل یعنی ایک شخص ایک عمل کو اس کے پورے آداب کے ساتھ بجالائے اور دوسرا شخص اس کے بجالانے میں کسی قدر لاپرواہی کرے گو یہ دونوں شخص ایک ہی عمل میں شریک ہیں لیکن پہلے شخص کو فضیلت حاصل ہے۔

(د) کمیت عمل یعنی ایک ہی عمل کی کمی بیشی۔ چنانچہ ایک شخص نے بہت سے حج کیے ہوں اور دوسرے نے صرف ایک حج کیا ہو۔

(ہ) کبھی فضیلت بباعث تقدیم و تاخیر زمان کے ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص نے ابتدائے اسلام میں یا ایام قحط سالی میں مسلمانوں کی دستگیری کی ہو بہر حال اس شخص سے افضل سمجھا جاتا ہے جس نے بعد حاصل ہونے قوت اسلام کے یا بعد گذرنے قحط کے کوئی ویسا ہی عمل کیا ہو۔ کلام مجید میں خود پروردگار نے اس کا فیصلہ کیا لایستوی منکم من انفق قبل الفتح و قاتل او لئک اعظم درجه من الذین انفقو من بعد و قاتلوا.

اس وجہ سے سابقین اسلام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے۔ و السابقون

(و) کبھی مکان عمل کی وجہ سے فضیلت ہوا کرتی ہے چنانچہ ایک نماز حرم کعبہ یا مسجد نبوی میں

پڑھنا بہتر ہے ہزار رکعت اکیلے نماز پڑھنے سے۔ اسی وجہ سے جو عمل نیک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو حضرات صحابہ سے وقوع میں آیا ہے اور وہ دوسری اوقات کے اعمال سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے۔

(۳) خواہ فضیلت اختصاصی ہو یا فضیلت جزئی نتیجہ ان دونوں کا دو حال سے خالی نہیں۔

(الف) فاضل کی تعظیم کا مفضول پر واجب ہونا۔

(ب) فاضل کے درجہ کا دینا و آخرت میں بہ نسبت مفضول کے درجہ کے بلند ہونا۔

تنبیہ: اگر فضیلت سے یہ دونوں نتائج نہ پیدا ہوں تو فضل محض لفظ مجرد ہوگا جس کے کچھ معنی نہ ہوں۔

اعتراض: یہاں پر ایک اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ جب افضل کی تعظیم مفضول پر واجب ہوئی تو ہر واجب التعظیم افضل ہوگا۔ اور کفار والدین بھی واجب التعظیم ہیں اس وجہ سے وہ بھی افضل سمجھے جانے چاہئیں۔ اور یہ برخلاف شریعت ہے کہ کافر کو افضل سمجھا جائے۔

جواب: کفار والدین کی تعظیم عرف شرع میں تعظیم نہیں کہلاتی ایسی تعظیم کو شرع کی اصطلاح میں بر اور احسان کہا جاتا ہے اور کفار والدین کی تعظیم شرع میں جائز نہیں بلکہ ان سے برات واجب ہے تعظیم شرع وہ ہے کہ محبت للہ پر مبنی ہو۔

(۴) چونکہ فضیلت کے معنی ہیں ایک شخص کی خصوصیت دوسرے سے باعتبار کثرت ثواب کے پس یہ دو قسم پر ہے۔

(الف) فضیلت اصلی۔ یعنی ایک شخص میں وجہ فضیلت پائی جائے اور دوسرا اس سے بے بہرہ ہو جیسے کہ ایک عالم اور ایک جاہل۔

(ب) فضیلت زائدہ یعنی ایک شخص بہ نسبت دوسرے کے وجہ فضیلت زائد رکھتا ہو۔ مثلاً ایک عالم ہو اور دوسرا اعلم۔ اس دوسری قسم کی فضیلت کو مفاضلہ بھی کہتے ہیں۔

(۵) مفاضلہ اس وقت متحقق ہوتا ہے جب دو چیزیں ایک ہی امر میں ایک ہی وجہ سے شریک ہوں اور اگر وجہیں مختلف ہوں تو مفاضلہ بھی متحقق نہیں ہوتا ہے۔ غرضیکہ مفاضلہ میں شرکت وجہ ضروری ہے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ای ہذین افضل (یعنی دونوں میں سے کون افضل ہے) تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ ای ہذین اکثر اوصافا فیما اشترکا (یعنی جس وصف میں کہ یہ دونوں شریک ہوں ان میں سے کون فضیلت سوا رکھتا ہے) پس جہاں وجہیں مختلف ہوں وہاں مفاضلہ متحقق نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ناقہ صالح افضل ہے یا رمضان۔ کیونکہ وجہ مفاضلہ متحد نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حضرت علی افضل ہیں یا حضرت ابی بکر کیونکہ وجہ مفاضلہ میں دونوں شریک ہیں اگر وجہ مفاضلہ میں شریک نہ ہوتے تو اتنا جھگڑا کیوں ہوتا۔

(۶) جب وجوہ ہفت گانہ مفاضلت میں تعارض واقع ہو تو از روی آیات قرآنی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق اور اولی باعتبار کے فضیلت پر یقین رکھنا چاہیے۔

یہ امر شریعت سے ثابت ہے کہ عمل کی کمیت کا کیفیت کے مقابلہ میں چنداں اعتبار نہیں اور زمان عمل کے سامنے ان دونوں کی وقعت نہیں۔ **لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجته من الذین انفقو من بعد و قاتلوا** اور یہ امر بھی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے جو عمل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا تھا وہ بوجہ حضور کی معیت کے نہایت افضل اور اعلیٰ ہے ان اعمال سے جو انہوں نے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے کیے ہیں اسی وجہ سے انس بن مالک اور ابو امامہ باہلی۔ عبداللہ بن بشر۔ عبداللہ بن الحارث۔ سہل بن سعد الساعدی۔ جابر بن عبداللہ انصاری جیسے صحابہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر طویل پانے کے باعث مدت مدید تک زندہ رہ کر اعمال صالح میں مشغول رہے لیکن خلفاء راشدین کے اعمال کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔

اسی وجہ سے یہ امر بھی قطعاً ثابت نہیں ہے کہ جو ذات مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت افضل و اعلیٰ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی ویسے ہی افضل اور اعلیٰ تھی۔

صحابہ کرام کے درمیان مشرف باسلام ہونے کی تقدیم وتاخیر کی وجہ سے فضلیت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ السابقون الاولون من المھاجرین و الانصار اور السابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم اس پر شاہد ہے پس اس اعتبار سے جو بزرگوار سب سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ وہ سب افضل اور اعلیٰ ہیں وہ چار نفوس متبرکہ ہیں۔ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ حضرت ابوبکر الصدیق۔ حضرت زید بن الحارث۔ رضی اللہ عنہم ان کے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے ہیں ان کے بعد اہل عقبہ ان کے بعد اہل بدر۔ ان کے بعد مشاہد احد سے صلح حدیبیہ تک کے لوگ جن کے لیے انزال سکینہ ہوا ہے۔ ان کے بعد بالقطع کوئی مشہد نہیں جو مدار فضل سمجھا جائے کیونکہ پھر اکثر منافق اور مولفۃ القلوب بھی شریک اسلام ہوگئے تھے چنانچہ قرآن مجید اس امر پر ناطق ہے و من حولکم من الاعراب منافقون و من اھل المدینته مردوا علی النفاق.

تنبیہ: ان پچھلے لوگوں کی فضیلت قابل بحث نہیں۔ اگر گفتگو ہے تو خلفاء اربعہ کی باہمی فضیلت میں ہے کیونکہ یہی لوگ باتفاق سابق الاسلام تھے۔

(۹) فضیلت کا ثبوت دو قسم سے ہوسکتا ہے عقل سے یا نقل سے۔ لیکن فضیلت کا عقلی کوئی کافی ثبوت نہیں جو قطع حجت کر سکے اور جس سے خصم کو مجال تکلم نہ رہے۔ اب رہی فضیلت تو اس کے جانچنے کے دو طریق ہیں اول نص شارع۔ دوم تتبع احوال۔

(الف) اس امر میں کہ فضیلت منصوص ہے یا نہیں باہم علماء اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انہ ثبت بالا جماع و لم یتعین الا فضل و لم یو جد النص بعض کہتے ہیں کہ تفصیل قطعی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظنی ہے امام ابوالحسین اشعری اس کے قائل ہیں کہ قطعی ہے۔ اور ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کہتے ہیں کہ ظنی ہے۔ (دیکھو شرح جواہر اللقانی) سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں التفصیل من الا جتھاد یات لا قاطع فیھا یعنی تفصیل ایک امر اجتہادی ہے کوئی قطعی دلیل اس کے لیے موجود نہیں امام غزالی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حقیقته الفضل ما ھو عند

الله و ذلک مما لا یطلع علیه الا رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنی فضل کی حقیقت خدا کو معلوم ہے اور سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پر کوئی مطلع نہیں۔

شارح مواقف لکھتا ہے۔ و اعلم ان مسئلته الا فضیلته لا مطمع فیها فی الجزم و الیقین اذ دلا لته للعقل بطریق الا ستد لال علی الا فضیلته بمعنی الا کثرته فی الثواب بل مستند ها الفضل و لیست هذه المسئلته مسئلته متعلق بها عمل فیکتفی بها با لظن هو کان فی الا حکام العملیته بل هی مسئلته علمیه یطلب فیها الیقین. و النصوص المذکوره من الطرفین بعد تعارضها لا یفید القطع علی مالا یخفی علی منصف لا نها امام احاد و ظنیته الد لا لته مع کونها معارضته ایضا و لیس الا ختصاص بکثرت اسباب الثواب موجبا لزیادته قطعا بل طنا لان الثواب تفضل من الله تعالی کما عرفته فیما سلف فله ان لا یثبت المطیع و یثبت غیره ثبوت الا مامته و ان کان قطعیا لا یفید القطع بال فضیلته بل غلبته الظن کیف و لا قطع بان امامته المفضول یصح مع وجود الفاضل لکنا و جد نا السلف قالو بان الا فضل ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی و حسن ظننا بهم لو لم یعرفوا ذالک لما اطبقو ا علیه فوجب علینا اتباعهم فی ذالک القول نفوض ماهو الحق فیه الی الله تعالی. قال الا مدی و قدیر اد بالتفضیل اختصاص من احد الشخصین من الا خر غر مقطوع فیما بین الصحابته اذما من فضیلته بین اختصاصهم بواحد منهم الا و یمکن بیان مشارکته غیر له فیها و بتقد یر عدم المشارکته فقد یمکن بیان اختصاص الا خر فضیلته اخوے و لا سبیل الی الترجیح بکثرت الفضائل لا حتمال ان یکون الفضیلته الواحدة ارجح من فضائل کثیرة یعنی فضیلت کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس سے جزم اور یقین کا طمع کیا جائے۔ عقل کو افضلیت (بمعنی کثرت ثواب) پر طریق استدلال حاصل نہیں۔ بلکہ یہ مسئلہ نقل سے مستند ہے اور یہ مسئلہ وہ مسئلہ نہیں کہ جس کے ساتھ عمل کا لگاؤ ہوتا کہ مجرد ظن ہی ہے اس کے لیے کافی سمجھا جائے کیونکہ

احکام عملیہ کے لیے ظن ہی کفایت کرتا ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ علمی ہے (یعنی اعتقادی ہے) جس میں جزم اور یقین مطلوب ہے۔ لیکن طرفین کے نصوص باہم متعارض ہونے کی وجہ سے قطعیت کا فائدہ نہیں بخشتی قطع نظر متعارض ہونے کے وہ نصوص احاد اور ظنی الدلالۃ ہیں۔

نہایت امر یہ ہے کہ وہ نصوص اسباب کثرت ثواب کی اختصاص پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن کثرت ثواب کے اسباب کا مرتب ہونا قطعاً کثرت ثواب کا موجب نہیں ہوسکتا۔ صرف ظن کا فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ اجر وثواب خدا کی مہربانی پر موقوف ہے کسی خاص سبب پر منحصر نہیں خدا چاہے تو ایک غیر مطیع کو ثواب عطا فرمائے اور مطیع کو محروم رکھے اور امامت کا ثبوت اگر چہ قطعی ہے لیکن وہ قطعی ثبوت افضلیت کا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ امامت مفضول کی افضل ہوتی نہے۔ ہمارے اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے۔ اور نا جائز ہونا اس کا قطعی نہیں۔ ہم نے سلف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابوبکر افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی ہمارا سلف کے حق میں گمان نیک ہے اور اس امر کا مقتضی ہے کہ اگر ان کے پاس دلیل نہیں ہوئی تو اس اعتقاد کا حکم نہ دیتے ہم ان کے پیرو ہیں ہم پر اس امر میں ان کا اتباع واجب ہے اور ہم اس کی اصل حقیقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔

آمدی کہتا ہے کہ تفضیل سے مراد ایک شخص کی خصوصیت ہے دوسرے سے کسی خاص صفت میں خواہ وہ اصلی فضیلت ہو (یعنی ایک میں تو وہ صفت موجود ہو اور دوسرے میں مطلق پائی نہ جائے) جیسے کہ صفت علم کی وجہ سے عالم جاہل سے افضل ہے کیونکہ صفت علم تو عالم میں موجود ہے اور جاہل میں موجود نہیں یا بہ سبب زیادہ ہونے کے کسی خاص سبب کے فضیلت ہو (یعنی ایک ہی صفت میں دونوں شریک ہوں لیکن ایک میں وہ صفت زائد ہو اور دوسرے میں کم ہو) جیسے اعلم افضل ہے عالم سے بہ سبب زیادہ ہونے صفت علم کے پس اس وجہ سے صحابہ کرام کے درمیان کسی کی فضیلت کے بارہ میں قطعی حکم نہیں لگایا جاتا۔ کیونکہ جو فضیلت کہ کسی صحابی کے واسطے ثابت کی جاتی ہے اکثر ایسا ہی ان میں دوسرا بھی شریک پایا جاتا ہے اور اگر بالفرض شریک نہیں پایا جاتا تو کسی اور فضیلت سے ممتاز نظر

آتا ہے کہ یہ اس کی فضیلت اس دوسرے کی فضیلت کے مقابل ٹھہرتی ہے۔

اور کثرت فضائل سے ترجیح نہیں دی جاسکتی کہ ایک ہی فضیلت بباعث شرف کے بہت سی فضلیتوں پر راجح ہو۔ اور ایک فضیلت والے کو بہت سی فضیلتوں والے سے منجانب اللہ ثواب زیادہ حاصل ہوا ہو۔ پس افضلیت پر قطعیت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اس لیے سلف میں طلفاء اربعہ کی افضلیت کی نسبت متقدمین اہل سنت و جماعت میں مختلف مذاہب تھے۔

(۱) اکثر لوگ فضلهم علی ترتیب الخلافت کے قائل تھے اور ترتیب خلافت کے مطابق سب سے حضرت ابوبکر صدیق کو افضل سمجھتے ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت عثمان اور ان کے بعد حضرت مرتضی علی کو۔

(۲) بعض لوگ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو تو افضل سمجھتے تھے اور حضرت علی اور حضرت عثمان کو برابر جانتے تھے امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا محقق ودانی شرح عقائد میں لکھتا ہے الا فضیلته بهذا الترتیب عند الجمهور و نقل من مالک التوقف بین عثمان و علی و قال امام الحرمین الغالب علی الظن ان ابا بکر افضل من عمر ثم یتعارض الظنون فی عثمان و علی یعنی جمہور کے نزدیک افضلیت ترتیب خلافت پر ہے اور امام مالک سے نقل کیا گیا ہے توقف درمیان علی اور عثمان کے اور امام الحرمین کہتا ہے کہ ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر افضل ہیں حضرت عمر سے اور پھر حضرت عمر افضل ہیں اور پھر ظنون باہم متعارض ہیں درمیان میں حضرت عثمان اور حضرت علی کے فخر السلام پرزودی کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت والجماعت ان دونوں صاحبوں کو برابر سمجھتے تھے اور حضرت عثمان کو حضرت علی پر فضیلت نہیں دیتے تھے چنانچہ امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ انه ما فضل عثمان علی علی یعنی وہ حضرت عثمان کو حضرت علی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

علامہ ابن عبداللہ عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر و قف من اهل النسته و علی و عثمان فلم یفضلوا و احدا منهما علی صاحبه منهم مالک بن انس و یحیی بن سعید القطان۔

(۳) کوفہ کے اہل سنت و جماعت مثل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی مین سیوطی لکھتے ہیں و جـزم الکوفیون و منهم سفیان الثوری بتفضیل علی علی عثمان یعنی کوفے کے لوگ کہ ان میں سے سفیان ثوری بھی ہیں بالجزم یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت علی حضرت عثمان سے افضل ہیں اور شرح عقاید جلالی میں لکھا ہے کہ ابوبکر خزیمہ بھی حضرت علی ہی کی فضیلت کے قائل تھے۔ عن ابی بکر خزیمته تفضیل علی علی عثمان شرح کبیر جوہر اللقانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداً امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا بعد میں توقف کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ و قال بعض اهل السنته بتقدیم علی علی عثمان و به قال مالک او لا ثمه وقف امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ مجادی الاظعان فی تفضیل علی علی عثمان میں لکھتے ہیں من بعده تفضیلنا الشیخین معتقدی + تفضیله قبل ذی النورین فی بالی (مرة الجنان للیافعی) اکثر محدثین مثل حاکم وغیرہ بھی اسی کے قائل تھے۔ (بستان المحدثین للمحدث الدہلوی) اس سے بھی زیادہ ایک اور ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی یہی مسلک تھا۔ چنانچہ الخصائص میں امام نسائی لکھتے ہیں عن علاء بن عرار قال سئلت بن عمر رضی الله عنهما و هو فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم عن علی و عثمان فقال اما علی فلا تسالنی عنه انظر الی قرب منزله من رسول الله صلی الله علیه وسلم ما فی المسجد غیر بیته فا ما عثمان فانه اذنب ذنبا عظیما تولی یوم التقا الجمعان فعفی الله عنه و غفر و اذنب فیکم دون ذالک فقتلتموه.

(۴) علامہ عبدالبر استیعاب میں لکھتا ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابوبکر کی فضیلت میں بھی سلف کا مذہب مختلف تھا چنانچہ انکا قول ہے و اختلف السلف ایضا فی تفضیل و علی و ابوبکر پھر اس کے ذیل میں لکھتے ہیں عن سلمان و ابی ذرو المقداد دو عمار و خباب و جابر و حذیفه علی غیره یعنی سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری اور مقداد و عمار بن یاسر جناب حذیفہ و ابی سعید حذری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو

سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ اصحاب حضرت علی کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے ہیں۔
علامہ عبدالبر استیعاب میں عبدالرزاق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عمر کو ابوبکر پر فضیلت دے تو میں اس کو منع نہیں کرتا اور اگر علی کو ابوبکر سے افضل سمجھے تو بھی میں اس کو منع نہیں کرتا اگر وہ ان دونوں سے محبت رکھے پس عبدالرزاق کہتا ہے کہ میں نے اس بات کو وکیع سے بیان کیا اس کو یہ بات نہایت پسند آئی۔
(۵) امام تاج الدین سبکی کہ ہمارے علماء شافیعہ میں بڑے مستند شمار کیے جاتے ہیں طبقات الکبری میں نقل کرتے ہیں کہ بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ حضرت حسنین علیہم السلام کو بباعث جزئیت بضعۃ الرسول کے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطی الخصائص میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ اور ان کے بھائی ابراہیم باتفاق سب صحابہ سے افضل ہیں امام مالک کا قول ہے **ما تفضل علی بعضته من النبی صلی اللہ علیه وسلم احدا**
(۶) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں علامہ جلال السیوطی تحریر فرماتے ہیں۔ **حکی الخطابی عن بعض مشائخه انه قال ابوبکر خیر. وعلی افضل** غرضیکہ ان سب تقریروں کا ماحصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور اس کے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے **فضلهم علی ترتیب الخلافة** قطعی نہیں ہے اور ہمارے اہل سنت وجماعت اس کے برخلاف عقیدہ رکھنے والے کو بدعتی وغیرہ سے تعبیر نہیں کرسکتے ورنہ سلف صالحین تک اس کا اثر پہنچ سکتا ہے۔
بعض لوگوں نے اس جگہ ایک اعتراض کیا ہے کہ فضیلت کے ظنی سمجھنے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے یہ روایات جو فضیلت کے ظنی ہونے کے بارہ میں نقل ہوئے ہیں شاذ ہیں۔ ان کی طرف چنداں التفات نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حضرت ابوبکر کی فضیلت پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع دلائل قطعیہ میں سے ہے۔ پس افضلیت کو بھی قطعی سمجھنا چاہیے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن اجماع کی تمام اقسام قطعی نہیں چنانچہ

کتبِ اصول فقہ میں اس کا جواب مفصل بحث موجود ہے قطعی اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصلا اختلاف نہ ہو اور جس میں اخلاف ہو (اگر چہ وہ اختلاف شاذ ہی ہو) ظنی ہے اور قطعیت کی حد سے نکل جاتا ہے۔ اگر چہ شاذ ہونے کی وجہ سے وہ خلاف چنداں قابل اعتماد بھی نہ ہو لیکن اس کا اجماع درجہ قطعیت سے کنارا رہتا ہے۔

علاوہ بریں اگر اجماع ہوا بھی ہے تو اسی فضیلت پر ظنی ہوا ہے۔ اور صاحبان اجماع نے اس کی قطعیت پر حکم نہیں لگایا۔ چنانچہ ہم سابقاء ائمہ کلام مثل ابوبکر باقلانی۔ اور امام الحرمین اور حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ کے اقوال نقل کر چکے ہیں ان کے بیانوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں فضیلت ان کے نزدیک صفت ظنیت سے محکوم بہ ہے نہ عارض حکم بعد از اجماع نہایت الامر یہ ہے کہ اجماع سے ترتیب خلافت کا ثبوت ملتا ہے۔ نہ فضلھم علی ترتیب الخلافۃ کا چنانچہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ سلف کا حضرت عثمان کے احق بالخلافت ہونے پر اجماع اور افضل ہونے پر اختلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قطعیت سے افضلیت ہرگز لازم نہیں آتی۔ طالوت ایک مومن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھا اور دیگر انبیاء اکرام علیہم السلام اس کے عہد میں موجود تھے اور اس کے حکم کے تابع تھے۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طالوت ان انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک فضیلت کی اصلیت خدا کو معلوم ہے کسی کو اس پر پوری اطلاع نہیں۔

خلفاء اربعہ کی مدح وثنا میں حدیثیں وارد ہیں۔ اور باہم متعارض ہیں اور سلف کا افضلیت کے بارہ میں اختلاف ہے۔ اور ایک بات پر اجماع قطعی نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل اور اعلی ہے۔

چونکہ افضلیت سے اکثریت ثواب مراد ہے۔ اکثریت ثواب کا ثبوت صرف مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں مل سکتا ہے اور احادیث میں تعارض واقع ہے پس جبکہ تعارض واقع ہو تو جانب اولی کو ترجیح دینا چاہیے اور احادیث قوی اور ضعیف کا خیال رکھنا چاہیے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں ان کی نسبت علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں۔قال احمد بن حنبل و اسمعیل بن اسحاق القاضی و احمد بن علی بن شعیب النسائی و ابو علی النیسا بوری لم یرد فی فضائل احد من الصحابته با لا سانید الجیاد ماروی فی فضائل علی بن ابی طالب یعنی امام احمد بن حنبل اور قاضی اسمعیل بن اسحاق اور امام احمد بن علی بن شعیب النسائی اور ابوعلی نیشا پوری رحمتہ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جس قدر جید سندوں کے ساتھ حدیثیں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں روایت ہوئی ہیں ویسے کسی ایک صحابی کے حق میں نہیں ہوئیں۔

اس کے باسوا اگر جناب امیر کی خصوصیات کو دیکھا جائے اور آپ کے امور کثرت ثواب کے اسباب پر غور کیا جائے تو جناب امیر ہی افضل الناس بعد خیر البشر نظر آتے ہیں۔

لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے افضل ہونا تو امر ظنی ہے تو اس خیال کے دور کرنے کے لیے ہم آپ کے الاجع نمرایا الفضل والخلال الحمیدہ کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ظن بالکل رفع ہو جاتا ہے اور آپ کی افضلیت کا آفتاب یقین کی آنکھوں میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(ب) اب تتبع احوال جناب امیر سے پیشتر ہم افضلیت کی اقسام بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ افضلیت باعتبار اپنے اقسام کے تین قسموں میں منحصر ہے۔فضیلت نفسانی۔اور فضیلت جسمانی اور فضیلت خارجی۔

ہم اس تیسرے باب میں اقسام ثلثہ فضیلت میں جناب امیر کی افضلیت لوگوں کو دکھائیں گے۔پھر چوتھے باب میں ہم آپ کی خصوصیات اور اسباب کثرت ثواب کو لوگوں کی تشفی کے لیے نقل کریں گے۔

اس باب میں ہم چند امور یعنی جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا۔اور ان کی شان میں جس قدر

حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کی نسبت محدثین کی رائے اور جناب امیر کی مثل کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا۔ اور جناب امیر کے فضائل و مناقب کا لاتحصے ہونا۔ اور جناب امیر کا روحانی حلیہ۔ اور جناب امیر کا جمع مدارج فضل ہونا بطور تمہید کے لکھ کر پھر ہم آپ کے فضائل نفسانی اور جسمانی اور خارجی کو تفصیل وار لکھیں گے۔

جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا

(۱) عن ام المومنین عائشه رضی الله تعالی عنهما قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر اخونی علی و خیر اعمامی حمزة و ذکر علی عبادته (اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار فی کنز العمال) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بھائیوں میں سے بہتر علی ہیں اور تمام چچوں میں سے بہتر حمزہ ہیں۔ اور علی کا ذکر عبادت ہے۔

(۲) عن ابی سعید الحذری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکر علی عبادة (اخرجه الدیلمی) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کا ذکر عبادت ہے۔

جناب امیر کی شان میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں ان کی نسبت محدثین کی رائے

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ما ورد من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم من الفضائل ما ورد لعلی و کذلک قال اسمعیل بن اسحاق القاضی و ابو علی النیسا بوری و احمد بن شعیب النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابته

بالا سا نید الجیاد اکثر مما جاء فی علی (الا ستیعاب فی معرفته الا صحاب للعلامته ابن عبدالبر و صواعق محرقه للعلام ابن حجر و الخوارزمی و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایته الطالب و الثعلبی فی تفسیره و ابن طلحه الشافعی فی مطالب السئول) حاکم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لیے اس قدر فضائل نہیں وارد ہوئے جس قدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے لیے وارد ہوئے ہیں۔ اسمعیل بن اسحاق القاضی اور ابو علی نیشا پوری بھی یہی لکھتے ہیں اور امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیر کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں۔

قال عبداللہ بن مسلم بن قیتبه فی کتاب الامامته و السیاسته ان رجلا من همدان یقال له بدر قدم علی معاویه فمع عمرو بن العاص یقع فی علی فقال له یا عمرو ان اشیاء خنا سمعوا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه افحق ذالک ام باطل قال عمرو حق و انا ازیدک انه لیس احد من صحابته رسول الله صلی الله علیه وسلم له مناقب مثل مناقب علی الا انه شارک فی قتل عثمان رضی الله عنه عبداللہ بن قیتبہ الامامۃ السیاستہ میں لکھتے ہیں کہ ہمدان کا ایک باشندہ جس کا نام برو تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اس نے سنا کہ عمرو بن العاص جناب امیر السلام کو برا بھلا کہہ رہا ہے برو کہنے لگا اے عمر ہمارے بزرگوں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا اس کا علی مولا ہے۔ یہ بات سچ ہے یا جھوٹ ہے عمرو بن العاص کہنے لگا میں تجھے اس سے بھی بڑھ کر سناؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے مناقب اتنے زیادہ نہیں ہیں جس قدر امیر کے مناقب ہیں۔ مگر کیا کریں وہ حضرت عثمان کے قتل میں شریک ہوئے ہیں۔

جناب امیر کی مانند کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب مکتسب مثل فضائل علی یھدی صاحب الی الھدی و یردہ عن الردی (اخرجہ الطبرانی) عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے علی کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے۔

جناب امیر سے فضائل میں نہ پہلے لوگ سبقت لے گئے نہ پچھلے لوگ ان کو پہنچ سکیں گے

عن الحسن انہ قال حین قتل علی لقدر فارقکم رجل ما سبقہ الاو لون و لا یدرکہ الا خرون (اخرجہ احمد و النسائی و الدو لابی و الطبرانی فی الکبیر و ابن جریر الطبری فی تاریخ) جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے حضرت امام حسن علیہ السلام خطبہ میں کھڑے ہوکر فرمانے لگے اے لوگو تم سے آج تک ایک ایسا آدمی جدا ہوگیا ہے کہ پہلے لوگ اس سے کسی بات میں بڑھے ہوئے نہیں تھے اور پچھلے لوگ ان تک نہ پہنچ سکیں گے۔

جناب امیر کے فضائل کا لاتحصی ہونا

(۱) عن مجاھد سأل رجل من ابن عباس سبحان اللہ ما اکثر فضائل علی و انی ظھنا ثلثتہ الاف فقال لہ ابن عباس ھی ثلاثین الف اقرب من ثلاثتہ الاف ثم قال ابن عباس لو کان الشجر اقلام و البحور مدادو الانس کتاب و الجن حساب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب (اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں ابن عباس سے ایک شخص نے کہا۔ سبحان اللہ جناب امیر کے فضائل کتنے بہت ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہوں گے ابن عباس

نے کہا تین ہزار تو کیا تیں ہزار کے قریب ہوں گے پھر ابن عباس کہنے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علی کے فضائل کو احصی نہیں کر سکیں گے۔

(۲) عن علی بن الحسین عن ابیه عن جده امیر المومنین علی بن ابی طالب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی جعل لا خی فضائل لا تحصی کثرة فمن ذکر فضائلته مقرا بها غفر الله له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر من کتاب فضیلته من فضائله لم نزل الملائکته لتغفر لما بقی لتلک الکتابه رسم و من استمع الی فیضلته من فضائله غفر الله له الذنوب التی اکستبها لا ستماع و من نظر الی فضیلته من فضائله غفر الله له الذنوب التی اکتسبها بالنظر الی علی بن ابی طالب عبادة و ذکر ها عبادة و لا یقبل الله ایمان عبد الا بو لا یته علی و البرائة عن اعدائه (اخرجه الخوارزمی و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی و الحافظ الهمد انی فی مناقب

جناب زین العابدین اپنے والد ماجد جناب امام حسین سے اور وہ ان کے جد امجد امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ پروردگار عالم نے میرے بھائی علی کے فضائل اس قدر بنائے ہیں جن کی کثرت کا احصی نہیں ہوسکتا پس جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اقراری ہو کر لکھے اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھتا ہے جب تک کہ وہ لکھتا رہتا ہے فرشتے اس کے گناہوں کے لیے خدا سے مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور جو شخص کہ اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو سنتا ہے خدا تعالی اس کے وہ گناہ جو کہ اس نے اپنے کانوں سے بذریعہ ناجائز کلام سننے کے کیے ہیں بخش دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کی طرف نگاہ کرتا ہے تو خدا تعالی اس کے وہ گناہ جو کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بذریعہ ناجائز نگاہ کرنے کے کیے ہیں بخش دیتا ہے پھر ارشاد کیا کہ علی ابی طالب کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور اس کا ذکر خدا کی بندگی

ہے۔ خدا تعالی کسی مومن کے ایمان کو قبول نہیں کرتا مگر علی کی دوستی اور اس کے دشمنوں کے بے زار ہونے کی وجہ تنبیہ علی العموم فضائل تین قسم پر ہیں۔ فضائل نفسانی۔ جسمانی اور فضائل خارجی۔ فضائل نفسانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نفس ناطقہ انسانی سے ہوتا ہے جن کو اخلاق حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصل اصول فضائل وہی ہیں انہیں کی وجہ سے انسان رتبہ بہیمی سے درجہ ملکوتی حاصل کرتا ہے فضائل جسمانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جسم کا سڈول ہونا جس کو حسن اور خوبصورتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوت بدن وغیرہ۔

فضائل خارجی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کی روح سے ہوتا ہے اور نہ جسم سے بلکہ انسان کے جسم و جان سے الگ ایسے اسباب انسان کے لیے فراہم ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے ہم جنسوں سے افضل سمجھا جاتا ہے جیسے حسب ونسب کا کھرا پن۔ قرابت کا اچھا ہونا۔ اولاد کا صالح ہونا۔ بیوی کا نیک ملنا۔ قبل اس کے کہ ہم جناب علیہ السلام کے فضائل نفسانیہ کے لکھنے کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی روحانی تصویر جس کو روحانی حلیہ بھی کہا جا سکتا ہے لوگوں کی نگاہوں میں جلوہ کریں آپ کا جسمانی حلیہ فضائل جسمانیہ میں لکھا جائے گا۔

جناب امیر علیہ السلام کا روحانی حلیہ

(۱) قیل ان معاویہ قال نصرار الصدائی یا ضرار صف لی علیا فقال اعقبنی یا امیر قال لتصفته قال اما اذ لا بد من و صفه کان و الله بعید المدے. شدید القوی. یقول فضلا و یحکم عدلا. ینفجر العلم من جنانه و ینطق الحکمته عن لسانه یستوحش من الدنیا و زهرتها و بانس الیل و وحشته و کان عزیز العبر.ة طویل الفکرة تعجبه من اللباس ما قصر و من الطعام ما خش. کان فینا کاحد یجیبنا اذا سالناه. و یاتینا اذا دعوناه. و نحن والله مع تقریبه ابانا و قربه منا. لا نکاد نکلمه هیبته له. یعظم اهل الدین. و یقرب المساکین. لا یطمع القوی فی باطله. و لا ییئس الضعیف عن عدله. و لقد رایته فی بعض مواقفه. و قد ارخی اللیل سدوله. و غات نجومه. قابضا علی

لحیته یتململ نململ السلیم. و سبکی بکاء الحزین. و یقول یا دنیا غری غیری. الی تعرضت. ام الی تشوقت. هیهات هیهات. قد بایتیک ثلاثا لا رجعته فیها فعمرک قصیر. و خطرک کثر. اه اه. من قلته الزاد. و بعد السفر. فبکی معاویته فقال رحم الله ابا حسن کان و الله کذلک فکیف حزنک علیه یا ضرار. قال حزن من ذبح و لد ها فی حجرها (اخرجه الدولا بی و ابو عمرو ابن عبدالبر فی الا ستیعاب و المتقی فی کنزل العمال و ابن حجر فی صواعق محرقه) کہتے ہیں کہ امیر معاویہ نے ضرار صدائی سے کہا اے ضرار مجھ سے علی علیہ السلام کے اوصاف بیان کر ضرار نے کہا اے امیر مجھے اس سے معاف رکھ۔ معاویہ نے کہا تجھے ضرور ان کے اوصاف بیان کرنا ہوں گے۔ ضرار نے کہا جبکہ مجھے ان کے اوصاف بیان کرنے پر مجبور ہی کیا جانا ہے تو واللہ وہ دور کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے۔ بزرگی سے بات کرتے تھے اور عدل سے حکم دیتے تھے۔ علم کا دریا ان کے دل سے موجزن تھا۔ حکمت ان کی زبان سے بولتی تھی۔ وہ دنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے تھے۔ وہ اندھیری رات اور اس کی وحشت سے مانوس تھے۔ وہ رونے کو پسند کرتے تھے۔ اور دور و دراز فکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ ان کو کپڑا چھوٹا اچھا لگتا تھا۔ اور ان کو کھانے میں کرخت چیز بھلی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ہم میں ہمارے جیسے تھے۔ وہ ہم کو جواب دیتے تھے۔ جب ہم ان سے پوچھتے تھے۔ وہ ہمارے پاس آتے تھے جب ہم ان کو بلاتے تھے۔ خدا کی قسم ہے کہ ہم باوجود ان کے بہت قرب کے ان کی ہیبت کی وجہ سے ان سے کلام نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اہل دین کی تعظیم کرتے تھے۔ مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ ان کے خوف سے کوئی زبردست اپنی بیہودگی کی خواہش دل میں نہیں لا سکتا تھا۔ ضعیف ان کے عدل سے ناامیدی کا منہ نہیں دیکھتا تھا۔ میں نے ان کو بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ستارے سیاہی میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑے ہوئے آہستہ آہستہ بل دے رہے تھے اور نرم آواز سے رو رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

اے دنیا

میرے سوا کسی اور کو فریب دے۔ میرے کیوں سامنے آئی ہے یا مجھ سے شوق رکھتی ہے۔ افسوس افسوس۔ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں جن میں ہرگز رجعت کی گنجائش نہیں۔ تیری عمر بہت تھوڑی ہے۔ اور تیرے دکھ بہت بڑے ہیں۔ آہ آہ۔ تھوڑا زاد ہے اور دور کا سفر ہے۔ امیر معاویہ سن کر رونے لگا اور کہنے لگا خدا ابوالحسن پر رحم کرے۔ واللہ وہ ایسے ہی تھے۔ اے ضرار ان کے مرنے سے تجھے کیسا رنج ہوا ہے۔ ضرار کہنے لگا۔ ایسا رنج ہے کہ جس طرح سے کسی عورت کی گود میں اس کا بیٹا ذبح کیا جائے۔

(۲) عن سعید بن العاص قال قلت لعبد بن عیاش بن ابی ربیعته الا تخبر نی عن ابی بکر و علی خان ابابکر کان له السن و السابقته النبی صلی الله علیه وسلم ثم ان الناس صاغیه الی علی فقال ای این اخی کان له و الله ما شئت من ضرس قاطع. البسطته فی النسب و النجده فی الحرب و الجود بالما عون (اخرجه احمد و الذهبی) سعید بن العاص سے نقل کیا ہے کہ میں نے عبداللہ عیاش بن ابی ربیعہ سے پوچھا مجھ سے علی اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حال بیان کرو کہ باوجود اس کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ معمر بھی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت بھی رکھتے تھے پھر لوگ جناب علی کے کیوں زیادہ مشتاق تھے۔ عبداللہ بن عیاش کہنے لگے اے میرے بھتیجے جو بات کہ تجھے پسند آئی ہو اسی میں علی کے بردانت تھے۔ نسب کا کھرا پن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت۔ حضرت کی دامادی سے مشرف ہوئے اسلام میں سبقت۔ قرآن کا علم۔ سنت میں تفقہ۔ حرب میں بہادری بخشش میں جود۔

(۳) عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه و قد ساله الناس ای رجل کان علیاً قال کان قد ملأ جوفه علماً و حکماً وباساً و نجدة مع قرابته من رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه احمد ومحب الطبرانی فی الریاض النضرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا جناب علی کیسے تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

شرافت قرابت کے ساتھ ان کا پیٹ علم اور حکمت اور ہیبت اور شجاعت سے بھرا ہوا تھا۔

(۴) عن ابن عباس فی علی بن ابی طالب کان و اللہ یشبہ القمر الباھر و الا سد الخاور و الفرات الزافر و الربیع الماطر الباکر (الربیع الا برار من الباب التاسع والسبعین) ابن عباس سے جناب امیر کی شان کے متعلق روایت ہے کہ واللہ حضرت علی علیہ السلام چودھویں رات کے چاند اور بن کے شیر اور موج مارتے دریا اور صبح کے برستے ہوئے ابر کے مشابہ تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جامع مدارج فضل ہونا

مدارج فضل کے متعین کرنے میں لوگوں نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے۔لیکن خدا تعالی نے قرآن مجید میں جن کا ذکر کیا ہے حقیقتاً وہی مدارج فضل ہیں۔انسانی قیاس سے ایسے مدارج کا مقرر کرنا صرف امر اعتباری ہے۔

جب ہم خدائے واحد ذوالجلال کے کلام پاک کو پڑھتے ہیں تو یہ آیت و افی ھدایہ اولئک انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین سے ہمارے سرگشتہ عقل کو یہ پتہ ملتا ہے کہ حقیقتاً مدارج فضل چار ہیں اور بس۔ مرتبہ انبیاء علیہم السلام۔ مرتبہ صدیقین۔ مرتبہ شہدا۔ مرتبہ صالحین۔

اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں صدیقین اور شہداء اور صالحین انبیاء سے مغایر ہین۔لیکن ان صفات ثلثہ میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان تینوں اوصاف سے موصوف واحد مراد ہے۔اور بعض کے نزدیک ہر صفت سے موصوف جداگانہ مراد ہے۔یعنی اوصاف بفحوای نور علی نور موجود تھے۔

(اول) صدیق۔یعنی جس کی عادت پر صدق غالب ہو۔صدق مومنوں کی صفات فاضلہ میں سے ایک ممتاز صفت ہے کیونکہ ایمان کی تکمیل تصدیق بالقب کے سوا نہیں ہوسکتی۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ صدیق سے مراد وہ شخص مراد ہے کہ تمام امور دین کی تصدیق کرے اور

دین کے کسی امر میں شک نہ لائے۔ چنانچہ آیت و الذین امنوا باللہ و رسلہ اولئک هم الصدیقون سے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں۔

مفسرین نے صدیقین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد لیے ہیں۔

بعض کے نزدیک صدیق اس کو کہتے ہیں جو اسلام لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہو اور سب سے پہلے رسول کی تصدیق کرے۔

جناب امیر علیہ السلام کیا بوجہ سبقت اسلام اور کیا باعتبار تصدیق امور دین۔ سرگروہ افاضل اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور تمام صدیقوں سے افضل اور سید الصادقین تھے۔

(۱) عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنه فی قوله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله و کونوا مع الصدقین قال مع علی لا نه سید الصادقین (اخرجه الثعلبی فی تفسیره و ابو نعیم فی الحلیته الا ولباء و ابن عساکر و ابوبکر بن مردویه و السیوطی فی تفسیره الدر المنثور و سبط ان الجوزی فی تذکره خواص الامة) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں کہ (اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو اور اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ) یعنی جناب علی کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام سچوں کے سردار تھے۔

(۲) عن سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی انت اول من امن بی و صدق و انت صدیق الاکبر (اخرجه الحاکم و الدیلمی و الطبرانی فی ریاض النضرة) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۳) عن عباد بن عبدالله قال علی انا عبداله و اخو رسول الله صلی الله علیه وسلم و انا صدیق الاکبر لا یقولها ذالک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجه احمد فی المناقب و ابن عاصم فی السنته و الحافظ ابو نعیم فی الحلیته و

العقیلی) عباد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سب سے پہلے سات برس نماز پڑھی۔

(۴) عن ابن عباس و ابی لیلی قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثتہ حبیب النجار مومن الیاسین و حزقیل مومن ال فرعون و علی بن ابی طالب و هو افضلهم (اخرجه النجاری عن ابن عباس و احمد بن ابی لیلی صواعق محرقه) ابن عباس اور ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین ہیں حبیب النجار حواریہ میں مسیح پر ایمان لانے والا اور خرقیل آل فرعون میں جناب موسیٰ علیہ السلام پر لانے والا۔ اور علی بن ابی طالب اور وہ ان سے افضل ہے۔

(۲) شہید اس کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہید کے معنی اور شاہد کے معنی ایک ہیں یعنی رسالت پر شہادت دینے والا اور بعض نے کہا مقتول فی سبیل اللہ مراد ہے۔ یہ دونوں جناب امیر علیہ السلام کی ذات اقدس پر صادق آتے ہیں۔

شہید بمعنی شہادت

عن عاد بن عبداللہ الا سیدی قال سمعت علیا یقول هو علی المنبر مامن قریش رجل الا و قد نزلت فیه ایته و ایتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو لم تسالنی علی رئوس القوم ما حد ثتک و یحک هل تقرء سورة هود ثم قرء افمن کان علی بینته من ربه و یتلوه شاهد منه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی بینته من ربه و انا شاهد منه (اخرجه ابن مردویه و فقیه ابن مغازلی و ابن ابی حاتم و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور و الثعلبی فی تفسیره و الواحدی فی الباب النزول و ابن جریر الطبری و ابن منذر ابو الشیخ و ابن مردویه و صاحب تفسیر معالم التنزیل) عاد بن عبداللہ الاسیدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ

السلام کومنبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر نے غصہ ہو کر فرمایا تو نے سب کے سامنے نہ پوچھا ہوتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا۔ افسوس ہے تو نے سورہ ھود کو نہیں پڑھا۔ افمن کان علی بینته من ربه و یتلوه شاهد منه یعنی آیا جو شخص کہ اپنے رب دلیل روشن پر ہے اور اس کی متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بینته من ربه ھیں اور یتلوه شاهد منه میں ہوں۔

(۲) عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه افمن کان بینته من ربه رسول الله صلی الله علیه وسلم و یتلوه شاهد منه علی بن ابی طالب خاصته (اخرجه الثعلبی فی تفسیره) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص کہ اپنے رب سے دلیل روشن پر ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے وہ علی بن ابی طالب ہیں خاصتہ۔"

شہید بمعنی مقتول فی سبیل اللہ

عن ام المومنین عائشه رضی اله عنها قالت رائیت رسول الله صلی الله علیه وسلم التزم علیا و قبله و هو یقول بابی الوحید الشهید (اخرجه ابویعلی) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں اور انہیں چومتے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہوا کیلا ہے اور شہید ہونے والا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی نسبت حضرت نے بہت سے پیش گوئیاں فرمائی ہیں وہ سب حدیثیں اپنے مقام پر درج ہیں۔

(سوم) مرتبہ صالحین کا ہے جس کی تعریف یہ ہے الصالح هو الذی یکون صالحا فی اعتقاده و فی عمله یعنی صالح وہ ہے جو اپنے اعتقاد میں صالح ہو۔ کیونکہ جہل سے فساد فی الاعتقاد ہے۔

اور معصیت سے فساد فی العمل پیدا ہوتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام باب حکمت تھے اسی لیے فساد فی الاعتقاد سے محفوظ تھے۔ اور دنس معصیت سے طاہر تھے۔ اس لیے فساد فی العمل سے معصوم تھے کیوں نہ ہوں جس کو خدائے پاک اپنے کلام مجید میں صالح المومنین کا لقب عطا فرمائے۔ اس سے فساد فی الاعتقاد اور فساد فی العمل کس طرح سے ظاہر ہوسکتا ہے۔ **صدق الله صدق و رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ابى سعيد الحذرى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطيك فى على خمسا هو احب الى من الدنيا و ما فيها فا ما الخامسته فلست اخشى عليه ان يرجع زانيا بعد احصان و الا كافر بعد ايمان (اخرجه احمد فى المناقب)** یعنی ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ تمام دنیا و مافیہا سے مجھے محبوب ہیں چنانچہ پانچویں ان میں سے یہ ہے کہ مجھے اس پر ہرگز خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد زنا کی طرف رجوع کرے اور ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جائے۔

(۱) عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهٗ فى قوله تعالى هو مو لا ه و جبريل و صالح المو منين قال هو على بن ابى طالب (اخرجه ابن مردويته ابن عساكر) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں (کہ وہ اللہ اس کا مددگار ہے اور جبریل اور مومنوں کا نیکوکار) مومنوں کے نیکوکار سے علی بن ابی طالب مراد ہیں۔

عن اسماء بن عميس رضى الله تعالى عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول و صالح المو منين على بن ابى طالب (اخرجه ابو نعيم و ابن ابى حاتم و المتقى فى كنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام جامع صفات ثلاثہ تھے جن کا خدا نے اپنے کلام پاک میں ذکر کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل نفسانی کا بیان

جناب امیر کے فضائل علمیہ کا بیان

ظاہر ہے کہ جناب مرتضی علیہ التحیۃ والثناء کو حسب ارشاد حضرت باری عز اسمہ قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون یعنی کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے اور بمفحوائے یرفع اللہ الذین امنو منکم و الذین و اوتو العلم درجات یعنی خداوند تعالی وتقدس بہت بلند کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تم سے اور وہ لوگ کہ ان کو علم دیا گیا ہے۔ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت حاصل ہے۔ اس کا مجملا ذکر یہ ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اصل فطرت میں ذکی الطبع پیدا ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام حکماء و عقلاء اور انبیاء کرام کی سر آمد تھے اور حضرت علی نے ابتداء سن تمیز بلکہ روز ولادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کنار عاطفت میں تربیت پائی تھی۔ اور حصول علم میں ہمیشہ سے ان کی طبیعت راغب تھی۔ کبھی مثل دوسرے اطفال کے لہو ولعب کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کی تعلیم اور تربیت میں ہمیشہ کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ اس وجہ سے جناب علی علیہ السلام کو وہ تعلیم حاصل ہوئی کہ جس میں تمام عقلاء زمانہ حیران رہ گئے۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام کو علم وفضل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ خیال کرنا چاہیے کہ جس علم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے حضرت امیر علیہ السلام کو اس میں دستگاہ تام معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہ مرتبہ دوسرے اصحاب کبار کو حاصل نہیں ہوا۔ اول تو تمام صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بعد بلوغ مشرف ہوئے اور جناب امیر پانچ برس کے سن سے حضور میں رہے ہیں۔ دوم حضرت امیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت شبانہ روز حاصل تھی اور دوسرے اصحاب اس شرف دائمی سے معذور رہتے تھے۔ کبھی ان کو حضور نبوی میں باریابی نصیب ہوتی اور کبھی اس سعادت سے محروم

رہتے تھے۔ اور حضرت علی ہر وقت حاضر ہو سکتے تھے۔

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علم کا حال کسی قدر شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اول ہم ان احادیث اور اقوال صحابہ کو پیش کرتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام تمام صحابہ کرام سے اعلم تھے اور بمفحوائے آیئہ وا فی ھدا یہ و من یوتی الحکمتہ فقد اوتی خیرا کثیرا سب صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا سب صحابہ سے اعلم ہونا

(۱) اخرج البزار عن جابر بن عبداللہ و العقیلی و ابن عدے عن ابن عمرو و الطبرانی عن کلیھما و الحاکم عن علی و ابن عمر و البغوے و ابونعیم عن علی قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینہ العلم و علی با بھا و زاد البغوی فی روایتہ علی و الطبرانی فی روایتہ ابن عباس مرفوعا فمن اراد العلم فلیات من با بھا و صححہ الحاکم و رواہ الجماعتہ و حسنہ الحافظان العلائی و ابن حجر العسقلانی) بزاز نے جابر بن عبداللہ سے اور عقیلی اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے دونوں سے اور حاکم نے جناب علی سے اور ابن عمر سے اور امام بغوی نے اور ابونعیم نے جناب علی سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے امام بغوی نے جو روایت جناب علی سے کی ہے اور طبرانی نے عبداللہ بن عباس کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کئے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص علم تک پہنچنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ اس کے دروازہ سے داخل ہو حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور ایک جماعت نے اس کی روایت کی ہے اور ابن حجر عسقلانی نے دونوں حافظان حدیث نے اس حدیث کے حسن ہونے کی بابت کہا ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا دار الحکمتہ و علی بابھا (اخرجہ الترمذی و ابو نعیم) جناب امیر سے روایت ہے کہ سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(۳) عن سلمان فارسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلم امتی بعدی علی بن ابی طالب (اخرجه الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۴) عن ابن عباس قال و الله لقد اعطی علیؑ اعشار علم ایم الله لقد شار ککم فی عشر العاشی (استیعاب ابن عبدالبر) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہے کہ علی کو علم کی دہائیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم ہے کہ تم کو سوویں حصہ میں شریک کیا ہے۔

(۵) عن ابن عباس قسم علی الناس خمسته اجزاء فکان لعلی اربعته اجزاء و لسائر الناس جزء شارکهم علی فیه فکان اعلمهم (اخرجه البزار) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں پر منقسم کیا گیا اور چار حصے جناب علی کو دیئے گئے اور تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اور اس میں بھی جناب علی کو شریک کیا گیا پس وہ ان سے اس حصہ میں بھی زیادہ علم والے تھے۔

(۶) عن الحسن بن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب اعلم الناس بالله و اعظم الناس حبا و تعظیما لا هل لا اله الا الله (اخرجه ابو نعیم فی فضائل الصحابه) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواجہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علی بن ابی طالب تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہیں اور سب لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں۔

(۷) عن عبدالله بن مسعود قال کنت عند النبی صلی الله علیه وسلم فسئل عن علی فقال قسمت الحکمته عشره اجزاء فاعطی علی بن ابی طالب تسعته اجزاء و الناس جزء واحد (اخرجه الدیلمی) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب علی کی نسبت پوچھا گیا حضرت نے فرمایا کہ حکمت دس حصوں پر تقسیم کی گئی ہے پس علی کو نو حصے اس کے دیئے گئے اور ایک حصہ سب لوگوں کو دیا گیا۔

(۸) عن عبدالملک بن ابی سیلمان قال قالت لعطاء اکان فی اصحاب محمد اعلم من علی بن ابی طالب قال و الله ما اعلم (استیعاب) عبدالملک بن ابی سلیمان کہتا ہے کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کیا کوئی شخص علی بن ابی طالب سے زیادہ علم والا تھا عطا نے جواب دیا خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔

(۹) عن مسروق قال شاممت اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم فوجدت علمهم انتهی الی عمرو عبدالله بن مسعود و ابی الدرداء و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و علی بن ابی طالب ثم شاممت هو لاء فوجدت علمهم انتهی الی الرجلین علی و عبدالله بن مسعود ثم شاممت الا ثنین فوجدت یفضل علی علی عبدالله (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) مسروق سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور جناب علی کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان سب بزرگواروں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم دو آدمیوں کی طرف یعنی جناب امیر اور عبداللہ بن مسعود کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان دونوں صاحبان کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعود پر جناب امیر فضیلت رکھتے ہیں۔

(۱۰) عن عبدالله بن مسعود قال علماء الا رض ثلاثته علم بالشام و عالم بالحجاز و عالم بالعراق فا ما عالم اهل الشام فهو ابو الدرداء و اما عالهم اهل الحجاز فعلی بن ابی طالب و اما عالم اهل العراق فاخ لکم و عالم اهل الشام و عالم اهل العراق یحتاجان الی عالم الحجاز و عالم الحجاز لا یحتاج الیهما (اخرجه

الحضرمی) نقل ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ روئے زمین پر تین عالم ہیں ایک عالم شام میں ہے اور ایک عالم حجاز میں اور ایک عالم عراق میں پس اہل شام کا عالم ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل حجاز کے عالم جناب امیر علیہ السلام ہیں اور ایک اہل عراق کا عالم تمہارا ایک بھائی ہے (یعنی اپنی ذات بابرکت سے مراد لی ہے) اور عالم اہل شام اور اہل عراق دونوں حجاز کے عالم کی طرف محتاج ہیں اور اہل حجاز کا عالم ان دونوں کی طرف احتیاج نہیں رکھتا۔

(۱۱) عن ابی الدرداء العلماء ثلاثته رجل بالشام یعنی نفسه و رجل باکوفته هو عبدالله بن مسعود و رجل بالمدینته هو علی بن ابی طالب و هوا اعلم بالسنته منا (اخرجه الحضرمی) ابی الدرداء سے نقل ہے کہ تین عالم ہیں ایک آدمی شام میں ہے (یعنی اپنی ذات سے مراد لی ہے) اور ایک آدمی کوفہ میں ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود ہے اور ایک آدمی مدینہ میں ہے اور وہ علی بن ابی طالب ہے اور وہ ہم سے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زیادہ تر جاننے والا ہے۔

(۱۲) عن علی قال علمنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الف باب من العلم ففتح لی من کل باب الف الف باب (اربعین الرازی) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کیے ہیں پھر ہر باب سے ہزار ہزار باب میرے لیے کھل گئے۔

(۱۳) عن علی قال قلت یا رسول الله او صینی فقال قل ربی الله ثم استقم فقلتها و زدت و ما توفیقی الا بالله علیه توکلت و الیه انیب فقال لیهنک العلم یا ابا الحسن لقد شربت شربها و نهلته نهلا (اخرجه احمد) جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمادیں حضور نے ارشاد کیا کہ یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہے پھر اسی پر استقامت کرو۔ میں نے جناب کے فرمانے کے موافق یہ کہا اور ان الفاظ کو اور بڑھایا کہ نہیں مجھ میں توفیق مگر خدا کے ساتھ اسی پر توکل کرتا ہوں

اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ ابوالحسن تجھے علم گوارا ہو تو نے علم کو پی لیا ہے جو حق اس کے پینے کا تھا اور نوش کیا تو نے اسے جو حق اس کے نوش کرنے کا تھا۔

(۱۴) عن ابن عباس قد سالہ الناس فقالو ای رجل کان علیا قال کان ملاء جوفه حکما و علما و باسا و نجدة مع قرابته من رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ علی کیسے آدمی تھے ابن عباس نے کہا ان کا پیٹ علم اور حکمت اور خوف خدا اور بزرگی سے بھرا ہوا تھا مع ذلک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت رکھتے تھے۔

(۱۵) عن ابی الحازم قال جاء رجل الی معاویته فساله عن مسئلته فقال سل عنها علی بن ابی طالب فهو اعلم فقال یا امیر جوابک فیها احبالی من جواب علی قال بئس ما قلت لقد کرهت رجلا کان رسول الله صلی الله علیه وسلم بغرزة بالعم غزر القد قال له انت منی بمنزلته هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی و کان عمر اذا اشکل علیه شئی اخذ منه (اخرجه احمد فی المناقب) ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے معاویہ کے پاس آ کر ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے جا کر پوچھو کیونکہ وہ زیادہ علم والے ہیں۔ اس نے کہا اے امیر مجھے تمہارا جواب ان کے جواب سے بہتر ہے معاویہ نے کہا کیا بری بات تیرے منہ سے نکلی ہے تو نے ایسے شخص سے کراہت کی جسے جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے ساتھ ان کے پیمانے کو پر کیا ہے اور بے شک ان کے لیے کہا ہے کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو ان سے پوچھا کرتے تھے۔

(۱۶) عن سعید بن المسیب قال لم یکن احد من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سلونی الا علیا (اخرجه احمد) سعید بن مسیّب سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار میں کوئی صحاب سوا جناب علی کے نہیں تھا جو یہ کہتا مجھ سے پوچھو۔

(۱۷) عن ابی عمر قال ما کان احد من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب (اخرجه البغوی) ابن عمر کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب کے سوا کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو یہ کہتا کہ مجھ سے پوچھو۔

(۱۸) عن مغفل بن یسار و ضات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال ھل لک فی فاطمتہ تعود ھا قلت نعم فقام متوکیا علی حتی دخلنا علی فاطمتہ فقال کیف نجدنک قالت و اللہ طال خرنی و اشتد فاقتی حدثنا عبداللہ بن محمد و جدت فی کتاب ابی بخط یدہ فی ھذ الحدیث قال او ما ترضین ابی زوجتک اقدم ھم سلما و اکثر ھم علما و اعظمھم حلما (اخرجہ احمد فی المناقب و الطبرانی فی الکبیر) مغفل بن یسار روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا کیا تو چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ فاطمہ علیہ السلام کی عیادت کو چلے میں نے عرض کیا ہاں میں حضور کی معیت میں چلتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے جب ہم جناب سیدہ علیہا السلام کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ ہم تجھے ایسا کمزور کیوں دیکھتے ہیں حضرت سیدہ نے عرض کیا میرا غم طولانی ہے فاقوں کی مجھ پر شدت ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی کتاب میں ان کے دستخطی اس حدیث میں یہ بھی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تمہیں ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو از روئے اسلام سب میری امت سے سبقت رکھنے والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔

(۱۹) عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قم بنا بابریدۃ نعود فاطمتہ ان دخلنا علیھا ابصرت ایاھا معت عینا ھا قا ما یبکیک یا بنتی قالت قلتہ الطعم و کثرۃ الھم و شدۃ السقم قال لھا اما و اللہ ما عنداللہ خیر مما ترغبین الیہ یا فاطمتہ اما ترضین انی زوجتک خیر امتی مھم سلما و اکثر ھم علما و افضلھم حلما و اللہ

ان اینتک سیدا شباب اهل الجنته (اخرجه الخوارزمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواجہ ہردوسرا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرمانے لگے اے بریدہ اٹھ ہمارے ساتھ چل کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیمار پرسی کریں جب ہم ان کے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تم کو کس بات نے رلایا ہے عرض کرنے لگیں کھانے کے نہ ہونے نے اور غم کی کثرت نے اور بیماریوں کی شدت نے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا واللہ جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جس کی تم یا فاطمہ رغبت کرتی ہو۔ تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تم کو ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام امت سے بہتر ہے اور اسلام لانے میں ان سب سے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور ازروئے حلم سے افضل ہے واللہ بے شک تیرے دونوں بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں۔

(٢٠) عن ابی هارون العبدی قال اتیت ابا سعید الحذری فقلت له هل شهدت بدر افقال نعم فقلت الا تحدثنی بشئی مما سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرض مرضته و نقه و دخلت علی الفاطمته تعوده و انا جالس عن یمین رسول لله صلی الله علیه وسلم فلما رات ما برسول الله صلی الله علیه وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت د موعها علی خد ها فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یبکیک یا فاطمته قالت اخشی لضیعته بعدک یا رسول فقال یا فاطمته ان الله اطلع علی اهل الارض اطلاعته فاختار منهم اباک ثم اطلع ثانیته فاختار منهم بعلک فاوحی الی فانکحته و اتخذته و صیا اما علمت انک بکرامت الله ایاک زوجتک اعلمهم علما و اکثر هم حلما " و اقدمهم سلما (اخرجه الدار قطنی) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گیا میں نے ان سے کہا آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں کہنے لگے ہاں میں شریک ہوا ہوں میں نے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے

جناب علی کی شان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور مرض نے آپ کو ناتواں کر دیا حضرت سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کو تشریف لائیں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب سیدہ نے آنحضرت صلی اللہ پر ضعف کی شدت کو دیکھا تو ادنی سے ان کا گلا گھٹ گیا یہاں تک کہ آنسو رخسار مبارک پر ظاہر ہو گئے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ تم کو کس بات نے رلایا ہے۔ جناب سید نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند تعالی نے اہل زمین کو دیکھ کر تیرے والد کو اول ان سے برگزیدہ کیا پھر دوبارہ دیکھ کر ان میں سے تیرے خاوند کو چن لیا پس میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرے ساتھ ان کا نکاح کر دیا اور میں نے اس کو اپنا وصی بنایا آیا تم خدا کی مہربانی کو نہیں جانتی ہو کہ تمہارا خاوند اہل زمین سے زیادہ علم والا ہے اور ان سے زیادہ حلم والا ہے اور ان سب سے اسلام لانے میں مقدم ہے۔

(۲۱) عن جابر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیٌ عیبته علمی (اخرجه ابن عدی و المتقی فی کنز العمال) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا خزانہ ہے۔

(۲۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا علی بن ابی طالب لحمه لحمی و دمه دمی و هو منی بمنزلته هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی و قال یا ام سلمته اشهدی و اسمع هذا علی امیر المو منین و سید المسلمین و عیبته علمی و بابی الذی اوتی منه و الوصی علی الا موات من اهل بیتی و هو اخی فی الدنیا و قرینی فی الاخرة و معی فی السنام الا علی (اخرجه ابو نعیم فی منقبته المطهرین و الخوارزمی فی المناقب و الشیرازی فی الالقاب) ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے یہ علی بن ابی طالب

ہے۔اس کا گوشت میرا گوشت ہے اوراس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے ام سلمہ گواہ رہیو اور سن کہ یہ علی مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور میرے علم کا خزانہ ہے اور میرے علم کا ایسا دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اور میرے اہل بیت کے مردوں کا وصی ہے اور دنیا میں میرا بھائی ہے اور آخرت میں میرے ہم صحبت ہے اور میرے ساتھ جنت کی اونچی جگہ میں ہوگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالقرآن

جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا اور سب سے پہلے حضرت امیر نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے۔جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں ان علیا احد من جمع القران و عرضه علی رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنی علی وہ شخص ہے کہ جمع کیا قرآن کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اسے پیش کیا۔

روی محمد بن سیرین عن عکرمه قال لما کان بیعته ابی بکر قعد علی فی بیته فقیل لا بی بکر قد کره بیعتک فارسل الیه فقال اکرهت بیعتی قال لا قال ما اقعدک عنی قال رایت کتاب الله یزاد فیه فحدثت نفسی ان لا الیس ردائی لا لصلوة حتی اجمعه قال له ابوبکر فانک نعم ما رایت قال محمد بن سیرین لعکرمته الفوه کما انزل الا ول قال لو اجتمعت الانس و الجن ان یئو لفوا هذا التالیف ما استطاعوا (رواه ابو دائود) محمد بن سیرین نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر سے لوگوں نے بیعت کی اور علی اپنے گھر میں بیٹھ رہے تو لوگوں نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی نے آپ کی بیعت سے کراہت کی ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہلا بھیجا کہ کیا آپ نے میری بیعت سے کراہت کی ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ پھر آپ کے گھر بیٹھ رہنے

کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ یہ میری رائے ہے کہ کتاب اللہ میں کچھ نہ کچھ زیادتی کی جائے گی لہذا میرے دل میں آیا میں کہ میں اپنی رداء سوائے نماز کے اور وقت نہ اوڑھوں جب تک قرآن کو جمع نہ کرلوں حضرت ابوبکر نے کہا آپ کے رائے بہت مناسب ہے۔ محمد بن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے قرآن اسی طرح سے تالیف کیا ہے جیسے کہ اول مرتبہ نازل ہوا تھا عکرمہ نے کہا اگر تمام انس و جن جمع ہو کر ویسے تالیف کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں کرسکیں گے۔

عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم ابطا علی عن بیعته ابی بکر فلقیه ابوبکر فقال اکرهت امارتی فقال و لا و لکن الیت ان لا ارتدی بردائی الا الی الصلوة حتی اجمع القران فزعموا انه کتبه علی تنزیله فقال محمد لو اصیب ذالک الکتاب لکان فیه العلم (تاریخ الخلفاء السیوطی) تاریخ الخلفاء میں سیوطی لکھتے ہی کہ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیعت سے تامل فرمایا جناب ابوبکر حضرت امیر سے ملے اور کہا کیا آپ میری امارت سے کراہت کرتے ہیں جناب امیر نے جواب دیا نہیں لیکن میں نے عہد کیا کہ اپنی ردا کو سوا نماز کے نہ اوڑھوں گا یہاں تک کہ قرآن شریف کو جمع نہ کرلوں پس لوگوں کا خیال ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے قرآن شریف کو ترتیب تنزیل کے موافق جمع کیا ہے۔ محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن مل جاتا جو جناب امیر علیہ السلام نے جمع کیا ہے تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہوتا ہے۔

روی ان مصحف امیر المومنین علی کان اوله اقراء ثم المدثر ثم ن ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر و هکذا الی اخر المکی ثم المدنی (نقله ابو عمر عثمان الدانی) روایت ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے قرآن میں سب سے پہلے سورہ اقراء پھر مدثر پھر سورہ مزمل پھر تبت یدا پھر تکویر پھر اسی طرح سے تمام مکی سورتیں پہلے بعد میں مدنی سورتیں تھیں۔

عن عبد خیر عن علی قال لما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم اقسمت لا

اضع ردائی عن ظهری حتی اجمع القران ما بین اللوحین فما وضعت عن ظهری حتی جمعت القران (اخرجه الخوارزمی) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے میں نے قسم کھائی کہ اپنی پشت سے ردا نہیں اتاروں گا یعنی آرام سے نہیں سوؤں گا جب تک کہ قرآن کو جمع کرلوں جو کچھ کہ وہ دونوں لوحوں میں محفوظ ہے پس میں نے اپنی پشت سے ردا نہ اتاری جب تک کہ تمام قرآن کو جمع کرلیا۔

عن ام سلمته قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول علی مع القران و القران مع علی لا یفرقان حتی یردا علی الحوض (اخرجه الطبرانی فی الاوسط) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر دونوں نہ وارد ہوں۔

عن زادان عن عبدالله بن مسعود قال قرئات علی رسول الله صلی الله علیه وسلم سبعین سورة و ختمعت القران علی خیر الناس علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی فی المناقب و الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبدالله بن مسعود) زادان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ستر سورتیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں اور پورا قرآن شریف تمام آدمیوں کے بہترین جناب علی علیہ السلام سے ختم کیا۔

عن عمر بن الخطاب قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم انک اول المومنین معی ایمانا و اعلمهم باایات الله اوفاهم بعهد الله بالرعیته و اقسمهم بالسویته و اعظمهم عند الله منزلة (اخرجه احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کے

ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والے ہو اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو۔

عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبدالله بن عیاش ابن ابی ربیعته الا تخبرنی عن ابی بکر و علی رضی الله تعالی عنهما فان ابابکر کان له السن و السابقته مع النبی صلی الله علیه وسلم ثم ان الناس صاغیته الی علی فقال ای ابن اخی کان له ما شئت من ضرس قاطع البسطته بالنسب و القرابته من رسول الله صلی الله علیه وسلم و السابقته فی الاسلام و العلم بالقران و الفقه فی السنته و النجدة فی الحرب و الجود بالماعون (اخرجه الذهبی) سعید بن عمر العاص کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے کہا کہ آپ مجھے ابوبکر اور علی کے مرتبوں سے خبردار کرو کیونکہ باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رسیدہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سابق الاسلام ہونے کے پھر لوگ جناب علی کی طرف کیوں زیادہ میلان رکھتے تھے عبداللہ بن عیاش نے کہا اے میرے بھتیجے ان کے پاس یعنی علی کے پاس جو کچھ کاٹنے والے دانت چاہیے تھے موجود تھے نسب کی فراخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ اور علم بالقرآن اور جنگ میں شجاعت اور بخشش عطا کے ساتھ۔

عن عبدالله بن عیاش الزرقی و قد قیل له اخبر نا عن هذا الرجل یعنی علی بن ابی طالب فقال ان لنا اخطارا و احسابا و نحن نکره ان نقول فیه ما یقول بنو عمنا قال کان علی تلعابا به یعنی مزاحا و کان اذا فزع فزع الی ضرس من حدید قلت و ما ضرس من حدید قال قرائة القران و فقه فی الدین و شجاعته و سماحته (اخرجه احمد فی المناقب) عبداللہ بن عیاش الزرقی سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اس آدمی یعنی علی سے ہمیں خبر دو عبداللہ نے کہا ہم کو ممانعت اور باز پرس ہے اور ہم برا جانتے ہیں کہ وہ بات کہیں جو ہمارے بنی عم کہہ رہے ہیں علی ایسے آدمی تھے جو مزاح بھی کرتے تھے اور جب ڈراتے تھے تو لوہے کے دانتوں سے ڈراتے تھے میں نے کہا کہ لوہے کے دانتوں سے کیا مراد ہے عبداللہ نے کہا

قرآن کی قرات اور دین میں فقہ اور ان کی شجاعت اور ان کی جوانمردی۔

عن محمد بن حنفیہ انہ قال منہ عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعمی و الثعلبی) محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت نازل ہوئی جس کے یہ معنی ہیں کہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالتورات والانجیل

عن علی قال لو ثیت لی الوسادۃ و جلست علیھا لحکمت بین اھل التوراۃ بتوراتھم و بین اھل الانجیل بانجیلھم و بین اھل الزبور بزبور ھم و بین اھل القران بقرانھم (اربعین امام فخر الدین رازی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میرے لیے مسند بچھائی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل تورات کے لیے ان کی تورات سے اور اہل انجیل کے لیے ان کی انجیل سے اور اہل زبور کے درمیان ان کی زبور سے اور اہل قرآن کے درمیان ان کے قرآن سے حکم کروں اس پر ابو ہاشم نے اعتراض کیا ہے کہ تورات منسوخ ہو چکی ہے پس اس کے موافق کیونکر جاری ہو سکتا ہے اور اس کے احکام پر کیونکر عمل کیا جا سکتا ہے اس کا جواب چند وجوہ سے دیا جا سکتا ہے۔

(۱) شاید جناب امیر علیہ السلام کا مقصود **الحکمت بین اھل التورات** سے **لفجوای و اما بنعمتہ ربک فحدث** اپنے کمال علمی کی شرح ہے۔

(۲) یا یہ کہ اس جملہ کے فرمانے سے یہ مراد ہے کہ جس قدر احکام منسوخ جو تورات میں ہیں اور احکام ناسخ جو قرآن شریف میں ہیں ان سب پر علی وجہ التفصیل مجھ کو علم حاصل ہے۔

(۳) یا یہ کہ ذمی یہودی و نصاری کی قضا اور الفصال مقدمات سے مراد ہے جو جزیہ دے کر تابع فرمان اسلام ہوئے ہیں۔ کیونکہ دار الاسلام کی یہود و نصاری پر اجراء احکام ان کے دین کے موافق ہوتے ہیں اور مسلمان قاضی کو انہیں کے کتب سماویہ کے مطابق ان کے قضایا فیصل کرنے پڑتے ہیں۔

(۴) یا یہ مراد ہے کہ میں تورات وانجیل کی ان نصوص سے واقف ہوں جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعثت پر دال ہیں۔ اور تورات ہی کے ذریعے سے تورات والوں پر حجت قائم کر سکتا ہوں اور انجیل والوں پر انجیل ہی سے برہان لاسکتا ہوں۔

(۲) عن الا صبح بن نباتته قال كنا جلو سا عند علي بن ابي طالب فاتاه يهودي فقال يا امير المومنين متى كان ربنا فقمنا اليه فلهز ناه حتى قدنا ناتى على نفسه فقال علي خلوا عنه ثم قال علي يا اخا اليهود ما اقول لک باذنک و احفظه بقلبک فا نما احد ثک عن کتابک الذی جاء به موسی ابن عمران فان کنت قد قرات کتابک و حفظته فانک ستجده كما اقول انما يقال متى كان ربنا الم يكن ثم كان فاما من لم يزل بلا كيف يكون بلا كينولته كائن كان لم يزل قبل القبل و بعد البعد لا يزال بلا كيف و الا غايته و لا منتهى اليه انقطعت دونه الغايات فهو غايته كل غايته فبكى اليهودي و قال و الله يا امير المومنين انها لفي التوراة هكذا حرفا حرفا و انى اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد اعبده و رسوله (اخرجه ابن عساكر و المتقى فى كنز العمال و كتاب الحجته للامام اصبهانى) اصبح بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک یہودی نے آ کر پوچھا یا امیر المومنین ہمارا رب کب سے تھا ہم اٹھ کھڑے ہوئے تا کہ اس کو ماریں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ پھر ارشاد کیا اے یہودی بھائی جو کچھ کہ میرے تیرے کان میں کہوں تو اس کو اپنے دل میں یاد رکھ کیونکہ میں تجھ کو تیری کتاب سے جسے موسی بن عمران علیہ السلام لائے ہیں بیان کروں گا اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھے گا اور تو اس کو یاد رکھے گا جس طرح سے میں کہتا ہوں ویسا ہی پائے گا۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ ہمارا رب کب سے تھا کیا وہ نہیں تھا کہ پھر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا وہ تھا بلا کیفیت کے اور اس کی انتہا نہیں اور نہیں ہے انتہا اس کی طرف اس کے سوا نہایات کا انقطاع ہوتا ہے اور وہ ہی ہر نہایت کی نہایت ہے۔ یہ سن کر یہودی رونے لگا اور کہا واللہ یا امیر

المومنین بہ تحقیق تورات میں حرف بحرف اسی طرح سے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود خدا کے سوا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔

(۴) روی ان نصرانیا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تقرئون فی کتابکم ثلثمائته سنین و ارذادو دو تسعا و نحن نقرء فی کتابنا ثلثمائته سنین فخالفت کتابنا بکم فقال علی الا مخالفته لان ثلثمائته فی کتابکم علی حساب الیونانین و ھو یکون علی حساب العرب ثلثمائته سنین و تسعا فتعجب النصرانی. و لھذا قیل ان علیا معجزۃ من معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نہ مع تجرہ فی العلوم و شجاعتہ فی الحروب کان منقاد و مقرا بنبوتہ و لذ اعدمن معجزاتہ (طبقات الکفوی فی ترجمہ امیر المومنین) روایت ہے کہ ایک نصرانی نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آ کر عرض کیا آپ اپنی کتاب میں تین سو نو برس پڑھتے ہیں اور ہمارے کتاب میں پوری تین سو برس ہیں پس ہماری کتاب تمہارے کتاب سے مخالف ہے جناب امیر نے فرمایا کچھ مخالفت نہیں ہے تمہارے کتاب میں پورے تین سو برس یونانیوں کے حساب کے مطابق ہیں جو عرب کے حساب کے مطابق تین سو نو ہوتے ہیں۔ یہ سن کر نصرانی متعجب ہو گیا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے کیونکہ باوجود علم میں ان کے اس قدر تبحر کے اور لڑائی میں ان کی شجاعت کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان بردار اور حضور کی نبوت کے مقر تھے اسی جہت سے وہ حضرت کے معجزات میں سے شمار کیے جاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم التفسیر

اہل التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کیے جاتے ہیں اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان سے آگے سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم کو علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہو جاتی

ہے تو پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۱) عن ابن عباس قال اذا ثبت لنا الشئی عن علی لم نعدل الی غیرہ (استیعاب علامہ عبدالبر) ابن عباس کہتے ہیں کہ جب ہم کو کوئی بات علی سے ثابت ہو جاتی ہے تو ہم ان کے غیر کی طرف رجوع نہیں کرتے۔

(۲) عن ابن عباس قال یشرح لنا علی نقطتہ الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم لیلتہ فانفلق عمود الصبح فرایت نفسی فی جنبہ کالفوارۃ فی جنب البحر المثعجر (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات جناب علی باء بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نقطے کی شرح فرمانے لگے صبح ہو گئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان ان کے پاس مثل ایک فوارے کے معلوم ہوتی تھی بحر زخار کے مقابلہ میں۔

(۳) عن ابی الطفیل قال شھدت علیا یقول سلونی و اللہ لا تسئلو نی الا اخبرتکم و سلونی واللہ لا تسئلو نیالاخبرتکم عن کتاب اللہ فو اللہ ما من ایتہ الا و انا اعلم بلیل نزلت ام بنھار فی سھل ام فی جبل (اخرجہ ابوعمر) ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں جناب علی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھ کو کوئی بات نہیں پوچھو گے کہ میں تم کو اس کی خبر نہیں دوں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں زمین ہموار میں یا پہاڑ میں۔

(۴) عن ابن سعد سمعت علیا یقول و اللہ ما نزلت ایتہ الا وقد علمت فیما نزلت و این نزلت و علی من نزلت ان ربی و ھب لی قلبا عقو لا و لسانا ناطقا (تاریخ الخلفاء) ابن سعید کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ایسی آیت نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی ہے اور کہاں پر نازل ہوئی ہے اور کس پر نازل ہوئی ہے بہ تحقیق خدا نے مجھ کو دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہے۔

(۵) عن ابن مسعود انه قال ان القران انزل علی سبعته احرف ما منها حرف الا وله ظھر و بطن و ان علیا عنده من الظاھر و الباطن (نقلت من کشف الظنون) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے تھے بہ تحقیق قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے کوئی حرف اس کا ایسا نہیں جس کے لیے ظاہر و باطن نہ ہو اور بہ تحقیق علی کے پاس اس کا ظاہر و باطن ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم القرأت

اس امر پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام قرآن شریف حفظ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا۔

تمام ائمہ قرات مثل ابوعمر ابن العلاء اور عاصم ابن ابی النجود وغیرہما ابوعبدالرحمٰن السلمی القاری کے شاگرد ہیں اور انہیں سے سند حاصل کرتے ہیں اور ابوعبدالرحمٰن السلمی جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد ہیں۔

و عن ابی عبدالرحمن اسلمی قال ما رائینا احدا قرا من علی صلینا خلفه فقرا برز خافا سقط حرفا فرجع فقراء ثم عاد الی مقامه فسر اھل الغته البرزخ ھھنا بانه کان بین الموضع الذی یقرا فیه و بین الموضع الذی کان اسقط منه الحرف و رجع الیه قران کثر قال و البرزخ بین الشک و الیقین و البرزخ ما بین الشیئین (استیعاب) قاری ابوعبدالرحمٰن السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سب قراء کے استاد مانے گئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا ہم نے ان کے پیچھے ایک دفعہ نماز پڑھی ان کو متشابہ پڑ گیا اور ایک حرف چھوڑ گئے۔ جب قرآن شریف پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے تو وہاں سے پھر اس متشابہ پر لوٹے اور اس کو پڑھا اور پھر اپنے مقام پر لوٹ گئے اور سلسلہ قرات کا نہ ٹوٹا۔ اہل لغت نے برزخ کے معنی میں لکھا ہے کہ یہاں برزخ سے یہ مراد ہے کہ وہ جو مقام کہ پڑھ رہے تھے اور اس مقام سے کہ جہاں ان کو حرف کے ساقط ہونے کا متشابہ پڑا تھا اور انہوں نے رجوع کیا تھا قرآن شریف کا ایک بڑا حصہ تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہے کیونکہ برزخ

دراصل دو شے کے درمیان کے معنوں میں آیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الحدیث

اکثر یہ کہا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی مرویات بہ نسبت دیگر صحابہ خصوصاً ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے کم ہیں جن کی تعداد پانچ سو چھیاسی حدیثوں کے قریب ہے جن میں سے بیس حدیثوں پر بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا ہے اور نو حدیثیں بخاری علیحدہ لایا ہے اور پندرہ مسلم علیحدہ لایا ہے۔ یہ بات ہرگز خیال میں نہیں آتی کہ تیس برس کے قریب جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد زندہ رہے ہیں اور اس قدر قلیل حدیثیں روایت کی ہوں جو تعداد میں چھ سو سے بھی کم ہوں۔

حدثنا الشوری عن ابی القیس الا زدی قال ادرکت الناس و ھم ثلاث طبقات اھل دین یحبون علیا و اھل دنیا یحبون معاویته و خوارج (استیعاب) ابن عبدالبر ثوری سے اور وہ ابوالقیس ازدی سے ناقل ہیں کہ میں نے لوگوں کو تین گروہ پر منقسم پایا۔ ایک اہل دین جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے دوست تھے دوسرے دنیا کے محبت وہ معاویہ کو دوست رکھتے تھے تیسرے خوارج۔

تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی جماعت چار گروہوں میں منقسم ہوگئی تھی اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتداء خلافت سے حضرت کا مخالف ہوگیا تھا جس کی بڑی جماعت شام میں تھے یہ گروہ بوجہ خصومت کے جناب امیر علیہ السلام سے بالکل روایت نہیں کرتا تھا۔ بلکہ برسر محراب و منبر اسی گروہ کی بدولت ایک سو برس سے زیادہ تک جناب امیر کے نام پہ سب وشتم ہوتا رہا اور اسی گروہ کو حضرت امیر کی شہادت کے بعد خلافت نصیب ہوئی۔

دوسرا وہ گروہ تھا جو حضرت امیر کے برخلاف تو نہیں تھا لیکن بظاہر طرف دار بھی نہیں تھا۔ یہ بنی امیہ کے رعب کی وجہ سے جناب امیر کے نام کو زبان پر نہیں لاسکتا تھا چہ جائیکہ حضرت امیر سے علی

الاعلان احادیث کی روایت کرتا۔

تیسرا گروہ خود جناب امیر کے متبعین سے تھا لیکن جنگ صفین میں اس گروہ کے دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک گروہ بالکل جناب امیر کے برخلاف ہو گیا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ گروہ بہ نسبت پہلے گروہ کے بھی زیادہ تر خصومت جناب امیر کے ساتھ رکھنے لگا۔ اور جنگ نہروان کے بعد تو یہی گروہ حضرت امیر علیہ السلام کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ چنانچہ اسی گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید بھی ہو گئے۔ یہ لوگ بوجہ خصومت حضرت سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔

چوتھا گروہ وہ تھا جو دل و جان سے حضرت کی محبت پر ثابت قدم تھا اول تو اس کی تعداد نہایت قلیل تھی دوم یہ گروہ بھی بخوف بنی امیہ مخفی طور سے حضرت امیر سے روایت کو بیان کرتے تھے اور ظاہر طور سے حضرت امیر کا نام زبان پر نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رسالہ (فی اثبات سماع الحسن البصری عن علی) میں لکھتے ہیں انکر جماعته من الحفاظ سماع الحسن عن علی و تمسک بهذا بعض المتاخرین فخدش به فی طریق لبس الخرقته و اثبته جماعته و هو الرجح عندی و قد رجح الحافظ ضياء الدين المقدسی فی المختار فانه قال سمع الحسن بن ابی الحسن البصری عن علی و قیل لم یسمع منه و تبعه علی هذه العبارة ابن حجر فی اطراف المختار. الوجه الاول أن العلماء ذكروا فی الاصول فی وجود الترجيح ان المثبت مقدم علی النافی لان معه زيادة علم الوجه الثانی ان الحسن ولد بسنتين بقيتا من خلافته عمر باتفاق و كانت امه خيرة مولاه ام سلمه فكانت ام سلمه و تخرجه الى الصحابته يباركون عليه و اخرجته الى عمر فدعا له اللهم فقه الدين و حببه الى الناس ذكره الحافظ جمال المزنی فی التهذیب و اخرجه العسكری. فی كتاب المواعظ بسنده و ذكر المزنی انه حضر يوم الدار و له اربع عشرة و من المعلوم انه من ميز و بلغ سبع سنين ام بالصلوة فكان يحضر الجماعته و يصلی خلف عثمان الی ان قتل عثمان و علی اذ ذاک بالمدينته فانه لم يخرج منها

الی الکوفته الا بعد قتل عثمان فکیف یستنکر سماعته منه و هو کل یوم یجتمع به فی المسجد حین مزالی ان بلغ اربعه عشر سنته و زیادة علی ذلک ان علیا کان یزور امهات المومنین و منهن ام سلمته و الحسن فی بیتها هو وامه. الوجه الثالث انه و رد عن الحسن ما یدل علی سماعه منه اورده المزنی فی التهذیب من طریق ابی نعیم قال ثنا ابو القاسم عبدالرحمن بن العباس بن عبدالرحمن بن زکریا ثنا ابو حنفیته محمد بن الحنفیته الواسطی ثناء محمد بن موسی الجرشی ثنا ثمامته بن عبیدة ثنا عطیته بن محارب عن یوسف بن عبید کما قال سالت الحسن یا ابا سعید انک تقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم و انک لم تدرکه قال باین اخی سالتنی عن شئی ما سالنی عنه احد قبلک و لو لا منزلتک عندی ما اخبرتک انی نی زمان کما تری (و کان فی عمل الحجاج کل شئی) سمعتنی اقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فهو عن علی غیره انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا و ذکر ما وقع لنا من رویته الحسن عن علی قال احمد فی مسنده حدثنا اخبرنا یوسف عن الحسن البصری عن علی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول رفیع القلم عن ثلث عن الصغیر حتی بلغ و عن النائم حتی استیقظ و عن المصاب حتی یکشف عنه ای یزول عنه اخرجه الترمذی و حسنه النسائی و صححه الحاکم و الضیاء المقدسی فی المختارة قال الحافظ زین الدین العراقی فی شرح الترمذی فی الکلام علی هذا الحدیث عن علی المدنی فی الحسن رای علیا بالمدینته و هو غلام. و قال ابو ذرعنه کان الحسن البصری یوم بویع لعلی ابن اربع عشرة ورای علیا بالمدینته ثم خرج الی الکوفته و البصرة و لم یلقه الحسن بعد ذلک و قال الحسن رایت الزبیر یبایع علیا انتهی و هذا القدر کفایته و یجمل قول الناس فی علی ما بعد خروج علی من المدینة. یعنی ایک جماعت نے جناب امیر سے حسن بصری کی سماعت

حدیث کی نسبت انکار کیا اور بعض متاخرین نے اسی کے ساتھ تمسک کر کے خرقہ پوشی کے طریق میں خدشہ نکالا ہے اور ایک جماعت نے اس کو ..... ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک بھی یہی راجح ہے۔ اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختاراۃ میں اسی کا رجحان بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حسن بن ابی الحسن البصری نے جناب امیر سے حدیث کو سنا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں سنا ہے اور حافظ ابن حجر نے مختاراۃ کے حاشیہ میں اسی کا اتباع کیا ہے۔ وجہ اول یہ ہے کہ علماء فن اصول نے جس جگہ ترجیح کی وجوہات کا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ مثبت کو نافی کی بات پر تقدم ہوتا ہے کیونکہ مثبت کا علم بہ نسبت نافی کے زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں دو برس باقی تھے کہ حسن بصری کا تولد ہوا۔ ان کی والدہ خیرہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت گار تھیں اور جناب ام سلمہ حسن بصری کو باہر صحابہ کے پاس بھیجا کرتی تھیں تا کہ ان کے حق میں صحابہ کرام برکت کی دعا کریں۔ حضرت ام سلمہ نے حسن بصری کو حضرت عمر کی خدمت میں بھی بھیجا۔ اور حضرت عمر نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اے خدا اس کو دین سکھا اور لوگوں میں محبوب کر۔ حافظ جمال الدین مزلی نے اس حدیث کو تہذیب میں روایت کیا ہے اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ میں اس کی سند کو بیان کیا ہے۔ حافظ مزنی لکھتے ہیں کہ جس دن جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا حسن بصری بھی وہاں موجود تھے اس وقت ان کا سن چودہ برس کا تھا۔ اور یہ بات بخوبی معلوم ہوئی ہے کہ حسن بصری ان اشخاص میں تھے جو سات برس کے سن میں صاحب تمیز اور بالغ ہو گئے تھے اور نماز کا ان پر حکم جاری ہو گیا تھا۔ اور وہ جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔ اور حضرت عثمان کی شہادت تک حضرت علی مدینہ سے باہر تشریف نہیں لے گئے اور ان کی شہادت کے بعد کوفہ تشریف لے گئے تھے پس کس طرح سے کہا جا سکتا ہے کہ حسنبصری نے جناب امیر سے حدیث کو نہیں سنا ہے حالانکہ بالغ ہونے کے وقت تک ہر روز وہ جناب امیر کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ

ان کا سن چودہ برس سے بھی تجاوز کر گیا تھا جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ امہات المومنین کے پاس جایا کرتے تھے اور جناب ام سلمہ بھی انہیں میں رہا کرتی تھیں۔ حسن بصری اپنی ماں کے ساتھ ام سلمہ کے بیت الشرف میں رہا کرتے تھے۔

تیسری وجہ یہ کہ جو حدیثیں حسن بصری سے منقول ہیں وہ دلالت کرتی ہیں ان کی سماعت پر۔ حافظ مزنی نے تہذیب میں ابونعیم کے طریق سے ان کو روایت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن العباس ابن زکریا کہتے ہیں کہ ہم سے ابوحنیفہ بن الحنفیہ واسطی نے ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسی الجرشی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ثمامہ بن عبیدہ نے کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عطیہ بن محارب نے نقل کیا ہے کہ یوسف بن عبیدہ کہتے تھے میں نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابا سعید تم ہمیشہ یہی کہتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حالانکہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ حسن بصری نے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اس سے پہلے مجھ سے کسی نہیں پوچھی۔ اگر تیری منزلت میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا۔ تو دیکھتا ہے کہ میں جس زمانہ میں ہوں (اور یہ وہ وقت تھا کہ سب باتوں پر حجاج کا عمل درآمد تھا) تو نے جو مجھ سے قال رسول اللہ سنا ہے اس سے میری مراد یہ ہے کہ اس حدیث کو میں نے جناب علی سے سنا ہے چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ جناب علی کا ذکر نہیں کر سکتا اسی لیے قال رسول اللہ کہتا ہوں۔ اور جو حدیث کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے امام احمد بن حنبل نے اس کا ذکر مسند میں کیا ہے۔ وہ یہ کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یوسف حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر فرماتے تھے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا ہے لڑکے سے جب تک وہ بالغ ہو سوتے ہوئے سے جب تک وہ نیند سے بیدار نہ ہو اور دیوانہ سے جب تک کہ اس کا جنون جاتا نہ رہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے اور نسائی نے اس حدیث کے حسن ہونے کی بابت لکھا ہے۔ حاکم اور ضیا مقدسی نے مختارہ میں اس کی تصحیح کی ہے۔ حافظ زین الدین عراقی ترمذی کی شرح

میں یہ بات لکھتے ہیں کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا اور اس وقت حسن بصری لڑکے تھے۔ اور ابوزرعہ کہتے ہیں جس دن کہ امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیعت کی تھی اس دن حسن بصری کی عمر چودہ برس کی تھی اور انہوں نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ میں دیکھا تھا۔ بعد ازاں جناب امیر کوفہ اور بصرہ کی طرف تشریف لے گئے اس وقت سے حسن نے جناب امیر سے ملاقات نہیں کی اور حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جناب امیر سے بیعت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پس اسی قدر اس مقام میں کافی ہے اور نافی کے قول سے یہ مراد ہوسکتی ہے کہ جناب امیر کو حسن بصری نے مدینہ طیبہ سے تشریف لے جانے کے بعد نہیں دیکھا۔

عبارت مرقومہ سے صاف ظاہر ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حجاج کے خوف سے جناب امیر علیہ السلام کی مرویات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے بیان کرتے تھے۔ اور حضرت علی کا نام نہیں لیتے تھے۔ پس اس سے خیال کر لینا چاہیے کہ دوسرے راویوں کو بھی اسی قسم کا خوف تھا جس کے سبب سے وہ علی الاعلان جناب امیر علیہ السلام کی مرویات کو نہیں بیان کر سکتے تھے۔

ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر سے جس قدر احادیث روایت ہوئی ہیں کسی صحابی سے نہیں ہوئیں۔ چنانچہ ابن حجر صواعق محرقہ میں اور علامہ حسان الدین علی المتقی کنز العمال میں لکھتے ہیں۔

اخرج ابن سعد عن علی انه قیل له ما لک اکثر اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیثا قال انی کنت اذا سالته انبانی فاذا اسکت ابتدانی یعنی جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ بہ نسبت دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ تر حدیث روایت کرتے ہیں جناب علی نے فرمایا کہ میرا یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتا تھا تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چپ رہتا تھا تو حضرت ابتداء فرماتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام سے صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ علامہ بدخشی نزل الابرار میں اور سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وروی عنہ من الصحابتہ عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن الزبیر جابر بن عبداللہ و جابر بن سمرة و جرید بن عبداللہ الحجلی و عبدالرحمن بن اشیم و صہیب بن سنان و البراء بن عازب و زید بن ارقم و حذیفہ بن اسید و طارق بن اشیم و عمارة بن ردیتہ و بشر بن سحیم و عمر بن حریث و سفینتہ و ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو حجیفتہ و ابو ہریرة و ابو امامتہ و ابو لیلی و ابو سعید و ابو الطفیل و ابنا الحسن و الحسین و غیرھم.

و من التابعین ابناہ محمد بن الحنفیہ و ابنتہ فاطمتہ و کاتبہ عبداللہ بن ابی رافع و قیس بن ابی حازم و مالک بن اویس و الا حنف بن قیس و زید بن وھب و زر بن جیش و عبید بن عمیر و الحارث بن سوید و سعید بن المسیب و عبدالرحمن بن ابی لیلی و عبداللہ بن شداد بن الھاد و مطرف بن عبداللہ بن الشخیر و کمیل بن زیاد و شریح بن ھانی و شریح القاضی و عبیدة السلمانی و الحارث الا عور و مسروق و الشعبی و الحسن البصری و ابو وائل و شقیق بن سلمتہ الا سدی و ابو عبدالرحمن السلمی القاری و ابو الا سود الدوئلی و ابو عمر و الشیبانی و ابو رجاء العطاری و غیر ھم.

جناب امیر علیہ السلام کا علم الفقہ

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے دو شخصوں کی طرف فقہ کا استفادہ کیا جاتا ہے۔ اول امام ابوحنیفہؒ دوم امام مالکؒ۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے علم فقہ جناب محمد باقر علیہ السلام سے حاصل کیا ہے چنانچہ حافظ ذہبی طبقاب میں لکھتے ہیں روی عنہ ابنہ جعفر الصادق و الا وزاعی و الزھری و ابو حنیفة یعنی جناب محمد سے باقر سے ان کے بیٹے امام جعفر صادق اور امام اوزاعی اور امام حنیفہ نے

روایت کی ہے اور خود ان کا قول ہے لو لا السنتان لهلک النعمان یعنی اگر میں دو سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا۔

امام شافعی کی فقہ میں دو سلسلہ ہیں ایک سلسلہ سے تو وہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے شمار ہوتے ہیں کیونکہ وہ امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد تھے اور امام محمد نے امام ابو حنیفہ سے تلمذ حاصل کیا ہے اس وجہ سے امام شافعی کا یہ سلسلہ حضرت امام باقر اور جعفر الصادق علیہما السلام کی طرف منتہی ہوتا ہے۔

دوسرا سلسلہ امام شافعی کا امام مالک بن انس کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ اور امام مالک ربیعۃ الرائی کے شاگرد تھے اور ربیعۃ الرائی نے فقہ اور حدیث عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور عکرمہ نے جناب عبداللہ بن عباس سے تلمذ پایا ہے اور عبداللہ بن عباس حضرت امیر علیہ السلام کے تلامذہ میں سے ہیں امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد ہیں اس لیے ان کا سلسلہ تلمذ بھی حضرت علی کی طرف منتہی ہوتا ہے۔

اب رہا سلسلہ فقہ صحابہ اس کے بارہ میں مسروق روایت کرتے ہیں **قال شاممت اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم فوجدت علمهم انتهی الی عمرو عبدالله بنمسعود و ابی الدرداء و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و علی بن ابی طالب ثم شاممت هولاء الخمسته فوجدت علمهم انتهی الی الرجلین علی و عبدالله بن مسعود ثم شاممت الاثنین فوجدت علیا بفضل علی عبدالله** (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود اور ابو الدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور علی بن ابی طالب کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ پھر میں نے ان پانچوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم دو آدمیوں کی طرف منتہی ہوتا ہے یعنی علی اور عبداللہ بن مسعود کی طرف پھر میں نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی عبداللہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کی زیادہ تر تفقہ کا یہ باعث ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں بھی منصب قضا جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔

(۱) عن حمید بن عبدالله بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی الله علیه وسلم عن قضاء قضاء به علی فاعجب النبی صلی الله علیه وسلم فقال الحمد لله الذی جعل فینا الحکمته اهل البیت (اخرجه احمد) حمید بن عبداللہ بن یزید مدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر تعجب کیا اور فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے۔

(۲) عن انس بن مالک عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اقضی امتی علی بن ابی طالب (المصابیح) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں زیادہ قضا والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۳) عن ابی سعید الحذری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقضی بعدی علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرے بعد میرے امت میں علی بن ابی طالب زیادہ قضا والا ہے۔

(۴) عن علی قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الیمن قاضیا و انا حدیث السن فقلت یا رسول الله تبعثنی الی قوم یکون بینهم احداث و الا علم لی بالقضاء قال ان الله سیهدی قلبک و یثبت لسانک قال فما شککت فی قضائین اثنین بعد ذلک (اخرجه احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجه و البزار و ابو یعلی و ابن حبان و الحاکم با ختلاف یسیر) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی مقرر کر کے یمن کی طرف روانہ فرمایا اس وقت میرا سن نہایت چھوٹا تھا

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ کو ایک قوم کی طرف قاضی کر کے بھیجتے ہیں۔ ان میں جھگڑے بھی ہوں گے اور مجھے قضا کا علم حاصل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہ تحقیق اللہ تعالی تیرے دل کو ہدایت کرے گا اور تیرے زبان کو ثابت رکھے گا۔ جناب امیر کہتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے فیصلہ کرنے میں شک نہیں پیدا ہوا۔

(۵) عن معاذ جن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی تخصم الناس بسبع و لا یحاجک احد من قریش انت اولهم ایمانا بالله و اوفاهم بعهد الله اقومهم بامر الله و اقسمهم بالسوبته و اعدلهم فی الرعیته و ابصر هم بالقضیته و اعظمهم عند الله (اخرجه الحاکمی و الدیلمی) معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب علی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش سے کوئی ایک تجھ سے نہیں مخاصمت کر سکے گا تم ان میں سے اللہ پر پہلے ایمان لانے والے ہو۔ اور ان سب سے خدا تعالی کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے خدا تعالی کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے ہو۔ اور ان سب سے زیادہ پوری تقسیم کرنے والے ہو۔ اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ عدل کرنے والے ہو اور ان سب سے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے ہو اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو۔

(۶) عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعثه الی الیمن فوجد اربعته و قعوا فی حفرة لیصطادفیه الاسد سقط اولا فتعلق باخر و تعلق الاخر باخر حتی نساقط الاربعته فجر حهم الا سد و ما توا من جراحته فتنازع اولیائهم حتی کادوا یقتلون فقال علی انا اقضی بینکم فان رضیتم فهو القضا و الا حجزت بعصنکم عن بعض حتی ناتوا رسول الله صلی الله علیهوسلم لیقضی بینکم قال اجمعوا من القبائل الذین حضرو البیرربع الدیته و الثلث و نصفها و دیته کاملته فللاول ربع الدیته لانه اهلک من فوقه و للثانی ثلثها لانه اهلک من فوقه و للثالث النصف لانه اهلک من

فوقه و الرابع دیته کاملته فابوا ان یرضوا فاتو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقوہ عند مقام ابراهیم فقصد علیه القصته فقال رجل قضا بیننا علی فلما قصوا علیه القصته اجازة (اخرجه احمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا وہاں پر چار آدمی ایک گڑھے میں گر پڑے تھے جو شیر کے شکار کرنے کے لیے کھودا گیا تھا اور پہلے سے اس میں شیر گرا ہوا تھا جب ایک آدمی اس میں گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا جب دوسرا بھی اس کے ساتھ گرنے کو ہوا تو اس نے تیسرے کو پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا اسی طرح سے چاروں اس میں گر گئے شیر نے ان چاروں کو زخمی کر کے مار ڈالا۔ ان کے وارثوں میں تنازعہ پیدا ہوا۔ قریب تھا کہ ان میں جنگ کی نوبت پہنچ جاتی جناب امیر نے فرمایا میں اس قضیہ کو فیصل کر دیتا ہوں۔ اگر تم باہمی رضا مند ہو جاؤ ورنہ چند آدمی تم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چلے جائیں۔ آپ تمہارا جھگڑا فیصل کر دیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جن لوگوں نے یہ گڑھا کھودا ہے ان سے دیت اس طرح پر جمع کر لو کہ ایک چوتھا حصہ دیت کا ہو اور ایک تیسرا حصہ اور ایک نصف دیت کا ہو اور ایک پوری دیت ہو پس پہلے آدمی کے دیت کی چوتھائی ہے اور دوسرے کی لے دیت کی تہائی اور تیسرے کے لیے دیت کا نصف حصہ اور چوتھے شخص کے لیے پوری دیت ہے۔ ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور راضی نہ ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام ابراہیم پر ملاقات ہوئی اور تمام قصہ بیان کیا ایک آدمی نے کہا کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم میں اس کا اس طرح فیصلہ کیا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فیصلہ سنایا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کو جائز رکھا۔

(۷) قیل سبب قوله صلی اللہ علیه وسلم اقضا کم علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان جالسامع جماعته من الناس فجاء خصمان فقال احدهما یا رسول اللہ ان لی حمارا و ان الهذا البقرة قتلت حماری فبادر رجل عن الحاضرین فقال لا ضمان

على البهائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقض بينهما يا علی فقال علی لهما اکانا مرسلين ام مشدودين ام احدهما مشدود والاخر مرسل فقال کان الحمار مشدود و البقرة مرسلته و صاحبها معها فقال علی صاحب البقرة ضامن الحمار فاقر رسول الله صلى الله عليه وسلم و امضاه فضاءہ (اخرجه الخطيب فی تاریخ) روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص مخاصمت کرتے ہوئے حضور میں آئے ایک نے ان میں سے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک گدھا تھا اور اس شخص کی گائے تھی اس کی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا ہے ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا کہ جانورں کے فعل کا کوئی ذمہ دار نہیں ہوسکتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم ان دونوں کا فیصلہ کر دو حضرت علی نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ آیا وہ دونوں جانور بندھے تھے یا ایک ان میں سے بندھا تھا اور دوسرا کھلا تھا۔ جواب دیا گیا کہ گدھا بندھا تھا۔ اور گائے کھلی تھی۔ اور اس کا مالک اس کے ساتھ تھا حضرت نے فرمایا کہ گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کے فیصلے کی تصدیق فرمائی اور ان کے فیصلہ کو جاری کیا۔

(۸) عن زيد بن ارقم قال كنت عند النبی صلى الله عليه وسلم اذ جاءہ کتاب من علی فيه ان ثلثته نفرا تونی يختصمون فی غلام و طئوا امه فی الجاهليته فی طهر واحد كلهم يدعيه انه ابنه فقضيت بينهم ان اقرعت بينهم و جعلته للقارع منهم على ان يغرم للاخرين ثلثی الديته فضحک النبی صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه ثم قال ما اعلم فبها الا ما قضى علی (اخرجه الطبرانی فی الكبير فی مسند) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ خدمت عالی میں جناب امیر کا خط پہنچا اس میں لکھا ہوا تھا کہ میرے پاس تین شخص اپنا جھگڑا ایک لڑکے کی نسبت لے کر آئے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں اس لڑکے کی ماں کے ساتھ ان تینوں نے ایک ہی طہر میں

جماع کیا تھا ان تینوں میں سے ہر ایک شخص اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتا تھا میں نے ان کے فیصلہ کے واسطے قرعہ ڈالا جس کے نام کا قرعہ نکلا میں نے اس لڑکے کو اس کا فرزند قرار دے کر یہ شرط لگا دی کہ اگر یہ شخص باقی دو شخصوں کو دیت کی دو تہائیاں ادا کردے سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے پھر آپ نے ارشاد کیا کہ علی کے فیصلہ کے بغیر ہمیں اس کا اور کوئی فیصلہ معلوم نہیں ہوتا۔

تنبیہ: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جناب امیر علیہ السلام الصلوۃ فقہ میں اکابر صحابہ کے مرجع تھے اور سب صحابی جناب امیر علیہ السلام کو عالم بالسنۃ مانتے تھے۔ از انجملہ صحابہ کرام کے بعض اقوال جو جناب امیر علیہ السلام کی تفقہ کی نسبت روایت ہوئے ہیں مع آپ کے بعض فیصلہ جات درج ذیل ہیں۔

(۱) عن عائشه رضی الله تعالی عنها قالت من افتاکم بیوم عاشوراء قالو اعلی قالت اما انه اعلم بالسنته (اخرجه ابو عمر) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ عاشورہ کے دن روزہ کی نسبت تم کو کس نے فتوی دے دیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت صدیقہ نے فرمایا وہ سنت نبوی کو بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔

(۲) سئل شریح ابن هانی عن عائشته ام المومنین عن مسح الخفین فقالت ائت علیا فاسئله (اخرجه مسلم و ابن عبدالبر فی الاستیعاب) شریح بن ہانی نے جناب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی سے موزہ کے مسح کی نسبت سوال کیا جناب صدیقہ نے فرمایا جناب علی علیہ السلام سے پوچھو۔

(۳) عن عبدالرحمن بن اذینته العبدی عن ابیه اذینته بن مسلمته العبدی قال اتیت عمر بن الخطاب فقلت من این اعتمر فقال ائت علیا فاساله (استیعاب) عبدالرحمٰن بن اذینۃ العبدی اپنے والد اذینۃ بن مسلمۃ العبدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمر رضی

اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں حضرت عمر نے مجھے کہا جناب علی علیہ السلام سے جا کر پوچھ۔

(۴) عن سعید بن المسیب قال کان عمر رضی الله تعالی عنه یتعوذ بالله من معضلة لیس لها ابو الحسن (اخرجه احمد) سعید بن میسّب کہتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ تعالی عنہ خدا کی طرف سے پناہ مانگتے تھے اس مشکل امر سے جس میں جناب ابوالحسن نہ ہوں۔

(۵) عن یحیی بن عقیل قال کان عمر رضی الله تعالی عنه یقول لعلی اذا ساله ففرج عنه لا ابقانی الله بعدک یا علی (اخرجه الجحندی) یحییٰ بن عقیل کہتے ہیں کہ جب جناب عمر رضی اللہ تعالی عنہ حضرت علی علیہ الصلوۃ والسلام سے کچھ پوچھا کرتے اور ان کے جواب میں خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ نہ رکھے۔

(۶) عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی قال لایفتین احد فی المسجد و علی حاضر (استیعاب) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد میں ہوتے ہوں تو کوئی شخص فتوی نہ بیان کرے۔

(۷) عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال خطبنا عمر رضی الله تعالی عنه فقال اقضانا علی (اخرجه السلفی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ہم کو خط سنایا اور اس میں کہا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔

(۸) قیل لعمر بن الخطاب لو اخذت حلی الکعبته فجهزت به جیوش المسلمین و ما تصنع الکعبته بالحلی فهم بذلک عمر فسال علیا فقال ان القران انزل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و الاموال اربعتة اموال المسلمین فقسمها بین الورثته و ذوی الفرائض و الفی فقسمه علی مستحقیه و الخمس فوضعه الله حیث وضعه. و الصدقات فجعلها حیث جعلها و کان حلی الکعبته یومئذ فترکه علی حاله و لم یترک نسیانا فاقره حیث اقره الله و رسول فقال له عمر لولاک لا فتصنحانا

(ربیع الابرار فی الباب الخامس و السبعین) عمر بن الخطاب سے کہا گیا کہ اگر کعبہ کے زیورات کو آپ لے کر مسلمانوں کے لشکر میں صرف کر دیں تو یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر سے اسکی نسبت استفسار کیا جناب امیر نے ارشاد کیا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جس کو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور ایک جرمانہ ہے اس کو اس کے مستحقوں پر بانٹا ہے اور ایک مال خمس ہے وہ خدا نے جن کو دینا تھا دیا اور ایک زکوۃ ہے وہ بھی جن کا حق تھا ان کے دینے کا حکم دیا پس ان دونوں میں بھی کعبہ کا زیور موجود تھا خدا نے اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اس کو خدا نے بھول کر نہیں چھوڑا پس تم بھی اسے اسی طرح پر رہنے دو جس طرح پر کہ خدا نے اور خدا کے رسول نے اسے رہنے دیا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی۔

(۹) عن ابی سعید الحذری قال حججنا مع عمر بن الخطاب دخل الطواف استقبل الحجر فقال انی لا علم انک حجر لا تضرو لا تنفع و لو لا امر نا رسول الله صلی الله علیه وسلم ما قبلتک ثم قبلته فقال له علی انه یضرو ینفع قال بم علمت ذاک قال بکتاب الله قال الله تبارک و تعالیٰ و اذا اخذ ربک من بنی ادم من ظهورهم الخ لما خلق الله ادم مسح علی ظهره فقر وابه انه الرب و انهم العباد و اخذ الله عهود هم و مواثیقهم و کتاب ذالک فی رق و کان لهذا الحجر عینان و لسان فقال افتح ففتح فاه فالقمه ذلک الرق فقال اشهد بمن و افاک بالموافاة یوم القیامته و اشهد انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یوتی یوم القیمته بالحجر الاسود لسان ذلق یشهد لمن لیستلمه بالتوحید فهو یا امیر المومنین یضرو ینفع فقال عمر اعوذ بالله من ان اعیش فی قوم لست فیهم یا اباالحسن (اخرجه الحجندی فی فضائل المکته و ابوالحسن الفطانی فی الطولات و الحاکم فی

المستدرک و البیھقی فی شعب الایمان) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے کو گئے جب جناب عمر طواف کرنے لگے اور حجر الاسود کے سامنے بوسے کے لیے کھڑے ہوئے تو کہنے لگے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ نقصان دے سکتا ہے کہ نہ نفع پہنچا سکتا ہے اگر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہ دیتے تو میں تجھے نہ چومتا۔ پھر حضرت عمر نے اس کو بوسہ دیا جناب علی علیہ السلام نے فرمایا یہ نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا یہ بات آپ کہاں سے کہتے ہیں جناب علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی کتاب سے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب تیرے رب نے بنی آدم سے ان کی پشتوں میں عہد لیا الخ پس جب خدائے پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا پھر ارواح نے اقرار کیا کہ وہ ہمارا رب ہے

اور ہم اس کے بندے ہیں اور خدا نے ان سے عہد و میثاق لے کر ایک ورق پر لکھا اور اس پتھر کی زبان اور آنکھیں تھیں پس خدا نے فرمایا اپنے منہ کو کھول اس نے منہ کو کھول دیا اور اس ورق کو نگل لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو قیامت کے دن اس کی گواہی دیجیو جو تجھ سے عہد پورا کرنے کی وجہ سے ملی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن حجر الاسود آئے گا اور اس کی زبان نہایت تیز ہوگی گواہی دے گا اس شخص کی جو توحید کے ساتھ اس کو چومے گا۔ پس اے امیر المومنین یہ نقصان اور نفع دے سکتا ہے۔ جناب عمر نے فرمایا خدا کی طرف پناہ لے جاتا ہوں کہ میں زندہ رہوں ایسی قوم میں کہ جس میں اے ابوالحسن آپ نہ ہوں۔

(۱۰) و قال ابو القاسم محمود بن عمر الز مخشری مرفوعا الی الحسن ان عمر بن الخطاب اتی بامراۃ مجنونتہ قدزنت فارا دان یرجمھا فقال لہ علی یا امیر المومنین اما سمعت ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال و ما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلاث عن المجنون حتی یبراء و عن الغلام حتی

یدرک و عن النائم حتی یستقیظ فخلی عمر سبیلها ابوالقاسم محمود الزمخشری بصری کی طرف مرفوع کر کے لکھتے ہیں کہ لوگ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت حاملہ کو لائے اس نے زنا کیا تھا۔ جناب عمر نے اس کے رجم کا قصد کیا حضرت علی نے ان سے کہا اے امیر المومنین آپ کو نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہا کیا فرمایا ہے جناب امیر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے مجنون سے جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے اور لڑکے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور سوئے ہوئے سے جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے۔ پس جناب عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

(۱۱) عن ابی حزن بن ابی الاسود ان عمر اراد رجم المراۃ التی و الدت بسته اشهر فقال علی ان اللہ تعالی یقول وحمله و فصاله ثلاثون شهرا و قال اللہ تعالی و فصاله فی عامین فالحمل سته اشهر و الفصال فی عامین فترک عمر رجمها و قال لولا علی لهلک عمر (اخرجه ابن السمان و الخلعی و محب الطبری فی الریاض النضرہ) ابی حزن بن ابی الاسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے ایک عورت کے رجم کا ارادہ کیا جو نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنی تھی پس جناب علی نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بچہ کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں کے بعد ہے اور دوسری جگہ خدا فرماتا ہے کہ بچے کا دودھ چھڑانا دو برس کے بعد ہے۔ پس حمل کی مدت چھ مہینے ہوئی۔ اور دودھ چھوڑانے کی دو برس پس عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رجم کرنے کو چھوڑ دیا۔ اور کہا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

(۱۲) عن علی قال لما کان ولایته عمر رضی اللہ عنه اتی بامراۃ حامل فسالها عمر بن الخطاب فاعترفت بالفجور فامر بها عمر ان ترجم فلیقها علی بن ابی طالب فقال امرت بها ان ترجم فقال نعم اعتراف عندی بالفجور و قال هذا سلطانک علیها فما سلطانک علی ما فی بطنها ثم قال علی فلعلک انتهرتها و اخفتها فقال قد کان ذالک قال او ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لا حد علی معترف

بعد بلاء انه من قيدت او تهددت فلا اقرار له فخلی عمر سبيلها ثم قال عجزت النساء ان تلدن مثل علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمر نے اس سے پوچھا اس عورت نے اپنے زنا کا اقرار کیا۔ حضرت عمر نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ راہ میں اسے جناب علی نے دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا حضرت عمر نے کہا ہاں اس نے میرے پاس اپنے فجور کا اعتراف کیا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اس پر تو تمہارا یہ حکم اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اس پر تمہارا کیا حکم ہے۔ پھر جناب علی نے فرمایا شاید تم نے اس کو جھڑکا اور دھمکایا ہوگا۔ حضرت عمر نے کہا ہاں میں نے دھمکایا تھا حضرت علی نے کہا شائد آپ نہیں جانتے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد تشدد کے اعتراف کرنے والے پر حد نہیں ہے۔ جس کو کہ آپ نے قید کیا اور دھمکایا پس اس کا اقرار نہیں۔ پس حضرت عمر نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ عورتیں علی بن ابی طالب جیسے کے جننے میں عاجز ہیں۔

(۱۳) عن ابن المسروق ان عمر اتی بامرة قد نکحت فی عدتها نفرق بينهما وجعل مهرها فی بيت المال و قال لا يجتمعان ابدا فبلغ علی قال ان كان جهلا فلها المهر بما استحل من فرجها و يفرق بينهما و اذا انقفت عدتها فهو خاطب من الخطاب فخطب عمر فقال ردو الجهاء لات الی السنته فرجع الی قول علی (اخرجه احمد) ابن مسروق کہتے ہیں کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لائے جس نے اپنی عدت میں نکاح کیا تھا۔ پس حضرت عمر نے اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم دیا اور اس کے مہر کو بیت المال میں جمع کرلیا۔ اور کہا کہ یہ میاں بیوی ہرگز کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔ یہ بات حضرت علی کے پاس پہنچی آپ نے فرمایا کہ اگر نکاح جہل کی رو سے ہوا ہے تو اس عورت کو بدلے اس حظ کے کہ اس کے فرج سے اس مرد کو حاصل ہوا ہے مہر دلانا چاہیے اور جب عدت پوری ہو جائے تو یہ مرد اس کے ساتھ نکاح کرے پس حضرت عمر نے اس کا نکاح کر دیا اور کہا جہالتوں کو سنت

کی طرف رد کرو پس حضرت عمر نے جناب علی کے قول کی طرف رجوع کیا۔

(۱۴) عن جعفر الصادق قال اتی عمر بن الخطاب بامراۃ قد تعلقت برجل من الانصار و کانت تهواه و لم تقدر علیه فاحتالت فذهب و اخذت البیض و اخرجت منها الصفرة و صبت البیاض علی اثوابها و بین فخذیها ثم حملته الی عمر فقالت یا امیر المومنین ان هذا الرجل اخذنی فی موضع کذا و فضحنی فهم عمر ان یعاقبه و کان علی جالسا عنده فجعل الانصاری یحلف بالله انها تکذب علی و یقول یا امیر المومنین لا تجعل فی امر تبین لک براۃ ذمتی فقال عمر بعلی ما تری فی امرها فقال علی نظرت الی البیاض علی ثوب المراۃ فاتهمها ان تکون احتالت بذلک فقال ایتونی بماء حار قد غلی غلیانا شدیدا ففعلو فصبو اعلی موضع الثیاب من ثواب المراۃ فاستوے ذلک البیاض حتی صار مثل بیاض البیض المشوی ثم شمه فاذا هوا بیاض البیض فاقبل علی المراۃ فهددها حتی اقرت بذلک و دفع الله العقوبته عن الانصاری ببرکته علی بن ابی طالب (نقله نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السنبلائے المرندی فی مناقب الاصحابه) جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اس سے اس انصاری کا وصال میسر نہیں ہوتا تھا ایک روز اس نے ایک حیلہ بنایا اور ایک انڈے کو توڑ کر زردی کو پھینک دیا اور اس کی سفیدی کو اپنے کپڑے اور جھنگاسوں پر چھڑک کر حضرت عمر سے آ کر کہا یا امیر المومنین مجھے اس انصاری نے فلاں مقام پر رسوا کیا ہے حضرت عمر اس انصاری کو سزا دینے پر آمادہ ہو گئے۔ جناب مرتضی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انصاری خدا کی قسم کھا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بکتی ہے۔ اے امیر المومنین آپ میری بات میں جلدی نہ کریں۔ آپ کو میری بے گناہی ثابت ہو جائے گی۔ حضرت عمر نے جناب مرتضی سے کہا آپ اس عورت کے بارے میں کیا خیال کرتے ہیں جناب مرتضی نے ارشاد کیا میں نے اس عورت کے کپڑوں پر سفیدی کو دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ

اس نے مکر گانٹھا ہے۔ تم میرے پاس کھولتا ہوا پانی لاؤ۔ جب لوگ پانی اٹھالائے آپ نے اس عورت کے کپڑے کے دھبے پر ڈلوایا کپڑے سے انڈے کی سفیدی پھول کر اٹھ آئی اور آپ نے اسے سونگھا تو اس میں سے انڈے کی بو آنے لگی آپ نے اس عورت کو دھمکایا اس نے اقرار کیا کہ میں نے مکر گانٹھا تھا۔ خدائے تبارک نے برکت جناب امیر علیہ السلام کی برکت سے اس انصاری سے اس عقوبت کو دفع کیا۔

(۱۵) قبل ان رجلین اتیا امراۃ من قریش فاستو دعا ھا مائته دینا ر و قالا لا تد فعینھا الی احد منا دون صاحبه فلبثا حولا ثم جاء احدھما الیھا و قال ان صاحبی قدمات فادفع الی الدینار فد فعتھا الیه ثم لبثت حولا اخرا فجاء الأخر فقال ادفعی الی الدینار فقالت ان صاحبک جاء نی و زعم انک قد مت فد فعتھا الیه فاختصما الی عمر ان یقضی علیھما و دفع الی علی بن ابی طالب و عرف علی انھما قد مکرا بھا فقال الیس قلتما لا تد فعیھا الی واحد منادون صاحبه قال بلی قال فان مالک عندنا فاذھب فجئی بصاحبک حتی ند فعھا الیک (اخرجه الخوارزمی) روایت ہے کہ دو آدمی قریش کی ایک عورت کے پاس سو دینار امانت رکھ گئے اور کہہ گئے کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو کسی ایک کو یہ امانت نہ دیجیو۔ اس پر ایک سال گذر گیا ان میں سے ایک نے آکر بیان کیا میرا دوست مر گیا وہ سو دینار مجھے دیدے۔ اس عورت نے اس کو دے دیے۔ اس کے بعد پھر ایک سال گذرا وہ دوسرا آکر کہنے لگا وہ سو دینار مجھے دے دے اس عورت نے جواب دیا تیرا دوست میرے پاس آیا تھا اس کا خیال تھا کہ تو مر گیا ہے مجھ سے امانت لے گیا ہے۔ اس نے کہا کیا ہمارا یہ وعدہ نہیں تھا کہ جب تک اکٹھے ہم دونوں نہ آئیں تو امانت اکیلے کسی ایک کو نہ دیجیو پس اس عورت اور مرد میں جھگڑا شروع ہوا اور وہ دونوں جناب عمر کے پاس فیصلہ کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت عمر نے ان کو جناب علی کی خدمت میں بھیج دیا جناب مرتضی فوراً سمجھ گئے کہ ان دونوں آدمیوں نے اس عورت سے مکر کیا ہے اس آدمی سے فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا

تھا کہ جب ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو تو اکیلے کسی کو امانت واپس نہ دینا۔ تیرا مال ہمارے پاس موجود ہے اپنے دوست کو لے آ ہم تجھے دے دیں گے۔

(۱۶) عن قیل ان سبعته انفس خرجوا من الکوفته مسافرین فغابوا مدة ثم عادوا ففقد منهم واحد فجاءت امراته الی علی فقالت یا امیر المومنین ان زوجی مسافر هو و جماعته و قد عاد دونه فاتیتهم و سالتهم عنه فلم یخبرونی بحالته و قد اتهتهم بقتله و اسالک باحضارهم و استکشاف حالهم فاحضرهم و فرقهم و اقام کل واحد منهم الی ساریته من سواری المسجد و کل به رجلا یمنع ان یقرب منه احد لیحادثه ثم استدعا واحد افحدثه و ساله عن حال الرجل فانکر فلما انکر رفع علی صوته بالتکبیر و قال الله اکبر فلما سمع الیاقوت صورت علی مرتفعا بالتکبیر اعتقدو ان رفیقهم قدا قرء و حکم لعلی صورة الحال ثم استدعاهم واحدا واحد فاقروا بقتله بناء علی ان صاحبهم قد اخبر علیا بما فعلوه فلما اقروا بذلک قال الاول یا امیر المومنین هولاء قد اقرواء و ما انا اقررت بذلک قاله هو لاء رفقائک قد شهدت و اعلیک فما ینفیک انکارک بعد شهادتهم فاعترف انه شارکهم فی امر قتله فلما تکمل اعترافهم بقتله اقام علیهم حکم الله تعالی (مطالب السئول لطلحتہ الشافعی) روایت ہے کہ سات آدمی کوفہ سے سفر کو گئے اور ایک مدت تک غائب رہے پھر جب لوٹ کر آئے ایک ان میں سے مفقود ہو گیا۔ اس کی زوجہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگے یا امیر المومنین میرا خاوند ایک جماعت کے ساتھ سفر کو گیا تھا وہ لوگ سفر سے لوٹ آئے ہیں اور وہ نہیں آیا۔ میں نے ان سے اس کا حال پوچھا تھا وہ اس کا حال کچھ نہیں بیان کرتے اور میں ان پر قتل کا دعوی رکھتی ہوں۔ اور آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ ان کے احضار کا حکم نافذ فرمائیں اور ان سے انکشاف حال کریں۔ جناب امیر نے ان کو بلایا اور ہر ایک کو ان میں سے جدا جدا مسجد کے گوشوں میں بٹھا دیا اور ایک ایک آدمی کا پہرا ان پر مقرر کیا تا کہ ان سے کوئی ملنے نہ پائے اور

بات نہ کرے پھر ایک آدمی کو ان میں سے بلا کر اس آدمی سے حال پوچھا اس کے انکار پر جناب امیر المومنین نے تکبیر بلند کی۔ جب دوسرے لوگوں نے جناب امیر کی آواز کو سنا تو ان کو گمان پیدا ہوا کہ ان کے رفیق نے اقرار کرلیا ہے اور جناب امیر سے صورت حال کو بیان کر دیا پھر ہر ایک کو ان میں سے علیحدہ علیحدہ بلایا انہوں نے اس بنا پر اس کے قتل کا اقرار کیا کہ ان رفیق نے جناب امیر سے ان کا فعل بیان کر دیا ہے جب ان لوگوں نے اس کا اقرار کیا پہلا شخص کہنے لگا اے امیر المومنین ان لوگوں نے اس کا اقرار کیا ہے میں نے تو اقرار نہیں کیا جناب امیر نے فرمایا یہ لوگ تیرے رفیق ہیں تجھ پر گواہی دیتے ہیں ان کے شہادت کے بعد تیرا انکار تجھے نفع نہیں بخشتا پس اس نے بھی ان کے شریک ہونے کا اقرار کیا جب ان کا اعتراف اس شخص کے قتل کی نسبت کامل ہو گیا تو جناب امیر علیہ السلام نے اللہ کا حکم ان پر جاری کر دیا۔

(۱۷) عن محمد بن یحیی بن حبان ان حبان منقد کان تحته امرائتان هاشمیه و الانصاریه فطلق الانصاریته ثم مات علی راس الحول فقالت لم تنقص عدتی فارتفعوا الی عثمان رضی الله عنه فقال هذا الیس لی به علم فارتفعوا الی علی فقال علی اتحلفین عند منبر النبی صلی الله علیه وسلم انک تحض ثلاث حیضا و لک المیراث فخلت فاشرکت فی المیراث (اخرجه بن الحرب ابطائی) محمد بن یحیٰ بن حبان کہتے ہیں کہ حبان کی دو جورویں تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ اس نے انصاریہ کو طلاق دے دی تھی پھر اسی برس میں حبان مر گیا انصاریہ کہنے لگی میری عدت ابھی تک پوری نہیں ہوئی پس اس کا مرافعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے حضرت عثمان نے کہا مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں۔ وہ مرافعہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ جناب علی نے اس انصاریہ سے فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اٹھا لے کہ تجھے تین حیض نہیں گذرے تو تجھے میراث میں شریک کیا جائے گا۔ پس اس انصاریہ نے حلف اٹھا لیا اور وہ میراث میں شریک کی گئی۔

(۱۸) کتب خالد بن الولید الی ابی بکر الصدیق انی اخذت رجلا بوطاء کما یوطا

المراۃ فاستشار ابوبکر اصحابه فقال بعضهم یقتل و قال بعضهم یرجم فقال لعلی ان العرب یاتف من المثلته فما تری فیه فقال اری ان تحرقه فاحرقوه (نقله نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد الحسین السیتلانی المرندی فی مناقب الاصحاب)
جناب خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف لکھ بھیجا کہ یہاں ایک مرد ہے جو عورت کی طرح فعل کرتا ہے جناب ابوبکر نے صحابہ سے مشورہ کیا بعض نے کہا اس کو قتل کر دینا چاہئے بعض نے کہا اسے سنگسار کیا جائے حضرت ابوبکر نے جناب امیر سے کہا کہ عرب کے لوگ مثلہ کرنے کو بہت برا جانتے ہیں آپ کی اس میں کیا رائے ہے جناب امیر نے فرمایا اسے آگ کے اندر دھکیلنا چاہیے پس وہ آگ میں ڈالا گیا۔

(۱۹) عن زر بن حبیش قال جلس رجلان یتغذیان مع احد هما خمسته ارغفته و مع الاخر ثلثه ارغفته فلما وضع الغذاء بین ایدیهما مربهما رجل فسلم فقالا الغذاء فجلس و اکل معهما فاستو فوا فی اکلهم الا رغفه الثمانیته فقام الرجل و طرح الیهما ثمانیته درهم و قال لهما خذوا خذوا هذا عوضا مما اکلت من طعا مکما فتنازعا و قال صاحب الا رغفته الخمسئه لی خمسته دراهم و لک ثلاثته دراهم و قال صاحب الا رغفته الثلاثته لا ارضی لا ان تکون الدراهم بیننا نصفین فار تفعا الی امیر المومنین علی بن ابی طالب فقضا علیه قصتها فقال لصاحب الا رغفته الثلاثته قد عرض لک صاحب ما عرض و خبزه اکثر من خبزک فارض بالثلاثته قال لا والله لا رضیت الا بمرا الحق فقال له لیس لک فی مرالحق الا درهم فقال له عرض علیک صاحبک صلحا فقلت لا ارض الا بمرالحق و لا یحب لک فی مرالحق والا واحد فقال الرجل غرضنی الوجه فی مرالحق حتی اقبله فقال علی الیس الثمانیته الا رغفته الا اربعته و عشرون ثلثا و انتم ثلاثته انفس و الا یعلم اکثر منکم کلا و لا اقل فتحملون فی اکلکم علی السواء فاکلت انت ثمانیه ثلاث و انما لک

تسعته و اکل صاحبک ثمانیه وله خمسته عشرا ثلاث اکل منها ثمانیتو بقی له سبعته اکل صاحب الدراهم و اکل لک واحدا من تسعته فلک واحد ایواحد وله سبعته لسبعته فقال رضیت الاٰن یا علی (الا ستیعاب فی معرفته الاصحاب للعلامته بن عبدالبر) زر بن جیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آ گیا ان دونوں نے اسے شرکت طعام کے لیے کہا وہ بھی ان کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا وہ تینوں آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو آٹھ درہم دے کر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے کھانے سے کھایا ہے۔ پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ مجھے پانچ درہم ملنے چاہئیں اور تجھے تین اور تین روٹیوں والے نے کہا جب تک درہم نصفا نصف نہ ہوں میں راضی نہیں ہوں گا۔ تصفیہ کے لیے دونوں جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیر نے تین روٹیوں والے سے کہا جب تک کہ میرا حق مجھے نہ معلوم ہو جائے میں راضی نہیں ہوں گا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درھم سے زیادہ نہیں ہے۔ تیرا دوست صلح کے درسے جو کچھ تجھے دیتا ہے دیتا ہے اور تو کہتا ہے کہ جب تک مجھے میرا حق نہ معلوم ہو جائے میں راضی نہیں ہوں گا۔ تیرا حق تو انصاف سے ایک درھم ہے۔ اس نے کہا یا امیر مجھے اس کی وجہ بیان فرمایے تا کہ میں قبول کروں جناب امیر نے فرمایا کہ آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہیں اور تم تین آدمی کھانے والے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانے والا تھا اور کون کم اس لیے احتمال کیا جاتا ہے کہ پس تم تینوں نے برابر کھایا ہے۔ پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائی اور تیری تین روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں۔ اور دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں اور اس نے سات تہائیاں کھائیں اور اس کی سات تہائیاں باقی رہیں جو درہم والے نے کھائیں اور تیرے نو تہائیوں میں سے ایک تہائی کھائی پس تیری ایک روٹی کے ٹکڑے کے بدلے ایک درہم ہے اور اس کے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم لینے کے لیے راضی

ہوں۔

(۲۰) قال سعید بن منصور فی سننه باسناده سمعت علیا یقول الحمد الله الذی جعل عدونا یسالنا عما نزل به من امر دینه ان معاویته کتب الی یسالنی عن خنثی المشکل فکتبت الیه ان یورثه من قبل مباله (تاریخ الخلفاء) سعید بن منصور اپنی سنن میں باسنادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے ہمارے دشمن کو ایسا کر دیا کہ جب اس پر امور دینیہ میں سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہے تو وہ ہم سے پوچھتا ہے۔ معاویہ نے مجھے لکھ کر خنثے مشکل کا مسئلہ پوچھا میں نے اس کو جواب میں لکھا ہے کہ اس کے بول کے مقام سے میراث ملے گی یعنی اگر عورت کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل عورت کے میراث پائے گا اور اگر مرد کی طرح پیشاب کرتا ہے تو مثل مرد کے میراث پائے گا۔

(۲۱) تنازعت امراتان فی ایام عمر فی ولد کل واحدة منهما تدعی ابنها فاشکل علی عمر فارسل الی علی فقال علی بنجاء حاذق و منشار جید یقطع الولد فیجعل الولد بینکما نصفین فصاحت ام الصبی و قالت ادفع کل الوالد الیها و قالت الا جنبیته اقطع الولد فاخذ علی الولد فادفع الی الام التی صاحت و قال للاجنیته علمت انها ام الصبی و فی روایته ولدتا فی لیلته واحدة فجائت ابن واحدة منهما فکل واحدة منهما تدعی الی الحی لها (نقله ابوبکر نجم الدین محمد بن الحسین السیتلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب عمر کے زمانہ میں ایک لڑکے کی نسبت دو عورتوں میں جھگڑا ہوا ہر ایک ان میں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھیں۔ حضرت عمر کو ان کے فیصلے میں دشواری پیش آئی ان دونوں کو حضرت امیر کی خدمت میں فیصلہ کے لیے بھیج دیا جناب امیر نے فرمایا میرے پاس ایک کاریگر بڑھئی کو لاؤ تا کہ میں اس لڑکے کو دو برابر حصوں میں کاٹ کر لڑکے کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دے دیا جائے لڑکے کی ماں چلانے لگی آپ سالم لڑکا اس عورت کو دے دیں دوسری عورت اجنبیہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائے جناب امیر نے اس

لڑکے کو اٹھا کر اس کی ماں کو دے دیا۔ دوسری روایت میں ہے ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا لڑکا مر گیا اس زندہ لڑکے کے واسطے تنازعہ ہوا۔

(۲۲) روی ان رجلا تزوج بخنثی و لها فرج کفرج النساء و فرج کفرج الرجال و اصدقها جاریته کانت له و دخل بالخنثی و اصابها منه و جاء ت بولد ثم ان الخنثی و طئت الجاریته التی اصدقها لها الرجل فحملت منه الجاریته بولد فاشتهرت قصتهما و رفع امر ها الی امیر المومنین علی بن ابی طالب فسئل عن حال الخنثی فاخبر انها تحیض و تطاء و توطاء و تمنی من الجانبین و قد حبلت و احبلت فصار الناس متحری الا فهام فی جوابها و کیف السبیل الی فضائها و فصل خطا بها فاستدعی علی غلامیه و امر ها ان یذ هبا الی الخنثی و یعدا اضلا عیها من الجانبین ان کانت متساویته فهی امراة و ان کان الا یسر انقص من الا یمن بضلع واحد فهو الرجل فجاء واخبراه بذلک و شهد اعنده فحکم علی الخنثی بانها رجل و فرق بینها و بین زوجها و دلیل علی ذلک ان الله تعالی خلق ادم علیه السلام و حیدا فارا دسبحانه و تعالی احسانه الیه و لخفی حکمته فیه ان یجعل له زوجا من جنسه لیسکن کل واحد منهما الی صاحبه فلما نام ادم خلق الله عزوجل من ضلعته القصری من جانبه الا یسری حواء فانتبه فوجد ها جالسته الی جانبه کاحسن ما یکون من الصور فذلک صار الرجل ناقصا من جنبه الا یسر عن المراة و المراة کاملته الاضلاع من الجانبین و الاضلاع الکاملته اربعته و عشرون ضلعا هذا فی المراة فاما الرجل ثلاثته و عشرون ضلعا اثنا عشر فی الا یمن واحد عشرفی الایسر و باعتبار هذه الحالته قیل للمرلة ضلع اعوج (فصول المهمه و نوراه الابصار و مطالب السئول لطلحته الشافعی) روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مخنث کے ساتھ عقد کیا اور اس مخنث کے دو عضو مخصوص تھے ایک مثل عورت کے اور ایک مثل مرد کے اور اس کے مہر میں ایک لونڈی دی پھر اس مخنث نے

اس لونڈی کے ساتھ صحبت کی جس کو اس مرد نے اس کے مہر میں دیا تھا۔ پس اس لونڈی کو بھی حمل ہو گیا اور اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ یہ خبر مشہور ہوئی اور حضرت امیر سے بھی لوگوں نے بیان کیا۔ آپ نے مخنث کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ مثل عورتوں کے اس کو حیض بھی آتا ہے اور مرد اس سے صحبت کرتا ہے تو اس کے دونوں مقاموں سے منی نکلتی ہے اور خود بھی حاملہ ہوتا ہے اور اس سے عورت بھی حاملہ ہوتی ہے پس لوگ نہایت حیران ہوئے کہ اس کے حکم کا کیا طریقہ ہوگا۔ آیا یہ مردوں میں سے شمار کیا جائے گا یا عورتوں میں۔ پس جناب امیر نے اپنے دو غلاموں کو طلب فرمایا اور حکم کیا کہ اس مخنث کے پاس جائیں اور اس کے دونوں طرف کی پسلیوں کو شمار کریں اگر برابر ہوں تو عورت ہے اور اگر بائیں پسلی ایک تعداد میں داہنی طرف سے کم ہو تو وہ مرد ہے چنانچہ دونوں غلام اس مخنث کے پاس گئے اور اس کی دونوں طرف کی پسلیوں کو شمار کیا پس بائیں طرف کی ایک پسلی کو داہنی طرف کی پسلیوں سے شمار میں کم پایا اور آپ کے پاس آکر اس کی خبر دی اور اس بات پر دونوں نے گواہی دی کہ جناب امیر نے حکم دیا کہ وہ مخنث مرد ہے اور اس کو اس کے شوہر سے علیحدہ کر دیا دلیل اس بات کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو پیدا کیا تو اپنی حکمت کاملہ سے ارادہ فرمایا کہ ان کے واسطے انہیں کی جنس سے ایک زوجہ پیدا کرے تاکہ ایک کو دوسرے سے تسکین حاصل ہو پس جس وقت کہ حضرت آدم سو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی بائیں طرف کی ایک چھوٹی سی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا جب حضرت آدم بیدار ہوئے تو انہوں نے حضرت حوا کو اپنے پہلو میں بیٹھا ہوا پایا جو نہایت خوبصورت تھیں۔ پس اس سبب سے مرد کی بائیں طرف کی پسلی عورت سے کم ہوتی ہے اور عورت کی دونوں طرف کی پسلیاں پوری ہوتی ہیں۔ لیکن مرد کی تئیس پسلیاں ہوتی ہیں بارہ داہنی طرف اور گیارہ بائیں طرف اور اسی سبب سے عورت ٹیڑھی پسلی کہلائی جاتی ہے۔

(۲۴) قال ابن طلحته الشافعی فی مطالب السئول کان حد شارب الخمر اربعین سوطا اقامه ابوبکر کذلک فی ولایته ثم اقامه علی صدرا فی ولایته فلما انهمک

الناس فی شربها و استحقروا ضرب الا ربعین شاور عمرا اصحابه فی ذلک فقال علی نروه اذا شرب سکر و اذا سکر هذا و اذا هذا افتری و علی المفتری ثمانون فبلغوا به حد المفتری فاخذ عمر هذا القول من علی ابن طلحہ شافعی علیہ الرحمۃ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ شراب نوش کی حد چالیس کوڑے تھی جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو اسی طرح سے قائم رکھا پھر حضرت عمر نے بھی اپنی ابتداء خلافت میں اسی کو قائم رکھا جب لوگ شرب خمر میں زیادہ منہمک ہونے لگے اور چالیس کوڑوں کو حقیر جاننے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس امر میں صحابہ سے مشورت کی جناب علی علیہ السلام نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب مست ہو جاتا ہے تو ہذیان بکتا ہے پس جب اس نے ہذیان بکا تو جھوٹ کہا اور جھوٹ بولنے والے کی سزا اسی کوڑے ہیں پس اس کو مفتری یعنی جھوٹے کی سزا دینا چاہیے۔ حضرت عمر نے اس قول کو جناب علی سے اخذ کر لیا۔

(۳۴) عن محمد بن الزبیر قال دخلت مسجدمشق فاذا انا بشیخ قد التوت ترقوتاه من الکبر فقلت یا شیخ من ادرکت من الصحابته قال عمر رضی الله عنه قلت فما غزوت قال الیرموک قلت حدثنی بشئی سمعته قال خرجت مع فتیته حجاجا فاصبنا بیض نعام وقد احرمنا فلما قضینا نسکنا ذکرنا ذالک لامیر المومنین عمر فاد برو قال اتبعونی حتی انتهی الی حجر رسول الله صلی الله علیه وسلم فضرب فاجابت منها امرائة فقال اثم ابو الحسن قالت لا فمر فی للقثات فاد بر وقال اتبعونی حتی انتهی الیه و هو یسوی التراب بیده فقال مرحبا یا امیر المومنین فقال ان هولاء اصابو ببیض نعام و هم محرمون قال الا ارسلت الی قال انا احق باتیانک قال یضربون الفحل قلائص ابکارا بعدد البیض فما نتج منهما اهد وه قال عمر فان الا بل تخدج قال والبیض یمرض فلما ادبر قال عمر اللهم لا تنزل بی شدیدة الا و ابو الحسن الی جنبی (اخرجه ابن البخری نقله محب الطبری فی

الرياض النضرة فی فضائل العشرة) محمد بن زبیر سے روایت ہے کہ میں مسجد دمشق میں گیا اور ایک بوڑھے کو دیکھا کہ جس کی گردن کی ہنسلی بڑھاپے کی وجہ سے اٹھی ہوئی تھی میں نے کہا یا شیخ تو نے صحابہ میں سے کس کو دیکھا ہے وہ کہنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے کہا تو کس غزوہ میں شریک ہوا ہے وہ بولا غزوہ یرموک میں۔ میں نے کہا مجھے کوئی بات سنا کہ تو نے سنی ہو۔ کہنے لگا میں چند نوجوانوں کے ساتھ حج کو گیا اور ہم نے شتر مرغ کے انڈے کھا لیے حالانکہ ہم نے احرام باندھا ہوا تھا جب ہم اپنے وظائف حج کو پورا کر چکے جناب امیر المومنین عمر سے اس کا ذکر کیا۔ جناب عمر وہاں سے اٹھے اور فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی طرف تشریف لے گئے اور ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا ایک بی بی نے جواب دیا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا جناب ابوالحسن گھر میں تشریف رکھتے ہیں۔ اس بی بی نے جواب دیا نہیں۔ پس جناب عمر ککریوں کی کیاری کی طرف تشریف لے گئے اور ہمیں فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ جناب امیر علی علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے وہ اپنے ہاتھوں سے مٹی کو برابر کر رہے تھے اور جناب عمر کو دیکھ کر فرمایا مرحبا اے امیر المومنین جناب عمر نے کہا ان لوگوں نے بحالت احرام شتر مرغ کے انڈے کھائے ہیں آپ نے فرمایا مجھے کیوں نہ بلایا حضرت عمر بولے ہم ہی آپ کی خدمت میں آنے کے حقدار تھے فرمایا ان کو چاہیے تھا کہ انڈوں کی تعداد کے موافق نوجوان بکر اونٹنیوں کے ساتھ نر اونٹوں کو ملائیں جب ان سے بچے پیدا ہوں تو ان کی قربانی کریں جناب عمر نے کہا اونٹ نطفہ کبھی فاسد بھی ہو جاتا ہے پس تعداد کیونکر ٹھیک آئے گی جناب امیر المومنین علی نے فرمایا کبھی انڈا بھی گندہ ہو جاتا ہے جب جناب عمر وہاں سے لوٹے تو دعا کی اے پروردگار مجھ پر ایسی سختی نازل نہ فرما مگر کہ ابوالحسن میری داہنی طرف موجود ہوں۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الفرائض

(۱) عن عبدالله بن مسعود قال اعلم اهل المدينته بالفرائض علی بن ابی طالب

(اخرجه احمد و ابن عبدالبر فی استیعاب) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں میں علی بن ابی طالب سب سے زیادہ علم فرائض جاننے والے ہیں۔

(۲) عن مغیرة قال لیس احد منهم اقوی قولا فی الفرائض من علی و کان مغیرة صاحب الفرائض (استیعاب) مغیرہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے کوئی زیادہ قوی قول والا جناب علی سے نہیں اور مغیرہ خود صاحب فرائض تھے۔

(۳) قال محمد بن طلحته الشافعی فی مطالب السئول قیل ان امراة جاءت عند علی و قد خرج من داره لیرکب فترک رجله فی الرکاب فقالت یا امیر المومنین ان اخی قدمات و خلف ستمائته دینار و قد دفعوا الی ماله دینارا واحدا و اسالک انصافی و ایصال حقی الی فقال لها خلف اخوک بنتین فقالت نعم قال لهما الثلثان اربعمائته و قال خلف اما قالت نعم قال لها السدس مائته دینار و خلف زوجته قالت نعم قال لها الثمن خمس و سبعون و خلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لکل اَخ دینار ان ولک دینا فقد اخذت حقک فانصرفی ایک روایت ہے کہ ایک عورت حضرت امیر کے پاس آئی حضرت اس وقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو ہی رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں رکھا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مرا ہے مگر لوگوں نے مجھے ایک دینار دیا ہے میں آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں حضرت نے فی الفور جواب دیا تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی اس نے کہا ہاں فرمایا کہ دو ثلث یعنی چار سو دینار تو ان کے لیے ہوئے اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی جس کو سدس یعنی سو دینار پہنچے اور زوجہ بھی ہوگی پس زوجہ کو ثمن یعنی پچھتر دینا ملے حضرت نے پوچھا کیا تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا دو دو دینار بھائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے۔ جا لوٹ جا۔ یہ مسئلہ دیناریہ کے نام سے مشہور ہے اسی طرح سے ایک اور مسئلہ منبریہ کے نام سے مشہور ہے جس کو علامہ محمد بن طلحہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں۔

(۴) قیل انہ کان علی منبر الکوفتہ فقام الیہ رجل فقال یا امیر المومنین ان ابنتی قدمات زوجھا و لھا عن ترکتہ الثمن و قد اعطوھا التسع فاساء لک الانصاف منھم فقال خلف صھرک بنتین قال نعم و قال ابو اہ باقیان قال نعم قال صار ثمنھا تسعا فلا تطلب سواہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کوفے کے منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے اور اس کا ترکہ آٹھواں حصہ ہے اور میرے داماد کے وارث اس کو نواں حصہ دیتے ہیں میں آپ سے انصاف کا خواہاں ہوں۔ جناب امیر نے فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں چھوڑ کر مرا ہے اس نے کہا بجا ہے آپ نے فرمایا اس کے ماں باپ بھی زندہ ہیں اس نے تسلیم کیا آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نواں حصہ ہو گیا پس تو اس سے زیادہ مت طلب کر۔

(۵) عن جعفر الصادق قال لما ولی عمرو استوثقت لہ الامور بمولود لہ راسان و بطنان و اربعتہ ایدی و رجلان و قبل و دبر واحد فنظر الی شئی لم یر مثلہ قط نظر الی انسان اعلاہ اثنان و اسفلہ واحد فلم یدرک عمر کیف الحکم فیہ فارسل الی علی فجاء فنظر الیہ فقال انظروا اذا رقد ثم یصاح فان انتبہ الراسان جمعا فھو واحد و ان نبتہ الواحد و بقی الاخر فاثنان فقال عمر لا ابقانی اللہ بعدک یا ابا الحسن (نقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد الحسین السیتلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی خلافت کے وقت لوگ ایک لڑکے کو لائے جس کے دو سر اور دو پیٹ اور چار ہاتھ اور دو پاؤں اور ایک قبل اور ایک دبر تھی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا انسان کا بچہ دیکھا کہ ویسا کبھی نہیں دیکھا تھا سر سے ناف تک دو انسان تھے اور ناف سے نیچے ایک تھا حضرت عمر اس کو ورثہ دینے میں حیران ہو گئے کہ آیا اس کو ایک ورثہ دیا جائے یا دو وارثوں کا حقدار سمجھا جاوے۔ پس اس کو جناب امیر کی خدمت میں فیصلہ کے لئے بھیج دیا آپ نے دیکھ کر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم لوگ چلاؤ اگر اس کے دونوں سر ایک ہی

دفعہ ہلیں تو سمجھ لو کہ یہ لڑکا ایک ہی ہے اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لو کہ دو ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے ابوالحسن خدا مجھے تیرے بعد زندہ نہ رکھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم باصول الدین یعنی علم کلام

یہ علم جس کو علم الٰہی اور عقاید اور متاخرین کی اصطلاح میں علم کلام کہتے ہیں بعد تفسیر وحدیث کے اس کا مرتبہ نہایت عالی ہے کیونکہ اس میں توحید اور نبوت اور احوال معاد سے بحث ہوتی ہے اور قضا وقدر کے اسرار وغوامض بیان کیے جاتے ہیں اس کے نکات جس قدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبات میں موجود ہیں وہ کسی صحابی کے کلام میں نہیں۔ چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں (۱) کہ متکلمین کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منتہی ہوتے ہیں سب سے پہلا فرقہ جس نے سب سے پہلے اس علم میں شہرت پائی ہے معتزلہ کا ہے اس کا بانی واصل بن عطا ہے جس نے ابو ہاشم بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ سے تعلیم پائی ہے اور عبداللہ نے اس علم کو اپنے والد محمد بن حنفیہ سے سیکھا ہے۔ اور محمد بن حنفیہ کو جو کچھ فیضان حاصل ہوا ہے اپنے پدر بزرگوار جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام سے حاصل ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے معتزلہ کے بعد اس علم میں کمال حاصل کیا ہے وہ اشعریہ کہلاتا ہے جو امام ابوالحسن علی بن ابی بشر الاشعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے امام ابوالحسن اشعر امام ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں

---

(۱) امـا علم الاصول و قد جاء فی خطب امیر المومنین علی بن ابی طالب من اسرار التوحید و العدل و النبوة و القضاء و القدر و احوال المعاد مام بات فی کلام سائر الصحابة فجمیع فرق المتکلمین ینتهی اخو نسبتهم فی هذا العلم الیه اما المعتزلة فهم ینتسوب انفسهم الیه و الا سعریة فکلهم منتسبون الی الا سعرے و هو کلن تلمیذ الا علی الجبامے لمعتزے و هو منتسب اے امیر المومنین علی و اما السیعة فانتسابهم الیه طاهر و اما الخوارج فهم مع غایة بعد هم عنه کلهم تنتسبون الی اکابر هم و اولیک الا اکابر کانوا تلامذة علی غثبت ان جهور المتکلمین من مزق الاسلام کلهم تلامزة علی دار بغیر فی اصول الدین

جو مشائخ فرقہ معتزلہ میں سے تھے۔ پس یہ فرقہ بھی معتزلہ کی طرف منتہی ہوتا ہے جس کا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف اوپر ثابت ہو چکا ہے۔

متکلمین میں سے تیسرا فرقہ زیدکا ہے جو امامیہ کی شاخ ہے اور امامیہ کا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف ظاہر ہے۔

چوتھا گروہ متکلمین سے خوارج کا ہے جو جناب امیر علیہ السلام کے دشمن ہیں تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارج کے اکابر وہی لوگ تھے جو ابتداء میں حضرت امیر سے تعلیم پا رہے ہیں۔

ہم تیمنا چند کلمات جناب امیر علیہ السلام کے نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ افلاطون الٰہی اور ارسطو نے بھی باوجود اس قدر علم کے بھی ایسے نازک و پیچیدہ مسائل توحید کو اس رزانت الفاظ کے ساتھ نہیں بیان کیا۔

(۱) قال لہ بعض من حضر لدیہ من الوار دین متی کان ربنا فقال لہ لم یکن ھو کائن بلا کیف یکون بلا کینونتہ لم یزل قبل القبل و بعد البعد بلا غایت و لا منتھی الیہ انقطعت دونہ الغایات فھو غایت کل غایت وسع کل شئی علما (اخرجہ ابن عساکر) کسی نے سوال کیا یا امیر المومنین کب سے تمارب ہمارا فرمایا وہ نہیں تھا کہ پھر ہو گیا وہ ہمیشہ سے تھا اور وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہوتا نہیں تھا وہ ہمیشہ سے تھا سب پہلوں سے پہلا اور سب پچھلوں سے پچھلا ہمیشہ سے بلا کیفیت اس کی انتہا نہیں اس کی طرف نہایات کا انقطاع ہوتا ہے۔ وہ ہر نہایت کا نہایت ہے اپنے علم کی وجہ سے ہر شئے کو لیے ہوئے ہے۔

(۲) قال فی تمجید اللہ و تمحیدہ و توحیدہ وھو الذی یبلغ مدحتہ القائلون و لا یحصی نعمائہ العاد ون و لا یودی حقہ المجتھدون الذی لا یدرکہ بعد الھمم و لا ینالہ غوص الفطن مطالب السئول) جناب امیر علیہ السلام خداوند تعالیٰ کی تجید میں اور تحمید اور توحید میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ ذات ہے کہ اس کی مدح تک بولنے والے نہیں پہنچ سکتے اور نہ اس کی نعمتوں کو سرگشتہ لوگ گن سکتے ہیں اور کوشش کرنے والے اس کے حق کو ادا نہیں کر سکتے۔ نہ

ہمتوں کی دوری اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ وہ دانائی کو اس کی ذات تک رسائی ہے جس کو زیادہ تر جناب امیر کے ایسے نادر اقوال کے دیکھنے کا اشتیاق ہو وہ اس کتاب کے آخر میں حضرت کے چند خطبات کو دیکھے اور اگر اس سے بھی سیری نہ ہو تو نہج البلاغہ کا مطالعہ کرے یہ رسالہ ان کی تحریر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم تصوف

اس علم کا ماخذ اور منبع اور سرچشمہ جناب امیر علیہ السلام ہیں چنانچہ خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں۔قال الجنید رحمته الله علیه صاحبنا فی هذا الا مر الذی اشار الی ما تضمنه القلوب و اومی الی حقائقه بعد نبینا صعلم بن ابی طالب یعنی جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارا پیش رو اس امر تصوف میں کہ جس نے اشارہ کیا ہے طرف اس شے کے جو دلوں میں آ کے متضمن ہوتی ہے اور جس نے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے حقائق کی طرف ایما کیا ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں اور خواجہ پارسا پھر اسی رسالہ کے دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ان امیر المومنین علی بن ابی طالب لو تفرغ علینا عن الحروب لنقل الیناعنہ من هذا العلم یعنی علم الحقائق و التصوف ما لا تقوم له القلوب یعنی اگر امیر المومنین علی بن ابی طالب اپنے غزوات سے فارغ ہوتے تو ان سے ہمارے لیے اس علم یعنی علم حقائق اور تصوف کے متعلق وہ باتیں نقل کی جاتیں کہ دل جس کے متحمل نہ ہو سکتے۔

اور کشف المحجوب میں مرقوم ہے قال سید الطائفته شیخنا فی الاصول و البلاء علی المرتضی یعنی اما منافی علم الطریقته و معاملا تها هو علی المرتضی سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر اصول اور بلا میں علی مرتضی ہیں یعنی ہمارا امام علم طریقت میں اور اس کے معاملات میں علی مرتضی ہیں۔

تمام سلسلے مثل قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و احمدیہ الغزالیہ و محمد الغزالہ و شطاریہ و رفاعیہ و سہروردیہ و کبرویہ و

شاذلیہ ونقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتے ہیں۔

اگرچہ اس زمانے میں ہر ایک سلسلے سے ہزار شاخیں نکلتی ہیں۔لیکن متقدمین کے نزدیک ان کے اصل دو طریقے تھے جنیدیہ اور طفوریہ جنیدیہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے حضرت جنید کو حضرت سری السقطی سے بیعت ہے اور حضرت سری سقطی حضرت معروف کرخی کے مرید ہیں اور حضرت معروف کرخی نے حضرت داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہے اور حضرت داؤد طائی حضرت حبیب عجمی سے فیض یاب ہوئے ہیں اور حضرت حبیب عجمی حضرت حسن بصری کے مرید ہیں اور حضرت حسن بصری نے خرقہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے پہنا ہے۔

دوسرا طریقہ طفوریہ ہے جو منسوب ہے طیفور ابایزید لبسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف۔جن کی بیعت حضرت امام ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے تھے پس جس طریق میں سب کا خاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدس تک ہوتا ہے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں **و منها علم تصفيته الباطن و معلوم ان نسب جميع الصوفيته ينتهي اليه.**

جناب امیر علیہ السلام کا علم نحو

یہ علم تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی ایجاد ہے۔علامہ جلال الدین السیوطی علیہ الرحمتہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں **عن ابی الاسود الدوئلی قال دخلت علی امیر المومنین علی بن ابی طالب فرایته مطرقا مفکرا فقلت فیم تفکر یا امیر المومنین قال انی سمعت ببلد کم لحنا فاردت کتابا فی اصول العربیه ان فقلت هذا احییتنا و بقیت فینا هذا اللغته ثم اتیته بعد ثلث ایام فالقی الی صحیفته فیها بسم الله الرحمن الرحیم الکلام اسم و فعل و حرف فالاسم ما ابنائنا عن المسمی و الفعل ما انبانا عن حرکته المسمی و احرف ما ابنان عن معنی لیس باسم ولا فعل ثم تتبعه و زد فیه ما وقع لک و اعلم یا**

ابا لا سوء ان لا اشیاء ثلاثته ظاهر و مضمرو شئی لیس بظاهر و لا مضمر و انما یتفاضل العلما فی معرفته ما لیس بظاهر و لا مضمر قال ابو الاسود فجمعت منه اشیاء و عرضتها علیه فکان من ذلک حرف النصب فذکرت منها ان ولن و لیت و لعل و کان و لم اذکر لکن فقال لی لم ترکتها فقلت لم احسبها منها فقال بل هی منها فزدها فیها ابو الاسود ابوالدوئلی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کے پاس گیا میں نے دیکھا آپ گردن مبارک جھکائے کسی فکر میں ہیں۔ میں نے استفسار کیا یا امیرالمومنین آپ کس باب میں فکر فرما رہے ہیں ارشاد کیا میں نے تمہارے اس شہر میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سنا ہے اس لیے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی کتاب لکھوں کہ اس میں عربی زبان کے قاعدے ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم لوگوں کو زندہ فرما دیں گے اور ہم میں یہ زبان عربی باقی رہ جائے گی پھر میں تین دن کے بعد جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں گیا آپ نے مجھے ایک کاغذ دیا اس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کل کلام تین قسم پر ہے اسم اور فعل اور حرف پس اسم وہ چیز ہے کہ اپنے مسمی سے خبر دے اور فعل وہ چیز ہے کہ مسمی کی حرکت سے خبر دے اور حرف وہ چیز ہے کہ ایسے معنی سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو۔ بعد ازاں ارشاد کیا اس کا تتبع کر اور جو کچھ مناسب معلوم ہو اس میں بڑھا اور آگاہ ہوا ے ابوالاسود کہ سب اشیاء تین قسم پر ہیں ایک ظاہر اور ایک مضمر اور ایک ایسی شے ہے کہ وہ نہ ظاہر ہے نہ مضمر اور علماء کی فضیلت اسی شے کے دریافت کرنے میں معلوم ہوتی ہے کہ جو نہ ظاہر ہے نہ مضمر۔ ابوالاسود کہتا ہے کہ میں نے اس قاعدے سے بہت سی چیزیں نکال کے جمع کیں اور جناب امیر کو سنائیں اس میں حرف ناصبہ کا بھی بیان تھا ان میں سے ان اور لن اور لیت اور لعل اور کان کا ذکر کیا مگر لکن کو نہ ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں چھوڑ دیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اس کو حرف ناصبہ سے نہیں سمجھتا فرمایا کہ وہ بھی انہیں سے ہے اس کو بھی زیادہ کر دے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم فصاحت

اس علم میں جناب امیر علیہ السلام سید البلغاء اور امام الفصحاء تھے جس طرح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل مبعوث ہوئے تھے اسی طرح سے جناب امیر خاتم الفصحاء پیدا ہوئے۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا و علی من نور واحد من قبل ان یخلق ابو نا ادم بالفی عام فلما خلق ادم صرنا فی صلبہ ثم نقلنا من کرام الاصلاب الی مطھرات الارحام حتی صرنا فی صلب عبدالمطلب ثم انقسمنا نصفین فصرفنی فی صلب عبداللہ و صار علی فی صلب ابی طالب خاختارنی بالنبوۃ و اختار علیا بالشجاعتہ و الفصاحتہ و انشق اسمین من اسمائہ فاللہ محمود و انا محمد واللہ الاعلی و ھذا علی (اخرجہ ابن السبوع الاندلسی فی کتاب الشفاء)
جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ ہمارے باپ آدم پیدا ہوں میں اور علی دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب آدم مخلوق ہوئے تو ہم ان کی صلب میں جاگزیں ہوئے پھر ہم بزرگ پشتوں سے پاک رحموں کی طرف انتقال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم جناب عبدالمطلب کی پشت میں منتقل ہو گئے پھر ہم منقسم ہو گئے دو حصوں میں پس میں جناب عبداللہ کی پشت اقدس میں منتقل ہو گیا اور علی ابو طالب کی پشت میں پس خدا نے مجھ کو نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا اور علی کو علم اور شجاعت اور فصاحت کے ساتھ ممتاز کیا۔ اور ہمارے لیے اپنے پاک ناموں سے دو نام مشتق کیے۔ پس اللہ تعالی محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالی اعلیٰ ہے اور یہ علی ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام نے خطاب کے وہ طریق کلام ایجاد فرمائے ہیں جن سے شعراء جاہلیت کو مطلق اطلاع نہ تھی عبدالحمید بن یحییٰ کا قول ہے کہ حفظت سبعین خطبتہ من خطب الاصلع یعنی میں نے ستر خطبے جناب امیر علیہ السلام کے یاد کیے ہیں اور ابن نباتہ جو زبردست خطیب مشہور

ہوا ہے اور حافظ ابن تیمیہ الحرانی خطبات میں جس کی تقلید کرتے ہیں کہتا ہے کہ میں نے مواعظ علی بن ابی طالب سے ایک خزانہ حاصل کیا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام کی وہ فصاحت و بلاغت تھی کہ جس کے دوست دشمن سب قائل تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب محقن بن ابی محقن جناب امیر علیہ السلام کے پاس سے معاویہ کے پاس چلا گیا اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا جئتک من عند اعی الناس فقال فی جوابہ و یحک تقول اعی الناس فھو و اللہ ما السن الفصاحتہ لقریش غیرہ یعنی میں تیرے نزدیک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو بات کرنے میں فرد ماندہ ہے معاویہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو ایسے شخص کو بات کرنے میں عاجز کہتا ہے خدا کی قسم قریش کے لیے فصاحت میں کوئی اس سے زیادہ با محاورہ بولنے والا نہیں ہے۔

جناب امیر علیہ اسلام کا علم الشعر

علامہ جلال الدین السیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخرج الشعبی قال کان ابو بکر یقول الشعر و کان عمر یقول الشعر و کان عثمان یقول الشعر و کان علی اشعر یعنی ثعلبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور جناب حضرت علی علیہ السلام سب سے زیادہ شعر کہنے والے تھے۔ چنانچہ جناب کا دیوان بدیع مشہور خاص و عام ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی اور اسکات خصم کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بات میں دوسرے کو بند فرما دیتے تھے عن محمد بن قیس قال قال دخل الناس من الیھود علی علی فقالوا لہ ما صبر تم بعد نبیکم الا خمس و عشرین سنتہ حتی قتل بعضکم بعضا فقال علی قد کان صبر خیرا ولا کنکم ما جفت اقدامکم من البحر حتی قلتم یا موسی اجعل لنا الھا کما لھم الھتہ (اخرجہ احمد) محمد بن قیس سے مروی ہے کہ چند یہودی جناب امیر علیہ

السلام کے پاس آ کر کہنے لگے آپ لوگوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پچیس برس بھی صبر نہیں کیا حتی کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا فی الحقیقت صبر کرنا بہتر تھا۔ لیکن تمہارے قدم ابھی دریا سے باہر نکل کر خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ تم نے کہا یا موسیٰ جیسے مصریوں کے خدا تھے ویسی ہی خدا ہم کو بنا دے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الکتابت

جناب امیر علیہ السلام حسن خط میں مہارت تامہ رکھتے تھے چنانچہ خود حضرت امیر کا قول ہے علیکم بحسن الخط فانه من مناتیح الرزق یعنی تم پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو خوشخطی سکھاؤ کیونکہ وہ رزق کی کنجیوں میں سے ہے۔ دوسرے مقام پر حضرت فرماتے ہیں علموا اولاد کم الکتابة فان فی الکتابة هم الملوک و السلاطین علیکم یعنی اپنی اولاد کو کتابت سکھاؤ کیونکہ کتابت میں بادشاہوں کی ہمت اور توجہ تمہاری طرف ہوگی۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

عن ابن عمر قال قال عمر بن الخطاب یا ابا الحسن ربما شهدت وغبنا و ربما شهد نا و غبت ثلاث اسالک عنهن هل عندک منهن علم قال علی و ما هن قال الرجل یحب الرجل و لم یرمنه خیرا و یبغض الرجل و لم یرامنه شرا قال نعم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الارواح فی الهوای جنود مجندة تتلقی فتشام فما تعارف منها ایتلف و ما تناکر منهما اختلف فقال عمر واحدة و الرجل یتحدث الحدیث و نسیه اذ ذکره قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من القلوب الا وله سحابته کسحابته القمر بین القمر یضیئی اذا علیه سحابته فاظلم اذا نجلت قال اثنان و الرجل یری الرویاء منها ما یصدق و منها ما یکذب قال علی نعم سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من عبدو لا امته ینام فیستنقل نوما الا یعرج بروحه الی

العرش فالتی لا لیستقیظ الا عند العرش فتلک الرئویا التی تصدق و التی لیستقیظ دون العرش فهی الرئویا التی تکذب فقال ثلاث کنت فی طلبهن فالحمد لله الذی اصبنهن قبل الموت (اخرجه الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم فی الحلیته و الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب حضرت علی علیہ السلام سے کہنے لگے یا ابا الحسن بسا اوقات آپ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور ہم نہیں تھے اور بسا اوقات ہم حاضر تھے اور آپ غائب تھے تین باتیں میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ کو علم ہو تو آپ مجھے بتا دیں حضرت علی نے فرمایا وہ کیا ہیں۔ حضرت عمر نے کہا کہ ایک آدمی سے ایک آدمی محبت کرتا ہے حالانکہ نہ تو اسے کوئی نیکی دیکھتا ہے اور ایک آدمی ایک سے بغض رکھتا ہے حالانکہ اسے کسی طرح کی برائی نہیں دیکھی جاتی جناب علی نے فرمایا ٹھیک ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روحیں ہوا میں لشکر صف بستہ باہم ملتے ہیں اور بو سونگھتی ہیں پس جس کو ان میں سے پہچانتے ہیں محبت کرتے ہیں اور جس سے نفرت کرتے ہیں اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا یہ ایک بات ہوئی۔ پھر حضرت عمر نے کہا انسان بات کرتا کرتا اس کا ذکر بھول جاتا ہے جناب امیر علیہ السلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ کوئی دل ایسا نہیں کہ اس پر مثل قمر کے بادل نہ ہو جب اس پر وہ بادل ہوتا ہے تو وہ روشن ہوتا ہے اور جب اس پر سے وہ بادل کھل جاتا ہے تو وہ تاریک ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا یہ دوسری بات ہے اور آدمی خواب دیکھتا ہے بعض سچا ہوتا ہے اور بعض جھوٹا جناب علی نے فرمایا کوئی مرد یا عورت ایسے نہیں کہ وہ سوئے اور اس کی روح عرش کی طرف نہ پرواز کرتی ہو پس وہ روح جو عرش کے قریب جا کر بیدار ہوتی ہے اس کا خواب سچا ہے اور وہ روح کہ عرش کے قریب نہ پہنچ کر بیدار ہو اس کا خواب جھوٹا ہے۔ حضرت عمر نے کہا یہ تین باتیں تھیں جن کی مجھے طلب تھی شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے موت سے پہلے ان تک پہنچا دیا۔

قال عبدالرزاق فی المصنف حدثنا الثوری عن سلیمان الشیبانی عن علی انه اتی

برجل فقال له زعم هذا انه احتلم بامی فقال اذ هب فاقمه بالشمس فاضرب ظله (تاریخ الخلفاء) عبدالرزاق مصنف میں لکھتے ہیں کہ ہم سے ثوری بیان کرتے تھے کہ سلیمان شیبانی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی نسبت جناب علی کے پاس کہا گیا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ اسے میری ماں کے ساتھ احتلام ہوا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جا اور اس کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو مار۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الجفر والجامعۃ

قال طائفتہ ان الامام علی بن ابی طالب وضع الحروف الثمانیتہ و العشرین علی طریق البسطتہ الاعظم فی جلد الجفر یستخرج منها بطریق مخصوصتہ و شرائط معینتہ مافی لوح القضاء و القدر و هذا علم تورثه اهل البیت (کشف الظنون للعلامتہ کاتب الحلبی) ایک گروہ کہتا ہے کہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اٹھائیس حرفوں کو جفر کی جلد میں لبسط اعظم کے طریق پر وضع کیا تھا اس سے بطریق مخصوص و شرائط معینہ اسرار لوح اور قضاء وقدر معلوم ہو سکتی تھی۔ اور یہ ایسا علم ہے کہ جس سے اہل بیت ہی کو ورثہ پہنچا ہے۔

قال ابن قتیبته فی کتاب ادب الکاتب والد میری فی حیوة الحیوان الجفر جلد جفر کتب فیه الامام جعفر الصادق لا هل البیت کلما تحتاجون الی علمه و کلما یکون الی یوم القیمته کذاحکاه ابن خلکان عنه ایضا و کثیر من الناس ینسب کتاب الجفر الی امیر المومنین علی و هو و هم و الصواب ان الذی وضعه جعفر الصادق ابن قتیبہ ادب الکاتب میں اور دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں کہ کتاب جفر ایک ایسی کتاب ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام اہل بیت کی ضرورت کے لئے قیامت تک کے حالات کو درج کیا ہے۔ چنانچہ ابن خلکان بھی ان سے اس امر کو روایت کرتا ہے اور اکثر ہم لوگ اس علم کو جناب امیر علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ ایک وہم ہے ٹھیک بات بھی ہے کہ امام جعفر صادق نے

اس علم کو وضع کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم حساب

(۱) عن زربن حبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدھما خمسته ارغفته و مع الاخر ثلثته ارغفته فلما وضع الغذاء بین ایدیھما مربھما رجل فسلم فقالا الغذاء فجلس فاستونو فی اکلھم الا رغفته الثمانیته فقام الرجل و طرح الیھما ثمانیته دراھم و قال لھما خذ و ھذا عوضا مما اکلت من طعامکما فتنازعا و قال صاحب الا رغفته الخمسته لی خمسته دراھم و لک ثلاثته دراھم و قال صاحب الا رغفته الثلاثته لا ارضی الا ان تکون الدراھم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المومنین علی فقصا علیہ قصتھا فقال لصاحب الا رغفته الثلاثته قد عرض لک لیس له صاحب ما عرض لک صاحبک ما عرض و خترہ اکثر من خیرک فارض بالثلاثته قال لا واللہ لا ارضی الا بمر الحق فقال له لیس لک فی مرا الحق الا درھم فقال له عرض علیک صاحبک صلحا فقلت لا ارضی الا بمرالحق و لا یحب لک فی مرالحق الا واحد فقال الرجل عرضنی الوجه فی مر الحق حتی اقبله فقال علی الیس الثمانیته الا رغفته الا اربعته و عشرون ثلثا و انتم ثلاثته انفس و لا یعلم الا کثر منکم اکلاو لا اقل فتحملون فی اکلکم علی السواء فاکلت انت بثمانیته الثلاث و انما لک تسعته اثلاث و اکل صاحب ثمانیته اثلاث وله خمسته عشر اثلاث و بقی له سعبه اکل صاحب الدراھم و اکل لک واحدۃ من تسعته فلک واحد بواحد وله سبعته بسبعته فقال رضیت الان یا علی (استیعاب) زربن حبیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آ گیا ان دونوں نے اسے شرکت طعام کے لیے کہا وہ بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ وہ تینوں جب آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا اٹھ کھڑا ہو گیا اور دونوں کو آٹھ درہم دے کر کہنے لگا یہ عوض

ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے کھانے میں سے کھایا ہے۔ پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہیں اور تجھے تین۔ تین روٹیوں والے نے کہا میں نصف لوں گا۔ تصفیہ کے لئے دونوں جناب امیر کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیر نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرا ساتھی جو کچھ کہ تجھے دیتا ہے لے لے۔ حالانکہ اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جب تک میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں تیرا دوست صلح کے رو سے جو کچھ کہ تجھے دیتا ہے تو اس پر یہ کہتا ہے کہ جب تک میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا۔ تیرا حق تو انصاف کی رو سے ایک درہم ہے۔ اس نے کہا یا امیر المومنین مجھ سے اس کی وجہ بیان فرمائیے۔ تا کہ میں قبول کروں آپ نے فرمایا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس تہائیاں نہیں ہیں۔ اور تم تین آدمی کھانے والے تھے یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانے والا تھا اور کون کم اس لیے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ تم تینوں نے برابر کھایا ہے۔ پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں۔ اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں۔ اور اس نے بھی آٹھ کھائیں اور اس کی سات تہائیاں باقی رہیں جو درہم والے نے کھائیں اور تیرے نو تہائیوں میں سے ایک تھائی کھائی پس تیرے ایک ٹکڑے کے عوض ایک درہم ہے اور اس کے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں۔ وہ کہنے لگے یا علی اب میں ایک درہم ہی لینے پر راضی ہوں۔

(۲) قال محمد بن طلحته الشافعی فی مطالب السئول قیل ان امرائة جاء ت عند علی و قد خرج من داره لیرکب فترک رجله فی الرکاب فقالت یا امیر المومنین ان اخی قدمات و خلف ستمائته دینار و قد دفعو الی دینارا واحدا اسالک ایصال حتی الی فقال لها خلف اخوک ابنتین فقالت نعم قال لهم الثلثان اربعمائته و قال خلف اما قالت نعم قال لها السدس مائته دینار و خلف زوجته قالت نعم قال لها الثمن

خمس و سبعون و خلف اثنا عشا اخا قالت نعم قال لكل اخ ديناران و لك دينار فقد اخذت حقك فانصر فى محمد بن طلحہ شافعی رحمتہ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت جناب امیر کے پاس آئی آپ اس وقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مرا ہے مگر لوگوں نے مجھے ایک دینار دیا ہے۔ میں آپ سے اپنا انصاف چاہتی ہوں۔ حضرت نے بلا تامل جواب دیا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا دو ثلث یعنی چار سو دینار ان کے لیے ہوئے اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہو گی جس کو سدس یعنی سو دینار پہنچے اور زوجہ بھی ہوگی جس کو ثمن یعنی پچھتر دینار ملے پھر حضرت نے فرمایا کہ تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ دو دو دینار بھائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جا لوٹ جا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم ہیئت

عن يونس بن عبدالرحمن قال قلت لابى عبدالله اخبرنى عن علم النجوم ما هو قال علم من الانبياء قلت على بن ابى طالب يعلمه فقال كان اعلم الناس به (اخرجه بن طائوس) یونس بن عبداللہ سے منقول ہے کہ میں نے ابوعبداللہ کی نسبت سوال کیا کہ اس کی اصلیت کیا ہے انہوں نے فرمایا وہ انبیاء کا علم ہے پھر میں نے کہا کہ کیا علی بن ابی طالب اس علم کو جانتے تھے وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم کو جاننے والے تھے۔

تنبیہ: اگرچہ اس حدیث میں علم نجوم کا ذکر ہے لیکن اس سے علم ہیئت مراد ہے کیونکہ احکام نجوم متعلق سعادت و نحوست و اخبار عن المغیبات لوازم کہانت سے ہیں جناب امیر اس کو خلاف شریعت جانتے تھے۔ چنانچہ محقق شیخ علی جناب امیر سے روایت کرتے ہیں **اياكم و تعلم النجوم الا فيما يهتدى فى برا و بحر فانها تدعو الى الكهانة** یعنی علم نجوم کے سیکھنے سے تم پرہیز کرو مگر اس

میں سے وہ امر کہ تم کو صحرا اور دریا میں رہنمائی کر سکے کیونکہ اس کے سوا علم نجوم کھانت ہے پس ثابت ہوا کہ علم نجوم سے علم ہیئت الافلاک مراد ہے۔ اور وہ مستحب ہے۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگ جناب امیر کے سامنے اہرام مصر کی تاریخ بنیاد کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اور کوئی ٹھیک وقت بیان نہیں کر سکتا تھا آپ نے پوچھا کیا ان پر کوئی تصویر بنی ہوئی ہے کسی شخص نے عرض کیا ان پر ایک چیل کی تصویر ہے جس کے پنجہ میں خرچنگ پکڑا ہوا ہے آپ نے فرمایا **بنی الھرمان والنسر فی السرطان** یعنی مصر کے مثلث تمام مینار اس وقت تعمیر ہوئے تھے جب نسر طائر سرطان میں تھا اور نسر دو ہزار برس ایک برج کو طے کرتا ہے اور آج کل جدی میں ہے اس حساب سے بارہ ہزار برس ان کی بنیاد کو ہوئے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل عملی کا بیان

جناب امیر کا زہد

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ اربعین میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں ایک گروہ صحابہ کا زہد اور ورع میں مشہور تھا جیسے حضرت ابوذر غفاری سلمان فارسی ابوالدرداء وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب بزرگوار ترک و تجرد میں جناب مولیٰ علی علیہ السلام کے مقلد تھے۔

(۱) عن قبیصتہ قال ما رایت ازھد فی الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے لوگوں میں علی بن ابی طالب سے زیادہ تر زہد والا نہیں دیکھا۔

(۲) عن حسن بن صالح قال تذاکرو الزھاد عند عمرو بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ فقال عمرو ازھد الناس فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عساکر و ابن اثیر فی تاریخیھما) حسن بن صالح کہتے ہیں کہ لوگ عمرو بن عبدالعزیز کے پاس زاہدوں کا تذکرہ کر رہے تھے وہ کہنے لگے دنیا کے لوگوں میں علی بن ابی طالب سب سے زیادہ زاہد تھے۔

(۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلي الله علیه وسلم لعلی ان الله قد زینک بزینته لم تزین العباد بزینته منهاهی زینته الا برار عند الله الزهد فی الدنیا فجعلک لا تنال من الدنیا و لا تنال الدنیا منک شیئا و وهب لک حب المساکین فجعلک ترضی بهم اتباعا و یرضون بک اما ما (اخرجه ابو الحسین الحاکمی و ان الاثیر فی اسد الغابه) جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علی سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق تجھ کو اے علی خدائے تعالی نے ایسی زینت سے مزین کیا ہے کہ بندوں کو اس سے بہتر زینت نہیں دی گئی وہ زہد فی الدنیا ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک نیک بندوں کی محبت دی گئی ہے اور تجھ کو ان کے پیرو ہونے سے راضی کیا ہے اور ان کو تیرے امام ہونے سے خوش کیا ہے۔

(۴) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی کیف انت اذا زهد الناس فی الاخرة و رغبو فی الدنیا و اکلوا الترات اکلا لما و احبو المال حبا جما و اتحذو دنیا دغلا و مال الله و الا قلت اترکهم و اترک ما اختار و اختار الله و رسوله و الدار الاخرة و اصبر علی مصیبات الدنیا و یلواها حتی الحق بک انشاء الله قال صدقت اللهم افعل (اخرجه الحافظ الثقفی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھ سے سرور دنیا والدین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی جب لوگ دنیا میں رغبت کریں گے اور آخرت کو چھوڑ دیں گے اور لوگوں کی میراث کھا جائیں اور دین کو خرابی میں ڈالیں گے اور اللہ کا مال لوٹیں گے تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں ان کو چھوڑ دوں گا اور جو وہ اختیار کریں گے میں اس کو ترک کر دوں گا اور اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کروں گا اور دنیا کی مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کروں گا یہاں تک کہ میں انشاء اللہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا تو نے سچ کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے خدا اس کے ساتھ ایسا ہی کریو۔

(۵) عن علی بن ربیعته ان علی بن ابی طالب جاء ابن النباح فقال یا امیر المومنین

املا بیت المال من صفراء و بیضه قال الله اکبر فقام متو کئا علی ابن النباح حتی قام علی بیت المال و امر فنود ی فی الناس فاعطی جمیع ما فی بیت المال للمسلمین و قال یا صفراء یا بیضاء غری غیری حتی ما بقی منه دینار ولا درهم ثم امر بنضجه و صلی فیه رکعتین (اخرجه احمد فی المناقب) مروی ہے علی بن ربیعہ سے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس ابن النباح آ کر کہنے لگے اے امیر المومنین آپ بیت المال کو اشرفی اور روپے سے بھرا رکھیں جناب امیر اللہ اکبر کہہ کر اور ابن النباح کے کندھے پر تکیہ رکھ کر اٹھے اور بیت المال میں آ کر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے بلانے کا حکم دیا جو کچھ بیت المال میں موجود تھا سب مسلمانوں کو بخش دیا پھر فرمایا اے اشرفی اور اے روپے میرے غیر کو مغرور کرو۔ یہاں تک کہ بیت المال میں نہ اشرفی رہی نہ روپیہ پھر اس میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور دوگانہ نماز کا ادا کیا۔

(۶) عن مجمع التیمی قال رایت علیا دخل بیت المال فرای فیه شیئا فقال لا اری هذا ها و ها و بالناس الیه حاجته فامر به فقسم و امر بالبیت فکنس ثم فصلی فیه رجاء ان یشهد له یوم القیامته لم یحبس فیه المال عن المسلیمن (اخرجه احمد) روایت ہے مجمع تیمی سے کہ میں نے جناب امیر کو بیت المال میں جاتے ہوئے دیکھا اس میں مال بھرا تھا۔ پس فرمایا میں اس کو اس جگہ نہیں دیکھنا چاہتا حالانکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہے پس تقسیم کا حکم دیا جب وہ مال تقسیم ہو چکا اس گھر میں جھاڑو دینے کا حکم کیا پھر اس میں پانی چھڑکوایا اور اس میں نماز پڑھی اس امید سے کہ قیامت کے روز اس کی گواہی دے کہ میں نے مسلمانوں سے بچا کر اس میں مال کو بند نہیں کیا۔

(۷) عن الحسن علیه السلام قال ان امیر المومنین لم ید خر و لم یترک الاستمائته درهم رصد بها الخادم (اسد الغابه فی معرفته الصحابه) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے نہ مال کو جمع کیا اور نہ پیچھے چھوڑا پانچ سو درھم کے اس سے خادم مول لینا چاہتے تھے۔

(۸) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی علی اجرة و لا لبنته علی لبنته و لا قصبته علی قصیته و انکان لیوتی بحبوحته من المدینته فی جراب (اسد الغابه فی معرفت الصحابه) ابونعیم سے مروی ہے کہ میں نے سفیان کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ پکی اینٹ اور نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور بانس پر بانس دھرا ہے اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آبادی بڑھا دیتے۔

(۹) عن ابن شھاب قال کان عمرو بن عبدالعزیز یقول ما علمنا احدا من ھذہ الامته بعد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان ھذا من علی بن ابی طالب ما وضع لبنته علی لبنته و لا قصبته علی قصبته (اخرجه احمد) ابن شہاب زہری نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے ہم اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب سے زائد کسی شخص کو زاہد نہیں پاتے کہ انہوں نے نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس دھرا۔

جناب امیر علیہ السلام کا زہد فی اللباس

(۱) عن ھارون بن عشرہ ابیه قال دخلت علی علی بالحوزنق و ھو یرعد فی یوم بارد و علیه شمله فقلت یا امیر المومنین ان اللہ قد جعل لک و لا ھلک فی ھذا المال نصیبا و انت تفعل ھذا بنفسک فقال و اللہ ما ارضاکم من اموالکم شیئا و اللہ انھا لقطیفتی التی خرجت بھا من المدینته ما عندی غیرھا (اخرجه احمد فی المناقب و ابن اثیر فی تاریخ) ہارون بن عترہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس قصر حوزنق میں گیا موسم سرما تھا آپ شدت سرما سے کانپ رہے تھے فقط ایک پرانا کپڑا اوڑھے تھے میں نے عرض کیا یا امیر المومنین اللہ تعالی نے آپ کے لیے اور آپ کے اہل وعیال کے لیے اس بیت المال میں سے حصہ مقرر کیا ہے اور آپ اپنے نفس کے ساتھ یہ

کچھ کرر ہے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں تمہارے مالوں میں سے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا واللہ یہ وہی میرا کھیس ہے جس کو میں مدینہ سے لایا ہوں۔

(۲) عن زید بن ابی وهب قال خرج علی الناس و علیه ان ازار مرفوع فعاتبه الجحدین نعجته فی لباسه فقال مالک فی لبوسی ان لبوسی هذا ابعد من الکبر و اجدر ان تهتدی به المسلم (اخرجه احمد) زید بن ابی وہب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام گھر سے باہر لوگوں میں تشریف لائے ان کے تہہ بند میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے ابن نعجہ خارجی آپ کو اس لباس میں دیکھ کر عتاب کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو میرے لباس سے کیا سروکار ہے یہ میرا لباس غرور سے دور ہے۔ اور اس لائق ہے کہ مسلمان اس کی پیروی کر سکے۔

(۳) عن عمرو بن قیس قال قیل لعلی یا امیر المومنین لم ترقع قمیصک قال تخشع القلب و یقتدی به المومن (اخرجه الحمب الطبری فی الریاض النضره و المتقی فی کنز العمال) عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے کہا گیا یا امیر المومنین آپ اپنی قمیض کو کیوں پیوند لگایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے آدمی کا دل نرم ہوتا ہے اور مومن اس کی پیروی کر سکتا ہے۔

(۴) عن ام سلیم و قد سئلت عن لباس علی الذی اصیب فیها قالت کان لباس الکرابین المسنبلا (اخرجه المحب الطبری فی الریاض النضره فی فضائل العشره) ام سلیم سے جناب علی علیہ السلام کے اس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس میں آپ کا انتقال ہوا تھا وہ کہنے لگیں کہ آپ کا لباس سنبلانی کاٹھوا تھا۔

(۵) عن ابی ملیکته قال لما ارسله عثمان الی علی فی الیعاقیب و جده موتزرا بعبائه محتجر بعقاله و هو یهنا بعیرا له (اری لیطلیه بالقطران) ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان سے ان کو یعاقیب میں جناب علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تو اس نے جناب علی کو

دیکھا کہ آپ عبا کا تہ بند باندھے اور اس پر رسی لپیٹے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اونٹ کو بدبودار روغن مل رہے ہیں۔

(۶) عن ابی بحر عن شیخ له قال رائیت علی علی ازار غلیظا ثمنه خمسته دراهم و قد اشتراه بخمسته دراهم قال و رایت معه خمسته دراهم مصروة قال هذا بقیته نفقتنا (اخرجه احمد فی المناقب) ابی بحر اپنے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر علیہ السلام کو ایک موٹا تہ بند باندھے ہوئے دیکھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم ان کے پاس ہمیان میں بندھے ہوئے تھے کہنے لگے یہ ہمارا باقی نفقہ ہے۔

(۷) عن ابی البحر عن شیخ له قال رایت علی علی ازار غلیظا قال اشتریته بخمسته دراهم فمن اربحنی فیه درهما بعته ایاه قال و کان یا ئتزر بعبائه و یشد و سطه بعقاله و یهنا بعیره و هو یومئذ خلیفته (اخرجه احمد ثقلتین اسد الغابه) ابی بحر اپنے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا موٹا تہ بند باندھے ہوئے فرمانے لگے میں نے اس کو پانچ درھم میں خریدا ہے جو کوئی مجھ کو اس میں سے ایک درھم نفع دے تو میں اس کو بیچ دوں راوی کہتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام والصلوۃ ایک چادر کا تہہ بند باندھتے تھے اور ایک رسی سے اسے سخت کستے تھے اور اپنے اونٹ کو آپ روغن ملتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں آپ خلیفہ تھے۔

(۸) عن ابن عباس قال اشترے علی بن ابی طالب قمیصا بثلاثته دراهم هو خلیفته و قطع مکه من موضع الرمغین (۱) و قال الحمد لله الذی هذا من ریاشه (۲) (اخرجه الحافظ السلفی) جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جبکہ وہ خلیفہ تھے ایک قمیص تین درھم سے خریدا اور اس کے آستینوں کو ہاتھ کے جوڑ کے پاس سے کتر دیا اور فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے یہ لباس فاخرہ عطا کیا ہے جس سے معاش میں فراخی ہو سکتی

---

(۱) بضم انضبتین پیوند دست

(۲) ریاش بالک رجا مهای فاخره

ہے۔

(۹) عن ابی سعید الا زدی قال رایت علیا فی السوق و هو یقول من عنده قمیص صالح بثلاثته دراهم فقال رجل عندی فجاء به فا عطاه ثم لبسه فاذا هو یفضل عن اطراف اصابعه فامر به فقطع ما فضل عن اطراف اصابعه (اخرجه احمد فی المناقب) ابی سعید ازدی سے نقل ہے کہ میں نے جناب علی کو بازار میں دیکھا کہ آپ فرمار ہے تھے آیا کسی کے پاس تین درھم کی قیمت کا اچھا کرتا ہے ایک آدمی نے کہا میرے پاس ہے آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور وہ کرتا ان کو بھلا معلوم ہوا تین درہم پر اس کو خرید کر جب پہنا تو وہ ان کے ہاتھ انگلیوں سے بڑھتا تھا آپ نے اس کی زیادتی کو کٹواڈالا۔

(۱۰) عن عبدالله بن ابی الهذیل قال رایت علیا خرج و علیه قمیص غلیظ رازی اذا مد کمه قمیصه بلغ الظفر و اذا رسله صار الی نصف الساعد (ریاض النضرہ) عبداللہ بن ابی الہذیل سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو گھر سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور ایک موٹا کرتا رازی پہنے ہوئے تھے کہ جب اس کی آستین کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتی اور جب کہ اس کو چھوڑ دیتے تو وہ کلائی کے نصف تک سکڑ جاتی۔

(۱۱) عن الحسن بن جرموز عن ابیه قال رایت علیا یخرج من مسجد الکوفته و علیه قطر یتان موتزا بواحدة مرتد یا بالاخری و ازاره الی نصف ساق و هو یطون یا لا سواق دمعه درة یامر هم بتقوی الله عزوجل و صدق الحدیث و حسن البیع و الوفافی الکیل و القسط فی المیزان (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب) حسن بن جرموز اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو مسجد کوفہ سے نکلتے ہوئے دیکھا کہ ان پر دو قطریہ ہیں ایک سے تہ بند باندھے ہوئے ہیں اور ایک اوڑھے ہوئے ہیں۔ ان کا تہ بند نصف ساق تک ہے اور وہ بازاروں میں پھر رہے ہیں اور ان کے پاس درہ ہے لوگوں کو خدا کے خوف اور سچ بولنے اور کھرا سودا بیچنے اور پیمانے کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم کر رہے ہیں۔

(۱۲) عن ابی النواء بیاع الکرابیس قال اتانی علی و معه قنبر غلامه فاشتری منی ثوبین غلیظین فقال للغلامه قنبر اختر ایهما شئت فخیر قنبرا احد هما و اخذ علی الاخر فلبسه (اخرجه احمد) ابوالنواء ٹھٹھوا بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام میرے پاس قنبر کو ساتھ لیے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے دو کپڑے خرید کیے اور اپنے غلام قنبر کو فرمایا ایک ان میں سے جو تجھے پسند آئے لے لے پس قنبر نے ایک کو ان دونوں میں سے پسند کیا اور جناب امیر نے دوسرا آپ لے کر پہن لیا۔

(۱۳) عن ابی حبان التیمی عن ابیه قال رایت علیا علی المنبر یقول من یشتری منی سیفی فلو کان عندی ثمن ازار ما بعته قال عبد الرزاق و کانت بیده الدنیا الا ما کان من الشام (اخرجه ابو عمرو علامه ابن عبدالبر فی الاستیعاب) ابن حبان التیمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس میری تلوار کو خرید کرے اگر میرے پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو ہرگز نہیں بیچتا۔ عبدالرزاق مصنف میں تحریر فرماتے ہیں جناب امیر کا یہ حال اس وقت تھا جبکہ سوا ملک شام کے تمام اسلامی دنیا ان کے ہاتھ میں تھی۔

(۱۴) عن عطاء قال رایت علی علی قمیص کرابیس غیر غسیل (الاستیعاب) عطا سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے دیکھا ٹھٹھوئے کا بن دھلا کرتا پہنے ہوئے ہیں۔

(۱۵) عن علی بن ارقم عن ابیه قال رایت علیا و هو یبیع سیفاله فی السوق و یقول من یشتری منی هذا السیف فو الذی فلق الحجته ما کشفت به الحروب عن وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم و لو کان عندی ثمن ازار مابعته (الریاض النضره) علی بن ارقم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو بازار میں اپنی تلوار بیچتے ہوئے دیکھا کہ فرما رہے تھے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس تلوار کو خرید کرے قسم ہے اس خدا کی جو دانے کو پھاڑتا ہے بہت سے لڑائیاں میں نے اس تلوار کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے فتح کی ہیں۔ اور اگر میرے پاس بہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو نہ بیچتا۔

(۱۶) عن ابن عباس قال دخلت یوما علی امیر المومنین علی و هو یخصف نعله فقلت له ما قیمت هذه النمل تخصف فقال هی و الله احب الی من دنیا کم الا ان اقیم به حقا و ادافع باطلا قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یخصف نعله و یرقع ثوبه و یرکب الحمار و یردف خلفه (اخرجه احمد) عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ میں ایک دن جناب امیر کے پاس گیا دیکھا آپ اپنا جوتا سی رہے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کا جوتا کس قیمت کا ہے فرمایا بخدا یہ جوتا مجھے تمہاری تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ مگر وہ امور کہ جس کی وجہ سے میں حق کو قائم اور باطل کو دور کرسکوں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جوتا سیتے تھے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے اور گدھے پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے دوسروں کو بھی بٹھا لیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا فرش

عن سوید بن غفلته قال دخلت علی علی و لیس فی داره غیر حصیررث و هو جالس علیه فقلت یا امیر المومنین انت ملک و الحاکم علیهم و علی بیت المال و تاتیک الوفود و لیس فی بینک سوی هذا الحصیر فقال یا سوید ان اللبیت لا یتانس فی دار العقله و اما بین اید ینا دار المقامته قد نقلنا الیها متاعنا و نحن منقلبون الیها عنقریب قال قابکانی و الله کلامه (اخرجه احمد) سوید بن غفلت روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا آپ ایک پرانے بوریے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم بیت المال کے مختار ہیں قوموں کے ایلچی آپ کے پاس آتے ہیں لیکن آپ کے گھر میں اس وقت پرانے بوریے کے سوا کچھ نہیں فرمایا۔ اے سوید عاقل ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا ہو ہماری آنکھوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کر چکے ہیں اور عنقریب ہم بھی اس

کی طرف جانے والے ہیں سوید کہتے ہیں بخدا آپ کے کلام نے مجھے رلا دیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا طعام

(۱) عن ابن عباس قال و ما کان یا کل الا من شئی یاتی من المدینته قال و قدم الیه قالو ذج فلم اکله فقلت احرام قال لا ولکنی اکره ان اعود نفسی بمالم تعود ما اکل منه رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه احمد) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیر سوا اس چیز کے جو مدینہ سے آتی اور کچھ نہ کھاتے تھے۔ ایک دن آپ کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے نہ کھایا میں نے عرض کیا کیا حرام ہے فرمایا حرام تو نہیں مگر میں اپنے نفس کو ایسی چیزوں کا خوگر کرنا برا جانتا ہوں جس کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔

(۲) عن عدی بن ثابت ان علیا اتی بالفا لوذج فابی ان یا کل منه و قال شئی لم یا کل منه رسول الله صلی الله علیه وسلم لا احب ان اکل منه (الریاض النضره) عدی بن ثابت سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے آگے فالودہ رکھا گیا آپ نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اس چیز کا کھانا جس کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔

(۳) عن حبة العرنی ان علیا اتی بالفا لوذج فوضع قدامه فقال و الله انک الطیب الرئحته حسن اللون طیب المعطم و لکنی اکره ان اعود نفسی مالم تعتد (الریاض النضره) حبہ عرنی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ اسلام کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے فرمایا واللہ تیری بو بہت خوش ہے اور تیرا رنگ بھاتا ہے اور تیرا مزہ اچھا ہے لیکن مجھے کراہت ہے اس کی کہ اپنے نفس کو اس شے کی عادت ڈالوں جس کا کہ وہ خوگر نہیں ہے۔

(۴) عن عبدالله بن زریر قال دخلت علی علی یوم الاضحے فقرب الی حریرة فقلت اصحلک الله یا امیر المومنین قد اکثر لک الخیر فقال یا بن زریر سمعت

رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يحل للخليفته من مال الله الا قصعتان قصعته يا كلها هو و اهله و عيالهٗ و تصعته يضعها بين ايد الناس (مطالب السئول)
عبداللہ بن زریر سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے آگے رکھا میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مال ومتاع کو وافر کیا ہے۔ اگر آپ بطخوں کے گوشت سے ہماری دعوت کرتے تو بہتر ہوتا آپ نے فرمایا اے ابن زریر میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے دو پیمانوں کے سوا خدا کے مال سے لینا حلال نہیں ایک پیمانہ تو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لئے ہے اور دوسرا اس کے مہمانوں کے لیے۔

(۵) عن سويد بن غفلته قال دخلت على على فى قصره و بين يديه رغيف من شعير و قدح من البن و الرغيب يا بس تارة يكسره بيديه و تارة بر كبتيه فشق على ذلك فقلت بجاريته له يقال لهافضه الا ترحمين هذا الشيخ و تنخلين له هذا الشعيرا ما ترين نشارة عليه و ما تعانى منه فقالت لاى شئى يوجر هو و ناثم نحن و انه عهد الينا ان لا ننخل له طعاما قط فالتفت الى و قال ما تقول لهايا بن غفلته فاخيرت و قلت يا امير المومنين ارفق بنفسک فقال لى و يحک يا سويد ما شبع رسول الله صلى الله عليه وسلم و اهله من خبر بر ثلاثته حتى لقى الله تعالى و ما نخل له طعام قط و لقد جعت بالمدينته جوعا شديد افخرجت اطلب العمل فاذا بامراة قد جمعت مدرا تريد ان قبله ففا طعنها على دلو بتمرة فمددت ستته عشر دلو احتى مجلت يداى ثم اخذت التمر و اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته فاكل منه (اخرجه احمد) سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ میں جناب امیر کے پاس دارالامارہ میں گیا آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ اسے ہاتھوں اور کبھی گھٹنوں سے توڑتے تھے یہ حالت دیکھ کر مجھے نہایت تاسف ہوا اور آپ کے لونڈی فضہ سے کہا

تو اس بزرگ پر ترس نہیں کرتی اور ان کے جو چھان کر روٹی نہیں پکاتی اور یہ نہیں دیکھتی کہ بھسی اس پر لگی ہوئی ہے اور اس سخت روٹی کے توڑنے میں ان کو کیسی مشقت ہوتی ہے۔ فضہ نے جواب دیا کیا وجہ ہے کہ اس میں ان کو تو اجر ملے اور ہم گناہ گار ٹھہریں کیونکہ انہوں نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ان کی روٹی ہم کبھی چھان کر نہ پکائیں یہ سن کر جناب امیر نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابن غفلہ تو اس لونڈی سے کیا کہہ رہا ہے میں نے ساری تقریر بیان کی اور کہا اے امیر المومنین آپ اپنی جان پر رحم فرمایئے اور اتنی مشقت نہ اٹھایئے آپ نے فرمایا اے سوید تجھ پر افسوس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کے اہل وایال نے کبھی تین دن برابر گیہوں کی روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی۔ اور کبھی ان کے لیے چھان کر آٹا نہیں پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ میں میں سخت بھوکا تھا مزدوری کرنے کو نکلا دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھلیوں کو جمع کر کے ان کو بھگونا چاہتی ہے میں نے اس سے فی ڈول ایک کھجور اجرت کی اور سولہ ڈول کھینچ کر اس مٹی کو بھگوایا حتی کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ میں وہ کھجوریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور سارا واقعہ بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کھجوروں کو نوش فرمایا۔

(۲) عن زيد قال لي علي اذا صليت الظهر غا افعد الي قال فلما كان الغدو صليت الظهر غدوت اليه فلم اجد عنده حاجبا يحبسني دونه فوجدته جالسا و عنده كوزماء فدعا بوعاء مشدود عليه ختم فقلت في نفسي لقد امنني حتى يخرج الي جواهر او لا ادري ما فيه فلما كسر الخاتم و حله فاذا فيه سويق فاخرج منه قبضته في القدح و صب عليه الماء و شرف و سقاني فلم اصبر فقلت يا امير المومنين اتصنع هذا بالعراق و طعام العراق كثير فقال اما و الله ما اختم عليه بخلا و لا كني اتباع قدرما يكفني و اخاف ان يوضع فيه مَنْ غيره و انا اكره ان ادخل بطني الا طيبا فلذلك احترزت بما ترى (اخرجه الملاني سيرة) زید سے نقل ہے کہ مجھے جناب امیرؑ نے فرمایا کل ظہر کی نماز کے بعد تو میرے پاس آئیو اور کھانا کھائیو۔ جب دوسرا دن ہوا۔ اور میں

ظہر کی نماز پڑھ چکا ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کوئی حاجب ان کا نہیں تھا کہ مجھ کو ان سے روکتا میں نے ان کو بیٹھا ہو پایا ان کے پاس پانی کا ایک لوٹا دھرا ہوا تھا۔ پس وہ ایک ظرف سربستہ لائے جس پر مہر لگی ہوئی تھی میں نے اپنے دل میں کہا البتہ اس میں سے جواہر نکال کر مجھے عطا فرمادیں گے یا کہ میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا ہے جب جناب امیر نے اس کی مہر کو توڑا اور اس کو کھولا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں ستو ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس میں سے ایک مٹھی بھر کر پیالہ میں ڈالے اور اس پر پانی ڈالا اور پیا اور مجھے بھی پلایا میں صبر نہ کر سکا پس میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ عراق میں رہ کر یہ کھاتے ہیں حالانکہ عراق کے کھانے قسم قسم کے ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا واللہ میں بخل کی وجہ سے اس پر مہر نہیں لگاتا مگر جس قدر مجھ کو کافی ہو اس کا اتباع کرتا ہوں۔ اور ڈرتا ہوں کہ کوئی چیز سوا ستو کے اس میں رکھی جائے اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ اپنا پیٹ سوا پاک چیزوں کے بھروں اس لیے میں احتراز کرتا ہوں جیسا کہ تو نے دیکھا ہے۔

(۷) عن عبدالله رافع قال دخلت علی علی یوم عید فقدم الی جراما مختوما فوجدنا فیه خبز شعیر یا بسامر مرضوضا فقدم و اکل فقلت یا امیر المومنین کیف تختمه قال خفت من هذین الولدین ان یلینا بسمن اوزیت (شرح نهج البلاغه للعلامه ابن الحدید) عبداللہ بن ابی رافع سے منقول ہے کہ میں عید کے دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا جناب امیر نے میرے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا رکھ دیا ہم نے اس کو کھولا اور اس میں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے پائے جناب اس میں سے کھانے لگے میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ نے اس پر مہر کیوں لگائی ہے فرمایا میں ان لڑکوں سے ڈرتا ہوں کہ اس کو روغن یا زیت سے چرب نہ کریں۔

(۸) عن ابن حدید قال و کان یا تدم بخل و بملح فان ترقی علی ذلک فببعض نبات الارض فان ارتفع ذلک فیقلیل من الیان الا بل ولا یا کل اللحم الا قلیلا و یقول لا تجعلو بطونکم مقابر الحیوان (شرح نهج البلاغه) علامہ ابن حدید نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ سرکہ اور نمک سے کھانا کھایا کرتے تھے جب اسے کبھی

ترقی فرماتے تو بعض ترکاریوں کا استعمال کرتے اور اگر اس سے بھی بڑھ جاتے تھے کبھی تھوڑا سا اونٹ کا دودھ پی لیتے اور گوشت نہیں کھایا کرتے تھے مگر بہت کم اور فرماتے تھے اپنے پیٹ کو حیوانوں کے مقبرہ مت بناؤ۔

(۹) عن علی بن ربیعته الرائی قال کان لعلی امراتان فکان اذا کان یوم هذه اشتری لحما بنصف درهم و اذا کان یوم هذه اشتری لحما بنصف اخره (الریاض النضره) علی بن ربیعہ الرائی سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں جب اس بی بی کی باری آتی تو آدھے درھم کا گوشت خرید فرماتے اور جب دوسری بی بی کی باری ہوتی تو اس نصف باقی کا گوشت خرید کرتے۔

(۱۰) عن ابی صالح قال دخلت علی ام کلثوم بنت علی و اذا هی تمشط فی ستر بیتی و بینها فجاء حسن و حسین قد خلا علیها و هو جالسته تمشط فقالت الا تطعمون ابا صالح شیئا قال فاخر جوا الی قصعته فیها مرق بحبوب قال قلت تطعمون هذا و انتم امراء فقالت یا اباصالح کیف انت لو تری امیر المومنین علیا و اتی باترج فذهب حسن فاخذ منها اترجته فنزعها من یده ثم امر به فقسم بین الناس (الریاض النضره) ابوصالح سے نقل ہے کہ میں ایک دفعہ جناب ام کلثوم حضرت علی کی صاجزادی کی خدمت میں گیا اور وہ کنگھی کر رہی تھیں میرے اور ان کے درمیان صرف ایک پردہ تھا اتنے میں جناب حسن وحسین ان کے پاس تشریف لائے جناب ام کلثوم نے فرمایا ابوصالح کو تم کچھ کھلاتے نہیں ابوصالح کہتے ہیں کہ میرے لیے ایک شوربے کا پیالہ لائے جس میں دال پڑی ہوئی تھی میں نے کہا تم امیر ہو کر ایسا کھانا کھاتے ہو۔ ام کلثوم فرمانے لگیں اے ابوصالح اگر تو امیر المومنین علی کو دیکھے تو شاید تیرا کیا حال ہو۔ ایک دفعہ جناب امیر کے پاس نارنگیاں آئیں جناب حسین علیہ السلام نے ان میں سے ایک نارنگی اٹھالی جناب امیر نے ان کے ہاتھ سے چھین کر لوگوں کو بانٹ دی۔

جناب امیر علیہ السلام کا صبر

عن ام سلمته قالت جائت فاطمته الی النبی صلی الله علیه وسلم تشتکی اثر الخدمته و تساله خادما قالت یا رسول الله لقد محلت ید ای من الرحا اطحن مرة اعجن مرة فقال لهان ان یرزقک الله شیئا سیاتیک و ساد لک علی خیر من ذلک اذا الزمت مضجعک فسبح الله ثلاثته و ثلثین و کبری الله ثلاثا و ثلاثین و احمد الله اربعا و ثلاثین فهو خیر لک من الخادم (اخرجه الدولابی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب سیدہ علیہا السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گھر بار کے کام کاج کی تکلیف سے شکایت کرنے لگیں کہ میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں کبھی میں پیستی ہوں اور کبھی گوندتی ہوں مجھے ایک خادمہ عطا ہو جائے حضرت نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے جو رزق کہ تمہارے مقسوم میں کیا ہے وہ تمہارے پاس پہنچتا رہے گا میں تم کو ایک نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم سونے لگو اس کو پڑھ لیا کرو۔ تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر تینتیس دفعہ اور الحمد للہ چونتیس دفعہ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

(۲) عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما زوجه فاطمته بعث معها بخمیله من ادم حشوها لیف و رحائین و سقا فقال علی لفاطمته ذات یوم والله ستونت.. حتی لقد استکیت صدری و قد جاء الله ایاک لبسبی فاذهبی فاستخدمیه فقالت و انا والله لقد طحنت حتی مجلت یدی فاتت النبی صلی الله علیه وسلم فقال ما حاجتک یا بنیته قالت جئت لا سلم علیک و استحییت ان تساله و رجعت فقال قلت ما فعلت فقالت استحیت ان اساله فاتینا جمعا فقال علی یا رسول الله لقد سنوت حتی اشکیت صدری و قالت فاطمته و قد طحنت حتی مجلت یدای و قد جاء الله بسبی فاخدمنا فقال و الله لا اعطیکما و ادع اهل الصفاد لطوئے بطونهم لا

اجد تنا انق عليهم و لكنى ابيعه و انفق عليهم اثما نهم فرجعا ناتهما صلى الله عليه وسلم و قدد خلافى قطيفتها اذا عظت و سهما فكشفت اقدامها و اذا عظت اقدامهما كشفت رئوسهما فثارا فقال على مكانكما قال الا اخبر كما مما سالتمانى قال بلى قال كلمات علمينهن جبرئيل فقال سبحان الله دبر كل صلوة عشر او تحمد ان عشراو تكبران عشر او اذا اتيتما الى فراشكما فسبحا ثلاثا و ثلاثين و حمدا ثلاثا و ثلثين و كبرا اربعا و ثلثين قال على فاطما تركتهن منذ علمتهين رسول الله صلى الله عليه وسلم و قيل له و لا ليله صفين قال و لا ليلته صفين (اخرجه احمد) مروی ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک بچھونا اور ایک تکیہ چمڑے کا جس میں لیف خرما بھری ہوئی تھی اور دو چکی کے پاٹ اور مشکیزہ بھیجا جناب علی نے ان سے ایک رات کہا واللہ میں نے اس قدر پانی بھرا ہے کہ میرا سینہ درد کرنے لگا ہے اور خدا تعالی نے آپ کے والد کو غنیمت میں اسیر عطا کی ہیں آپ جائیں اور ان سے ایک خدمت گار طلب کریں جناب فاطمہ فرمانے لگیں میں نے اس قدر پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں پس جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت اقدس میں تشریف لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹی تمہیں کوئی ضرورت ہے جناب فاطمہ نے عرض کیا میں سلام کے لیے حاضر ہوئی تھی۔ اور ان کو سوال کرنے سے حیا مانع آئی۔ اور واپس تشریف لائیں۔ جناب علی نے کہا آپ نے کیا کیا ہے جناب سیدہ نے کہا مجھے حیاء آ گئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتی۔ پھر ہم دونوں مل کر جناب نبی صلعم کے حضور میں گئے جناب علی نے کہا یا رسول اللہ واللہ میں نے اس قدر پانی بھرا ہے کہ میرے سینے میں درد پیدا ہو گیا ہے اور جناب سیدہ نے کہا میں نے اس قدر آٹا پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور خدا نے آپ کو اسیر دیئے ہیں ہمیں بھی ایک خادم عطا فرمائیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا واللہ میں تم کو نہیں دوں گا اور اہل الصفہ کی دعوت کروں گا ان کے پیٹ کمر سے لگے ہوئے ہیں ہم کچھ

نہیں پاتے کہ ان پر نفقہ کریں لیکن ان اسیروں کو بیچ کر ان کی قیمت سے ہم ان کے نفقہ کا بندوبست کریں گے۔ پس حضرت علی اور جناب سیدہ دونوں لوٹ آئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ دونوں صاحب اپنی چادر اوڑھ کر سونے لگے تھے جبکہ وہ اس کو سر پر اوڑھتے تھے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور جب وہ اپنے پاؤں کو ڈھانپتے تھے تو ان کے سر کھل جاتے تھے وہ تعظیم کے لیے اٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی جگہ پر لیٹے رہو اور فرمایا جو چیز کہ تم نے ہم سے طلب کی ہے ہم تمہیں اس کی نسبت آگاہ کریں جناب علی نے عرض کیا بہتر ہے فرمایا کہ وہ چند کلمات ہیں جو مجھ سے جبرائیل نے تعلیم کیے ہیں فرمایا کہ وہ سبحان اللہ ہر ایک نماز کے بعد ہے۔ دس دفعہ اور الحمد للہ ہے دس دفعہ اور اللہ اکبر ہے دس دفعہ اور جب تم بستر پر جاؤ تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور تینتیس دفعہ الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کبھی ترک نہیں کیا جب سے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے مجھے اس کی تعلیم فرمائی ہے لوگوں نے جناب علی سے کہا کیا آپ نے صفین کی لیتلہ الہریر میں بھی اس کو نہیں چھوڑا حضرت نے کہا لیلتہ الہریر میں بھی نہیں چھوڑا۔

عن علی ان فاطمته فلما تلقی من اثر الرحاقانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانطلقت فلم تجدہ فوجدت عائشه رضی الله عنها فاخبرتها فلما جاء النبی صلعم اخبرته عائشه بمحیی فاطمته فجاء النبی صلعم و قد اخذتا مضاجعنا نهیت لا قوم فقال علی مکانکما فقعد بیننا حتی وجدت برد قدمیه علی صدری فقال الا اعلکما خیرا مما سالتمانی اذا اخذتما مضاجکما فکبر اربعا و ثلثین و سبحا ثلاثا و ثلاثین واحمد ثلاثا و ثلاثین فهو خیر لکما من خادم یخد مکما (اخرجه البخاری) جناب علی کہتے ہیں کہ جب چکی کے پیسنے سے جناب فاطمہ کے ہاتھوں پر آبلے پڑ گئے اور آنحضرت صلعم کے پاس غنیمت میں لونڈیاں آئیں حضرت فاطمہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں اور حضور کو نہ پایا حضرت ام المومنین عائشہ سے ملیں جب گھر کو واپس آ گئیں تو آنحضرت تشریف لائے اور ام

المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ کی تشریف آوری سے جناب رسول صلعم کو مطلع کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم سونے کے لیے لیٹے ہی تھے میں گڑ بڑا گیا کہ اٹھ بیٹھوں حضرت نے ارشاد فرمایا تم اپنے بستر پر لیٹے رہو پس ہم دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ میرے سینے کو آپ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک محسوس ہونے لگی فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات سکھاؤں جو تمہیں اس چیز سے بہتر ہو جس کی کہ تم نے خواہش کی ہے جب تم سونے کو لیٹو تو چونتیس بار اللہ اکبر اور تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھا کرو یہ تمہارے لیے اس خادم سے بہتر ہے جو تمہاری خدمت کر سکتا ہے۔

عن اسماء بنت عميس عن فاطمته ان رسول الله صلعم اتا ها يوما فقال اين ابناى يعنى حسنا و حسينا قالت قلت اصبحا و ليس فى بيتنا شئى نذوقه ذائق فقال على اذهب بهما فانى اتخوف ان يبكيا عليک و ليس عندک شئى فذهب بهما الى فلان اليهودى فوجه رسول الله صلى الله صلعم فوجد هما يلعبان فى مشربته بين ايديهما فضل من تمر فقال يا على الا تقلب بنى قبل ان يستد الحر عليهما قالت فقال على اصبحنا و ليس فى بيتنا شئى فلو جلست يا رسول الله حتى اجتمع لفاطمته تمرات فجلس رسول الله صلى الله صلعم و على يبترع لليهودى كل دلو تمبرة حق اجتمع له شئى من تمر فجعله فى حجرته ثم اقبل فحمل رسول الله صلعم احدهما و على اخر (اخرجه الدولابى) اسماء بنت عمیس جناب سیدہ سے روایت کرتی ہیں کہ ایک دن جناب سرور عالم صلعم تشریف لائے اور فرمانے لگے میرے دونوں بیٹے یعنی حسن اور حسین کہاں ہیں حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا صبح اٹھے تھے ہمارے گھر میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ اس کو کوئی چکھنے والا چکھ سکتا جناب علی کہنے لگے میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہوں ڈرتا ہوں کہ تمہارے پاس یہ روئیں اور آپ کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ پس ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے فلانے یہودی کے پاس گئے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے بھی وہیں کا قصد فرمایا اور جا کر دیکھا کہ وہ

کھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے کھجور کی گھٹلیاں دھری ہوئی ہیں۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا یا علی قبل اس کے دھوپ کی گرمی کی تیزی ہو میرے بیٹوں کو لوٹا کر نہیں لے چلتے" جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جب صبح کو اٹھے تو ہمارے گھر میں کوئی کھانے کی چیز نہیں تھی اگر آپ تشریف رکھیں تو میں کھجوریں جناب فاطمہ کے لیے جمع کرلوں پس سرور دین پناہ صلعم بیٹھ گئے اور جناب امیر یہودی کی حوض کو پر کرنے لگے ایک کھجور کے پیچھے ایک ڈول یہاں تک کہ کچھ کھجوریں جمع کرلیں اور اپنی تہ بند کے ڈبے میں دھرلیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو اٹھالیا اور جناب امیر علیہ السلام نے دوسرے کو۔

جناب امیر علیہ السلام کا تقویٰ

(۱) پروردگار عالم نے آیوا فی هدایه و الذی جاء بالصدق و صدق به اولئک هم المتقون میں جناب علیؑ کو حضرت صلعم کی معیت میں متقی بیان فرمایا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ تفسیر در منثور میں بذیل اس آیت کے لکھتے ہیں اخرج بن عساکر عن مجاهد فی قوله تعالی و الذی جاء بالصدق قال رسول الله صلی الله علیه وسلم و صدق به قال علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ پروردگار عالم کے ارشاد میں والذی جاء بالصدق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدق بہ سے جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(۲) اخرج البیهقی باسناده عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من اراد ان ینظر الی ادم فی علمه والی نوح فی تقواه و الی ابراهیم فی خلقه و ال موسی فی هیبته و الی عیسے فی عبادته فلینظر الی علی بن ابی طالب بیہقی اپنی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدم کو ان کے علم کے ساتھ اور حضرت نوح کو ان کے تقویٰ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم کو ان کے خلیل ہونے کے ساتھ اور حضرت موسیٰ کو ان کی ہیبت کے ساتھ اور حضرت عیسیٰ کو ان کی

عبادت کے ساتھ دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۳) **عن انس بن مالک و النواس بن سمعان قال رسول الله صلی الله علیهوسلم بعلی مرحبا بسید المسلمین و امام المتقین (اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار و ابو نعیم فی الحلیة)** انس بن مالک اور نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے حاضر ہونے کے وقت فرمایا شاباش اے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام۔

(۴) **عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عزوجل اوحی الیٰ فی علی ثلاثته اشیاء لیلته اسری بی انه سید المومنین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین (اخرجه الدیلمی و ابو نعیم)** جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھ کو علی کی نسبت تین باتوں کا الہام ہوا ہے کہ وہ مومنین کے سردار اور متقین کے امام اور سفید ہاتھ پاؤں اور منہ والوں کا پیش رو ہے۔

(۵) **عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انک سید المسلمین و یعسوب المومنین و امام المتقین و قائد غر المحجلین (اخرجه الدیلمی)** جناب علی سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنین کے بادشاہ ہو اور متقیوں کے امام اور نورانی چہرہ والوں کے پیش رو ہو۔

جناب امیر علیہ اسلام کا تواضع

(۱) **عن ابی صالح بیاع الکرابیس عن جده قال رایت علیا شتری تمرا بدر هم فحمله فی ملحقه فقیل یا امیر المومنین الا تحملنه عندک قال ابو العال احق بحمله (اخرجه البغوی فی مجمعه)** ابو صالح لٹھوا بیچنے والا اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک درھم کی کھجوریں خرید کیں اور کپڑے میں باندھ کر اٹھا رہے تھے پس ان سے عرض کیا گیا یا امیر المومنین ہم اٹھالیں فرمایا بچوں کا باپ ہی اس کے

اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔

(٢) عن زاذان قال رایت علیا یمشی فی الا سواق فیمسک الشوع بیده فیتاول الرجل الشع و یرشد الضال و یعین الحمال علی الحمول و ھو یقرء ھذہ الایته تلک الدر الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا و العاقبته للمتقین ثم یقول ھذہ الایته نزلت فی ذوی القدرۃ من الناس (اخرجه احمد فی المناقب) زاذان سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ بازاروں میں درہ ہاتھ میں لیے ہوئے ٹہل رہے ہیں اور لوگوں کو درہ سے ہٹاتے ہیں اور راہ بھولے ہوئے کو راستہ بتا رہے ہیں اور بوجھ اٹھانے والوں کی مدد کر رہے ہیں اور آیت پڑھ رہے ہیں کہ (یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو زمین میں غرور اور فساد نہیں کرتے اور عاقبت ڈرنے والوں کے لیے ہے) پھر جناب یہ فرماتے تھے کہ یہ آیت قدرت والے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(٣) عن ابی المطر البصری انه شھد علیا الی اصحاب التمر و جاریته تبکی عندالتمار فقال ماشانک فقالت باعنی ھذا قرا بدرھم فردہ مولای فابا ان یقبله فقال یا صاحب التمر خذ تمرک و اعطھا درھما فانھا خادم و لیس لھا امرفدفع علیا فقال المسلمون تدری من دفعت قال لا قالوا امیر المومنین فصب تمرھا و اعطاھا درھما و قال احب ان ترضی عنی فقال ما ارضانی عنک اذا اوفیت الناس حقوتھم (اخرجه احمد فی المناقب) ابی مطر البصری کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کھجور بیچنے والوں کے زمرہ میں دیکھا اور ایک لونڈی رو رہی تھی جناب امیر نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کیا اس شخص نے ایک درہم کی کھجوریں مجھ کو دیں تھیں میرے آقا نے وہ پھیر دی ہیں یہ لینے سے انکار کرتا ہے جناب امیر نے فرمایا اے بھائی کھجور بیچنے والے یہ خدمتگار ہیں اس کا اپنا اختیار نہیں اپنی کھجوریں لے لے اور درہم اس کو واپس دے دے اس نے جناب امیر کو دھتکارا اور

کہنا نہ مانا مسلمان لوگوں نے کہا ارے تو جانتا ہے کہ تو نے کس کو دھکا دیا ہے وہ بولا نہیں لوگوں نے کہا یہ امیر المومنین ہیں اس نے وہ کھجوریں ڈال لیں اور اس لونڈی کو درھم واپس کر دیا اور جناب امیر سے عرض کرنے لگا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہوں آپ نے فرمایا مجھے تجھ سے کوئی چیز نہیں خوش کر سکتی مگر یہ کہ تو لوگوں کو ان کا حق پورا دیا کرے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حسن خلق

حضرت امیر علیہ السلام نہایت خندہ پیشانی تھے کبھی کسی بات سے جناب کی شگفتہ پیشانی پر بل نہیں آتا تھا ہر وقت تبسم سے لب کھلے رہتے تھے اس وجہ سے بعض متانت پسند لوگ جناب پر نکتہ چینی فرماتے تھے۔ روایت ہے قال معاویته لقیس بن سعد رحم الله ابا حسن کان هشا بشا ذا فکاهت قیس کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یمزح و یتبسم الی الصحابة معاویہ نے قیس بن سعد سے تعریض کی وجہ سے کہا خدا ابو الحسن پر رحم کرے نہایت کشادہ روہنسی والے اور خوش طبع تھے قیس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مزاح کرتے تھے اور صحابہ کے ساتھ ہنستے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حلم

(۱) عن مغفل بن یسار ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لفاطمته علیها السلام الا ترضین فی زوجتک اقدم امتی سلما و اکثر هم علما و اعظمهم حلما (اخرجه احمد فی المناقب) مغفل ابن یسار سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا تم راضی نہیں ہوتیں کہ میں نے تمہارا اپنی امت سے از روئے اسلام کے مقدم ترین اور از روئے علم کے عالم ترین اور از روئے حلم کے ان کے اعظم ترین شخص سے نکاح کیا ہے۔

(۲) سال معاویته خالد بن یعمر فقال له علی احببت علیا فقال علی ثلث خصال

علی حلمه اذا غضب و علی صدقه اذا قال و علی عدله اذا حکم (المناقب المحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) امیر معاویہ نے خالد بن یعمر سے کہا تم کس بات پر جناب علی کو محبوب رکھتے تھے وہ کہنے لگے ان کی تین باتوں پر ان کے حلم پر جبکہ وہ خفا ہوتے تھے اور ان کے سچ پر جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور ان کے عدل پر جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

(۳) **روی ان علیا علیه السلام دعا غلاما فلم یجبه فدعا ثانیا و ثالثا فلم یجبه فقام الیه فراه مضطجعا فقال اما تسمع یا غلام فقال نعم قال ما حملک علی ترک جوابی قال امنت عقوبتک فتکاسلت فقال امض فانت حر لوجه الله تعالی (نقله الغزالی فی احیاء العلوم)** روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا اس نے جواب نہ دیا پھر آپ نے دوبارہ سہ بارہ پکارا اس نے جواب نہ دیا آپ نے اٹھ کر دیکھا کہ وہ سو رہا ہے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تو نے میری آواز کو نہیں سنا تھا وہ عرض کرنے لگا ہاں میں نے سنا تھا حضرت نے ارشاد کیا پھر تو نے کیوں نہیں جواب دیا وہ کہنے لگا چونکہ میں آپ کے عقوبت سے بے خوف تھا اس لیے الکسا گیا۔ آپ نے فرمایا جا لوجہ اللہ میں نے تجھے آزاد کیا۔

جناب علی علیہ السلام کا عفو عن المکافات

(۱) **لما ظفر علی المروان یوم الجمل و کان اعدی الناس له و اشد هم بغضا فصفح عنه (شرح نهج البلاغه)** نقل ہے کہ جب جمل کے دن جناب امیر علیہ السلام مروان پر ظفریاب ہوئے حالانکہ وہ جناب امیر سے سخت عداوت رکھتا تھا اور تمام لوگوں سے زیادہ دشمن تھا جناب امیر نے اس کے قتل سے درگذر فرمایا۔

(۲) **محمد بن طلحه شافعی رحمته الله علیه اور دیگر مورخ نقل کرتے ہیں لما ملک عسکر معاویته علی الماء و احاطوا بشریعته الفرات و قالت روساء الشام له اقتلهم بالعطش کما قتلوا عثمان عطشا و سال علی عن اصحابه ان یسوغوا لهم**

بشراب الماء فقالوا لا والله و لا قطرة حتی تموت ظماء کما مات ابن عفات فلما رای انه الموت لا محالته قد تقدم باصحابه به جمل علی عسکر معاویته حملات کثیفته حتی ازا الهم عن مراکز هم بعد قتل ذریع و سقطت الرئوس و الا یادی و ملکوا علی الماء و صار اصحاب المعاویته فی الفلاة لا ماء لهم فقال اصحابه امنعهم الماء یا امیر المومنین کما منعوک و لا تسقهم منه قطرة و اقتل هم بسیوف العطش و خذ هم قبضاً بالا یدی بالا یدی فلا حاجته لک الی الحرب فقال له و الله لا اکافئهم بمثل فعلهم و مطالب السئول شرح نهج البلاغته لابن الحدید) یعنی جب معاویہ کی فوج پانی کی مالک ہوگئی اور اس نے فرات کے سب راستوں کو گھیر لیا شام کے رئیس معاویہ سے کہنے لگے علی کی فوج کو پیاس سے مار ڈالنا چاہیے جس طرح سے کہ انہوں نے جناب عثمان کو پیاس سے مار ڈالا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے بھی پانی کا گھونٹ پیا ہے عرض کیا کہ واللہ ایک قطرہ پانی کا نہیں ملا۔ اب آپ بھی جناب عثمان کی طرح پیاس سے مارے جائیں گے۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے دوستوں کو موت پیش آ رہی ہے معاویہ کی فوج پر سخت حملہ کیا اور سرعت کے ساتھ جنگ کرنے سے شام کے لوگوں کو جگہ سے ہٹا دیا اور ہاتھ اور سر کٹ کر انبار لگ گئے۔ جناب امیر نے پانی پر قبضہ کر لیا اور معاویہ کے فوج بیابان بے آب میں گھر گئی جناب امیر کے لشکر والوں نے کہا شامیوں پر آپ بھی پانی بند کر دیں جس طرح سے کہ انہوں نے آپ پر بند کیا تھا۔ اور ایک قطرہ پانی کا انکو نہ دینا چاہیے اور پیاس کی تلوار سے ان کو مار ڈالنا چاہیے وہ خود ہاتھ میں آ جائیں گے آپ لڑائی کی ضرورت نہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا واللہ میں ان کو ان کے فعل کی مانند بدلہ نہیں دوں گا۔

علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ جاء به اهل البصرة و جهه و وجوه اولاده بالسیف و شتوه و لعنوه فلما ظفر بهم رفع السیف عنهم و لم یاخذ اتقالهم و لا سبی ذوا دیهم و لا غنم شیئا من اموالهم. یعنی اہل بصرہ نے جناب امیر کے ساتھ اور ان کی

اولاد کے ساتھ تلوار سے لڑائی کی اور گالیاں دیں اور برا بھلا کہا لیکن جب جناب امیر علیہ السلام ان پر ظفر یاب ہوئے تو نہ ان کا سامان لوٹا اور نہ ان کی اولاد کو لونڈی باندی بنایا اور نہ ان کے مال کو لوٹا۔

جناب امیر علیہ اسلام کی شفقت علی الخلق

عن علی قال لما نزلت هذه الایته یا ایها الذین امنو اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوا کم الصدقه قال رسول الله صلی الله علیهوسلم لعلی مرهم ان یتصدقوا قال بکم یا رسول الله قال بدینار قال لا یطیقون قال فنصف دینار قال لا یطیقون قال بعشیرة قال لا یطیقون فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم انک لزهید فانزل الله تعالی اشفقتم ان تقد موا بین یدی صدقات الی اخر الایته و کان علی قول بی خفف عن هذه الامته (اخرجه احمد و النسائی و غیر هما) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہ اے وہ لوگوں کہ تم ایمان لائے ہو جب تم رسول کو مشورت کے لیے بلاؤ تو اپنی مشورت کرنے سے پہلے صدقہ دو) جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا جاؤ ان لوگوں کو صدقہ کا حکم دیدو۔ جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کس قدر صدقہ کا حکم دوں آپ نے فرمایا ایک دینار کے لیے۔ جناب علی نے عرض کیا لوگ اس مقدار کی طاقت نہیں رکھتے آپ نے فرمایا آدھا دینار جناب علی نے عرض کیا اس قدر کی بھی طاقت نہیں آپ نے فرمایا پس ایک جو بھر سونے کے لیے۔ جناب علی نے عرض کیا اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا علی تم بہت ڈرنے والے ہو پس خدا تعالی نے دوسری آیت نازل فرمائی کہ (ڈرتے ہو کہ تم مصلحت کہنے سے پہلی صدقہ دو) جناب علی علیہ السلام کہتے تھے کہ اس امت سے اس حکم میں صرف میری وجہ سے تخفیف ہوئی ہے۔

عن ابی سعید الحذری قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اتی بجنازة لم

یسئل عن شئی من عمل الرجل و یسال عن دینه فان قیل علیه دین کف عن الصلوة و ان قیل لیس علیه دسن صلی علیه فاتی بجنازة فلما قام لیکبر سال صلی الله علیه وسلم هل علی صاحبکم دین قالو ادبنا ران فقعد صلی الله علیه وسلم و قال صلو اعلی صاحبکم و قال علی هما علی و هو برئی منهما فقدم صلی الله علیه وسلم فصلی ثم قال لعلی جزاک الله خیرا فک الله رهانک کما فکلت رهان اخیک (اخرجه الدار قطنی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے جنازے پر تشریف لے جاتے تو اس آدمی کے کسی عمل سے نہ پوچھتے بلکہ اس کے قرض کی نسبت سوال فرماتے اگر کہا جاتا کہ اس پر قرض ہے تو اس کے نماز جناہ پڑھنے سے ہٹ جاتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو نماز جنازہ ادا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک جنازہ پر تشریف لے گئے جب تکبیر کے لیے بڑھے حسب معمول پوچھا کہ تمہارے دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار ہیں آپ نماز پڑھنے سے ہٹ کر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب کو فرمایا۔ تم اپنے دوست پر نمازہ جنازہ پڑھو۔ جناب امیر نے کہا وہ دونوں دینار میرے ذمہ ہیں اور یہ مرنے والا اس قرض سے بری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر اس کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ خدا تجھے نیکی کی جزا دے اور تیرا قرض بھی چھڑائے جیسے کہ تو نے اپنے بھائی کا قرض چھڑایا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا تفقد حال رعایا

عن ابی الصهباء قال رایت علیا بشط (۱) الکلا یسئل عن الا سعار (ریاض النضره) ابوالصہبا سے روایت کہ میں نے جناب امیر کو نہر کے کنارے اجناس کے نرخ پوچھتے ہوئے دیکھا تھا۔

عن عامر الشعبی قال و قدت سودة بنت عمارة بن الاشتر الهمدانیته علی معاویته

(۱) بوضع ست در بصرہ کہ کشتی گاہ است

بن ابی سفیان فاستادنت علیه فاذن لها فلما دخلت قال لها کیف انت یاابنته الاشتر فقالت بخیر فقال لها انت القائله یوم صفین لاخیک. شمر کفعل ابیک یا ابن عمارة یوم الطعال و ملتقی الا اقران و انصر علیا و الحسین و رهطه و اقصد لهند و ابنها بهوان ان الامام اخا النبی محمد علم الهدی و منارة الایمان قالت یا امیر سات الراس و یتر الذنب فدع عنک تذکار ما قدنسی قال هیهات لیس مثل مقام اخیک نسی فقالت صدقت و اللہ یا امیر و لکن اسالک باللہ اعفانی عما استعفیته قال قد نعلت فقال ماجا جتک قالت یا امیر انک صرت الناس سیدا و لا مورهم مقلد اوالله سائلک عما افترض علیک من حقا و لا یزال تقدم علینا من ینهض بغرک و یبسط بسلطانک فیحصد نا حصاد السنبل و یدو سنادیاس البقر هذا ابن ارطاة قدم بلادی و قتل رجالی و اخذ مالی و لو لا الطاعته لکان فینا عزو منعته فاما عزلته فشکرنا ک و اما لا فعر فناک فقال معاویته ایای تهدد نی بقومک و اللہ لقد هممت ان اردک الیه فینفذ حکمه فیک فسکت ثم قالت. صلی الا له علی روح تضمنه قبر فاصبح فیه العدل مد فونا فقال من ذاک قالت علی بن ابی طالب قال ما اری علیک منه اثر قالت بلی اتیته یوما فی رجل و لاه صدقاتنا فوجدته قائما یصلی فانفتل من الصلوة ثم قال برافته و تلطفت الک حاجته فاخبرته خبر الرجل فبکی ثم رفع راسه الی السماء فقال للهم انت تعلم انی لم امرهم بظلم خلقک و ترک حقک ثم اخرج من حبیبه قطعته من جواب فکتب فیه بسم اللہ الرحمن الرحیم قد جاء تکم بینته من ربکم فاوفوا الکیل و المیزان و الا تبخسو الناس اشیاء هم لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین اذا تاک کتابی هذا حفظ بما فی یدیک حتی یاتی من یقبضه منک و السلام فعزله فقال معاویته اکتبوا لها بالا نصاف لها و العدل علیها فقالت الی خاصته ام لقومی

عامته قال اما انت و غیرک قالت ھی و اللہ اذا الفحشاء و اللوم ان کان عدلا شاملا و الا یسعنی ما یسع قومی قال ھیھات علمکم ابن ابی طالب الجراۃ علی السلطان (نقلہ امام ابوعمر احمد بن عبد ربہ الاندلسی فی کتابہ العقد الفرید) عامر الشعبی ناقل ہیں کہ سودہ بن عمارہ بن الاشتر الہمد انیہ ایک دفعہ بطریق سفارت معاویہ بن سفیان کے دربار میں حاضر ہوئی اوراذن مانگا معاویہ نے اپنے سامنے بلالیا جب سامنے گئی معاویہ نے اس سے کہا اے اشتر کی بیٹی تیرا کیا حال ہے سودہ نے کہا اچھا حال ہے۔ معاویہ نے کہا تو نے ہی صفین کے روز اپنے بھائی کے واسطے یہ اشعار کہے تھے۔ کہ اے ابن عمارہ نیزہ مارنے اور بہادروں کے باہم ملنے کے روز تو بھی اپنے باپ کی مانند دامن اٹھالے اور علی اور حسن اوران کے گروہ کی مدد کر اور ہندہ اور اس کے بیٹے کوخوار کر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہی امام ہے اور وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے سودہ نے جواب دیا اے امیر سر کٹ گیا دم اکھڑ گیا جو بات بھول گئی ہو اس کا ذکر چھوڑ معاویہ کہنے لگا افسوس ہے۔ تیرے بھائی کا وہ مرتبہ نہیں تھا کہ اس کا ذکر بھول جائے سودہ نے کہا آپ نے سچ کہا ہے لیکن جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے خدا کے لیے آپ معاف فرمادیں۔ معاویہ نے کہا میں نے معاف کیا تو اپنی حاجت بیان کر سودہ نے کہا اے امیر اب آپ لوگوں کے سردار رہ گئے ہیں اور ان کے تمام امور آپ کے گلے پڑے ہیں۔ خدا نے جو امر کہ تم پر ہمارے حقوق سے فرض کیا ہے ضرور اس کی نسبت تم سے پوچھنے والا ہے ہمیشہ ہم پر آپ اپنا عامل بھیجتے ہیں۔ جو آپ کی عزت کی وجہ سے ہم پر حکومت کرتا ہے اور ہم کو کھیتی کی طرح کاٹتا ہے اور گائے کی طرح سے دوہتا ہے۔ یہ ابن ارطاۃ ہمارے شہر پر حکم بنا کر بھیجا گیا ہے جس نے ہمارے مردوں کو مار ڈالا ہے اور ہمارا مال چھین لیا ہے۔ اگر اطاعت ہمیں مانع نہ آتی تو ہم بھی عزت رکھتے تھے اور دفع کر سکتے تھے اگر تو نے اس کو معزول کر دیا تو ہم تیرا شکریہ ادا کریں گے ورنہ ہم جان جائیں گے۔ معاویہ کہنے لگا کیا تو مجھے اپنی قوم سے ڈراتی ہے واللہ میں چاہوں تو تجھے اسی کے پاس بھیج دوں تا کہ وہ اپنا حکم تم پر جاری کرے۔ سودہ نے خاموش ہو کر یہ شعر پڑھے۔ خدا کی رحمت ہو اس روح پر کہ (اس کو قبر نے

بغلگیر کرلیا ہے کہ وہ عدل ...... کرتا ہوا اس میں دفن ہوا ہے۔ معاویہ کہنے لگا یہ کون شخص ہے۔ سودہ نے کہا علی بن ابی طالب معاویہ نے کہا میں تو اس کی مہربانی کا کوئی اثر نہیں پاتا۔ سودہ بولی۔ ایک روز میں ان کی خدمت میں ایک شخص کی نسبت شکایت لے کر گئی جس کو کہ انہوں نے ہم سے زکوۃ حاصل کرنے کے لیے عامل مقرر کیا ہوا تھا میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے پایا نماز سے منہ پھیر کے نہایت مہربانی سے مجھے ارشاد کیا تجھے کوئی ضرورت ہے۔ میں نے اس شخص کا پورا حال عرض کیا آپ یہ سن کر رونے لگے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگے اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے عاملوں کو تیری خلقت پر ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ اور تیرا حق چھوڑ دینے کو نہیں کہا ہے پھر اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکال کر اس پر لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم بے شک تمہارے رب سے تمہارے پاس کھلا نشان آیا ہے پس تم پیمانے اور ترازو کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں مت گھٹاؤ اور زمین میں اس کے سنوارے کے بعد خرابی مت ڈالو۔ اگر تم مومن ہو الخ جب میرا خط تجھ کو ملے تو جو کچھ کہ تیرے پاس ہے اسے خوب نگاہ رکھ جب تک کہ اس کا لینے والا تیرے پاس پہنچ جاوے۔ والسلام پھر جناب امیر نے اس کو معزول کر دیا معاویہ اپنے کاتب سے کہنے لگا تم بھی اس عورت کیلیے عدل وانصاف کرنے کی نسبت لکھ کر بھیجو عمارہ کہنے لگی میرے لیے یا میری قوم کے لیے معاویہ نے کہا تجھے دوسروں سے کیا سروکار ہے عمارہ کہنے لگی یہ امر تو نہایت ملامت ناک ہے اگر عدل شامل ہے تو بہتر ورنہ جو میری قوم کا حال ہوگا وہی میرا ہوگا۔ معاویہ کہنے لگا علی بن ابی طالب نے تم لوگوں کو بادشاہوں کے سامنے گستاخی کرنے کی جرات دلا دی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی رعایت قیدیوں کے ساتھ

و کان لقیور علی مفاتیح یحل عنها فی مواقیت الصلوة و کان ینفق علیهم من بیت المال و یقول علینا الوثاق و علیهم الا باق (نقله نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السیلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب امیر کے جیل خانہ

کی کنجیاں تھیں جن سے نماز کے وقت وہ قید خانے کھولے جاتے تھے اور جناب امیر بیت المال سے ان کی خوراک عطا فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ہمارا کام ان کو قید رکھنا ہے اور ان کا کام بھاگنا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا تورع

عن عبداللہ بن زریر قال دخلت علی علی بن ابی طالب یوم لا ضحیٰ فقرب الینا حریرۃ فقلت اصلحک اللہ یا امیر المومنین لو قربت الینا من ھذا البط یعنی الا وز فان اللہ قد اکثر الخیر فقال یا بن زریر سمعت رسول صلعم یقول لا یحل لخلیفتہ من مال اللہ الا قصعتان قصعتہ یاکلھا ھو و اھلہ و قصعتہ یضعھا بین ایدی الناس (اخرجہ احمد) عبداللہ بن زریر سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضحی کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے سامنے کیا میں نے کہا اے امیر المومنین خدا آپ کو نیکی دے اگر آپ اس بطخ کو ہمارے لیے ذبح کرتے تو کیا اچھا ہوتا اللہ نے مال ومتاع وافر کیا ہے فرمایا یا ابن زریر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے دو پیالوں کے سوا مال خدا سے لینا حلال نہیں ایک تو خود اس کے اور اس کے گھر کے لوگوں کے لیے اور ایک اس کے مہمانوں کے لیے۔

عن ابی مطرف قال رایت علیا موتزر ابا زار مرتد یا برداء و مصہ الدرۃ کانہ اعرابی بدوی حتی بلغ سوق الکرابیس فقال یا شیخ احسن بیعی فی قمیصی بثلاثتہ دراھم فلما عرفہ یشتر منہ فاتاہ اخر فلما عرفہ لم یشتر منہ شیئا فاما غلاما ما حدثا فاشتری منہ قمیصا بثلاثتہ دراھم ثم جاء ابو الغلام فاخبرہ فاخذ ابو در ھما ثم جاء بہ فقال ھذا الدرھم یا امیر المومنین قال ماشان ھذا الدرھم قال کان القمیص ثمن درھمین قال باعنی رضای و اخذت رضاہ (اخرجہ احمد) احمد مطرف سے منقول ہے کہ میں نے

جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ تہ بند باندھے ہوئے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے اور درہ ہاتھ میں لیے بازار میں پھر رہے ہیں۔ بالکل مثل ایک دیہاتی آدمی کے معلوم ہوتے تھے گاڑا بیچنے والوں کے بازار میں تشریف لائے اور ایک دکاندار سے کہا تین درم کا کرتا ہمیں دے دے۔ اس نے جناب امیر کو پہچان لیا آپ دوسرے دکاندار کے پاس چلے گئے جب اس نے بھی شناخت کیا تو آپ وہاں سے بھی چل دیے اور اس سے کوئی شے مول نہ لی پھر ایک بہت چھوٹی عمر والے لونڈے کی دکان پر گئے اس سے تین درھم کا کرتہ مول لیا بعد ازاں اس کا والد آ نکلا اس لڑکے نے سارا ماجرا بیان کیا وہ ایک درہم لے کر جناب امیر کی خدمت میں پہنچا۔ اور عرض کیا۔ یہ ایک درہم ہے آپ نے فرمایا یہ کیسا درہم ہے اس نے عرض کیا قمیض دو ہی درہم کا تھا آپ نے فرمایا اس لڑکے نے ہماری رضا حاصل کر لی ہے اور ہم نے اس کی رضا حاصل کی ہے آپ نے درہم اس سے واپس نہ لیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا رعایت حقوق الناس

(۱) عن ابی رافع مولی رسول صلی الله علیه وسلم کان خازنا لعلی بن ابی طالب علی بیت المال قال قد دخل علی یوما و قد زینت ابنته فرای علیها لو لوة کان عرفها لبیت المال فقال من این لها هذه لا قطعن ایدیها فلما رای ابو رافع جده فی ذلک فقال انا و الله یا امیر امومنین زینتها بها فقال علی لقد تزوجت بفاطمته و مالی فراش الا جلد کبش ننام علیه باللیل و نعلف علیه بالنهار ناضحنا مالی خادم غیرها (کامل ابن اثیر) ابورافع جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جناب امیر علیہ السلام کی بیت المال کا خازن تھا بیان کرتا ہے کہ ایک دن جناب امیر گھر میں تشریف لے گئے میں نے آپ کے صاحبزادے کے کان میں موتی ڈال دیے تھے جناب امیر علیہ السلام نے ان موتیوں کو بیت المال میں دیکھا تھا جب جناب امیر نے اپنے صاحبزادے کے کان میں وہ موتی دیکھے فرمایا

اس نے یہ کہاں سے پائے ہیں ہم ضرور اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں گے جب ابورافع نے جناب امیر کی اس بارے میں کد دیکھی عرض کیا یا امیر المومنین واللہ میں نے ان کو یہ موتی پہنائے تھے آپ نے فرمایا جب ہمارا نکاح جناب فاطمہ علیہا السلام سے ہوا تو ہمارا بستر ایک مینڈھے کی کھال کے سوا کچھ نہ تھا رات کو ہم اس پر سوتے تھے دن کو ہمارا اونٹ اس پر دانا چرتا تھا۔ ہمارا کوئی خادم ان کے سوا یعنی جناب سیدہ علیہا السلام کے سوا نہیں تھا۔

عن یحیی بن سلمته استعمل علی عمرو بن سلمته علی اصبھان فقدم و معه از قاق سمن و عسل فارسلت ام کلثوم بنت علی الی عمرو فطلب سمنا و عسلا فارسل الیھا ظرف عسل و ظرف سمن فلما کان الغد خرج علی و احضر المال و العسل و السمن لیقسم فعد الزقاق فنقصت زقین فساله عنھما فقیل له بعثت ام کلثوم فاخذت منه فبعث الی مقومین فامرھم بتقویم ما نقص منھما فقو لوا خمسته دراھم فبعث الی ام کلثوم فقال ابعثی لی خمسته دراھم ثم قسم بین المسلمین (ریاض النضره و کامل ابن اثیر) یحیٰی بن سلمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمرو بن سلمہ کو اصبہان پر عامل کر کے بھیجا جب وہ وہاں سے آئے تو اپنے ساتھ گھی اور شہد کی مشکیں بھر کر لائے۔ جناب امیر علیہ السلام کی صاحبزادی ام کلثوم نے عمر بن سلمہ سے قدرے گھی اور شہد طلب فرمایا عمر نے ایک برتن گھی کا اور ایک شہد کا ان کی خدمت میں بھیج دیا۔ دوسرے دن جب جناب امیر گھر سے باہر تشریف لائے اور تقسیم کے لیے مال اور گھی اور شہد پیش کیا گیا حضرت نے مشکیں شمار کیں دو مشکیں ٹوٹی ہوئی پائیں عمرو سے ان کے بارے میں پوچھا عرض کیا گیا جناب ام کلثوم نے گھی اور شہد مانگا تھا میں نے ان کو بھیج دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے وہ مشکیں جانچ کرنے والوں کے پاس بھیج دیں اور ان کے نقصان کی جانچ کرنے کا حکم دیا انہوں نے عرض کیا ان میں پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے پس جناب ام کلثوم کے پاس ایک آدمی کو بھیج کر حکم دیا کہ پانچ درہم ہمارے پاس بھیج دو پھر مسلمانوں میں مال اور مشکیں تقسیم کیں۔

قيل انه وصل اليه زقاق عسل جاءت من اليمن فنزل بالحسن ضيف فاستسلف الحسن درهما فاشترى به خبزا و احتاج الى الا دام فطلب من القنبر ان يفتح له زقا من تلك الزقاق ففتحه و اخذ منه رطلا فلما قعد امير المومنين ليقسم الزقاق قال لقبر قد حدث في هذا الزقاق حدثا فقال صدق قولک يا امير المومنين و اخبره الخبر فغضب فقال علي به فلما حضر الحسن هم بضربه فاقسم عليه بعمه جعفر و كان اذا سئل بحق جعفر يسكن فقال ما حملک علي ما فعلت و اخذت منه قبل القسمته قال ان لنافيه حقا فاذا اعطينا رددناه قال و ان كان لک فيه حق و لكن ليس لک ان تنفع بحقک قبل الناس بحقوقهم ثم دفع الى قنبر درهما و قال اشتر به اجود عسل تقدر عليه قال راوی فكانی انظر الی يد علی علی فم الزقاق و قنبر يقلب العسل و هو يبكي و يقول اللهم اغفر للحسن فانه لا يعلم (مطالب السئول) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس یمن سے شہد کی بھری ہوئی مشکیں آئیں ناگاہ جناب حسن علیہ السلام کے پاس چند مہمان وارد ہوئے جناب حسن نے ایک درہم دے کر بازار سے روٹیاں منگوائیں اور سالن کی ضرورت پیش آئی قنبر سے کہا ایک مشک کھول کر شہد دے دو انہوں نے مشک کو کھولا اور اس میں ایک رطل شہد لے کر بھیج دیا جب جناب امیر علیہ السلام مشکوں کی تقسیم کرنے کے لیے بیٹھے قنبر سے کہا ان مشکوں میں کوئی فتور معلوم ہوتا ہے۔ قنبر نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ سچ فرماتے ہیں جناب حسن کا شہد لینا ان کے سامنے بیان کیا جناب امیر نے غصہ ہو کر فرمایا حسن کو میرے پاس بلا لا جب جناب حسن حاضر ہوئے تو جناب امیر نے ان کے مارنے کا قصد کیا جناب حسن نے اپنے چچا جعفر رضی اللہ تعالی عنہ کی قسم دی جب جناب امیر کو ان کی قسم دی جاتی تھی حضرت کا غصہ فرو ہو جاتا تھا پس آپ نے جناب حسن سے فرمایا تم کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا کہ تم نے تقسیم سے پہلے شہد لے لیا۔ جناب حسن نے کہا ہمارا اس میں حق ہے ہم نے یہ خیال کیا کہ جب ہم کو ہمارا حق ملے گا ہم اسی قدر اس میں سے واپس کر دیں گے جناب امیر نے کہا

اگر تمہارا حق اس میں ہے لیکن یہ حق تو تمہارا نہیں ہے کہ تم اور لوگوں سے پہلے اس حق سے نفع اٹھاؤ پھر قنبر کو ایک درہم دیا اور فرمایا کہ خالص شہد اسی مقدار پر مول لاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ اب تک وہ بات میری نگاہوں میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مشک کا منہ کھولا ہوا ہے اور قنبر اس میں شہد ڈال رہا ہے اور جناب امیر رو رہے ہیں اور فرماتے ہیں اے بار خدایا حسن کو بخش دے کہ وہ نہیں جانتا ہے۔

رقیل ان عقیلا سال علیا فقال انی محتاج فاعطنی قال اصبر حتی یخرج عطاء ک مع المسلمین فاعطیک معهم فالحح علیه فقال لرجل خذ بیده و انطلق به الی حوانیت اهل السوق فقل له دق هذء الاقفال و خذ ما فی هذه الحوانیت قال ترید ان تتخذ نی سارقا قال و انت ترید ان یتخذونی سارقا اخذ اموال المسلمین فاعطیکها دونهم قال انی اذهب الی معاویته قال انت و ذاک (اخرجه ابن حجر فی الصواعق) روایت ہے کہ عقیل رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھے کچھ عطا فرمادیں میں بہت محتاج ہوں جناب امیر نے ارشاد کیا آپ چندے صبر کریں مسلمانوں کے حصوں کے ساتھ تمہارا حصہ بھی نکال دوں گا جناب عقیل الحاح کرنے لگے حضرت امیر نے ایک آدمی سے فرمایا ان کا ہاتھ پکڑ کر انکو بازار میں لے جا اور کہہ دے کہ بازار کی دکانوں کے قفل توڑ کر جو کچھ ان میں ہو لے لیں۔ جناب عقیل نے عرض کیا کیا آپ مجھ سے چوری کرانا چاہتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا کیا تم مجھ سے چوری کرانا چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال تم کو دے دوں وہ کہنے لگے میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں گا آپ نے فرمایا یہ تمہارا اختیار ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا عدل

و عن ابی سعید الخدری و معاذ جن جبل قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی لک سبع خصال لا یحاجک فیهن احد یوم القیامته انت اول المومنین

ایمانا و وفاهم بعهد الله و اقومهم بامر الله و ارد فهم بالرعیته و اقسمهم بالسویته و اعلمهم بالقضیته و اعظمهم یو القیامته عند الله بالمریه (اخرجه الخوارزمی) ابو سعید خدری اور معاویہ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تمہاری ایسی سات خصلتیں ہیں کہ قیامت کے روز ان میں کوئی تم سے جھگڑا نہیں کر سکتا تم سب مومنین سے از روئے ایمان اول ہو۔ اور سب سے زیادہ رعیت پر مہربان اور سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والے اور سب سے زیادہ قیامت کے دن بڑے مرتبے والے ہو۔

سال معاویه خالد بن یعمر فقال علی احببت علیا فقال علی ثلاث خصال علی حلمه اذا اغضب و علی صدقه اذا قال و علی عذله اذا احکم (المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) خالد بن یعمر سے امیر معاویہ نے پوچھا کہ تم علیؑ کو کیوں دوست رکھتے تھے خالد نے کہا ان کی تین خصلتوں حلم کی وجہ سے جبکہ وہ خفا ہوتے تھے ان کے سچ بولنے کی وجہ سے جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور ان کے عدل کی وجہ سے جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

عن عاصم بن کلیب عن ابیه قال قدم علی علی من اصفهان فقسمه علی سبعته اسهم فوجد فیه رغیفا فقسمه علی سبعته کسر و جعل علی کل جزء کسره ثم اقرع بینهم لینظر الیهم یعطی اولا (اخرجه احمد و الخلعی) عاصم بن کلیب اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس اصفہان سے مال آیا حضرت نے اس کے سات حصے کیے اس میں ایک روٹی بھی تھی اس کے بھی سات ٹکڑے کیے اور ساتھ امیروں کو بلایا پھر قرعہ ڈالا تا کہ کس کو پہلے دیا جائے۔

قال الشعبی و جد ذرعا عند النصرانی فاقبل به الی شریح و جلس الی حاشیته و قال لو کان خصمی مسلما لساویته و قال هذا ورعی فقال النصرانی ما هی الا ورعی و لم یکذب امیر المومنین فقال شریح الک بینته قال لا و هو یضحک فاخذ النصرانی الدرع و مشی یسیرا ثم عاد و قال اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان هذه

الا احکام الانبیاء امیر المومنین قدمنی و الی قاضیه و قاضیه یقضی علمیه حکمه ثم اسلم و اعترف ان الدرع سقطت من علی عند مسیره فی صفین ففرح علی باسلامه و وهب له الدرع و فرسا و شهد معه فتال الخوارج (طلحه الشافعی فی مطالب السئول) ثعلبی رحمتہ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی زرہ ایک نصرانی کے پاس دیکھی اس کو قاضی شریح کے پاس لائے اور فرش کے حاشیہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں اس کے برابر کھڑا ہوتا اور فرمایا یہ ہماری زرہ ہے نصرانی کہنے لگا نہیں یہ زرہ تو میری ہے۔ باوجودیکہ جناب امیر علیہ اسلام نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ قاضی شریح نے ہنس کر کہا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے جناب امیر نے فرمایا نہیں پھر نصرانی زرہ کو لے کر تھوڑی دور گیا اور لوٹ آیا۔ اور کہنے لگا گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے احکام ہیں کہ امیر المومنین مجھے قاضی کے سامنے لائیں اور قاضی ان پر اپنی قضاء کا حکم جاری کرے میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ زرہ جناب امیر سے صفین کی جنگ میں گر پڑی تھی جناب امیر علیہ السلام اس کے مسلمان ہو جانے سے نہایت خوش ہوئے اور وہ زرہ اسی کو بخش دی اور ایک گھوڑا عطا فرمایا وہ نصرانی جناب امیر کے ساتھ خارجیوں کے جنگ تک حاضر رہا۔

عن کریمته بنت همام الطائیته قالت کان علی یقسم الورس (۱) فینا بالکوفته قال فضالته حملناه علی العدل منه (اخرجه فی المناقب) کریمہ بنت ہمام الطائی قائل ہے کہ جناب امیر گلگونہ تقسیم فرمایا کرتے تھے فضالہ کہتا ہے کہ ہمیشہ اسے برابر ہی لیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے حیا

عن علی قال کنت رجلا نداء فکنت استحیی ان اسال رسول الله صلی الله علیه وسلم بمکان ابنته منی فامرت مقداد بن الا سودان یساله فقال صلی الله علیه وسلم

---

(۱) فی الصدح ادرس بنت صفر یکون بالیمن یتخذ منها الغمره الرجه

یغسل ذکرہ و یتوضاء (اخرجه الشیخین) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے جاتی تھی اور حیا مانع تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھوں میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں حضرت نے فرمایا اپنے پیشاب کی جگہ کو دھو کر وضو کرلیا کریں۔

جناب امیر علیہ السلام کی غیرت قومی

عن علی قال قلت لرسول الله صلی الله علیه وسلم مالک تنوق فی قریش و تدعنا قال و عندکم شیئا قلت نعم بنت حمزة فقال صلی الله علیه وسلم انها لا تحل لی انها ابنته اخی من الرضاعته (اخرجه المسلم) جناب علی علیہ اسلام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ ہم کو چھوڑ کر قریش میں شادی کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس میری کوئی شے ہے میں نے کہا ہاں حمزہ کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھ پر حلال نہیں کیونکہ حمزہ میرے دودھ شریک تھے اور وہ رضاعت کی وجہ سے بھتیجی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی فراست

عن علی قال یا اهل الکوفته ستقتل منکم سبعته نفر خیار کم مثلهم کمثل اصحاب الا خدو منهم حجر بن العدی و اصحابه فقتلهم معاویته فی دمشق الشام کلهم من الکوفته (کنز العمال) جناب امیر علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں سے فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں سے سات آدمی جو کہ نہایت برگزیدہ ہیں قتل کیے جائیں گے ان کی مثل گڑھے کے شہیدوں کی سی ہے ان میں سے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ پس امیر معاویہ نے ان کو دمشق الشام میں قتل کیا وہ سب کوفہ میں سے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حافظہ

عن مکحول عن علی قال فی قوله تعالی و تعیها اذن و اعیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سالت الله ان یجعل اذنک یا علی ففعل فکان یقول ما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم کلا ما الا وعیته و حفظته و لم انسه (اخرجه الدیلمی) مکحول جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کی شان نزول میں (کہ یاد رکھیں گے اس کو یاد رکھنے والے کان) روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تیرے کانوں کو خدا ایسا کر دے پس خدا نے انہیں ایسا ہی کر دیا جناب علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر کہ میں نے اس کا دھیان رکھا اور اس کو یاد کر لیا اور بھولا نہیں۔

عن ابن عباس لما نزلت هذه الایته قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سالت الله ان یجعلها اذنک یا علی قال علی فما نسیت شیئا بعد ذلک (اخرجه ابو نعیم فی الحلیته و ابن المغازلی فی المناقب) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (دھیان رکھیں گے اس کو دھیان رکھنے والے کان) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تیرے کان بن جائیں علی کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی کوئی چیز نہیں بھولی۔

و عن بریدة الا سلمی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی ان الله امرنی ان اعلمک تعیی و حق علی الله ان تعبی قال فنزلت و تعیها اذن و اعیته (اخرجه المغازلی فی المناقب و ابو نعیم فی الحلیته و الثعلبی فی تفسیره و الواحدی فی اسباب النزول و الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی سے

ارشاد فرمار ہے تھے کہ اللہ تعالی نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھے سکھاؤں تا کہ تو دھیان میں رکھے اور خدا پر حق ہے کہ تجھ سے دھیان میں رکھائے بریدہ کہتے ہیں کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ دھیان میں رکھیں گے اس کو دھیان میں رکھنے والے کان۔

جناب امیر علیہ السلام کی سرعت فہم

عن سعید بن المسیب ان رجلا اوتی به الی عمر بن الخطاب و کان صدرا منه قال بجماعته من الناس و قد سالوه کیف اصبحت قال اصبحت احب الفتنته و اکره الحق و اصدق الیهود و النصاری و اومن بمالم اره و اقر بمالم یخلق فارسل عمر الی علی فلما جاء ہ و اخبره بمقالته الرجل فقال صدق یحب الفتنته قال الله تعالی انما اموالکم و اولاد کم فتنته و یکره الحق یعنی الموت قال تعالی جاء ت سکرت الموت بالحق و یصدق الیهود و النصاری قال تعالی و قالت الیهود لیست النصاری علی شئی و قالت النصاری لیست الیهود علی شئی و یو من بمالم یره یومن بالله عز و جل و یقر بمالم یخلق یعنی الساعته فقال عمر اعوذ بالله من معضلته لیس لها ابو الحسن (نور الابصار) سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ لوگ ایک شخص کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے جس سے یہ بات صادر ہوئی تھی کہ ایک گروہ نے اس سے پوچھا تھا تو نے آج کس طرح سے صبح کی ہے یعنی آج تیرا کیا حال ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس طرح سے صبح کی ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق سے کراہت کرتا ہوں اور یہود و نصاری کی تصدیق کرتا ہوں اور جس کو نہیں دیکھا اس پر ایمان لاتا ہوں اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اس کا اقرار کرتا ہوں پس حضرت عمر نے حضرت علی کو بلوایا جب آپ تشریف لائے اور اس شخص کے قول کو بیان کیا آپ نے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے۔ دوست رکھتا ہے فتنہ کو چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے کہ سوا اس کے نہیں ہے کہ مال تمہارا اور اولاد تمہاری فتنہ ہیں اور حق سے کراہت رکھتا ہے۔ یعنی موت سے چنانچہ فرمایا ہے اللہ

تعالی نے کہ آئی بیہوشی موت کی ساتھ حق کے اور یہود و نصاری کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہتے ہیں یہود کہ نہیں ہیں نصاری کسی شے پر اور کہتے ہیں نصاری نہیں ہیں یہود کسی شے پر اور جس چیز کو نہیں دیکھا ایمان لایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل وعلا پر ایمان لایا ہے اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اس کا اقرار کرتا ہے جس سے مراد قیامت ہے۔ حضرت عمر نے یہ سن کر کہا کہ میں ایسی مشکل سے کہ جس کے رفع کرنے کے لیے ابوالحسن نہ ہوں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔

جناب امیر علیہ السلام کی صداقت

(۱) عن عباد بن عبداللہ قال علی انا عبداللہ و اخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انا صدیق الاکبر لا یقولھا ذالک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد و النسائی و الحاکم) عباد بن عبداللہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں۔ اور صدیق اکبر ہوں اس کو میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر کاذب میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

عن سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت الصدیق الاکبر (اخرجہ الدیلمی و الطبرانی) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم صدیق اکبر ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی امامت

عن فاطمتہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ و من کنت امامہ فعلی امامہ (اخرجہ السید علی الھمدانی فی مودۃ القربی) جناب فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا میں ولی ہوں پس اس کا علی ولی ہے اور جس کا

میں امام ہوں پس اس کا علی امام ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی خلافت

عن عبدالله بن مسعود قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و قد اصحر فتنفس الصعداء فقال رسول الله مالک تنفس يا بن مسعود نعيت الى نفسى قلت استخلف يا رسول الله قال من قلت ابابكر فسكت ثم تنفس فقلت مالى اراک تنفس يا رسول الله قال نعيت الى نفسى فقلت استخلف يا رسول الله فقال من قلت عمر بن الخطاب فسكت ثم تنفس فقلت ما لى اراک يا رسول الله قال نعيت الى نفسى فقلت استخلف فقال من قلت عليا قال ذاک و الذى لا اله غيره لو بايعتموه اد خلكم الجنته اجمعين (اخرجه اب نعيم فى الحليته و الخوارزمى فى المناقب و الطبرانى فى الكبير فى مسند عبدالله بن مسعود) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو جناب رسول اللہ صلعم نے ایک بڑا گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہری سانس بھرتے ہیں فرمایا اے ابن مسعود ہم کو ہمارے عنقریب انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ بنا جائیں آپ نے فرمایا کس کو بنا جائیں میں نے عرض کیا ابوبکر آپ خاموش ہو گئے پھر آپ نے گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہری سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا ابن مسعود ہم کو ہمارے انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں آپ نے فرمایا کس کو میں نے عرض کیا عمر کو آپ خاموش ہو گئے پھر ایک ساعت کے بعد آپ نے ایک بڑا گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا آپ کیوں گہری سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا ہمیں اپنے انتقال کی خبر لگی ہے میں نے عرض کیا آپ کسی کو خلیفہ بنا جائیں آپ نے فرمایا کس کو میں نے عرض کیا علی بن ابی طالب کو آپ نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تم نے اس سے بیعت کی تو وہ تم سب کو جنت میں داخل کریں گے۔

عن انس بن ماک قال قال رسول الله صلعم ان الله اصفطا فی علی الانبیاء و اختار لی و صیاد اخرت ابن عمی و شدبه عضدے کما شد عضد موسی باخیه هارون و هو خلیفتے و وزیرے لو کان النبوه یعدی لکان نبینا (اخرجه سید علی الهمدانی فی مودة القربی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تمام انبیاء سے برگزیدہ کیا ہے اور مجھ کو وصی بنانے کا اختیار دیا ہے پس میں نے اپنے ابن عم کو انتخاب کیا ہے اور ان کی وجہ سے میرے بازو کو قوی کیا ہے۔ جس طرح موسیٰ کے بازو کو ان کے بھائی ہارون سے قوی کیا پس وہ میرا خلیفہ اور وزیر ہے اور اگر میرے بعد نبوت ختم نہ ہوتی وہ نبی ہوتا۔

عن عبد الرزاق باسناده عن حذیفه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ولو اعلیا فتجدوه هادیا مهدیا (اخرجه ابن عبدالبر فی الاستیعاب) عبدالرزاق اپنی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد کیا کہ اگر تم علی کو حاکم بناؤ تو تم اس کو ہادی اور مہدی پاؤ گے۔

جناب امیر علیہ السلام کی طہارت

عن ابی سعید الخدری فی قوله تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انها نزلت فی خمسته فی وفی علی و فاطمته و الحسن و الحسین (اخرجه احمد و الطبرانی و الجریر و هذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء و قد صححه بعضهم نزل الابرار) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ اس آیت کے شان نزول کے متعلق کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت خصوصیت سے پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی

ہے۔یعنی ہمارے حق میں اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے حق میں یہ حدیث اکثر علماء کی رائے پر حسن ہے اور بعض نے اس کو صحیح مانا ہے۔

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله صلی الله علیه انا اهل البیت قد اذهب الله عنا الفواحش ما ظهر و ما بطن جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے تھے کہ بہ تحقیق ہم اہل بیت سے پروردگار نے ظاہری اور باطنی برائیوں کو دور کر دیا ہے۔ من خطب الحسن فی ایامه انه قال نحن حزب المفحلون و عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم الا قوبون و اهل بیت الطاهرون و الطیبون و احد الثقلین الذین خلفهما رسول الله صلی الله علیه وسلم و الثانی کتاب الله (مروج الذهب مسعودی) جناب حسن علیہ السلام نے اپنے ایام خلافت میں خطبہ فرمایا کہ ہم رستگاروں کا گروہ ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین عترت ہیں اور ان کے اہل بیت طیب اور طاہر ہیں اور ایک ان دو بھاری چیزوں میں سے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔اور خدا کی کتاب کے دوسرے درجہ پر ہیں۔

جناب امیر علیہ اسلام کی عصمت

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطیت فی علی خمسا هوا احبالی من الدنیا و ما فیها اما واحدة فهو تکائی بین یدی الله عزوجل حتی یفرغ من الحساب فاما الثانیته فلواء الحمد بیده ادم و من و لده تحته و اما الثالثته فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی فاما الرابعته فسا ترعورتی و مسلمی الی ربی عزوجل فاما الخامسته فلست اخشی علیه ان یرجع زانیا بعد احصان و لا کافرا بعد ایمان (اخرجه احمد فی المناقب) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو پانچ ایسے امور عطا ہوئے ہیں

کہ میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے رہے گا جب تک کہ حساب سے فارغ ہو دوسرے یہ کہ لواء الحمد اس کے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اس کے نیچے ہوں گے تیسرے یہ کہ وہ میری حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا جس کو میری امت سے پہچانے گا اس کو پلائے گا۔ چوتھے یہ ہے کہ وہ میرے ستر کو ڈھانپے گا اور مجھ کو میرے خدا کی طرف سپرد کرے گا۔ اور پانچواں یہ کہ مجھے مطلق خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد پھر زنا کی طرف رجوع کرے۔ یا بعد ایمان کے کفر کی جانب عود کرے۔

جناب امیر علیہ السلام کی عبادت

عبادت منحصر ہے کہ کثرت صلوۃ اور صوم اور صدقات اور ادائی حج میں۔ جس کا مفصل و مشرح بیان کیا جاتا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی نماز

روی عن علی انه کان کلما دخل وقت الصلوۃ تغیر لونه فقیل له فی ذلک قال جاء وقت الامانته التی عرضها الله علی السموت والارض و الجبال فابین ان یحملنها فقد حملتها مع ضعفی ولا ادری کیف اودیها (نقله شیخ الامام تاج الاسلام سلیمانی بن دائود السقیفی) جناب امیر سے روایت ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا ایک دفعہ اس کی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ پہنچا ہے کہ امانت کو خدا نے آسمانوں پر اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور میں نے اپنی ناتوانی کے ساتھ اسے اٹھالیا۔

عن علی قال ما اعرف احد امن هذه الامته عبدالله بعد نبی صلی الله علیه وسلم غیری عبدت الله تعالی قبل ان یعبده احد من هذه الامته تسع سنین (اخرجه النسائی فی الخصائص و الحافظ الثقفی) جناب علی فرماتے تھے کہ میں اپنے سوا اس امت کے کسی

آدمی کونہیں جانتا جس نے مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز پڑھی ہو میں نے نو برس پہلے خدا کی عبادت کی ہے قبل اس کے کہ کوئی اس کی عبادت کرتا۔

(۲) عن عباد بن عبداللہ قال قال علی انا عبداللہ و اخو رسولہ و انا صدیق الاکبر لا یقول ذلک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد و النسائی و حافظ ابو زید عثمان ابن ابی شیبہ و ابن ابی عاصم و الحاکم و ابو نعیم و العقیلی) عباد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب علی فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ کہنے والا میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

قیل قد یبسط لہ نطع الصفین لیلۃ الھریر فیصل علیہ و السھام و قعت بین یدیہ و مرت علی صماخیہ یمینا و شمالا فلا یر تاع لذلک و ما قام حتی فرغ من وظیفتہ (شرح نہج البلاغہ) روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر میں درمیان دونوں صفوں کے آپ کے لیے نطع بچھائی گئی تھی آپ اس پر نماز پڑھنے لگے اور تیران کے سامنے سے آتے تھے اور ان کے کانوں کے پاس سے ہو کر داہنے بائیں نکل جاتے تھے اور جناب امیر ان سے خوف نہیں فرماتے تھے جب تک وہ اپنے وظائف سے فارغ نہ ہوئے۔ اور نہ اپنے مقام سے اٹھے جناب امیر کے کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں و کانت جبھتہ کشفۃ (۱) البعیر بطول سجودہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول سجود سے مثل اونٹ کے ثفنہ کی ہو گئی تھی نماز کے وقت آپ کو اس قدر استغراق ہو جاتا تھا کہ مطلق ماسوائے کا ہوش نہیں رہتا تھا یہاں تک کہ آپ کو اپنے جسد عنصری سے بھی بے خبری ہو جاتی تھی چنانچہ مولوی جامی تحفۃ الاحرار میں نماز کے وقت آپ کی محویت کے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہیں۔

---

(۱) بفتح ثا رکر فانفۃ زانوئے شتر کہ وقت نشستن برزمین رسد چون میاں سینہ و سج ان مانند آن نفات جمع و ذو نفات لقب امام زین العابدین (منتخب)

روز احد چون صفه هیجا گرفت	صد گل محنت ز گل او شگفت
خنجر الماس چو بید اختند	امد از ان گلبن احسان برون
کاین همه گل جسپت ته پای من	گفت که سو گند بدا نای راز
شیر خدا شاه ولایت علی	تیر مخالف به تنش جا گرفت
روی عبادت سوی محراب کرد	چاک به تن چون گلشن ابد اختنند
گلگل خونش بمصلا چکید	ساختہ گلزار مصلائے من
کزالم تیغ ندارم خبر	صیقل شرک خفی و جلی
غنچه پیکان بگل او نهفت	پشت بدرد سر اصحاب کرد
غرفه بخون غنچه زنگار گون	گفت چو فارغ ز نماز آن بدید
صورت حالش چو نمود ند باز	گرچه زمن نیست خبردار تر

جناب امیر علیہ السلام کی کثرت صوم

عن ابن عباس قال ان الحسن والحسین مرضا فعا دلهما رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ناس معه فقالوا یا ابا الحسن لو تذرت علی ولدیک فنذر علی و فطمته فضه جاریته لهما ان براء مما بهما ان بصومو الثلثته ایام فشفیا و ما معهم شئی فاستقرض علی من شمعون الیهودی ثلثته اصوع من شعیر فطحنت فاطمته صاعا و اختبزت خمسته اقراص علی عدو هم فوضعت بین ایدیهم لیفطر وا فوقف علیهم السائل فقال السلام علیکم اهل بیت محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم الله من موايد الجنته فاثر ده و باتو الم یذوقو الا الماء و اصبحو اصیا ما فلما امسوا ووضعو الطعام بین ایدیهم وقف علیهم یتیم فاثروه و وقف علیهم الا سیر فی الثالثته ففعلوا مثل ذلک فلما اصحبو اخذ علی بید الحسن و الحسین و

اقبلوا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما ابصرهم وهم یرتعشون کالفراخ من شدة الجوع قال ما اشدسوء فی ما اراکم وقام فانطلق معهم فرای فاطمته فی محرابها قد التصق ظهرها بطنها و غارت عینا ها فساه ذلک فنزل جبرائیل و قال خذها یا محمد هناک الله فی اهل بیتک فقرء و یطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیما و اسیرا (الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ امام حسن اور حسین بیمار ہو گئے اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ ان کی عیادت کو تشریف لائے لوگوں نے کہا یا ابالحسن اگر آپ اپنے ان دونوں صاحبزادوں کے لیے کچھ نذر مانتے تو بہتر ہوتا پس جناب علی نے اور جناب سیدہ نے اور فضہ ان کی لونڈی نے نذر مانی کہ جب اس بیماری سے ان کو صحت ہو جائے گی تو ہم تین دن کے روزے رکھیں گے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو شفا عطا فرمائی ان کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی جناب علی نے شمعون یہودی سے تین پیمانے جو قرض لیے جناب سیدہ نے ان کو پیسا اور پانچ روٹیاں ان کی تعداد کے موافق پکائیں اور افطار کے لیے ان کے آگے رکھیں اتنے میں ایک سائل آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا السلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسکین مسلمان مسکینوں میں سے حاضر ہے کچھ مجھے کھلا خوان جنت سے خدا تم کو کھلائے انہوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر اس کو دیدیں اور سوائے پانی کے گھونٹ کے کوئی چیز نہ چکھی اور صبح کو روزہ رکھا جب رات ہوئی اور طعام نکال کر کھانے کو بیٹھے ایک یتیم آ گیا وہ طعام اس کو دے دیا تیسرے شب کو ایک قیدی آ گیا انہوں نے مثل پہلی دو راتوں کے اس کو بھی طعام دے دیا۔ جب صبح ہوئی جناب علی علیہ السلام امام حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے جب حضرت نے ان کو دیکھا کہ مثل چوزہ مرغ کے کانپ رہے ہیں فرمایا یہ کیا بری حالت تمہارے ہم کو دکھائی دے رہی ہے اور اٹھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لے گئے ان کو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے اور آنکھیں گڑھے میں پڑی ہوئی ہیں حضرت کو یہ حالت بہت بری معلوم ہوئی اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ یہ لیجئے آپ کے اہل

بیت کے لیے خدائے پاک تہنیت دیتا ہے پھر یہ آیت پڑھی وہ لوگ کھلاتے ہیں اپنے حسب سے مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

جناب امیر علیہ السلام کے صدقات

عن علی لقد رایتنی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم و انی لا ربط الحجر علی بطنی من الجوع و ان صدقتی الیوم اربعون الفاوفی روایته ان صدقه مالی مبلغ لتبلغ اربعین الف دینار (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھتا کہ میں نے پتھر اپنے شکم پر بھوک کی وجہ سے باندھا ہوا تھا حالانکہ اس دن میری زکوۃ چالیس ہزار درہم تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے مال کی زکوۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی۔

محب طبری علیہ الرحمتہ ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں (**بما یتوهم المتوهم ان مال علی یبلغ زکوة القدر و لیس کذلک فانه رضی الله عنه کان ازید الناس علی ما علم مما تقدم قال ابوالحسن بن فارس اللغوی سالت ابی عن هذا الحدیث قال معناه ان الذی تصدقت به منذ کان لی مال الی الیوم کذا و کذا**) یعنی اکثر متوہم کو اس حدیث سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ جناب امیر کے پاس اس قدر مال تھا کہ جس کی اس قدر زکوۃ نکلتی تھی حالانکہ یہ بات نہیں ہے کیونکہ آپ سب لوگوں سے زیادہ زاہد تھے۔ چنانچہ سابقہ آپ کا حال تحریر ہو چکا ہے ابوالحسن بن فارس لغوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوار سے اس حدیث کا مطلب پوچھا وہ کہنے لگے اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب امیر فرماتے ہیں کہ جب سے میرے ہاتھ میں مال آیا ہے اگر وہ آج کے دن تک میرے ہاتھ میں رہتا تو اس کی زکوۃ اس قدر ہوتی۔ اس کے سوا ان اوقاف سے بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جن کو جناب امیر نے جاری کیا تھا اور قبل ان کے اجراء کے وہ ان کے مالک تھے اور شاید کے ان کا محاصل اس مقدار پر ہو کہ جس کو جناب نے بیان فرمایا ہے۔

(۲) عن جعفر بن محمد عن ابیه ان عمر اقطع علیا ثم اشتری علی ارضا الی جنب قطعته فحضر فیها عینا فبینما هم یعملون فیها اذا انفجر علیهم مثل عنق الجزور میں الماء فاتی علی فبشر بذلک فقال بشر و الوارث ثم تصدق بها علی الفقراء و السماکین و ابن السبیل فی سبیل الله (اخرجه ابن السمان و الریاض النضره فی فضائل العشره) جناب جعفر صادق اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کو ایک زمین کا ٹکڑا جاگیر میں دیا پھر جناب علی نے اس قطعہ زمین کے پہلو میں ایک اور قطعہ مول لیا۔ اس میں ایک تالاب کھدوایا۔ لوگ تالاب کھود رہے تھے کہ ناگاہ اس میں سے شل اونٹ کی گردن کے ایک چشمہ نکلا اور جاری ہو گیا۔ جب جناب علی تشریف لائے تو لوگوں نے ان کو بشارت دی آپ نے فرمایا یہ بشارت اس کے وارث کو دینی چاہیے۔ آپ نے فقیروں پر اور مسکینوں پر اور مسافروں پر اسے خیرات کر دیا۔

عن ابی ذر قال کنت انا و جعفر بن ابی طالب مهاجرین الی بلاد حبشته فاهدی جعفر جاریته قیمتها اربعته إلاف دراهم فلما قدمنا المدینته اهدانا الی علی لتخدمه فجعل سکنها فی بیت فاطمته فدخلت فاطمته یوما فنظر الی راس علی فی حجر الجاریته فقالت له یا ابا الحسن فعلتها قال لا والله یا بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ما فعلت شیئا قالت تاذن لی ان اسیر الی منزل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال قد اذنت لک فتجلبت بجلبابها و تبرقعت ببرقعتها و ارادت النبی صلی الله علیه وسلم فهبط جبریل فقال ان الله یقراء ک السلام و یقول لک ان فاطمته ابنتک تشکی الیک علیا فلا تقبل منها فی علی شیئا. فدخلت فاطمته فقال لها یا ابنت جئت تشکین علیا فقالت ای و رب الکعبته فقال ارجعی الیه فقولی رغم انفی لرضاک ثلاثا فقال علی و اسواتاه من رسول الله صلی الله علیه وسلم شکوتنی الی خلیلی و حبیبی اشهدی یا فاطمته ان الجاریته حرة و الاربعته الاف

درھم التی حملت من عطائی علی فقراء المھاجرین ثم لبس رواہ و اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال یا محمد ان اللہ لیقرء ک السلام و یقول لک قل لعلی انی قد اعطیک الجنتہ یعتق الجاریتہ و اعطیتک ان یخرج من النار من شئت بالا ربعتہ الاف الدرھم التی تصدقت بھا فا دخل الجنتہ من شئت برحمتی و اخرج من النار من شئت بمغفرتی (اخرجہ ابن السبوع الاندلسی فی کتابہ الشفاء) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں اور جعفر بن ابی طالبؓ جب بلاد حبشہ کو ہجرت کر کے گئے جعفر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم کو ایک لونڈی خریدی جب ہم مدینہ میں واپس آئے ہم نے وہ لونڈی خدمت کے لیے جناب علی کو دے دی۔ جناب علی نے اسے جناب فاطمہ کے گھر میں رکھا ایک روز جناب فاطمہ باہر سے گھر میں تشریف لائیں دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام اس لونڈی کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے ہیں جناب سیدہ نے کہا یا ابا الحسن تم نے تو اس سے صحبت کی ہے جناب علی نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی واللہ میں نے اس سے کچھ نہیں کیا جناب سیدہ نے کہا آپ مجھے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کا اذن دیں آپ نے ان کو اذن عطا کیا حضرت سیدہ کپڑے پہن کر اور برقع اوڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل تشریف لائے اور کہا خدا نے آپ کو سلام بھیج کر کہا ہے کہ آپ کی بیٹی علی کی شکایت لے کر آپ کے پاس آئی ہیں آپ ان کا کہنا نہ مانیں۔ اتنے میں جناب سیدہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئیں آپ نے فرمایا اے بیٹی تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب سیدہ نے عرض کیا یا رب کعبہ بے شک میں شکایت لے کر آئی ہوں۔ آپ نے فرمایا تم واپس جاؤ اور علی سے تین دفعہ جا کر کہو کہ میرے علی الرغم آپ کو اپنی رضا کا اختیار حاصل ہے۔ جب جناب علی نے جناب سیدہ سے یہ کلام سنا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری بڑی رسوائی ہوئی ہے۔ آپ نے میرے محبوب اور میرے خلیل کے پاس میری شکایت کی ہے یا فاطمہ آپ گواہ رہیں میں نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا ہے اور چار ہزار درہم

جو مجھے عطا ہوئے تھے فقراء اور مہاجرین پر تقسیم کرنے کے لیے لے جاتا ہوں۔ پھر آپ اپنی چادر کو اوڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائے اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ پروردگار عالم نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ آپ علی سے کہہ دیں کہ میں نے تجھے لونڈی آزاد کرنے کے بدلے جنت عطا کی ہے اور ان چار ہزار درھم کے عوض کہ تو نے خیرات کیے ہیں تجھے اختیار دیا گیا ہے کہ جس کو تو چاہے دوزخ سے نجات دے اور میری رحمت کے ساتھ جس کو تو چاہے جنت میں داخل کرے اور میری مغفرت کے ساتھ جس کو تو چاہے دوزخ کی آگ سے نجات دے۔

(۴) عن ابی سعید الحذری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بجنازۃ لم یسال عن شئی عن عمل الرجل و یسال عن دینہ فان قیل علیہ دین کف عن الصلوۃ و ان قبل لیس علیہ دین صلی علیہ فاتی بجنازۃ فلما قام لیکبر سئل ھل علی صاحبکم دین قالو ادینار ان فقعد صلی اللہ علیہ وسلم و قال صلوا علی صاحبکم فقال علی ھما علی وھو بری منھما فقدم صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لعلی جزاک اللہ خیر افک اللہ رھانک کما فککت رھان اخیک (اخرجہ الدار قطنی) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے جنازے پر تشریف لے جاتے تو اس کے اعمال کی نسبت کبھی سوال نہ فرماتے۔ بلکہ اس کے قرض کی نسبت پوچھتے اگر عرض کیا جاتا کہ اس شخص پر قرض ہے تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو آپ خود اس کی نماز پڑھاتے۔ ایک دفعہ حضور ایک جنازے پر تشریف لے گئے جب آپ تکبیر کے ارادے سے اٹھے تو لوگوں سے پوچھا تمہارے اس دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار قرض ہے۔ حضور خود بدولت بیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا تم اپنے دوست کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اتنے میں جناب علی علیہ السلام نے کہا ان دونوں دیناروں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ اور یہ ان سے بری الذمہ ہے حضور نے بڑھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور جناب

علی سے فرمایا خدا تجھے نیک جزا دے اور تیرا قرض چھٹائی جیسے کہ تو نے اپنے بھائی کا قرض چھڑایا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت

عن ابن عباس قال كان مع علی اربعته دراهم لا بملك غير ها فتصدق بدرهم ليلا و بدرهم نهارا و بدرهم سرا و بدر علانيه فانزل الله تعالى الذين ينفقون اموالهم بالليل و النهار سرا و علانيه فلهم اجر هم عند ربهم و لا حوف عليهم ولا هم يحزنون (نقل الواحدی فی تفسيره) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس چار درھم تھے کہ ان کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہیں تھا آپ نے ایک درھم رات اور ایک دن اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر خیرات کیا پس پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر پس ان کے لئے ان کے خدا کے پاس اجر ہے اور نہیں ہے خوف ان پر اور نہ وہ اندوہگیں ہوں گے۔

عن ابی ذر الغفاری قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما من الايام الظهر فسئل سائل فی المسجد فلم يعطه احد شيئا فرفع السائل يديه الى السماء فقال اللهم اشهد انی سالت فی مسجد نبيك فلم يعطنی احد شيئا و كان علی فی الصلوة راكعا فاومی اليه بخنصره اليمنى فاعطاه الخاتم فانزل الله تعالى انما وليكم الله و رسوله و الذين امنوا للذ ين يقمون الصلوة و يوتون الزكوة وهم راكعون (تقله الثعلبی فی تفسيره) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کسی نے اس کو کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہیو میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ جناب علی علیہ السلام نماز میں تھے اپنے داہنی

ہاتھ کی چھنگلی سے اسے اشارہ کیا اور انگوٹھی عطا فرمائی۔ پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہارا ولی خدا ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نماز ادا کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ جھکے ہوئے ہیں۔

عن انس بن مالک، سائلا اتی المسجد و هو یقول من یقرض الملی الوفی و علی راکع یقول بیده خلفه للسائل ای اخلع الخاتم من یدی قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم باعمر و حبت قال بابی انت و امی یا رسول الله ما وجبت قال وجبت الجنته والله ما خلعه من یده حتی خلعه من کل کاذب و خطیئته (اخرجه الرافعی فی تاریخ قزوین المسمی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کہ کون ہے جو خدا کی راہ میں بھرپور قرض دے جناب امیر رکوع میں تھے اپنے ہاتھ سے پیچھے کی طرف سائل کو اشارہ فرمانے لگے کہ انگوٹھی ہمارے ہاتھ سے اتار لے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر واجب ہوگئی عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا واجب ہوگئی ہے آپ نے فرمایا جنت واجب ہوگئی ہے سائل نے ان کے ہاتھ سے انگوٹھی نہیں اتاری بلکہ ان کا ہر ایک گناہ اور خطا اتار ڈالا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کو حضرت کے منصف مزاج دشمن بھی تسلیم کرتے تھے۔ قال معاویه بن ابی سفیان بن ابی محقن لما قال له جئتک من عند ابخل الناس فقال و یحک فقال و یحک کیف تقول انه من ابخل الناس و هو الذی لو ملک بیتا من تبرو بیتا من تبن لنفد تبره قبل تینه (مطالب السئول) یعنی جبکہ محقن بن ابی محقن نے معاویہ بن ابو سفیان سے کہا کہ میں بخیل ترین خلائق سے تیرے پاس آیا ہوں معاویہ نے کہا افسوس ہے کہ تجھ پر تو ان کو کیونکر بخیل کہتا ہے اگر ان کو ایک سونے کے گھر اور ایک انجیر کے گھر کا مالک کیا جائے تو قبل اس کے کہ انجیر کا گھر تمام ہو سونے کا گھر تمام ہو جائے گا۔

قال الشعبی و قد ذکر علیه السلام کان اسخی الناس علی الخلق الذی یحبله الله

السخا و الجود ما قال لا لسائل قط و انه کان یسقی بیده لنخل قوم من یهود المدینته حتی مجلت یداه و یتصدق بالاجرة و لیسد علی بطنه حجرا (مطالب السئول) شعبی رحمتہ اللہ علیہ جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کا ذکر کرتے ہیں اور سخاوت اور جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کے لیے اپنی زبان مبارک سے لا یعنی نہیں، نہیں کہا تھا اور اپنے ہاتھ سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنی پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے تھے۔

قال الکفوی فی الطبقات کان علی یبا زر کافرا و قد اصطف الفریقان و فی المسلمین قلته و فی الکفرین کثرة بلغ عدد الکفار اثنی عشر الف فارس فقال له الکافر فی المبارزة ارنی سیفک یا علی حتی انظر الیه فدفع علی سیفه الیه فقال الکافر عجبالک یا بن ابی طالب بم امنت حیث دفعت السیف و انا قاتلک قال لما مددت الیداتی مددتۃ یدالسائل و لم احسن من مروتی ان اردید السائل و ان کان کافرا فاسلم الکافر علامہ کفوی طبقات میں لکھتے ہیں کہ علی ایک کافر سے لڑ رہے تھے اور دونوں طرف لشکر کے لوگ صف باندھے کھڑے تھے مسلمان بہت تھوڑے تھے اور کفار کثرت سے تھے کفار کی جمعیت دس ہزار کے قریب تھی کافر نے جناب امیر سے عرض کیا یا علی آپ اپنی تلوار مجھے دکھائیں جناب امیر نے اپنی تلوار اس کو دیدی کافر نے تلوار ہاتھ میں لے کر کہا اب آپ تلوار مجھ کو دے چکے ہیں اب آپ مجھ سے کیونکر بچ سکیں گے جناب امیر نے فرمایا تو نے بھیک مانگنے والوں کی طرح ہمارے سامنے ہاتھ بڑھایا۔ تو مروت نے تقاضا نہ کیا کہ بھیک مانگنے والے کا ہاتھ رد کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو یہ سن کر وہ کافر مسلمان ہو گیا۔

و کان علیه السلام یقول لا عجب ممن یشتری املما لیک بما له و لا یشتری الا حرار بمعروفه (نقله الفقیه ابوبکر بن محمد بن الحسین السنبلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے عجب ہے

ان لوگوں سے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے پر صرف کرتے ہیں اور اپنے احسان سے آزاد لوگوں کو مول لے کر غلام نہیں بناتے۔

جناب امیر علیہ السلام کی مہمان نوازی

بکا علی یو ما فسئل فقال لم یا نبی ضیف منذ سبعته ایام اخاف ان یکون الله اہا ننی (نقلہ ابن حجر المکی فی اسنی المطالب فی صلتہ الا قارب) ایک روز جناب امیر علیہ السلام رونے لگے لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا سات روز ہو گئے کہ کوئی مہمان میرے پاس نہیں آیا مجھے خوف ہے کہ خدا نے کہیں مجھے حقیر نہ کر دیا ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی اصابت رای

تمام مورخ متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبر پیدا نہیں ہوا۔ اس کے خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر ہر باب میں حضرت علی علیہ السلام سے مشورہ لیتے تھے ایک دفعہ حضرت عمر نے خود بنفس نفیس حرب روم میں شریک ہونے کا ارادہ کیا جناب امیر نے ان کو منع کیا کہ آپ بذات خاص حرب میں شریک نہ ہوں اگر آپ شہید ہو جائیں گے تو کسر شان اسلام ہو گی اور اشاعت اسلام میں فتور آئے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے فرمانے کے مطابق عمل کیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا حسن سلوک

فلما ظفر علی العائشتہ ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہ اکرمہا و بعث معہا الی المدینتہ عشرین امراۃ من نساء عبدالقیس عممہن بالعمائمہ و قلد ہن بالسیف فلما و صلت المدینتہ القی النساء عمائہن و قلن لہا انما نحن نسوۃ (نقل الواحدی) نقل ہے کہ جب جمل میں جناب امیر علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ پر ظفریاب ہوئے تو ان کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور ان کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور بیس عورتیں قبیلہ عبدالقیس کی ان کی

معیت میں روانہ کیں اوران کو عمامے اور تلواریں بندھوائیں جب وہ مدینہ شریف میں پہنچیں انہوں نے ظاہر کیا کہ ہم عورتیں ہیں آپ کی حفاظت کے لیے ہم کو مردانہ لباس پہنا کر بھیجا گیا ہے اور اپنے عمامے سر پر سے اتارے۔

جناب امیر علیہ السلام کا کرم

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم من کان اکرم الناس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم قالو اعلی بن ابی طالب (اخرجه الفضائل) ابواسحاق السبیعی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابیوں سے زیادہ کو پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کون بزرگ زیادہ تر صاحب کرم تھا سب نے یہی کہا کہ جناب علی بن ابی طالب سب سے زیادہ صاحب کرم تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کی سیاست

عن عبداللہ بن شریک العامری عن ابیه قال اتی علی بن ابی طالب فقیل ان ههنا قوما علی باب المسجد یزعمون انک ربهم فدعاهم فقال لهم ویلکم ما تقولون قالو انت ربنا و خالقنا ورازقنا فقال ویلکم انما انا عبد منلکم اکل الطعام کما تا کلون و اشرب کما تشربون ان اطعته اثا بنی انشاء الله و ان عصیته خشیت ان یعذبنی فاتقوله الله و ارجعو افا بو افطر دهم فلما کان الغد غدو اعلیه فجاء قنبر فقال والله رجعوا یقولون ذاک الکلام فقال ادخلهم علی فقالو مثل ما قالوا و قال لهم مثل ما قال الا انه قال انکم ضالون مفتونون فابوا فلما کان الیوم الثالث اتوه فقالو اله مثل ذلک القول فقال لهم والله لئن قلتم لاُ قتلنکم باخبث قتله فابوا الا ان یتموا علی قولهم فخذ لهم اخدود ابین باب المسجد و القصر و اوقد فیه نارا و قال انی طا

رحكم فيها او ترجعون فابو افقذف بهم (اخرجه الذهبی فی المخلص و تردید هم محمول علی الاستشناء به و احراقهم مع النهی عنه محمول علی رجاء رجوعهم او رجوع بعضهم) عبداللہ بن شریک العامری اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں مسجد کے دروازے پر ایک گروہ ہے جو آپ کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ ان کے خدا ہیں۔ جناب امیر نے ان کو اپنے سامنے بلوا کر کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم کیا بک رہے ہو وہ لوگ سب کے سب کہنے لگے آپ ہمارے رب ہیں اور آپ ہمارے خالق ہیں۔ اور آپ ہمارے رازق ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ہلاک ہو جاؤ میں تمہارے مانند ایک بندہ ہوں میں بھی کھاتا پیتا ہوں جس طرح کہ تم کھاتے پیتے۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کروں گا تو انشاء اللہ وہ مجھے ثواب عطا کرے گا۔ اور اگر میں گناہ کروں گا تو ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے عذاب کرے۔ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے باز آؤ۔ انہوں نے انکار کیا جناب امیر علیہ السلام نے انکو اپنے پاس سے ہٹا دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آئے قنبر نے آ کر عرض کیا وہ لوگ آج پھر آئے ہیں اور وہی بات کہتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو میرے پاس لے آ۔ انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور آپ نے بھی ان سے وہی بات کی جو پہلے کہی تھی مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا تیسرے روز پھر وہ لوگ جناب امیر کے سامنے لائے گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پھر وہی بات کہی تو میں تم کو نہایت بری حالت میں قتل کروں گا۔ انہوں نے پھر انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت رہے آپ نے ان کے لیے مسجد اور قصر کے درمیان گھڑا کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور فرمایا اب بھی تم باز آؤ ورنہ میں تم کو اس گڑھے میں ڈال دوں گا۔ وہ لوگ اسی ہٹ پر رہے آپ نے ان کو اس میں ڈلوایا۔ علامہ ذہبی مخلص میں لکھتے ہیں وہ ارتداد کی وجہ سے خاص ایسی سخت سزا پانے کے لیے اور طرح کے مجرموں سے مستثنیٰ سمجھے گئے تھے اور ان کا آگ میں ڈلوانا باوجودیکہ احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی مروی ہے۔ محول اس امر پر تھا کہ شاید وہ اپنے ارتداد سے باز آئیں یا ان میں سے چند اشخاص اپنے قول

سے توبہ کریں۔

قیل نصیر مولی علی لما قال له انت اله فحرقه بالنار و هو یحترق و لو لم یکن الها لم یعذب بالنار (اخرجه علی القاری فی شرح شفاء قاضی عیاض) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے غلام نصیر نے جناب امیر سے کہا آپ خدا ہیں حضرت امیر نے اس کو آگ میں ڈلوادیا وہ جلتا ہوا کہنے لگا اگر یہ خدا نہ ہوتا تو آگ کا عذاب مجھ پر وارد نہ کرتا۔

نصرت دین یعنی جناب امیر کا جہاد

نصرت دین سے مراد جہاد ہے کہ مدار فضل سمجھا جاتا ہے اور خدا کے نزدیک مجاہد کا مرتبہ کثرت ثواب کی وجہ سے نہایت بلند ہے۔لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر و المجاهدون فی سبیل الله باموالهم و انفسهم فضل الله المجاهدین علی القاعدین جہاد کی دو قسمیں ہیں جہاد مع النفس اور جہاد مع العدو۔

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع النفس

جہاد مع النفس۔ جسے شارع علیہ السلام نے جہاد اکبر سے تعبیر کیا ہے شتہیات نفس سے مخالفت کرنے کا نام ہے۔اور زہد وتقوی اس کے آلات ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام کے زہد وتقوی اور نفس کشی کا حال باب زہد میں بطریق تفصیل بیان ہو چکا ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ بموای مضمون صداقت مشحون ان اکرمکم عند الله اتقاکم سر آمد القنیا تھے۔جن کے تقوی کی نسبت قرآن شریف باآواز بلند شہادت ادا کرتا ہے۔کما قال الله تبارک و تعالی. الذین جاء بالصدق و صدق به اولئک هم المتقون یعنی وہ جو سچائی کے ساتھ آیا ہے اور وہ جو اس کی تصدیق کرتا ہے وہی متقی ہے۔اخرجه ابن عسارک عن مجاهد فی قوله تعالی و الذی جاء بالصدق رسول الله صلی الله علیه وسلم و صدق به علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ الذی جاء بالصدق سے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور صدق بہ سے جناب علی بن ابی طالب مراد ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع العدو

یہ جہاد دو قسم پر ہے۔(۱) جہاد بالدعوت اور (۲) جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالدعوت

جہاد بالدعوت وہ ہے کہ وعظ ونصیحت اور ترغیب وترہیب سے اور دلائل قائم کر کے مخالفوں کے تمام شبہات رفع کیے جائیں اور ان کے دل کو اسلام کی طرف گرویدہ کیا جائے۔ فی الحقیقت اس قسم کا جہاد منشاء بعثت کے مطابق ہونے کی وجہ سے نہایت افضل اور اعلیٰ ہے۔ حضرت امیر کے وعظ سے تمام یمن مشرف باسلام ہوا ہے۔

عن البراء بن عازب قال بعثت رسول الله صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد الى اليمن يدعو هم الى الاسلام فكنت فيمن سار معه فاقام عليه ستته اشهر لا يجيبو نه الى شئى فبعث النبى صلى الله عليه وسلم اليهم على بن ابى طالب فلما وصل الى اوائل اليمن بلغ الخير فجمعو اله فصلى بنا فلما فرغنا صفقنا صفا واحد اتقدم بين ايدينا فحمدا الله واثنى عليه ثم قرء عليهم كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلمت همدان كلها فى يوم واحد و كتب بذلک الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قرء كتابه خر ساجدا (اخرجه ابوعمر و الحافظ ابن عبدالبر فى الاستيعاب) براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو یمن میں بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت کرے۔ میں بھی انہیں کے ساتھ تھا وہ چھ مہینے تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگوں نے کوئی بات قبول نہیں کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف علی بن ابی طالب کو روانہ کیا جب آپ حدود یمن پر پہنچے سب لوگ ان کی خدمت میں مجتمع ہو گئے جناب علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم

نماز سے فارغ ہوئے تو ہم ان کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی صفت وثناء کے بعد جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن مسلمان ہو گئے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لکھ کر بھیجی گئی۔آپ سجدہ شکر بجالائے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کے شجاعت سے جس قدر کے دین اسلام کو نفع پہنچا ہے وہ کسی سے نہیں پہنچا۔ اربعین میں امام فخر الدین الرازی لکھتے ہیں وقد كان فی الصحابته كابی دجانته خالد بن وليد و كانت شجاعته اكثر نفعا من شجاعته الكل الا ترى ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یوم الا حزب ضربته علی خير من عبادة الثقلين یعنی صحابہ میں مثل ابودجانہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ایک ایسی جماعت تھی جو شجاعت میں مشہور تھی لیکن سب کی شجاعت سے جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت زیادہ نفع رساں تھی تم نہیں دیکھتے ہو کہ جنگ احزاب کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کی ایک ضرب جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔
پروردگار نے اپنے کلام پاک میں حضرت امیر کے جہاد کو دوسرے صحابہ کے اعمال پر ترجیح دے۔ اجعلتم سقايته الحاج و عمارة المسجد الحرام كمن امن بالله و اليوم الاخر و جاهد فی سبيل الله لا يستوون عند الله یعنی کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کے مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک۔اخرج ابو حاتم و ابو الشيخ و عبدالرزاق و ابن شيبته و ابن جرير و ابن منذة و الشعبی فی تفسيره و الواحدی فی كتابه المسمی باسباب النزول و القرظی و ابن الاثير فی جامع الاصول و النسائی فی سننه و السيوطی فی الدر المنثور و الحافظ ابو نعيم فی فضائل الصحابته قالو ان عليا و العباس و طلحته بن ابی شيبة افتخرو افقال طلحته انا صاحب البيت مفتاحه بيدی و لو شئت كنت

فیہ فقال العباس انا صاحب السقایتہ و القائم علیھا فقال علی لا ادری لقد صلیت ستتہ اشھر قبل الناس و انا صاحب الجھاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ اجعلتم سقایتہ الحاج الخ ابوحاتم اور ابوشیخ اور عبدالرزاق وغیرہ لکھتے ہیں کہ علی ابوعباس اور طلحہ بن ابی شیبہ باہم فخر کرنے لگے طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اس کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے۔ میں چاہوں تو اسی میں رہوں۔ عباس کہنے لگے کہ میں زمزم کا مالک ہوں اور اس کا نگہبان ہوں علی نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چھ مہینے پیشتر سب لوگوں سے نماز پڑھی ہے۔ اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا ہوں۔ پس پروردگار نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا الخ۔

کتب سیر کے مطالعہ سے واضح ہوسکتا ہے کہ حضرت امیر سوائے تبوک کے کل مشاہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں عن ابن عباس قال العلی اربع خصال لیست لا حد غیرہ ھو اول عربی و عجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھو الذی کان لوائہ فی کل نوحف و ھو الذی صبر معہ یوم فرعنہ غیرہ و ھو الذی غسلہ و ادخلہ فی القبر ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی کی چار خصلتیں ایسی ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے کو نہیں وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے ایسے پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ شخص ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک لشکر میں علمدار تھے۔ اور وہ شخص ہیں کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے سب لوگ بھاگ گئے تو وہ آپ کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور ان کو قبر میں اتارا۔ اور اس بات پر بھی سب محدثین کا اتفاق ہے کہ تبوک کے سوا حضرت امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہد میں حاضر رہے ہیں چنانچہ دوسرے مقام پر علامہ موصوف لکھتے ہیں و اجمعو علی انہ صلی القبلتین و ھاجر و شھد بدر او الحدیبیہ و سائر المشاھد و ابلی بدر و احد

و خندق و ذکر السراج فی تاریخه انه لم یتخلف عن مشهد شهده الا تبوک فانه خلفه رسول الله صلی الله علیه وسلم علی المدینته علی عیاله یعنی سب محدثین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے شخص ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے اور بدر اور حدیبیہ اور تمام غزوات میں حاضر رہے ہیں اور بدر اور احد اور خندق میں آپ نے کارنمایاں کیے ہیں۔ سراج اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ آپ کسی مشہد سے غیر حاضر نہیں رہے مگر تبوک میں کیونکہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے عیال کی حفاظت کے لیے مدینہ میں پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

تمام مشاہد میں جو حیرت انگیز کاروائیاں حضرت امیر سے ظاہر ہوئیں ہیں تمام کتب سیر اس سے مملو ہیں ہم ان کی تفصیل باب شجاعت میں لکھیں گے۔

اس بات کے ہم بھی قائل ہیں شیخین رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں جس قدر بلاد جوزہ اسلام میں آئے جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں نہیں آئے۔

لیکن اول تو جناب امیر بہت تھوڑے دن خلیفہ رہے آپ کی خلافت تین مہینے کم پانچ سال سے زیادہ قائم نہیں رہی۔ تذکرہ الخواص الامہ میں علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں قال الواقدی و کانت خلافته خمس سنین الا ثلاثته اشهر لانه بویع فی ذی الحجته ثمان عشر لیلته خلت من سنته خمس و ثلاثین و استشهد فی رمضان سنته اربعین یعنی واقدی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس ہوئی کیونکہ بارہویں ذی الحجہ ۳۵ھ لوگوں نے آپ سے بیعت کی اور رمضان ۴۰ھ میں آپ شہید ہو گئے۔

اس فرصت قلیل میں خانہ جنگیوں سے آپ کو دم بھر کی مہلت نہیں ملی۔ ابھی بیعت کی تکمیل بھی نہیں ہوئی تھی کہ واقعہ جمل پیش آیا اور ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہیں ہو چکا کہ صفین کا ٹنٹا شروع ہو گیا جس میں آپ کی خلافت کا بڑا بھاری حصہ صرف ہوا۔ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں جس فحارب معاویۃ علیا خمس سنین وقال ابوعمر صوابہ اربع سنین یعنی جناب علی سے امیر معاویہ پانچ برس

تک لڑتے رہے اور ابو عمر کہتے ہیں ٹھیک بات یہ ہے کہ چار برس لڑے غرضیکہ ابھی آپ اس معرکہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپ کو خارجیوں سے لڑنا پڑا۔ پس یہ ایسے واقعات تھے کہ جن کی سدراہ ہونے سے نہ آپ ممالک غیر پر فوج کشی کر سکے تھے اور نہ فتح بلاد کی طرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین میں تھا جناب امیر کی خلافت کے وقت بھی قائم رہتا تو البتہ دونوں زمانوں کے فتوحات کا موازنہ کیا جاتا۔

تاہم کتب کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ باوجود ان خانہ جنگیوں کے مزاحمت کے آپ نے اشاعت اسلام اور بلاد کی فتح کرنے میں اپنی ہمت کو مبذول رکھا ہے اور اس جہاد میں بھی آپ دیگر صحابہ کرام سے کم نہیں رہے چنانچہ علامہ ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں و توجه الحارث بن مرة العبدی الی بلاد السند غاز یا متطوعا بامر امیر المومنین علی بن ابی طالب ففنم و اصاب غنائم و سبیا کثیرا و قسم فی یوم واحد الف راس و بقی غازیا الی ان قتل بارض القیقان هو و من معه یعنی جناب امیر علیہ السلام کے حکم سے حرث بن مرہ العبدی نے سندھ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کر کے بہت غنیمت حاصل کیا اور کفار کو گرفتار کر لیا چنانچہ ایک دن میں ایک ہزار لونڈی اور غلام غنیمت کے مال میں تقسیم کیے اور ایک مدت تک حارث بن مرہ وہاں پر مصروف جہاد رہے۔ یہاں تک کہ وہ اور ان کے ہمراہی ارض قیقان میں شہید ہو گئے۔

جناب امیر علیہ السلام کا قزوین اور رے پر جہاد کی غرض سے فوج کا بھیجنا

روضۃ الصفا میں خاوند شاہ لکھتے ہیں کہ چوں بر رای خلیفہ زمان حضرت امیر روشن گشت کہ تسکین حرارت تیرہ دلان شام جز بہ تحریک تیغ آب دار دلاوران خون آشام صورت نہ بندد با عمار بن یاسر وسہیل بن حنیف وقیس بن سعد وعدی بن حاتم الطائی وجمعی دیگر از صحابہ کرام محاربہ اعداء دولت روی آوردند ومجموع طوائف قبائل کہ حاضر بودند اشارت عالیہ را قبول نمندند۔ مگر شرذمہ قلیل از صحابہ

مثل عبداللہ بن مسعود کہ بعرض رسانیدند کہ یا امام المومنین ما باوجود اعتراف بکمالات ذات مرضیۃ الصفات تو در قتال اہل قبلہ بر بصیرت نیستیم اگر یار بمحافظت تغری از ثغور اسلام نامزد فرمائی تا با کفار جہاد کنیم غایت عاطفت باشد آنحضرت ملتمس ایشان۔ رامبذول داشتہ فرمان داد کہ بجانب قزوین وری روند دلوائے مجتہد آن طائفہ بستہ ربیع بن خثیم رابران جماعت سرور گردانید انتہی ملخصاً

جناب امیر علیہ السلام کا آداب الحرب

جتنے مشاہد مثل بدرواحزاب وغیرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاب بابرکات میں پیش آئے ان میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت ذاتی اورفن پہلوانی کا ظہور رہوا ہے۔ جن کے سامنے سام و نریمان کی سلح شوری بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پرملال کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو تین واقعے پیش آئے۔ جمل۔ صفین۔ نہروان۔ ان تینوں میں آپ کے ذاتی جوہر جلادت کے ساتھ آپ کا فن سپہ سالاری اورآداب حرب اورقواعد فوج کشی ظاہر ہوا ہے۔ جن سے علی وجہ الکمال پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ مقابل کی تعداد کثیر کو پس پا کردیتے تھے۔

چنانچہ واقعہ جمل کی نسبت علامہ یوسف گنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں و ذکر نقلہ الاخبار و اصحاب التواریخ ان عدۃ من قتل من اصحاب الجمل ستتہ عشر الفا و سبعمائتہ و تسعون رجلا و کان جملتھم ثلاثین الفافاتی القتل علی اکثر من نصفھم و ان عدۃ من قتل من اصحاب علی الف رجل و سبعون رجلا و کان عدتھم عشرین الفا یعنی ناقلان اخبار وصاحبان تاریخ ذکر کرتے ہیں کہ اصحاب جمل تیس ہزار تھے جن میں سے سولہ ہزار سات سو مارے گئے پس ان کے مقتولین کی تعداد نصف سے زیادہ تھی۔ جناب امیر کی طرف بیس ہزار تھے ان میں سے صرف ایک ہزار ستر مقتول ہوئے۔

اور حرب صفین کی نسبت علامہ موصوف لکھتے ہیں قال ابن خیثمتہ و فی اوائل سنتہ سبع و

ثلاثین سار معاویته من الشام و کان قد دعی لنفسه و علی من العراق فالتقیا بصفین علی شاطی الفرات فقتل من اصحاب علی خمسته و عشرون الفا منهم عمار بن یاسر و کان عدة عسکره تسعین الفا و قیل من اصحاب معاویه خمسته و اربعون الفا و کان عدتهم مائته و عشرین الفا یعنی ابن خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے سینتیسویں برس امیر معاویہ شام سے چلے اور وہ اپنی ذات کے لیے خلافت کے مدعی تھے اور جناب امیر علیہ السلام عراق سے روانہ ہوئے۔ فرات کے کنارے صفین کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جناب امیر علیہ السلام کی اصحاب میں پچیس ہزار شہید ہوئے ان میں عمار بن یاسر بھی تھے اور آپ کے لشکر کی کل تعداد نوے ہزار تھی اور امیر معاویہ سے پینتالیس ہزار مارے گئے اور ان کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔

اور جنگ نہروان کی نسبت لکھتے ہیں فلم یبق منهم غیر اربعته الاف فزحموا الی علی فقال علیه السلام کفوا اعنهم حتی یبدو کم فتنا دوا الراح الراح الی الجنته و حملوا علی الناس فانفرقت خیل علی علی فرقتین حتی صارو افی و سطهم ثم عطفوا علیهم من المیمنته و المیسره و استقبلت الرباة وجوههم بالنبل و عطفت علیهم الرجالته بالسیوف و الرماح فما کان باسرع من ان قتلو هم و کانوا اربعته الاف فلم یفلت منهم الا سبعته انفس لا غیر یعنی خارجیوں میں چار ہزار سے باقی نہ رہے وہ اکٹھے ہوکر جناب امیر کی طرف آئے جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لشکر سے کہا تم ہٹے رہو جب تک کہ وہ تمہارے سامنے آ جائیں۔ پس وہ چلاتے ہوئے کہ رحامت اور آسائش جنت میں ہے۔ جناب امیر کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ جناب امیر کا لشکر دو گروہوں میں بٹ گیا۔ یہاں تک کہ تمام خارجی ان کے گھیر میں آ گئے۔ پھر ان کا لشکر میمنہ اور میسرہ سے ان پر ٹوٹ پڑا۔ تیر انداز ان کے سامنے سے تیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور پیادے نیزے اور تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ چار ہزار سب کے سب مارے گئے سات آدمیوں کے سوا ان میں سے باقی نہ

بچے۔و فی کامل التواریخ فما افلت منھم الا تسعته انفس فلم یقتل من اصحاب علی الا سبعته علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں میں صرف نو آدمی باقی بچے اور جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں صرف سات آدمی شہید ہوئے۔

جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

قال معصب بن الزبیر کان علی حذرا فی الحروب شدید الروعان لا یکاد احد یتمکن منہ و کانت درعہ صدر الا ظھر لھا فقیل لہ اما تخاف ان توتی من قبل ظھرک فقال اذا مکنتہ عدوی من ظھری فلا ابقی اللہ ان ابقی علی (مستطرف) مصعب بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت علی لڑائیوں میں بہت ہوشیار رہتے تھے اور اس کی گھاتیں خوب جانتے تھے ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ لگا سکے آپ کی زرہ فقط آگے کے لیے تھے پیچھے پشت کے نہیں تھی لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپ کا کوئی دشمن پیچھے سے آئے آپ نے فرمایا اگر میں اپنے دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو مجھے خدا باقی نہ رکھے۔

(۲) لما قدم عدی بن حاتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حادثہ فقال یا رسول اللہ ان فینا اشعر الناس و اسخی الناس و افرس الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشعر الناس فامرء القیس بن حجر و اما اسخی الناس فحاتم بن سعد یعنی اباہ و اما افرس الناس فعمرو بن معدی کرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ لیس کما قلت یا عدی اما اشعر الناس فالخنساء بنت عمرو و اما اسخی الناس فمحمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعنی بنفسہ و اما افرس الناس فعلی بن ابی طالب (خزانۃ الادب) یعنی جب عدی بن حاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرف یاب ہوا اور باتیں کرنے لگا کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا سخی اور ایک بڑا

شاہسوار گذرا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے نام بیان کر وہ بولا کہ ہمارا اشعر الناس امر القیس بن حجر ہے اور بڑا سخی حاتم بن سعد یعنی اس کا باپ ہے اور بڑا شہسوار عمرو بن معدی کرب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے کہ تو کہتا ہے اس طرح سے نہیں اشعر الناس خنساء عرب عمرو کی بیٹی ہے اور اسخی الناس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بڑا شہسوار علی بن ابی طالب ہیں۔

قیتبہ لکھتا ہے کہ جب صفین کا جھگڑا بہت بڑھ گیا تو حضرت علی نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لیے طلب کیا تاکہ دونوں میں سے ایک کے قتل کی وجہ سے مسلمان آرام پا جائیں۔ عمرو بن عاص نے کہا فقد انصف علی. علی نے انصاف کیا معاویہ نے کہا اتا مرنی بمبارزۃ ابی الحسن و انت تعلم انہ الشجاع المطرق اراک طمعت فی امارت الشام بعدی یعنی تو مجھے ابوالحسن کے ساتھ مبارزت کرنے کے لیے کہتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ ڈھو کنے والا بہادر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے بعد شام کا امیر ہونا چاہتا ہے۔

عن ابن عباس و قد سالہ رجل اکان علی یباشر القتال بنفسہ یوم صفین فقال ما رایت رجلا اطرح لنفسہ فی متلفت من علی و لقد کنت اراہ یخرج حاسر الراس بیدہ عمامتہ و بیدہ السیف (الریاض النضرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر حرب صفین میں بذات خود بھی لڑتے تھے ابن عباس کہنے لگے میں نے ان کی مانند کسی کو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں ان کو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے تھے ایک ہاتھ میں عمامہ ہوا کرتا تھا ایک ہاتھ میں شمشیر۔

جناب امیر کی تلوار کی کاٹ کی نسبت صاحب حیوۃ الحیوان نقلا درۃ الغواص میں لکھتا ہے و کانت ضربات علی ابکارا ذا اعتلا قد و اذا عترض قط یعنی جناب امیر کی ضربیں ایک بار ہی پورا کاٹ ڈالنے والی تھیں اگر سر پر پڑتی تھیں تو نیچے تک تسمہ لگا باقی نہ چھوڑتی تھیں اور اگر کروٹ پر پڑتی تھیں تو دوسرے کروٹ تک صاف کاٹ جاتی تھیں۔

واقعہ شب ہجرت

کمال الدین بن طلحہ شافعی رحمتہ اللہ علیہ مطالب السؤل میں اور علامہ بن یوسف الکنجی الشافعی قدس اللہ سرہ کفایت الطالب میں لکھتے ہیں کہ پہلا واقعہ کہ جس میں جناب علی علیہ السلام کی شجاعت کا ظہور ہوا ہے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار مدینہ نے عقبہ اول اور دوم پر بیعت کی اور مسلمان مکہ والوں کی ایذا سے مدینہ کو ہجرت کرنے لگے تو مکہ کے مشرکین نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں کے لئے مدینہ دار ہجرت بن گیا ہے اور اکثر مسلمان اس شہر کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ رؤسا قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا رسانی کے درپے ہوئے اور مجتمع ہو کر رائیں لگانے لگے۔ شیطان شیخ نجدی کی صورت ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ مجھے تمہاری مشورت کا حال معلوم ہوا ہے میں بھی اسی ارادہ سے تمہارے پاس آیا ہوں تم مجھ سے کوئی نیک صلاح مت چھپاؤ قریش نے اس کو اپنے مجمع میں داخل کر لیا اور دار الندوہ میں جا بیٹھے عتبہ بن ربیعہ بولا میری رائے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھر میں قید کر کے اس کا دروازہ بند کر دینا چاہیے۔ جس میں کوئی ایسا سوراخ نہ ہو جس سے ان کو کھانا پینا پہنچ سکے پھر ان کی وفات کا امیدوار رہنا چاہیے۔ شیخ نجدی نے کہا یہ رائے درست نہیں کیونکہ ان کے کنبہ کو حمیت پیدا ہو جائے گی اور تم سے برسر پرخاش ہو جائیں گے سب نے کہا یہ بوڑھا سچ کہتا ہے شیبہ بن ربیعہ نے کہا میری یہ رائے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی اونٹنی پر جسے تم نے یلہ چھوڑ کر سرکش بنا لیا ہو سوار کر کے بیابان میں چھوڑ دو پس وہ ننگے بدوؤں کے گروہ میں جا پڑیں گے وہ ان سے باتوں باتوں میں بگڑ جائیں گے اور بدو ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ پس کا ان کا خون غیر لوگوں کے ہاتھوں سے ہو گا اور تم بچ رہو گے۔ اس بوڑھے شیطان نے کہا یہ بہت بری رائے ہے۔ آیا تم ایسے آدمی پر اعتماد کر سکتے ہو جس نے کہ تمہارے قوم کے جاہلوں اور نادانوں کو بگاڑ رکھا ہے اور تم اس کو غیروں کی طرف دھکیلتے ہو تا کہ انہیں بھی بگاڑ کر اپنا پیرو بنا لے۔ اور حالانکہ تم اس کی شیریں بیانی اور تیز زبانی اور دلجوئی کو خوب جانتے ہو۔ واللہ

اگر تم نے ایسا کیا تو وہ تمام لوگوں کو جمع کر کے تم سے جنگ کرے گا اور تم کو تمہارے شہر سے نکال دے گا اور تمہارے شرفاء کو مار ڈالے گا۔ تمام کمیٹی نے اس بوڑھے کی تصدیق کی۔ ابو جہل بولا میں تمہیں ایک ایسی رائے بتاتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی رائے نہیں۔ تم قبائل قریش کے ہر بطن میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کر لو ان کو ان کی تلواریں دے دو وہ مجتمع ہو کر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی ضرب لگائیں کہ ایک آدمی کی ضرب سمجھی جائے۔ جب اس طرح سے تم نے ان کو قتل کر لیا تو ان کا خون تمام قبائل قریش میں متفرق ہو جائے گا۔ بنی ہاشم اپنے میں تمام قریش سے لڑنے کی طاقت نہ پا کر دیت کے لینے پر راضی ہو جائیں گے تم دیت دے دینا اور چھوٹ جانا بوڑھے نجدی نے کہا یہ رائے بہت ٹھیک ہے۔ اور اس مشورت میں اس نے سچ کہا ہے اور تم سب میں سے یہ کھری رائے والا ہے اس کی رائے سے تم نہ ہٹنا۔ پس ابو جہل کی رائے پر اتفاق کر کے سب وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے جبرائیل جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور یہ خبر بیان کی اور کہا کہ آج شب کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں خدا تعالیٰ نے آپ کو یہاں سے ہجرت کرنے کا حکم بھیجا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکر سے آگاہ ہو گئے آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور فرمایا ہماری ردا حضرمی اوڑھ لو تو تم کو ہرگز کوئی امر مکروہ نہیں پہنچے گا۔ پھر آپ نے ان کو وصیت کی کہ یہ لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان لوگوں کو سب کے سامنے دے دینا۔ یہ کہہ کر آپ گھر سے باہر برآمد ہوئے اور مٹی کی ایک مٹھی بھر کے کفار کے سر پر ڈالی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کفار کی آنکھیں بند کر دیں اور حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے سے گذرتے ہوئے چلے گئے حضرت علی حضور کے بستر مبارک پر سو رہے۔ تمام مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری اور قتل کے لیے مجتمع تھے۔ اور تمام رات حضرت علی پر پتھر پھینکتے تھے نہ آپ مضطرب ہوتے اور نہ اندوہ گیں۔ پھر کفار نے تمام گھر کا محاصرہ کر لیا اور تلواریں کھینچ کر گھر میں گھس پڑے اور ان کو کہنے لگے آہا آپ علی ہیں آپ کے دوست کہاں ہیں آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کفار گھر سے نکل گئے اور آپ تنہا وہیں رہے خدائے تعالیٰ نے حضرت علی کو کفار کے شر سے بچا

لیا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین دن اور رات مکہ میں رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امانتیں ادا کیں اس وقت مکہ میں آپ کے سوا کوئی مسلمان باقی نہیں تھا پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے کلثوم بن ہرم کے ساتھ مکہ سے باہر تشریف لے گئے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو قوت شجاعت اور استواری اور ثبات نفس اور شہامت کے ساتھ مخصوص نہ کیا ہوتا تو آپ ضرور ایسی ہولناک جگہ میں مضطرب ہو جاتے اگر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے آپ بستر نبوی پر سور ہنے میں شر کے پہنچے سے بے خبر تھے۔ لیکن نفوس بشری باوجود یقینی ہونے عدم خوف کے جبکہ ڈرانے والے امور انکی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں تو ان کو دیکھ کر مضطرب ہو جاتے ہیں چنانچہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو باوجود حاصل ہونے درجہ نبوت کی و نیز خدا کے حکم کے یا موسیٰ تو خوف مت کر۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اپنے عصا کو پھینک دے اور جناب موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا۔ حضرت موسیٰ اسے دیکھ کر خوف زدہ بھاگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ مت ڈر اس کو پکڑ لے۔ ہم ابھی اس کی پہلی حالت کی طرف اس کو لوٹا دیتے ہیں۔ چونکہ جناب موسیٰ اس حکم سے کسی طرح پر مخالفت نہیں کر سکتے تھے آپ نے اپنی ردا کے کونے کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر اس کو پکڑنا چاہا۔ پروردگار نے فرمایا یا موسیٰ تمہیں کیا ہو گیا ہے اگر ہم تمہاری ایذا کے لیے اس کو حکم دیں تو کیا تمہارا کپڑا اس کے ایذا سے بچا سکتا ہے جناب موسیٰ نے عرض کیا نہیں بچا سکتا۔ مگر میں ضعیف ہوں اور ضعف سے پیدا ہوں۔ پس نفوس بشری کی طبیعت تو یہ ہے۔ اسی طرح سے جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا حال ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنے لڑکے کو دریا میں پھینک دو اور غم و اندیشہ مت کرو ہم اس کو پھر تمہارے پاس پہنچا دیں گے جب انہوں نے جناب موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا بہ تقاضائے نفس بشری ان کے دل میں اضطراب پیدا ہو گیا قریب تھا کہ یہ امر ظاہر ہو کر باعث فضیحت و رسوائی ہو جاتا خدا کی مہربانی سے اس کو بچا لیا اور باوجود دلی اضطراب کے بول نہ سکیں۔ اگر جناب علی کو اپنی مہربانی سے پروردگار نے دل کی قوت تامہ جس کا نام شجاعت ہے عطا نہ فرمائی ہوتی تو وہ بھی باوجود اس کے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تم کو ہرگز کوئی امر مکروہ نہیں پہنچے گا۔ ایسے خوفناک مقام میں بہ تقاضائے نفس بشری مضطرب ہو جاتے۔ کیونکہ اکیلے آدمی کا دشمنوں کی جماعت میں سونا جو اس کی گرفتاری اور اس کے قتل کے درپے ہوں اور اس کے دین کے معاند اور اس کی دشمنی کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد تین دن اور راتیں انہیں دشمنوں کے درمیان ٹھہرا رہے پھر شہر سے نکل کر ان کی زمینوں اور پہاڑوں میں باوجود ان کی کثرت اور اپنی تنہائی کے سیر کرتا رہے یہ تمام امور ایسے واضح دلائل ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ نے ان کو جوہر شجاعت سے مخصوص کیا تھا۔

و لیلته المبیت کانت لیلته الخمیس اول لیلته من شهر ربیع الاول سنه ثلث و عشر من المبعث و عمر علی خمسته عشرین سنته (سیرۃ النبوۃ) لیلۃ المبیت یعنی جس رات میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر جناب مرتضیٰ سوئے اور آنحضرت مکہ ہجرت فرما گئے جمعرات کی رات اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تیرہواں دن تھا جناب علی کے عمر اس وقت پچیس برس کے قریب تھی۔

غزوہ بدر الکبریٰ میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اور علامہ بن یوسف الگنجی کفایۃ المطالب میں لکھتے ہیں کہ ایک ان مواقع میں سے بدر کی لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ہجرت کے اٹھارویں مہینے سترہویں رمضان کو جمعہ کے دن پیش آئی اس وقت جناب علی کی عمر ستائیس برس کی تھی۔ اس روز جناب علی علیہ السلام اپنے بے خوف دل سے اور اپنی ثابت قدمی سے اس دریا کے منجدھار میں غوطے لگاتے تھے اور تلوار کی تیزی سے دشمنوں کی گردن قلم کرتے تھے اور بدن سے سر کٹ کر قدموں پر گرتے تھے جو کچھ کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں لکھا ہے اور جس کو ابو محمد عبد الملک ہشام نے اپنی کتاب مسمی بہ سیرۃ النبوۃ میں نقل کیا ہے کہ مشرکین کے

جنگ اور دن میں سے کہ جن کو جناب علی علیہ السلام نے مستقل بذات واحد یا کسی کی شرکت سے قتل کیا اکیس نفر ہیں ان میں سے نو آدمیوں پر تمام ناقل اخبار متفق ہیں کہ ان کو جناب علی نے تن تنہا قتل کیا ہے اور ان میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور ان میں سے چار نفر ایسے ہیں جن کو آپ نے دوسروں کی شرکت سے قتل کیا ہے۔ اور ان میں سے آٹھ آدمی ایسے ہیں جن کی نسبت اختلاف ہے آیا ان کو جناب امیر علیہ السلام نے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ پس وہ اشخاص کہ جن کو جناب علی نے مستقل بذات واحد بلا مشارکت غیر قتل کیا ہے اور جن میں کہ علمائے سیر کو بھی اختلاف نہیں وہ یہ ہیں۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ معاویہ بن ابی سفیان کا ماموں جس کو جناب امیر علیہ السلام نے مبارزۃ میں قتل کیا یہ بڑا شجاع اور جری تھا۔ اور عاص بن سعید بن عاص بن امیہ اور عامر بن عبداللہ اور نوفل بن خویلد بن اسد یہ شخص قریش کے شیاطین میں سے مشہور تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا اور قریش اس کو ہر ایک امر میں مقدم جانتے تھے اور اپنا پیشواء سمجھتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر پہچانا خدا سے دعا کی اس کے شر سے کفایت کرے۔ جناب علی نے اس کو قتل کر دیا۔ اور مسعود بن مغیرہ اور ابوقتیس بن الفاکہ۔ اور عبداللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ اور عاص بن المنبہ بن الحجاج۔ اور حاجب ابن سائب اور وہ لوگ کہ جن کو جناب امیر نے غیر کی مشارکت سے قتل کیا ہے وہ یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب معاویہ کا بھائی اور عبیدہ ابن الحارث اور ربیعہ اور عقیل بن الاسود بن المطلب اور وہ یہ آٹھ نفر جن کی نسبت ناقلین اخبار کا اختلاف ہے کہ آیا ان کو جناب علی نے قتل کیا ہے یا کسی دوسرے نے وہ یہ ہیں۔ طعیم بن عدی بن نوفل یہ تمام گمراہوں کا سردار تھا اور عمیر بن عثمان اور عمر بن قیس اور حرملہ بن عمر اور قتیس ابن الولید ابن المغیرہ اور ابوالعاص بن القیس اور اوس الجحمی اور عتبہ بن المعیط بن معاویہ بن عامر یہ سب قریش کے نامدار تھے جن کو جناب امیر نے بدر کے دن قتل کیا۔ یہ بات ظاہر ہے اور تمام اہل مغازی اپنی کتابوں میں ناقل ہیں کہ بدر کے دن ستر کافر مارے گئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے روز صبح کو لوگ اٹھے قریش صف

باندھ کر کھڑے ہو گئے ان سب سے آگے عتبہ ابن ربیعہ اور اس کا بھائی اور شیبہ اور اس کا لڑکا ولید کھڑے ہوئے تھے۔ عتبہ نے پکار کر کہا یا محمد آپ ہمارے قریش کے بھائیوں میں سے ہمارے مقابلہ کے لیے آدمی بھیجیں انصار مدینہ میں سے تین جوان ان کے مقابل نکلے۔ عتبہ نے کہا تم کون ہو انہوں نے اپنا حسب ونسب بیان کیا عتبہ بولا ہم کو تمہارے ساتھ لڑنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے اپنے بھائی بند کو طلب کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تم اپنے اپنے مقام پر واپس چلے جاؤ۔ اے حمزہ اور اے علی اور اے عبیدہ تم کھڑے ہو جاؤ اور اس سچائی پر کہ جس پر خدا تعالی نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا ہے ان سے لڑو کیونکہ یہ لوگ اپنے باطل عقیدوں پر آئے ہیں تا کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ پس وہ اٹھے ان کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے سر پر خود تھے کفار نے ان کو نہ پہچانا عتبہ نے کہا تم کون ہو اگر ہمارے بھائی بند ہو تو ہم تم سے لڑیں۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبدالمطلب خدا کے اور اللہ کے رسول کا شیر ہوں۔ عتبہ نے کہا آپ کفو کریم ہیں جناب علی نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں اور عبیدہ نے کہا میں عبیدہ ابن الحارث بن عبدالمطلب ہوں۔ عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا اے ولید اٹھ علی سے لڑ۔ آپ اس وقت تمام قوم سے چھوٹی عمر کے تھے۔ پس دونوں کے وار چلے ولید کا وار خالی گیا اور جناب علی علیہ السلام کی ضرب اس کے بائیں ہاتھ پر پڑی وہ کٹ گیا۔ پھر آپ نے دوسری چوٹ ماری اور اس کو قتل کر کے پھینک دیا۔ جناب علی سے روایت ہے کہ جب آپ بدر کا اور ولید کے قتل کرنے کا ذکر بیان فرماتے تو اپنی حدیث میں یہ بھی بیان فرماتے کہ اب تک ولید کے بائیں ہاتھ کی انگوٹھی کی تابش میری نگاہ میں ہے جبکہ میں نے اس کے ہاتھ کو کاٹ ڈالا اس کے کپڑوں میں سے عطر کی خوشبو آتی تھی میں نے سمجھا اس کی شادی قریب ہی ہو چکی ہے۔ اور عتبہ جناب حمزہ سے لڑا جناب حمزہ نے اس کو قتل کر دیا۔ اور شیبہ جناب عبیدہ سے لڑا آپ کی عمر قوم میں سب سے بڑی تھی دونوں کی باہم چوٹیں چلیں۔ شیبہ کی تلوار آپ کی پنڈلی کو لگی اور کٹ گئی اور جناب علی اور حمزہ نے ان کو چھڑا لیا۔

سیرۃ النبوۃ میں لکھا ہے کہ سوطن غزوہ بدر الکبری سترہ رمضان کو ہوا جناب علی کی عمر اس وقت ستائیس برس کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مبارزت کا حکم دیا ولید بن عتبہ آپ سے لڑا یہ شخص بڑا شجاع اور جری تھا۔ جناب علی نے اس کو قتل کیا اور بعد اس کے کہ کفار آپ کو ہٹا رہے تھے آپ نے عاص بن سعید کو قتل کیا اور حنظلہ بن ابی سفیان آپ کے مقابلہ کے لیے نکلا آپ نے اس کو بھی قتل کیا پھر عدی اور پھر نوفل بن خویلد کو قتل کیا۔ یہ قریش کے شیطانوں میں سے تھا۔ اسی طرح سے آپ ایک کے بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے نصف قتل کیے اور کل مقتول ستر تھے نصف اور مسلمانوں نے قتل کیے۔

غزوۃ الکدر میں جناب امیر کی شجاعت

قال ابن الاثیر فی تاریخه کانت فی شوال سنته اثنتین بلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم اجتماع بنی سلیم علی ماء لهم الکدر فساد رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الکدر فلم یلق کید او کان لواء ه مع علی و عاد و معه النعم و الرعاء ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ غزوہ کدر شوال ۲ دو ہجری میں واقع ہوا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی سلیم کی خبر لگی کہ وہ ایک کوئیں پر کہ جس کو کدر کہا جاتا تھا جمع ہو رہے ہیں آپ ان کی طرف لشکر لے گئے کوئی تکلیف پیش نہ آئی۔ آپ کا علم جناب علی کے ہاتھ میں تھا آپ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں لے کر وہاں سے لوٹے۔

غزوہ احد میں جناب امیر کے شجاعت

ابو محمد عبد الملک بن ہشام سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہین کہ ان میں سے ایک غزوہ احد ہے جو ہجرت کے تیسرے برس واقع ہوا ہے اس قصہ میں ملخص قول یہ ہے کہ جب بدر کے روز اشراف قریش شکست کھا گئے اور ان میں سے بعض قتل اور بعض قید ہوئے مکہ والوں کو ان کے اشراف اور رؤساء کے قتل ہونے کی وجہ سے سخت اندوہ پیدا ہوا باہم مجتمع ہو کر مال کثیر صرف کیا اور کنانہ کے حبشیوں کی ایک

جماعت اور غیر لوگوں کو اپنی طرف گرویدہ کر کے مدینہ کا قصد کیا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے اور مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے ہوئے اس کے بعد ابو سفیان بن حرب نے واپس آ کر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور مدینہ منورہ کا قصد کیا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے صحابہ کی جماعت میں سے ایک تہائی واپس ہو گئی اور آپ کی معیت میں صرف سات سو مسلمان باقی رہ گئے۔ اس قصہ کا ذکر اللہ تعالی نے سورہ آل عمران میں بھی کیا ہے۔

جبکہ لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور جنگ کی چکی چلنے لگی مسلمان مضطرب ہو گئے اور جناب حمزہ نے ایک جماعت کے ساتھ شربت شہادت نوش فرمایا۔ کفار کے جنگ آوروں میں سے بائیس آدمی مارے گئے اصحاب مغازی نقل کرتے ہیں جناب علی نے ان میں سے سات آدمیوں کو قتل کیا اور وہ یہ ہیں۔ طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزی۔ عبد اللہ بن جمل بن عبد الدار۔ ابو الحکم بن الاخنس۔ سبا بن عبد الغری۔ ابو امیہ بن المغیرہ۔ ان پانچ آدمیوں پر سب کا اتفاق ہے کہ جناب علی نے ہی ان کو قتل کیا ہے اور ابو سعد طلحہ بن ابو طلحہ۔ اور بنی عبد الدار کے غلام حبشی کے قتل میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ کو لوٹ گیا اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور اپنی شمشیر ذوالفقار کو جناب فاطمہ علیہا السلام سے دے کر فرمایا بیٹی اس سے لہو دھو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے اور جناب علی نے بھی ان کو اپنی تلوار دے کر کہا اس سے لہو دھو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اس روز میں ہوا کا ایک جھونکا چلا اور جناب علی نے ہاتف سی آواز سنی کہ لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

عن ابن عباس قال خرج طلحته بن ابی طلحته یوم احد و کام صاحب لواء المشرکین فقال یا اصحاب محمد تزعون ان الله تعجلنا یا سیافکم الی النار و تعجلکم یا سیافنا الی الجنته فایکم ببرز الی فیرز الیه علی و قال له و الله لا افار

قک حتی اعجلک بسیفی الی النار فاختلفاء ضربتین فضربه علی علی رجله فقطعها و سقط الی الارض فاراد علی ان یجهز علیه فقال انشدک الله و الرحم یا بن عم فانصرف عنه الی موقفه فقال المسلمون هلا اجهزت علیه فقال فاشدنی الله و لیس بعیش فمات من ساعته و بشر النبی صلی الله علیه وسلم فسروا المسلمون بذلک قال محمد بن اسحاق و کان الفتح یوم احد بصبر علی علی عنائه و ثباته و حسن بلائه (کفایته الطالب للعلامه ابن یوسف الکنجی الشافعی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکوں کا علم بردار فوج سے باہر نکل کر کہنے لگا اے اصحاب محمد تمہارا زعم ہے کہ ہم قریش کے لوگ تمہاری تلوار سے دوزخ میں گرائے جائیں گے اور تم مسلمان ہماری تلوار سے جنت میں ڈالے جائیں گے پس کون ہے تم میں سے کہ میرا مقابلہ کر سکے جناب علی اس کے مقابلہ کے لیے نکلے اور اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے میں جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے دوزخ میں نہ ڈالوں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ پس دونوں کے وار چلے اور آپ نے اس کے پاؤں پر ایک ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا جناب علی نے اس کے مارنے کا قصد کیا اس نے آپ کو خدا کی قسم دے کر کہا اے ابن عم آپ رحم کریں آپ اسے چھوڑ کر اپنی جگہ تشریف لائے مسلمانوں نے کہا آپ نے اس کو کیوں نہ مار ڈالا آپ نے فرمایا اس نے مجھے خدا کی قسم دی تاہم وہ زندہ نہیں رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مرنے کی بشارت دی۔ مسلمان خوش ہو گئے۔ محمد بن اسحاق اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں کہ احد کے روز جناب علی کے رنج پر صبر کرنے پر اور آپ کی ثبات نفس اور تکلیف کو اچھی طرح سے برداشت کرنے سے فتح حاصل ہوئی ہے۔

و روی الحافظ محمد بن عبدالعزیز الجنابزی فی کتاب معالم العترة النبویته مرفوعا الی قیس بن سعد عن ابیه انه سمع علیا یقول اصابتنی یوم احد ست عشر ضربته سقطت الی الارض فی اربع منهن فجاء نی رجل حسن الوجه طیب الریح

فاخذ بضبعي فاقامني ثم قال اقبل عليهم فانک في طاعته الله و رسوله و هما عنک راضيان قال علي فاتيت النبي صلى الله عليه وسلم فاخبرته فقال يا علي اقر الله عينک ذاک جبريل (كفايته الطالب) حافظ محمد بن عبدالعزیز الجنابذی کتاب معالم العترۃ النبویہ میں قیس بن سعد کی طرف مرفوع کر کے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا کہ احد کے دن سترہ زخم مجھے ایسے لگے تھے کہ ان میں سے چار زخموں کے ساتھ میں زمین پر گرنے کے قریب ہو گیا تھا ناگہاں ایک خوبصورت خوشبو میں مہکتے ہوئے آدمی نے میرے پاس آ کر میرا کندھا پکڑا اور مجھ کو کھڑا کر دیا اور کہا بڑھ کر دشمنوں پر حملہ کر کہ تو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں۔ جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا یا علی خدا تیری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کرے وہ جبرائیل تھے۔

عن جعفر بن محمد عن ابيه عليه و على ابائه السلام قال اصحاب اللواء يوم احد تسعته قتلهم علي قال ابن الاثير فلما قتلهم ابصر رسول الله صلى الله عليه وسلم جماعته من المشركين فقال لعلي احمل عليهم فحمل ففرقهم و قتل فيهم ثم ابصر جماعته فقال له احمل عليهم و حمل و فرقهم و قتل فيهم فقال جبريل ان هذه المواسات فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه مني و انا منه فقال جبريل انا منكما قال فسمعوا صوتاه لا سيف الا ذوالفقار و لافتى الا علي (كامل التواريخ)
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ احد کے دن مشرکین کے نو علمدار تھے جن کو جناب علی نے قتل کیا ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جب جناب علی نے ان کو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی ایک جماعت کو دیکھا اور علی سے فرمایا ان پر حملہ کر آپ نے ان پر حملہ کر کے ان کو متفرق کر دیا پھر آپ نے ایک اور جماعت کو دیکھا اور علی سے فرمایا ان پر بھی حملہ کر آپ نے ان پر بھی حملہ کیا اور قتل کر کے ان کو متفرق کر دیا۔ جبرائیل علیہ

السلام نے کہا یا رسول اللہ کیا بھائی چارہ اسی کو کہتے ہیں کہ اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر آپ کی حفاظت علیؑ فرما رہے ہیں۔ جناب علی کے لیے تسلی ہونی چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہ ہو وہ میرا ہے میں اس کا ہوں جبریل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں کا ہوں اور ایک آواز سنائی دی کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے۔

عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یده فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ضعوه فی یده الیسری فانه صاحب لوائی فی الدنیا و الاخرة (اخرجه الخوارزمی) جناب علی سے منقول ہے کہ احد کے دن میرے ہاتھ کو ضرب آ گئی علم میرے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بائیں ہاتھ میں علم دے دو کہ دنیا اور آخرت میں میرا علمدار ہے۔

غزوہ خندق میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک غزوہ خندق ہے جس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں ہجرت کے پانچویں برس واقع ہوا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش کے تمام قبائل مجتمع ہوئے ہیں اور ابوسفیان ان کا پیشرو ہے اور غطفان نے ان سے اتفاق کیا ہے اور ان کا سپہ سالار عیینہ بن حصین ہے اور یہ لوگ بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ متفق ہو کر مدینہ کے محاصرہ کا قصد رکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حفاظت کے واسطے خندق کھدوایا جب خندق سے فارغ ہوئے تو قریش کنانہ کے حبشیوں اور اہل تہامہ کو ساتھ لے کر اور غطفان اہل نجد کو دس ہزار جمعیت کے ساتھ مسلمانوں کے آگے اور پیچھے اترے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس قصہ کا ذکر کیا ہے کہ جب قریش تمہارے آگے اور پیچھے سے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے تین ہزار کی جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف لائے۔ مشرکین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر یہودیوں کے

ساتھ موافقت کر کے مسلمانوں پر سخت گیری شروع کی چنانچہ سورہ احزاب میں حق تعالی نے ان کا مفصل ذکر کیا ہے۔

مشرکین کو اپنی جمعیت اور یہودیوں کے متفق ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کی بیخ کنی کا طمع پیدا ہو گیا ان میں سے قریش کے چند سوار آگے بڑھے جن میں ان کا نامی شہسوار عمرو بن عبدو بھی تھا جو اکیلا ہزار سوار کے برابر گنا جاتا تھا اور عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا وہ گھوڑوں کو بڑھا کر خندق پر آ کھڑے ہوئے تنگ گذرگاہ تلاش کر کے خندق سے گھوڑے کدائے اور ان کے گھوڑے خندق اور مسلمانوں کے درمیان اچھلنے اور کودنے لگے یہ دیکھ کر جناب علی چند مسلمانوں کے ساتھ خندق کے اس مقام کی طرف بڑھے جہاں پر سے وہ خندق پھاند آئے تھے اور اس تنگ مقام کی ناکہ بندی کی۔ عمرو بن عبدود لوٹ پڑا قریش نے اس کے واسطے ایک بہادری کی علامت مقرر کی ہوئی تھی جس سے اس کی قدر و منزلت اور شان و شوکت معلوم ہو سکتی تھی اس کا بیٹا حسل بھی اس کے ہمراہ تھا اور چند دوست بھی اس کے ساتھ تھے۔ عمرو ہل من مبارز کے نعرے لگانے لگا۔ جناب علی نے اس کے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند کر بھیجا وہ پھر ہل من مبارز پکار پکار کر طعنہ زنی کرنے لگا کہ کہاں ہے وہ تمہاری جنت جس کی نسبت تمہارا زعم ہے کہ جو شخص تم میں سے قتل ہوگا وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر کیوں تم میں سے کوئی میرے مقابلہ پر نہیں آتا جناب علی یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اس کی مبارزت کے لیے خواستگار ہوئے آپ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے۔ جناب علی نے عرض کیا اگرچہ عمرو بن عبدود ہے آپ مجھ کو اس کے مقابلہ کی دعوت دیں حضرت نے ان کو اذن دیا اور سر اقدس سے عمامہ اتار کر ان کے سر پر رکھا اور فرمایا اسی شان سے چلے جاؤ جناب علی اس کے سامنے گئے وہ یہ رجز کہہ رہا تھا۔ و لقد لحجت من النداء + بجمعکم ھل من مبارز + و وقفت اذ جبن اشجاع + بموقف البطل المناجز + و کذلک انی لم ازل + متسرعا نحو الھراھز + ان اشجاعته فی الفتی + و المجود من خیر القرائو (یعنی) بہ تحقیق میری آواز تم لوگوں کو ہل من مبارز

پکارتے پکارتے تھک گئی ہے اور جبکہ بہادر نامردی کرتا تھا میں دلیروں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں ہمیشہ اسی طرح لوگوں کی طرف دوڑتا تھا۔ کیونکہ جوانمرد کے لیے شجاعت اور سخاوت بہت ہی اچھی طبیعت ہے۔ جناب علی نے اس کا جواب یہ ارشاد کیا۔ **یا عمرو و حیک قد اتاک + مجیب صوتک غیر عاجز + ذونیته و بصیرة + و الحق منجی کل فائز + انی لا رجو ان اقیم + علیک نائحته العجائز + من ضربته تفنی و یبقی + ذکر ھا عند الھزاھر** (یعنی) اے عمرو تجھ پر افسوس ہے تیرے پاس آ رہا ہے جو تیرے پکارنے کے جواب دینے میں عاجز نہیں۔ اور صاحب نیت اور بصیرت ہے اور سچ ہر ایک فیروز مند کو نجات دینے والا ہے۔ میں بے شک امید رکھتا ہوں کہ میں بوڑھی عورتوں کے بین تجھ پر کراؤں گا۔ ایک ایسی ضرب سے کہ تو فنا ہو جائے گا اور معرکوں میں اس کا ذکر باقی رہے گا۔ عمرو بن عبدو نے کہا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور داماد ہوں عمرو نے کہا آپ کا والد میرا دوست تھا مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ میرا نیزہ آپ کو جھپٹ لے جائے۔ آپ نے فرمایا اے عمرو بن عبدود اس بات کا تذکرہ چھوڑ۔ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے جی میں ٹھان رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص میرے آگے تین باتیں پیش کرے گا تو میں ان میں ایک کو ضرور قبول کروں گا۔ عمرو نے کہا آپ پیش کریں آپ نے فرمایا۔ ایک یہ ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور مسلمان ہو جا۔ وہ بولا مجھے اس کی حاجت نہیں۔ آپ نے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ تو یہاں سے لوٹ جا اور اس لشکر کو بھی واپس لے جا۔ عمرو نے کہا کیا قریش کی عورتیں نہ کہیں گے اور عرب گیتوں میں نہ گائیں گے کہ میں لڑائی کے لیے آیا اور پچھلے پاؤں لوٹ گیا۔ اور جس قوم نے مجھے اپنا رئیس بنایا میں نے اس کو رسوا کیا۔ جناب علی نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ تو گھوڑے سے اتر کر مجھ سے جنگ کر۔ عمرو نے کہا میں نہیں چاہتا کہ تجھ ایسے بزرگ کو قتل کروں۔ جناب علی نے فرمایا واللہ میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں عمرو حمیت میں گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں اور جناب علی کی طرف لپکا دونوں ایک ساعت تک باہم لڑتے رہے عمرو نے ایک چوٹ کی آپ نے اسے سپر سے روکا سپر کاٹ کر تلوار آپ کے

سر میں بیٹھ گئی۔ جناب علی نے عمرو کہا تو تو عرب کا مشہور شہسوار ہے کیا تو لڑائی میں مجھے اکیلا کافی نہ تھا کہ تو نے مددگار بلائے ہیں عمرو نے پیچھے مڑ کر دیکھا آپ نے اس کی دونوں پنڈلیوں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ کٹ گئیں اور غبار بلند ہو گیا جب کھل گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ داڑھی پکڑے ہوئے اس کی چھاتی پر سوار ہیں اور اس کا سر کاٹ رہے ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے اس کے کندھے پر تلوار ماری اور اس کی ایک طرف کا کندھا زمین پر گرادیا آپ اس کو اسی طرح سے مقتول چھوڑ کر اس کے بیٹے حسل پر لپکے اس کو بھی مار ڈالا ان کے گھوڑے بھاگ گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل نے یہ دیکھ کر اپنا نیزہ پھینک دیا اور بھاگ گیا ان میں سے جس نے بھاگنا تھا وہ بھی اس کے ساتھ بھاگ نکلا۔ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عمرو کی ضرب کی وجہ سے ان کے سر میں سے خون بہتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **قتل علی لعمرو بن عبدود افضل من عبادة الثقلین** یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جن و انس کی عبادت سے افضل ہے۔

عن جابر بن عبداللہ قال فما شبهت قتل عمرو الا بما قص الله تعالی من قصته دائود علیه السلام و جالوت حیث قال عزوجل فهز موهم باذن الله و قتل دائود جالوت جابر بن عبداللہ کہتے ہی کہ حضرت علی کا عمرو کا قتل کرنا بالکل حضرت داؤد علیہ السلام کی جالوت کے قصہ کے مشابہ تھا جس کا ذکر خدا نے اس طرح پر کیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے بھاگ گئے اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا۔

عن عبدالله بن مسعود قال کان یقرء و کفی بالله المومنین القتال بعلی و کان الله قویا عزیزا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح پر پڑھا کرتے تھے کہ لڑائی میں مومنوں کے لیے اللہ نے علی کی وجہ سے کفایت کی اور اللہ غالب مہربان ہے۔

عن ابی الحسن المدا بنی قا لما قتل علی عمرو بن عبدود نعی الی اخته فقالت من ذالذی اجتری علیه فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت منیته علی ید

کفو کریم ما سمعت با فخر من هذا یا بنی عامر فانشات. لو کان قاتل عمر غیر قاتله + لکنت ابکی علیه الاخر الابد + لا کن قاتله من لا یعاب به + من کان یدعی قیدما بیضته البلد یعنی ابی الحسن مدائنی روایت کرتے ہیں کہ جب علی نے عمرو بن عبدود کو مارا اور یہ خبر اس کی بہن کو ملی وہ پوچھنے لگی اس پر کس کا قابو چل گیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب کا کہنے لگی اس کی موت اپنے بزرگ بھائی بند کے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ اے بنی عامر میں نے کوئی اس سے زیادہ صاحب فخر نہیں سنا اور اس کے مرثیہ میں یہ شعر کہے۔ اگر عمرو کا قتل اس کے قاتل کے سوا کوئی اور ہوتا۔ تو میں ہمیشہ اس پر رویا کرتی۔ لیکن اس کا قاتل ایسا ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اور وہ ہمیشہ سے شہر کا سردار پکارا جاتا ہے۔ قال فضل اللہ بن روز بھان فی کشف الغمہ روی الجمھور ان علیا لما برز الی عمرو بن عبدود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ فضل اللہ بن روز بہان کشف الغمہ میں ناقل ہیں کہ جمہور اہل سیر روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیر عمرو کے مقابلہ کے لیے نکلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے۔

غزوہ خیبر میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

ایک غزوہ خیبر ہے جو سنہ سات ہجری میں پیش آیا۔ اس وقت جناب علی کی عمر اکتیس برس کی تھی۔ اس تمام قصہ کا خلاصہ ابو محمد بن عبدالملک بن ہشام نے سیرۃ النبوۃ میں سلمہ بن الاکوع کی طرف مرفوع کر کے لکھا ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں خیبر کو چلے میرے چچا عامر صحابہ میں یہ رجز پڑھ رہے تھے۔ واللہ لو اللہ ما اھتدینا + ولا تصدقنا و لا صلینا + و نحن عن فضلک ما استغنینا + و ثبت الاقدام ان لاقینا + و انزل من سکینتہ علینا یعنی اگر خدا ہم کو ہدایت نہ کرتا۔ نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے۔ ہم تیرے فضل سے مدد چاہتے ہیں۔ پس جبکہ ہم دشمنوں کے سامنے جائیں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھیو۔ اور تو ہم

پر سکون اور تسلی نازل فرمائیو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے عرض کیا گیا یہ عامر ہے آپ نے فرمایا اے عامر اللہ تجھے مغفرت کرے۔ آپ خصوصیت سے جس کی نسبت دعا فرماتے وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر حضور ہم کو بھی عامر کے ساتھ اس دعا میں سے حصہ دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب ہم خیبر پہنچ گئے مرحب یہودیوں کا سردار قلعہ سے باہر نکل کر اپنی تلوار ہلا ہلا کر یہ رجز پڑھ رہا تھا۔ قد علمت خیبر انی مرحب + شاکی السلاح بطل مجرب تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں۔ عامر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے اور رجز کہنے لگے۔ قد علمت خیبر انی عامر + شاکی السلاح بطل العامر تمام خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں بے اندیشہ ہوں۔ پس عامر اور مرحب میں وار ہونے لگی مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے کو لگی وہ اچھلا کہ عامر کو گرا دے ان کو اپنی تلوار لگ گئی جس سے رگ ہفت اندام کٹ گئی۔ اس میں ان کی جان تھی۔ بعض صحابی کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اپنے ہاتھ سے مارے گئے ہیں میں آنحضرت کے حضور میں روتا ہوا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے بعض صحابی کہتے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ اس کے لیے دو دفعہ شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھے جناب علی بن ابی طالب کے بلانے کے لیے بھیجا ان کی آنکھیں دکھتی تھیں میں ان کو لے کر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہ علم آج ایک ایسے آدمی کو دیں گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا۔ وہ اچھی ہو گئیں آپ نے ان کو علم دیا۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا۔ اپنی بڑائی ہانکنے لگا۔ قد علمت خیبر انی مرحب + شاکی السلاح بطل مجرب + اذا اللیوث اقبلت تلھب + و احجمت عن صواته المحجب + قلت حمای ابدا لا یقرب + اطعن احیانا و حینا اضرب + ن غلب الدھر فانی اغلب + و لقران عندی بالدماء

مخضب یعنی تمام عرب جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں شوکت رکھنے والا ہوں۔ دلیر ہوں تجربہ کار ہوں۔ جبکہ معرکہ میں شیر دراتے ہیں۔ آگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں مرجب کے حملہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ کہ بادشاہ کا حاجب ہوں۔ ظاہر ہو گیا ہے کہ میرے خوف سے کوئی نزدیک نہیں آتا کبھی میں نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار۔ اگر تمام زمانہ مغلوب بھی ہو جائے تو بھی میں غالب ہوں۔ میرے سامنے حریف خون میں لتھڑا ہوا ہے۔ جناب علی نے اس کے مقابل میں یہ رجز فرمائے۔ **انا الذی سمتنی امی حیدرہ + ضر غام اجام و لیث قسورہ + عبد الذرا اعین شدید القصرہ + کلیشا غابات کریہ المنظرہ + اکیلکم بالسیف کیل السندرہ + اضربکم ضربا یبین الفقرہ + و اترک القرن تقاع جزرہ + اضرب بالسیف و قاب الکفرہ + ضرب غلام ما جد خرورۃ + من یترک الحق یقول صغرہ + اقتل منکم سبعتہ او عشرہ + فکلھم اھل فسوق فجرہ** میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ بہادری کے پیشہ کا درندہ شیر ہوں۔ قوی بازو اور سخت گردن والا ہوں جیسے کہ ڈراؤنی صورت والا جنگل کا شیر۔ میں تلوار کے بڑے پیمانے سے تجھے ناپوں گا۔ میں تمہیں ایک ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہارے پشت کا ایک ایک مہرہ جدا ہو جائے گا۔ میں نیزہ کو سخت زمین میں گاڑتا ہوں میں تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں۔ بزرگ قوم کے زور میں بھرے ہوئے جوان کی ضرب ہے۔ اس کے لیے جو حق کو چھوڑتا ہے اور ذلت پر ٹھہرتا ہے میں ان میں سے سات آدمیوں کو قتل کروں گا جو سب فاسق و فاجر ہیں۔ پھر جناب علی نے ایک وار کیا اور مرجب کا سر کٹ کر گر پڑا۔ اور خدا نے ان کے ہاتھ سے فتح عطا کی۔

دوسری روایت میں ہے کہ جناب علی علم لے کر کودتے ہوئے رزمگاہ کو تشریف لے گئے میں ان کی خبر معلوم کرنے کو ان کے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے قلعہ کے نیچے پتھریلی زمین میں علم گاڑ دیا۔ قلعہ سے ایک یہودی نے کہا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں یہودی نے کہا تم بلندی پانے والے ہو موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بات نازل نہیں ہوئی۔ جب تک کہ قلعہ فتح نہ ہوا آپ

وہاں سے واپس نہ ہوئے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ ناقل ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو علم دے کر روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہو لئے جب آپ قلعہ کے پاس پہنچے قلعہ والے نکل کر آپ کے ساتھ لڑنے لگے ایک یہودی نے آپ کو چوٹ ماری آپ نے ہاتھ سے سپر پھینک دی اور قلعہ کے دروازہ کو اٹھا کر سپر بنا لیا اور لڑتے رہے جہاں تک کہ خدا نے ان کو فتح دی پھر آپ نے اس کو پھینک دیا ہم سات آدمی ہیں جن میں آٹھواں میں بھی شریک تھا اور دروازے کو لوٹنے لگے ہم نے نہایت زور مارا وہ ہم سے نہ لوٹ سکا۔ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خیبر کے دن ابو بکر نے علم اٹھایا مگر فتح نہ ہوا دوسرے دن حضرت عمر نے علم لیا مگر فتح نہ ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم یہ علم ایسے آدمی کو دیں گے کہ جب تک خدا اس کو فتح نہ دے وہ نہیں لوٹے گا۔ جب حضرت صبح کی نماز پڑھ چکے تو علم طلب کیا اور جناب علی کو بلایا ان کی آنکھیں دکھتی تھیں پھر حضرت نے علم ان کے سپرد کیا۔ انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب جناب علی قلعہ خموص کے قریب گئے خدا کے دشمن یہود ان پر تیر اور پتھر پھینکنے لگے آپ نے ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ آپ دروازہ کے نزدیک پہنچ گئے آپ کا پاؤں پھسل گیا۔ وہاں سے آپ غضبناک ہو کر دروازہ کی دہلیز کی طرف اترے اس کو اکھاڑ کر چالیس گز پس پشت ڈال دیا۔ خدا نے خیبر کو ان کے ہاتھ پر فتح کر دیا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتا ہے کہ مجھے اس سے تو تعجب پیدا نہیں ہوا کہ خدا نے خیبر ان کے ہاتھ پر فتح کر دیا بلکہ ان کے قلعہ کا دروازہ اکھاڑنے اور چالیس گز پس پشت پھینک دینے سے تعجب ہوا۔ اور چالیس آدمیوں نے اس کے اٹھانے میں طاقت آزمائی کی لیکن وہ نہ اٹھا سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی گئی آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس میں چالیس فرشتے ان کے مددگار رہے۔

قال علی بن برهان الدین الحلبی الشافعی فی سیرة الحلبیه یردی ان علیا ضرب مرحبا فتترس فوقع السیف علی الترس فقده و شق المغفر و الحجر الذی تحته و

العمامتین و فلق هامته حتی اخذ السیف فی الا ضراس علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی سیرۃ الحلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر نے جب مرحب کوتلور لگائی اس نے سپر پر لی تلوار سپر کو چیرتی ہوئی مغفر پر پہنچی اور مغفر کو پھاڑ کر اس لوہے کی ٹکیا کو کاٹ ڈالا جو اس کے مغفر کے نیچے تھی۔ پھر اس کی دستار کو اور سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں میں پہنچ گئی۔

واقعہ جمل میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

محمد بن یوسف الکنجی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی بیعت مہاجرین و انصار نے اس وقت کی جبکہ پانچ دن تک مدینہ میں مصریوں نے جناب عثمان کو قتل کر کے غوغا برپا کر رکھا تھا اور موتقی بن حرب العکی ان کا سرغنہ تھا رسول اللہ صلعم کے اصحاب بیعت کے لیے جناب امیر کی خدمت میں آتے جاتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ لوگوں کو امام کے بغیر چارہ نہیں آپ ان سے یہ فرماتے تھے تمہارے حالات میں مجھے دخل دینے کی ضرورت نہیں جسے چاہو اختیار کرلو میں راضی ہوں لوگوں نے کہا آپ کے سوا ہم کسی کو نہیں چاہتے اور نہ ہم آپ سے زیادہ اس بات کے لیے کسی کو حقدار جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو میری بیعت خفیہ طور سے نہیں ہو سکتی۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی یہ باتیں آپ کے گھر میں ہو رہی تھیں بعض کہتے ہیں کہ بن منذر کے باغ میں یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ مسجد میں تشریف لے گئے لوگ بیعت کرنے لگے سب سے اول طلحہ بن عبداللہ نے بیعت کی ان کا ہاتھ احد کی لڑائی میں ٹوٹ چکا تھا۔ حبیب بن ذویب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پہلے ہی ٹوٹے ہاتھ نے بیعت کی یہ بیعت پوری ہوتے ہوئے نظر نہیں آتی۔ پھر ان کے پیچھے زبیر بن العوام نے بیعت کی اور جن لوگوں نے آپ کی بیعت نہیں کی ان کے نام یہ ہیں۔ محمد بن بشیر بن النعمان۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ۔ صہیب بن جنان۔ اسامہ بن زید۔ آپ کے بیعت ہجرت کے پینتسویں برس پانچویں ذی الحجہ کو جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ نعمان بن بشیر جناب عثمان بن عفان کا خون بھرا کرتہ جس میں کہ ان کی بی بی نائلہ کی ترشی

ہوئی انگلیاں ٹکی تھیں۔ جو حضرت عثمان کے قتل کے وقت ان کی بی بی نے اپنے ہاتھ کو بڑھا کر قاتل کی شمشیر کو ان سے روکنا چاہا تھا اور کٹ گئیں تھیں۔ اپنے ساتھ لے کر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور طلحہ وزبیر بھی بیعت سے چار مہینے پہلے مکہ معظّمہ چلے گئے۔ جناب علی نے تمام شہروں میں عامل بھیج دیے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال کو واپس بلا بھیجا اور معاویہ کے بلانے کے لیے اس مضمون کا خط لکھا۔ یہ خط امیر المومنین علی کی طرف سے معاویہ کی طرف ہے کہ اگرچہ عثمان صاحب قرابت اور حقدار تھے میں بھی ذوقرابت اور صاحب حق ہوں۔ خدائے تعالی نے مہاجرین اور انصار کے مشورت سے لوگوں کی حکومت میرے گلے میں ڈال دی ہے۔ دوسرے لوگوں نے بھی انہیں کی رائے پیروی کی ہے۔ جو کچھ کہ ان کو بھلا معلوم ہوا اور اس پر انہوں نے عمل کیا ہے۔ اور جس بات سے ان کو کراہیت معلوم ہوتی ہے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ تم بہت جلدی میرے پاس چلے آؤ میں نے تمام عاملوں کی طرف لکھ بھیجا ہے کہ میرا عہد ان کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔ جو بات کہ میرے گلے پڑی ہے میں بھی ان کے گلے میں وہی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اور اس میں سے اپنے دین اور امانت کو خریدنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس سے ہرگز چارہ نہیں۔ تم میرا خط دیکھتے ہی اپنے چند شریف دوستوں کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔ جس وقت آپ اس خط کو لکھ کر فارغ ہوئے مغیرہ بن شعبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے یا امیر المومنین۔ یہ خط کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے معاویہ کو لکھا ہے اور ان کو اپنے پاس بلایا ہے۔ قاصد کے ہاتھ بھیجنا چاہتا ہوں۔ مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ قبول فرماویں تو میں آپ سے ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا بیان کرو۔ مغیرہ نے عرض کیا معاویہ کے سوا آپ سے کوئی بگڑ نہیں سکتا۔ اس کے قبضہ میں شام کا ملک ہے۔ اور وہ حضرت عثمان کا ابن عم اور ان کا عامل ہے۔ آپ سردست اس سے کسی ایسے عہد کی بابت کہلا بھیجیں کہ آپ کی اطاعت کرے۔ جب آپ کے پاؤں خوب جم جائیں پھر جو آپ کی رائے ہو سو کریں۔ جناب امیر نے فرمایا مجھے اس بات سے خدا تعالی کا حکم روکتا ہے۔ کہ تو گمراہ کرنے والوں کو اپنا دوست مت بنا خدا کی قسم ہے پروردگار مجھ کو ہرگز مددگار بنتا ہوا نہیں دیکھے گا۔

بلکہ جس امر پر میں ہوں اسی کی طرف میں اس کو کھینچوں گا۔ اگر اس نے مان لیا بہتر ہے۔ ورنہ خدا کے پاس میرا اور اس کا انصاف ہو جائے گا۔ مغیرہ آپ کے پاس سے اٹھا اور کہنے لگا آج آپ ٹھہرے رہیں اور کل تک صبر کریں میں کل آپ کے پاس آؤں گا پھر دیکھا جائے گا کہ کیا کرنا چاہیے۔ دوسرے دن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المومنین کل جو کچھ میں نے عرض کی تھا۔ آپ نے اسے نہیں مانا تھا۔ جب میں رات سونے کے لئے لیٹا تو خیال کیا کہ آپ ہی کے رائے ٹھیک ہے آپ نے جو کچھ کہ لکھا ہے معاویہ کی طرف بھیج دیں اگر وہ آپ کے پاس چلے آئے تو بہتر ورنہ آپ ان کو معزول کر دیں۔ کیونکہ یہ بات شوکت کے مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں ایسا ہی کروں گا۔ یہ کہہ کر مغیرہ آپ کے پاس سے چلا گیا ابن عباس کہتے ہیں کہ جب لوگ بیعت کر چکے ہیں جناب امیر کی خدمت میں گیا دیکھا مغیرہ خلوت میں جناب امیر علیہ السلام سے باتیں کر رہا ہے۔ جب وہ چلا گیا میں نے جناب امیر سے عرض کیا مغیرہ آپ سے کیا کہتا تھا۔ آپ نے فرمایا مغیرہ کل میرے پاس آ کر کہنے لگا آپ حضرت عثمان کے عمال معاویہ اور عمرو بن عاص کو عہدے سے معزول نہ کریں جب تک کہ لوگوں کی شورش فرو ہو جائے پھر ان میں سے جسے چاہیں آپ معزول کریں میں نے اس سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں دین میں ہرگز سستی نہیں کر سکتا۔ پھر کہنے لگا آپ جس کو چاہیں معزول کریں۔ لیکن معاویہ کو برقرار رہنے دیں۔ کیونکہ شام کے لوگ اس کے مطیع ہیں اور اس کے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔ اور وہ صاحب جرات ہے اور اس کے قائم رکھنے میں آپ کے لیے قوی حجت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس کو شام کا حاکم بنایا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ لوگ دو دن بھی اس کی مدد نہیں کر سکتے مغیرہ میرے پاس سے اٹھ کر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے ذہن میں ضرور یہ خیال کرتا ہے کہ میری رائے ٹھیک نہیں۔ اب پھر لوٹ کر آیا تھا اور کہتا تھا میں نے پہلی مرتبہ آپ کو جو کچھ مشورہ دیا تھا۔ آپ نے میری رائے سے مخالفت کی تھی میں نے یہ خیال کیا کہ جو آپ کے رائے میں آیا ہے آپ وہی کریں گے اب میں بھی آپ کے رائے کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔ آپ جس کو چاہیں معزول کریں اور

جس کو چاہیں متولی بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کفایت کرنے والا ہے۔ یہ امر شوکت کے مناسب ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا مغیرہ نے پہلی مرتبہ آپ سے بطور نصیحت کہا تھا۔ دوسرے مرتبہ دھوکا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے مرتبہ اس نے مجھے کیونکر نصیحت کی تھی میں نے عرض کیا۔ معاویہ اور اس کے دوست صاحب یا میں جب آپ کو ان کے عمل پر قائم رہنے دیں گے تو وہ آپ کے حال کے معترض نہیں ہوں گے اور جبکہ آپ ان کو معزول کر دیں گے تو وہ یہ کہیں گے کہ جناب امیر نے ہمارے خلیفہ کو قتل کر کے خلافت کو بغیر حق کے لے لیا ہے۔ اور شام کے لوگوں کو آپ کی طرف سے بگاڑ دیں گے اس کے سوا میں طلحہ اور زبیر سے بھی مطمئن نہیں ہوں کہ وہ بھی آپ سے بگڑے ہوئے ہیں میرا مشورہ بھی یہی ہے کہ آپ معاویہ کو معزول نہ کریں جب وہ بیعت کر لے تو آپ اس کو اس کی جگہ سے اکھاڑ سکتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا میں تلوار کے سوا اور کسی چیز سے اسے جواب نہیں دوں گا۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ بہادر آدمی ہیں لیکن لڑائی میں آپ کی رائے ٹھیک نہیں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ لڑائی فریب کی ہے آپ نے فرمایا سچ ہے۔ میں نے کہا اگر آپ میرا کہنا مانیں تو میں ان کے آنے کے بعد ان سے آپ کے حسب رضا ایسا معاملہ کروں گا کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھ سکیں گے۔ اور آپ پر بھی کوئی الزام وارد نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے ابن عباس میں تیرے اور معاویہ کے بھروسہ پر نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا اچھا آپ میری دوسری بات مانیں اور دروازہ بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھے رہیں۔ عرب کے تمام لوگ دوڑ دھوپ کریں گے آپ کے سوا کسی کو خلافت کا حق دار نہیں پائیں گے آپ ان لوگوں سے لڑائی نہ کریں ورنہ حضرت عثمان کا خون آپ کے سر منڈھیں گے۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا تم میرا خط لے کے شام کو چلے جاؤ میں تم کو وہاں کا حاکم بناتا ہوں۔ ابن عباس نے کہا میرے نزدیک یہ رائے ٹھیک نہیں۔ معاویہ بنی امیہ میں سے ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ابن عم اور عامل ہے۔ میں ہرگز اس پر مطمئن نہیں۔ وہ عثمان کے بدلے میری گردن مار دے گا۔ اور اگر اس سے زیادہ میرے حق میں احسان کرے گا تو مجھے قید کرے گا اور آپ کی قرابت کی

وجہ سے ضرور مجھ پر تشدد کرے گا۔ جب اس نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو گویا آپ پر ہاتھ ڈالا آپ اپنے خط کو کسی دوسرے کے ہاتھ اس کے پاس بھیج دیں اور اسے یہاں بلالیں۔ دیکھیے وہ کیا جواب دیتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے سیرۃ الجہنی کو خط دے کر معاویہ کے پاس بھیجا۔ جب اس نے معاویہ کو خط دیا تو معاویہ نے پڑھ کر تین مہینے تک کوئی اس کا جواب نہ دیا۔ جب حضرت عثمان کی شہادت کو پورے تین مہینے کا عرصہ گذر چکا تو ماہ صفر کے آخری دنوں میں معاویہ نے بنی عبس کا ایک آدمی بلایا اور اس کو ایک سادہ خط دے کر کہا۔ تو مدینہ میں دن کو داخل ہو جایو اور لوگوں کے سامنے جناب امیر کو یہ طومار دیجیو اس نے مدینہ میں پہنچ کر جناب امیر کو طومار دیا۔ آپ نے جب اس کو کھولا تو بالکل سادہ پایا آپ نے اس سے فرمایا تیرے پیچھے شام کے باشندوں کا کیا حال ہے قاصد نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر آپ مجھے امان عطا فرمائیں تو میں عرض کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا قاصد کبھی قتل نہیں کیا جاتا وہ کہنے لگا میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم کو چھوڑ آیا ہوں جو یہ کہتے تھے کہ ہم قصاص کے بغیر کسی طرح سے راضی نہیں ہوں گے میں نے ساٹھ ہزار آدمی کو جناب عثمان کے کرتے کے نیچے روتے ہوئے چھوڑا ہے۔ اور وہ قمیص دمشق کی مسجد کے منبر پر رکھا ہوا ہے اس میں حضرت عثمان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں بھی اٹکی ہوئی ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ مجھ سے عثمان کے خون کے طلب گار ہیں۔ عثمان کے قاتلوں کو خدا خراب کرے۔ خدا جس امر کا ارادہ کرتا ہوں اس کو اس کی حد تک پہنچاتا ہے عبسی نے کہا مجھے امان ہے۔ آپ نے فرمایا جلد جا تجھے امان ہے۔ وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ لوگ باہم گفتگو کرنے لگے اس کتے اور کتے کے قاصد کو ایسی باتیں کرنا کیا مناسب تھا۔ اور اگر امیر المومنین اس کو امان نہ عطا فرماتے ہم اس کو ضرور قتل کر ڈالتے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے اہل شام کے ساتھ لڑائی کا سامان کیا۔ اور محمد بن حنفیہ کو علم دیا۔ اور عبداللہ بن عباس کو میمنہ کی فوج اور عمرو بن سلمہ کو میسرہ اور ابا لیلیٰ عامر ابن الجراح کو لشکر کا مقدمہ سپرد کیا۔ قثم بن عباس کو اپنے پیچھے مدینہ کا حاکم بنایا۔ اور عراق میں جناب عثمان کے حاکم قیس بن سعد اور کوفہ میں ابوموسیٰ اشعری کو لکھ بھیجا کہ اہل شام کی لڑائی پر لوگوں کو آمادہ کریں اہل مدینہ

سے فرمایا خدائے تعالیٰ کی حجت کے پورا کرنے میں تمہارے امیر کو ہر طرح سے عصمت حاصل ہے تم اس کی اطاعت کرو اور اپنے دل کو غم اور غصہ میں نہ ڈالو اور اس سے سرکش نہ بن جاؤ۔ شاید پروردگار تمہاری پریشانی کو جمعیت سے بدل دے اور اس خرابی کے بدلے کہ اس قوم نے تمہارے حق میں سوچ رکھی ہے تمہیں نیکی پہنچائے۔ جناب امیر علیہ السلام لشکر کو شام کی طرف لے جانے کا تہیہ فرما رہے تھے کہ طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ کے برخلاف ہو جانے کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب طلحہ اور زبیر مدینہ سے مکہ میں چلے آئے جناب ام المومنین حضرت عائشہ نے جو ایام حج کی وجہ سے مکہ میں فروکش تھیں ان سے پوچھا کہ مدینہ طیبہ میں کیا ہو رہا ہے۔ دونوں صاحبوں نے عرض کیا ہم دونوں لوگوں کے غوغا کی وجہ سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں وہاں کے لوگ نہ حق کو پہچانتے ہیں اور نہ باطل سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور نہ ایسے امور سے اپنے آپ کو باز رکھتے ہیں۔ ام المومنین نے کہا اس غوغا کے فرو کرنے کے لیے ہم کو چڑھائی کرنا چاہیے۔ طلحہ اور زبیر نے کہا یہ ہم سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا ہم بھی شام کو چلے جائیں اور معاویہ سے جا ملیں۔ ابو عامر انہی دنوں میں جناب عثمان کے قتل کے بعد بصرہ سے مکہ میں آیا ہوا تھا۔ کہنے لگا تم کو شام میں جانے کی ضرورت نہیں وہاں معاویہ کافی ہے۔ تم کو بصرہ میں جانا چاہیے۔ مجھے وہاں رسوخ حاصل اور بصرہ کے لوگ طلحہ کی طرف گرویدہ ہیں۔ اور ہم میں طلحہ لائق بھی ہیں۔ بصرہ کی طرف جانے کے لیے سب کی رائے قرار پائی۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ جانے کو آمادہ ہوئیں۔ عبداللہ بن عمر کو بھی ہمراہی کے لئے کہا گیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا میں مدینہ والوں کے ساتھ ہوں جو کچھ وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا۔ اس لیے وہ مکہ میں ٹھہرے رہے۔ جناب ام المومنین حفصہ نے بھی ان کے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ان کے بھائی عبداللہ بن عمر نے ان کو روک لیا۔ یعلی بن منبہ نے جو یمن میں حضرت عثمان کا عامل تھا اور ان کے قتل کے بعد مکہ میں آیا ہوا تھا ایک ہزار درہم اور سات سو اونٹ ان کے پاس بھیج دیئے اور مکہ میں منادی کرا دی کہ ام المومنین عائشہ اور طلحہ اور زبیر بصرہ کو جانے والے ہیں

جو شخص دین کی عزت کے لیے لڑنا اور حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اس کے پاس سامان اور سواری نہ ہو وہ ہمارے پاس آ جائے چھ سو شتر سوار اور ایک ہزار پیادہ باشندگان مکہ اور مدینہ کے ان کے ساتھ ہو لئے ان کے سوا اور بھی لوگ ان کے ہمراہ ہو گئے جن کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ یعلی بن منبہ نے جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کو ایک اونٹ دیا جس کا نام عسکر تھا۔ دو سو دینار کے بدلے اس کو خریدا تھا۔ اس اونٹ کی نسبت بعض یہ روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کے ایک آدمی کے پاس تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز اس اونٹ پر سوار تھا کہ مجھے ولید بن ابی الخباب ملا۔ اور کہنے لگا۔ تو اس اونٹ کو بیچے گا۔ میں نے کہا ہاں میں بیچتا ہوں۔ اس نے قیمت پوچھی میں نے ہزار درہم بتائی اس نے کہا تو دیوانہ تو نہیں۔ میں نے کہا کیوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس پر سوار ہو کر کسی کے پیچھے نہیں دوڑا کہ میں نے اسے نہ پا لیا ہو۔ اور میرا کسی نے ... پیچھا نہیں کیا کہ میں اس سے گم نہ ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم یہ اونٹ کس کے لیے مانگتے ہیں۔ ہم اسے جناب ام المومنین کی سواری کے واسطے مانگتے ہیں۔ تو میں نے کہا تم بلا قیمت لے لو۔ وہ کہنے لگا نہیں بلکہ تو میرے ساتھ ایک آدمی کے پاس چل وہ تجھے ناقہ اور درہم دے گا۔ میں اس کے ساتھ گیا۔ انہوں نے مجھے چھ سو درہم اور اونٹنی اس کے عوض عطا کی ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی عبداللہ بن عباس کی والدہ ماجدہ نے جہینہ کے بدوؤں میں سے ایک آدمی کو اجرت دے کے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس خبر کو پہنچانے کو بھیجا کہ ام المومنین اور طلحہ اور زبیر بصرہ کی طرف گئے ہیں۔ پھر جناب ام المومنین نے مکہ سے برآمد ہو کر منزل کی طرف کوچ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا مروان بن الحکم اذان کہہ کر طلحہ و زبیر کے پاس گیا اس وقت ان دونوں کے بیٹے ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگا تم دونوں میں سے میں کس کو ایک امیر ہونے کا سلام کہوں اور نماز کا اذن کس سے لوں عبداللہ بن زبیر نے کہا میرے باپ سے اور محمد بن طلحہ نے کہا میرے باپ سے یہ بات جناب المومنین عائشہ تک پہنچی انہوں نے مروان سے کہلا بھیجا کیا تو ہماری بات کو بگاڑنا چاہتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن عتاب نماز پڑھائیں معاذ بن جبل کہتے ہیں اگر مروان ظفریاب ہو جاتا تو ضرور ہم آپس میں لڑ مرتے۔ نہ زبیر طلحہ کو نہ طلحہ زبیر کو چھوڑنے والا تھا جناب ام المومنین کے ساتھ اور امہات المومنین بھی ان کے وداع کرنے کے واسطے مکہ سے ذات عراق تک نکلی تھیں اسلام کی حالت پر رونے لگیں اوران کے ساتھ تمام رونے لگے۔ اس دن سے زیادہ کوئی رونے والا دن نہیں دیکھا گیا اس لیے اس کا نام یوم النخیب رکھا گیا ہے۔ پھر وہ لوگ بصرہ کو نکلے اور جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر لے کر ربیع الاول ۳۵ پینتیس ہجری کی آخری تاریخوں میں شام کے قصد پر مدینہ سے باہر نکلے۔ آپ ابھی روانگی میں تھے کہ ام الفضل کے قاصد نے پہنچ کر خبر دی کہ طلحہ اور زبیر اورام المومنین عائشہ بگڑ کر مکہ سے بصرہ کو چلی گئیں ہیں جب آپ کو یہ خبر ملی اکابر اہل مدینہ کو بلا کر آپ نے ان کے سامنے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد وثناء کے بعد بیان فرمایا کہ کسی بات کا انجام بخیر نہیں ہوتا جب تک کہ خدا اس کی درستی نہ کرے پس تم خدا کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے سب کام اچھے کردے گا۔ جناب علی نے یہ فرما کر شام کی طرف سے اعراض فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ طلحہ وزبیر کے بصرہ میں پہنچنے سے پہلے راستے میں ان کو جالیں اوران کو واپس کرلائیں یا ان سے جنگ کریں۔ جب آپ برندہ میں پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ وہ بصرہ کے میدان سے بڑھ گئے ہیں۔ علقمہ بن وقاص اللیثی کہتا ہے کہ جب اہل بصرہ طلحہ اور زبیر سے بیعت کر چکے تو میں طلحہ سے ملا اکثر میں ان سے علیحدہ ملنا اچھا سمجھتا تھا دیکھا کہ اکثر وہ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے خلوت میں متفکر بیٹھے رہتے ہیں میں نے ان سے کہا یا ابا محمد میں آپ کو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا تھا اب دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے متفکر بیٹھے رہتے ہیں اگر کوئی بری بات تمہارے پیش آئی ہے تو کوئی نیک امر اختیار کرلو۔ مجھ سے کہنے لگے حضرت عثمان کے حق میں مجھ سے خطا ہو چکی ہے جس کی توبہ میں سوا اس کے نہیں جانتا کہ ان کے خون کے طلب میں میرا خون بہایا جائے۔ میں نے کہا آپ اپنے بیٹے محمد کو واپس بھیج دیں آپ کی زمین ہے اور عیال بھی ہے اگر آپ پر کوئی حادثہ وارد ہوا تو وہ آپ کے بعد آپ کے زمین اور عیال کی خبر گیری

کر سکے۔ کہنے لگے شاید وہ تیری بات مان لے۔ میں نے محمد کے پاس جا کر کہا اگر کوئی حادثہ تیرے باپ پر نازل ہو اور تو زندہ رہے تو تو اس کی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکتا ہے۔ اس نے کہا میں اپنے باپ سے سواری واپسی کے لیے طلب نہیں کر سکتا۔ روایت ہے کہ طلحہ ان دنوں میں کہا کرتے تھے کہ ہم قبل سے اکثر اس فتنہ کے باتیں کیا کرتے تھے ان کے دوستوں میں سے کسی نے کہا آپ اس کا نام فتنہ رکھتے ہیں اور خود اس میں پڑتے بھی ہیں۔ کہنے لگے تجھ پر سخت افسوس ہے۔ کبھی ہم فتح یاب بھی ہوئے ہیں۔ اور کبھی نہیں بھی ہوئے مگر کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ میں نے اس میں اپنے قدم دھرنے کی جگہ کو نہ معلوم کر لیا ہو مگر میں اس معاملہ میں نہیں جانتا کہ مقبل ہوں یا مدبر شہاب ابن طارق کہتا ہے کہ جناب امیر جنگ جمل کے لیے تشریف لائے اور ربذہ میں فروکش ہوئے آپ کے لشکر میں میرا ایک رفیق تھا میں اس کے ملنے کے لیے گیا اور جناب امیر علیہ السلام کی تشریف آوری کی وجہ پوچھی اس نے بیان کیا کہ طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہ امیر علیہ السلام سے برخلاف ہو کر بصرہ کی طرف چلی گئی ہیں اور وہ لڑنے پر آمادہ ہیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوار میں اور جناب ام المومنین کے ساتھ جنگ کروں تو یہ ایک امر گراں معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جنگ کروں تو یہ بھی مشکل ہے کیونکہ وہ سب مومنوں سے اولی ہیں۔ اسی اثناء میں میں اپنے دوست کے پاس سے اٹھ کر جناب امیر کی خدمت میں گیا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے میری جانب متوجہ ہو کر ان لوگوں کا تمام تذکرہ بیان فرمایا جب آپ اس قصہ کو بیان کر چکے تو آپ نے نماز کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر لوٹ کر بیٹھ گئے جناب حسن علیہ السلام اٹھ کر ان کے سامنے جا بیٹھے اور رو کر کہنے لگے میں نے آپ سے عرض کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا میں نے پھر عرض کیا تھا۔ اب یہ دیکھیے آپ کل کیسے تنگ موقع میں لڑیں گے اور کوئی آپ کا مددگار نہ ہوگا۔ جناب امیر نے فرمایا کہو تو سہی کیا بات ہے تم ہمیشہ لڑکیوں کی طرح سے روتے ہو۔ تم نے کیا ایسی بات کہی تھی کہ جس کی نسبت تمہارا زعم ہے کہ میں نے اسے نہیں مانا جناب

حسن نے عرض کیا جب لوگوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو گھیر رکھا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ یہاں سے کسی سمت کو چل دیں جب یہ لوگ جناب عثمان کو قتل کریں گے تو ضرور آپ کو ڈھونڈیں گے اور آپ کے بیعت کریں گے۔ لیکن آپ نہ مانے۔ پھر جب حضرت عثمان شہید ہو گئے اور لوگ آپ سے بیعت کرنے کو آئے میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ کے پاس تمام عرب کے قاصد نہ آ جائیں آپ بیعت نہ لیں۔ پھر جب طلحہ وزبیر بیعت کے لیے آئے تو میں نے کہا کہ آپ ان کا کہنا نہ مانیں اگر تمام امت اجماع کر لے تو آپ بیعت قبول کریں اور اگر اختلاف واقع ہو تو آپ قضائے الٰہی پر راضی رہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا واللہ میں کفتار نہیں بننا چاہتا کہ جب آدمی اس کے بیٹھے میں گھستا ہے تو اس کو حیران کر کے اس کے پاؤں میں رسے ڈالتا ہے اور زیاب زیاب پکار کر اس کی نسیں کاٹ دیتا ہے۔ تیرا باپ تو مدبر کو مقبل سے عاصی کو مطیع سے اور مخالف کو فرمان پذیر سے لڑاتا ہے پھر خدا جو چاہے سو کرے پھر جناب امیر نے ریذہ میں طلحہ اور زبیر کی طرف خط لکھا۔ کہ اے طلحہ اور اے زبیر تم بخوبی جانتے ہو۔ کہ جب تک لوگوں نے میری بیعت کا ارادہ نہیں کیا میں نے بھی ان کا قصد نہیں کیا۔ تم دونوں نے کسی کے رعب سے دب کر بیعت نہیں کی اے زبیر تو شہسوار قریش ہے اور اے طلحہ تو شیخ المہاجرین ہے۔ قبل اس کے کہ تم اس بات میں پڑتے اس کا چھوڑ دینا تمہارے لیے زیبا تھا۔ عثمان کے بیٹے موجود ہیں وہ عثمان کے ولی ہیں اور ان کے خون کا مطالبہ کر سکتے ہیں تم دونوں مہاجرین میں سے ہو۔ تم اپنی والدہ کو گھر سے باہر کھینچ لائے ہو جس میں کہ خدا نے اسے قرار سے بیٹھے رہنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تمہارے لیے کافی ہو۔ والسلام۔ اور جناب ام المومنین عائشہ کو یہ خط علیحدہ لکھا کہ آپ کو اپنے گھر سے ایسے امر کی طلب کے لیے باہر نکلنا زیبا تھا۔ جو آپ کی شان کے مناسب ہوتا۔ اس پر آپ کا یہ زعم ہے کہ اصلاح من الناس کے سوا آپ کی اور کوئی مراد نہیں۔ بھلا آپ یہ تو بیان کریں کہ عورتوں کو لشکر کی سپہ سالاری سے کیا سروکار ہے۔ آپ اپنے زعم میں جناب عثمان کے خون کا مطالبہ کرتی ہیں۔ عثمان بنی امیہ میں سے تھے۔ آپ بنی تمیم میں سے ہیں جس نے آپ کو اس امر کے لیے گھر سے باہر نکالا

ہے اور اس پر برانگیختہ کیا ہے وہ ایک بھاری گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ خدا سے ڈریں اور اپنے گھر کو لوٹ جائیں اور ستر کا لحاظ رکھیں۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو اہل کوفہ کی طرف خط دے کر روانہ کیا اور اس میں لکھا کہ میں نے تم کو سب شہروں کے باشندوں میں سے انتخاب کیا ہے اور جو امر کہ اس وقت حادث ہوا ہے اس کے لیے میں نے تمہاری طرف توجہ کی ہے پس تم خدا کے دین کے اعوان اور انصار بنو۔ اور ہمارے ساتھ آمادہ ہو جاؤ۔ شاید کہ اس امت میں پھر اصلاح عود کر آئے اور ہم لوگ ایک دوسرے کے بھائی بن جائیں تو دونوں محمد کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جناب امیر لوگوں میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور ارشاد کیا کہ پروردگار نے اسلام کی وجہ سے ہمیں عزت دی ہے اور ہمارا قدر بلند کیا ہے اور ذلت اور باہمی نفرت اور عداوت کے بعد اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ پس جب تک کہ خدا نے چاہا لوگ اس پر چلتے رہے اسلام ان کا دین اور حق ان کا مذہب اور قرآن ان کا پیشوا رہا یہاں تک کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ میں آ پھنسا۔ جن کو کہ شیطان نے پھسلایا ہے اور وہ ضرور اس امت کو پھسلانے والا ہے جس طرح سے اس امت سے پہلی امتوں میں پھوٹ پڑی ہے اس امت میں بھی ضرور پڑے گی۔ ہونیوالے شر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں (اس کو دوہرا کر) فرمایا ہونے والی بات ضرور ہو کر رہے گی۔ اور عنقریب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی ہوں گے۔ پس تم اپنے دین کی تکریم کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور انہیں کی سنت کا اتباع کرو۔ اور جو مشکل کہ پیش آئے تم کو اس میں قرآن کی طرف رجوع کرو۔ اور جو کچھ کہ قرآن جتلائے اسے مانو اور جس سے انکار کرے اسے چھوڑ دو اور اس پر خوش رہو کہ اللہ تمہارا رب اور اسلام تمہارا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے نبی ہیں اور قرآن کے مصنف اور پیشوا ہونے پر راضی رہو۔ پھر آپ ربذہ سے ذی قار کی طرف روانہ ہوئے اور دونو محمد کوفہ میں پہنچ گئے۔ ابو موسیٰ کو خط دیا انہوں نے سب کے سامنے پڑھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ رات کو ذوی الحجی کے لوگ اکٹھے ہو کر ابو موسیٰ کے پاس گئے اور پوچھا کہ روانہ ہونے کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ابو موسیٰ

نے کہا آج تو نہیں میں کل اپنی رائے بیان کروں گا۔ دوسرے روز ابوموسیٰ نے منبر پر چڑھ کر بیان کیا کہ دو امر ہیں ایک آخرت کے واسطے گھر میں بیٹھے رہنا۔ اور دوسرا دنیا کے واسطے گھر سے باہر نکلنا۔ جوان دونوں میں آسان سمجھو اسے اختیار کرو پس لوگوں میں سے ان دونوں محمدوں کے ساتھ کوئی چلنے کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ اور وہ دونوں غصہ میں آکر ابوموسیٰ سے سخت وسست کہنے لگے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ابھی تک عثمان کی بیعت میرے اور تمہارے آقا کے گلے میں پڑی ہوئی ہے اگر لڑائی سے چارہ نہیں تو جب تک عثمان کے قاتلوں سے جہاں کہیں کہ ہوں فراغت حاصل نہ ہو جائے۔ کوئی نہیں لڑسکتا۔ دونوں محمد وہاں سے جناب امیرؑ کی خدمت سے واپس چلے آئے اور ساری خبر بیان کی۔ آپ نے اشتر سے فرمایا تو ہمارے طرف سے ابوموسیٰ کے پاس جا اور اس کی بات پر اعتراض وارد کر تیری رائے کے سوا ابوموسیٰ کوفہ کے عمل پر نہیں رہ سکتا۔ جناب حسن کو بھی اپنے ساتھ لے جا اور اس فساد کی اصلاح کر جناب حسن اور اشتر ایسے وقت میں کوفہ میں پہنچے کہ اس اس وقت لوگ مسجد میں جمع تھے اور ابوموسیٰ انہیں خطبہ سنا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے لوگو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہی لوگ ہیں جو شرف یاب صحبت ہوئے ہیں پس وہی لوگ ان لوگوں سے کہ جن کو شرف صحبت حاصل نہیں ہوا خدا اور رسول کا زیادہ رکھنے والے ہیں۔ تم کو نصیحت کرنا ہمارا فرض ہے۔ یہ فتنہ سخت ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے کہ بیٹھا ہوا کھڑے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا خدا تعالی نے ہم کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور ہمارا خون اور مال ایک دوسرے پر حرام کیا ہے جناب حسن علیہ السلام نے کھڑے ہو کر ابوموسیٰ سے فرمایا اے بوڑھے تیری ماں مرے ہمارے عمل سے علیحدہ ہو جا۔ ابوموسیٰ نے عرض کیا آپ آج کی شب مجھے مہلت دیں۔ جناب حسن علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اے لوگو۔ تم اپنے امیر کی دعوت مانو اور اپنے بھائیوں کی طرف دوڑو۔ امیر المومنین فرماتے ہیں میں ان دو راہوں میں سے ایک پر نکلا ہوں یا ظالم ہوں یا مظلوم ہوں اگر مظلوم ہوں تو جو شخص میری مدد کرے گا خدا تعالی اس کی مدد کرے گا۔

اور اگر ظالم ہوں تو مجھے پکڑے گا۔ خدا کی قسم ہے طلحہ وزبیر وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مجھ سے بیعت کی ہے اور وہی سب سے پہلے لڑائی کے لیے نکلے ہیں۔ میں نے کسی کے مال پر ہاتھ نہیں ڈالا ہے یا خدا کے کسی حکم کو بدلا ہے۔ پس تم جلدی کرو۔ اور اچھی بات کو مانو۔ اور بری بات سے بچو۔ عمار بن یاسر نے بھی یہی گفتگو کی۔ امام بخاری جامع صحیح میں ابن مریم عبداللہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ جب طلحہ وزبیر اور ام المومنین عائشہ بصرہ کی طرف چلی گئیں جناب امیر نے عمار بن یاسر اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام کو کوفہ میں ہمارے پاس بھیجا۔ جناب حسن نے منبر پر چڑھ کر اور عمار بن یاسر نے منبر کے نیچے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ خدا کے قسم ہے وہ دنیا وآخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں خدا نے اس وقت تم کو امتحان میں ڈالا ہے کہ تم علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المومنین کی ادھر اشتر ہر ایک جماعت اور قبیلہ کو دعوت کرنے لگے۔ لوگ بھی ان کی دعوت کو پذیرا کرنے لگے۔ ہند بن عمر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم سے کہا امیر المومنین نے ہم کو بلایا ہے۔ اور اپنے فرزند ارجمند کو بھیجا ہے۔ تم کو ان کی بات کی پذیرائی کرنی چاہیے۔ اور ان کے حکم کو ماننا چاہیے اور اپنی رائے سے مدد دینا چاہیے۔ تم ان کے ساتھ جلد چلو۔ حجر بن عدی نے کہا اے لوگو امیر المومنین کی دعوت کو قبول کرو تم سبکدوش ہو یا زیر بار جس حالت میں ہو دوڑ کر چلو۔ تم سب میں سے اول میں روانگی کا فرمان پذیر ہوں جناب حسن نے فرمایا اب ہم روانہ ہوتے ہیں جو شخص خشکی کے راستے سے آنا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ دریا کی راہ سے ہمارے پاس پہنچ جائے۔ نو ہزار آدمی خشکی کے راستے سے ان کے ہمراہ ہو لیے اور دو ہزار آٹھ سو ذی قارمیں دریا کے راستے سے جناب امیر کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوار مصاحبوں کے ساتھ ان کی ملاقات کی اور آؤ بھگت کر کے فرمایا۔ اے کوفہ والو تم نے عجم کے بادشاہوں کو قتل کیا ہے اور ان کے جھمگھٹے کو توڑ پھوڑ کر ان کی میراث چھین لی ہے۔ ہم نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے اہل بصرہ کی بھائی بندوں کے درمیان گواہ بنے رہو۔ اگر وہ لوٹ جائیں تو بھی ہماری مراد ہے۔ اور اگر وہ

ہٹ کریں گے تو ہم ان سے بد ارا پیش آئیں گے یہاں تک کہ وہ ہم پر ظلم شروع کریں۔ میں کوئی رفع فساد کے واسطے اصلاح کی بات ان پر صرف کرنے سے باقی نہیں چھوڑوں گا۔ پھر آپ نے قعقاع رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اہل بصرہ کے پاس جانے کا حکم دیا۔ قعقاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے ان سے جناب امیر نے فرمایا تم جا کر طلحہ اور زبیر کو خدا سے ڈراؤ اور ان دونوں کو الفت اور جماعت کی دعوت کرو اور فرقت اور مباینت کی برائی کو جتلاؤ۔ تمہارے جیسا آدمی خود جانتا ہے کہ ایسی معاملات میں کیا کرنا چاہیے۔ قعقاع بصرہ میں پہنچے اور اول جناب ام المومنین کی خدمت میں گئے اور سلام کے بعد عرض کیا اے مادر مہربان اس شہر میں آپ کی تشریف آوری کا کیا باعث ہے جناب ام المومنین نے فرمایا۔ میرے بیٹے میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لیے ہوا ہے۔ قعقاع نے کہا آپ طلحہ و زبیر کو میرے پاس بلاویں تاکہ میں آپ کی موجودگی میں ان سے گفتگو کروں جناب ام المومنین نے ان کو بلا بھیجا جب وہ خدمت میں حاضر ہوئے قعقاع نے ان سے کہا میں نے جناب ام المومنین سے تشریف آوری کا باعث پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح پیدا کرنے کے لیے ہوا ہے۔ آپ دونوں صاحب بیان کریں کہ آپ امر میں متابع ہیں یا کہ مخالف دونوں صاحبوں نے کہا ہم متابع ہیں۔ قعقاع نے کہا اب آپ بیان کریں کہ اصلاح کی کیا صورت ہے خدا کی قسم ہے اگر تم نے اس کو ہمیں جتلا دیا تو آپ البتہ اصلاح کرنے والے ہیں اور اگر آپ نے انکار کیا تو کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے گی۔ دونوں نے کہا جناب عثمان کے قاتل دے دیئے جائیں۔ قعقاع نے کہا۔ یہ اس وقت نہیں ہو سکتا۔ میری رائے میں آتا ہے کہ اس وقت یہ بھڑکتی ہوئی آگ بجھا دی جائے تاکہ مسلمانوں کا خون زمین پر نہ گرے اس کے سوا اور کوئی دوسرا علاج نہیں اگر تم نے انکار کیا تو کام بگڑ جائے گا اور اس سے اعراض کرنا علامت شر اور مال کے تلف ہو جانے کا باعث ہوگا۔ تم لوگوں کو عافیت پہنچاؤ خدا تمہیں عافیت روزی کرے گا۔ تم نیکی کی کنجیاں بنواؤ اور بلا کو مت چھیڑو تاکہ تمہیں اور ہمیں آپس میں نہ لڑوا دے۔ دونوں کہنے لگے تم نے ٹھیک کہا ہے اگر یہ معاملہ آپ جیسے شخص کے

راے پر چل نکلا تو درست ہو جائے گا۔ قعقاع وہاں سے واپس چلے آئے اور جناب امیر سے عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے۔ تمام لوگ صلح پر مطلع ہو گئے۔ جس کو کہ برا معلوم ہوتا تھا برا معلوم ہوا۔ اور جس نے خوش ہونا تھا خوش ہو گیا تمام عرب کے قاصد بصرہ سے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو گئے تا کہ اپنے اہل کوفہ کے بھائیوں کی رائے سے واقفیت حاصل کریں کوفہ والوں نے بھی ان سے بیان کیا کہ صلح کے سوا کوئی دوسرا خیال ہمارے دل میں نہیں۔ پھر جناب امیر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور حمد وثناء کے بعد جاہلیت کا اور اس کی برائیوں کا ذکر کیا پھر آپ نے ارشاد کیا کہ میں کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہوں جس نے کہ عثمان کے قتل پر اعانت کی ہو وہ ہمارے ساتھ نہ چلے۔ ذی قار میں جناب عثمان کے قاتلوں میں سے دو ہزار آدمی جناب امیر کے لشکر میں موجود تھے۔ رات کو باہم مشورت کرنے لگے ان کے رئیس عبداللہ بن سباء جو ابن السعود کے نام سے بھی مشہور ہے ان سے کہنے لگا تمہاری عزت اسی میں ہے کہ تم لوگوں میں ملے رہو اور جناب علی کا ساتھ نہ چھوڑو۔ جب صبح ہو تو تم لوگوں میں مل کے لڑنے لگ جاؤ جو لوگ کہ تمہارے ساتھ ہوں وہ بھی ناچار ہو کر لڑ پڑیں گے۔ جب جنگ چھڑ جائے تو تم نے تماشہ دیکھنا ہے کہ کیا ہوتا ہے وہ لوگ عبداللہ بن سباء کی رائے پر متفرق ہو گئے۔ صبح کو جناب امیر قبیلہ بنی عبدالقیس کے پاس جا اترے اور وہاں سے بصرہ کا ارادہ کیا۔ اعور بن سنان المنصری جناب امیر علیہ السلام سے کہنے لگا۔ یا امیر المومنین آپ بصرہ کی طرف کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لیے اور اس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے کو بجھانے کے لیے آیا ہوں۔ شاید میری وجہ سے پروردگار اس امت کے تفرقہ کو دور کر دے اور جمعیت عطا فرمائے۔ اور یہ لوگ لڑائی کو چھوڑ دیں۔ اعور بن سنان نے کہا اگر ان لوگوں نے ہمارے کہنے کہ نہ مانا آپ نے فرمایا ہم ان کا پیچھا چھوڑ دیں گے جس طرح سے کہ وہ ہم کو چھوڑ دیں گے وہ کہنے لگا اگر انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں گے تو ہم ان کو اپنی جان سے زور کے ساتھ ہٹائیں گے۔ اس نے کہا آیا کوئی نظیر ان پر قائم ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں (اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب سے کچھ

عبارت رہ گئی ہے واللہ اعلم) اس لیے ترجمہ نہیں ہوسکتا پھر اس کا بیٹا ابو سلام کھڑا ہو کر کہنے لگا امیر المومنینؑ آپ اس قوم کے ساتھ جنگ کی تاخیر کرنے میں کوئی حجت مدنظر رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ جب کسی شے میں کچھ حکم نہ پایا جائے تو اس میں اس امر پر حکم کیا جاتا ہے جو احتیاط کے مناسب ہو اور جس میں نفع عام ہو۔ وہ کہنے لگا پھر ہمارا اور ان کا کیا حال ہونے والا ہے آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو کوئی ہم میں سے اور ان میں قتل ہوگا اگر اس کا دل خدا کے ساتھ خالص ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہ بصرہ سے روانہ ہو کر قصر ابن زیاد کے پاس پہنچے۔ جناب امیر کا لشکر بھی وہاں پر اتنے فاصلہ پر پڑا ہوا تھا کہ یہ ان کو اور وہ ان کو دیکھ سکتے تھے۔ تین دن تک وہاں پر ٹھہرے رہے سوا صلح کے اور کوئی امر مدنظر نہ تھا۔ اور باہم خط و کتابت جاری تھی۔ اور ان دونوں لشکروں کا ملنا جمادی الاخر کے نصف ۳۸ اڑتیس ہجری کو ہوا۔ جناب امیر اپنے لشکر میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو۔ تم اپنے ہاتھ اور زبان کو ان لوگوں سے روک رکھو جو شخص آج کے دن دشمنی کرے گا وہی کل دشمن قرار دیا جائے گا۔ ادھر جناب ام المومنین ازد کے قبیلہ کے پاس فروکش ہوئیں ان دنوں میں سبرہ بن سجان قوم ازد کا رئیس تھا۔ کعب بن سوار اس کو کہنے لگا۔ کیونکہ یہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے اترے ہیں تو اب ان کا بند رہنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں لشکر لہراتے ہوئے دو دریا ہیں۔ تم میری بات مانو اور تم ان کے درمیان مت گھسو۔ اپنی قوم کو بھی ان سے بچائے رکھو۔ مجھے خوف ہے کہ مبادا صلح نہ ہو۔ اور جنگ چھڑ جائے۔ یہ دونوں بھائی ہیں اگر باہم راضی ہو گئے تو بھی اور اگر نہ ہوئے تو بھی کل ہم ان پر حکم ٹھہریں گے۔ کعب جاہلیت میں نصرانی تھے۔ سبرہ نے ان سے کہا مجھے ڈر ہے کہ تجھ میں نصرانیت کا کچھ بقیہ نہ رہ گیا ہو۔ تو مجھے یہ کہتا ہے کہ اصلاح بین الناس سے غائب رہوں اور جناب ام المومنین اور طلحہ اور زبیر کی مدد نہ کروں جبکہ ان لوگوں نے صلح کا ارادہ کیا ہے خدا کی قسم کے میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ خباب بن راشد بنی تیم اور عدی اور کفل اور بنی عبد مناۃ اور بنی الیاس کے پنج قبائل کی جمعیت کے ساتھ اور ابوالحربا بنی تمیم اور بنی عمر کے گروہ کے ساتھ اور ہلال

بن وکیع حنظلہ کی قوم کے ساتھ اور سبرہ بن سجان قبیلہ ازد کے ساتھ اور ساجع بن مسعود السلمی بنی سلیم کے ساتھ اور زفر بن الحارث بنی عامر کے ساتھ اور غطفان بن مشبع بنی بکر کے ساتھ اور حارث بن راشد بنی ناجیہ کے ساتھ اور ذوالاحمر حمیری یمن کے لوگوں کے ساتھ جناب ام المومنین کے لشکر میں حاضر تھے۔ پس بنی مضر اپنے بھائی بندوں کے قریب اور ربیعہ اپنے رشتہ داروں ربیعہ کے نزدیک اور اہل یمن اہل یمن کے پاس جو جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں تھے آ اترے۔ جناب امیر کے لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب اور طلحہ وزبیر کی فوج کے تعداد تیس ہزار کے قریب تھی ان دونو لشکر کے فروکش ہونے کے تیسری شب کو عبداللہ بن عباس کی زبانی جناب امیر نے طلحہ وزبیر کو اور طلحہ و زبیر نے جناب امیرؑ کو سلام کہلا بھیجا۔ جناب امیر کو سلام کہلا بھیجا اور باہم صلح کے لئے قاصد آمدوشد کرنے لگے اور صلح کی بات دونوں گروہوں میں شائع ہوگئی لوگ نہایت ہی خوش ہوئے اور صلح پر مطلع ہونے سے شب کو ایسی خوشی سے سوئے کہ وہ کبھی نہیں سوئے تھے۔ قاتلان عثمان نے جب لوگوں کی باہمی خط وکتابت کو دیکھا اور صلح کی قرارداد پر مطلع ہوئے نہایت پریشانی میں پڑ گئے اور تمام رات باہم مشورت کرتے رہے آخران کی رائے نے لڑائی کے فتنہ اٹھانے پر اتفاق کیا ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ انہوں نے طلحہ وزبیر کے لشکر پر شبخون مارا۔ اوران دنووں کے لشکر میں سے مضر اپنی ہم قوم مضر پر اور ربیعہ ربیعہ پر اسی طرح سے ہر قبیلہ والے اپنے قبیلہ کے لوگوں پر جناب امیر کے لشکر میں تھے اٹھ پڑے اور لڑائی برپا ہوگئی۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ طلحہ و زبیر کے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن الحارث اور میسرہ پر عبدالرحمٰن بن عتاب قائم ہو گئے اور خود طلحہ وزبیر قلب میں جاٹھہرے اور پوچھنے لگے لڑائی یک بیک کیوں چھڑ گئی ہے لوگوں نے جواب دیا اس کی وجہ ہمیں نہیں معلوم تاروں کی چھاؤں ہی تھی کہ ہم پر تلواریں پڑنے لگیں۔ طلحہ وزبیر کہنے لگے تاوقتیکہ ہم ان کو قتل نہ کریں علی ہماری بات نہ مانیں گے۔ ادھر جناب امیر بھی اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے یہ لڑائی کیونکر شروع ہوئی سائبہ نے عرض کیا کہ جب تک ہم پر خیمے نہیں گرادیئے ہم کو نہیں معلوم ہوا کہ کیا ہورہا ہے۔ پھر ہم بھی سوار ہو گئے۔ اور جنگ شروع ہوگئی۔

جناب امیر نے فرمایا جب تک طلحہ و زبیر قتل نہ ہو جائیں وہ ہماری اطاعت کرنے والے نہیں کعب بن سوار جناب ام المومنین کی خدمت میں جا کر کہنے لگے اے مادر مہربان آپ سوار ہو جائیں لڑائی چھڑ گئی ہے لوگ صلح سے انحراف کر گئے ہیں۔ ان کو ایک ہودج میں سوار کرایا گیا۔ اور ہودج کی چار طرف کو زرہ سے چھپا دیا جناب امیر نے اپنی فوج میں با آواز بلند پکار کر ارشاد کیا۔ اے لوگو میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ کسی بھاگتے ہوئے کا پیچھا مت کرنا اور زخمیوں کا لباس مت اتارنا۔ اور لونڈی اور غلام مت بنانا اور کسی کے سلاح اور سامان اور کپڑوں کو مت لوٹنا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جناب الہی میں عرض کیا الہی تو دانا ہے کہ طلحہ و زبیر نے مجھ سے بیعت کر کے لڑائی کی ہے۔ تو جس طرح سے چاہے اور جس چیز کے ساتھ چاہے ان دونوں سے میرے حق میں ہر طرح سے کفایت کر۔ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری خاصہ کے خچر شہبا نامی پر سوار تھے صرف قمیص پہنے اور رداء اوڑھے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے زرہ بکتر کچھ بھی لگائے ہوئے نہیں تھے۔ جب دھوپ خوب نکلی آئی دونوں صفوں کے درمیان جا کھڑے ہوئے اور میدان میں نکل کر زبیر رضی اللہ عنہ کو با آواز بلند پکار کر فرمایا۔ زبیر بن العوام کہاں ہیں۔ ان کو چاہیے کہ میرے پاس آئیں لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ اس حالت میں زبیر کو بلاتے ہیں باوجودیکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ قریش کے بہادر شہسوار ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ میرا کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر آپ نے پکار کر فرمایا زبیر کہاں ہیں میرے پاس چلے آئیں زبیر اپنے لشکر سے نکل کر جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئے اور اس قدر قریب آ کھڑے ہوئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں باہم مل گئیں اور ان میں فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے ان سے فرمایا۔ اے زبیر تجھے اس فعل پر کس نے ابھارا ہے زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا عثمان کے خون کا بدلہ لینے نے آپ نے فرمایا اگر تم اور تمہارے مصاحب اپنے جی میں انصاف کریں تم خود تم نے ان کو قتل کیا ہے لیکن میں تم سے خدا کی قسم دے کر اس روز کا تذکرہ پوچھتا ہوں کہ جب تم سے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زبیر کیا تو علی سے محبت رکھتا ہے تم نے عرض

کیا تھا یہ تو میرے ماموں کے بیٹے ہیں میں کیوں ان سے محبت نہیں رکھتا۔ حضرت نے فرمایا تھا عنقریب تو اس پر خروج کرنے والا ہے اور تو اس کے حق میں ظلم کر دے گا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے بخدا ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر جناب امیر نے فرمایا میں دوبارہ قسم دے کر تم سے اس روز کا تذکرہ پوچھتا ہوں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبدعوف کے پاس سے تشریف لا رہے تھے اور میں بھی حضرت کے ساتھ تھا۔ آپؐ نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا اور تم نے منہ پھیر کے اور حضرت کو دیکھ کر سلام عرض کیا تھا حضرت مجھے دیکھ کر اور میں حضرت کو دیکھ کر ہنسنے لگے تھے تم نے میری نسبت کہا تھا ابن ابی طالب دل لگی نہیں چھوڑتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زبیر تم ان باتوں کو چھوڑ دو علی دل لگی نہیں کرتے۔ عنقریب تم ان پر خروج کرو گے اور تم ان کے حق میں ظالم ہو گے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے خدا گواہ ہے یہ امر بھی ہوا ہے۔ لیکن میں اس کو بھول گیا تھا۔ اب کہ آپ نے مجھے یاد دلایا ہے میں ابھی واپس چلا جاتا ہوں اگر آپ نے اس سے پہلے اس کا تذکرہ کیا ہوتا تو واللہ میں ہرگز خروج نہ کرتا۔ لیکن یہ دیکھو میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی تصدیق کرتا ہوں یہ کہہ کر زبیر وہاں سے لوٹ پڑے۔ جناب ام المومنین نے ان سے کہا اے زبیر تمہارے بعد فوج کا کیا حال ہوگا۔ زبیر نے عرض کیا میں کبھی شرک میں اور اسلام میں کسی موقف پر حاضر نہیں ہوا کہ مجھے اس کی نسبت پوری بصیرت حاصل نہ ہوگئی ہو۔ میں آج کے دن اپنے معاملہ میں شک رکھتا ہوں قریب ہے کہ میں اپنے قدم دھرنے کی جگہ نہ دیکھ سکوں پھر صف چیر کر .... مکہ کے راستے کو روانہ ہو گئے اور تمیم کی قوم میں جا اترے عمرو بن جرموز المجاشعی نے ان کی مہمانی کی اور وادی سباع کی طرف ان کے ساتھ ہو لیا دیکھا کہ وہ رفاقت اور موانست کے طلب گار ہیں دھوکا دے کر ان کو قتل کر ڈالا۔ ان کی تلوار اور انگوٹھی لے کر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں فتح کے مبارکباد کے لیے حاضر ہوا اور حضرت کو جناب زبیر کے قتل سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا میں تجھے دوزخ کی بشارت دیتا ہوں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابن صفیہ کا قاتل دوزخی ہوگا مگر جرموز کہنے لگا انا للہ وانا الیہ راجعون عجب معاملہ ہے کہ اگر ہم آپ کے

ساتھ لڑیں تو بھی ہم دوزخی بنیں اور اگر آپ کی طرف سے لڑیں تو بھی دوزخی بنیں۔ آپ نے فرمایا ابن صفیہ کے واسطے پیشتر سے یہ پیشن گوئی ہو چکی ہے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیر نے ان کو میدان میں بلایا اور اپنی فضیلت اور سبقت کے حقوق ان کو جتائے جس طرح زبیر واپس چلے آئے تھے وہ بھی واپس چلے آئے۔ اور فوج سے علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم جو انہیں کے گروہ میں تھا اس نے ان کے پاؤں پر تیر مارا۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ جمل کے دن میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ندمت ندامته الکسعی لما + شربت رضی بن جرم برغمی یعنی مجھے کسعی کی ندامت حاصل ہوئی۔ جبکہ میں نے اپنے علی الرغم بنی جرم کی رضا کو پورا کرنے اپنے آپ پر گوارا کرلیا۔ کہتے ہیں کہ جب ان کو تیر لگا اور ان کا پاؤں زخمی ہو گیا۔ قعقاع رضی اللہ ان سے کہنے لگے اب آپ جس امر کے طلب گار تھے اس سے اعراض کر چکے ہیں آپ خیمہ کے اندر گھس جائیں ان کے پاؤں سے خون جاری تھا اور کہہ رہے تھے اے پروردگار عثمان کے بدلے تو میری جان کو لے لے تا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ جب انکا موزہ خون سے بھر گیا۔ اپنے غلام سے کہنے لگے تو میرے پیچھے سوار ہو جا اور مجھے گرنے سے تھام لے۔ میرے لیے ایک مکان خرید کہ میں اس میں اتر پڑوں آپ اسی حال سے بصرہ میں پہنچے اور بصرہ کے باہر ویرانہ میں ایک گھر میں جا اترے اور انتقال کر گئے ذکر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص ان کے پاس سے گذرا طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں جناب امیر کے اصحاب میں سے ہوں طلحہ کہنے لگے جلد اپنا ہاتھ بڑھا کہ میں تیرے ہاتھ پر بیعت کروں مجھے خوف ہے کہ میں مر جاؤں اور میری گردن میں خلیفہ وقت کی بیعت نہ ہو۔ جب وہ وفات پا گئے۔ تو بصرہ کے بعد بنی سعد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ اس کے بعد طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر میں ہل چل پڑ گئی اور بہت جلد بھاگ گئے۔ جناب امیر علیہ السلام کی فوج کے لوگ۔ جناب ام المومنین کی سواری کے اونٹ تک پہنچ گئے۔ جب بھاگنے والوں نے دیکھا کہ لشکر کے لوگ جمل کے پاس پہنچ گئے ہیں جس طرح سے کہ وہ پہلے ثابت قدم ہو کر لڑ رہے تھے اسی طرح یکدل ہو کر

لوٹ پڑے اور دونوں لشکروں کے لوگ باہم خلط ملط ہو گئے اس واقعہ سے کوئی واقعہ بڑا ایا برا نہ اس سے پہلے اور نہ پیچھے روایت ہوا ہے اور نہ ہو گا۔ اور نہ کوئی ایسا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں کہ اس قدر لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر ڈھیر لگ جانے کا ذکر کیا گیا ہو تمام روز یہی کیفیت رہی جب تک فریقین سے بے تعداد بہادر جمل کے گرد نہ مارے گئے روایت ہے کہ جمل کی مہار ستر آدمیوں نے پکڑی ہوئی تھی ان میں سے ایک بھی باقی نہ بچا بلکہ سب کے سب مارے گئے۔ محمد بن طلحہ بھی تھے کہ جمل کی مہار پکڑ کر حملہ پر حملہ کرتے تھے اور جب کسی پر حملہ کرتے تو **حم لا ینصرون** پڑھ لیتے انہوں نے یہ شعار جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب کا اختیار کیا ہوا تھا وہ لوگ حملہ کرنے کے وقت اکثر اس آیت کو پڑھا کرتے تھے جناب امیر علیہ السلام نے حکم دیا ہوا تھا کہ محمد بن طلحہ کو کوئی شخص قتل نہ کرے اور نہ ان کو ایذا پہنچائے اور زندہ پکڑ لے۔ شریح بن اوفی العبسی نے ان پر حملہ کیا محمد بن طلحہ نے حم لاینصرون پڑھ کر اس کے حملے کو روکا شریح نے ان کو نیزا مارا۔ جس سے وہ جان سے گذر گئے محمد بن طلحہ بڑے زاہد اور عابد مشہور تھے اور کثرت صلوۃ کی وجہ سے سجاد کہے جاتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کی اطاعت کی وجہ سے لڑائی میں کام آئے تھے۔ ان کی نسبت ان کے قاتل شریح بن اوفی العبسی کا قول ہے کہ وہ تکلیف دینے والا نہیں تھا۔ آنکھوں نے ایسا مسلمان کم دیکھا ہے۔ سوا اس کے کسی اور امر پر نہیں مارا گیا کہ علی کا تابع نہیں تھا۔ اور جو ئی حق کا تابع نہ ہو آخر کار ندامت اٹھاتا ہے۔ مجھے اس نے حم پڑھ کر سنائی باوجودیکہ میرا نیزہ زخم لگانے والا تھا آیا حم پیشدستی کے آگے بڑھی جا سکتی ہے۔ میں نے اس کی قمیض کے گریبان کو نیزہ سے پھاڑ ڈالا وہ تڑپتا ہوا ہاتھوں کے بل اور منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ ان کے قتل کے بعد جمل کی مہار کو عمرو بن الاشرف نے تھاما۔ جو شخص اس کے قریب تھا اس کو تلوار سے درخت کے پتے کی طرح زمین پر جھاڑ دیتا تھا۔ حارث بن زھر الاسدی یہ کہتا ہوا اس کی طرف بڑھا **یا امنا یا خیر ام تعلمی. اما ترین کم شجاع تکلم. و تجتلی ھامہ و المعصم** اے ہماری ماں اور سب سے اچھی ماں تم نہیں دیکھتے کہ کس قدر تمہارے بہادر بیٹے زخمی ہوئے ہیں۔ اور کس قدر سر اور ہاتھ کٹ کر گر گئے ہیں۔ پس دونوں باہم

وار کرنے لگے اور ایک دوسرے کے زخم سے ہلاک ہو گئے۔ بہادروں نے جمل کے گرد گھیرا ڈال لیا جو شخص کہ جمل کی مہار پکڑتا تھا قتل ہو جاتا تھا۔ اور مہار پکڑتے وقت اپنے حسب ونسب کا بیان کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں فلاں شخص ہوں اور میرا باپ فلاں شخص تھا۔ جب عبداللہ بن الزبیر کی نوبت پہنچی تو مہار پکڑ کر چپکے کھڑے ہو گئے جناب ام المومنین نے فرمایا اے شخص تو اپنے حسب نسب کو کیوں بیان نہیں کرتا۔ عبداللہ عرض کرنے لگا آپ کا اور آپ کی بہن کا بیٹا ہوں فرمانے لگیں کیا تو عبداللہ ہے افسوس کیا ہمارے بہن نا بیٹھی رہ جائے گی۔ اتنے میں اشتر آ پہنچا اور دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی اشتر نے ان کے سر پر چوٹ ماری جس سے خفیف سے زخم آ گیا پھر دونوں دست و گریبان ہو کر کشتی لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ دونوں زمین پر گر گئے۔ ابن زبیر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے مجھ اور مالک اشتر کو مار ڈالو لیکن وہ پہچان نہیں سکتے تھے مالک کونسا ہے اور عبداللہ کون سا ہے۔ اگر وہ مالک کو پہچان لیتے تو ضرور مار ڈالتے پھر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اشتر کہا کرتے تھے جمل کے روز مجھے ایک بہادروں کی جماعت کا سامنا ہوا۔ لیکن جو مجھے ابن الزبیر اور عبدالرحمٰن بن عتاب کے ساتھ جنگ کرنے میں دقت پیش آئی وہ کسی سے پیش نہیں آئی۔ میں نے اکثر ہیبت ناک بہادر دل ثابت سینہ والوں کا سامنا کیا ہے مگر قریب تھا کہ میں ان دونوں سے نجات نہ پاتا میں اپنے دل میں کہتا تھا کاش میرا ان سے سامنا نہ ہوتا۔ اس روز کے ایسے ایسے واقعات کثرت سے روایت ہوئے ہیں۔ دونوں لشکروں میں سے جمل کے گرد جس قدر لوگ مارے گئے ان کا شمار مشکل ہے اور جس قدر کہ ہاتھ اور بازو کٹ کر گر گئے تھے ان کی گنتی ہی نہیں تھی جناب امیر علیہ السلام یہ دیکھ کر چلائے کہ اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالو۔ جب لوگوں نے اس کے پاؤں کاٹنے کا ارادہ کیا اور متفرق ہو کر دوڑے بجیر بن دلجہ الکلبی نے جلدی سے دوڑ کر اس کی ٹانگ کاٹ ڈالی۔ اور وہ ایک پہلو کے بل گر گیا گرتے ہوئے ایسی خوفناک آواز نکلی کہ کبھی سننے میں نہیں آئی تھی جب اس کا ہودج زمین پر گرا تو ایک سخت شور برپا ہو گیا۔ تیروں کے لگنے کی کثرت سے ہودج خار پشت کی نظیر بنا ہوا تھا لوگوں نے اس کے اردگرد گھیرا ڈال لیا۔ اور جس نے بھاگنا تھا بھاگ نکلا۔ جناب

امیر علیہ السلام نے منادی کر دی کہ کوئی بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرے اور زخمیوں کے کپڑے نہ اتارے اور کسی خیمہ میں نہ گھسے اور ہتھیار اور کپڑے اور سامان نہ لوٹے۔ پھر اپنے مقتولوں کے درمیان میں سے ہودج کے اٹھانے کا حکم دیا۔ اور ام المومنین کی خدمت میں ان کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھیج کر حکم دیا کہ اس ہودج کے گرد خیمہ بر پا کر دیں اور خود ملاحظہ کریں کہ جناب ام المومنین کو کوئی تیر وغیرہ تو نہیں لگا۔ محمد بن ابی بکر نے ہودج میں سر ڈال کر دیکھنا چاہا ام المومنین نے فرمایا تو کون ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا میں آپ کا قریبی اہل ہوں فرمانے لگیں کیا تو اسماء بن عمیت خشمیہ کا بیٹا ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں ام المومنین نے فرمایا اے میرے باپ کی یادگار خدا کا شکر ہے کہ جس نے تجھے سلامت رکھا ہے۔ رات کے وقت محمد بن ابی بکر نے ان کو بصرہ میں داخل کیا اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے گھر میں صفیہ بنت الحارث بن ابی طلحہ بن عبدالغری بن عثمان بن عبدالدار کے پاس جو ام طلحہ الطلحات کے نام سے مشہور تھیں۔ جا اتارا۔ اور زخمیوں کو رات بھر کے آسائش ملی اور بصرہ میں داخل ہو گئے۔ اور جناب امیر نے بصرہ کے باہر نزول اجلال فرمایا اور مقتولوں کے دفن کا حکم دیا۔ لوگ بصرہ سے باہر نکل کر ان کو دفن کرنے لگے۔ جناب امیر خود بدولت ہر ایک مقتول کی لاش پر تشریف لے جاتے تھے جب کعب بن سوار کی لاش پر پہنچے تو فرمایا کہ تم لوگوں کا زعم تھا کہ بجز چند احمقوں کے کوئی اس گروہ کا شریک نہ ہو گا واللہ کعب بن سوار تو بڑے اچھے آدمی تھی۔ پھر عبداللہ بن عتاب کو دیکھ کر فرمایا یہ شخص قوم کا یعسوب تھا۔ یہ وہ شخص تھا کہ لوگ ہر وقت اس کے اردگرد پہرا کرتے تھے اور انعام کے حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس جمع رہتے تھے۔ وہاں سے طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر پہنچے وار کنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون یا ابا محمد افسوس ہے۔ میں تجھے ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ قریش کو اس طرح سے خون میں تڑپاؤں۔ واللہ یا ابا محمد کسی نے شعر اچھا کہا ہے۔ فتی کان یدینہ الغنی صدیقه + اذا ما هوا استغنی و یبعده الفقر ایک جوان تونگری میں اپنے دوست کو قریب بٹھایا کرتا تھا۔ جب وہ اس کا دوست تونگر ہو گیا تو وہ اس کی فقیری کی وجہ سے اس سے دوری اختیار کرنے لگا۔ پھر محمد بن طلحہ کو پڑا ہوا دیکھ کر فرمایا

اسے اس کے باپ کی اطاعت نے مار ڈالا۔ پھر آپ نے تمام اہل کوفہ اور اہل بصرہ کے مقتولوں کا جنازہ پڑھ کر سب کو ایک بڑی قبر میں دفن کیا۔ اور دونوں لشکروں کے ہتھیار اور کپڑے جمع کر کے مسجد میں رکھوا دیے اور فرمایا کہ ہتھیاروں کے سوا لوگ اپنی اپنی چیزوں کو پہچان کر لے جائیں۔ اور ہتھیاروں کو خزانہ میں جمع رکھنے کے لیے فرمایا کیونکہ وہ غلبہ سے حاصل ہوئے ہیں۔ پھر آپ بصرہ میں تشریف لے گئے۔ تمام بصرہ والوں نے یہاں تک کہ زخمیوں نے اور پناہ مانگنے والوں نے بھی آپ کی بیعت کی۔ بیعت لے کر آپ جناب ام المومنین کے پاس تشریف لائے اور ان سے سلام علیک کر کے ان کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر جناب امیر المومنین نے مقتولوں کی نسبت استفسار کیا کہ دونوں لشکروں میں سے کون کون مارے گئے ہیں جب ان سے مقتولوں کے نام بیان کیے گئے فرمانے لگیں خدا ان پر رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے فرمایا کہ میں نے اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فلاں فلاں شخص جنت میں ہوں گے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ان دونوں لشکروں میں سے جس کسی کا دل خدا کے لیے خالص تھا اور مارا گیا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ پھر جناب ام المومنین کے لیے سواری اور زادراہ وغیرہ کا سامان کر کے ان کو مکہ کی طرف روانہ کرنا چاہا اور جو لوگ کہ بصرہ میں قیام کرنا پسند کرتے تھے ان کے سوا جس قدر کہ لوگ ام المومنین کے لشکر کے اس واقعہ کے بعد بچ گئے تھے ان کی معیت میں روانہ کیے اور اہل بصرہ کی چالیس عورتیں ان کے ساتھ بھیجیں اور ان کے ساتھ ان کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھی روانہ کیا اور کوچ کے روز خود بدولت تشریف لائے اور ان کی خدمت میں ٹھہرے۔ ام المومنین فرمانے لگیں واللہ میرے اور علی کے درمیان کوئی پہلے دشمنی نہیں تھی بلکہ ایسی محبت تھی کہ جیسے عورت کو اپنے سسرال والوں سے ہوا کرتی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا سچ فرماتی ہیں۔ سوا اس امر کے ہمارے اور ان کے درمیان میں کبھی کسی قسم کا کوئی تنازع نہیں ہوا اور دنیا اور آخرت میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ پھر جناب ام المومنین مکہ کی طرف روانہ ہوئیں اور جناب امیر بھی چند میل تک بطریق مشایعت ان کے ہمراہ گئے اور اپنے دونوں

صاحبزادوں کو پورے ایک دن کی مشایعت میں رہنے کے لیے بھیج دیا جناب ام المومنین حج کے دنوں تک مکہ میں رہیں پھر مدینہ کو تشریف لے گئیں جب جناب امیر اہل بصرہ کی بیعت سے فارغ ہو چکے جس قدر کہ لوگ ان کی رکاب سعادت میں حاضر واقعہ ہوئے تھے بیت المال کو ان پر تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہر ایک آدمی کو پانچ سو دینار عطا ہوا آپ نے فرمایا اگر خدائے پاک نے اہل شام پر ظفریاب کیا تو ہر ایک کو اتنا ہی انعام دیا جائے گا قعقاع رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جمل کی لڑائی کے ساتھ صفین کی لڑائی کو کچھ مشابہت نہیں اگر تم ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نیزوں کے منہ اپنے سینے پر دھر کر چھاتی کی ٹھیس سے ان کے بھالیں جمل والوں کے بدن میں چبھوتے تھے اور وہ بھی ہم سے یہی معاملہ کرتے تھے۔ عبداللہ بن سنان الکاہلی کہتے ہیں کہ جمل کے دن میں ہم نے اس قدر تیر چلائے کہ ہمارے ترکش خالی ہوگئی اور اس قدر نیزے مارے کہ ان کی بھالیں ٹوٹ گئیں۔ ہمارے سینے اور ان کے سینے مثل چھلنی کے سوراخ سوراخ ہو گئے تھے۔ جناب امیر نے چلا کر فرمایا تھا کہ اے مہاجرین اور انصار کے نور چشموں تلواریں کھینچ لو سروں کے خود پر تلواروں کے پڑنے کی صدا بالکل دھوبیوں کے پٹے کی آواز کے مشابہ تھی۔ مدینہ کے لوگ مغرب سے پہلے اس واقعہ سے آگاہ ہو گئے تھے۔ اور اس کی خبر ان کو یوں ہوئی کہ اکثر چیلیں مقتولوں کے اعضاء کو لے کر اڑ جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک ہاتھ کو لے کر اڑی اور وہ مدینہ میں اس کے پنجہ سے گر گیا۔ لوگوں نے اس اٹھا کر دیکھا اس کی انگوٹھی کا نقش پڑھا گیا اس پر عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا نام کندہ تھا۔ اس طرح مکہ اور مدینہ کے مابین کے باشندے بھی اس سے مطلع ہو گئے۔ تمام مورخ جناب امیر کے لشکر کے مقتولوں کی تعداد ایک ہزار ستر بیان کرتے ہیں۔ اور کل لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔ اور اصحاب جمل کے مقتولوں کی تعداد سترہ ہزار سات سو نوے آدمی بیان کرتے ہیں اور ان کے لشکر کی کل تعداد تیس ہزار تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ نصف سے زیادہ مارے گئے تھے۔

جنگ صفین میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السؤل میں لکھتے ہیں کہ ایک ان میں سے صفین کی لڑائی ہے

جس میں جناب امیر علیہ السلام کو متعدد واقعات پیش آئے اس کا ہر ایک واقعہ ایسا ہے جس کے سننے سے بہادر آدمی کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے معرکہ جمل سے فراغت پا کر کوفہ کا قصد کیا اور جناب عثمان کے عامل ہمدان خریر بن عبداللہ البجلی اور عامل آذربائیجان اشعث بن قیس کو بلا بھیجا اور ان سے بیعت لے کر عمل پر بدستور سابق رہنے دیا۔ پھر بصرہ سے آپ باہر نکلے اور فوج آراستہ کر کے معاویہ اور اہل شام کی لڑائی کے لیے لوگوں سے امداد کے خواستگار ہوئے۔ یہ بات معاویہ کو بھی معلوم ہو گئی۔ اس نے اپنے وزیر عمرو بن العاص سے مشورہ کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ جبکہ جناب امیر بذات خود لڑنے کو نکلے ہیں تجھے بھی بذات خود ان کی لڑائی کے لیے نکلنا مناسب ہے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص کو اپنے ہمراہ لے کر خط لکھا اور فوج آراستہ کر کے ایک علم عمرو بن عاص کے لیے اور ایک ایک ان کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد کے لیے اور ایک اس کے غلام کے سپرد کیا۔ پھر دونوں یعنی جناب امیر اور معاویہ ایک دوسرے کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے اور فرات پر جا ملے۔ جناب امیر علیہ السلام نے ابوعمر اور معاویہ اور نسر بن محمد انصاری اور سعد بن قیس الہمدانی اور شبیب بن ربعی التمیمی کو بلا کر کہا تم اس شخص یعنی معاویہ کے پاس چلے جاؤ۔ اور اس کو خدا کی طرف بلاؤ۔ اور اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت کرو۔ شاید کہ خدا اسے ہدایت کرے اور اس امت کے باہمی تفرقہ کو مٹا دے جس سے روز وہ لوگ بطریق سفارت معاویہ کے پاس گئے۔ اس روز یکم ذی الحجہ ۳۶ چھتیس ہجری کی تاریخ تھی اول بشیر بن عمرو الانصاری نے خدا کی صفت و ثناء کے بعد معاویہ سے کہا۔ اے معاویہ دنیا تجھ سے زائل ہونے والی ہے؟ اور تو آخرت کی جانب رجوع کرنے والا ہے۔ خدا تجھ سے حساب لینے والا اور جزا دینے والا ہے۔ میں تجھے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو اس امت میں تفرقہ مت ڈال اور لوگوں کا خون زمین پر مت گرا۔ معاویہ نے اس کی بات کاٹ کر کہا کبھی تو نے اپنے دوست۔ اسلام میں سبقت رکھنے والے صاحب فضل صاحب دین صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار کو یہ وصیت کی ہے اے ابن عمر تو بیان کر کیا کہنا چاہتا ہے۔ بشیر بن عمرو نے کہا میں تجھے خدا سے ڈرنے اور جو کچھ

کہ تیرا ابن عم تجھے کہتا ہے اس کے ماننے کے لیے کہتا ہوں کیونکہ اس نے تجھے دنیا و آخرت کی نسبت اختیار دیا ہے۔ معاویہ کہنے لگا۔ کیا میں عثمان کے خون کا دعوی چھوڑ دوں۔ واللہ میں کبھی ایسا نہیں کرسکتا۔ پھر سعد بن قیس اور شبیب بن ربعی گفتگو کرنے لگے۔ معاویہ نے ان کی گفتگو کی طرف التفات نہ کرکے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ میرے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ شبیبؓ نے کہا تو ہمیں تلوار سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم ہے ہم تجھ سے پہلے تلوار کے ساتھ عجلت کرنے والے ہیں یہ کہہ کر وہ معاویہ کے پاس سے واپس چلے آئے اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا۔

مسعودی رحمتہ اللہ علیہ مروج الذہب میں لکھتے ہیں۔ کہ معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام کے قدوم سے پیشتر صفین پر پہنچ کر اپنے لشکر کے لیے ایک عمدہ موقع اختیار کرلیا۔ فرات پر اترنے والے کے واسطے اس گرد و نواح میں اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس مقام کے سوا اور وہاں بڑے بڑے اور اونچے ٹیلے تھے۔ جہاں پر سے گھاٹ دور تھا۔ اور پانی کا لینا دشوار تھا۔ معاویہ نے ابو الاعور السلمی کو جو اس کے مقدمہ الجیش کا افسر تھا چالیس ہزار آدمی کے ساتھ گھاٹ کی راہ بند کرنے کے لیے متعین کیا۔ جناب امیر اور جناب امیر کے لشکر کے نوے ہزار عراق کے باشندے وہاں پہنچ کر۔ تلواریں اپنے کندھے پر دھرے ہوئے تمام رات پیاسے پڑے رہے۔ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا۔ ان لوگوں کو بھی پانی پینے کے واسطے چھوڑ دینا چاہیے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ جس طرح عثمان پیاسے مر گئے ہیں اسی طرح سے یہ لوگ بھی پیاس سے مر جائیں تو بہتر ہے۔ جناب امیر نے اشعث کو حکم دیا کہ چار ہزار سوار لے کر معاویہ کے لشکر میں گھس جاؤ اور ان کو پریشان کرکے اپنے آدمیوں کو پانی پلالاؤ باقی ہم سوار اور پیادے لے کر تمہارے پیچھے آتے ہیں۔ اشعث وہاں سے روانہ ہوئے اور جناب امیر ان کے پیچھے ہولیے اور معاویہ کی فوج میں گھس گئے ابو الاعور کی فوج کو گھاٹ کے راستہ سے ہٹا دیا جس مقام پر کہ معاویہ ٹھہرا ہوا تھا وہاں جا اترے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا۔ یا ابا عبداللہ اس شخص کی نسبت تیرا کیا خیال ہے جس

طرح ہم نے اس کو پانی پینے سے روک رکھا تھا یہ بھی ہمیں روک دے گا۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا جب تک کہ تو اس کے اطاعت میں داخل نہ ہو جائے یہ تجھے پانی کا ایک قطرہ دینے پر بھی راضی نہ ہوگا۔ معاویہ نے جناب امیر کی خدمت میں آدمی بھیج کر گھاٹ کی آمد و رفت اور اپنے لشکر کے لیے پانی پینے کے واسطے اذن مانگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے ان کو اذن عطا فرمایا۔

پھر جناب امیر اپنے دوستوں میں سے ایک ایک قوم کے بزرگ کو سوار دے کر جنگ کے لیے میدان میں بھیجنے لگے۔ ان کے مقابلہ میں معاویہ بھی اپنے دوستوں کی ایک جماعت کو بھیجتا رہا اور باہم لڑائی ہوتی رہی۔ کبھی جناب امیر خود بدولت اور کبھی مالک اشتر اور کبھی حجر بن عدی الکندی اور کبھی زیاد بن خفص التمیمی اور کبھی سعید بن قیس الریاحی اور کبھی قیس بن الاسند الانصاری لڑنے کے لیے نکلا کرتے تھے اور معاویہ کی طرف سے کبھی عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید کبھی ابالاعور السلمی وغیرہ میدان میں آیا کرتے تھے۔ ذی الحجہ کے تمام دنوں میں اس طرح جنگ ہوتی رہی کبھی کبھی دن میں دو دو دفعہ بھی لڑائی ہو جاتی تھی۔ جب محرم کا مہینہ آ گیا اور ہجری سینتیسواں سال شروع ہوا۔ قاعدہ عرب کے مطابق لڑنا ملتوی کر دیا گیا۔ اور طرفین میں صلح کی امید پر قاصدوں کی آمد و رفت شروع ہوئی لیکن آخر محرم تک صلح کی کوئی بات قرار نہ پائی۔ صفر کی پہلی تاریخ کو جناب امیر نے اہل شام میں منادی کرنے کا حکم دیا۔ کہ اے شام والو امیر المومنین فرماتے ہیں میں نے تم کو حق کی طرف بلایا تم نے اس کی طرف التفات نہیں کی اور تم سرکشی سے باز نہیں آئے اور نہ تم نے اطاعت قبول کی خدائے تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ پھر جناب امیر نے کوفہ کے سواروں پر مالک اشتر کو اور بصرہ کے سواروں پر سہل بن حبیب کو اور کوفہ کے پیادوں پر عمار بن یاسر کو اور بصرہ کے پیادوں پر معر بن فدکی کو مقرر کر کے اپنا علم ہاشم بن عتبہ کو دیا اور میدان میں تشریف لے آئے۔ معاویہ بھی اپنی شامی فوج کے ساتھ میدان میں آ کھڑا ہوا۔ جب میدان کارزار گرم ہوا تو شام کی فوج میں سے ایک دلاور تجربہ کار شہسوار مخراق نامی باہر نکل کر دونوں صفوں کے درمیان میں آ کر مبارز طلب کرنے لگا۔ اہل عراق میں سے عبید المرادی اس کے مقابلہ کو نکلا۔ پہلے باہم نیزہ بازی

کرتے رہے پھر تلوار لگانے لگے۔ شامی نے اس کو مار ڈالا اور گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ کر پیشانی کے بل زمین پر اوندھا کر کے رکھا دیا۔ اور گھوڑے پر چڑھ کر مبارز طلب کرنے لگا۔ ازد کے قبیلہ کا ایک نوجوان مسلم بن عبدالرحمن نامی اس کے مقابلہ کو نکلا اس شامی نے اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو اس سے پہلے جوان کے ساتھ کیا تھا۔ یہ کر کے پھر مبارز طلب کرنے کو کھڑا ہوا۔ جناب امیر علیہ السلام لباس بدل کر اس کے مقابلہ کو نکلے شامی ان کو پہچان نہ سکا۔ جناب امیر نے پیشدستی کر کے کندھے پر تلوار ماری کہ اس کی ایک طرف کا کندھا کٹ گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔ آپ گھوڑے پر سے اترے اور اس کا سر تن سے جدا کر کے اس کا منہ آسمان کی طرف پھیر کر زمین پر رکھ دیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر مبارز طلب فرمانے لگے شام کا ایک اور شاہ سوار آپ کے مقابلہ پر نکلا آپ نے اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو اس کے پہلے دوست کے ساتھ کیا تھا اس طرح سے سات سوار یکے بعد دیگرے آپ کے مقابلہ پر نکلے آپ ان کے ساتھ اسی طرح سے پیش آئے جس طرح سے کہ پہلے شامی سوار کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یہ دیکھ کر شام کے لوگ آپ کے سامنے سے ہٹ گئے۔ پھر اور کوئی آپ کی مبارزت پر پیش قدمی نہ کر سکا۔ آپ دونوں صفوں کے درمیان میں ٹہلنے لگے۔ تغیر لباس کی وجہ سے شامی حضرت کو نہیں پہچان سکتے تھے۔ معاویہ کا ایک غلام جس کو کہ حرب کہتے تھے۔ یہ شخص بہادری میں شہرہ آفاق تھا معاویہ نے اس سے کہا۔ اے حرب تو اس سوار کے مقابلہ میں جا اور اس کو قتل کر کے میرا جی ٹھنڈا کر تو دیکھتا ہے کہ اس نے تیرے کتنے دوست مار ڈالے ہیں۔ حرب کہنے لگا میں اس سوار کے مرتبہ کو تاڑ چکا ہوں۔ اگر تیری تمام فوج بھی اس کے مقابلہ پر نکلے گی تو یہ اس کو فنا کر دے گا۔ اگر تیرا یہی منشاء ہے کہ میں اس کے مقابل جاؤں تو یہ سمجھ لے کہ اس کے ہاتھ سے میری موت آچکی ہے۔ ورنہ اس کے سوا کسی اور کے مقابلہ میں بھیج کر دیکھ لے۔ معاویہ کہنے لگا میں ہرگز تیری موت کا خواستگار نہیں۔ تو اپنی جگہ پر ٹھہر۔ تا کہ تیرے سوا کوئی اور شخص اس کے مقابلہ کو نکلے۔ جناب امیر علیہ السلام با آواز بلند فرمانے لگے اے شامیو تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی نوجوان میرے سامنے نہیں آتا۔ پھر آپ نے سر اقدس سے مغفر اٹھایا

سب لوگ آپ کو پہچان گئے۔ اور آپ اپنے لشکر کی طرف واپس ہو گئے۔ پھر ایک ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر آمنے سامنے کھڑے تھے شام کے بہادروں میں سے ایک شخص جو کہ کریب بن الصباح کے نام سے مشہور تھا۔ میدان میں دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑا ہو کر مبارز طلب کرنے لگا۔ عراق کے لوگوں میں سے ایک شہسوار جس کا نام مبرقع الخولانی تھا اس کے سامنے گیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ پھر حارث الحکمی اس کے ساتھ لڑنے کو نکلا وہ بھی اس کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس کی جلادت کو دیکھا اور خود بدولت سوار ہو کر اس کے سامنے تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اس نے جواب دیا مجھے کریب ابن الصباح الحمیری کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے کریب میں تجھے کہتا ہوں کہ تو اپنے دل میں خدا کا خوف کر میری نگاہوں میں تو بہادر معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر جو ہمارا حال ہو وہی تیرا بھی ہو تو بہتر ہے۔ تو خدا کے عذاب سے اپنی جان کو بچا۔ کہیں معاویہ تجھے جہنم میں نہ لے جائے کریب نے کہا یا علی اگر آپ لڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لائیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی تلوار کو چمکانے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس کے پاس جا کر اپنی تلوار کو میان سے باہر کیا۔ ایک آدھ گھڑی تک آپس میں چوٹیں چلتی رہیں۔ جناب امیر نے سبقت فرما کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر زمین پر گر گیا۔ آپ اس سے فارغ ہو کر پھر شامیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہل من مبارز پکارنے لگے اس کا بھائی حارث الحمیری آپ کے مقابلہ پر نکلا آپ نے ایک ہی وار میں اس کا کام بھی تمام کیا۔ اسی طرح چار آدمی اس روز آپ کے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ لڑتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین یعنی حرمت کا مہینہ مقابل حرمت کے مہینے کے اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسے اس نے تم پر زیادتی کی اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ پھر آپؑ نے چلا کر فرمایا اے معاویہ میری اور تیری لڑائی ہے بیچ میں عرب کا ناحق کام تمام ہوا جاتا ہے۔ تو خود میرے سامنے آ تا کہ جو فتح یاب ہو

میدان اس کے ہاتھ میں رہے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ مجھے آپ کے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپ نے عرب کے یہ چار خونخواروں درندے مارڈالے اب آپ انہیں پر کفایت کریں۔ معاویہ کی فوج میں سے عروہ بن داؤد چلایا کہ اے ابن ابی طالب اگر معاویہ آپ کے مقابلہ سے ڈرتا ہے آپ میرے مقابل تشریف لائیں۔ جناب امیر اس کی طرف بڑھے۔ عروہ نے پیش قدمی کر کے ایک وار چلایا جو اوچھا پڑا جناب امیر نے بڑھ کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر گر گیا۔ جناب امیر نے فرمایا سیدھا جہنم کو چلا جا۔ عروہ کا مارا جانا شامیوں پر نہایت گراں گزرا کیونکہ وہ ان کے مشہور بہادروں میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی اور جناب امیر اپنی فوج میں واپس ہو آئے پھر ایک روز ایسا ہی اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر بالمقابل کھڑے ہوئے تھے۔ جناب امیر حسب معمول دونوں لشکروں کے درمیان ٹہل رہے تھے عمرو بن عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ جناب امیر نے اپنا بھیس بدلا ہوا تھا تا کہ کہیں معاویہ سے آمنا سامنا ہو جائے اور یہ روز کا ٹنٹا نبٹ جائے۔ اس وجہ سے وہ حضرت کو پہچان نہ سکا اور میدان میں نکلا اور یہ رجز پڑھنے لگا یاقادة الكوفة يا اهل الفتن + اضربكم والا ارى ابا الحسن اے کوفہ کے سپہ سالار (اور اے فتنہ کے جگانے والو) میں تمہیں مار ڈالوں گا۔ اور ابا الحسن کا لحاظ نہیں کروں گا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے حضرت کو پہچان لیا اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگا آپ نے حملہ کر کے اسے نیزہ مارا نیزہ اس کی زرہ کے حلقہ میں گڑ گیا۔ اور وہ جھٹکا کھا کر زمین پر گرا۔ اس کو یہ خوف پیدا ہوا کہ جناب امیر مجھ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر شرم گاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت امیر نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے لشکر میں واپس چلے گئے۔ عمرو بن عاص وہاں سے اٹھ کر خوف زدہ معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ اسے دیکھ کر ہنسنے لگا۔ عمرو بن عاص کھسیانا ہو کر کہنے لگا تو کیوں ہنستا ہے واللہ اگر تو میری جگہ تو ہوتا تو تیری شرم گاہ بھی اسی طرح ننگی ہو جاتی جس طرح کہ میری ننگی ہوئی تھی۔ اگر اس وقت میں جناب امیر واپس نہ جاتے تو تیرے عیال کو ضرور یتیم کر جاتے اور تیرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا میں نے تو ہنسی سے یہ بات کہی تھی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم تمسخر کی

برداشت نہیں کر سکتے تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا عمرو بن عاص نے کہا میں تمہارے مسخراپن سے خفا نہیں ہوتا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر دوسرے بہادر سے لڑتا ہو اور وہ گر جائے اور دوسرا اس کے مارنے سے دستکش ہو کر اس کو قتل نہ کرے تو آسمان اس پر خون کے آنسو روتا ہے۔ معاویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کے لیے فضیحت اور رسوائی دنیا میں یادگار رہ جاتی ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا میں نے ان کو نہیں پہچانا تھا۔ اگر میں ان کو پہچان لیتا تو کبھی ان کی طرف قدم نہ اٹھاتا۔ پھر معاویہ کے لشکر کے شہسواروں میں سے بشیر ابن ارطاۃ نے جو شجاعت میں مشہور تھا جناب امیر کے پکارنے کو سنا کہ آپ معاویہ کو اپنے مقابلہ میں طلب فرماتے ہیں اور معاویہ مقابل جانے سے جان چراتا ہے۔ اس لیے اس نے اپنے غلام لاحق سے مشورہ کیا میں علی کے مقابل جانا چاہتا ہوں شاید وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور میری وجہ سے ان کی شہرت عرب سے گم ہو جائے۔ لاحق نے کہا اگر تم اپنے میں ان کے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتا ہے تو اس امر کی طرف مبادرت کرو ورنہ اس قصد سے باز آ۔ کیونکہ بخدا یہ شخص بہادر ڈھونکنے والا ہے فانت له یابشیر ان کنت مثله + و الا فان اللیث للضبع اکل + متی تلقه فالموت فی راس رمحه + و فی سیفه شعل لفسک شاغل اے بشیر اگر تو اس کی مانند ہے تو اس کے ساتھ لڑائی کا قصد کر ورنہ تو خود جانتا ہے کہ شیر کفتار کو کھانے والا ہے۔ تو کب اس کے پاس جا سکتا ہے کیونکہ اس کے نیزہ کے سر میں موت ہے اور اس کی تلوار میں تیری جان کے ساتھ سروکار ہے۔ بشیر نے کہا اے لاحق تجھ پر افسوس ہے۔ بھلا موت کے سوا اور تو کوئی بات نہیں ہے پھر جو کچھ ہو سو ہو۔ میں اس کے مقابلہ کے لیے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر بشیر میدان میں گیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے دیکھ کر اس پر نیزہ سے حملہ کیا وہ نیزہ کی نیولی سے زمین پر چت گر پڑا اور اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر شرم گاہ کو کھول دیا۔ جناب امیر نے اس سے منہ پھیر لیا۔ بشیر کود کر کھڑا ہو گیا اس کے سر سے مغفر اتر گئی۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے آدمیوں نے اسے پہچان کر جناب امیر سے عرض کیا یا امیر المومنین یہ بشیر بن ارطاۃ ہے اسے زندہ نہ جانے دیں آپ نے فرمایا اگرچہ بشیر بن ارطاۃ بھی ہے تو بھی اس کی شکل گم ہونے دو۔ جس بات کا یہ

مستحق ہے وہی اس پر وارد ہو۔ پھر بشیر گھوڑے پر سوار ہو کر معاویہ کے پاس چلا گیا۔ معاویہ ہنس کر کہنے لگا کوئی شرم کی بات نہیں عمرو بن عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے۔ جناب امیر کی فوج میں سے کوفہ کے جوان نے زور سے چلا کر کہا اے اہل شام تم کو حیا نہیں آتی تم کو عمرو بن عاص نے معرکہ جنگ میں اپنا ستر کھول دینا خوب سکھا دیا ہے۔ بشیر عمرو بن عاص کو اور عمرو بن عاص بشیر کو دیکھ کر آپ میں ہنسا کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام سے شام کے باشندے نہایت خوفزدہ ہو گئے اور کسی کو ان کی مبارزت پر جرات کرنے کی جسارت نہ رہی ایک دفعہ جناب عثمان کا غلام جس کا نام احمر تھا میدان میں آیا اس کے مقابلہ میں کیسان حضرت امیر کا غلام لڑنے کو نکلا۔ احمر نے اسے قتل کر ڈالا۔ جناب امیر نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو خدا مجھے قتل کرے۔ یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کر دیا وہ غلام بھی تلوار کھینچ کر جناب امیر پر حملہ آور ہوا جناب امیر نے اس کی تلوار پر تلوار ماری اور قریب جا کر ہاتھ بڑھایا اور اس کی گردن کو پکڑ کر گھوڑے پر سے اٹھالیا۔ اور زمین پر دے پٹکا کر اس کی ہڈی پسلی چور چور ہو گئی۔ معاویہ اپنے غلام حریث کو جو نامور بہادر تھا جناب امیر کے مقابلہ سے ڈرایا کرتا تھا ایک دفعہ جناب امیر بھیس بدل کر اور میدان میں نکل کر مبارز طلب فرمارہے تھے عمرو بن العاص نے حریث سے کہا جا اس سوار کا مقابلہ کر اور قتل کرنے سے اس کو مت چھوڑ۔ حریث میدان میں گیا وہ جناب امیر کو پہچان نہیں سکتا تھا کچھ دیر نہ گذری کہ جناب امام نے اس کے سر پر چاند تلوار ماری جس کے گھاؤ سے وہ گھائل ہو کر زمین پر گر گیا۔ معاویہ اور اہل شام تاڑ گئے کہ یہ جناب امیر ہیں۔ معاویہ کو اپنے غلام کے مارے جانے کا نہایت قلق گذرا۔ عمرو بن عاص سے کہنے لگے تو نے میرے غلام کو مروا ڈالا ہے کیونکہ تو نے اسے غرہ کر کے میدان میں بھیجا تھا۔ پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جناب امیر کے دوست عباس بن ربیعہ الہاشمی میدان میں نکلے ادھر سے معاویہ کے دوستوں میں غوار ان کے مقابلہ کو آیا عباس سے کہنے لگا اے عباس تو میرے ساتھ لڑے گا؟ عباس نے کہا تو میرے ساتھ نیچے اتر کر جنگ کرے گا۔ یہ کہہ کر دونوں گھوڑے سے نیچے اترے اور جنگ کرنے لگے دونوں لشکر ہٹ کر دور سے دونوں بہادروں کی

کارستانی دیکھنے لگے ایک گھنٹہ تک دونوں لڑتے رہے کوئی ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر غالب نہیں آیا۔ پھر دوبارہ جنگ کرنے لگے عباس بن ربیعہ کو شامی کی زرہ کا بند ایک جگہ سے ڈھیلا نظر آیا۔ عباس کی تلوار نہایت تیز تھی عباس نے اس کی زرہ کے ڈھیلے بند کے بیچا بیچ میں تاک کر ایسی تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ لوگوں نے یہ ہاتھ کی صفائی دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور حیران رہ گئے۔ معاویہ اور دیگر اہل شام کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ علی لباس بدل کر میدان میں آئے ہوئے ہیں۔ عباس وہاں سے لوٹ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور تھوڑی دیر تک دونوں صفوں کے درمیان میں ٹہلتے رہے۔ پھر اپنے مکان کو واپس چلے گئے۔ معاویہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا کوئی ہے جو میدان میں جا کر اس سوار کو قتل کرے میں اس قدر انعام دوں گا یہ سن کر باشندگان یمن میں سے بنی لخم کے دو نوجوان اچھل پڑے کہ ہم اس مہم کو انجام دیں گے۔ معاویہ نے کہا جو شخص کہ تم دونوں میں سے اس سوار کے قتل کرنے پر سبقت کرے گا جو کچھ کہ میں نے وعدہ کیا ہے اسے پورا کروں گا اور دوسرے شخص کو بھی اسی قدر انعام دوں گا۔ دونوں مل کر میدان میں گئے۔ اور مبارزت کے مقام پر پہنچ کر چلائے۔ اے عباس ہمارے مقابلہ کے لیے باہر نکل۔ عباس کہنے لگے میں اپنے آقا سے اجازت لے کر تمہارے پاس آتا ہوں۔ وہاں سے جناب امیر کی خدمت میں اذن لینے کے واسطے گئے جناب امیر نے ان کو اپنے پاس بلا کر ان کے ہتھیار اپنے زیب تن فرمائے اور ان کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لے گئے اس وقت جناب امیر اور ابن عباس میں فرق کر سکنا دشوار تھا دونوں لخمیوں نے آپ سے کہا اے عباس آپ اپنے آقا سے اجازت لے آئے ہیں آپ نے ان کے جواب میں اس آیت کو پڑھا اذن الذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر کہ اذن دیا گیا ہے واسطے ان لوگوں سے کہ لڑائی کرتے ہیں وہ بہ سبب اس کے کہ وہ ظالم کیے گئے ہیں۔ اور بہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان کے فتح دینے پر قادر ہے۔ ان دونوں میں سے ایک نوجوان نے آپ پر حملہ کیا آپ نے اس کی ناف پر تلوار ماری اور اس صفائی سے کاٹ ڈالا کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ کا وار خالی گیا ہے۔ لیکن جب گھوڑا اچھلا تو اس کے دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے پھر آپ نے دوسرے

جوان پر حملہ کر کے اس کو بھی اس کے دوست کے ساتھ ملا دیا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام ایک گھنٹہ تک میدان میں گھوڑا پھیرتے رہے معاویہ تاڑ گیا کہ یہ جناب امیر ہیں کہنے لگا خدا ناحق کی جھنجھٹ کا ستیاناس کرے۔ جناب امیر تو بیٹھے ہوئے تھے میں نے خود سوار ہو کر اپنے آپ کو رسوا کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا رسوا تو نخمی ہوئے جو مارے گئے۔ معاویہ نے کہا مردک خاموش رہ تیرے بولنے کا وقت نہیں ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا اگر میرے بولنے کا وقت نہیں تو خدائے تعالیٰ نخمیوں پر رحم کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ خدا نے ان پر ضرور رحم کیا ہوگا۔ اس تمام لڑائی میں جو صفین کے نام سے مشہور ہے لیلتہ الہریر کا واقعہ نہایت حیرت ناک ہے۔ اس رات میں جناب امیر جس وقت کسی آدمی کو قتل کرتے تو با آواز بلند تکبیر پڑھتے۔ شمار کیا گیا کہ اس رات آپ نے پانچ سو تیس تکبیریں پانچ سو تیس آدمیوں کے قتل کرنے پر پڑھیں لوگ اس رات میں سیل کی طرح سے موجزن تھے اور جس طرح سے بدمستی سے پھرتا ہے پھر رہے تھے۔ جب صبح نمودار ہوئی مقتولوں کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہ جمعہ کے دن کی رات تھی۔ صبح کو جناب امیر اور آپ کا سارا لشکر میدان کارزار میں مصروف کشت وخون تھا آپ قلب میں رونق افروز تھے میمنہ میں مالک اشتر اور میسرہ میں عبداللہ بن عباس گرم پیکار تھے جناب امیر کی فوج پر فتحمندی کے آثار تھے مالک اشتر میمنہ سے مصروف تیر اندازی تھے کبھی اپنے لشکر سے یہ کہتے تھے کہ اس نیزہ کے فاصلہ سے تیر ڈالو اور کبھی کہتے تھے کہ اس کمان کے فاصلہ سے تیر چلاؤ۔ اور کبھی یہ کہتے تھے اس انداز پر تیر پھینکتے رہو۔ جناب امیرؑ نے دیکھا کہ مالک اشتر فتح پانے کے قریب ہے آپ نے ان کی مدد کے واسطے اور لشکر روانہ کیا۔ معاویہ نے دیکھا کہ شام کی فوج سست ہو چکی ہے اور عراق والے غالب آگئے ہیں شامی بھاگنے پر کمر بستہ ہیں ابن عاص سے کہنے لگا اس وقت کوئی تدبیر ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم پریشانی سے بچ جائیں اور عراق والوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ ابن عاص نے کہا ہاں یہ تدبیر ہے کہ قرآن مجید نیزوں کے ساتھ باندھ کر علم کر دیں اور اہل عراق سے یہ کہیں کہ خدا کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے اگر انہوں نے قبول کر لیا تو ہم لڑائی کو دوسرے وقت پر ٹال

دیں گے اگر ان میں سے بعض نے انکار کیا تو بعض ضرور یہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کو ماننا چاہیے۔ اس وجہ سے ان میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ پس شامیوں نے چند کلام مجید نیزوں سے باندھ کر علم کر دیے اور کہا اے اہل عراق یہ خدا کی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حکم ہے۔ جب لوگوں نے کلام اللہ کو نیزوں سے بندھا ہوا دیکھا کہنے لگے ہم کو خدا کی کتاب کا لحاظ کرنا چاہیے۔ جناب امیر نے ان سے فرمایا۔ اے بندگان خدا اپنے حقوق کو مت چھوڑو۔ معاویہ اور ابن عاص اور ابن معیط اور ابن ابی سرح اور ضحاک کو میں خوب جانتا ہوں یہ لوگ ہرگز قرآن والے نہیں۔ مجھے لڑکپن اور جوانی میں ان سے صحبت رہی ہے بخدا ان لوگوں نے از راہ مکر وفریب قرآن شریف کو نیزوں پر باندھ کر بلند کیا ہے۔ اب یہ لوگ جنگ میں سست ہو چکے ہیں اور بھاگنے پر آمادہ ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر لوگوں نے لڑنے سے انکار کیا۔ جناب امیر نے فرمایا میں ان سے صرف اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ وہ خدا کی کتاب کا حکم مانیں لیکن وہ خدا کی کتاب سے نافرمانی کرتے ہیں اور عہد کو توڑتے ہیں انہوں نے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا ہے۔ مسعود بن بداک التمیمی اور زید بن حصین الطائی جناب امیر سے کہنے لگے جبکہ ان لوگوں نے آپ کو خدا کی کتاب کی طرف بلایا ہے تو آپ ان کی دعوت کو قبول کریں ورنہ ہم آپ کو پکڑ کر ان کے سپرد کر دیں گے جناب امیر اور ابن عباس لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن مالک اشتر بدستور لڑتے رہے۔ ان لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا کہ آپ مالک اشتر کو بلا لیں تا کہ وہ بھی لڑائی سے دستکش ہو جائیں جناب امیر نے یزید بن ہانی سے کہا کہ مالک اشتر کو جا کر یہ کہو کہ میرے پاس چلا آئے۔ اشتر نے یزید سے کہا امیر المومنین کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کرو کہ یہ وقت میرے آنے کا نہیں ہے آپ اس وقت مجھے یہاں سے نہ ہٹائیں مجھے فتح کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ یزید بن ہانی نے آ کر جناب امیر سے اشتر کا پیغام عرض کیا۔ آپ نے اسے دوبارہ اشتر کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ یہاں فتنہ برپا ہو گیا تم جلدی چلے آؤ اشتر دوڑتے ہوئے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ جس وقت کہ شامیوں نے قرآن نیزوں پر اٹھائے تھے مجھے معاً خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہمارے

آدمیوں میں ضرور پھوٹ پڑ جائے گی۔ یہ قرآن نیزوں کے ساتھ باندھنا بے شک ابن عاص کا مشورہ ہے پھر قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ اے عراق والو اے ذلت اور خواری کے آشناؤ۔ اب تم غالب ہونے کے قریب تھے انہوں نے تمہیں غلبہ پاتے ہوئے دیکھ کر نیزوں پر قرآن شریف بلند کر دیے۔ مجھے دم بھر کو چھوڑ دو کہ فتح ابھی ابھی ہوئی جاتی ہے۔ لشکر کے لوگ کہنے لگے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم تجھے اذن دے کر تیرے ساتھ گناہ میں شریک ہوں اشتر نے کہا تم مجھے یہ تو بتلاؤ تم کس وقت حق پر تھے۔ آیا جس وقت تم لڑ رہے تھے اور شامی تمہارے بزرگوں کو قتل کر رہے تھے یا کہ اب اس وقت کہ تم نے اپنے ہاتھ لڑائی سے روک لیے ہیں لشکر کے لوگ کہنے لگے اے اشتر ان باتوں کو چھوڑ دے ہم ان کے ساتھ صرف خدا کے لیے لڑتے تھے اب محض خدا کے لیے ان کو چھوڑتے ہیں۔ اشتر نے کہا تم دھوکا دے رہے ہو اور دھوکا کھا رہے ہو تم نے عزت کو چھوڑ کر سیاسی زندگی کو قبول کر لیا ہے۔ ہم تمہاری نماز کو دنیا و آخرت میں زہد اور خدا کے ملنے کے شوق کے لیے سمجھتے تھے۔ میں دنیاوی غرض کے سوا اور کوئی تمہاری مراد نہیں دیکھتا تم گوبر کرنے والی گائے کی مانند ہو تم کبھی عزت کا منہ نہیں دیکھو گے۔ اے ظالمو میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ اشتر نے ان کو برا بھلا کہا وہ اشتر کو بدرو کہنے لگے۔ جناب امیر ان پر اور مالک اشتر پر چلائے تمام لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ قرآن مجید کو حکم بنایا جائے۔ اشعث بن قیس نے جناب امیر سے عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ جس امر کی نسبت شامیوں نے ہمیں دعوت کی ہے۔ اس پر ہمارے لوگ بھی راضی ہو بیٹھے ہیں کہ قرآن مجید کو ان کے درمیان حکم قرار دیا جائے۔ اگر آپ کے منشاء ہو تو میں معاویہ سے پوچھ آؤں کہ ان کی غرض کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جاؤ پوچھ آؤ۔ اشعث معاویہ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے معاویہ تم نے قرآن شریف نیزوں پر بلند کیوں کیے ہیں معاویہ نے کہا اس لیے کہ ہم اور تم خدا کی کتاب اور اس کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ اشعث نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔ وہاں سے واپس آ کر جناب امیر کی خدمت میں معاویہ کی تمام گفتگو بیان کی سب لوگ کہنے لگے ہم بھی اسی بات پر راضی ہیں۔ پھر اہل شام نے کہا ہم تو ابو موسیٰ کی حکومت پر راضی ہیں۔ جناب امیر نے

فرمایا تم نے اول میری نافرمانی کی ہے اب تو مت کرو۔ میں ابوموسیٰ میں حکومت کی لیاقت نہیں پاتا وہ ضعیف الرائے ہے عمرو بن عاص کے مکروں سے واقف نہیں۔ اشعث اور زید بن حصین اور مسعر بن فدکی کہنے لگے ہم اس کے سوا کسی پر راضی نہیں۔ جس پیچ میں کہ ہم پڑے ہوئے ہیں اس نے ہمیں اس سے پہلے ہی ڈرایا تھا۔ ہم اس کے سوا کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا ابوموسیٰ سے یہ بات پوری نہیں ہو سکے گی۔ ابن عباس موجود ہیں اگر تم کہو میں ان کو حکومت پر مقرر کروں وہ لگے کہنے لگے بخدا ہم اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ ان کا حکم ہونا تو خود آپ کا اپنے لیے حکم بننا ہے ہم ایسے شخص کو پسند کرتے ہیں۔ جو آپ کا اور معاویہ کا برابر طرفدار ہو جناب امیر نے فرمایا پس چھوڑ دو کہ میں اشتر کو مقرر کروں وہ بولے اشتر ہی نے تو یہ آگ لگائی ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا جبکہ تم میری بات کو تسلیم نہیں کرتے تو جاؤ ابوموسیٰ کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جو چاہو کرو۔ ابوموسیٰ ان دنوں دونوں گروہوں سے الگ تھے لڑائی میں شامل نہیں ہوئے تھے ان کا غلام انکے پاس اس خبر کے پہنچانے کو دوڑتا ہوا گیا کہ دونوں گروہوں میں مصالحت ہوگئی ہے۔ ابوموسیٰ نے صلح کی خبر سن کر کہا الحمد للہ پھر غلام نے بیان کیا کہ تم کو لوگوں نے حکم مقرر کیا ہے۔ کہنے لگا انا للہ و انا الیہ راجعون جب ابوموسیٰ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے احنف بن قیس بھی لڑائی سے الگ تھے وہ بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ابن عاص نے آپ کو زمین پر پٹک دیا ہے۔ میں ابوموسیٰ کی واپسی سے متعجب ہوں۔ میں تھوڑی دور تک اس کے ہمراہ ہو لیا تھا میں اس کو کند زبان اور بہت چھوٹی عقل کا آدمی پاتا ہوں۔ وہ ان لوگوں کی اصلاح کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ ان کے واسطے ایسا شخص چاہیے جو ان کے پاس رہ کر آسمان کے تارے کی طرح ان سے دور رہے۔ اگر آپ مجھے حکم بناتے تو دیکھتے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ ورنہ آپ نے مجھے ابوموسیٰ کے ساتھ دوسرا یا تیسرا حکم بنایا ہوتا۔ عمرو بن عاص نے میرے سامنے کوئی ایسی گرہ نہیں لگائی کہ میں نے اس کو نہ کھول دیا ہو۔ جناب امیر نے فرمایا لوگ ابوموسیٰ کے سوا کسی پر راضی نہیں تھے۔ پھر ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص عہد نامہ لکھنے کے لیے جناب امیر کی

خدمت میں حاضر ہوئے۔ کاتب نے عہد نامہ لکھنا شروع کیا۔ جس کا عنوان یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ عہد نامہ ہے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان دونوں کے ساتھ والوں کے حسب منشاء لکھا جاتا ہے۔ عمرو بن العاص نے کاتب سے کہا جناب علیؑ آپ لوگوں کے امیر ہیں ہمارے امیر نہیں۔ امارت سے آپ کا نام محو کر دے۔ احنف بن قیس نے جناب امیر سے عرض کیا آپ ہرگز محو نہ کریں اگرچہ بعض لوگ بعض کو قتل کر ڈالیں۔ اگر آپ نے اپنا نام امارت سے مٹا دیا مجھے خوف ہے کہ پھر کبھی امیر المومنین کا نام اپنے لیے قائم نہ کر سکیں گے۔ آپ نے بھی محو کرنے سے انکار فرمایا۔ اشعث بن قیس اس امر میں بحث کرنے لگا اس نے آپ کا نام مٹا دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر سنت کے مقابل سنت پوری ہو گئی بخدا صلح حدیبیہ کے روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب عہد نامہ تھا۔ جبکہ میں نے محمد رسول اللہ لکھا کفار کہنے لگے آپ رسول اللہ نہیں ہیں یا علی تم آپ کا اسم مبارک اور آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک لکھو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کرنے کے لیے حکم دیا۔ میں نے عرض کیا مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہمیں وہ مقام بتا دے۔ میں نے حضرت کو وہ مقام بتا دیا۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا۔ اور فرمایا عنقریب تجھ سے بھی ایسی خواہش کی جائے گی اور تجھ کو بھی لوگوں کا کہنا ماننا پڑے گا۔ پھر جناب امیرؑ نے کاتب سے فرمایا۔ لکھ یہ وہ عہد نامہ ہے کہ علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور اہل کوفہ اور اہل شام کے حسب منشاء لکھا گیا ہے۔ کہ ہم خدا کے حکم اور اس کی کتاب کو حکم مقرر کرتے ہیں جس پر کہ وہ موت کا حکم دے ہم بھی اس کی موت پر راضی ہوں گے اور جس کو وہ زندہ کرے ہم بھی اس کی زندگی پر راضی ہوں گے۔ پس ابو موسیٰ الاشعری اور عمرو ابن العاص اس کے لیے حکم مقرر کیے گئے ہیں جو کچھ کہ یہ دونوں خدا کی کتاب میں پائیں گے اس پر حکم دیں گے اور اگر خدا کی کتاب میں نہ پائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جامع غیر مفرقہ کی طرف رجوع کریں گے دونوں منصفوں نے جناب علیؑ اور معاویہ اور ان دونوں کے لشکر سے عہد لے لیا ہے اور وہ دونوں ان کے

اہل وعیال اور جان و مال کے آئین ہیں۔ اور جو فیصلہ کہ دونوں منصف بیان کریں گے اس کے اجراء میں تمام امت ان کی معاون ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ دونوں منصف تمام امت کی نسبت فیصلہ کریں کسی نہ کسی خاص گروہ یا فرقہ کی نسبت اور رمضان کے مہینے تک ان دونوں کو مہلت دی جاتی ہے۔ اور اگر دونوں کا منشاء ہو تو بعد رمضان کے فیصلہ دے سکتے ہیں اور فیصلہ بیان کرنے کا مقام ایسا ہونا چاہیے جو کوفہ اور شام کے وسط میں ہو۔ عہد نامہ میں اشعث بن قیس اور عدی بن حجر اور سعید بن قیس الہمدانیا ور عقبہ بن زیاد الحضرمی اور یزید بن حجرۃ التمیمی اور مالک بن کعب الہمدانی حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے۔ اور ابوالاعور السلمی اور حبیب بن سلمہ وغیرہ معاویہ کی طرف سے گواہ لکھے گئے۔ اشعث نے عہد نامہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ اور یہ عہد نامہ بدھ کے روز تیرہویں ۳۷ سینتیس ہجری کو لکھا گیا۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ دومتہ الجندل میں منصفوں کا اجتماع ہونا چاہیے۔ بعد ازاں صفین سے لوگ واپس آئے۔

علامہ مسعودی رحمتہ اللہ علیہ مروج الذہب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو صفین میں ایک سو دس روز تک ٹھہرنا پڑا تھا۔ آپ کے لشکر میں جو لوگ کہ مائل رتبہ شہادت ہوئے ان میں سے پندرہ اہل بدر تھے چنانچہ عمار بن یاسر معروف با بن سمیہ رضی اللہ تعالی عنہ انہیں سے تھے جن کی عمر اس وقت تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت امیر کو صفین میں ستر لڑائیاں پیش آئیں۔

علامہ ابن اثیر کامل التواریخ میں حبہ ابن جوین العرنی سے ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان سے عرض کیا کہ ہم لوگ فتنہ میں بڑھنے سے نہایت خائف ہیں۔ ہمیں آپ کوئی طریق اس سے بچنے کا بتادیں۔ وہ کہنے لگے جس گروہ میں کہ ابن سمیہ ہو تم اسی گروہ میں شامل رہو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس کو راستہ سے بھٹکا ہوا باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ اور دنیا سے اس کی آخری خوراک پانی ملا دودھ ہوگا۔ حبہ کہتے ہیں کہ میں جناب عمار کی شہادت کے روز ان کے پاس موجود تھا۔ عمار کہہ رہے تھے کہ مجھے میرا آخری رزق دنیا کا لا دو۔ کسی نے ایک پیالے میں پانی ملا دودھ ان کو لا دیا میں نے دیکھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے روایت کرنے

میں ایک سر مو بھی خطا نہیں کیا تھا۔ پھر عمار کہنے لگے آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے گروہ سے ملاقات کریں گے۔ بخدا اگر لوگ مجھے پتھر پر بھی پٹک دیں تو بھی میں یہی جانتا ہوں کہ ہم حق پر ہیں اور وہ لوگ باطل پر ہیں۔ اس کے بعد عمار جنگ گاہ میں گئے اور ابو الغاریہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اور ابن حوی السکسکی نے ان کا سر اقدس بدن سے کاٹ لیا بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو ابو الغاریہ کے سوا کسی اور نے شہید کیا ہے۔ ان کی شہادت سے پیشتر ذوالکلاع نے ایک دفعہ عمرو بن العاص کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کی نسبت فرمایا ہے کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا اور تیرا آخری رزق دنیا میں پانی ملا دودھ ہوگا۔ اکثر ذوالکلاح عمرو بن العاص سے کہا کرتا تھا کہ اے عمرو تجھ پر افسوس ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ عمار جناب علی علیہ السلام کی طرف ہیں۔ عمرو بن العاص اس کو کہا کرتا تھا کہ اگر اس وقت عمار جناب علی کی طرف ہیں لیکن عنقریب وہ ہماری جانب چلے آئیں گے۔ ذوالکلاع جناب عمار سے پہلے معاویہ کی طرف سے مارا گیا اور بعد میں جناب عمار حضرت علی کی طرف سے مارے گئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ میں ان دونوں میں سے کس کے قتل ہونے پر زیادہ خوشی کروں۔ عمار کے شہید ہونے پر یا ذوالکلاع کے مارے جانے پر۔ بخدا اگر ذوالکلاع عمار کے بعد جیتا رہتا تو اہل شام کے عام لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر جناب امیر علیہ السلام کی طرف مائل ہو جاتا۔ جب حضرت عمار شہید ہوئے چند آدمی معاویہ کے پاس گئے ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے۔ اتنے میں ابن حوی السکسکی آ کر کہنے لگا۔ میں نے ان کو قتل کیا ہے۔ میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے گروہ سے جا ملیں گے۔ عمرو بن عاص نے ابن جوی سے کہا تو اور تیرا دوست معاویہ اس بات پر خوش ہو۔ افسوس ہے کہ تیرے ہاتھ نے اس پر فتح حاصل کی لیکن تو نے اپنے خدا کو اپنے آپ سے ناراض کر لیا۔ ذکر کرتے ہیں کہ ابو الغاریہ حجاج کے زمانہ تک زندہ تھا۔ ایک دن حجاج کے پاس کسی ضرورت کے لیے گیا اس نے اس کی خوب آؤ بھگت

کر کے پوچھا عمار بن یاسر کو تو نے ہی قتل کیا تھا وہ کہنے لگا میں نے ہی قتل کیا تھا۔ حجاج کہنے لگا جو شخص کہ بڑے چوڑے چکلے آدمی کو قیامت میں دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ پھر ابو الغاریہ نے اپنی ضرورت بیان کی۔ حجاج نے اس کے پورا کرنے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگا ہم ان لوگوں کو دنیا کیونکر دے سکیں جبکہ ان کو اس میں کچھ بھی نہیں دیا گیا۔ اس پر یہ خیال کیا کرتا ہے کہ میں قیامت میں عظیم الباع ہوں گا۔ لوگوں نے حجاج سے پوچھا عظیم الباع کسے کہتے ہیں۔ حجاج نے کہا کہا عظیم الباع اس قوی ہیکل آدمی سے مراد ہے جس کے دانت مثل احد کے اور رانیں مثل جبل ورقان کی ہوں اور اس کا ایک چوتڑ مدینہ میں اور ایک ربذہ میں ہو۔ واللہ اگر عمار کو ساری دنیا کے لوگ آپس میں مل کر قتل کر دیتے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں دھکیل دیتا۔ عبدالرحمٰن السلمی روایت کرتے ہیں کہ جب عمار شہید ہو گئے میں معاویہ کے لشکر میں گیا عمرو بن العاص اور ابو الاعور کو تسلی کی باتیں کرتا ہوا پایا۔ میں نے اپنے گھوڑے کو ان کے لشکر میں ڈال دیا تا کہ ان کی باتیں خوب غور سے سنوں۔ عبداللہ اپنے والد عمرو بن العاص سے کہہ رہا تھا۔ ابا جان آج تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ فرمایا تھا۔ عمرو بن العاص نے کہا کیا فرمایا تھا۔ عبداللہ نے کہا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ مسجد کو بنانے کے وقت لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ آخرت میں دگنا اجر پانے کے لئے دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا تم سنتے ہو عبداللہ کیا کہتا ہے۔ معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے۔ عمرو بن العاص نے عبداللہ کی روایت کو بیان کیا۔ معاویہ نے کہا کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے۔ بلکہ اس نے قتل کیا ہے جو اپنے ساتھ اس کو مروانے کے لئے لایا تھا۔ یہ سن کر لوگ اپنے اپنے خیمہ وخرگاہ سے باہر نکل آئے اور باہم کہنے لگے عمار کو اس نے قتل کیا ہے جو ان کو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ عبدالرحمٰن السلمی کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ معاویہ کی گفتگو زیادہ حیرت انگیز تھی یا کہ اس کے لشکر کے لوگوں کی۔ جب عمار شہید ہو گئے جناب امیر علیہ السلام نے ربیعہ اور ہمدان کی قوموں سے کہا تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو۔ قریب بارہ ہزار

آدمی کے جناب امیرؑ کے ساتھ ہو گئے۔ آگے آگے جناب امیر خچر پر سوار تھے اور پیچھے پیچھے آپ کے سب لوگ ہو لئے سب نے متفق ہو کر حملہ کیا اور اہل شام کی صفوں کو تتر بتر کر دیا۔ پھر جناب امیرؑ نے چلا کر فرمایا۔ اے معاویہ یہ لوگ ہمارے درمیان کیوں مارے جائیں۔ تو خود فوج سے باہر نکل آ۔ تا کہ میں خدا کے سامنے تجھ سے لڑوں جو شخص ہم دونوں میں سے اپنے حریف کو مار ڈالے تمام امور اسی کی ذات سے متعلق ہو جائیں۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا جناب امیرؑ نے انصاف کی بات بیان فرمائی ہے۔ معاویہ نے کہا لیکن تو نے تو انصاف کی بات نہیں کہی تو اچھی طرح جانتا ہے کہ کوئی شخص ان کے مقابلہ پر نہیں گیا کہ قتل نہیں ہوا۔ عمرو بن العاص نے کہا تجھے ان سے مقابلہ نہ کرنا کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ معاویہ نے کہا تیری ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد تجھے شام کی امارت کے واسطے طمع پیدا ہو گئی ہے۔

علامہ یوسف الکنجی الشافعی قدس سرہ العزیز کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں جب حکومت کا وقت آ گیا۔ جناب امیرؑ نے چار سو سوار شریح بن ہانی الحارثی کے ماتحتی میں ابو موسیٰ کے ساتھ روانہ کئے اور ان کی امامت نماز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ ادھر سے معاویہ نے عمرو بن العاص کو چار سو آدمی دے کر روانہ کیا۔ دونوں حکم دومتہ الجندل میں پہنچ گئے۔ عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اور عبدالرحمٰن بن یغوث الزہری اور ابو جہم بن حذیفہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے ان دنوں سعد بن ابی وقاص بنی سلیم کے مال کے ساتھ جنگل کو گئے ہوئے تھے ان کا ناخلف عمرو بن سعد ان کے پاس جا کر کہنے لگا۔ ابو موسیٰ اور عمرو ابن عاص حکومت کے دومتہ الجندل پر اکٹھے ہوئے ہیں اور اکثر قریش کے لوگ بھی فیصلہ سننے کے لیے وہاں گئے ہیں۔ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خاص کر ان چھ صاحبوں میں سے ہو جن کو حضرت عمر نے مشورت کے لیے مقرر کیا تھا۔ تم اس امر میں کیوں داخل نہیں ہوتے تم تو لوگوں سے زیادہ تر خلافت کا استحقاق رکھتے ہو۔ سعد نے وہاں کے جانے سے انکار کیا بعض رواۃ یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعد ازاں وہ بھی وہاں تشریف لے گئے لیکن پھر اپنی

حاضری سے نادم ہو کر بیت المقدس کو چلے گئے اور وہاں سے احرام عمرہ باندھ کر مکہ معظمہ میں واپس چلے آئے۔ جب سے عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ جناب علی اور معاویہ کے حکم مقرر ہوئے تھے اس وقت سے عمرو بن العاص ہر امر میں ابو موسیٰ کو مقدم کرتا تھا اور آپ پیچھے رہتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا یہ کہتا تھا کہ میں تم پر کسی امر میں تقدم کرنا نہیں پسند کرتا۔ آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ آپ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ انے میرے پروردگار۔ تو عبداللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور قیامت کے روز اسے اچھی جگہ میں داخل کر ایسی حرکات سے ابو موسیٰ کے ذہن نشین ہو گیا کہ عمرو بن عاص کا ہر امر میں مجھے اپنی ذات پر مقدم کرنا فی نفسہ تعظیم و تکریم ہے اور عمرو ابن العاص ان کو فریب میں لا رہا تھا جب دونوں حکومت کے لیے اکٹھے ہوئے اور باہم رائے لگانے لگے۔ عمرو بن العاص نے کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا بخدا یہ بات بالکل درست ہے میں بھی اس پر گواہی دیتا ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا پھر اب آپ کو اسے قریش کا متولی بنانے میں کیا پس و پیش ہے۔ اگر آپ اس امر سے خائف ہیں کہ اسے سبقت اسلام کا درجہ حاصل نہیں یہ شرط تو اس میں موجود ہے کہ وہ خلیفہ مقتول یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ اور ان کے قصاص کا طالب ہے اور صاحب حسن سیاست اور صاحب تدبیر ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی صاحبہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو بن العاص خدا سے خوف کر۔ معاویہ کی شرف میں یہ باتیں جو تو بیان کر رہا ہے آیا اہل دین اور صاحبان عقل فضل کے نزدیک یہ شرف کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر میں افضل قریش کو خلافت کے واسطے پسند کرتا تو جناب علی کے سپرد کرتا۔ یہ بات جو تو نے بیان کی کہ وہ عثمان کا ولی ہے اس واسطے یہ امر اس کو سپرد کیا جائے میں خاص اس امر کے لیے اس کو خلافت نہیں دے سکتا کیونکہ مہاجرین اور انصار پر اس کو کسی طرح سے اولویت حاصل نہیں ہے۔ اور تو نے جو اس کے غلبہ کی بات کو پیش کیا ہے اگر واللہ معاویہ تمام

اہل زمین پر غلبہ بھی حاصل کر لے میں اس کو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ عمرو بن العاص نے کہا اگر آپ معاویہ کو خلیفہ نہیں بناتے تو میرے بیٹے عبداللہ کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ پر اس کی صلاحیت اور فضیلت کا حال بخوبی روشن ہے۔ ابوموسیٰ نے جواب دیا تو نے اپنے بیٹے کو خود اس فتنہ کے دریا میں ڈبویا ہے اس لیے یہ امر اس کے متعلق ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ عمرو بن العاص کہنے لگا آخر یہ امر ایسے ہی آدمی کے سپرد کیا جائے گا۔ جو روٹی کھاتا پانی پیتا ہو۔ یعنی کوئی فرشتہ تو اس کے لیے نہیں آئے گا۔ ابن زبیر نے سن کر کہا اے ابوموسیٰ عمرو کی بات کو غور سے سن اور خیال کر یہ کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ہوشیار ہو جا۔ ابن زبیر نے ابن عاص سے کہا اے ابن عاص عرب نے باہم شمشیر زنی اور تیر اندازی کے بعد تجھ پر بھروسہ کر کے اس امر کو تیرے سپرد کیا ہے تو پھر ان کو فتنہ میں مت ڈال اور خدا سے خوف کر۔ پس جبکہ عمرو بن العاص کی آرزو کو ابوموسیٰ نے نہ مانا ابوموسیٰ نے اس سے خواہش کی کہ عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنایا جائے۔ عمرو بن العاص نے اس رائے کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ اس کے سوائے کوئی اور رائے پیش کرو۔ ابوموسیٰ نے کہا میری رائے میں یہ آتا ہے کہ ان دونوں یعنی علی اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر کے اس بات کو لوگوں کے مشورہ پر چھوڑ دینا چاہیے تاکہ مسلمان جس شخص کو پسند کریں اپنے لیے خلیفہ بنا لیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ رائے بہت درست ہے۔ اس پر اتفاق کر کے دونوں باہر نکل آئے لوگ ان کے انتظار میں تھے کہ دیکھیں کس بات پر دونوں متفق ہوتے ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا اے ابوموسیٰ آپ آگے بڑھ کر لوگوں سے اپنی رائے بیان کریں ابوموسیٰ نے بڑھ کر کہا اے لوگو ہماری رائے نے ایک ایسے امر پر اتفاق کیا ہے کہ جس کے ذریعے ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس امت کے کام کو ٹھیک کر دے گا اور لوگوں کی پراگندگی کو دور کر کے ان کے تفرقہ کو مٹا دے گا۔ اور ان کو ایک جماعت بنا دے گا۔ عمرو بن العاص نے کہا ابوموسیٰ سچ کہتے ہیں جناب عبداللہ نے ابوموسیٰ سے کہا تم نے عمرو بن العاص سے اگر کسی رائے پر اتفاق کر لیا ہے تو تم اس کو بڑھنے دو تاکہ وہ آپ سے پہلے اپنی رائے کا اظہار کرے میں اس کے فریب سے ڈرتا ہوں مجھے ہرگز اس پر اطمینان نہیں بے شک اس نے اس وقت

تمہارے رائے پر اپنی رضا مندی ظاہر کی ہو گی لیکن جب تم لوگوں کے درمیان اپنی رائے ظاہر کرو گے تو وہ برخلاف بیان کرے گا ابوموسیٰ نے کہا ہم نے باہم اتفاق کرلیا ہے اور راضی ہو گئے ہیں ہر گز مخالفت نہیں ہوں گی۔ اور موسیٰ سلیم القلب تھے بڑھ کر خدا کی صفت وثناء کے بعد بیان کرنے لگے۔ اے لوگو ہم نے اس معاملہ میں نہایت غور کیا ہے کسی نہج سے امت کا کام ٹھیک نہیں بیٹھتا اور ان کی پراگندگی کسی نہج سے رفع نہیں ہوتی میری اور ابن عاص کی رائے اس بات پر قرار پائی ہے کہ ہم علی اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر کے اس کام کو امت کے سپرد کر دیں جسے چاہیے اختیار کر لے یعنی علی اور معاویہ دونوں کو علیحدہ کر دیا ہے تم جس کو چاہو اختیار کرلو۔ یہ کہہ کر ابوموسیٰ پیچھے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاص نے بڑھ کر کہا اے لوگو! ابوموسیٰ نے اپنے دوست علی کو خلافت سے علیحدہ کر دیا ہے اور جو کچھ کہا ہے تم نے سنا ہے میں نے بھی ان کے دوست کو علیحدہ کیا ہے اور اپنے دوست معاویہ کو قائم رکھا ہے۔ کیونکہ وہ حضرت عثمان کا ولی اور ان کے قصاص کا طالب ہے۔ اور بہ نسبت تمام لوگوں کے ان تمام لوگوں کے ان کے عہدہ کا زیادہ تر حقدار ہے۔ یہ کہہ کر وہاں سے الگ ہو گیا۔ ابوموسیٰ نے کہا اے ابن عاص تجھے کیا ہو گیا خدا تجھے یاری نہ دے تم نے بڑی بے وفائی کی ہے اور فجور کیا ہے تیری بالکل اس کتے کی سی مثال ہے جس کا ذکر خدائے پاک نے اپنے کلام پاک میں کیا ہے۔ ابن عاص نے ابوموسیٰ سے کہا تیری ٹھیک مثال گدھے کی ہے کہ جس پر بہت سی کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا اے ابوموسیٰ عمرو بن العاص نے تجھے اپنے مکر سے کس قدر ضعیف کر دیا ہے ابوموسیٰ کہنے لگا میں کیا کروں اس نے اول کیا بات پر مجھ سے اتفاق کر کے پھر مجھ سے بدعہدی کی ہے۔ ابن عباس کہنے لگے یہ تیرا گناہ نہیں بلکہ اس کا گناہ ہے جس نے کہ تجھے اس مقام پر پیش کیا عبدالرحمن بن ابی بکر کہنے لگے۔ اگر اشعری آج دن سے پہلے دنیا سے غائب ہو جاتا تو اس کے لیے بہتر تھا۔ شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر حملہ کر کے کوڑے لگائے۔ عمرو بن عاص نے شریح پر عصا اٹھایا۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اکثر شریح کہا کرتے تھے میں کسی بات پر اس قدر نہیں پچھتایا ہوں کہ میں نے ابن عاص کو کوڑے کے عوض تلوار سے کیوں نہیں مارا تحکیم کے لوگوں

نے ابوموسیٰؓ کو تلاش کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ کو چلا دیا ہے۔ ابوموسیٰ کہا کرتا تھا کہ مجھے ابن عباس نے ابن عاص کے فریب سے ڈرایا تھا لیکن میں نے ابن عاص کی باتوں پر اطمینان کر لیا اور مجھے گمان ہو گیا کہ یہ غدار مسلمانوں کی مصلحت اور امت کی نصیحت میں کسی طرح سے اپنے غدر کا اثر نہیں ظاہر کرے گا۔ دومتہ الجندل سے لوٹ کر اہل شام عمرو بن العاص کے سات معاویہ کے پاس گئے اور اس پر امیر ہونے کا سلام بجا لائے معاویہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ جو کوئی کہ ہماری خلافت میں کچھ چون و چرا کرتا تھا اس کو چاہیے کہ اب ہمارے پاس آ کر اطلاع حاصل کرے۔ ابن عمر کہا کرتے تھے اس وقت میرے دل میں آیا کہ میں اس کو یہ کہوں کہ تیری خلافت میں اور تو کوئی نہیں مگر وہی لوگ چون و چرا کرتے ہیں جو اسلام پر تجھ سے تیرے باپ سے لڑے ہیں۔ لیکن مجھے خوف تھا کہ کہیں اس بات کے بیان کرنے سے میری گردن نہ ماری جاوے۔

جنگ نہروان میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

علامہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمتہ اللہ علیہ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام صفین سے کوفہ واپس ہونے لگے راہ میں حروریہ آپ سے مخالف ہو کر لشکر سے علیحدہ ہو گئے اور تحکیم کو برا کہنے لگے کہ خدا کے سوا کسی کا حکم ماننے کے قابل نہیں اور خدا کی نافرمانی کی اطاعت واجب نہیں یہ سب سے پہلی بات تھی جو ان سے ظاہر ہوئی جس راہ پر کہ وہ تھے اس سے منحرف ہو گئے۔ جب جناب امیر علیہ السلام کوفہ کے قریب پہنچے اور اس شہر کی عمارتیں دکھائی دینے لگیں اثناء راہ میں عبداللہ بن ودیعتہ الانصاری حضرت امیر سے ملے اور سلام عرض کیا آپ نے ان سے پوچھا ہمارے معاملہ میں لوگ کیا کہتے ہیں عبداللہ نے عرض کیا بعض محب ہیں بعض اس تحکیم کو برا بھی خیال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو ذوی الرای ہیں انکا کیا قول ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اُن کا یہ قول ہے کہ جناب امیر نے ایک جماعت اکٹھی کر لی تھی لیکن پھر ان کو متفرق کر دیا اور اپنے لیے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا جس کو اب گرا دیا۔ اب گرا ہوا قلعہ کیونکر بنے گا اور متفرق جماعت اب

کب جمع ہو سکے گی۔ اگر حضرت امیر اطاعت کرنے والوں کے ساتھ کاروائی کرتے تو جو شخص کہ نافرمان ہوا تھا ہوا تھا۔ ہوشیاری کی تو یہی بات تھی کہ دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح حاصل ہوتی یا شہید ہو جاتے۔ جناب امیر نے فرمایا میں نے اس قلعہ کو گرایا ہے یا کہ خود ان لوگوں نے اس کو گرایا ہے۔ میں نے ان کو پراگندہ کیا ہے یا کہ وہ خو پراگندہ ہو گئے ہیں۔ تم یہ جو کہتے ہو اگر حضرت امیر اپنے اطاعت شعاروں کے ساتھ کاروائی کرتے اور جو شخص نافرمان ہوا تھا ہوا تھا اس کی پروانہ کرتے اور دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح پا جاتے یا شہید ہو جاتے۔ بخدا یہ بات میری نگاہ میں تھی لیکن میں نے خیال کیا کہ یہ دنوں لڑکے حسن اور حسین ہلاک ہو جائیں گے اور اس امت سے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو جائے گی اور یہ بات مجھے نہایت بری معلوم ہوئی نیز مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ حسنین کے بعد یہ دونوں بھائی عبداللہ بن جعفر اور محمد بن الحنفیہ بھی ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ لشکر میں یہ میرے ساتھ تھے خدا کی قسم ہے آج کے دن کے بعد میں کبھی ان کو ساتھ لے کر جنگ میں نہیں جایا کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے گھوڑا ہانک دیا۔ اور آگے بڑھے۔ ناگہاں اپنی دائیں جانب چھ سات قبریں دیکھیں پوچھا یہ قبریں کس کی ہیں لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ کے تشریف لے جانے کے بعد خباب بن الارث رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر دفن کرنا یہ ان کی قبر ہے اور باقی قبریں اور مسلمانوں کی ابتداءً کوفہ کے باشندے اپنے مردوں کو گھروں اور صحنوں میں دفن کیا کرتے تھے سب سے اول خباب کوفہ کے باہر دفن ہوئے۔ پھر ان کے پہلو میں اور مسلمان بھی دفن کیے گئے۔ جناب امیر نے فرمایا خدا خباب پر رحمت نازل کرے وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنی خواہش سے ہجرت کی اور اپنی زندگی میں مجاہد بنے رہے اور ساٹھ برس تک امتحان میں رہے۔ خدا اچھے عمل کرنے والوں کے عمل کو ہرگز ضائع نہیں کرتا آپ وہاں پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے وحشت ناک شہر کے رہنے والو اور اے عجز کے محلوں کے باشندو مومن مردوں میں سے اور مومن عورتوں میں سے مسلمان مردوں میں اور مسلمان عورتوں میں سے تم پر سلام ہو ہم سے آگے

گئے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اب تھوڑی مدت کے بعد ہم تم سے ملیں گے اے ہمارے پروردگار تو ہم پر اور ان پر مغفرت کر اور اپنی عفو کے ساتھ ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ اس کو خوشی حاصل ہو جو آخرت کو یاد کرے اور باز پرس کے لیے نیک عمل کرے۔ اور اپنی روزی پر قانع ہو اور اپنے خدا پر راضی رہے پھر آپ وہاں سے بڑھ کر جوال دوزوں کے کوچہ کے پاس پہنچے اور رونے کی آواز سنی آپ نے فرمایا۔ یہ کیسی آواز ہے عرض کیا گیا کہ لوگ صفین کے شہداء پر رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا گواہ نہیں جس نے صبر سے اپنے قتل ہونے کو گوارا کیا ہے۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھے اور قصر میں داخل ہو گئے۔

خارجی آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے اور ایک گاؤں میں جس کا نام حرور تھا جا اترے اسی وجہ سے وہ حروریہ مشہور ہوئے۔ تخمینا بارہ ہزار آدمی تھے انہوں نے اپنے گروہ میں منادی کرا دی کہ شبیب ابن ربعی التمیمی ہمارا امیر قتال اور عبداللہ ابن الکوی ہمارا امیر صلوۃ ہے۔ اور ہر ایک کام مشورت سے کیا جائے گا۔ خدائے پاک کے سوا کسی کی بیعت واجب نہیں اچھے کام کرنے چاہیے اور بری باتوں سے باز رہنا چاہیے۔ اپنے زعم میں وہ یہ سمجھنے لگے کہ جب تک جناب علی نے حکم نہ مقرر کیے تھے وہ بے شک امام تھے حکومت کے مقرر کرنے سے ان کو اپنی امامت میں شک پیدا ہو گیا ہے اور اپنی بات میں حیران رہ گئے۔ اور حیران کی تعریف خدائے تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمائی ہے۔ حیران لہ اصحاب یدعونہ الی الھدی ائتنا یعنی وہ سراسیمہ ہے اور اس کے یار اس کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے پاس چلا آ۔ کمبخت خارجی اس آیت کریمہ کے ورود کو حضرت امیر علیہ السلام کی شان میں خیال کرنے لگے حالانکہ پروردگار عالم نے اپنے پاک کلام میں ایک غیر شخص کی بات کو تمثیلا بیان فرمایا ہے جس کی توضیح کتب تفسیر سے بخوبی مل سکتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کے غلام بھی حیران نہیں تھے بلکہ ان سے سرگشتگان وادی حیرت ہدایت پاتے تھے جب جناب امیر کے دوستوں نے ان کی یہ باتیں سنیں۔ جناب عبداللہ بن عباس ان کے پاس جانے کو آمادہ ہوئے۔ جناب امیر نے ان سے فرمایا۔ تم ان کی باتوں کی جواب دہی میں جلدی نہ

کرنا میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔ میرا انتظار کر لینا جب عبداللہ بن عباس ان کے پاس گئے۔ خوارج نے پوچھا یا ابن عباس آپ کہاں سے تشریف لائے انہوں نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور ان کے ابن عم کے پاس سے آیا ہوں جو ہم سے زیادہ خدا کو پہچاننے والا ہے۔ اور اس کے نبی کی سنت کو زیادہ جاننے والا ہے۔ خارجیوں نے کہا۔ اے ابن عباس ہم نے ایک بڑے گناہ سے توبہ کی ہے کیونکہ ہم نے خدا کے دین میں منصف مقرر کیے تھے۔ اگر جناب علی بھی ہماری طرح سے توبہ کریں اور ہمارے دشمنوں کے مقاتلہ کے لیے آمادہ ہو جائیں تو ہم بھی جناب علی کی طرف رجوع کریں گے۔ ابن عباس سے ان کے جواب دینے میں صبر نہ ہو سکا اور ان سے کہنے لگے۔ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو کچھ خداوند تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کیا تم اس کی تصدیق نہیں کرتے؟ کہ مرد اور عورت کے حق میں فرمایا کہ تم مرد اور عورت کے اہل میں سے ایک ایک منصف مقرر کرو وہ ان دونوں میں مصالحت کا ارادہ کریں خدائے تعالی ان میں موافقت پیدا کر دے گا۔ خوارج بولے خدا کی قسم اسی طرح سے ہے۔ ابن عباس نے کہا اب بتاؤ کے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں حکم مقرر نہ کیے جائیں خارجیوں نے جواب دیا جس امر کے حکم کو خدا نے لوگوں کے تفویض کیا ہے اس میں غور کرنے کے لیے خدا نے ان کو حکم بھی دیا ہے اس میں وہ غور بھی کر سکتے ہیں اور حکم لگا سکتے ہیں۔ اور جس امر میں کہ خدا نے خود حکم لگایا ہے اور اس کو جاری کیا ہے۔ بندوں کو اس میں غور کرنے کی گنجائش نہیں۔ جیسے کہ زانی کو سو درہ لگانے اور چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم خود خدا نے لگایا ہے۔ ان امور میں لوگوں کو غور نہ کرنا چاہیے۔ ابن عباس نے کہا خدائے تعالی نے اس شخص کی نسبت کہ حرم میں شکار کرے اور ایک خرگوش جس کی قیمت ایک درہم کی چوتھائی سے زیادہ نہیں ہے ذبح کرے فرماتا ہے کہ تم میں سے صاحبان عدل اس کی قربانی کا حکم لگائیں۔ خوارج نے کہا اے ابن عباس کیا تم شکار کے حکم اور عورت اور مرد کی شکر رنجی کے حکم کو مسلمانوں کے خون کے کے حکم برابر ٹھیراتے ہو۔ اور کیا تمہارے نزدیک عمر بن العاص عادل ہے؟ کل ہم سے لڑ رہا تھا۔ اگر وہ عادل ہے تو ہم عادل نہیں ٹھیر سکتے۔ تم نے خدا کے حکم میں منصف

قرار دیے ہیں باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے معاویہ اور اس کے احباب کی نسبت اس طرح پر جاری فرمایا ہے کہ یا وہ قتل کیے جائیں یا اپنی بات سے باز آ جائیں۔ تم نے حکم نامہ میں لڑائی کی معیاد لکھ دی ہے۔ باوجودیکہ جزیہ کے اقرار کرنے والوں کے سوا سورہ برات نازل فرما کر خدا تعالیٰ نے اہل حرب کے ساتھ اہل اسلام کی موادعت کو مطلق قطع کر دیا ہے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیر بھی آ پہنچے اور عبداللہ بن عباس سے فرمایا۔ کیا میں نے تمہیں ان سے گفتگو کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ پھر خوارج سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے تمہارا کوئی وکیل ہے جو تمہاری طرف سے جواب دے سکے۔ سب نے متفق ہو کر کہا عبداللہ بن الکوی ہمارا وکیل ہے۔ جناب امیرؑ نے اسؔ سے سوال کیا کہ تم نے ہم پر کیوں خروج کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ صفین کے روز کی تمہاری تحکیم کے تقرر نے ہمیں اس بات پر مجبور کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جب شامیوں نے قرآن بلند کئے تھے میں نے تم سے نہیں کہا تھا؟ کہ میں ان کے فریب کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ ان لوگوں نے قرآن شریف صرف مکر کی وجہ سے بلند کیے ہیں۔ تاکہ تمہیں فریب دے کر تمہیں اپنی لڑائی سے باز رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے اس مکر کو گانٹھ کر لڑائی کو منقطع کر دیا اور تم پر آفت کے نازل ہونے کے امیدوار ہو بیٹھے۔ جناب امیر نے تمام سرگذشت ان کو کہہ سنائی اور پھر یہ فرمایا کہ اس دن تم نے میری بات ایک نہ مانی۔ میں نے منصف نامہ میں یہ شرط لکھ دی تھی کہ دونوں منصف اسی امر کو زندہ کریں جسے کہ قرآن نے زندہ کیا ہے اور اسی امر کے مارنے کے درپے ہوں جسے کہ قرآن نے مارا ہے۔ قرآن الحمد للہ اور والناس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں لکھا ہوا ہے۔ وہ خود نہیں بولتا۔ مگر لوگ اس سے تکلم ہوتے ہیں۔ خارجیوں نے کہا فرمایئے آپ نے معیاد کیوں مقرر فرمائی تھی۔ جناب امیر نے فرمایا اس لئے کہ اس معیاد میں ہماری حقیقت سے ناواقف شخص واقف ہو جائے اور واقف کو زیادہ تر ثبوت مل جائے۔ نیز یہ بھی خیال تھا کہ شاید خدا تعالیٰ اس مدت کے درمیان اس امت میں اتفاق پیدا کر دے اور اس کو راہ راست دکھا دے۔ خارجیوں نے کہا اب یہ بتایئے کہ جس دن منصف نامہ لکھا گیا تھا اور کاتب نے یہ لکھا تھا (یہ وہ امر ہے جس کی خواہش امیر المومنین علی

اور معاویہ کرتے ہیں) عمرو ابن عاص کے انکار پر آپ نے مومنین کی امارت سے اپنے نام کو مٹا دیا اور کاتب سے یہ لکھوایا (یہ وہ امر ہے کہ جس کو علی اور معاویہ خواہش کرتے ہیں) پس جبکہ آپ امیر المومنین نہ ہوئے اور ہم لوگ مومن ہیں۔ پس آپ بھی ہمارے امیر نہ ٹھہرے۔ جناب امیر نے جواب دیا تم کو معلوم ہوگا کہ حدیبیہ کے روز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا لکھو (یہ وہ امر ہے کہ جس پر کہ محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو صلح کرتے ہیں) اس پر سہیل کہنے لگا اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو جناب سے جنگ کیوں کرتے پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کیا تھا) میں نے بھی امارت مومنین سے اپنا نام محو کیا ہے۔ اس فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل میرا مقتدا تھا۔ اب بتاؤ کہ تمہاری کوئی حجت باقی رہ گئی ہے۔ تمام لوگ خاموش رہ گئے۔ جناب امیر نے ان سے فرمایا اب اٹھو اور اپنے شہر میں چلو خدا تم پر رحم کرے۔ کہنے لگے ہم شہر میں چلیں گے۔ لیکن حکومت کی معیاد ختم ہونے تک ہم یہیں ٹھہرتے ہیں۔ جناب امیر ان کے پاس سے واپس تشریف لے آئے۔ وہ لوگ اپنے قول میں بالکل جھوٹے تھے۔ جب منصفوں نے فیصلہ دے دیا۔ اور ہانی بن شریح ابن عباس کے ساتھ جناب امیر کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اور حکومت کے فیصلہ سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور حمد و نعت کے بعد ارشاد کیا کہ بہ تحقیق معصیت کا ورثہ حسرت اور نتیجہ ندامت ہے میں نے تم کو ان دونوں شخصوں کی حکومت سے آگاہ کیا تھا لیکن تم نے میرا کہنا نہ مانا اور میری رائے کو چھوڑ دیا۔ ان دونوں آدمیوں نے جن کو تم نے حکم مقرر کیا تھا خدا کی کتاب کے حکم کو پس پشت ڈال دیا۔ اور جس امر کی نسبت قرآن نے موت کا حکم دیا تھا اس کو زندہ کیا اور جس امر کے زندہ کرنے کا قرآن نے حکم دیا تھا اس کو مار دیا اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر دونوں ہی اپنی اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور خدا کی حجت روشن اور حضرت کی نورانی سنت کو چھوڑ کر دونوں نے اپنی رائے سے فیصلہ دیا اور فیصلہ میں اختلاف کیا اور دونوں راہ راست سے محروم رہے۔ پس تم شام کے سفر کے واسطے مستعد ہو جاؤ۔ اور پیر کے روز لشکر یہاں سے کوچ کر جائے۔ یہ فرما کر آپ منبر سے

اترے اور خارجیوں کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے بندے امیر المومنین علی کی طرف سے زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب الراہبی۔ اور عبداللہ بن الکوی وغیرہ کو معلوم ہو کہ ان منصفوں نے کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر حکومت میں اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کیا۔ قرآن کے حکم کے منقاد نہیں بنے۔ جس وقت تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تم میرے پاس چلے آؤ۔ کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمنوں کی طرف جانے والے ہیں۔ اور اسی پہلے امر پر ثابت قدم ہیں۔ جس پر کہ ہم پیشتر تھے خارجیوں نے جناب امیر کے خط کا جواب یہ لکھا۔ امابعد آپ نے اپنے خدا کا غصب تو نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کا غصب کیا ہے آپ نے اپنی جان میں کفر کیا ہے اگر آپ نے توبہ کی تو ہم غور کریں گے کہ ہم کو آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔ جناب امیر اس خط کو پڑھ کر ان کی طرف سے مایوس ہو گئے۔ اور خیال کیا کہ ان کا پیچھا چھوڑ دیا جائے۔ اور شام والوں سے لڑنا چاہیے۔ اس لیے آپ کوفہ کے لوگوں کو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور خدا کی صفت وثناء کے بعد فرمایا جس نے جہاد کو ترک کیا اور خدا کے حکم کی تعمیل میں سستی کی وہ ہلاکت کے کنارے کے قریب ہے۔ مگر وہ شخص کہ جس کے لیے اللہ تعالی اپنی نعمت سے تدارک کرے پس تم لوگ خدا سے ڈرو۔ اور جو شخص کہ خدا سے ٹیڑھا چلتا ہے اور خدا کی روشنائی کو بجھانا چاہتا ہے اس سے لڑو۔ اور ان خیانت کرنے والوں اور گمراہوں سے جنگ کرو۔ کہ جن کو اگر ولایت مل جائے تو کسریٰ اور ہرقل کے افعال کی پیروی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اب اپنے دشمنوں کی لڑائی کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔ ہم نے تمہارے بھائیوں اہل بصرہ کو لکھا بھیجا ہے کہ وہ بھی تمہارے دشمنوں کی لڑائی کے لیے تمہارے پاس پہنچ جائیں۔ انشاء اللہ تعالی ان کے پہنچنے کے بعد ہم بھی روانہ ہو جائیں گے۔ جناب امیر کی طرف سے ان دنوں ابن عباس بصرہ کے حاکم تھے آپ نے ان کی طرف خط روانہ کیا کہ ہم شہر سے نکل کر نخیلہ میں فوج کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ہماری رائے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے پر

قرار پائی ہے۔ اہل بصرہ میں سے جو اشخاص کہ ہماری شرکت کرنا چاہتے ہوں آپ ان کو اپنے ہمراہ لائیں۔ والسلام پھر آپ نے ہر ایک قبیلہ کے رئیس کو لکھ بھیجا کہ اپنے کنبہ کے بہادروں اور غلاموں کو لے کر لشکر میں پہنچ جائے۔ چنانچہ سب سے اول سعد بن قیس الہمدانی نے آ کر عرض کیا یا امیرالمومنین میں بسر و چشم سب سے پہلے حاضر ہوں۔ ان کے بعد معقل بن قیس اور عدی بن حاتم الطائی اپنی اپنی قوم کے بزرگوں اور قبائل کے ساتھ حاضر خدمت ہو گئے جن کی تعداد چالیس ہزار تھی ان کے سوا سولہ ہزار غلاموں کا گروہ تھا آپ نے مدائن میں سعد ابن مسعود کو بھی لکھ بھیجا تھا کہ لڑائی کے لیے جس قدر کہ بہادر دستیاب ہو سکیں لشکر میں بھیج دیے جائیں۔ اسی اثناء میں جناب امیر کو یہ معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت ہماری شرکت فرماویں تو ہم ان حروریہ سے جنگ کر کے فیصلہ کر لیں جب تک ہم ان سے نبٹ جائیں گے تو پھر اہل شام سے لڑنے کا قصد کریں گے۔ آپ نے لشکر والوں سے فرمایا تم ان خارجیوں کا پیچھا چھوڑ دو۔ اور میرے ساتھ معاویہ اور اہل شام کے طرف چلو کہ ان سے جنگ کی جائے تاکہ وہ خدا کی زمین پر سرکش نہ بن جائیں۔ بندگان خدا کو اپنا خدمتگار نہ بنالیں۔ لوگوں نے باآواز بلند عرض کیا یا امیرالمومنین ہم آپ کے انصار اور شیعہ اور آپ کے پیرو ہیں ہم آپ کے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست ہیں ہم آپ کی اطاعت کرنے والے کے مطیع ہیں۔ خواہ وہ کوئی اور کہیں اور ہو جہاں آپ کی منشاء چاہیے۔ آپ ہم کو لے چلیں۔ جناب امیر ان کے ساتھ یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ آپ کو خبر پہنچی کہ خارجیوں نے خروج کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن الخباب بن الارث رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اور ان کی بی بی حمل سے تھیں اس کا پیٹ چاک کر ڈالا گے۔ ان کے سوا اور تین عورتوں کو قتل کیا ہے اور ام السنان الصید کو..... بھی مار ڈالا ہے۔ آپ نے حارث بن مرۃ العبدی کو خوارج کی جانب روانہ کیا اس خبر کی صحت کو دریافت کر کے لکھ بھیجیں اور کوئی بات لکھنے سے باقی نہ چھوڑیں۔ جب حارث خارجیوں کے پاس گئے اور ان سے اس کا ماجرا پوچھا ان کمبختوں نے ان کو بھی مار ڈالا حضرت امیر ابھی لشکر ہی میں تھی کہ آپ کو ان کے قتل کی خبر ملی لوگوں نے عرض کیا یا

امیر المومنین آپ ان خارجیوں کو کیوں کھلا چھوڑے جاتے ہیں تاکہ ہمارے مال کو ہمارے پیچھے لوٹیں اور ہمارے عیال کو مار ڈالیں۔ آپ ہمارے ساتھ ان کی لڑائی کو تشریف لے چلیں۔ جب ہم ان سے فراغت حاصل کرلیں گے تو ہم اپنے شامی دشمنوں کی طرف چلیں گے۔ اشعث بن قیس نے بھی کھڑے ہو کر اسی بات کی تائید کی۔ اکثر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اشعث خارجیوں کی طرف داری کرے گا۔ کیونکہ صفین کے روز اس نے کہا تھا کہ اس قوم نے نہایت انصاف کی بات کہی ہے کہ شامی ہم کو کتاب اللہ کی طرف دعوت کرتے ہیں اب جبکہ اشعث نے ان کے برخلافت یہ بات بیان کی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ خوارج کی رائے کا طرف دار نہیں ہے۔ حضرت امیر نے بھی خوارج کی طرف روانہ ہونے کا قصد فرمایا اتنے میں ایک ازدی قوم کا منجم جس کا نام مسافر بن عدی تھا حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین آپ خارجیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فلاں ساعت میں باہر نکلیں اور اگر آپ اس ساعت کے سوا کسی دوسرے وقت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو نہایت تکلیف پہنچے گی۔ حضرت نے اس قول کی مخالفت کی اور اس کی مقررہ ساعت کے برخلاف دوسری ساعت میں جنگ پر تشریف لے گئے اور ظفریاب ہو گئے جب جناب امیر کوچ فرما کر خوارج کے اتنے قریب جا پہنچے کہ جہاں سے آپ ان کو اور وہ آپ کو دیکھ رہے تھے آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو دے دو کہ ہم ان کو قتل کر دیں تو ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے اور تم کو چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ ہم اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کو جانے والے ہیں۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کو پھیر دے۔ اور جس نیک کام کو تم پہلے کر رہے تھے اسی کی طرف تم کو لوٹا دے۔ خوارج نے جواب دیا کہ ہم سب نے متفق ہو کر ان کو قتل کیا ہے۔ اور ہم سب مل کر تمہارے خون کو بہانا حلال سمجھتے ہیں۔ حضرت امیر کے لشکر سے قیس بن سعد بن عبادہ باہر نکل کر کہنے لگے۔ اے بندگان خدا تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمیں دے دو اور جس امر سے تم ہم سے علیحدہ ہوئے ہو۔ اور ہمارے ساتھ اسی امر میں شامل ہو جاؤ۔ اور ہمارے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ہم سے مل جاؤ۔ تم بڑے بھاری

گناہ کا ارتکاب کر رہے ہو۔ کہ ہم کو مشرک ٹھیراتے ہو اور خود مسلمانوں کے خون بہاتے ہو۔ عبداللہ بن سجرۃ السلمی ان کے جواب میں کہنے لگا ہم پر حق ظاہر ہو گیا ہے۔ ہم تمہارا اتباع ہر گز نہیں کریں گے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام خود بدولت لشکر سے باہر تشریف لے گئے اور خوارج کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ اے گنہگاروں کے گروہ۔ جس کو کہ ناحق کے جھگڑے اور بے ہودہ ٹنٹے نے فتنہ اور فساد پر آمادہ کیا ہے اور خواہش نفسانی اور ستیزہ خوئی نے حق کی پیروی سے باز رکھا ہے۔ تمہارے نفوس خود سرکش ہیں۔ اور تم نے حکومت کی آڑ پکڑ رکھی ہے۔ تم نے خود مجھ سے اس کی خواہش کی تھی۔ میں تو اسے برا ہی جانتا رہا۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ شامی تم کو دھوکا دے رہے ہیں۔ تم نے مخالفوں کی مانند میرے کہنے کو نہ مانا اور مثل نافرمان لوگوں کے میرے دشمن بن گئے میں نے ناچار اپنی رائے کو بھی تمہاری رائے کی طرف پھیر دیا باوجودیکہ اس وقت شامیوں کا کام تمام ہو چکا تھا اور وہ پریشان خوابیں دیکھنے کے قریب ہو گئے تھے۔ لیکن تمہارے بڑے بوڑھوں کی رائے اس پر قرار پائی کہ دو شخص حکم بنائے جائیں پھر میں نے ان دونوں سے یہ شرط ٹھیرائی کہ قرآن سے فیصلہ کریں اور ہر گز اس سے تجاوز نہ کریں مگر ان دونوں نے حق کو چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ حق ان کی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اب تم بیان کرو کہ کیوں تم ہمارے ساتھ لڑائی کو حلال سمجھتے ہو۔ اس پر تم لوگوں کو ناحق ستاتے ہو اور ان کے گلے کاٹتے ہو یہ بات تو دنیا و آخرت میں صاف گھاٹے کی نشانی ہے۔ یہ سن کر خوارج چلانے لگے ہر گز کوئی جواب نہ دے اور لڑائی پر آمادہ ہو جاؤ۔ اور پکار کر کہنے لگے۔ جنت کے سوا اور کوئی مقام آرام کا نہیں ہے۔ حضرت اپنے اصحاب کے پاس واپس تشریف لے آئے اور صف آرائی کا حکم دیا۔ میمنہ پر حجر بن عدی اور میسرہ پر شبیب بن ربعی یا معقل ابن قیس الریاحی کو مقرر کیا اور سواروں کی سپہ سالاری ابوایوب انصاری کے سپرد فرمائی اور پیادوں کی افسری ابوقتادۃ الانصاری کے متعلق کی اور مقدمۃ الجیش قیس بن سعد بن عبادہ کے سپرد کیا اور خود قلب میں جاگزیں ہوئے۔ خوارج نے میمنہ زید ابن قیس الطائی اور میسرہ شریح ابن عونی العبسی کے سپرد کر کے سواروں پر حمزہ بن سنان الاسدی اور پیادوں پر حرقوص بن زہیر السعدی کو مقرر کیا۔

ادھر جناب امیر علیہ السلام نے رایت امان حضرت ابوایوب انصاری کے تفویض فرمایا۔ انہوں نے باآواز بلند پکار کر منادی کردی کہ جو شخص اس علم کے نیچے آجائے گا اور اس نے کسی کو قتل نہ کیا ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچائی ہوگی اس کو قتل سے امان ملے گی اور جو شخص کوفہ کو چلا جائے گا یا مدائن کو لوٹ جائے اس کو بھی امان حاصل ہے۔ اگر اس وقت بھی ہمارے بھائیوں کے قاتل ہم کو دے دیے جائیں تو ہمیں تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ منادی کو سن کر فردہ بن نوفل الاشجعی پانچ سو سوار لے کر حضرت امیر کے لشکر میں آملا۔ اور ایک گروہ ان میں سے کوفہ اور ایک گروہ مدائن کو چلا گیا۔ بارہ ہزار کے قریب ان کی جمعیت تھی۔ لیکن ان میں سے چار ہزار باقی رہ گئے۔ اور جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے کو دوڑے۔ آپ نے اپنے لشکر سے فرمایا جب تک کہ وہ تم پر حملہ نہ کریں تم ان سے کچھ مت کہو اتنے میں خارجی الراح الراح فی الجنتہ پکارتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ حضرت امیر کے لشکر دو حصوں میں منقسم ہوگئے اور خارجیوں کو بیچ میں لے لیا۔ میمنہ اور میسرہ کی فوجیں دونوں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑیں۔ تیرانداز ان کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور پیادے تلواروں اور نیزوں سے ان پر ٹوٹ پڑے۔ کچھ دیر نہیں گذرنے پائی تھی کہ سوائے سات آدمیوں کے تمام خارجی مارے گئے۔ دو آدمی ان میں سے خراسان کی طرف بھاگ نکلے۔ چنانچہ اب تک اس ملک میں ان دونوں کی نسل موجود ہے۔ اور دو آدمی یمن کی جانب فرار ہوگئے وہاں بھی ان کی نسل اباضیہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کے مورث اعلیٰ کا نام عبداللہ بن اباض تھا۔ اور دو آدمی تل مودن کی طرف چلے گئے۔ جناب امیر کے لشکر کو تمام ان کا مال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا اور حضرت کے لشکر میں سے صرف دو آدمی مارے گئے۔ اور خارجیوں سے صرف سات آدمی باقی بچے۔ یہ حضرت امیر علیہ السلام کی کرامت تھی کہ آپ نے اس جنگ سے پیشتر اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا تھا کہ ہماری فوج میں سے دس آدمی بھی نہیں مارے جائیں گے اور ان کے گروہ میں سے دس آدمی بھی نہیں بچیں گے۔

محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ جناب امیر خوارج کے ظہور سے پیشتر اپنے اصحاب

سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک ایسا گروہ خروج کرنے والا ہے جو دین سے اس طرح بھاگے گا جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ ان کی ایک علامت یہ ہے کہ ان میں ایک نہتا آدمی ہوگا۔ بارہا لوگوں نے اس گفتگو کو جناب امیر سے سنا تھا۔ جب نہروانیوں نے خروج کیا۔ تو آپ اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے جنگ کے لیے تشریف لے گئے اور جو معاملہ گذرنا تھا گذر چکا اور آپ کو جنگ سے فراغت حاصل ہوگئی۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اب ان میں تم اس نہتے شخص کو تلاش کرو لوگ اس کو تلاش کرنے لگے۔ بعض شخصوں نے آکر عرض کیا وہ تو ان میں نہیں ملتا۔ بعض یہ بھی کہنے لگے کہ وہ ان میں نہیں ہے آپ نے فرمایا واللہ وہ انہیں میں ہے۔ قسم ہے خدا کی نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے یہ جھوٹ کہا گیا ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر مژدہ سنایا کہ یا امیر المومنین ہم نے اسے ڈھونڈ نکالا ہے۔ بعض راویوں کا یہ بیان ہے کہ قبل اس کے کوئی آکر اس کے دستیاب ہونے کا مژدہ سناتا۔ حضرت خود بدولت اس کی تلاش کو نکلے آپ کے ساتھ سلیم ابن ثمامہ الحنفی اور ریان بن صبرہ بھی سرگرم تلاش ہوئے۔ ناگہاں نہر کے کنارے ایک گڑھے میں پچاس لاشوں کے نیچے سے برآمد ہوا۔ سب لوگوں نے اس کو دیکھا کہ ایک ہاتھ مع بازو کے نہیں ہے اور بجائے ہاتھ کے بازو پر عورت کے پستان کی صورت ایک لوتھڑا گوشت کا لٹکا ہوا ہے۔ اور اس پر پستان کا سا سر بھی بنا ہوا ہے۔ اور اس پر کالے کالے بال جمے ہوئے ہیں۔ جب اس کو کھینچا جاتا تھا تو وہ بڑھ کر پورے ہاتھ کے برابر لمبا ہو جاتا تھا اور جب چھوڑا جاتا تو پھر سمٹ کر پستان کی سی شکل بن جاتا تھا۔ جب جناب امیر نے اس کو دیکھا تو تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم نیک عمل نہ چھوڑ بیٹھو۔ تو میں تم کو اس شخص کی شان میں کہ جو ان لوگوں سے لڑا ہے اور لڑائی میں اس نے حق کو نگاہ رکھا ہے چنانچہ جس حق پر کہ ہم ہیں۔ جو کچھ کہ خدائے پاک نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری فرمایا ہے۔ ضرور بیان کر دیتا۔

جناب امیر علیہ السلام کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۳۸ اڑتیس ہجری میں

پیش آیا اور اس واقعہ میں جناب امیر علیہ السلام کے دوستوں میں سے یزید بن نویرۃ الانصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شرف صحبت حاصل کیا تھا اور ان کو شرف سبقت فی الاسلام بھی حاصل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی نسبت اپنی زبان مبارک سے بشارت فرمائی تھی ان کو ابتداء میں خوارج نے شہید کیا۔

ان لوگوں کی تعداد جن کو امیر نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے

روضۃ الصفا میں خاوند شاہ لکھتے ہیں۔ نقل ست کہ حضرت امیر در ایام نزع فرزندان خود را بسیار وصیت نمودہ بود از انجملہ یکے این ست کہ بامیر المومنین حسن فرمودہ کہ چون من رحلت کنم چنان مکن کہ خلق را معلوم نشود کہ مدفن من کدام ست کہ من دو ہزار کس از شجاعان کفر و دلیران اسلام کہ قتل بر ایشان واجب بود بدست خود کشتہ ام و بترسم کہ ورثاء ایشان قبر من شگافند مخالفت من از بنی امیہ بیشتر است انتہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جسمانیہ

اب ہم جناب امیر کے فضائل جسمانیہ کا حال لکھتے ہیں اور یہ بھی دو قسم پر ہے۔ جیسے حسن صورت وقوت بدن۔

جناب امیر علیہ السلام کا حسن صورت

حسن صورت میں جناب امیر علیہ السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تمام عرب میں مشہور تھے۔

عن ابن الحجاج قال رایت علیا یخطب و کان من احسن الناس وجھا (اسد الغابہ)

ابی الحجاج کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جسمانی حلیہ مبارک

(۱) عن محمد بن باقر قال کان علی مقبل العینین عظیمھما ذابطن اصلح ربعتہ لا

یخضب (اسد لغابہ) جناب محمد بن باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیر بڑی سیاہ آنکھوں والے اور تو ند یلی پیٹ والے تھے۔ ان کے چاند پر بال کم تھے ان کا قد درمیانہ تھا داڑھی کو نہیں رنگتے تھے۔

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله یطهر قوما من الذنوب بالصلته فی رئوسهم و ان علیا لا ولهم (اخرجه فر الاسلام نجم الدین ابو بکر محمد بن حسن السیلانی المرندے فی مناقب الصحابه) ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایک قوم کو گناہوں کے بوجہ ان کے چند بلے ہونے کے پاک کیا ہے اور علی ان سب سے پہلا ہے۔

(۳) عن ابن البید قال رایت علیا یتوضاء فحسر العامته عن راسه فرایت راسه مثل را حتی علیه مثل حظ الا صابع من الشعر (اخرجه ابن الضحاک) ابولبید سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو وضو کرتے ہوئے دیکھا آپ نے اپنا عمامہ سر سے اٹھایا میں نے آپ کے سر کو دیکھا کہ مثل میری ہتھیلی کے تھا اس پر انگلیوں کے خط کی طرح بال تھے۔

(۴) عن قیس ابن باد قال قدمت المدینة اطلب العلم فرایت رجلا علیه بردان وله ضفیر تان قد وضع بردہ علی عاتق عمر فقلت من هذا قالوا علی (اخرجه بن الضحاک) قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں مدینہ میں علم حاصل کرنے کے لیے گیا ایک آدمی دیکھا اس پر صرف دو چادریں تھیں یعنی ایک ردا اور ایک تہ بند ان کی چوٹیں گندھی ہوئی تھیں۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ کے کندھے پر ہاتھ دھرے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا علی ہیں۔

قال محب الطبری فی ریاض النضره ولا تضاد بینهما اویکون الشعر الخسر عن وسط راسه و کان فی جوانبه شعر متوسل ان دونوں روایتوں میں تضاد نہیں ہے جبکہ جناب امیر کے سر اقدس کے چاند پر کم بالوں کا ہونا بالوں کا مانا جائے اور گدی کی طرف کے بال چھوٹے ہوئے تسلیم کیے جائیں۔

(۵)قال ابو اسحاق اسبیعی رایته ابیض الراس واللحیته وکان ربما حضب اللحیته (اسد الغابه) ابواسحاق اسبیعی کا بیان ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے اور کبھی ریش مبارک کو خضاب بھی کیا کرتے تھے۔

(۶)عن رزام بن سعد الضبعی قال سمعت ابی ینعت علیا قال کان رجل فوق الربعته ضخم المنکبین طویل اللحیته وان شئت قلت انا نظرت الیه قلت ادم و ان تبتنه من قریب قلت ان یکون اسمراو نی من ان فیکون ادم (اسد الغابه) رازم بن سعد الضبی سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد کو جناب امیر علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر میانہ قد سے کچھ اونچے تھے ان کے شانے اور بازو بھرے بھرے اور گھنی داڑھی تھی اگر تو ان کو دور سے دیکھتا تو کہتا کہ سبزہ رنگ ہیں اور اگر تو گہری نظر کر کے ان کو قریب سے دیکھتا تو کھلتی ہوئی گندمی رنگت تھی قریب سبزہ رنگ کے۔

(۷) عن قدامته بن عتاب قال کان علی ضخم البطن ضخم مشاش المنکب ضخ عضلته الزراع ضخم عضلته الساق دقیق مستد قها قال و رایت یخطب فی یوم من الشتاء علیه قمیص و ازار قطریان معتم بشئی من ینج فی سواد کم (اسد الغابه) قدامہ بن عتاب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام تو ندیلے پیٹ والے تھے ان کے شانہ کی ہڈی چوڑی تھی ان کے بازو بھرے بھرے اور کلائیاں باریک اور ان کی رانیں پر گوشت اور پنڈلیاں پتلی تھیں۔ میں نے ان کو جاڑے کے موسم میں دیکھا تھا وہ قطری قمیص پہنے ہوئے اور قطری تہ بند باندھے ہوئے تھے۔ ان کا عمامہ سیاہ دھاریوں والا تھا۔

(۸) من ابی الحجاج قال رایت علیا یخطب و کان من احسن الناس و جها وقیل کان کانما کسر کسر ثم جبیرہ لایغیرہ شیبه خفیف المشی ضحوک السن (اسد الغابه) ابوالحجاج سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سب لوگوں سے خوبصورت تھے اور روایت ہے کہ ایسے تھے کہ اپنی داڑھی کو نہیں رنگتے تھے آہستہ

آہستہ چلتے تھے ان کے دانت ہنسی سے کھلے رہتے تھے۔

(۹) واحسن ما رایته فی صفته رضی الله عنه کان ربعته من الرجال الی القصر ماهوا دعج العینین حسن الوجه کانه القمر لیلته البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین اعین کان عنقه ابریق فضته اصلح لیس فی راسئه شعر الامن خلفه کتین اللحیته منکبیه مشاش کمشاش الضاری لایبین عضده من ساعده ارتجت ارتاجا اذا مشی تکفا وان امسک فراع رجل امسک بنفسه فلم یسطع ان یتنفس وهوالی السمرة ماهو شدید الساعد والید فاذا مشی الی الحروب هرول ثبت الجنان قویا ما صارع احد قط الا صرعه اشجاعا منصورا علی من لاقم (استیعات) علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں بصدر ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں کہ میں نے کیا خوب ان کے اوصاف لکھے ہوئے دیکھے ہیں کہ جناب امیر کا قد مبارک میانہ مگر کسی قدر ٹھگنا تھا ان کی آنکھیں بڑی بڑی اور کالی تھیں ان کا چہرہ خوبصورتی میں چودھویں رات کے چاند کی مثل تھا۔ ان کا پیٹ توندیلا اور ان کے کندھوں کی ہڈی چوڑی تھی۔ ان کی ہتھیلیں سخت تھیں موٹی موٹی آنکھوں والے تھے ان کی گردن مثل ایک چاندی کی صراحی کے تھے۔ ان کے چاند پر بال کم تھے مگر گدی اور سر پیچھے کی طرف سے بالوں سے بھرا ہوتھا ان کی داڑھی اس قدر گھنی تھی کہ کندھوں کے دونوں طرف تک پہنچتی تھی دونوں کندھوں کی ہڈیاں مثل شیر کے کندھوں کی ہڈیوں کی تھیں ان کی کلائی اور بازو میں فرق نہیں تھا یعنی دونوں ایک سے تھے اور ٹھوس اور مضبوط تھے چلنے میں آگے کو جھک کر چلتے تھے جب کسی کی کلائی پکڑ لیتے تھے اس شخص کا گلا گھٹ جاتا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا وہ رنگ میں گندم گوں تھے ان کی کلائی اور ہاتھ سخت تھے جب جنگ کو جاتے تھے تو دوڑ کر نہایت ٹھنڈے دل سے جاتے تھے وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے جنگ کی اس پر فتحیاب ہوئے۔

(۱۰) عن الشعبی قال رایت علیا و راسه و لحیته قطن بیضا (اخرجه بن اضحاک) شعبی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا کہ آپ سر اور داڑھی سفید روئی کی طرح

تھی۔

اورمحب الطبری ریاض النفرہ میں لکھتے ہیں وروی انہ کان اصفر اللحیتہ والمشھور انہ کان ابیضھا و یشبہ ان یکون خضب مرۃ ثم ترک یعنی روایت ہے کہ آپ کی ریش مبارک زرد تھی اور مشہور زیادہ تر یہی ہے کہ سفید تھی شاید کبھی آپ نے اپنی ریش مبارک کو رنگا ہوا اور پھر چھوڑ دیا ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی قوت بدن

عن ابی رافع قال خرجنا مع علی حسین بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم برایتہ فلما دنا من الحصن فخرج الیہ اھلہ فقاتلھم فضربہ رجل یھودی و طرح ترسہ من یدفتناول الباب کان عندالحصن فتبرس بہ نفسہ فلم یزل بیدہ حتی فتح اللہ علیہ ثم القاء من یدہ حین فرغ فلقدر رایتنی فی نفر معی سبعتہ عشر وانا منھم نجتھد علی ان نقلب ذالک الباب فما نقبلہ (اخرجہ احمد) ابورافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت امیر کو علم دے کر خیبر میں روانہ کیا ہم جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ ایک یہودی نے قلعہ سے نکل کر ان پر چوٹ چلائی آپ نے سپر پھینک کر قلعہ کا دروازہ اٹھالیا جب تک کہ خدا تبارک وتعالیٰ نے آپ کو فتح دی وہ آپ کے ہاتھ اقدس پر تھا۔ پھر آپ نے اسے پھینک دیا میں نے سترہ آدمیوں کے ساتھ اسے پلٹانا چاہا وہ ہم سے نہ پلٹ سکا۔

عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قال حمل علی الباب علی ظھرہ یوم خیبر حتی صعد المسلمون علیہ ففتحو ھا و انھم جروہ بعد ذلک فلم یحملہ الا اربعون و رجلا (تاریخ الخلفاء) وفی کنز العمال عن جابر بن سمرۃ فقل ھذا حدیث حسن و فی طریق ثم اجتمع علی سبعون رجلا جھد ھم ان اعادو الباب (اخرجھما الحاکمی فی الاربعین) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ الصلوۃ السلام نے

خیبر کے دن دروازہ کو اپنی پشت اقدس پر اٹھالیا تھا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ کو فتح کیا بعد اس کے چالیس آدمیوں نے اس کو اٹھانا چاہا۔ تو نہ اٹھا سکے۔ کنز العمال میں یہ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صاحب کنز العمال کہتے ہیں کہ یہ حدیث کھری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ساٹھ آدمیوں نے اس کے لوٹانے پر کوشش کی۔

لما توجه علی الی صفین و احتاج اصحابه الی الماء التمسوء یمینا و شمالاً فلم یجدوه فعدل بهم امیر المومنین عن الجادة قلیلا فلاح هم اللدیر فسار وایسالون من فیه عن الماء فقال بینکم و بین الماء فرسخان فسیرو الی حیث اقول لکم لعلکم تدرکون الماء فقال امیرالمومنین اسمعوا مایقول الراهب فقالوا یا مرنا ان نسیر الی حیث او فی الینا لعلنا ندرک الماء و لیس لنا قوة فقال علی لا حاجته بکم الی فلک ولوی عنق بغلته نحو القبلته واشارا لی مکان یقرب الدیر فقال اکشفوه فظهرت صخرة عظیمته فقالو یا امیر المومنین ههنا صخرة علی الماء فاجتهو افی قلعلها فما زالت موضعها فاجتمع القوم و جهد وافی تحریکهافلم یجد واالی ذلک سبیلا و استصحبت علیهم فلما رای ذلک لوی رجله عن سرجه ثم حسر عن ساعده و وضع اصابعه تحت جانب الصخرة فحر کها وقلعهابیده فظهر لهم الماء فبادر واو شربوا وکان ماهو شربوه فی سقرهم وابرده ثم جاء الی الصخرة فتنا ولها بیده و وضعها حیث کانت و الراهب ینظر من فوق دیره فنادی یا قوم انز لونی فانز لوه فوقف بین یدی امیر المومنین فقال یاهذا انت بنی مرسل قال لا قال فملک مقرب قال لا قال انا وصی رسول الله محمد بن عبدالله خاتم النبین قال ابسط یدک علی یدک فبسط امیر المومنین والراهب اسلم علی یده (مطالب السئول لطلحته الشافعی) جناب امیر علیہ السلام جب صفین کی طرف متوجہ ہوئے ایک مقام پر جناب امیر کے رفقاء کے پاس پانی نہ رہا داہنے بائیں ڈھونڈا کہیں پتہ نہ چلا جناب امیر ان کو راستہ سے اتار کر ایک

طرف لے گئے تھوڑی دور جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک گرجا دکھائی دیا لوگوں نے اس کے قریب جا کر اس کے پادری سے پانی کے لیے استفسار کیا اس نے کہا یہاں سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے جس طرف کہ میں تمہیں اشارہ کرتا ہوں اس طرح چلے جاؤ امید ہے کہ تم کو پانی مل جائے گا امیر علیہ السلام نے فرمایا سنو راہب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا وہ ہم کو پانی کا پتہ بتاتا ہے کہ یہاں سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے لیکن ہم میں وہاں تک پہنچنے کی طاقت نہیں۔ جناب امیر نے فرمایا تم کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں قبلہ کی طرف اپنے خچر کا منہ پھیر کر اس دیر کے قریب ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس کو کھودو لوگوں نے کھودنا شروع کیا وہاں ایک بھاری پتھر نمودار ہوا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین یہاں پر پتھر ہے جس میں کھودنا ممکن نہیں۔ آپ نے فرمایا یہی پتھر پانی پر ہے لوگوں نے اس کو اکھاڑنا شروع کیا اس کو جنبش نہ ہوئی اور وہ اپنی جگہ پر سے نہ ہلا۔ تمام لشکر کے لوگوں نے متفق ہو کر زور مارا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ یہ دیکھ کر آپ سواری سے اترے اور آستیں کو لوٹ کر اس پتھر کے نیچے انگلیاں رکھ کر اس کو ہلایا اور ہاتھ پر اٹھالیا اس کے نیچے سے نہایت میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا لوگ دوڑ کر پانی پینے لگے ان کو پورے سفر میں ایسا ٹھنڈا پانی نہیں ملا تھا پھر آپ نے اس پتھر کو وہیں پر رکھ دیا جس طرح سے کہ وہ پہلے تھا راہب اپنے گرجا کی چھت پر یہ کیفیت دیکھ رہا تھا لوگوں سے کہنے لگا مجھے نیچے اتارو لوگوں نے اسے چھت پر سے نیچے اتارا اور جناب امیر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی مرسل ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ بولا آپ فرشتہ مقرب ہیں آپ نے فرمایا نہیں میں خدا کے رسول محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم النبین کا وصی ہوں راہب کہنے لگا آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوتا ہوں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور وہ راہب مسلمان ہو گیا۔

(۴)عن علی قال انطالقت انا والنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی اتینا الکعبتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فذھب لا نھض بہ فرای منی ضعفا جلس لی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم و قال اصعد علی منکبی

فصعلت علی منکبه قال لیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت و علیه تمثال صفر او نحاس فجعلت ازا وله عن یمینه و عن شماله و من بین یدیه و من خلفه حتی استمکنت منه قال لی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اقذف به فقذفت به فتکسر کما تکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا و رسول الله صلی الله علیه واله وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیته ان یلقانا احد من الناس (اخرجه احمد والی) جناب علی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خانہ کعبہ میں گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا اور میرے دوش پر سوار ہوئے میں اٹھنے لگا جبکہ جناب نے میری ناتوانی کو دیکھا تو اتر پڑے اور خود بدولت بیٹھ گئے اور فرمایا میرے کندھے پر سوار ہوئیں۔ جب دوش اقدس پر سوار ہوا تو خیال کیا جاتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک مورت پیتل یا تانبے کی رکھی ہوئی تھی میں اس کو داہنے بائیں اور آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک کہ وہ اکھڑ گئی جناب نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو پھینک دے میں نے اس کو اکھاڑ کر پھینک دیا وہ بت اس طرح سے ٹوٹ گیا جس طرح سے کہ کانچ ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر میں اتر آیا اور جناب کی معیت میں دوڑنے لگا اور ہم دونوں گھر میں چھپ گئے تاکہ کوئی ہم کو نہ دیکھے۔ علامہ ابن حدید کہتے ہیں کہ اس بت کا نام ہبل تھا اور وزن میں اس قدر بھاری تھا کہ کئی آدمی اس کو نہیں اٹھا سکتے تھے جناب امیر نے اس کو با آسانی اٹھالیا۔

باوجودیکہ حضرت امیر اکثر صائم الدہر رہتے تھے۔ اور کھانا بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے اور وہ بھی سوکھی ہوئی روٹی ہوا کرتی تھی اس پر قوت کا یہ حال تھا کہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ م اصارع احد الا صرعه یعنی کسی پہلوان سے حضرت نے کشتی نہیں کی کہ اس کو پچھاڑا نہ ہو۔ حضرت کی قوت جسمانی کا حال بالتفصیل باب شجاعت میں بیان ہو چکا ہے۔ صرف اسی قدر یہاں کافی ہے۔ غرضیکہ حضرت کی قوت مظہر قوت خدا تھی۔ چنانچہ خود حضرت کا مقولہ ہے ماقلعت باب خیبر بقوۃ جسمانیة

لا کن بقوۃ رحمانیته یعنی ہم نے خیبر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں اکھاڑا بلکہ قوت رحمانی سے اکھاڑا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل خارجیہ کا بیان

فضائل خارجی کئی قسم کے ہیں مثلاً نسب کا عالی ہونا۔ قرابت اچھی ہونا۔ مصاہرہ میں شرف کا ہونا۔ اولاد صالح ہونا۔

جناب امیر کی نسب عالی

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادبن ناحور بن یعود بن یعرب بن یشحب بن ثابت بن اسمعیل علیہ السلام بن ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام نسب عالی اس سے کیا بہتر ہو سکتی ہے کہ جناب مرتضی والدین کی طرف سے ہاشمی اور ہم جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے۔ جن کے فضائل میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں۔

بنی ہاشم کے فضائل کا بیان

(۱) عن واثلته قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان الله اصطفی بنی کنانته من بنی اسمعیل واصطفی من بنی کنانته قریشاثم اصطفی من قریش بنی هاشم (اخرجه المسلم و الترمذی و ابو هاشم و غیر هم) واثلہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بہ تحقیق منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ کو بنی اسمعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو پھر برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو۔

(۲) عن عائشه رضی الله تعالیٰ عنه قالت قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم

قال جبريل عليه السلام قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد بنی اب افضل من بنی هاشم. (اخرجه احمد في المناقب و الذهبی فی المخلص و المحاملی و اسمر قندی و ابن الجراح) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہے میں نے مشرق سے اور مغرب سے زمین کو لوٹا ہے لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہیں پایا۔

بنی ہاشم کا سب سے اول جنت میں جانا

عن قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يا معشر بنی هاشم و الذی بعثنی بالحق نبيا لو اخذت بحلقته باب الجنته ما بدات الابكم (اخرجه احمد فی المناقب و المخلص الذهبی و المحاملی) جناب علی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے اے گروہ بنی ہاشم اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی معبوث کیا ہے اگر میں نے جنت کے دروازے کی کنڈی پکڑی تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے اندر داخل کرنے کا آغاز نہیں کروں گا۔

بنی ہاشم کی عیادت کا مسلمانوں پر فرض ہونا

عن زيد بن اسلم عن ابيه قال قال عمر بن الخطاب للزبير بن عوام لک فی ان تعود الحسن ابن علی فانه مريض فكان الزبير تلكا عليه فقال له عمر اماعملت ان عيادة بنی هاشم فريضه و زيار تهم ناقلته (اخرجه بن السمان فی الموافقته) زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام سے کہا کیا تم جناب حسن کی بیمار پرسی کا ارادہ رکھتے ہو کیونکہ وہ بیمار ہیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ اس میں توقف تھا۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ عیادت بنی ہاشم کی فرض ہے اور زیارت ان کی نفل ہے۔

بنی ہاشم کا بغض نفاق کی علامت ہونا

عن طلحه بن مصرف قال كان يقال لبغض بنى هاشم نفاق (اخرجه ابوبكر ابن يوسف البهلول) طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عہد صحابہ میں کہا جاتا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے۔

بنی عبدالمطلب کے فضائل کا بیان

عن انس بن مالک ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال نحن بن عبدالمطلب سادات اهل الجنته انا و حمزة و علی و جعفر و الحسن و الحسين والمهدى (اخرجه ابن ماجته و الديلمی) انس بن مالک کہتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم بنی عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يا بنى عبدالمطلب انى سالت الله لكم ثلثته ان يجعل لكم جوداء نجداء رحماء (اخرجه بن السرى) انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبدالمطلب میں نے تمہارے لیے خدا سے تین باتوں کی دعا کی ہے کہ تم کو سخی اور دلیر اور رحیم بنادے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يا بنى عبدالمطلب انى سالت الله ان يثبت قائمكم و ان يهدى ضالكم و ان يعلم جا هلكم و ان يجعلكم رحماء نجباء (اخرجه الملافى سيرة و ابو بكر محمد بن ابى نصر بن ابى بكر الفتوانى) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبدالمطلب میں نے خدا سے آرزو کی ہے کہ تمہارے قائم کو ثابت رکھے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت کرے اور تمہارے جاہل کو تعلیم کرے اور تم کو رحم دل اور نجیب بنائے۔

عن ابن عباس قال دخل اناس من قریش علی صفیته بنت عبدالمطلب فجعلوا یتفاخرون و یذکرون الجاهلیته فقالت صفیته منا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقالو اتنیب النخلته فی الارض الکباء قالت و مال الکباء قالواء الارض التی لیست بطیبته فذکرت ذلک صفیته لرسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال یا بلال هجر بالصلوة فهجر فقام علی المنبر فنادی بصوت عال یا یها الناس من انا قالوا انت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال انسبونی قالوا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب قال اجل انا محمد بن عبدالله وانا رسول الله فما بال اقوام یبتنون اهلی فو الله لانا افضلهم اصلاو خیر هم مو ضعا (اخرجه البزار والمحب الطبری فی الاکتفاء) ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ چند آدمی قریش کے صفیہ بنت عبدالمطلب کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اور جاہلیت کا ذکر کرنے لگے جناب صفیہ نے کہا ہم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں وہ کہنے لگے ایک درخت زمین کبا میں پیدا ہوا ہے۔ صفیہ نے کہا کیا چیز ہے وہ کہنے لگے کبا وہ زمین ہے جو اچھی نہ ہو۔ اس بات کو صفیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بلال سے کہا اے بلال لوگوں کو نماز کے لیے پکار بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے لیے پکارا۔ حضرت منبر کھڑے ہوکر فرمانے لگے اے لوگو میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں آپ نے فرمایا میری نسب بیان کرو لوگوں نے کہا آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں محمد بن عبداللہ اور رسول اللہ ہوں۔ پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو میرے اہل کو حقیر سمجھتے ہیں واللہ میں سب سے از رو اصل و وضع بہت افضل ہوں۔

عن العباس بن عبدلمطلب قال بلغ رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ما یقول الناس فی اهله فصعد المنبر فقال من انا فقالو انت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال انا محمد بن عبدالله ابن عبدالمطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی

خیر خلقه ثم جعلهم فرقتین و جعلنی فی خیر فرقته و خلق القبائل فجعلنی فی خیر قبیلة و جعلهم بیوتا فجعلنی فی خر هم بیتا (اخرجه احمد) جناب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خبر لگی کہ لوگ آپ کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں۔ پس حضرت منبر پر چڑھے اور فرمانے لگے میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ ہوں خدا نے خلقت کو پیدا کیا ہے اور مجھے اپنی بہترین خلقت میں گردانا پھر ان کے اور گروہ بنائے اور مجھے ان کے بہتر گروہ سے بنایا پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ سے بنایا پھر ان کے گھر بنائے اور مجھے ان میں سے اچھے گھر میں سے اٹھایا۔

جناب ابو طالب بن عبدالمطلب کا ذکر

جناب ابو طالب کا نام عبد مناف ہے بعض مورخوں نے عمران بھی لکھا ہے حاکم لکھتے ہیں کہ ان کا نام عبد مناف ہے اور ابو طالب ان کی کنیت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کے برادر عینی تھے ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بن عمرو بن عائذ المخزومیہ تھیں۔ سید احمد دحلان رحمتہ علیہ سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں کان ابو طالب ممن حرم الخمر علیه الجاهلیته کابیه عبدالمطلب یعنی ابو طالب ان لوگوں سے تھے کہ جنہوں نے جاہلیت میں اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا تھا مثل اپنے والد عبدالمطلب کے۔

ابو طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تخمیناً ۳۵ برس بڑے تھے۔ اور باوجودیکہ فقیر تھے۔ لیکن شیخ القریش اور سید البطحی اور رئیس مکہ معظمہ مشہور تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو اس وقت آپ کے جد امجد عبدالمطلب بقید حیات تھے حضرت ان کے دامن عاطفت میں تربیت پاتے رہے۔ جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا جو جناب ابو طالب حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کفیل حال ہوئے۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں علام

ابن حجر لکھتے ہیں لما مات عبدالمطلب اوصی بمحمد الی ابی طالبفکفله و احسن تربیته و سافر بصحبته الی الشام وھو شاب و لما بعث قام فی نفرته و ذب عند لمن عاداه و مرحه عرة موالج منها قوله لما استسقی اھل مکه فسقوا و ابیض یستسقی الغام بوجه ثمال الیتامی عصمته للارامل یعنی جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا انہوں نے جناب ابو طالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تربیت کے لیے وصیت کی۔ پس جناب ابو طالب نے آپ کی عمدہ طرح سے کفالت کی اور تربیت میں اپنے باپ کی وصیت بجا لائے۔ اور آپ کو ساتھ لے کر شام کا سفر کیا۔ حضرت اس وقت جوان ہو چکے تھے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم مبعوث بالرسالتہ ہوئے جناب ابو طالب حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدد کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن ہو گئے ان کے شر کو حضرت سے دور کیا اور حضرت کی بہت تعریفیں بیان کیں منجملہ ان کے جناب ابو طالب کا وہ مشہور شعر ہے کہ جب ایک دفعہ مکہ کے لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی برکت سے بارانِ رحمت نازل ہوئی۔ جناب ابو طالب نے آپ کی مدح میں کہا تھا جس کا کہ ترجمہ یہ۔ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہایت خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں۔ آپ کی وجہ سے ابر سے مینہ برستا ہے اور آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت و پناہ ہیں محدث علی ابن برہان الدین الشافعی انسان العیون میں جناب ابو طالب کی ہمدردی کا حال جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کرتے رہے ہیں اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔ وکان ابو طالب فی کل لیلته یا مر رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم ان یاتی فراشه و یضطج به فاذا نام الناس اقامه و امرا حدنبیه او غیر ھم من واخوانه وابن عمه ان یضطجع مکانه خوفا علیه ان یغتاله احد ممن یرید به السواء یعنی جناب ابو طالب ہر شب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بستر پر لیٹنے کے لیے کہتے اور جب لوگ سو جاتے تو آپ کو وہاں سے اٹھا کر اپنے کسی بیٹے یا بھائی یا ابن عم کو آپ کے بستر پر اس خوف سے سلانے کہ مبادا وہ لوگ کہ آپ کے ساتھ

برائی کا ارادہ رکھتے تھے آپ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔

عن ابن عباس فی قوله تعالی و ینهون و یناون عنه قال نزلت فی ابو طالب کان ینهی عن اذی النبی صلی الله علیه واله وسلم دنیای عما جاء به (اخرجه عبدالرزاق فی المصنف) جناب ابن عباس اس آیت کے شان نزول میں جس کا کہ یہ ترجمہ ہے (کہ بند کرتے ہیں اور باز رکھتے ہیں اس سے) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز رکھتے تھے اور حضرت کو بھی جس کے لیے وہ مبعوث ہوئے تھے بند کرتے تھے۔

وما نقله القرظی فی کتابه المسمی بالا علام عن صدق محبت ابی طالب لسیدنا رسول الله صلی علیه واله وسلم قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قد خرج الکعبته یوما و ارادان یصلی فلما دخل فی الصلوة قال ابو جهل لعنه الله من یقوم الی هذا الرجل فیفسد علیه الصلوة فقام عبدالله ابن الزبعری واخذ فرسا و دما فلطخ به وجه النبی صلی الله علیه واله وسلم فانتفل النبی صلی الله علیه وسلم من صلوته واتی الی ابی طالب عمه وقال یاعم الاتری مافعل هی فقاله له ابو طالب من فعل بک هذا فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم عبدالله بن الزبعری فقام ابو طالب فوضع سیفه علی عاتقه ومشی حتی اتی القوم فلما راوه قد اقبل نهضواله فقال ابو طالب ان قام رجل جللته بسیفی هذا ثم قال یا نبی من فعل بک هذا فقال عبدالله بن الزبعری فاخذ ابو طالب فرثا و دما فلطخ و جو ههم و تبابهم و اسالهم القول قرظی اپنی کتاب اعلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جناب ابو طالب کی سچی محبت کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھنے لگے ابو جہل ملعون نے کہا کوئی ہے ان کی نماز فاسد کرے یہ سن کر عبداللہ بن زبعری نے اٹھ کر لید اور خون آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منہ مبارک پر مل دیا

حضرت وہاں سے نماز کو ترک کر کے اپنے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے چچا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ ابو طالب نے پوچھا کہ گستاخی کس نے کی ہے آپ نے فرمایا عبداللہ بن زبعری نے پس جناب ابو طالب اپنے کاندھے پر تلوار رکھ کر لوگوں کے پاس آئے جب ان لوگوں نے ابو طالب کو متوجہ اپنی طرف پایا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے جناب ابو طالب نے کہا واللہ اگر تم میں سے کوئی اٹھے گا تو میں اس تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا بعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تم سے یہ گستاخی کی آپ نے عبداللہ بن زبعری کا نام لیا جناب ابو طالب نے لید اور خون لے کر ان کے چہروں اور داڑھی کو اور کپڑوں پر مل دیا اور سخت و سست باتیں کہیں۔

ان کے اسلام لانے کی نسبت نہایت اختلاف ہے۔ ثقتہ الحفاظ ابوالکرام عبدالسلام بن محمد بن حسن لکھتے ہیں۔ **اتفق ائمتہ اهل البيت ان ابا طالب مات مسلما و خلاف اهل البيت فى الاسلام غير معتبر** یعنی آئمہ اہل بیت علیہم السلام اس بات پر متفق ہیں کہ جناب ابو طالب مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے اسلام میں اہل بیت کے برخلاف روایتیں معتبر نہیں۔ انسان العیون میں علامہ علی بن برہان الدین الشافعی لکھتے ہیں۔ **عن مقاتل ان ابا طالب عند موته يا معشر بنى هاشم اطيعوا محمداو صدقواتر شدوا** مقاتل سے روایت ہے کہ جناب ابو طالب نے وقت وفات بنی ہاشم کو وصیت کی کہ اے گروہ بنی ہاشم تم آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کو سچا جانو ہدایت پکڑو۔ رستگاری پاؤ گے۔

عن ابن عباس قال لما تقارب من ابى طالب الموت نظر العباس اليه يحرك شفته فاصغ اليه يا بن اخى و الله لقد قال اخى الكلمة التى امرة بهار انسان (العيون للعلامه على بن برهان الدين الشافعى) اس روایت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے بھی مدارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ روایت ابن اسحاق آمدہ کہ وے اسلام آوردہ بہ نزدیک موت۔ وابن عباس گفتہ کہ چون قریب شد موت ابو طالب نظر کرعباس بسوئے دے و دید کہ می جنبا ندلبہا سے خود

راپس گوش نہاد بسوے اوپس گفت با آنحضرت یا ابن اخی واللہ بہ تحقیق گفت بردار من کلمہ را کہ امر کردی تو اورا بدان کلمہ۔

ابن عساکر اپنی تاریخ میں بذیل ترجمہ جناب ابو طالب صاف طور سے قائل ہوئے کہ (انہ اسلم) خود جناب ابو طالب کے بعض اشعار سے ان کا اسلام ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کا قول ہے۔

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت قبل امینا

ولقد علمت بان دین محمد من خیرا دیان البریته دینا

یعنی ہدایت کی تو نے مجھ کو اور میں نے جان لیا کہ تو سچا ہے۔ اور بے شک تو نے سچ کہا ہے اور تو پہلے سے امین ہے اور جان لیا میں کہ دین محمدی تمام خلقت کے دینوں سے بہتر ہے۔

عن ابی رافع قال سمعت ابا طالب یقول سمعت بن اخی محمد بن عبداللہ قول انہ وبہ بعثہ بصلته الا رحام و ان یعبداللہ وحدہ ولا یعدب معہ غیرہ و محمد الصدوق الامین(اخرجہ ابن عساکرفی تاریخہ) ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابو طالب کو کہتے سنا ہے کہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبداللہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے صلہ رحم کے لیے بھیجا ہے اور اس کے لیے میں ایک خدا کی پرستش کروں اور اس کے سوا کسی دوسرے کو نہ پوجوں اور محمد بہت راست گو اور امین ہیں۔ اگر چہ جناب ابو طالب کے اسلام کی نسبت مورخین کا اختلاف ہے لیکن اس میں کسی کا کلام نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابو طالب کی وفات پر نہایت تاسف فرمایا ہے اور ان کے انتقال کے برس کا نام عام الحزن رکھا ہے۔ اور خدا سے ان کی مغفرت مانگی (۱)۔

قال الواقدی عن علی لما توفی ابو طالب اخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

---

۱ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت الحاربع عمومة اما العباس فیکنی بابی القفل فله ولولدہ الفضل الی یومه القیمة اما خمرة فیکنی بابی العلافا علی اللہ قدرہ فی الدنیا و الاخرة اما عبدالعزے فیکنی یابی لهب فادخله اللہ النار و الهبار علیه اما عبد مناف فیکنی بابی طالب فله ولولدہ المطلولة و الرفعة الی یوم القیمة (اخرجه ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور فی سور تیته بالجاری)

وسلم فبکا بکاء شدید اثم قال اذهب فاغسله و کفنه غفر الله له فقال له العباس یا رسول الله اتر جواله فقال ای والله انی لا رجوله وجعل رسول الله یستغفرله ایاما ولا یخرج وقال ابن عباس عارض رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وقال وصلتک رحما فجزاک الله یا عم خیرا (تذکرہ خواص الامہ لسبط ابن الجوزی)
واقدی کہتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے جب جناب ابو طالب کا انتقال ہوا میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کی خبر پہنچائی آپ بہت روئے اور مجھے ارشاد کیا جاؤ ان کو غسل دو اور کفناؤ خدا ان کو بخشے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ ان کی مغفرت کی امید رکھتے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں امید رکھتا ہوں اور آپ کتنے دن گھر سے باہر نہ نکلے اور ابو طالب کے لیے طلب مغفرت کرتے رہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو طالب کے جنازہ کے لیے جھگڑا کیا اور فرمایا اے چچا کہ میں تم سے صلہ رحم بجالایا اور اے چچا تم کو اللہ جزائے خیر دے۔

عن علی قال لما مات ابو طالب اخیرت النبی صلی الله علیه وسلم بموة فبکی وقال اذهت فاغسله و کفنه وواره غفر الله له و رحمه (اخرجه ابو دائود النسائی و ابن خزیمة وغیرهم) جناب علی کہتے ہیں کہ جب ابو طاطب فوت ہوگئے تو میں نے جناب سرور دنیا و دین کو ان کے انتقال کی خبر دی آپ نے مجھے فرمایا جاؤ ان کو نہلاؤ اور کفن پہناؤ اور دفن کرو، خدا ان کو بخشے اور رحم کرے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے جنازہ پر تشریف بھی لے گئے بلکہ ان کے جنازہ کے لیے ان کے بنی اعمام سے تنازع بھی کیا ہے۔ چنانچہ ابن عساکر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ عن ابی عامر الهوزنی ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم خرج معارضا جنازة ابی طالب وهو یقول یاعم وصلتک رحما یعنی ابی عامر ہوزنی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جناب ابو طالب کے جنازہ پر ان کے بنی

اعمام سے تنازع کو نکلے اور فرمایا اے چچا میں نے تم سے صلہ رحم بجالایا۔

اس میں بھی شک نہیں کہ جناب ابو طالب اپنی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متابعت کی وصیت کرتے رہے۔ عن علی انه اسلم قال له ابو طالب الزم ابن عمک (اخرجه ابن عساکر) جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا مجھ سے ابو طالب فرمانے لگے اے ابن عم کی متابعت کرو۔

عن عمران بن حصین ان ابا طالب قال لجعفر لما اسلم قبل جناح ابن عمک فصلی جعفر مع النبی صلی الله علیه واله وسلم (اخرجه ابن عساکر) عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ جب جناب جعفر مشرف باسلام ہوئے تو ابو طالب نے ان سے کہا اپنے ابن عم کے بازو کی طرف کھڑا ہو جا جعفر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نماز کو ادا کیا۔

جب تک کہ ابو طالب بقید حیات رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دی۔ عن ہشام بن عروۃ عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ماذالت منی قریش شیئا اکرهه حتی مات ابو طالب (اخرجه بن جرار الطبری فی تاریخه) ہشام بن عروہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے جب تک کہ ابو طالب زندہ رہے ہمیں مکروہ امر قریش سے نہیں پہنچا۔

جناب امیر کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کا ذکر

علامہ ابن ہجر ان کے صدر ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ فاطمه بنت اسد بن هاشم بن عبد مناف القریشیه الهاشمیه ام علی بن ابی طالب وهی اول هاشمیة ولدت خلیفته قال الزهری هی اول هاشمیته ولدت لهاشمی. یعنی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مادر مہربان جناب امیر المومنین علی علیہ السلام وہ پہلی ہاشمیہ ہیں جس سے اول خلیفہ بنی ہاشم تولد ہوئے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سب سے اول تدوین حدیث فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ

بنت اسد پہلی ہاشمیہ عورت ہیں جو ہاشمی مرد جناب ابو طالب سے حاملہ ہو کر بچہ جنی ہیں یعنی جناب امیر علیہ السلام ایسے اول ہاشمی ہیں جن کے دونوں ماں باپ ہاشمی تھے۔

جناب فاطمہ بنت اسد کے اسلام پر سب مورخ متفق ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ شریک ہجرت تھیں اور سابقات الاسلام کی فہرست میں بعد خدیجۃ الکبریٰ کے انہیں کا نام درج ہے۔قال الشعبی اسلمت و هاجرت معی النبی صلی الله علیه واله وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کو اپنی والدہ کے برابر سمجھتے تھے۔

عن انس بن مالک لما ماتت فاطمة بنت اسد بن هاشم ام علی فدخل علیها رسول الله صلی الله علیه واله وسلم و جلس عند راسها وقال رحمک الله یا امی کنت امی بعد امی تجوعین و تشبعنی و تعرین وتکسینی وتمنعین نفسک طیب الطعام و تطعمنی ترید بن بذلک وجه الله والدار الاخرة و قال انس امر بغسلها فلما بلغ الماء الذی فیه الکافور اسکبه رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بیده علیها و البسها قمیعه و امر عمراو اسامته بن زیه و ابا ایوب الانصاری یحضر قبرها فلما حفروا و بلغوا لحد احفر رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بیده و اخرج ترابه ثم اضطجع فیه وادخلها فیه هو و ابو بکر و العباس ثم دعا بهذا الدعاء اللهم اغفر لا می فاطمة بنت اسد و القنها حجتها ووسع علیها مد خلها بحق نبیک محمد والا نبیاء الذین من قبلی انک ارحم الراحمین و روی عن ابن عباس نحو ذلک و زاد فقالوا مارا ینک صنعت با حد ما میت بهذه قال انه لم یکن بعد ابی طالب ابو منها السبتها قمیصی لتکسی من حلل الجنته و اضطجعت فی قبرها لیبون علیها عذاب القبر و روی ایضا من علی با ختلاف یسیر (اسد الغابه فی معرفته الصحابه) انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بنت ہاشم جناب علی کی مادر مہربان کا انتقال ہو گیا جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے جنازہ پر تشریف لے گئے اور ان کے

سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا اے میری ماں تجھ پر خدا رحم کرے تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی تو آپ بھوکی رہتی تھیں اور مجھے کھلایا کرتی تھیں اور تو آپ ننگی رہتی تھیں اور مجھے پہنایا کرتی تھیں تو اپنی جان کو اچھے کھانے سے باز رکھتی تھیں اور مجھے کھلاتی تھی تو خاص خدا کے لیے اور آخرت کے گھر کے لیے یہ حسن سلوک مجھ سے کرتی تھی۔ انس کہتے ہیں کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے غسل کا حکم دیا جب اس پانی کے ڈالنے کی نوبت پہنچی جس میں کافور ملا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے ان پر وہ پانی ڈالا اور اپنا پیراہن ان کو پہنایا اور جناب عمر بن خطاب اور اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب وہ قبر کھود چکے اور لحد تک پہنچے تو آپ نے اپنے دست مطہر سے اس کو کھودنا شروع کیا اور اس سے مٹی نکالی۔ اور اس میں لیٹ گئے اور ان کو خود بدولت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب ابو بکر اور عباس نے قبر میں اتارا۔ پھر ان کے لیے یہ دعا پڑھی کہ اے پروردگار میری ماں فاطمہ بنت اسد کو مغفرت کر اور اس کی دلیل اس کو تلقین فرما اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر بطفیل اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے جو کہ مجھ سے پہلے گذرے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح سے مروی ہے۔ انہوں نے اس بات کو اپنی روایت میں زیادہ بیان کیا ہے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کی قبر میں خود لیٹے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو آج تک آپ نے کسی سے نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ بعد جناب ابو طالب کے ان سے زیادہ کوئی میرے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں تھا میں نے اس لیے اپنا پیراہن ان کو پہنایا۔ تا کہ وہ جنت کی پوشاک پہنیں اور ان کی قبر میں میں اس لیے لیٹا کہ عذاب قبر آسان ہو جائے۔ جناب امیر نے بھی اس حدیث کو تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرابت کا فضل

(۱) عن ابن عباس قال توفی لصفية بنت عبدالمطلب ابن فبكت عليه قال لها رسول

اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم تبکین یاعمہ من توفی لہ ولد فی الاسلام کان لہ بیتاً فی الجنتہ بسکنہ فلما خرجت لقیہارجل فقال لہا ان قرابتہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم لن تغنی عنک شیئا فکبت فسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوتہا ففزع من ذلک و خرج و کان صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکرو مالہا فقال لہا یا عمہ تبکین وقد قلت لک ماقلت لیس ذلک ابکانی واخبرتہ بما قال الرجل فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا بلال ھجر بالصلوۃ فھجر ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام بزعمون اناقرابتی لا تنفع ان کل سبب و نسب ینقطع یوم القیمتہ الا سبی و نسبی وان رحمی موصولتہ فی الدنیا والاخرۃ(اخرجہ الطبرانی والبیھقی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب صفیہ بنت عبدالمطلب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پھوپھی کا ایک بیٹا مر گیا اور وہ رونے لگیں آپ نے ان سے کہا پھوپھی جان تم روتی ہو حالانکہ جس شخص کا بیٹا اسلام میں مر جائے جنت میں اس کو گھر رہنے کے لیے ملے گا جب جناب صفیہ گھر سے نکلیں تو ان سے ایک آدمی کہنے لگا جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرابت سے آپ کو کچھ نفع نہیں ملے گا وہ پھر رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا رونا سنا حضرت گھبرا اٹھے آپ ان پر نہایت مہربان تھے آپ نے ان سے کہا پھوپھی جان ہم نے آپ سے جو کچھ کہنے کا حق تھا کہا ہے اور آپ پھر روتی ہیں جناب صفیہ نے عرض کی میں بیٹے کے مرنے سے نہیں روتی اور آپ کو تمام قصہ سنایا جو کہ آدمی نے کہا تھا جناب بہت خفا ہوئے اور بلال سے فرمایا یا بلال لوگوں کو نماز کے لیے پکار۔ بلال نے لوگوں کو نماز کے لیے پکارا پھر جناب خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور بعد حمد وثناء باری تعالیٰ کے فرمایا کیا حال ہے۔ اس گروہ کا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کے دن نفع نہیں دے گی۔ بہ تحقیق کہ ہر ایک سبب اور نسب قیامت کے دن میرے سبب اور نسب کے سوا منقطع ہو جائے گی میری قرابت دنیا وآخرت میں ملنے والی ہے۔

(۲)عن عبدالمطلب بن ربیعہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واللہ

یدخل قلب امرء ایمان حتی یحبکم الله ولقرابتی (اخرجه و الترمذی) عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ واللہ کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک کہ تم سے اللہ اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شرافت قرابت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی شریک ہیں لیکن جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں۔ کیونکہ جناب عبداللہ والد ماجد سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو طالب والد ماجد جناب علی علیہ السلام برادر عینی تھے ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن العائذ المخزومیہ تھیں۔ یہ قرب حضرت عباس کو حاصل نہیں تھا۔ چنانچہ اس کا ذکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے۔

(۳) عن الشعبی قال بینما ابو بکر جالس اذطلع علی فلما راہ قال ن سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابته و اعظمھم منزله و افضلھم حالته و اعظمھم عنا عند رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فلینظر الی ھذا الطالع و اشار الی علی بن ابی طالب (اخرجه ابن السمان والدار قطنی) شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے۔ جب انہوں نے جناب علی کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کہ خوش ہوتا ہو کہ ایسے آدمی کو کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے اور سب سے بڑے منزلت والے اور سب افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آنے والے کو دیکھے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا۔

(۴) قال ابو بکر بن عیاش لواتانی ابو بکر و عمر و علی لبدات بحاجته علی قبلھما القرابته من رسول الله صلی الله علیه واله وسلم و لان اخر من اسماء احب الی من ان اقدمھما علیه (صواعق محرقه) ابوبکر عیاش کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابوبکر اور عمر اور علی تشریف لائیں تو میں حضرت علی کی ضرورت کو پہلے پورا کروں گا ان دونوں صاحبوں کی ضرورت

پر بوجہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرابت کے آسمان سے زمین پر گرنا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ان دونوں صاحبوں کی ضرورت کو جناب امیر کی ضرورت پر مقدم سمجھوں۔

(۵) اخرجه الدار قطنی ان علیا یوم الشوری احتج علی اهلها فقال لهم انشد کم بالله هل فیکم احد اقرب الی رسول الله صلی الله فی الرحم منی من جعله صلی الله علیه واله وسلم نفسه نفسه وابناء ه ابناء ه غیری قالو اللهم لا . دار قطنی روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوری پر جناب امیر نے حجت پیش کی کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم میں رشتہ داری میں مجھ سے کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قریبی ہے میرے سوا اور کس کے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا نفس اور کس کے بیٹوں کو اپنا بیٹا کہا ہے۔ سب نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں۔

(۶) واولو لارحام بعضهم اولی ببعض کتاب الله من المومنین و المهاجرین عن عباس قال ذلک علی لانه کان مئومنا مهاجر اذا رحم (اخرجه بن مردویه) اور قرابت والے بعض ان کے نزدیک تر ہیں بعض سے اللہ کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ جناب امیر سے مراد ہے کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

مصاہرت کا شرف

(۱) عن محمد بن سیرین فی قوله تعالیٰ وهو الذی خلق من الماء وبشرا فجعله نسباو صهرا. قال انها نزلت فی النبی وعلی بن ابی طالب هو ابن عم النبی و زوج فاطمته فکان نسیاو صهرا (کفایته الطالب) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ جس کا ترجمہ یہ کہ (وہ ذات کہ جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور پھر نسب اور سسرال اس کے لیے بنائے) بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اور جناب علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ابن عم اور جناب سیدہ کے زوج ہیں۔ پس ان کے دو رشتے ایک از روئے نسب اور ایک از روئے سسرال والے کے ٹھہرا۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قد ذکرو عنده علی قال ذاک صهر رسول الله صلی الله علیه واله وسلم نزل جبریل فقال ان الله یا مرک ان نزوج ابنتک من علی (اخرجه بن السمان) جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ذکر کیا اور ان کے پاس جناب علی علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ کہ یہ یعنی جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داماد ہیں۔ جبرائیل نے شرف نزول فرما کر کہا کہ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ حکم فرماتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ اپنی دختر نیک اختر کی شادی علی سے کریں۔

(۳) عن ابی الحمراء قال قال النبی صلی الله علیه وسلم یا علی اوتیت ثلاثا لم یوتی احد و لا انا او تیت صهرا مثلی و لم اوت انا مثلی و اوتیت صدیقه مثل ابنتی و لم اوت مثلها و اوتیت الحسن و الحسین من صلبک و لم اوت من صلبی مثلها و لا انتم منتی و انا منکما (اخرجه الدیلمی ابو سعد فی شرف النبوة و الامام علی بن موسی الرضا فی مسنده) ابی حمراء سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یا علی تجھے تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ کسی ایک کو حاصل نہیں ہوئیں اور مجھے بھی وہ باتیں نہیں ملیں۔ تجھ کو مجھ سا سسرال ملا ہے کہ مجھ کو نہیں ملا اور تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے کہ مجھ کو ایسی نہیں ملی، تجھ کو تیری صلب سے حسن اور حسین ملے ہیں اور مجھ کو میری صلب سے ان جیسا نہیں ملا۔ بہ تحقیق تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم اشهد قد بلغت هذا اخی و ابن عمی و صهری و ابو ولدی اللهم کب من عاداه فی النار (اخرجه بن النجاری) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ہے کہ اے پروردگار تو گواہ رہیو میں نے لوگوں کو یہ بات پہنچا دی ہے کہ یہ یعنی علی بن ابی طالب میرا بھائی ہے اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے۔ اے پروردگار جو شخص کہ اسے دشمن رکھے اسے آگ میں اوندھا گرا۔

یہ شرف جناب مرتضٰی علیہ التحیتہ والثناء کی ذات بابرکات کے سوا کسی صحابی کو حاصل نہیں ہوا۔ اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داماد تھے۔ لیکن جناب نبوی کی اشرف اولاد سیدہ ہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آل اطہار کا ظہور حضرت سیدہ ہی سے ہوا ہے اور حضرت سیدہ کے سوا حضرت کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ علیہ التحیتہ والثناء کے مناقب وفضائل کا کسی قدر اس مقام میں ذکر کیا جائے۔

مناقب جناب سیدة النساء فاطمہ الزہرا علیہ التحیتہ والثناء

جناب سیدہ علیہا السلام کی سنہ ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ان کا تولد مبارک بعثت سے پانچ برس پہلے ہے اور بعض کے نزدیک سال بعثت میں واقع ہوا ہے۔ عن عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر الهاشمی یقول ولد فاطمة سنه احدی واربعین من مولد النبی صلی الله علیه واله وسلم (استیعاب) عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کا تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت کے اکتالیس برس کے بعد واقع ہوا ہے۔

بعض مورخین کے نزدیک بعثت سے پانچ برس کے بعد واقع ہوا ہے۔ بہر حال بقول صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبعوث بالرسالتہ ہونے کے بعد حضرت سیدہ علیہا السلام کا تولد ہوا ہے۔ اور احادیث مندرجہ ذیل بھی اس کی موئید ہیں۔

عن سعد ابی واقاص قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اتانی جبریل

بسفر جلته من الجنته فاكلتها ليلته اسری فعلقت خديجة فحملت بفاطمته فكنت اذا شتقت رائحته الجنته شمت فيه فاطمته (اخرجه الحاكم) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل جنت کی ایک بہی میرے پاس لائے اور شب معراج میں میں نے اسے کھایا۔ اور خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اسی شب میں مجھ سے حاملہ ہوئیں اور فاطمہ کو جنیں پس جب مجھ کو جنت کی بو کا شوق غالب ہوتا تو میں فاطمہ کا دہن مبارک سونگھ لیتا ہوں۔

(۲) عن ام المومنين عائشه قالت قلت يا رسول الله اذا اقبلت فاطمته جعلت لسانك في فيها فانك تريد ان تلعقها عسلا فقال صلى الله عليه واله وسلم انه لما اسری بی الی السماء ادخلنی جبريل الجنته و ناولنی تفاحته فاكلتها فصارت نطفته فلما نزلت من واقعت خديجة ففاطمته من تلك النطفته فكلما اشتقت الی تلك التفاحته قبلتها (اخرجة الخطيب والد ولا بی و ابو سعد فی شرف النبوة) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جبکہ فاطمہ تشریف لاتی ہیں آپ اپنی زبان مبارک کو ان کے منہ میں ڈالتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا شہد چاٹ رہے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج میں مجھ کو آسمان کی سیر کرائی گئی اور جبریل مجھ کو جنت میں لے گئے اور وہ میرے پاس جنت کی ایک بہی لائے میں نے اس کو کھایا وہ تحلیل پاکر ایک نطفہ کی شکل بن گئی جب میں زمین پر آیا اس سے جناب خدیجہ کبری حاملہ ہوئیں اور اس نطفہ سے جناب فاطمہ پیدا ہوئیں۔ جب مجھے اس بہی کی طرف شوق غالب ہوتا ہے تو میں جناب فاطمہ کے منہ کو چومتا ہوں۔

عن عمار بن ياسر قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فضلت خديجته على نساء امتی كمافضلت مريم علی نساء العالمين (اخرجه الديلمی) روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدیجہ کو میری امت

کی عورتوں پر اس طرح سے فضیلت دی گئی ہے جس طرح سے کہ مریم بن عمران کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا ہوئی ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم افضل نساء اهل الجنته اربع مریم بنت عمران و خدیجته بنت خویلد و فاطمته بنت محمدو اسیه بنت مزاحم قال ابن عباس خط رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم اربع خطوط ثم قال اتدرون خططت هذه الخطوط قالو الا قال ذلک (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چار خط کھینچے اور پھر فرمایا آیا تم جانتے ہو میں نے یہ خط کیوں کھینچے ہیں لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ اہل جنت کی عورتوں میں سے چار عورتیں افضل ہیں۔ مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم۔

(۱) انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم انما سمیت فاطمته لان الله فطمها من النار (اخرجه الدیلمی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اس لیے فاطمہ نام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم ابنتی فاطمته حوراء ادمیته لم تحض و ولم تطمث انما سماها فاطمته لان الله عزوجل فطمها من النار (اخرجه العنسانی) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ نوع انسان میں حور ہے۔ حیض و نفاس سے طاہر ہے اس کا نام اس لیے فاطمہ رکھا گیا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے۔

عن علی قال قال رسو الله صلی الله علیه و اله وسلم یا فاطمه علی یا رسول الله لم صلیت فاطمته قال ان الله قد فطمها و ذریتها من النار (اخرجه ابو القاسم اللمشقی

ونقله محب الطبری عن مسند علی بن موسی الرضا علیه الف التحیته و اشناء)
جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یا فاطمہ کہہ کر پکارا۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ان کا نام نامی فاطمہ کیوں رکھا ہے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کو اور ان کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے۔

اسد الغابہ میں وکانت فاطمته تکنی بابیها ای فاطمته بنت محمد یعنی جناب فاطمہ اپنے والد ماجد کے نام مبارک کی کنیت کی جاتی تھیں یعنی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

بعض لوگ ام الحسن بھی کہا کرتے تھے۔ (نزل الابرار)

جناب سیدہ کے اشہر القاب میں سے (البتول۔ سیدۃ النساء۔ الصدیقہ الزہراء۔ المبارکہ۔ الطاہرہ۔ الزکیہ۔ الراضیہ۔ المرضیہ۔ المحدثہ) ہیں۔ (نزل الابرار)

البتول: عن علی قال ان النبی صلی الله علیه واله وسلم سئل ماالبتول فانا سمعناک یا رسول الله تقول مریم بتول و فاطمه بتول فقال البتول التی لم ترحمرة قط ای لم تحصن فان الحیض مکروه فی بنات الانبیاء (اخرجه الحاکم) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کے کیا معنی ہیں فرمایا بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنی اس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

سیدۃ النساء: (۱) عن عائشه رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لفاطمته الاترضین ان تکونی سیدة النساء العالمین و سیدة نساء المومنین و سیدة نساء اهل الجنته و سیدة نساء هذا الامته (اخرجه الحاکم) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا آیا تم اس سے راضی نہیں ہوتیں کہ تم جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم اس امت کی

عورتوں کی سردار ہو۔

(۲)عن حذیفته ان النبی صلی الله علیه و اله و سلم قال نزل ملک من اسماء فاستاذن الله ان یسلم علی فبشر نی بان فاطمته سیدة نساء اهل الجنته (اخرجه احمد و الترمذی و النسائی والرویاتی والحاکم وابن حبان) روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بہ تحقیق سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اللہ تعالیٰ سے اس نے میرے سلام کرنے کے لیے اذن طلب کیا اور مجھ کو خوشخبری پہنچائی کہ بہ تحقیق فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۳)عن ابی سعید ان النبی صلی الله علیه و اله وسلم قال فاطمته سیدة النساء اهل الجنته الا ما کان مریم بنت عمران (اخرجه ابو یعلی. وابن حبان. والطبرانی والحاکم) ابوسعید ناقل ہیں کہ بہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سردار ہے اہل جنت کے لوگوں کی عورتوں کی سوا مریم بنت عمران کے۔

(۴)عن فاطمته قالت قال لی رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم یا فاطمته اما ترضین ان تاتی یوم القیامته سیدة النساء المومنین (اخرجه الدیلمی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی کہ قیامت کے روز تو سب مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۵)عن عمران بن حصین ان النبی صلی الله علیه و اله وسلم عاد فاطمته وهی مریضته فقال لها کیف نجدینک یا ابنته قال انی وجعت وانه لیزید نی مالی طعالم اکلته یا بنتی اما ترضین انک سیدة نساء العالمین قال یا ابت فاین مریم بن عمران قال سیدة النساء عالمها وانت سیدة النساء عالمک انا والله لقدر زوجتک سیدا فی الدنیا والاخرة(استیعاب عبدالبر) عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور دنیا و دین علیہ الصلوۃ والسلام جناب فاطمہ کی عیادت کو گئے وہ مریض تھیں حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

ان سے کہا اے بیٹی ہم یہ کیا تیرا حال دیکھ رہے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں بیمار ہوگئی ہوں۔ اور مجھ کو اس نے بھی ناچار کیا ہے کہ میرے پاس کچھ کھانے کی چیز نہیں جسے میں کھا سکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو راضی نہیں ہوتی کہ تو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پس مریم بنت عمران کہاں رہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ اپنے عالم کی سردار ہے اور تم اپنے عالم کی ہو۔

(۶) عن ام سلمته ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم دعا فاطمته عالم الفتح حدثها فبكت ثم حدثها فضحكت فلما توفى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم سالتها عن بكائها وضحكها فقالت اخبرنى انه يموت فبكيت ثم اخبرنى انى سيدة النساء اهل الجنته الا مريم بنت عمران فضحكت (اخرجه الترمذى) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے برس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا ان سے کوئی بات کی وہ رونے لگیں۔ پھر ان سے دوسری بات کی وہ ہنسنے لگیں۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتقال ہوگیا میں نے ان کو ان کے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی جناب فاطمہ فرمانے لگیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے اپنے انتقال پر ملال کی خبر دی میں رونے لگی پھر حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ میں سوا مریم بنت عمران کے سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں پس میں ہنس پڑی۔

(۷) عن ابى هريرة وابى الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فاطمته سيدة نساء العالمين ماخلا مريم بنت عمران (اخرجه الديلمى ولطبرانى و ابن حبان) ابوہریرہ اور ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب ختم المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سب جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔ سوا مریم بنت عمران کے۔

(۸) عن عائشه قالت كنا ازواج النبى صلى الله عليه واله وسلم عنده فاقبلت فاطمته

ماتخفی مشیتها من مشیته رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فلما راها قال مرحبا یا ابنتی ثم اجلسها ثم سارها فبکت بکاء اشدید فلما رای حزنها سارها الثانیة فاذا هی تضحک فلما قام رسول الله صلی الله علیه واله وسلم سالتها عما سارک قالت ماکنت لافشی علی سر رسول الله صلی الله علیه واله وسلم سر فلما توفی قلت عزمت علیک بمالی علیک من الحق لما اخبرتنی قالت اماالان فنعم اماحین سارنی فی امرالاول فانه اخبرنی ان جبرائیل کان یعارضنی القران کل سنته مرةً وانه عارضنی به العام مرتین و لا اری الا الا جل الا قد اقترب فاتقی الله واصبری فانی نعم السلف انالک فلما رای جزعی سارنی السانیته قال یا فاطمته الا ترضین ان تکونی سیدة النساء اهل الجنته وسیدة النساء الجنته و سیدة النساء المومنین (اخرجه البخاری والمسلم)

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سب بیویاں آپ کے پاس موجود تھیں اتنے میں جناب فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں انکی رفتار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رفتار سے چھپی نہیں تھی۔ یعنی بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رفتار کے مشابہ تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو دیکھا تو مرحبا اے بیٹی کہہ کر پکارا پھر ان سے سرگوشی کی وہ سخت روئیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا غم واندوہ دیکھا دوبارہ ان سے سرگوشی کی وہ ہنس پڑیں۔ جب حضور اٹھ کر تشریف لے گئے جناب عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ سے کیا سرگوشی کی تھی۔ جناب فاطمہ نے کہا میں ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے راز کو افشاء نہیں کرنے کی۔ جب حضور ادار دنیا سے رحلت فرما گئے تو میں نے جناب فاطمہ سے کہا میں تم کو اس حق کی جو میرا تم پر ہے قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ مجھے اس راز کو بتاؤ۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم انتقال فرما چکے ہیں۔ اب میں اس کو بیان کرتی ہوں۔ جب پہلے امر میں مجھ سے

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سرگوشی کی تو بیان کیا کہ ہر برس میں جبرائیل مجھ سے ایک دفعہ قرآن مجید کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس سال دو دفعہ مقابلہ کیا ہے میں سوا اس کے نہیں دیکھتا کہ میری رحلت قریب آ گئی ہے پس تو خدا سے ڈریو اور صبر کریو میں تیرا اچھا آگے جانے والا ہوں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے رونے کو ملاحظہ کیا تو پھر مجھ سے سرگوشی کی کہ فرمایا یا فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی کہ تو سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں اور سب مومنین کی عورتوں کی سردار۔

افضل النساء: عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم افضل نساء اهل الجنته خدیجته بنت خویلد و فاطمه بنت محمد (اخرجه ابو دائودو النسائی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب اہل جنت کی عورتوں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔

خیر النساء: عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم خیر نساء امتی فاطمته بنت محمد(اخرجه الحاکم) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضور نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب میری امت کی عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد ہیں۔(صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

عن انس ان النبی صلی الله علیه و اله وسلم قال حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجه بنت خویلد و فاطمه بنت محمد و اسیه بنت مزاحم(اخرجه احمد) انس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فضل میں کافی ہیں تیرے لیے سب دنیا کی عورتوں سے چار عورتیں، مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم۔

الصدیقه: عن الحمراء قال قال النبی صلی الله علیه و اله وسلم یا علی اوتیت ثلاثا لم یوتی احدولا انا اوتیت صهرامثلی و لما اوت انا مثلی و اوتیت صدیقته مثل ابنتی

ولم اوت مثلها واوتیت الحسن و الحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلهما ولا نتم منی وانا منکما (اخرجه الدیلمی) ابوالحمراء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علی تجھ کو تین باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ کسی کو نہیں ملیں۔ اور وہ مجھ کو بھی نہیں تجھ کو سسر مجھ سا ملا اور مجھ کو مجھ سا نہیں ملا۔ تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی اور مجھ ویسی نہیں ملی۔ تجھ کو حسن و حسین تیری صلب سے عطا ہوئے۔ اور مجھ کو ان جیسے نہیں ملے۔ اور البتہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک احب اہل بیت ہونا جناب سیدہ کا

عن اسامته بن زید ان النبی صلی الله علیه واله وسلم قال احب اهل الی فاطمته (اخرجه الترمذی والحاکم وقال لدیلمی قال حین رساله صلی الله علیه واله وسلم علی والعباس فقالا یا رسول الله ای اهلک احب الیک) اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب میرے اہل سے میرے نزدیک پیاری فاطمہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور دیلمی فردوس الاخبار لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ کلمات مبارک اس وقت ارشاد فرمائے تھے جبکہ جناب علی اور عباس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا تھا کہ آپ کے نزدیک آپ کے اہل سے کون زیادہ پیارا ہے۔

(۲) عن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علی عائشه فسئالت ای الناس کان احبالی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قالت فاطمته فقیل من الرجال قالت زوجها (اخرجه الترمذی والنسائی) جمیع بن عمیر نقل کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ جناب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے پوچھا کہ سب لوگوں سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کون زیادہ پیارا تھا فرمانے لگیں جناب فاطمہ پھر کہا گیا مردوں میں سے کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا ان کا خاوند یعنی علی بن ابی طالب۔

(۳)عن بریدة قال کان احب النساء الی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فاطمته ومن الرجال علی(استیعاب علامه ابن عبدالبر) بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب عورتوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جناب فاطمہ پیاری تھیں اور سب مردوں سے زیادہ جناب علی۔

جناب فاطمہ کا بضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہونا

عن علی قال کنت عند رسول الله صلی علیه واله وسلم فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم ای شئی خیر للمراة فسکتو افلمارجعت قلت لفاطمته ای شئی خیر النساء قالت ان لا یراهن الرجال فذکرت ذلک للنبی صلی الله علیه واله وسلم ان فاطمته بضعته منی(اخرجه ابزار مسنده) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ نے ارشاد فرمایا عورتوں کے لیے کیا چیز مناسب ہے سب چپ ہو رہے تھے جب میں لوٹ کر گھر میں آیا تو میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کونسی چیز عورتوں کے لیے بہتر ہے انہوں نے جواب دیا کہ ان کو مرد نہ دیکھنے پائیں پس میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس بات کو بیان کیا آپ نے فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانا کہ جس نے فاطمہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی

(۱)عن المسودبن مخرمه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فاطمته بعضته منی فمن اذا ها فقد اذانی(اخرجه الدیلمی واحمد الحاکم) مروی ہے کہ مسعود

بن مخرمہ سے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو ایذا دی مجھ کو ایذا دی۔

(۲)عن ابن الزبير قال قال رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم انما فاطمته بضعته منى يئوذينى ما اذا ها (اخرجه احمد و الترمذى) منقول ہے ابن زبیر سے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو اسے ایذا دیتی ہے۔

(۳)روى عن مجاهد و قال خرج رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم وهوا اخذبيد فاطمته فقال من عرف هذه فقد عرفها و من لم يعرفها فهى فاطمته بنت محمد و هى بضعة منى وهى قلبى وهى روحى التى بين جنبى من اذا هافقد اذانى و من اذانى فقد اذى الله (اخرجه ابن عساكر) مجاہد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اس کو پہچانتا ہے اور جو کوئی نہیں پہچانتا ہو پس یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے اور یہ میرے دل کا ٹکڑا اور میرا دل ہے۔اور یہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے جس نے کہ اس کو ایذا دی مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔

ذکر اس بات کا کہ جناب فاطمہ کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے

عن على قال ان رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم لفاطمته يا فاطمته ان الله يغضب بغضبك و برضى برضاك (اخرجه ابو يعلى. والطبرانى والحاكم و ابو نعيم فى الحليته و الديلمى) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ تیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

جناب سیدہ کا حیض ونفاس سے طاہر ہونا

(۱)عن ابن عباس رضی الله عنها قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ابنتی فاطمه حوراء اذمیته لم تحض ولم تطمث انما سما ها فاطمته لان الله فطمها من النار (اخرجه الدولابی) ابن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جو حیض اور طمث سے پاک ہے۔اس لیے اس کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو دوزخ کی آگ سے جدا کر رکھا ہے۔

(۲)عن علی قال ان النبی صلی الله علیه واله وسلم سئل ماالبتول فانا سمعناک یا رسول الله تقول مریم بتول و فاطمه بتول فقال البتول التی لم ترحمرة قط ای لم تحض فان الحیض مکروه فی بنات الانبیاء (اخرجه الحاکم) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا گیا بتول کس کو کہتے ہیں کیونکہ یا رسول اللہ ہم نے بارہا سنا ہے کہ آپ مریم بتول اور فاطمہ بتول فرمایا کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بتول وہ ہے جو سرخی کو نہ دیکھے یعنی حیض اور طمت سے پاک ہو۔کیونکہ حیض نبیوں کی بیٹیوں کے لیے مکروہ ہے۔

(۳)عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمة بالحسن فلم اولها دما فقلت یا رسول الله لم ارا لفاطمة دما فی حیض ولا نفاس فقال لها صلی الله علیه واله وسلم اما علمت ان ابنتی طاهرة مطاهرة لا یری لهادم فی طمث (مسند اهل البیت) اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ حسن علیہ السلام کے تولد کے وقت میں جناب سیدہ کی دائی تھی میں نے ان کو کسی قسم کا خون جو عورتوں کو ولادت کے وقت ہوا کرتا ہے نہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا یا رسول اللہ جناب سیدہ کے لیے خون حیض اور نفاس کا نہیں دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو نہیں جانتی کہ میری بیٹی پاک

اور پاکیزہ ہے اس کے لیے طمث میں خون نہیں دیکھا جا سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جناب فاطمہ سے زیادہ کوئی شبیہہ نہیں تھا

(۱)عن ام سلمہ قالت کانت فاطمته اشه الناس شبها و وجها بالنبی صلی الله علیه واله وسلم(اخرجه ابن عساکر) جناب ام المومنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ شکل وشمائل میں نہایت شبیہہ تھیں۔

(۲)عن عائشه قالت مارایت احداشبه سمتاو دلا وهدیا وحدیثا برسول الله صلی الله علیه واله وسلم فی قیامها وقعودها من فاطمته بنت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قالت وکانت اذا دخلت علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قام الیها فقبلها واجلسها فی مجلسه وکان النبی صلی الله علیه واله وسلم اذا دخل علیها قامت من مجلسها فلما مرض رسول الله صلی الله علیه واله وسلم دخلت فاطمه علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فاکبت عله فقبلته ثم رفعت راسها فبکت ثم اکبت علیه ثم رفعت راسها فضحکت فقلت ان کنت لا ظن ان هذه من اعقل النساء فاذا هی من النساء فلما توفی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قلت لها رایت حین اکبت علی النبی صلی الله علیه واله وسلم ورفعت راسک فبکیت ثم اکبت علیه فرفعت راسک فضحکت ماحملک علی ذلک قالت انی اذا البذرة.اخبرنی انه میت من وجعه هذا فبکیت ثم اخبرنی انی اسرع اهله لحو قابه فضحکت (اخرجه الترمذی و ابو دائود والنسائی وابو حاتم باختلاف یسیر) جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب فاطمہ سے زیادہ قیام وقعود میں بات کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کسی کو شبیہہ نہیں دیکھا۔ جب

جناب فاطمہ تشریف لاتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے مقام سے اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم مریض ہوئے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھک پڑیں اور چہرہ اقدس کو چومنے لگیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں میں نے کہا میں گمان کرتی تھی کہ یہ یعنی جناب فاطمہ تمام عورت سے عقلمند ہیں پر معمولی عقل والی عورتوں میں سے نکلیں۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فوت ہو گئے میں نے ان سے کہا میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھکیں تو سر اٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ آپ ان پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت اس کی وجہ بیان کرنا باعث افشاء ہوتا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس مرض میں انتقال فرمائیں گے۔ پس میں رو پڑی پھر مجھ کو خبر دی کہ میں ان کو سب اہل خانہ سے پہلے ان کے ساتھ جا ملوں گی پس میں اس وجہ سے ہنسنے لگی۔

ذکر اس امر کا کہ جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو سب سے اول جناب سیدہ علیہا السلام سے ملاقات فرماتے

(۱) **عن ثوبان قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سافر اخر عهده یاتیان فاطمته و اول من یدخل علیه اذاقدم فاطمته (اخرجه احمد و البیهقی)** ثوبان کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سفر کو تشریف لے جاتے تو سب سے آخر جناب فاطمہ علیہا السلام ان سے ملتیں۔ اور جب تشریف لاتے تو سب سے اول جناب فاطمہ سے ملتے۔

(۲) **عن ابی ثعلبته قال لکان رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم اذا قدم من غزو او**

سفر بداء بالمسجد فصلی فیه رکعتین ثم اتی فاطمته ثم اتی ازواجه (اخرجه ابو عمر) ابوثعلبہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غزوات سے یا سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے شروع کرتے اور اس میں دو رکعتیں پڑھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لاتے پھر ازواج کے پاس تشریف لے جاتے۔

(۳)عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه اذا قدم من سفر قبل فاطمته (اسد الغابه) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ کے پاس جاتے۔

قیامت کے روز سب سے اول جنت میں جناب فاطمہ کا داخل ہونا

(۱)عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اول شخص یدخل الجننه علی وفاطمته مثلها فی هذا الامته کمثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اول جنت میں داخل ہوں گے وہ علی اور فاطمہ ہیں۔ فاطمہ کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسی کہ بنی اسرائیل میں مریم بنت عمران۔

(۲)عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم تبعث الانبیاء یوم القیامته علی الدواب لیوافق المومنین من قومهم ویبعث صالح علی ناقته و ابعث اناعلی البراق و تبعث فاطمته امامی(مجمع الاحباب فی مناقب الا صحاب) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن ایسے چار پایوں کے اوپر سوار کیے جائیں گے جو ان کی قوم کے مومنوں کے مطابق ہوں گے اور صالح پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اونٹنی پر سوار کیے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور میرے آگے فاطمہ ہوں گی۔

قیامت کے روز جناب سیدہ کے مرور کے وقت اہل موقف کو سر جھکانے اور نگاہ نیچی رکھنے کا من جانب اللہ تعالیٰ حکم ہونا

(۱)عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم اذا کان یوم القیمته نادی مناد من بطنان العرش یااهل الموقف غضوا ابصار کم ونسکوا رئو سکم لتجوز فاطمه بنت محمد صلی الله علیه و اله وسلم علی الصراط(اخرجه اسمعیل بن احمد) ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا پکارنے والا عرش کے اندر سے پکارے گا اے اہل موقف اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنے سر جھکا دو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم صراط سے گذر جائے۔

(۲)عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم اذا کان یوم القیامته جمع الله الاولین و الاخرین فی صعید واحد ثم ینادی مناد من بطنان العرش ان الجلیل جل جلاله یقول نکسوا رئو سکم و غضو ابصار کم فان هذه فاطمته بنت محمد صلی الله علیه و اله وسلم ترید ان تمر علی الصراط (اخرجه الخوارزمی) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرلے گا پھر ایک پکارنے والا عرش کے اندر سے پکارے گا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل موقف تم اپنے سر کو جھکالو ور اپنی آنکھوں کو بند کرلو یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں صراط سے گذرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

(۳)عن علی ان النبی صلی الله علیه و اله وسلم قال اذا کان یوم القیامته نادی منادی اهل الجمع غضوا ابصار کم عن فاطمته محمد صلی الله علیه و اله وسلم حتی تمر (اخرجه الدینوری فی المجالسته و ابو نعیم فی الدلائل و السیوطی فی بدور السافرة) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے جب ہوگا دن قیامت کا تو ایک پکارنے والا پکارے گا اے لوگوں بند کرلو اپنی آنکھیں جب تک کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ گذر جائے۔

جناب سیدہ کو جنت میں ام موسیٰ اور مریم بنت عمران سے بھی ستر قصر زیادہ ملنے

عن ابی سعید الخدری انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مرفی السماء السابعتہ قال رایت فیھا لمریم ولام موسے والا سیتہ امراۃ فرعون و خدیجتہ بنت خویلد قصور امن یاقوت و لفاطمتہ محمد سبعین قصورامن مرجان الا حمد مکللا باللئو لو ابو ابھا من عود (اخرجہ ابن مردویہ) ابوسعید حذری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے ساتویں آسمان پر گذر کرکے دیکھا کہ مریم اور ام موسی اور آسیہ فرعون کی بی بی اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے یاقوت کے گھر بنے ہوئے ہیں اور فاطمہ بنت محمد کے لیے ستر قصر مونگے کے دیکھے جو موتیوں سے جڑے ہوئے تھے ان کے دروازے عود کی لکڑی کے تھے۔

جنت میں جناب سیدہ کا سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں ہونا

عن ابی فاختہ قال قال علی زار نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و بات عندنا و الحسن و الحسین نائمان فاستسقیٰ الحسن فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی قبرتہ فجعل بمصر ھافی القدح ثم جاء لیسقیہ فتناول الحسن فتناول الحسین لیشرب فمنعہ و بداء باالحسن فقالت فاطمتہ یا رسول اللہ کانہ احبھما الیک قال ھو استسقی اول مرۃ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی ایاک و ھذین یعنی حسنا و حسینا و ھذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم

القیامتہ(اخرجه احمد فی المناقب) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس آئے اور وہ رات یہیں بسر فرمائی اور جناب حسن اور حسین علیہا السلام دنوں سوئے ہوئے تھے پس حضرت حسن نے پانی مانگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اٹھے اور مشک کی طرف تشریف لے گئے اور پیالے میں پانی ڈالا پھر آئے تا کہ پلا دیں حسن کو پاین پکڑ الیا اسے جناب حسین نے پینے کے لیے مانگا پس حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں روک دیا اور پہلے جناب حسن کو پلایا اور فرمایا جناب فاطمہ علیہا السلام نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم گویا آپ کو ان دونوں میں سے حسن سے زیادہ الفت ہے فرمایا اس لیے کہ حسن نے پہلے مانگا تھا پھر فرمایا کہ میں اور تم اور یہ دونوں یعنی حسن اور حسین اور یہ سونے والا یعنی علی قیامت کے دن مکان واحد میں ہوں گے۔

اس حدیث سے بعض صاحبوں کا شبہ بالکل جاتا رہتا ہے جو ایک قیاسی مسئلہ پیش کرتے ہیں کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ علیہا السلام سے افضل ہیں کیونکہ امہات المومنین جنت میں بمعیت سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک مکان اور ایک درجہ میں ہوں گے اور حضرت سیدہ بمعیت مرتضوی دوسرے قصر جنت میں تشریف رکھتے ہوں گے۔ لامحالہ جناب مرتضوی کے مکان سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے برتر مقام پر ہوں گی اور جنت میں برتر مقام ہونا دلیل افضیلت ہے۔ لیکن احادیث کے مقابل مزعومات کو پیش نہیں کرنا چاہیے۔ اہل حدیث کے معتقدات کو دیکھنا چاہیے کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ صاف لا نفضل احد اعلی بضعته الرسول کے قائل ہیں۔

ثعلبی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ والحقنا بهم ذریاتهم قال ان الله یرفع ذریة المومن فی درجة وان کانو دونه فی العمل ثم قرء والذین امنو واتبعتهم ذریاتهم بایمان والحقنا بهم ذریاتهم وما التناهم من عملهم من شئی قال سیدی جلال الدین السمهودی فان کان هذا فی ذریة مطلق المومن فماذاک بذریة

صلی اللہ علیہ و الہ وسلم(جواھر العقدین) ابن عباس اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے ان کی ذریت کو ان سے ملا دیا ہے فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم مومن کی ذریت کو اسی کے درجہ میں رکھے گا اگرچہ عمل میں اس سے کمتر ہوں گے پھر اس آیت کو پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے (اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور انکی راہ چلی ان کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان کی اولاد کو اور گھٹایا نہیں ان سے ان کا کیا کچھ بھی) سید جلال الدین سہودی لکھتے ہیں کہ یہ مرتبہ مطلق مومن کی ذریت کو ملے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذریت کا درجہ دیکھنا چاہیے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کے نکاح کا بیان

(۱)عن عبداللہ بن جعفر الهاشمی قال انکح رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم فاطمته بعد واقعته احد و کان عمرهااذ ذاک خمسته عشر سنته و خمسته اشهر و نصف و کان سن علی احدی و عشرین سنته و خمسته اشهر وقال زبیر بن بکار تزوجها علی فی السنته الشانیته من الهجرة و کان عمر ها اذا ذاک خمسته عشر و خمسته الشهر (استیعاب) عبداللہ بن جعفر الہاشمی کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح بعد واقعہ احد کے کیا ہے ان کی عمر اس وقت پندرہ سال اور ساڑھے پانچ مہینے کی تھی۔ اور جناب علی کا سن مبارک اکیس سال اور پانچ ماہ کا تھا۔ اور زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ سے جناب علی کا نکاح ہجرت کے دوسرے برس ہوا ہے۔ اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا سن اس وقت پندرہ برس اور پانچ ماہ کا تھا۔

(۲) عن الحارث عن علی قال خطب ابو بکر و عمر یعنی فاطمته لی رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم فابی رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم فقال عمر انت لها یاعلی فقلت مالی من شئی الا درعی فزوجه رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم (اسد الغابه فی معرفته الصحابه) حارث جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

جناب ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے واسطے جناب فاطمہ علیہا السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انکار کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہا یا علی آپ جناب فاطمہ کی زوجیت کے لیے مناسب معلوم ہوتے ہیں جناب علی نے کہا میرے پاس تو سوائے زرہ کے اور کوئی سامان دنیاوی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے علی سے ان کا نکاح کر دیا۔

(۳)عن عبدالله بن بريدة عن ابيه قال خطب ابو بكر فاطمته فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم انها صغيرة فخطبها على فزوجها منه عبداللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر نے حضرت سیدہ کی خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ابھی چھوٹی ہیں پس جناب علی نے خواستگاری کی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے نکاح کر دیا۔

(۴)عن ام سلمته قالت قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لو لم يخلق على ما كان لفاطمته كفو (اخرجه الديلمي) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر علی نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کے لیے کوئی کفو نہ ہوتا۔

(۵)عن انس قال كنت عندالنبى صلى الله عليه واله وسلم فغشيه الوحى فلما افاق قال لى يا انس اتری ما جاء نى به جبرائيل من صاحب العرش عز و علاقلت بابى انت و امى ماجاءك به جبرئيل قال قال لى ان الله تبارك و تعالىٰ يا مرك ان تزوج فاطمه من على فانطلق وادع لى ابا بكر عمر و طلحته و الزبير و بعد تهم من الا نصار قال فانطلقت فدعو تهم فلما ان اخذو مجالسهم قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الحمد لله المحمود بنعمته والمعبود فقدرته المطاع سلطانه المهروب اليه من عذابه النافذ امرهء فى ارضه و سمائه الذى خلق الخلق بقدرته و

میز هم باحکامه و اغرهم بدینه و اکرمهم بمحمد صلی الله علیه و اله وسلم ان الله عزوجل جعل المصاهرة نسباً لا حقاً و امرا مفترضا و حکما و عادلا و خیرا جامعا وشیخ به الارحام والزمها للانام فقال عزوجل وهو الذی خلق من الماء بشر افجعله نسبا وصهرا وکان ربک قدیرا و امر الله تعال یجری الی قضائه و قضائه یجری الی قدره ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمح الله مایشاء ویثبت و عنده ام الکتاب ان الله تعال امرنی ان ازواج فاطمته من علی و اشهد کم انی زوجت فاطمته من علی علی اربعمائته مثقال فضته ان رضی بذلک علی السنته القائمته و الفریضته الواجبه فجمع الله شملهما و بارک الله لهما اطاب الله نسلهما وجعل نسلهما مفاتیح الرحمته و معاذن الحکمته وامن الامته اقول قولی هذا و السغفر الله لی ولکم ثم قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم متبسما یا علی ان الله امرنی ان ازوجک فاطمته و انی قدزوجتکها علی اربعمائته مثقال فضته فقال علی رضیت یا رسول الله ثم ان علیا خر ساجدا شکر الله فلما رفع راسه قال له رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بارک الله لکما علیکما و اسعد جد کما واخرج منکما کثیر الطیب قال انس و الله لقد اخرج منهما الکثیر الطیب (اخرجه احمد فی المناقب وابو حاتم)

انس سے معقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ کو وحی کے سبب سے غش طاری ہوا جب افاقہ میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے میرے پاس جبریل خداوندعرش کی طرف سے کیا حکم لایا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جبرائیل آپ کے پاس کیا حکم لائے۔ فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ فاطمہ کی علی سے تزویج کریں پس تو جا اور میرے پاس ابوبکر وعمر وطلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے تعداد کے موافق انصار میں سے لوگوں کو بلا لا۔ انس کہتا ہے کہ میں گیا اور ان کو بلا لایا۔ پس جس وقت وہ لوگ آئے اور بیٹھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم نے خطبہ پڑھا کہ جمیع حمد ثابت واسطے اللہ کے جو محمود ہے۔ بہ سبب اپنی نعمتوں کے اور معبود ہے بہ سبب اپنی قدرت کے اور اطاعت کیا گیا ہے بہ سبب اپنے غالب ہونے کے اور اس کی طرف لوگ گریز کرتے ہیں اس کے عذاب سے۔ جاری ہے حکم اس کا اس کی زمین اور اس کے آسمانوں میں وہ ایسا ہے کہ اس نے خلقت کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے ان کو تمیز دی ہے اور اپنے دین کے سبب سے ان کو عزت بخشی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سبب سے ان کو بزرگی عطا فرمائی ہے۔ بہ تحقیق اللہ عزوجل نے سسرالی رشتے کو نسب تازہ اور امر واجب اور حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے۔ اور اس کے سبب سے رحمتوں کو ملایا ہے اور تمام خلق پر اس کو لازم کر دیا ہے اور فرمایا ہے (وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا ہے پس اس کے واسطے نسب اور سسر والا رشتہ قرار دیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے خدا کا حکم اس کی قضا کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا قدر کیطرف جاری ہوتی ہے اور واسطے ہر قضا کے ایک قدر ہے اور واسطے ہر قدر کے ایک زمانہ معین ہے اور واسطے ہر زمانہ معین کے ایک کتاب ہے محو کر دیتا ہے جس چیز کو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اس کے پاس ہے اصل کتاب یعنی لوح محفوظ) اما بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے عقد کروں اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا علی سے چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے۔ اگر علی اس بات پر راضی ہو یہ سنت قائم ہے۔ اور فریضہ واجب پس اللہ تعالیٰ ان دونوں میں جمعیت عطا کرے۔ اور ان دونوں میں برکت دے اور ان دونوں کی نسل کو پاکیزہ کرے اور ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیاں اور حکمت کی کان اور امت کے لیے امان بنائے۔ میں یہ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں اور اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تبسم کر کے فرمایا علی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ سے تیرا نکاح کروں۔ اور میں نے تم دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے۔ پس علی نے عرض کیا میں راضی ہوں بعد اس کے حضرت علی سجدہ میں گرے شکر کرنے کے لیے پس جب اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم

دونوں کے واسطے اور تم دونوں پر برکت کرے اور تم دونوں کی کوشش کو نیک کرے اور تم دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں کہ واللہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کی ہے۔

(۲)عن انس قال لمازوج النبی صلی الله علیه واله وسلم فاطمته امرهم ان یجهزوها فجعل لها سریر اوو سادة من ادم حشوها لیف وقال زنی ابنتی الی علی وامربه ان لا یجعل علیها حتی اتیها فجاء ت مع لم ایمن حتی قعلت فی حانب البیت فلما صلی العشاء اقبل برکوة فیها ماء فقل فیهما فقال لفاطمته تقدمی فتقدمت و نضح بین ثدیهاو علی راسها وقال اللهم الی اعیذبک و ذریتها من الشیطان الرجیم ثم قال ها ادبری فادبرت فصب بین کتفیها وقال اللهم انی عیذ بک و ذریتها من الشیطان الرجیم ثم قال تقدم یا علی وصب علی راسه و بین حدیبیه ثم قال اللهم انی عیذبک و ذرریته من الشیطان الرجیم ثم قال ادبر فاد برقصیبه بین کتفیه وقال اللهم انی عیذبک و ذرینه من الشیطن الرجیم فقال لعلی ادخل باهلک بسم الله الرحمن الرحیم فبکت فاطمته فقال ما یبکیک و قد زوجتک اقدمهم سلما و احسنهم خلقا فخرج وغلق علیهما الباب بیده.(اخرجه احمد و ابو حاتم و النسائی و ابو البخیر الحاکمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کردیا لوگوں کو ان کے جہیز کی تیاری کا حکم دیا ان کے لیے ایک تخت اور ایک بچھونا چمڑے کا لیف خرما سے بھرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو علی کے لیے زینت دو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہنچیں تو تعجیل نہ کرے۔ پس جناب سیدہ ام ایمن کے ساتھ جناب علی کے گھر میں تشریف لے گئیں اور گھر میں ایک طرف بیٹھ گئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک لوٹا لے کر تشریف لائے اور اس میں اپنا لعاب دہن مبارک سے ڈالا اور جناب فاطمہ سے کہا

آ گے آؤ وہ آ گے گئیں حضرت نے ان کی چھاتی پر سر مبارک پر اس پانی کی چھینٹے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پنا مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹیں اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پانی چھینٹے دے کر دعا کی اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا یا علی آ گے آؤ وہ آ گے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی چھاتی اور سر اقدس پر اس پانی کے چھینٹے دیے اور دعا کی اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹے اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان میں پانی کے چھینٹے دے کر فرمایا اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لے جائیں ساتھ نام اللہ مہربان اور رحم کرنے والے کے پس جناب فاطمہ رونے لگیں سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ تم کیوں روتی ہو میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور سب سے اچھے خلق والا ہے۔ یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کا دروازہ بند کر دیا۔

ذکر اس امر کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح پروردگار کے حکم سے ہوا ہے

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الله عزوجل امرني ان ازوج فاطمته من علي (اخرجه الديلمي فردوس الاخبار و الطبراني في الكبير) ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہ تحقیق پروردگار عز وجل نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا علی سے نکاح کروں۔

(۲) عن انس بن مالک قال ابوبكر خطب الى النبي صلى الله عليه واله وسلم ابنته

فاطمته فقال صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا ابابکر لم ینزل القضاء ثم خطب عمر مع عدة من قریش فقال لہ مثلہ لا بی بکر فقیل لعلی لو خطبت الی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لخلیق ان یزوجھا قال و کیف و قد خطبھا اشراف قریش فلم یزوجھا فخطبھا فقال صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد امرنی ربی وعزوجل بذلک (اخرجہ احمد) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ کی خواستگاری کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابا بکر حکم خدا نازل نہیں ہوا۔ پھر حضرت عمر نے چند قریش کے آدمیوں کے ساتھ خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو بھی ویسا ہی جواب دیا جو کہ جناب ابوبکر کو دیا تھا۔ تب حضرت علی سے کہا گیا۔ آپ خواستگاری کرتے تو جناب فاطمہ کے لیے زیادہ حقدار تھے۔ جناب علی نے کہا میں کس طرح استدعا کروں کیونکہ اشراف قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ان کی نسبت استدعا کی اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا نکاح نہیں کیا۔ پس جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی سے ان کا نکاح کر دیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اس کا حکم پروردگار نے کیا ہے۔

(۳) عن عمر قال ذکر عندہ قال ذاک صھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد نزل جبریل فقال ان اللہ یامر ان تزوج فاطمته من علی (اخرجہ ابن السمان) روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جناب علی کا ذکر کیا گیا وہ کہنے لگے وہ داماد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بہ تحقیق جبرائیل نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو امر کرتا ہے کہ آپ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیں۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا علی ان اللہ زوجک فاطمتہ وجعل صداقھا الارض فمن مشی علیھا مبغضالک مشی حراما (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے یا

علی بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ سے فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور تمام زمین کو اس کا مہر قرار دیا ہے پس جو شخص بحالت تیرے بغض کے اس پر چلتا ہے پر اس پر اس کا چلنا حرام ہے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کا مہر

و اختلف فی مهره ایا هاوروی انه مهر ها درعته و انه لم یکن له ذلک الوقت صفراء و بیضاء و قیل ان علیا یزوج فاطمته علی اربعمائته و ثمانین درهم(استیعاب عبدالبر) جناب سیدہ علیہا السلام کے مہر میں علما کا اختلاف ہے۔ روایت ہے کہ ان کا مہر زرہ تھی کیونکہ جناب علی کے پاس اس وقت سونے چاندی سے کچھ موجود نہیں تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جناب علی نے چار سو اسی درہم پر ان کا نکاح کیا تھا۔

ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح ملائکہ کی گواہی سے ہوا ہے

(۱)عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم فی السمجد اذقال لعلی هذا جبرائیل یخبرنی ان الله عزوجل زوجک فاطمته و شهد علی تزویجها اربعین الاف ملک و اوحی الی الطوبی ان انثری علیهم الدر والیاقوت فنثرت علیهم الدرو والیاقوت(اخرجه الملافی سیرة) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل نے تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتے کو گواہ کیا ہے اور طوبیٰ درخت کو اشارہ کیا کہ ان پر درو یاقوت نثار کرے پس اس نے درو یاقوت ان پر نثار کیے۔

(۲)عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم لفاطمته یا فاطمته

لما اراد الله ان املک بعلی امر الله جبرائیل فقام السماء الرابعته وصف الملائکته صفوفا ثم خطب علیهم فزوجتک من علی ثم امر الله شجر الجنان فحملت الحلی و الحلل امرها فترت علی الملائکته فمن اخذ منهم شیئا اکثر مما اخذ غیرا فتخر به الی یوم القیمته (اخرجه الدیلمی) ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا یا فاطمہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تم کو علی کی ملکیت میں دے جبرائیل کو حکم دیا اس نے کھڑے ہو کر چوتھے آسمان پر فرشتوں کی بہت سی صفیں باندھیں پھر ان پر خطبہ ارشاد فرمایا پھر جنت کے درخت کو حکم دیا وہ زیورات اور عمدہ حلوں سے باور ہوا پھر اس کو حکم دیا اور اس نے ان زیورات کو فرشتوں پر نثار کیا پس جس نے ان میں سے بہ نسبت دوسرے کے کچھ زیادہ لیا وہ اس کی وجہ سے قیامت تک فخر کرتا رہا۔

(۳) عن بلال بن حمامته قال طلع علینا رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم ذات یوم متبسما ضاحکا وجهه مشرق کدارة القمر فقام الیه عبدالرحمن بن عوف فقال یا رسول الله ماهذا النور قال بشارة اتتنی من ربی فی اخی و ابن عمی و ابنتی فان الله زوج علیا من فاطمته و امر رضوان خازن الجنان فهن شجرة الطوبی فحملت رقاقا یعنی صکا کا بعدد مجی اهل بیت و انشا تحتها ملائکته من نور و دفع الی کل ملک صکا فاذا استوت القیمته باهلها بالخلائق فلا یبقی محب لاهل بیتی الا وقعت الیه صکافیه فکاله من النار فصار اخی و ابن عمی و ابنتی فکاک رجال و نساء من امتی من النار (رواه ابو بکر الخوارزمی) بلال بن حمامہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے آپ کا رخ انور چاند کے ہالہ کی طرح سے نورانی تھا عبدالرحمن بن عوف نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آج چہرہ اقدس پر یہ کیسا نور ہے آپ نے فرمایا مجھے میرے پروردگار سے میرے بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی کی نسبت بشارت آئی ہے۔ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے علی کے ساتھ فاطمہ کا نکاح کیا

اور رضوان خازن جنت کو حکم کیا ہے۔اس نے درخت طوبی کو ہلایا اور وہ بارور ہو گیا ہے۔یعنی اس کا ہر ایک پتہ برات نجات کا کاغذ بن گیا اور شجر طوبی کے نیچے فرشتے نور کے پیدا کیے اور ہر ایک کو وہ برات کا کاغذ دیا جبکہ قیامت اپنے تمام لوگوں کے ساتھ قائم ہو گی پس میرے اہل بیت کا محبّ باقی نہیں رہے گا۔ کہ اس پر وہ برات کا کاغذ گرے اس میں دوزخ کی آگ سے رہائی کا پروانہ لکھا ہوا ہو گا۔ پس میرا بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی مردوں اور عورتوں کے لیے دوزخ کی آگ سے رہائی کا سبب ہوئے۔

جناب سیدہ کی اولاد کا بیان

قال ابو عمر فولدت الحسن والحسین وام کلثوم و زینب ولم یزوج علی علیها غیر ها حتی ماتت(استتعاب) ابوعمر کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے جناب علی کے لیے امام حسن اور حسین اور ام کلثوم اور زینب کو جنا ہے اور جناب علی علیہ السلام نے ان کے سوا دوسرا نکاح نہیں کیا۔ جب تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ سب سے اول آخرت میں لاحق ہوئے ہیں

(۱)عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یا فاطمته انت اول اهلی لحوقابی (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا فاطمہ تم میرے اہل میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔

(۲)عن عائشه قالت ما رایت احدا اشبه برسول الله صلی الله علیه واله وسلم من فاطمته کانت اذا دخلت علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قام الیها فلما مرض رسول الله صلی الله علیه واله وسلم دخلت فاطمته فاکبت علیه ثم رفعت

راسها فبكت ثم اكبت ثم رفعت راسها فضحكت فلما توفى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قلت لها رايت حين اكبت على النبى صلى الله عليه واله وسلم و رفعت راسک فبکیت ثم اکبت علیه فرفعت راسک فضحکت ماحملک علی ذالک قالت انی اذا البذرة اخبرنی انه میت من وجعه هذا فبکیت ثم اخبرنی ان اسرع نحوقابه فذلک حین ضحکت (اخرجه الترمذی و ابو دائود و النسائی) البذره قال الهروی البذر الذی یفشون ما یسمون من السریقال بذزرت بین الناس تشبیها ببذر الحب جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ کے سوا کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شبیہ نہیں تھا۔ جب وہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں تشریف لاتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہوتے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیمار ہوئے تو جناب سیدہ تشریف لائیں اور حضرت پر جھک گئیں پھر سر اٹھا کر رونے لگیں اور پھر دوبارہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں نے تم کو دیکھا جبکہ پہلی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھکیں تو سر اٹھا کر رونے لگیں اور پھر دوبارہ جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ اس وقت اس کے افشا کا اندیشا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ ہم اس بیماری سے انتقال فرمانے والے ہیں اس لیے میں رونے لگی پھر مجھکو خبر دی کہ تم بہت جلد مجھ سے ملنے والی ہو پس اس وجہ سے میں ہنسنے لگی۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی وفات کا بیان

(۱) عن عائشته قالت انهالم تضحک فی مدة حیاتها بعد رسول الله صلی لله علیه واله وسلم وانها کانت تذوب من الحزن علیه وشوقها الیه (اخرجه بن عساکر فی

تـاریـخـہ) جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اپنی مدت حیات میں نہیں ہنسیں اور غم میں پگھلتی رہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیدار کے شوق میں گھلتی رہیں۔

(۲) **عـن عائشته رضی الله عنها ان فاطمته عاشت بعد رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ستته اشهر ودفنت لیلا** (اخرجه بن عساکر) ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے چھ مہینے بعد تک زندہ رہیں اور رات کے وقت دفن ہوئیں۔

(۳) **عـن عـروة ان فـاطـمته تـوفـیـت بـعـد الـنـبـی صـلی الله علیه واله وسلم بستته اشهر** (استیعاب) عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق حضرت سیدہ علیہا السلام جناب رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم کے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں۔

(۴) **وقیل بعضهم ماتت بعد وفات ابیه بمائته یوم** (استیعاب) بعض روایوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جناب سیدہ نے اپنے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وفات کے سو دن بعد انتقال فرمایا۔

(۵) **روی ابـن شـهـاب ثـلـثـتـه اشهر** (استیعاب) ابن شہاب زہری جنہوں نے سب سے اول حدیث کو بحکم عمرو بن عبدالعزیز مدون کیا ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے دو تین مہینے تک زندہ رہی ہیں۔

(۶) **عـن ابـن بـریـدة قـال عـاشـت بـعـد الـنـبـی صلی الـلـه علیـه والـه وسلم سبعین یوما** (استیعاب) ابن بریدہ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ستر دن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد زندہ رہیں۔

(۷) قیل بخمسین یوما (نزل الابرار) یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچاس دن زندہ رہیں ہیں۔

(۸) قیل باربعین یوما (نزل الابرار) بعض نے چالیس دن بھی کہے ہیں۔

(۹)قال عبدالله بن حارث و عمرو بن دینار توفیت بعد ابیها ثمانیته اشهر (استیعاب) عبداللہ بن حارث اور عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ اپنے والد کے آٹھ مہینے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام نے انتقال فرمایا ہے۔

والاصح انها لبثت بعد وفات ابیها بستته اشهر وهو مذهب الجمهور (استیعاب) اور زیادہ ترصحیح بات یہی ہے کہ جناب سیدہ اپنے والد ماجد کی وفات کے چھ مہینے بعد تک زندہ رہیں اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔

(۱۰) قال المدائنی ماقتما لثلثا لثلث خلون من شهر رمضان... سنه احدی عشر و هی ابنته وتسع وعشرین سنة (استیعاب) مدائنی کہتے ہیں کہ جناب سیدہ نے رمضان کی تاریخ ۱۱ گیارہویں ہجری میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر انتیس برس کی تھی۔

(۱۱) قال ابن الخشاب توفت ولها ثمان و عشرین سنته و خمسین یوما (تاریخ موالید و وفات اهل بیت) ابن خشاب کہتے ہیں کہ جناب سیدہ کی عمر شریف وفات کے وقت اٹھائیس برس اور پچاس دن کی تھی۔

(۱۲)قال الزبیر بن بکار سالت عن عبدالله ابن حسین یا ابا محمد کم بلغت فاطمه بنت محمد صلی الله علیه واله وسلم من السن فقال ثلثین (استیعاب) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ بن حسین سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا یا ابا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام کا سن مبارک وفات کے وقت کیا تھا۔ فرمایا تیس برس کا۔

(۱۳)واختلفوا فی غسلها اخرجه احمد عن ام سلمة قالت اشتکت فاطمته فمرضتها فاصبحت یوما کانت مثل ماکانت فخرج علی فقالت یاامتاه اسکبی لی غسلا فقامت و اغتسلت کا حسن ماکانت تغتسل ثم قالت ناولنی ثیابی الجدود فنا ولها ایا ها فلبستها ثم قالت قد الفراش الی وسط البیت فقدمت فاضطجعت

واستقبلت وجعلت یدیھا تحت خدھا وقالت انا مقبوضته وقد اغتسلت فلا یکشفنی احد و قضت فجاء علی فبکا فقال واللہ لا یکشفھا احد ثم حملھا وصلی علیھا ودفنھا (تذکرہ خواص الامه) جناب سیدہ کے غسل میں علما سیر کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ بیمار ہوئیں اوران کا مرض طول پکڑ گیا۔ ایک دن صبح کو اٹھیں ان کا مزاج مبارک جیسے کہ تھا ویسے ہی علیل تھا۔ جناب علی گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ جناب سیدہ نے خادمہ سے ارشاد کیا کہ ہمیں غسل کرا۔ آپ نے نہایت عمدہ طرح سے غسل کیا اور ایسا غسل کیا کہ حالت صحت سے بدر جہا بہتر تھا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے نئے کپڑے لاؤ خادمہ نئے کپڑے لائی آپ نے ان کو پہنا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہمارا بستر گھر کے آنگن میں بچھا دو۔ خادمہ نے آپ کا بستر صحن کے درمیان بچھا دیا۔ آپ روقبیلہ ہو کر لیٹ گئیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو رخسار کے نیچے رکھ لیا۔ اور فرمایا۔ میں اس وقت انتقال کرنے والی ہوں اور میں نے غسل کر لیا ہے مجھ کو اب کوئی نہ کھولے یہ فرما کر دار آخرت کو رحلت کر گئیں۔ پھر جناب علی تشریف لائے اور رونے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم ہے ان کو کوئی نہ کھولے گا۔ پس اسی طرح سے جنازہ اٹھا کر لے گئے اور نماز ادا کی اور ان کو دفن کر دیا۔

(۱۴)وفی نزل الابرار فد فنھا یغسلھا ذلک ولم تغسل بعد الموت وکان ذلک شئی خصص به ابوھا صلی اللہ علیه واله وسلم اور نزل الابرار میں علامہ بدخشی لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ اسی غسل سے دفن ہوئیں جو کہ بحالت حیات خود انہوں نے کیا تھا اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ ان کے والد ماجد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے لیے خاص مقرر کی تھی۔

(۱۵)روی عن محمد بن اسحاق ان الملائکته غسلھا (طبقات ابن سعد) محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ بعد وفات کے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔

(۱۶)وروی ان اسماء بن عمیس غسلتھا (تذکرۃ خواص الامته) یہ بھی روایت ہے کہ اسماء بن عمیس نے جناب سیدہ کو غسل دیا۔

(۱۷)والاصح ان علیا غسلها و کانت اسماء بنت عمیس نقیب علیها و کان ذلک مخصوصا بعلی و انما انکر علیه ابن مسعود قال له اما سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول هی زوجتک فی الدنیا و الاخرة(تذکرة الخواص لامته) زیادہ ترصحیح یہ بات ہے کہ جناب علی نے ان کو غسل دیا تھا اور اسماء بنت عمیس صرف نگہبان تھیں۔اور یہ بات صرف جناب علی کے لیے ہی مخصوص تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے اس کی نسبت آپ پر اعتراض بھی کیا تھا۔جناب علی نے فرمایا کہ شاید تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد مبارک کو نہیں سنا ہے مجھ سے فرمایا تھا۔کہ یہ دنیا وآخرت میں تیری بی بی ہیں۔

(۱۸) قیل صلی علیها علی وقیل عباس (نزل الابرار) روایت ہے کہ جناب سیدہ کے جنازہ کی نماز حضرت علی نے پڑھی تھی۔اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عباس نے پڑھی تھی۔

(۱۹)وقیل انها دفنت فی راویته عقیل (تذکرة خواص الامته) یہ بھی روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہ السلام عقیل بن ابی طالب کے گھر کے کونے میں دفن کی گئیں ہیں۔

(۲۰)وقیل انها دفنت فی البقیع الخرقد(تذکرة خواص الامته) اور بعض کہتے ہیں بقیع غرقد میں آپ کا جسد اطہر مدفون ہے۔

اولاد صالح

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اولاد کا جناب امیر علیہ السلام کی صلب سے ہونا

(۱)عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اللهم اشهد انی قد بلغت هذا اخی و ابن عمی و صهری و ابو ولدی اللهم کب من عاداه فی النار(اخرجه ابن البخاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار گواہ رہیو کہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ یعنی (علی بن ابی طالب) میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اے پروردگار جو شخص اس کو دشمن رکھے اس کو اوندھا دوزخ کی آگ میں گرا۔

(۲)عن ابن عباس قال کنت انا والعباس جالسین عند رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذدخل علی وسلم فرد علیه رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وقام الیه وعانقه وقبل بین عینیه واجلسه عن یمینه فقال العباس یا رسول الله اتحب هذا فقال یا عم والله الله اشد حبا منی ان الله جعل ذریته کل نبی فی صلبه و جعل ذریتی فی صلب علی (اخرجه ابو الخیر الحاکمی فی تاریخه و الطبرانی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عباس دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب علی تشریف لائے اور سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا اور اٹھ کر کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آیا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لیے میں ان سے نہایت محبت رکھتا ہوں ۔ بہ تحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو اسی کی صلب میں قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کے صلب میں قرار دیا ہے۔

(۳)عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان الله جعل ذریته کل نبی فی صلبه و جعل ذریتی فی صلب علی (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق اللہ جل جلالہ عم نوالہ نے ہر ایک نبی کی ذریت کو خاص اسی کی صلب سے قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب سے قرار دیا ہے۔

(۴) عن علی قال طلبنی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم و وجدنی فی حائط نائما فقر نبی برجله قال قم فو الله لا سکک انت اخی و ابو ولدی(اخرجه احمد فی

المناقب) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ڈھونڈا اور ایک دیوار کے نیچے سویا ہوا پایا۔ آپ نے پائے مبارک سے مجھ کو ہلا کر فرمایا اٹھ میں تجھ کو خوش کرتا ہوں کہ تو میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہے۔

(۵) عن محمد بن اسامته بن زید قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم لعلی اماانت یا علی فختنی وابو ولدی وانت منی و انا منک (اخرجه احمد والبغوی والحاکم) محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی سے فرماتے تھے پس یا علی تو ہمارا داماد اور ہمارے بچوں کا باپ ہے۔ اور تو میرا اور میں تیرا ہوں۔

(۶) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم للهم اشهد قد بلغت هذا اخی و ابن عمی صهری و ابو ولدی اللهم کب من عاداه فی النار (اخرجه الشیرازی فی الالقاب وابن النجار) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار گواہ رہیو میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ میرا بھائی اور ابن عم اور داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اے اللہ جو اسے دشمن رکھے اسے اوندھا آگ میں دھکیل۔

ذکر اس بات کا جناب سیدہ علیہا السلام کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی ہے

(۱) وفی اسد الغابه وانقطع نسل رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم الامنها اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ سوائے نسل جناب سیدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔

(۲) قال السمهودی فی جواهر العقدین لمارای علی ان ابی طالب الحسین یسرع الی الحرب فی الصفین قال یا ایها الناس املکو اعنی هذین الغلامین اخاف ان ینقطع

بھما نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علامہ جلال الدین سمہودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ امام حسین صفین کے میدان میں لڑائی کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا اے لوگو ان دونوں لڑکوں کو یعنی حسنین علیہما السلام کو تھام لو میں ڈرتا ہوں کہ ان کے شہید ہو جانے کی وجہ سے کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔

جناب سیدہ کی اولاد کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ولی اور عصبہ ہونا

(۱) عن فاطمته قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کل بنی ان ینتمون الی عصبته الا ولد فاطمته فانا ولیھم و عصبتھم (اخرجه الطبرانی) قال العلامته حجر وله طرق یقوی بعضھا بعضا (صواعق محرقه) جناب سیدہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نبی کی نسبت ایک عصبہ کی طرف کی جاتی ہے مگر فاطمہ کی اولاد کے لیے میں ولی اور عصبہ ہوں۔

(۲) عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لکل نبی ان عصبته ینتمون الیه الا ولد فاطمته فانا ولیھم و انا عصبتھم وھم عترتی و خلقوا من طینتی (اخرجه الحاکم فی المستدرک وان عساکر فی تاریخه) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نبی کے لیے ایک عصبہ ہوا کرتا ہے کہ اس کی طرف ان کو منسوب کیا جاتا ہے مگر اولاد فاطمہ کہ ان کے لیے ولی اور عصبہ میں ہوں اور وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔

(۳) سال الرشید عن موسی الکاظم کیف قلتم ان ذریته رسول اللہ صلی اللہ علیه والہ وسلم و انتم ابناء علی فتلا موسی و من ذریته داود و سلیمان عیسی ولیس له

اب (صوافع محرقه) روایت ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے رشید نے پوچھا کہ آپ نے اپنے کو ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیونکر کہلاتے ہو باوجود یہ کہ آپ تو حضرت علی کی ذریت ہیں۔ جناب امام نے یہ آیت پڑھی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت سے داؤد اور سلیمان تھے۔ اور عیسیٰ۔ پس امام نے فرمایا کہ عیسیٰ کا تو باپ نہیں وہ اپنی ماں کی وجہ سے ذریت ابراہیم سے ٹھہرے۔

(۴) عن الشعبی و عاصم بن النجود المقری ان الحجاج ابن یوسف الشقفی بلغه ان یحیی بن یعمر التابعی یقول ان الحسن والحسین من ذریت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وکان یحیی یومئذ بخراسان فکتب الحجاج الی قتیبته بن مسلم والی خراسان ابعث الی یحیی بن یعمر فبعث به الیه فقام بین یدیه فقال انت الذی تزعم ان الحسن و الحسین من ذریته رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال اجل یا حجاج قال الشعبی فتعجب من جوابه فقال الحجاج تاتینی بها بینته واضحته من کتاب الله ولا تاتینی بهذه الا یته ندع ابنا ئنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم قال فان خرجت وراء من ذلک واتیک بها ینته و ضحته من کتاب الله وفهوا مانی قال نعم فقال قال الله تعالیٰ و وهبناله اسحق و یعقوب کلا هدینا من قبل ومن ذریته دائود وسلیمان و ابو ایوب و یوسف و موسی و هارون کذالک نجزی المحسنین و زکریا و یحیی و عیسی والیاس کل من الصالحین ثم قال یحیی بن یعمر من کان ابو عیسی وقد الحقه تعالی بذریته ابراهیم وما بین عیسی و ابراهیم اکثر مابین الحسن و الحسین و محمد صلی الله علیه واله وسلم (تاریخ ابن خلکان وحیوة الحیوان للدمیری والروض الازهر) شعبی اور قاری عاصم ابن النجو درحمتا اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف الشقفی کو خبر لگی کہ یحییٰ بن یعمر التابعی یہ کہتے ہیں حضرت امام حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریت ہیں۔ اس وقت یحییٰ خراسان میں تھے۔ حجاج نے قتیبہ

بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحییٰ بن یعمر کو میری طرف روانہ کر قتیبہ نے یحییٰ کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ سامنے آیا حجاج نے کہا آیا تیرا زعم ہے کہ حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریت ہیں۔ یحییٰ نے کہا ہاں شعبی کہتا ہے مجھے یحییٰ کے بے دھڑک ہاں کہنے پر تعجب آیا۔ حجاج نے کہا کوئی دلیل واضح کتاب اللہ سے بیان کرو۔ اور قل تعالو اندع ابنائنا و ابنائکم کی آیت کو دلیل میں پیش نہ کریو۔ یحییٰ نے کہا اگر میں نے اس آیت کے سوا دوسری آیت قرآن سے واضح طور پر پیش کی تو تو مجھ کو امان دے گا۔ حجاج نے کہا ہاں۔ یحییٰ نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ (اور دیا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت کی اور نوح کو ہم نے ہدایت کی اس سے پہلے اور اس کی ذریت سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون اسی طرح سے ہم جزا دیتے ہیں محسنوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس ہر ایک نیکوں میں سے) پھر یحییٰ بن یعمر نے کہا عیسیٰ کا باپ کون تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں ملا دیا ہے اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان فاصلہ جناب حسن اور حسین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہوا ہے۔

(۴) عن الطیفه عن ذکوان مولی المعاویته قال قال لی معاویته لا اعلم احد اسمی حذین الغلامین ابنی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ولا کن قولو ابنی علی قال ذکوان فلما کان بعد ذلک امرنی ان اکتب نبیه فی الشرف قال فکتبت بنیه وبنی بنیه و ترکت بنی بناته ثم اتیته بالکتاب فنظر فیه فقال ویحک اغفلت اکبر بنی فقلت من قال اما بنو فلانه بنی لا ینته قال فقلت الله اکبر لیکون بنی بناتک بنیک ولا یکون بنی فاطمته بنی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال لا یسمعن هذا احد منک (اخرجه الحافظ عبدالعزیز بن الاخضر) معاویہ کا غلام ذکوان بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ معاویہ نے کہا میں نے جانتا کہ ان دونوں لڑکوں (یعنی حسن اور حسین) کو کس نے جناب رسالت مآب کے بیٹے قرار دیا ہے۔ ان کو تو علی علیہ السلام کے بیٹے کہنا چاہیے۔ ذکوان کہتا ہے کہ

اس نے بعد مجھ کو معاویہ نے دفتر میں اپنی اولاد کے نام لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے اس کے بیٹوں اور پوتوں کا نام لکھا اور نواسوں کا چھوڑ دیا اور وہ کاغذ معاویہ کے دکھانے کو لایا۔ معاویہ مجھ سے کہنے لگا تو میرے بڑے بیٹوں کے نام درج کرنا بھول گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہیں بولا میری فلانی بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے ٹھہرے اور جناب فاطمہ کے بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے نہ ٹھہرے۔ معاویہ نے کہا ارے چپ رہ تجھ سے کوئی یہ بات نہ سن پائے۔

قیامت کے دن بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسب کے کل سبب اور نسب کا منقطع ہونا

(۱) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کل سبب و نسب منقطع یوم القیامته الاسببی و نسبی و کل ولد ام فان عصبتهم لا بیهم ما خلاء ولد فاطمته فانی انا ابو هم عصبتهم (اخرجه ابو صالح. و ابو نعیم فی الحلیته. و ابن السمان. والمسلم فی المتابعات والدار قطنی و الطبرانی فی الا وسط و البیهقی. وابو الحسن المغازلی فی المناقب. و الد والا وی فی الذریته الطاهرة) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا نسب اور سبب۔ اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کے لیے عصبہ باپ کی جانب سے ہوتا ہے بجز اولاد فاطمہ کے میں ان کا باپ اور عصبہ ہوں۔

(۲) عن فاطمته وابن عمر وصح عن عمر کما مرانه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع یوم القیمته ما خلاسبب و نسبی (اخرجه الطبرانی) جناب سیدہ علیہا السلام اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جیسے کہ صدر میں بیان کیا گیا ہے اس حدیث کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تصحیح ہو چکی ہے کہ انہوں

نے سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر سبب ونسب قیامت کے دن منقطع ہو گی بجز میرے سبب اور نسب کے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا طیب اور طاہر ہونا

عن انس قال كنت عند النبي صلى الله عليه واله وسلم فغشيه الوحي فلما افاق قال هل تدري ما جاء به جبريل قلت الله ورسوله اعلم قال امرني ربي ان ازوج فاطمته من علي فادع لي ابا بكر و عمر فلما اقبل علي فقال له يا علي ان الله امرني ان ازوجك فاطمته وقد زوجتكما على اربعمائته مثقال فضته ارضيت قال يا رسول الله رضيت قال النبي صلى الله عليه واله وسلم جعل الله منكما كثير الطيب و بارك الله في نسلكما قال انس والله لقد اخرج منهما الكثير الطيب (اخرجه ابو الخير قزويني والروباني في مسند و الدولابي والسمهودي في جواهر العقدين) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزول وحی سے بے ہوش ہو گئے جبکہ ہوش میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے کہ جبرائیل میرے پاس کیا پیغام لایا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے آپ نے فرمایا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے نکاح کروں تو جا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہا کو بلا لا۔ جب جناب علی تشریف لائے آپ نے ان سے ارشاد کیا۔ یا علی بہ تحقیق پروردگار عالم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا تجھ سے نکاح کروں۔ اس نے تم دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر نکاح کیا ہے۔ آیا تو راضی ہے۔ جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں راضی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی اور کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے طیب پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت طیب پیدا کیے ہیں۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا قطعی جنتی ہونا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان فاطمته احصنت فرجها ان الله ادخلها باحصان فرجهاو ذریتها الجنته(اخرجه الطبرانی) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق فاطمہ علیہا السلام نے اپنے آپ کو نگاہ رکھا ہے اور اس نگاہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کی ذریت کو جنت میں داخل کیا ہے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد پر دوزخ کی آنچ کا حرام ہونا

(۱)عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یا فاطمه اترین لم سمیت فاطمته قال علی لم سمیت فاطمته یا رسول الله قال قال ان الله افطمها و ذریتهامن النار(اخرجه ابو القاسم الدمشقی و نقله محب الطبری عن مسند علی بن موسی الرضا) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے۔علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس لیے کہ پروردگار نے اس اور اس کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا قیامت کے دن غیر معذب ہونا

عن ابن عباس قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لفاطمته ان الله غیر معذبک ولا لولدک یوم القیامة (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم جناب فاطمہ سے فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت کے دن عذاب نہیں کرنے والا۔

صحت و اولاد کے باعث جناب امیر کی اولاد کا اپنے آبائے کرام کے نام سے پکارا جانا

عن العباس بن عبدالمطلب قال كنت عندالنبي صلى الله عليه واله وسلم اذا قبل فلما راه سغر في وجهه فقلت يا رسول الله انك تسفر في وجه هذا الغلام فقال يا عم والله لله اشد حبا في ولم يكن نبي الا ذريته الباقيته بعده من صلبه وان ذريتي من بعد من صلب هذا ان اذا كان يوم القيمته دعى الناس بلسمائهم واسماء امهاتهم سترامن الله عليهم الاهذا وبنيه فانهم يدعون بلسمائهم واسماء ابائهم لصحته ولا دتهم (مروج الذهب للمسعودی) جناب عباس بن عبدالمطلب ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب سرور انبیاء علیہ التحیتہ والثناء کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ناگہاں جناب علی تشریف لائے جب حضور اقدس نے ان کو دیکھا چہرہ اقدس زرد ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا چہرہ مبارک اس لڑکے کو دیکھ کر کیوں زرد ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے چچا واللہ مجھ کو اس سے سخت محبت ہے کوئی نبی نہیں گذرا کہ اس کی ذریت اس کی صلب سے اس کے بعد باقی نہ رہی ہو۔ اور میری ذریت میرے بعد اس کے صلب سے باقی رہے گی۔ جب قیامت کا دن ہوگا لوگوں کو خدا کی طرف سے بوجہ ان کی پردہ پوشی کے ان کے ناموں سے اور ان کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ الا یہ یعنی علی بن ابی طالب اور اس کی اولاد کہ وہ باعث ان کی صحت ولادت کے ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں سے پکارے جائیں گے۔

مناقب جناب امام حسن علیہ السلام السبط الاکبر

(۱) قال الزهری ولد الحسن في نصف من رمضان سنه ثلاث من الهجرة (اسد الغابه) زہری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت نصف رمضان

ہجرت کے تیسرے سال واقع ہوئی۔

(۲)قال ابن سعد و ابن عبدالبر ولد الحسن سنه ثلاث فی نصف شهر رمضان و قیل فی شعبان و قیل سنه اربع و قیل سنه خمس والاول اصح(اصابه فی تمیز الصحابه) علامہ بن سعد طبقات میں اور ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ہجرت کے تیسرے سال نصف رمضان کو اور بعض کے نزدیک چوتھے برس اور بعض کے نزدیک پانچویں برس پیدا ہوئے ہیں اور پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

(۳)روی ابن الخشاب الشیعبی انه ولد ستته اشهر ولم یولد لستته اشهر مولود فعاش الاالحسن و عیسی بن مریم و فی روایته الا الحسن و یحیی(تاریخ موالید و رقات اهل بیت) ابن خشاب ذکر کرتے ہیں کہ جناب حسن چھ مہینہ کے بعد پیدا ہوئے ہیں کوئی لڑکا چھ مہینے کا نہیں پیدا ہوا اور پھر زندہ رہا بجز حسن اور عیسیٰ ابن مریم کے اور ایک روایت میں ہے بجز حسن اور یحییٰ بن زکریا کے۔

(۴)عن ام الفضل قالت قلت یا رسول الله رایت کان عضوا من اعضائک فی بیتی فقال خیر اراتیه تلد فاطمته غلاما فتر ضعه بلبن قثم(اخرجه البغوی و الدولابی) ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضور کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا میرے گھر ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو نے ایک بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ ایک بیٹا جنے گی تو اس کو قثم بن عباس کا دودھ پلائے گی۔

(۵)عن علی عق رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الحسن بکبش وقال یا فاطمته احلقی راسته وتصدقی بدنته شعره فضته فکان وزنه درهما او بعض درهم(اخرجه الترمذی) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حسن علیہ السلام کے عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا اے فاطمہ اس کے سر کو منڈوا۔ اور اس کے بالوں

کے برابر چاندی تصدق کر۔ پس ان بالوں کا وزن ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔

(۶)عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا او کبشین (اخرجه ابو حاتم) ابن عباس سے منقول ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حسنین علیہا السلام کا عقیقہ ایک مینڈھے سے یا دو مینڈھوں سے کیا تھا۔

(۷)عن جابر ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عق عن الحسن و الحسین و ختنهما لسبعة ایام(اخرجه الطبرانی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حسنین کا عقیقہ اور ختنہ ساتویں دن کیا تھا۔

(۸)عن علی قال لما ولد الحسن اذن النبی صلی الله علیه واله وسلم فی اذنه الیمنی واقام فی اذنه الیسری و ختنه یوم السابع وعق عنه کبشین ووزن شعره تصدق بوذنه فضته واعطی القابلته رجل العقیقته(نزل الابرار) جناب علی سے روایت ہے کہ جب حسن علیہ السلام تولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے داہنے کان میں اذان اور الٹے کان میں اقامت پڑھی۔ اور ساتویں روز ختنے کیا اور مینڈھے عقیقے کیے اور ان کے سر کے بالوں کو وزن کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کی اور عقیقہ کے مینڈھے کے پائے دائی کو عطا کیے۔

(۹)عن علی قال لما ولد الحسن سمیته باسم عمی حمزة فلما ولد الحسین سمیته باسم عمه جعفر فدعانی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وقال انی امرت ان اغیراسم ابنی هذین فقلت الله ورسوله اعلم فسمها و حسینا (اخرجه و الهشم بن کلیب الشاشی والحاکم فی المستدرک) جناب علی ذکر کرتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو ہم نے ان کا نام اپنے چچا حمزہ کے نام پر حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوئے ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنے دونوں بیٹوں کے نام بدل دوں میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام حسن اور حسین رکھا۔

(۱۰) عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمته بالحسن فجاء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا اسماء ھلمی ابنی فدفعته الیه فی خرقه صفرا فالقاھا عنه قائلا الم اعھد لیکن لا تلففوا مولودا افی خرقته صفراء فلفقته فی خرقه بیضاء فاخذہ فازن فی اذنه الیمنی واقم فی الیسری ثم قال بعلی ای شئی سمیت ابن فقال ما کنت لا سبقک بذلک فقال لا انا اسبق ربی فھبط جبریل فقال یا محمد ان ربک یقراک السلام ویقول لک علی منک بمنزلته ھارون میں موسی لکن لا نبی بعدک تسم ابنک ھذا باسم ولد ھارون فقال وما کان اسم ولد ھارون یا جبریل فقال شبر فقال ان لسانی عربی فقال سمه الحسن ففعل صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلما کان بعد حول ولد الحسین فجاء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فذکرت مثل الاول وساقت قصته التسمیته کالاول وان جبریل امرہ ان یسمیه باسم ولد ھارون شبیر فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مثل الاول فقال سمه حسینا (اخرجه الامام علی بن موسی الرضا علیه التحیته والثافی مسندہ و الو صابیی فی فضاء الاربعته الخلفاء) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ میں جناب حسن کی ولادت میں حضرت سیدہ کی دائی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تشریف لا کر مجھے ارشاد کیا اے اسماء میرے بیٹے کو مجھے دکھا میں نے جناب حسن کو حضرت کی گود میں دے دیا میں نے ان کو زرد کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ حضرت نے وہ کپڑا اتار کر پھینک دیا اور فرمایا۔ کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا ہے کہ کسی بچے کو زرد کپڑے میں مت لپیٹا کرو۔ میں نے ان کو سفید کپڑے میں لپیٹ دیا حضرت نے لے کر ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی۔ پھر جناب امیر سے پوچھا تم نے میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے۔ جناب امیر نے عرض کیا میں اس امر میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سبقت نہیں کر سکتا۔ آپ نے ارشاد کیا میں بھی اس امر میں اپنے رب پر سبقت نہیں کرتا۔ پس جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا خدا تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ علی آپ سے بمنزلہ ہارون کے ہیں لیکن وہ

آپ کے بعد نبی نہیں ہیں۔آپ اپنے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔حضرت نے فرمایا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا۔ جبرائیل نے کہا شبر حضرت نے فرمایا میری عربی زبان ہے جبرائیل کہنے لگے آپ ان کا نام حسن رضی اللہ عنہ رکھیں۔حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حسن رکھا۔ دوسرے برس کے گذرنے پر جب جناب حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے پس وہی معاملہ پیش آیا جو جناب حسن کی ولادت کے وقت پیش آیا تھا۔ جبرائیل نے ان کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے شبیر پر حسین بتایا۔حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ویسا ہی کیا اور ان کا نام حسین رکھا۔

(۱۱)والحاكم قال لما ولد الحسن سميته حربا فجاء رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال اروني ابني ما سميتموه قلنا حربا قال هو حسن فلما ولد الحسين سميته حربا فجاء رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال اروني ابني ما سميتوه قلنا حربا فقال هو حسين فلما ولد الثالث سميته حربا فجاء رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال اروني ماسميموه فقلنا حربا فقال هو محسن ثم قال انما سميتهم بولد هارون شبر و شبير (اخرجه احمد والطبرانی والدارقطنی والحاكم والبيهقی وابن عساكر) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جب حسن تولد ہوئے تو ہم نے ان کا نام حرب رکھا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے ہم نے عرض کیا حرب۔آپ نے فرمایا اس کا نام حسن ہے۔پھر جب حسین پیدا ہوئے تو ہم نے ان کا نام حرب رکھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے۔ہم نے عرض کیا حرب آپ نے فرمایا اس کا نام حسین ہے۔ پھر جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا ہم نے ان کا نام حرب رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے میں نے عرض کیا حرب آپ نے فرمایا اس کا نام محسن ہے پھر فرمایا میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں اور ان کے نام

شبر اور شبیر اور مبشر تھے۔

(۱۲)عن سلمان ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال سمی هارون ابنیه شبرا و شبیر وانی سمیت ابنی الحسن و الحسین کما سمی هارون ابنیه (۱) (اخرجه البغوی) روایت ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون نے اپنے دونوں بیٹوں کے نام شبر وشبیر رکھا تھا میں نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام حسن وحسین رکھا ہے۔

(۱۳)عن عمران بن سلیمان قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الحسن و الحسین اسمان من اسماء اهل الجنته ما سمیت العرب بهما فی الجاهلیته(اخرجه ابن سعد) عمران بن سلیمان کہتے ہیں کہ سرور دین ودنیا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین دواسم ہیں اسماء اہل جنت سے کبھی عرب نے یہ نام جاہلیت میں نہیں رکھے۔

(۱۴)قال ابو محمد العسکری سماء النبی صلی الله علیه واله وسلم الحسن و کناه ابا محمد ولم یکن هذا الاسم فی الجاهلیته(اسد الغابه) جناب ابومحمد عسکری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب امام حسن کا نام حسن اور ان کی کنیت ابومحمد رکھی تھی۔ اور یہ کنیت جاہلیت میں کبھی کسی کی نہیں تھی۔

(۱۵)قال النبی صلی الله علیه واله وسلم حسن سبط من الا سباط(اسد الغابه) آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن سبط ہیں اسباط میں سے۔

(۱۶) ویلقب السید و النقی والطیب والزکی و الولی و المجتبی (نزل الا براز) آپ کے اشہر القاب میں سے سید اور نقی اور طیب اور زکی اور ولی اور مجتبیٰ ہیں۔

---

۱ و قیل هما سریانیان معنا هل مثل حسن و الحسین اسم و تصغیر مثل جبل جبیل و قمر قمیر (الدیلمی) یعنی کہا گیا ہے کہ یہ دونوں نام سریانی ہیں اور ان کے معنی مثل حسن اور حسین کے ہیں۔ ایک اسم ہے اور ایک اس کی تصغیر مثل جبل وجبیل اور قمیر وقمیر کی۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلیہ مبارک

کان ادعج العینین سھل الخدین دقیق المسربه کث اللحیته ذا او فره کان عنقه ابریق فضه عظیم الکر ادیس بعید ابین المنکبین ربعته لیس بالطویل و لا بالقصیر من احسن وجها و کان یخضب بالسوادو کان جعد الشعر حسن البدن(ذکره الدولابی)

آپ کی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی غلافی خوشنما تھیں۔رخسار پتلے پتلے کتابی خط وخال کے تھے۔کلائیاں گول گول گاؤدم تھیں داڑھی گنجان کانوں کی لوتک بل کھاتی ہوئی تھی۔گردن چاندی کی صراحی کی طرح سے سفید اور بلند تھی۔شانے اور بازو گدگدے اور بھرے بھرے سینہ چوڑا چکلا تھا۔ قد نہ دراز نہ اس قدر ٹھگنا بلکہ درمیانہ تھا۔آپ کی صورت نہایت پاکیزہ تھی۔وسمہ کا رنگ کیا کرتے آپ کے بال گھونگرالے تھے۔بدن خوبصورت اور سڈول تھا۔

جناب حسن علیہ السلام کا سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اشبہ ہونا

عن علی قال الحسن اشبه الناس بالنبی صلی الله علیه و اله وسلم مابین صدر الی الراس والحسین اشبه الناس بالنبی صلی الله علیه و اله وسلم ما کان افل من ذلک (اخرجه ابن سعد فی الطبقات) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حسن علیہ السلام سینہ سے لے کر سر تک سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مشابہ تھے اور حسین علیہ السلام اس سے نیچے یعنی سینہ سے پاؤں تک حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ شبیہہ تھے۔

(۲)عن انس بن مالک قال لم یکن اشبه بالنبی صلی الله علیه و اله وسلم من الحسن(اسد الغابه) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام حسن سے کوئی زیادہ

آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہم شکل نہیں تھا۔

(۳)عن عقبہ بن الحرث قال صلی ابو بکر العصر ثم خرج یمشی ومعہ علی فرای الحسن یعلب الصبیان فمحلہ ابو بکر علی عاتقہ قال بابی شبیہ بالنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیس شبیہ بعلی قال و علی تبسم(رواہ البخاری) عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ ہم ایک روز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے جناب عقبہ بن الحارث علی علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ تھے۔ امام حسن کو دیکھا کہ لونڈوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ابوبکر نے ان کو کندھے پر اٹھایا اور کہا مجھے اپنے باپ کی قسم ہے یہ آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شبیہ ہیں علی کے ہمشکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے۔

احب خلائق ہونا جناب امام حسن علیہ السلام کا آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک

(۱)عن عبداللہ بن الزبیر قال اشبہ اھل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہ و احتھم الیہ الحسن بن علی رایتہ یحیی وھو ساجد فیرکب رقبۃ و او قال ظھرہ فما ینزلہ حتی یکون ھو الذی ینزل ولقد رایتہ یحیی وھو راکع فیفرج لہ بین رجلہ حتی یخرج من جانب الآخر(اخرجہ ابن سعد) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سب گھر والوں سے زیادہ آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ شبیہ تھے۔ اور سب گھر والوں سے آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پیارے تھے۔ بہ تحقیق میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ آتے اور آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سجدہ میں ہوتے اور امام حسن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گردن پر یا پشت اطہر پر سوار ہو جاتے اور جب تک کہ وہ خود نہ اترتے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کو نہ اتارتے۔ اور بہ تحقیق میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حالت رکوع میں ہیں حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے ان کے لیے اپنی دونوں ٹانگیں کھول دیں اور وہ ایک طرف سے گھسے اور دوسری طرف سے نکل گئے۔

(۲)عن ابی هریرة قال لازل احب هذا حب هذا الرجل یعنی الحسن بن علی بعد ما رأیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یصنع به مایصنع قال رایت الحسن فی حجر النبی صلی الله علیه واله وسلم وهو یدخل اصبعه فی لحیته والنبی صلی الله علیه واله وسلم یدخل لسانه فی فیه ثم یقول اللهم انی احبه فاحبه(ذخاء العقبی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں اس وقت سے ہمیشہ اس مرد یعنی امام حسن کو دوست رکھتا ہوں جب سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ان کے ساتھ پیش آتے دیکھا ہے۔ کہ ان کے سوا کسی دوسرے سے پیش نہیں آئے۔ میں نے جناب حسن کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آغوش مبارکہ میں دیکھا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ریش مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی زبان اطہر ان کے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر۔

(۳)عن البراء بن عازب قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم والحسن و علی عاتقه و هو یقول اللهم انی احبه فاحبه(رواه البخاری) براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کندھے پر سوار ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں۔ تو بھی اسے پیار کر۔

(۴)عن ابی سلمه حن عبدالرحمن قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یدیع لسانه للحسن بن علی فاذا رای الصبی حمرة اللسان بهش الیه(اخرجه بن سعد) ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم حسن بن علی کے لیے اپنی زبان دہن مبارک سے باہر نکالتے اور جب وہ زبان مبارک کی سرخی کو دیکھتے تو اس کی

جانب جھک پڑتے۔

(۵)عن ابی هريرة انه لقی الحسن بن علی فی بعض طرق المدينة فقال له كشف لی عن بطنک فداک ابی حتی اقبل حيث رايت رسول الله صلی الله عليه واله وسلم يقبله قال فكشف عن بطنه فقبل سرته(اخرجه ابو حاتم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے جناب حسن علیہ السلام کو مدینہ طیبہ کے بعض بازاروں میں دیکھا اور کہا آپ پیٹ سے کپڑا اٹھا دیں تا کہ جس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بوسہ دیا ہے میں بھی وہاں بوسہ دوں جناب امام حسن نے اپنا بطن مبارک کھول دیا پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی ناف کو بوسہ دیا۔

(۶)عن ابی هريره قال خرجت مع رسول الله صلی الله عليه واله وسلم فی طائفته لا يكلمنی ولا اكلمه حتی جاء سروق بن قينقاع ثم انصرف حتی جناء فاطمته فقال اثم لكع يعنی حسنا فظننا انه انما تجسسه امه لان تغسله وتلبسه سخابافلم يلبث ان جاء يسع حتی اعتنق كلو احد منهما صاحب فقال رسول الله صلی الله عليه واله وسلم انی احبه فاحبه واحب من يحبه(اخرجه احمد و البخاری والمسلم و ابن ماجه و ابو يعلی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جماعت کے نزدیک ہوکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا نہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بات کرنے کی جرات کرسکتا تھا۔ یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے۔ اور پھر وہاں سے لوٹے اور جناب فاطمہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کیا لڑکا یہیں ہے یعنی حسن یہیں ہیں۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید ان کی والدہ ماجدہ نے ان کو پکڑا ہوا ہے اور ان کو نہلا رہی ہیں۔ کپڑے اتار یا کپڑے پہنا رہی ہیں۔ کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینہ مبارک سے چمٹ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے کو سینہ سے چمٹا لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار

میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر اور اسے بھی پیار کر جو کہ اسے پیار کرے۔

(۷)عن المقبری قال کنامع ابی هریرة فجاء الحسن بن علی فسلم فرد علیه القوم و مضی ابو هریرة لایعلم فقیل له هذا حسن بن علی یلم فلحقه فقال و علیک یا سیدی فقیل له تقول له سیدی فقال اشهد ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال انه سید(اخرجه الطبرانی) مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم ساتھ ابو ہریرہ کے پس آئے حسن بن علی سلام ارشاد کیا پس جواب دیا قوم نے آپ کو اور چلے گئے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہ جانتے تھے (کہ یہ کون ہے) لوگوں نے کہا ان کو یہ سلام کہنے والے حسن بن علی ہیں۔ابو ہریرہ دوڑ کر جا ملے اور فرمایا وعلیکم اسلام یا سیدی پس کہا گیا ان کو کہ تم نے یا سیدی کیوں کہا ہے ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو سید کہا ہے۔

(۸)عن انس بن مالک قال بینا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اقدفی بیوته علی قفاه اذا جاء الحسن یدرج حتی قعد علی صدر رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فمنعته فقال ویحک یا انس دع ابنی و ثمرة فوادی فان من اذا هذا فقد اذا فی ومن اذافی فقد اذی الله ثم دعا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الماء فصبه علی البول صبا(اخرجه الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے گھر میں پیٹھ کے بل سوئے ہوئے تھے ناگہاں حضرت حسن علیہ السلام تشریف لائے اور سرکتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینہ مبارک پر بیٹھ گئے۔میں نے آپ کو روکا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے افسوس ہے تجھ کو اے انس چھوڑ دے میرے بیٹے اور میرے دل کے پھل کو پس جس نے ایذا دی اس کو اس نے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پانی منگا کر ان کا بول دھوڈالا۔

(۹)عن زید بن الا رقم قال قام الحسن بن علی یوما یخطب فقم رجل فقال ابی اشهد لقد رایت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم علی المنبر فجاء الحسن یمشی حتی اخذه رسول الله صلی الله علیه واله وسلم و رفعه علی عاتقه و قال من احبنی فلیحبه و الیبلغ الشاهد منکم الغائب ولو لاکرامته رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ما حدثت(اخرجه الحاکم) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک روز جناب حسن علیہ السلام خطبہ فرمانے لگے اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہوکر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ جناب تشریف لا رہے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو دیکھا ان کو پکڑ کر اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اس کو دوست رکھے اور تم حاضرین پر لازم ہے کہ یہ بات ان لوگوں کو پہنچا دیں جو کہ غائب ہیں اگر جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کرامت نہ ہوتی تو میں یہ بات نہ بیان کرتا۔

(۱۰)عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حام الحسن بن علی عاتقه فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم و نعم الراکب هو(اخرجه البخاری والمسلم و الترمذی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حسن بن علی کو اپنے دوش اقدس پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے یہ اچھا مرکب ہے جس پر کہ تم سوار ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ سوار بھی تو عمدہ ہے۔

(۱۱)عن عبدالله بن شدادبن الهاد عن ابیه قال خرج رسول الله صلی الله علیه واله وسلم صلوة العشاء و هو حامل حسنا فتقم النبی صلی الله علیه واله وسلم فوضعه ثم کبر للصلوة فصلی فسجد بین ظهر انی فی الصلوة سجدة اطالها قال ابی انی رفعت راسی فاذاصبی ظهر رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وهو ساجد

فرجعت الی سجودی فلما قضی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الصلوة قال الناس یا رسول الله انک سجدت بین ظهر افی صلو اتک سجدة الطلتها حتی ظننا انه قد حدث امرا وانه یوحی الیک قال کل ذلک لم یکن ولکن ابنی هذا رتحلنی فکرهت ان اعجله حتی یقضی حاجته (اخرجه احمد والبغوی و النسائی والطبرانی فی الحاکم والبیهقی) عبداللہ ابن شداد بن الہاد اپنے والد سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم عشاء کی نماز کے لیے برآمد ہوئے اور جناب حسن علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے تھے۔ان کو زمین پر بٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تکبیر کہی اور نماز شروع کی۔ جب نماز میں سجدہ کو گئے تو اس کو طول دیا میرا باپ کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پشت پر سوار ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سجدہ میں ہیں۔ پس میں نے بھی سجدہ کی طرف رجوع کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز ادا کر چکے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آج آپ نے نماز کے درمیان چھوٹے سجدے کو یہاں طول دیا کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے یا وحی نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں تھی لیکن یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا مجھے برا معلوم ہوا کہ میں اسے جلدی سے اتاروں جب تک کہ اس کی آرزو پوری نہ ہو لے۔

(۱۲)عن ابی بکر قال رایت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم علی المنبر و الحسن بن علی الی جنبه وهو یقول ان ابنی هذا سید لعل الله ان یصلح به فئتین عظیمتین (اخرجه احمد و البخاری وابو دائود و النسائی والطبرانی) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور دنیا و دین کو منبر پر تشریف رکھتے ہوئے دیکھا کہ پہلو میں جناب حسن علیہ السلام بیٹے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما رہے تھے۔ یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے کہ پروردگار اس کی وجہ سے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

(۱۳)اخرج الدار قطنی ان الحسن بن علی جاء لابی بکر وهو علی منبر رسول الله

صلی الله علیه واله وسلم قال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت والله انه المجلس ابیک ثم اخذواجلسه فی حجره وبکی دارقطنی لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب حسن نے ان سے کہا میرے باپ کی جگہ سے نیچے اتر آ ؤ حضرت ابوبکر نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے واللہ یہ تیرے باپ کی جگہ ہے۔ پھر ابوبکر نے جناب حسن کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا۔ اور رونے لگے۔

(۱۴)عن جابر ان رسول اللہ صلی الله علیه واله وسلم قال من سره ان ینظر الی سیده شباب اهل الجنته فلینظر الی الحسن (صواعق محرقه) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ جوانان جنت کے سردار کو دیکھنا پسند کرتا ہے وہ حسن کو دیکھ لے۔

(۱۵)عن البراء بن عارب ابن مسعود و ابی هریرة قالواقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من احبنی فلیحبه یعن یا حسن(اخرجه الدیلمی) براء بن عازب اور ابن مسعود اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اسے دوست رکھے یعنی حسن بن علی علیہ السلام کو۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی کرامات

عن الاعمش قال تخوط رجل علی قبر الحسن فجر فجعل ینتج کما ینتج الکلب ثم مات فسمع یعوی فی قبره (اخرجه ابو نعیم فی الحلیته) اعمش رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک خبیث نے جناب امام حسن علیہ السلام کے مزار مطہر پر پاخانہ کر دیا پھر اس کو جنون ہو گیا۔ اور کتے کی طرح بھونکنے لگا۔ اور مر گیا۔ جب وہ دفن ہوا تو اس کی قبر سے بھی کتوں کے بھونکنے کی سی آواز نکلتی رہی۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا زہد

وعن زھدہ ماروی انه خرج لله تعالیٰ من ماله ثلاث مرات وشاطرہ مرتین حتی فی نعله (مرات الجنان امام عبدالله یا فعی) اور جناب حسن علیہ السلام کے زہد کی نسبت روایت ہے کہ تین دفعہ انہوں نے اپنے کل مال کو راہ خدا میں لٹا دیا اور دو دفعہ اپنا آدھا مال یہاں تک کہ اپنی جوتی کا ایک پاؤں رکھ لیا اور ایک خدا میں دے دیا۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا وجود

وعن جودہ انه ساله انسان فاعطاء خمسین الف درهم و خمسماته دینار وقال ایت بحمال یحمل لک فاتی بحمال فاعطاہ طیلسانه وقال یکون کراء الحمال من قبلی (مراۃ الجنان للیافعی) اور جناب امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کی نسبت روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے کچھ مانگا آپ نے اس کو پچاس ہزار پانچ سو درہم بخش دیا اور کہا حمال کو لے تا کہ اٹھا کر لے جائے وہ حمال کے لیے آپ نے اس حمال کو اپنا چوغہ اتار کر دیا اور ارشاد کیا کہ مزدور کی مزدوری بھی ہماری طرف سے ہونی چاہیے۔

(۲) ان رجلا ساله وشکا الیه حاله فدعا الحسن وکیله وجعل یحاسبه علی نفقاته ومقبوضاته حتی استقصا ھا فقال ھات الفاضل فاحضر خمسین الف درھم ثم قال مافعلت بالخمسائته دینار التی معک قال عندی قال فاحضر ھا فلام احضر ھادفع الدراھم والدنا نیر الی الرجل واتدذر منه (انوار الابصار) ایک شخص نے جناب حسن علیہ السلام سے کچھ مانگا اور اپنے حال زار کی شکایت کی آپ نے اپنے وکیل کو بلایا اور آپ اس سے اپنی آمدنی اور اخراجات کی جانچ کرنے لگے یہاں تک کہ تمام جانچ ہو چکی پس اپنے وکیل سے فرمایا اب جو کچھ کہ اور فاضل ہو اس کو لے آ۔ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس پانچ سو دینار تھے تو نے کیا کیے ہیں وکیل نے عرض کیا وہ میرے پاس موجود ہیں آپ نے فرمایا

اس کو حاضر کر جب اس نے حاضر کیے آپ نے وہ سب درہم و دینار اس شخص کو دے دیے اور اس سے عذر خواہی کی۔

(۳) ومن کرمه مانقل عنه انه سمع رجلا یسال الله ربه ان برزقه عشرة الاف درهم فانصرت الحسن الی منزله وبعث بهالیه(انور الابصار) اور جناب کے کرم کی نسبت نقل کی کہ آپ نے سنا کہ ایک آدمی اللہ جل جلالہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے جناب حسن علیہ السلام وہاں سے گھر کو لوٹ پڑے اور اس کے پاس دس ہزار درہم بھیج دیے۔

(۴)قیل للحسن لای شئی نراک ترد سائلا وان کنت علی فاقه فقال انی الله سائل وفیه راغب وانا استحیی ان اکون سائلا وارسائلا وان الله تعالی عود فی غاوة عود فی و ان تفیض نعمته علی دعوبته انا فیض علی الناس ان تفیض نعمته علی الناس فاخشی ان قطعت العادة یمنعنی العادة وانشد..اذا ماتانی سائل قلت مرحبا بمن فضله فرض علی معجل و من فضله علی کا فاضل وافضل امام الفتی حین یفصل(انور الابصار) جناب حسن سے لوگوں نے عرض کیا آپ کو دیکھتے ہیں کہ باوجود یہ کہ آپ فاقہ سے بھی ہوتے ہیں تو سائل کو رد نہیں کرتے آپ نے فرمایا خدا کی درگاہ کا سائل ہوں اور خدا سے مانگنے والا ہوں اور مجھے حیا آتی ہے کہ سائل ہو کر سائل کو رد کروں۔ خداوند تعالی نے میرے ساتھ یہ عادت جاری کی وہ مجھ پر اپنی نعمتوں کو پہنچاتا ہے اور میں نے عادت کی ہے کہ اس کی نعمتوں کو اس کی خلقت پر پہنچاؤں۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ عادت اللہ منقطع نہ ہو جائے اگر میں اپنی عادت کو روکوں۔ پھر یہ شعر پڑھا۔ کہ جس وقت میرے پاس سائل آتا ہے تو میں اس کو مرحبا کہتا ہوں۔ اس کے فضل ہی سے مجھ پر فرض کو جلدی ادا کرنا۔ اور اس کے فضل سے ہر ایک فاضل پر فضل ہے۔ اور جوان مردوں کی عمر میں وہ حصہ نہایت افضل ہے جس میں کہ وہ بخشش کرتا ہے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی تواضع

ذکر جماعته من العلماء فی تصانیفهم انه مربصبیان معهم کسر خیز فلستضا فوه

فنزل من علی فرسه فاکل معھم ثم حملھم الی منزله و کسالھم وقال لبدلھم لانھم لم تجد و اغیر ما اطعمونی ونحن نجد اکثر منه(مراۃ الجنان للیافعی) علماء کی ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے کہ جناب امام علیہ السلام ایک دفعہ چند لڑکون کے پاس سے ہو کر گذرے ان کے پاس روٹیوں کے ٹکڑے تھے لڑکوں نے آپ کی ضیافت کی آپ گھوڑے پر سے اترے اوران کے ساتھ کھانے کو بیٹھے پھر ان کو اپنے گھر لے گئے اوران کو نئے کپڑے پہنائے اوران کے لیے بدلہ دینے کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کیونکہ ان کے پاس سوا اس کے جو کچھ انہوں نے ہم کو کھلایا ہے اور کچھ نہیں تھا۔ اور ہمارے پاس تو اس سے زیادہ ہے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا توکل

ماروی انه بلغه ان اباذر رضی الله عنه یقول الفقرا حب الی من الغنا والسقم احب الی من الصحته فقال رحم الله ابا ذر اما انا قول من اتکل علی حسن اختیار الله تعالیٰ لم یخیر ما اختار الله لا(مراۃ الجنان للیافعی) روایت ہے کہ جناب امام حسن کو خبر لگی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تونگری سے میرے نزدیک فقر بہتر ہے اور صحت سے بیماری آپ نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس نے خدا کے حسن اختیار پر توکل کیا کیوں خدا کے اختیار کے سوا اور کچھ اختیار کرے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلم

(۱)عمیر بن اسحاق قال کان مروان امیر اعلینا فکان یسب علیا کل جمعته علی المنبر و الحسن یسمع فلا یردشئیا ثم ارسل الیه رجلا یقول له بعلی و بعلی وبعلی وبک وبک وما جدت مثلک الا مثل البغلته یقال لھا من ابوک فتقول امی الفرس فقال له الحسن ارجع الیه فقل له انی والله مامحوعنک شیئا مما قلت لکن موعدی و موعدک الله فان کنت صادقا جزاک الله تصدقک وان کنت

کاذبا فالله اشد نقمته(اخرجه بن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ مروان ہم پر حکمران تھا اور وہ ہر جمعہ کو منبر پر جڑھ کر جناب امام امیر علیہ السلام پر سب کیا کرتا تھا۔ اور جناب حسن علیہ السلام سنا کرتے اور جواب نہ دیتے۔ ایک دن اس نے جناب حسن علیہ السلام کے پاس ایک آدمی کو بھیجا۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ علی پر علی پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تمہاری مثال ایک خچر کی ہے کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے وہ کہتا ہے میری ماں گھوڑی ہے۔ جناب حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ تو واپس مروان کے پاس جا کر ہماری طرف سے بیان کر دے کہ خدا کی قسم ہے کہ ہم تجھ سے کسی بات کو نہیں بھولے۔ لیکن ہمارے اور تیرے درمیان پروردگار انصاف کرنے والا ہے۔ اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھ کو جزا دے گا۔ اور اگر تو جھوٹ بک رہا ہے تو پروردگار کا انتقام بہت سخت ہے۔

(۲) عن زر بن سوار قال کان بین الحسن و بین مروان کلام فاقبل علیه مروان فجعل یغلظ و حسن ساکت فامتحظ مروان یمنه فقال له الحسن و یحک ما علمت ال الیمن للوجه و الشمال للفرج اف لک فکست مروان (اخرجه بن سعد) زر بن سوار سے نقل ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام اور مروان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی مروان گالیاں بکنے لگا جناب حسن چپ ہو رہے مروان نے اپنے سیدھے ہاتھ سے ناک سنکی جناب حسن نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا کہ سیدھا ہاتھ منہ کے لیے ہے اور الٹا فرج کے لیے افسوس ہے تجھ پر۔ مروان چپ ہو گیا۔

(۳) عمیر بن اسحاق قال ماتکلم عندی احد کان احب الی اذاتکلم ان یسکت من الحسن ماسمعت منه کلمته فحش قط الا مرة فانه کان بین الحسن و عمرو بن عثمان خصومته فی ارض نعرض الحسن امرالم یرضه عمرو فقال الحسن فلیس عندنا الا مارغم انفه قال فهذه اشد کلمته فحش ماسمعتها قط(اخرجه بن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کسی نے میرے پاس گفتگو نہیں کی کہ مجھے بھی معلوم ہوتی ہو جبکہ جناب امام حسن

بات کرنے لگتے تو اس کا چپ رہنا جناب حسن کے سامنے بھلا معلوم ہوتا۔ میں نے کبھی کوئی کلمہ فحش ان کی زبان مبارک سے نکلتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر ایک دفعہ کے جناب حسن اور عمرو بن عثمان میں ایک زمین کی نسبت جھگڑا تھا۔ جناب حسن علیہ السلام نے ایک امر پیش کیا عمرو بن عثمان اس پر راضی نہ ہوا۔ جناب حسن نے فرمایا ہمارے پاس ان کے ناک پر مٹی ڈالنے کے سوا اور کوئی امر نہیں۔ عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ گویا بڑا سخت فحش کلمہ تھا جو میں نے بھی جناب حسن سے سنا تھا۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی عبادت

قیل ان الحسن بن علی حج عدۃ حجات منا شیا و کان یقول انی لا ستحیی من ربی ان القاہ و لم امنش الی بیتہ(اسد الغابہ) کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے بہت سے حج پا پیادہ کیے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب سے ملوں اور اس کے گھر کی طرف پیادہ پا نہ جاؤں۔

(۲)عن عبداللہ بن عمیر قال لقد حج الحسن خمسا و عشرین حجتہ ماشیا(اخرجہ الحاکم) عبداللہ بن عمیر ناقل ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ کیے تھے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا بیان

(۱) وولی الخلافتہ بعد قتل ابیہ ثلاث عشر بقیت من رمضان من ۴۰ سنہ اربعین و بایعہ اکثر من اربعین الفا کانوا بایعوا اباہ وبقی سبعتہ اشہر خلیفتہ بالعراق ثم ترک الخلافتہ(اسد الغابہ) جناب حسن اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد رمضان کے تیرہ دن باقی تھے سنہ ۴۰ھ میں خلیفہ ہوئے چالیس ہزار آدمیوں سے زیادہ نے ان کی بیعت کی اور ان لوگوں نے ان کے والد بزرگوار کی بیعت بھی کی تھی۔ اور عراق میں سات مہینے خلیفہ رہے اور پھر آپ نے خلافت کو ترک کر دیا۔

(۲)عن سفینتہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم یقول الخلافتہ

ثلثون عاماثم یکون بعد ذلک الملک (اخرجه احمد و اصحاب السن و صححه بن حبان) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت کے تیس سال ہوں گے پھر بادشاہی ہوگی۔اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اور صاحبان سنن اربعہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔

قال العلماء لم یکن فی الثلین بعده صلی الله علیه وسلم الا الخلفاء الا ربعته و ایام الحسن (تاریخ الخلفاء) علماء کہتے ہیں کہ تیس برسوں میں صرف خلافت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی اور جناب امام حسن کی خلافت کے دن تھے۔

(۳)عن سعید بن جمهان قال قلت لسفینته ان بنی امیته یزعمون ان الخلافته فیهم قال کذب بنو الزر قاء بلهم ملوک من اشد الملوک و اول الملوک معاویه(تاریخ الخلفاء للسیوطی) سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے پوچھا بنی امیہ کا زعم ہے کہ خلافت ان میں ہے وہ کہنے لگے یہ کنجری عورت کے پوت جھوٹ بولتے ہیں یہ بادشاہ ہیں سخت ترین بادشاہوں میں سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے۔

(۴)عن یوسف بن سعد قال قام الرجل الی الحسن بن علی بعد ماترک الخلافته فقال سودت وجوه المسلمین فقال ان النبی صلی الله علیه واله وسلم اری بنی امیته علی المنبر فساء ه ذلک فنزلت انا انزلناه فی لیلته القدر وما ادراک لیلته القدر لیلته اقدر خیر من الف شهر تملکها بعدی بنو امیته(اخرجه الترمذی والحاکم وابن جریر نقلد ومن هو اسد الغابه) یوسف بن سعد سے نقل ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے خلافت کو ترک کر دیا ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا آپ نے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا ہے۔آپ نے فرمایا بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر پر چڑھتے ہیں اترتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو برا معلوم ہوا۔حضور کی تسلی کے لیے یہ سورت نازل ہوئی۔کہ ہم نے اتاری شب قدر میں اور یا رسول اللہ تو کیا جانتا

ہے کہ لیلتہ القدر کیا ہے۔ لیلتہ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ وہی ہزار مہینے ہیں کہ میرے بعد بنی امیہ جس کے مالک ہوں گے۔

(۵) وقد اختلف فی وقت وفاته قال الواقدی مات سنه تسع و اربعین (اصابه فی تمیز الصحابه) جناب حسن علیہ السلام کی وفات میں اختلاف ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ ہجرت سے انچاسویں برس آپ نے انتقال فرمایا ہے۔

(۶) وقال المداینی مات فی ربیع الاول سنه خمسین (استیعاب) اور مداینی کہتے ہیں کہ پچاسویں برس آپ کا انتقال ہوا۔

(۷) وقال الهیثم بن عدی مات سنه اربع و اربعین (اصابه) اور ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ چوالیسویں برس آپ نے رحلت فرمائی ہے۔

(۸) وکان سبب موته ان زوجته جعده بنت الا شعث بن قیس مقته السم فکان فوضع تحته طست و ترفع اخری نحو اربعین یو فما فمات منه سلما اشتد عرضه قال لا خیه الحسین یا اخی سقیت السم ثلاث مرات ولم اسق مثل هذه انی لا ضع کبدی قال الحسین من سقاک یا اخی قال ما سوالک عن هذا ترید ان تقاتلهم اکلهم الی الله عزوجل لما حضرته الوفاة ارسل الی العائشته رضی الله تعالیٰ عنها یطلب منها ان یدفن مع النبی صلی الله علیه واله وسلم فاجابته الی ذلک فقال لاخیه اذا ان مت فاطلب الی عائشته ان ادفن مع النبی صلی الله علیه واله وسلم فلقد کنت طلبت منها فاجابت الی ذلک فلعلها تستحیی منی فان اذنت فادفنی بیتها واما اظن القوم یعنی بنی امیه سیمنه هونک فان فعلو افلا تر اجعهم فی ذلک فادفنی فی بقیع الغرقدفلما توفی جاء الحسین الی عائشته فی ذلک فقال نعم و کرامته اجعهم فی ذلک فادفنی نبی امیته فقالو او الله لا یدفن هنا لک ابدا فبلغ ذلک الحسین ومن معه فلبس السلام ولبسه مروان فمع ابو هریرة فقال والله انه لظلم یمنع الحسن ان

يدفن مع ابيه والله انه لا ين رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ثم اتى الى الحسين فكلمه وناشده الله وقال اليس قد قال اخوك ان حصت فردني الى مقبرة المسلمين ففعل فحمله الى البقيع ولم يشهده احدن من بني اميه.(اسد الغابه)

جناب امام حسن علیہ السلام کی موت کا سبب یہ ہوا کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے زہر دیا۔ ایک طشت آپ کے لیے رکھا جاتا تھا اور وہ خون سے بھرا ہوا اٹھالیا جاتا تھا یہی حالت چار روز تک رہی کہ ان کا مرض ترقی کر گیا۔ آپ نے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اے بھائی مجھ کو تین دفعہ زہر دیا گیا ہے لیکن کبھی ایسا زہر نہیں دیا گیا۔ میرا جگر کٹ کر گر گیا ہے۔ جناب امام حسین نے عرض کیا آپ کو کس نے زہر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم کیوں پوچھتے ہو آپ کا ان سے لڑنے کا ارادہ ہے۔ میں ان کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ جب جناب امام کی وفات کا وقت قریب آیا۔ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ مجھ کو آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی اجازت دیں جناب ام المومنین نے اس کو منظور کیا۔ جناب امام حسن علیہ السلام اپنے بھائی حسین علیہ السلام سے فرمانے لگے جب ہمارا انتقال ہو جائے آپ ام المومنین سے میرے دفن کرنے کی نسبت کہلا بھیجیں۔ انہوں نے مجھ سے شاید بوجہ حیا اقرار کرلیا ہے۔ کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس مجھ کو جگہ دی جائے گی پس اگر اجازت دیں مجھ کو جناب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس دفن کرنا لیکن ہمارا خیال ہے کہ بنی امیہ۔۔۔۔ آپ کو وہاں پر دفن کرنے سے مانع ہوں گے پس ان سے نہ جھگڑیں اور آپ مجھ کو بقیع غرقد میں دفن کر دیں۔ جبکہ جناب امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہو گیا جناب امام حسین علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کے لیے تشریف لے گئے آپ نے فرمایا بہتر ہے اور ان کا دفن ہونا عین کرامت ہے یہ خبر مراون اور بنی امیہ کو پہنچی۔ کہنے لگے ہم اس جگہ کبھی دفن نہیں ہونے دیں گے جب جناب امام حسین علیہ السلام نے سنا سلاح جنگ زیب تن فرمائی اور مروان نے بھی ہتھیار باندھ لیے۔ یہ سن کر ابو ہریرہ کہنے لگے خدا کی قسم ہے بڑا ظلم ہے کہ

جناب امام حسن علیہ السلام کو ان کے والد ماجد علیہ التحیۃ والثناء کے پاس دفن ہونے سے منع کیا جائے۔ واللہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ پھر جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ جنگ نہ کریں آیا آپ سے آپ کے برادر بزرگوار نے نہیں کہا تھا کہ اگر آپ کو کسی قسم کا خوف ہو تو مجھ کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں۔ پس جناب حسین حضرت امام حسن علیہ السلام کے جنازہ کو جنت البقیع میں لے گئے اور بنی امیہ میں سے کوئی شخص آپ کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا۔

(۹)رسمته امراته جعدة بن الا شعث بن قیس الکندی وقالت طائفته کان ذلک منها بدس معاویة (استیعاب) اور آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی نے زہر دیا اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ زہر دینا امیر معاویہ کی سازش سے تھا۔

(۱۰)و ذکر ان امراته جعدة سقته السم وقد کان معاویته لس الیها ان احتلت فی قتل الحسن و جهت الیک بمائته الف درهم و زوجتک یزید فکان ذلک الذی بعثها علی سمه فلما مات ولی لها المعاویته بالمال وارحل الیها انا نحب حبات یزید ولو لا ذلک یوفینا لک بتزوجه(مروج الذهب للمسعودی) ذکر کرتے ہیں کہ آپ کی بیوی جعدہ نے آپ کو زہر دیا اس میں معاویہ کی سازش تھی کہ اگر تو نے کسی حیلہ سے جناب امام حسن کو قتل کیا تو میں تجھ کو ایک لاکھ درہم بھیجوں گا اور یزید لعین سے تیرا نکاح کر دوں گا۔ پس اس فریب سے اس کو جناب امام حسن کے زہر دینے پر برانگیختہ کیا تھا۔ جب جناب امام رحلت فرما گئے۔ امیر معاویہ نے حسب وعدہ مال اس کے پس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ میں یزید کی زندگی کا خواہاں ہوں۔ اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا تو مین تیرا نکاح اس سے کر دیتا۔

(۱۱)عن افضل بن عباس قال وَفد عبدالله بن عباس علی معاویته قال فوالله انی لفی المسجد اذ کبر معاویته فی الخضر افکبر اهل الخضر اثم کبر اهل المسجد بتکبیر اهل الخضرء فخرجت فاختته بنت قرطته بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف خوفه لها

فقالت سرک الله یا امیر ما هذا لذی بلغک فسردت به قال موت الحسن بن علی فقالت انا لله وانا الیه راجعون ثم بکت وقالت مات سید المسلمین و ابن بنت رسول رب العالمین. فقال معاویته نعما والله مافعلت انه کان لذلک اهلا ان یبکی علیه ثم بلغ الخبر ابن عباس فراح فدخل علی معاویته قال علمت ابن عباس ان الحسن توفی قال لذلک کبرت قال نعم قال والله ما موته بالذی اجلک ولئن اصبنابه فقد اصبت بسید المرسلین وامام المتقین و رسول رب العلمین فجبر الله تلک المصیبته و رفع تلک العبرة فقال ویحک یا ابن عباس ماکلمتک الا وجد تک معا(اخرجه محمد ابن جریر الطبری فی تاریخه) فضل بن عباس کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس بطریق سفارت معاویہ کے پاس گئے ہوئے تھے وہ ناقل ہیں کہ میں مسجد میں تھا ناگہاں معاویہ نے تکبیر بلند کی اور قصر خضرا کے آدمی بھی تکبیر کہنے لگے۔ اوران کی آواز سن کر مسجد کے لوگ بھی تکبیر پڑھنے لگے۔ یہ سن کر فاختہ بنت قرظہ اپنی کھڑکی سے باہر نکلیں اور کہا اے امیر خدا تجھ کو خوش رکھے کون سی ایسی خبر آپ کو ملی ہے کہ جس کی وجہ سے آپ خوش ہوئے ہیں۔ معاویہ نے کہا جناب حسن علیہ السلام کے مرنے کی خبر سے خوش ہوا ہوں۔ فاختہ انا الیہ راجعون کہہ کر رونے لگیں اور کہنے لگیں افسوس ہے کہ مسلمانوں کا سردار اور رسول رب العالمین کی بیٹی کا بیٹا مر گیا ہے۔ معاویہ نے کہا ہاں قسم خدا کی وہ اسی کا اہل تھا جو کچھ کہ میں نے کیا ہے۔ وہ ہرگز اس کا اہل نہیں تھا کہ کوئی اس پر روئے۔ یہ خبر ابن عباس تک پہنچی وہ آرام کر کے معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے کہا اے ابن عباس مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علی کا انتقال ہو گیا ہے۔ عبداللہ بن عباس کہنے لگے اچھا تم نے اس لیے تکبیر پڑھی تھی معاویہ نے کہا ہاں ابن عباس نے کہا واللہ اگر وہ مر گئے ہوں تو تو بھی باقی نہیں رہے گا۔ اور اگر ہم مر جائیں گے تو سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین کے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس خداوند تعالیٰ ہمارے زخم کی مرہم پٹی کرے گا اور ہمارے آنسو پونچھ جائیں گے۔ معاویہ کہنے لگا تجھ پر افسوس ہے اے ابن عباس میں نے کبھی تجھ سے گفتگو نہیں کی کہ تم کو

تیار نہ پایا ہو۔

مناقب جناب امام حسین علیہ السلام

(۱) قالت اللیث ابن سعد ولدت فاطمته بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الحسین بن علی فی لیال خلون سنته اربع (اخرجه الدولابی) لیث بن سعد کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام ہجری کے چوتھے برس کے کچھ روز گذرے ہوئے تھے پیدا ہوئے۔

(۲) قال الزبیر ن بکار ولد الحسین بخمس خلون من شعبان سنته اربع (اسد الغابه) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام شعبان کی پانچویں تاریخ ہجرت کے چوتھے برس تولد ہوئے ہیں۔

(۳) قال جعفر بن محمد لم یکن بین الحمل بالحسین بعد ولادة حسن الا طهر واحد (اسد الغابه) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بن محمد باقر سے منقول ہے کہ حسین علیہ السلام کی حمل اور ولادت حسن علیہ السلام میں فاصلہ ایک طہر کا تھا۔

(۴) وقال القتادة ولد الحسین بعد الحسن بسنته وعشرة اشهر فولد ستین و خمسته اشهر و نصف شهر میں الهجرة (اسد الغابه) اور قتادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام اور جناب امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے ہیں۔ پس جناب حسین علیہ السلام ہجرت سے ساڑھے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے۔

(۵) قال الوقدی علقت فاطمته بالحسین بعد ولادت الحسن بخمسین لیلته (اصابه) وهذا ارجح المرویات (نزل الابرار) واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام کا علوق صرف حسن علیہ السلام کے پچاسویں شب کے بعد ہوا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اس کو اصابہ فی تمز الصحابہ میں لکھا ہے اور نزل الابرار میں علامہ بدخشی لکھتے ہیں کہ سب روایتوں میں یہ روایت راجح ہے۔

(۶) قال بعض الرواة انه ولد لستته اشهر (نزل الابرار) بعض راویوں کا یہ قول ہے کہ

جناب حسین علیہ السلام چھ ماہ کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

(۷)فلما ولد اذن النبی صلی الله علیه واله وسلم اذنه الیمنی واقام فی اذنه الیسری وختنه له یوم السابع من ولادته و عق عنه کبشا و کبشین وقال لفاطمته زنی شعره و تصدقی بونه فصته واعطی القابلته رجل العقیقته(نزل الابرار) جب جناب امام حسین علیہ السلام تولد ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے سیدھے کان میں اذان اور اُلٹے کان میں اقامت کہی اور ساتویں روز ختنہ کیا اور ایک مینڈھا عقیقہ کیا یا دو مینڈھے ذبح کیے جناب فاطمہ سے فرمایا۔ اس کے بالوں کو وزن کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کرو اور دائی کو عقیقہ کے پائے دو۔

(۸)عن محمد بن المنکدر ان النبی صلی الله علیه واله وسلم ختنه الحسین بسبعته ایام (اخرجه الد ولابی) محمد بن المنکدر کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب امام حسین علیہ السلام کا ساتویں روز ختنہ کیا ہے۔

(۹)وسماه رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حسینا وکان یکنی ابا عبالله ویلقب السید والطیب والزکی والسبط و الرشید والوفی والمبارک والتابع لمرضاة الله والدلیل علی ذات الله و الشهید الاکبر(نزل الابرار) اورحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام حسین اور کنیت ابا عبداللہ۔ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور وفی اور مبارک اور تابع لمرضاۃ اللہ اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر رکھا۔

(۱۰)عن علی قال الحسن اشبه برسول الله صلی الله علیه واله وسلم مابین الصدر الی الراس والحسین اشبه برسول الله صلی الله علیه واله وسلم ماکان اسفل من ذلک(اخرجه الترمذی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سر سے سینہ تک حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شبیہ تھے اور حسینؑ سر سے پاؤں تک حضور کے مشابہ تھے۔

(۱۱)عن انس بن مالک قال اتی ابن زیاد براس الحسین محمل فی طست ینکت

علیه وقال فی حسینه شیئا قال ان کان اشبهم رسول الله صلی الله علیه واله وسلم (اخرجه ابو نعیم فی الحلیته) انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس ایک طشت میں لایا وہ چھڑی مار کر آپ کے حسن و جمال میں کچھ کہنے لگے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شبیہہ تھے۔

(۱۲)عن یعلی بن مرة قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حسین منی وانا من حسین احب الله من احب الحسین حسین سبط من الاسباط(اخرجه الدیلمی وابن سعد وابن ابی شیبته واحمد والبخاری وابن ماجه والترمذی والحاکم وابو نعیم و ابن اثیر فی اسد الغابه) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ خدا اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے۔ حسین سبط ہے اسباط ہے۔

(۱۳)عن الغیراء بن جریب ینما عبدالله بن عمر جالس فی ظل الکعبته اذا رای الحسین مقبلا فقال هذا احب اهل الارض الی اهل السماء الیوم(اصابه فی تمیز الصحابه) غیراء بن جریب سے روایت ہے کہ ایک روز عبداللہ بن عمر کعبۃ اللہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں جناب امام حسین علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ آج کے دن یہ شخص اہل آسمان کی نزدیک تمام اہل زمین سے زیادہ محبوب ہے۔

(۱۴)قال الزبیر بن بکار حدثنی معصب قال حج الحسین خمس و عشرین حجته ماشیا(اسد الغابه) عن معصب بن عبدلله قال حج الحسین خمساو عشرین حجته ماشیا(اخرجه الطبرانی) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھ سے معصب ذکر کرتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام نے پچیس حج پا پیادہ کیے ہیں۔

(۱۵)عن ابی هریره قال ابصرت عینای و سمعت اذ نادی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وهو اخذ بکفی حسین و قدماه علی قدمی رسول الله صلی الله علیه واله

وسلم وهويقول حزقه حزقه ترق (۱)عين بقه قال فرق الغلام حتی وضع قدمه علی صدر رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم ثم قال له رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم افتح فاک ثم قبله ثم قال اللهم انی احبه فاحبه(اخرجه ابو عمر والطبرانی فی الکبیر) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے اور ان دونوں کانوں سے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں ہاتھ جناب حسین علیہ السلام کے پکڑے ہوئے تھے اور جناب حسین کے دونوں قدم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینہ مبارک پر تھے اور آپ فرمارہے تھے اے میرے بچے مجھ پر آنکھ جیسے نیچے اوپر کود اچھل۔ پس لڑکے نے یعنی امام حسین نے چھلانگ ماری اور دونوں قدم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینہ مطہر پر رکھے پھر آپ نے فرمایا اپنے منہ کو کھول پھر آپ نے ان کے منہ کو چوما۔ اور فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ۔

(۱۶)عن عبیده بن حنین قال حدثنی الحسین قال اتیت عمر و هو یخطب علی المنبر فصعدت الیه فقلت انزل عن منبر ابی و اذهب الی منبر بیک فقال عمر لم یکن لا بی منبر و اخذنی فی جلسنی معه اقلب حصی بیدی فلما نزل انطلق بی الی منزله فقال لی من علمک فقلت و الله ماعلمنی احد قال فاتیته وهو خال بمعاویته و ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فی الباب فرجع ابن عمر فرجعت معه فلیقنی بعد ذلک فقال الم ارک قلت یا امیر المومنین انی جائت وانت خال بمعاویته مع ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فقال انت احق من ابن عمر (رضی الله عنه) سنده صحیح عند الخطیب (اصابه) عبید بن حنین کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس گیا وہ منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے اوپر چڑھ کر کہا میرے باپ کے منبر سے اتر جا اور جا اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ جا عمر رضی اللہ عنہ نے

۱-عرب کی عورتیں بچوں کو گداتے ہوئے اکثر یہ لوری دیتی ہیں۔

کہا میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ یہ کہہ کر مجھ کو پکڑ کے اپنے پاس منبر پر بٹھا لیا۔ میں اس پر بیٹھا رہا اور کنکروں کو ادھر ادھر لوٹ پوٹ کرتا رہا۔ جب وہ منبر سے اترے مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے گئے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ بات تم کو کس نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا واللہ مجھے کہاں کسی نے سکھائی جناب امام فرماتے ہیں کہ پھر میں ان کے پاس گیا اور وہ معاویہ کے ساتھ خلوت کر رہے تھے اور ابن عمر دروازہ پر تھے پس ابن عمر لوٹ پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا میں نے کہا یا امیر المومنین میں تمہارے پاس آیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے۔ پس ابن عمر کے ساتھ لوٹ گیا۔ وہ کہنے لگے تم ابن عمر سے زیادہ تر حقدار تھے۔

(۱۷)عن البراء بن عازب قال رایت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حامل الحسین علی عاتقه وهو یقول اللهم ان احبه فاحبة(نزل الا برار) براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ حسین علیہ السلام کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یا الٰہی میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

(۱۸)عن جابر بن عبدالله قال سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول من سره ان ینظر الی سید شباب اهل الجنته فلینظر الی الحسین بن علی(اخرجه بن حبان .ابو یعلی و ابن عساکر) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل جنت کے سردار کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسین ابن علی کو دیکھ لے۔

(۱۹)عن ابی هریرة قال ان النبی صلی الله علیه واله وسلم فی المسجد فجاء الحسین یمشی حتی سقط فی حجره فجعل اصابعه فی لحیته رسول الله علیه وسلم ففتح رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ای الحسین فادخل فاه فی فیه ثم قال اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه(اخرجه خیشمه) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی آغوش مبارک میں لیٹ گئے اور اپنی انگلیاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے منہ کو کھولا اور اپنا منہ ان کے منہ میں ڈالا پھر فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔

(۲۰) عن ابی هريرة قال ريت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم تمیص لعاب الحسين كما يتمص الرجل التمرة (اخرجه ابن الضحاک) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کے لعاب دہن سے اس طرح چوستے تھے کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

(۲۱) عن زید بن زیاد خرج رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من بيت ام المومنين عاشته رضى الله تعالى عنها فمر على باب فاطمته فسمع حسينا يبكى فقال الم تعلمي ان بكاء يو ذيني (نزل الابرار) زید بن زیاد کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر سے نکل کر جناب سیدہ علیہا السلام کے دروازہ پر سے گذریں اور جناب حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا فاطمہ تم نہیں جانتی ہو اس کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جناب امام حسین کی شہادت کی خبر دینا

عن ابى امامته الباهلى قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا تبكوا هذا الصبى يعنى حسينا قال و كان يوم ام سلمته فنزل جبريل فدخل رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ......وقال لام سلمته لا تدعو احد ايدخل على فجاء الحسين فلما نظر الى النبى صلى الله عليه واله وسلم فى البيت ارادان يدخل واخذته ام سلمته و

اعتنقته و جعلت تناعيه وليكته فلما اشتد البكاء خلت عنه فدخل حتى جلس في حجر النبی صلى الله عليه واله وسلم قال جبريل للنبي صلى الله عليه واله وسلم ان امتک ستقتل ابنک هذا فتناول جبريل تربته فقال بمكان كذا و كذافخرج رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قد احتض حسينا كاسف البال مغموما فظنت ام سلمته انه غضب میں دخول الصبی فقالت یا نبی الله جعلت لک الفداء انک قلت لنا لا تبكوا هذا الصبی وامرتنی ان لا ادع احد ايدخل عليک فجاء فخليت عنه فلم يرد عليها جواب فخرج الى الصحابته وهم جلوس فقال لهم ان امتی يقتلون هذا وفي القوم القوم ابو بكر و عمر وقال صلى الله عليه واله وسلم هذه تربته واراهم اياها(اخرجه الطبراني في الكبير في مسند ابي امامته الباهلی) ابی امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے یعنی امام حسین علیہ السلام کو تم مت رلایا کرو۔ اس روز جناب ام سلمہ کے گھر کی باری تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ حضرت گھر کی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے۔ اورام سلمہ سے فرمایا میرے پاس کسی کو مت آنے دینا ناگہاں جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت کو دیکھ کر کوٹھڑی میں گھسنے لگے جناب ام سلمہ نے ان کو پکڑ کر گلے سے لگالیا۔ اوران کو اندر جانے سے روک رکھا اوران کو رونے سے چپ کرانے لگیں۔ جب وہ سخت رونے لگے جناب ام سلمہ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جا کر گود میں بیٹھ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ کی امت ان کو عنقریب قتل کرے گی اور ہاتھ بڑھا کر حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تھوڑی سی مٹی دی اور کہا وہ ایسے مقام پر شہید کیے جائیں گے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم جناب حسین کو گود میں لیے ہوئے نہایت غمگین برآمد ہوئے۔ جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شاید حضرت جناب حسین کے اندر جانے سے ناراض ہو گئے ہیں۔ وہ عرض کرنے لگیں یا نبی اللہ میں آپ پر قربان جاؤں۔ حضور نے ہمیں کہا تھا کہ اس لڑکے کو مت رلایا کرو اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ کسی

کو میرے پاس گھر میں مت داخل ہونے دینا جب جناب امام حسین تشریف لائے تو میں نے ان کو روک رکھا تھا حضرت نے جناب ام سلمہ کو کچھ جواب نہ دیا اور صحابہ کے پاس تشریف لائے۔ جب صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے ان سے فرمایا بہ تحقیق میری امت اس کو شہید کرے گی صحابہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت نے ان کو دکھا کر فرمایا کہ جہاں پر شہید کیے جائیں گے وہاں کی یہ مٹی ہے۔

(۲) عن انس بن مالک الحارث قل سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول ان ابنی هذا تقتل بارض العراق یقال لها کربلا فمن شهد ذلک منکم فلینصرنه فخرج انس بن الحارث الی کربلا فقتل بهامع الحسین (اخرجه بن السکن والبغوی وابن منده و ابو نعیم و ابن عساکر) انس بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ میرا بیٹا یعنی امام حسین عراق کی زمین میں مارا جائے گا جس کو کربلا کہتے ہیں۔ پس جو شخص کہ تم میں سے وہاں موجود ہو اس کو چاہیے کہ اس کی مدد کرے۔ پس انس بن حارث امام حسین کے رکاب سعادت میں نکلے اور وہاں شہید ہو گئے۔

(۳) عن عائشه رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه واله وسلم قال اخبرنی جبریل ان ابنی الحسین یقتل بارض الطف و جاء نی بهذه التربته و اخبرنی ان فیها مضجحه (اخرجه ابن سعد والطبرانی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین طف کی زمین میں مارا جائے گا۔ اور یہ مٹی مجھ کو لا کر دکھائی گئی ہے۔ کہ اس میں ان کی قبر ہو گی۔

(۴) عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ان الحسین دخل علی النبی صلی الله علیه واله وسلم و عنده جبریل فی مشربه عائشه رضی الله عنها فقال له جبریل ستقتله امتک وان شئت اخبرتک بالارض التی یقتل فیها واشار جبریل بیده الی الطف بالعراق

فاخذ تربة حمراء فاراه ایاها(اخرجه البیهقی) ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امام حسین علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جناب میں تشریف لائے اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جبرائیل علیہ السلام تشریف رکھتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو آپ کی امت مار ڈالے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین سے خبر دے سکتا ہوں جس میں کہ وہ شہید ہوں گے اور جبرائیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ طف عراق کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی وہاں کی آپ کو دکھائی۔

(۵)عن ام الفضل بنت الحارث ان النبی صلی الله علیه واله وسلم قال اتانی جبریل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی هذا یعنی الحسین واتانی من تربة حمراء(اخرجه ابو دائود) ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت اس میرے بیٹے کو یعنی امام حسین کو عنقریب قتل کرے گی۔ اور مجھے سرخ مٹی وہاں کی لا دی ہے۔

(۶)عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یوما بالحسین فوضعته فی حجره ثم جانب منی التفاته فاذا عینا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم تجریان فقال اتانی جبرائیل فاخبرنی ان امتی تقتل ابنی هذا فاتانی بتربة من تربة حمراء(اخرجه الحاکم و البیهقی) ام الفضل بنت حارث کہتی ہیں کہ میں جناب حسین علیہ السلام کو لیے ہوئے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گئی اور میں نے ان کو حضور کی گود میں رکھ دیا پھر مجھے ایک کام پیش آ گیا جب اس سے فارغ ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور پرنور کی چشم مبارک اشک بار ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت قتل کرے گی۔ اور مجھ کو وہاں کی سرخ مٹی لا کر دکھائی ہے۔

(۷)عن ام سلمة قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم دخل على اليوم ملک ولم يدخل عل قبلها فقال لی ان ابنک هذا حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربته التی یقتل فیها فاخرج تربته حمراء(اخرجه احمد) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا جو آگے اس سے کبھی نہیں آتا تھا۔ کہنے لگا بہ تحقیق یہ آپ کا بیٹا حسین شہید ہونے والا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو جس زمین میں وہ قتل کیے جائیں گے اس کی مٹی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دکھاؤں پس سرخ مٹی مجھے نکال کر دی۔

(۸)عن ام سلمة ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اضطجع ذات یوم فاستيقظ وهو خاثر وفی یده تربته حمر یقبلها فقلت ماهذا التربته یا رسول الله قال اخبرنی جبریل ان هذا یعنی الحسین یقتل بارض العراق و هذه تربتها(اخرجه اسحاق بن راهویه والبیهقی وابو نعیم) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب استراحت فرما کر اٹھے ان کے دست مبارک میں مٹی تھی جس کو لوٹ پوٹ کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے۔ آپ نے ارشاد کیا۔ کہ جبرائیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حسین عراق کی زمین میں شہید ہوں گے اور یہ وہاں کی مٹی ہے۔

(۹) عن ام سلمة قالت كان الحسن و الحسين يلعبان فی بیتی فنزل جبریل فقال یا محمد ان امتک تقتل ابنک هذا من بعدک واومی الی الحسین واتاه بتربته فشمها ثم قال ریح کرب و بلاء و قال یا ام سلمته اذا تحولت هذا التربته دمافا علمی ان ابنی قدقتل فجعلتها فی قارورة (اخرجه ابو نعیم) جناب ام المومنین ام سلمی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب حسنین علیہما السلام میرے گھر میں کھیل رہے تھے پس جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہ تحقیق آپ کی امت آپ کے اس بیٹے کو آپ کے بعد قتل کرے گی اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ کی مٹی لا کر دکھائی آپ

نے اس کو سونگھ کر فرمایا اس سے تکلیف اور رنج کی بو آتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ام سلمہ جب تم اس مٹی کو دیکھو اور خون میں بدلی ہوئی پاؤ پس سمجھ لو کہ یہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے میں نے وہ مٹی ایک شیشہ میں ڈال دی۔

(۱۰)عن معاذ جن جبل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نعی الی الحسین و اتیت بتربته و اخبرت بقاتله (اخرجه الدیلمی) معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حسین کی شہادت سے خبردار کیا گیا ہے اور مجھ کو اس کی مٹی دکھائی گئی ہے اور اس کے قاتل کی خبر دی گئی ہے۔

(۱۱) عن ابن عباس قال ما کنانشک و اهل البیت متوافرون ان الحسین یقتل بارض الطف (اخرجه الحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اور بہت سے اہل بیت ہرگز اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حسین علیہ السلام زمین طف میں شہید کیے جائیں گے۔

(۱۲) عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم نصف النهار اشعث و اغبر بیده قارورة فیها دم ملتقط فساله فقال دم الحسین و اصحابه لم ازل اتبعه منذ الیوم فنظر و افوجد و اوقد قتل ذلک الیوم (اخرجه احمد و الترمذی و البیهقی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے ژولیدہ مو غبار آلودہ ہاتھ میں ایک شیشی تھی اس میں مٹی سے ملا ہوا خون تھا۔ حضورؐ سے استفسار کیا گیا آپ نے فرمایا حسین اور اس کے دوستوں کا خون ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس کو دیکھا کرتا تھا ایک دن اس کو دیکھا کہ بالکل خون ہو گیا پس معلوم ہوا کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں۔

(۱۳)عن انس قال ان النبی صلی الله علیه وسلم قال استاذن ملک المطر ربه ان یزور النبی صلی الله علیه وسلم فاذن به و کان فی یوم ام سلمته فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ام سلمته احفظی علینا الباب لا یدخل احدفتنا هی علی

الباب اذ دخل الحسين فاقتحم فوثب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فجعل رسول الله صلی الله علیه وسلم یلثمه و یقبله فقال الملک اتحبه قال نعم قال ان ستقتله امتک وان شئت اریک المکان الذی یقتل به فاراه فجاء بسهلته او تراب احمر فاخذ ته ام سلمه و جعلته فی ثوبها (اخرجه البغوی فی معجمه و ابو حاتم فی صحیحه و ابو نعیم فی الحلیه واحمد الملافی سیرته و روی احمد نحوه و فی روایته الملا قالت ام سلمته ثم ناولنی کفا من تراب احمر و قال ان هذا من تربته الارض التی یقتل بها فمتی صارد ما فاعلمی انه قد قتل قالت ام سلمته فوضعته فی قارورة عندی و کنت احول ان یوما یتحول فیه دما انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مینہ کے فرشتے نے پروردگار عالم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اذن مانگا خداوند تعالیٰ نے اس کو اذن دیا۔ اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین ام سلمی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ بند کر دے تا کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے۔ اتنے میں جناب حسین تشریف لائے اور دروازہ کو دھکیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کود پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چومنے لگے فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کو قتل کرے گی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہئیں تو میں آپ کو وہ مکان دکھاؤں جہاں پر وہ شہید ہوں گے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نرم مٹی یا خاک وہاں کی لا کر دی پس اس مٹی کو جناب ام سلمہ نے اپنے کپڑوں میں رکھ لیا۔ بغوی نے معجم میں اور ابو حاتم نے اپنی جامع صحیح میں اور ابو نعیم نے حلیہ الاولیا میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اسی طرح سے روایت کیا ہے۔ اور ملا نے اپنی سیرت میں اس حدیث کو کسی قدر زیادتی سے روایت کیا ہے کہ جناب ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر سرخ مٹی مجھ کو دی اور کہا یہ مٹی اس زمین کی ہے کہ جہاں وہ شہید ہوں

گے۔ پس جبکہ یہ خون بن جائے تم جان لینا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں۔ جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اس کو ایک شیشی میں رکھ لیا اور میں اس کو لوٹ پوٹ کرتی رہی ایک دن جو میں نے اس کو لوٹا تو وہ خون ہو گئی تھی۔

(۱۴) عن الشعبی قال مرعلي بكر بلا عند ميسره الي صفين و حاذی نينوی قريته علي الفرات فوقف و سال عن اسم هذه الارض فقيل له كربلا فبكي حتي بل الارض من دموعه ثم قال دخلت علي رسول الله صلي الله عليه وسلم وهو يبكي فقلت ما يبكيك قال كان عندی جبريل انفا و اخبرني ان ولدی الحسين يقتل بشاطی الفرات بموضع يقال له كربلا ثم قبض جبريل قبضه من تراب شمني اياها (اخرجه احمد) شعبی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام قریہ نینوی کے مقابل فرات کے کنارے گزرے اور استادہ ہو کر پوچھا کہ اس زمین کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا کربلا آپ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے اشکوں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ حضور رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا جناب کیوں گریہ کر رہے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے۔ مجھ کو کہنے لگے کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارہ پر شہید کیا جائے گا جس مقام کا نام کربلا ہے۔ پھر جبرئیل نے وہاں کی مٹی مٹھی بھر کر مجھے سنگھائی۔

(۱۵) عن اصبغ بن بناته قال اتينا مع علي علي موضع قبر الحسين فقال ههنا مناخ ركابهم و ههنا موضع رحالهم و همنا مهراق دمائهم فئته من ال محمد صلي الله عليه وسلم يقتلون العرمته تبكي عليهم السماء والارض (اخرجه الملا و ابو نعيم) اخطب الخطبا ابلغ البلغا اصبغ بن نباتہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادت میں موضع قبر حسین علیہ السلام پر گذرے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے۔ یہ ان کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ ان کے اسباب کی جگہ ہے۔ یہ ان کے خون کے بہنے کی جگہ ہے۔ ایک

گروہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میدان میں شہید ہوگا۔ان پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

(۱۶) عن الشعبی قال ان ابن عمر قدم المدینته فاخبر ان الحسین قد توجه الی العراق فلحقه فی میسره لیلتین عن الربذة فقال له ان الله تعالی خیر نبیه بین الدنیا والاخرة فاختار الاخرة وانکم یضعه والله لا یلیها احد منهم اذا وما صرفها الله تعالی عنکم الا للذی هو خیرلکم فارجعو فابی فاعتنفه ابن عمر قال استود عک الله تعالی من قتیل (اخرجه البیهقی) شعبی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کو آرہے تھے ان کو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف توجہ فرمائی ہے۔وہ ان سے سفر میں آملے اور ربذہ میں دوراتیں انہیں کے ساتھ رہے پس کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان دنیا اور آخرت کے مختار کیا ہے۔پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار فرمایا اور آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو کبھی دنیا نہیں ملے گی اور خدا تعالیٰ نے آپ صاحبوں سے اس کو نہیں ہٹایا مگر ایسی چیز کے لیے جو آپ کے لیے بہت بہتر ہے آپ یہاں سے واپس تشریف لے چلیں۔آپ نے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں وداع ہوتا ہوں شہید سے۔

(۱۷) عن محمد بن عمر بن حسن قال کنا مع الحسین بنهری کربلا فنظر الی الشمر ذی الجوشن فقال صدق الله و رسوله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کانی انظر الی کلب القع بلع فی دم اهل بیتی و کان شمر برص (اخرجه ابن عساکر) محمد بن عمر بن حسن کہتے ہیں کہ ہم جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہر کربلا پر تھے کہ ناگہاں آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم ایک کتے چتکبرے کو دیکھ رہے ہیں کہ میرے اہل بیت کے خون کو چاٹ رہا ہے اور شمر برص دار تھا۔

(۱۸) عن ام سلمته قالت رایت النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام باکیا و براسه

ولحيته التراب فسالت فقال شهدت قتل الحسين انفا (اخرجه الترمذی والدیلمی و الحاکم والبیهقی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا روتے ہوئے اور سر اقدس اور ریش مبارک غبار آلودہ میں نے وجہ استفسار کی آپ نے فرمایا ہم ابھی قتل حسین پر سے آ رہے ہیں۔

(۱۹) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یحشر ابنتی فاطمته و معها ثیاب مصبوغته بالدم فتعلق بقائمه من قوائم العرش فتقول یا عادل احکم بینی و بین قاتل و لدی فیحکم لابنتی و رب الکعبته (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہ اُٹھیں گی اور ان کے پاس خون کا لتھڑا ہوا کپڑا ہوگا۔ عرش کے پائے کو پکڑ کر کہیں گی اے عادل انصاف کر درمیان میرے اور میرے بیٹوں کے قاتل کے۔ پس حکم دیا جائے گا حسب منشاء میری بیٹی کے۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے۔

(۲۰) عن یحیی الحضرمی انه سافر مع علی الی صفین فلما حاذی نینوی نادی صبرا ابا عبدالله بشط الفرات قلت ماذ قال ان النبی صلی الله علیه وسلم حدثنی جبرائیل ان الحسین یقتل بشط الفرات و ارانی قبضته من تربته (اخرجه ابو نعیم) یحییٰ حضرت (جنہوں نے جناب امیر کے ساتھ صفین کی طرف سفر کیا ہے) کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام موضع نینوی کے مقابل پہنچے چلا کر فرمانے لگے یا ابا عبداللہ فرات کے کنارے صبر کریو۔ میں نے عرض کیا۔ یہ کیا بات ہے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے آگاہ کیا ہے کہ بے شک امام حسین علیہ السلام فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے اور اس جگہ کی ایک مٹی مجھے دکھائی ہے۔

(۲۱) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قاتل الحسین فی تابوت من النار علیه نصف عذاب اهل النار (اخرجه الدیلمی والحاکم فی المستدرک

والذهبی فی التلخیص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جناب حسین علیہ السلام کا قاتل آگ کے ایک صندوق میں بند ہوگا اس پر نصف اہل نار کا عذاب ہوگا۔

(۲۲) عن راس الجالوت قال كنا نسمع انه يقتل بكربلا ابن نبی فكنت اذا ادخلتها و كضت فرسی حتی اجوزعنها فلما قتل الحسين جعلت السير بعد ذلک علی هيئتی (اخرجه الطبرانی فی الكبير) راس جالوت کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ سنا کرتا تھا کہ کربلا میں کسی نبی کا بیٹا قتل ہوگا۔ اس واسطے جب میں کربلا میں پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھوڑے کو جلد وہاں سے چلا کر لے جاتا۔ حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد بھی میں اسی طرح وہاں سے گذر کرتا رہا۔

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

قال العلامه ابو اسحاق الاسفرانی فی كتابه المسی به بنور العين فی مشهد الحسين فبينما الحسين جالسا فی بيته يوما من الايام الا و فارس اتی الی بابه و طرقه فقال الحسين من بالباب فقيل له رسول من اهل الكوفته فاذن له بالدخول فدخل عليه و اخرج الكتاب و ناول له فاخذه و قرء ه فاذا هو من اهل الكوفته و يقولون فيه يكون فی علمک يا حسين يا ابن بنت رسول الله صلی الله عليه وسلم ان يزيد بن معاويته ظلم و جار و قتل الرجال و نهب الاموال و طغی و تمرد قد عم ظلمه سائر الا قطار يا مر بالمنكر و ينهی عن المعروف و يشرب الخمر ولا يخش الله وافش القبائح فی جميع البلاد و اظهر الظلم و الجور فی العباد و عدم مراقبته الله فی شیء من الاشياء و اخفی العدل فی الرعيته والظهر الظلم والجور بالكليته وانا قد ارسلنا يا ابا عبدالله سابقا نحو الف كتاب نطلبک ان نحضرت الی عندنا و نحن نسا عدک علی

الیزید و انا اخذ خلافته الیک و جدک لان الخلافته لک و لا بیک و لا لیزید و لا لابیہ تتول علینا احدا من اهل بیت و نساء لک بحق جدک محمد صلی الله علیه وسلم ان تحضر الینا و ان لم تحضر ففی غد بین یدی الله سبحانه خاصمناک و نقول یا ربنا ظلمنا الحسین و رضی فینا بالظلم ما جوابک الذی تقوله لله و تتخلص به من حقوق الله فلما قرا الحسین المکتوب اقشعر جلده خوفا من الله تعالی (انتهی) علامہ ابو اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب مسمی بہ نور العین فی مشہد الحسین میں لکھتے ہیں کہ ایک دن جناب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کوفہ کے ایک سوار نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب امام حسین نے فرمایا دروازہ پر کون ہے۔ عرض کیا گیا اہل کوفہ کا ایک ایلچی ہے۔ آپ نے اس کو اندر داخل ہونے کا اذن دیا اس نے داخل ہو کر جناب امام کو ایک خط دیا آپ نے اس کو لے کر پڑھا دیکھا کہ وہ خط اہل کوفہ کی طرف سے تھا اس میں لکھتے ہیں۔ یا امام حسینؑ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپ کو معلوم ہوگا کہ یزید بن معاویہ نے ظلم اور جور اور بے گناہوں کو قتل کرنا اور لوگوں کے مال کا لوٹنا شروع کیا ہے۔ اور سرکشی اور تمرد کو اختیار کیا ہے۔ ہر طرف اس کا ظلم پھیل گیا ہے۔ بری باتوں کے لیے حکم کرتا ہے اور اچھی باتوں سے باز رکھتا ہے۔ شراب پیتا ہے۔ خدا سے نہیں ڈرتا۔ تمام شہروں میں برائیوں کو پھیلاتا ہے۔ ظلم اور جور خدا کے بندوں پر ظاہر کرتا ہے۔ کسی شے کے کرنے میں خدا سے خوف نہیں کرتا۔ عدل کو رعیت سے پوشیدہ اور ظلم و جور کو بالکل ظاہر کر رکھا ہے۔ یا ابا عبد اللہ ہم پہلے قریب ایک ہزار خط کے آپ کی خدمت میں بھیج چکے ہیں۔ ہم آپ کی تشریف آوری کے لیے عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم آپ کی یزید کے مقابلہ میں مدد کریں گے۔ آپ اپنے باپ دادا کی خلافت کو لے لیں کیونکہ خلافت آپ کا اور آپ کے والد بزرگوار کا حق ہے۔ نہ یزید اور اس کے باپ کا۔ آپ ہم پر اپنے اہل بیت میں سے کسی کو والی کر کے بھیج دیں ہم آپ کے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ اگر آپ تشریف نہیں لائیں گے ہم

کل خدا کے سامنے آپ سے جھگڑیں گے اور ہم کہیں گے اے ہمارے پروردگار امام حسین علیہ السلام نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہم میں ظلم اور جور کو روا رکھا ہے آپ خدا کو کیا جواب دیں گے اور اللہ کے حقوق سے کیونکر چھوٹیں گے جب جناب امام حسین علیہ السلام نے خط کو پڑھا آپ کے بدن مبارک کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ خدائے پاک کے خوف سے۔

قال عمار بن معاويته الذهبی قلت لا بی جعفر بن محمد بن الحسين حدثنی عن مقتل الحسين كانی حضرته قال لما مات معاويته والوليد بن عتبته بن ابی سفيان علی المدينته فارسل الی الحسين ليا خذ يبعته ليليه فقال اخرنی و رفق به فاخره فخرج الی مكته فاتاه رسل اهل الكوفته انا قد حبسنا انفسنا عليک ولسنا نحضر الجمعته مع الوالی فاقدم علينا رجل من اهل بيت قال و كان النعمان بن بشير الانصاری والی الكوفته بعث الحسين اليهم مسلما فقال سر الی الكوفته فانظر ما كتبوه فان كان حقا قدمت اليه فخرج مسلم حتی اتی المدينته فاخذ منهما و ليلين فمر ابه فی البريته فاصا بهم عطش فمات احد الدليلين فقدم مسلم الكوفته علی رجل يقال له عوسجه فلما علم اهل الكوفته بقد و مه دنوا اليه فبا يعه منهم اثنا عشر الفا فقام رجل ممن يهوی يزيد بن معاويته الی النعمان بن بشير قال انک ضعيف مستضعف قد فسد البلد فقال له النعمان لان اكون ضعيفا فی طاعته الله احب الی ان اكون قويافی معصيته الله ما كنت لا هتک سترا فكتب الرجل بذلک الی يزيد فدعا يزيد مولی له يقال له سرحون فاستشار له فقال ليس للكوفته و الا ابن زياد و كان من عزله عن البصرة فكتب اليه يرضاه عنه و انه قد اضاف اليه الكوفته امره ان يطلب مسلما فان ظفر به قتله فاقبل ابن زياد فی وجوه اهل البصرة حتی قدم الكوفته ملتبسا فلا يمر علی احد الا قال له اهل المجلس عليک السلام يابن رسول الله يظنونه الحسين قدم عليهم فلما نزل بن زياد القصر دعا مولی له فدفع اليه ثلثته الاف

درهم فقا اذهب حتی تسال عن الرجل الذی یبایعه اهل الکوفته فادخل علیه واعلمه انک من حمص وادفع الیه المال و بایعه فلم یزل المولی یتلطف حتی ولوه علی شیخ یلی البیعته فذکر له امره فقال لقد سرنی اذ هداک الله و شانی ان امرنا لم یستحکم ثم ادخله علی مسلم فبایعه و دفع له المال و خرج حتی اتی بن زیاد فاخبره و تحول مسلم حین قدم ابن زیاد من تلک الدار الی دار هانی ابن عروة المرادی و کان ابن زیاد قال لا هل الکوفته ما بال هانی ابن عروة لم یاتنی فخرج الیه محمد بن الاشعث فی اناس من وجوه اهل الکوفته وهو علی باب داره فقالو اله انا لامیر قد ذکرک و استبطاک فانطق الیه فرکب معهم حتی دخل علی بن زیاد و عند شریح القاضی فلما سلم علیه قال له یا هانی ابن مسلم بن عقتیل فقال لا ادری فاخرج الیه المولی الذی دفع الدارهم الی مسلم فلم راه سقط فی یده قال ایها الا میر والله ما دعونه الی منزلی ولکنه جاء فطرح نفسه علی فقال اتینی به فتلکا فاستد ناه فادنوه فضر به بالقضیب وامره بحبسه فبلغ الخبر قومه فاجتمعوا علی باب القصر فسمع ابن زیاد الجلیه فقال لشریح القاضی اخرج الیهم فاعلمهم انی انما حبسته لا ستجیزه عن خبر مسلم ولا باس الیه من فبلغهم ذلک فتفرقوا و نادی مسلم لما بلغه الخبر شعاره فاجتمع الیه اربعون من اهل الکوفته فرکب و بعث ابن زیاد الی وجه اهل الکوفته فجمعهم عنده فی القصر فامر کلو احد منهم ان یشرف علی عشیرته فیردهم فکلموهم فجعلوا یتسللون فامسی مسلم و لیس معه الا عدد قلیل منهم فلما اختلط الظلام ذهب اولئک ایضا فلما بقی وحده تردد فی الطریق باللیل فاتی باب امراة فقال اسقنی ماء فسقته فاستمراء قائما فقالت یا عبدالله انک مرتاب فما شانک قال انا مسلم فهل عندک ماوی قالت نعم ادخل فدخل و کان لها ولد من موالی محمد بن اشعث فانطلق الی محمد بن اشعث فاخبره فلم یفجا مسلم الا والد

ارقد احیط بها فلما رای ذلک خرج بسیفه یدقعهم عن نفسه فاعطاہ محمد بن اشعث الا مان فامکن من یده فاتی به الی ابن زیاد فامر به فاصعد علی القصر ثم قتله و قتل هانی بن عروه و صلبهما ولم یبلغ الحسین ذلک حتی کان بینه و بین القادسیه ثلثته امیال لقیه الحربن یزید التیمی فقال ارجع فانی لم ادع لک خبرا واخبره الخبر فهم ان یرجع و کان معه اخوة مسلم فقالوا والله ما نرجع حتی نصیب بشارنا او نقتل فساروا و کان ابن زیاد قد جهز الجیش بملاقاته فلا قوه بکربلا فنزلها و معه خمسته واربعون نفرا من الفرسان و نحو مائته راجل فلقیه الحسین و امیرهم عمر بن سعد بن ابی وقاص و کان بن زیاد ولاہ الری و کتب له بعهدة علیها اذا رجع من حرب الحسین فلما التقیا قال له الحسین اختر منی احد ثلث اما ان الحق ثبغر من الشغور و اما ان ارجع الی المدینته واما ان اضع یدی فی ید یزید فقل ذالک عمر بن سعد فکتب فیه الی زیاد فکتب الیه لا اقبل منه حتی یضع فی یدی فامتنح حسین فقاتلوه فقتل معه اصحابه و منهم سبعته عشر شابا من اهل بیته ثم کان اخر ذلک ان قتل اوتی براسته الی ابن زیاده فارسله و من بقی من اهل بیته الی یزید منهم علی بن حسین کان مریضا و منهم عمته زینت فاطمته فلما قدموا اعلی یزید ادخلهم علی عیاله ثم جهزهم الی مدینته (اصابه فی تمیز الصحابته لا بن حجر)

عمار بن معاویہ ذہبی لکھتے ہیں کہ میں نے جناب ابوجعفر محمد بن علی بن حسین علیہ وعلی آباۂ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے جناب حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر اس طرح سے بیان کریں کہ اس کی تصویر میری آنکھوں میں پھر جائے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ جب امیر معاویہ مر گیا ان دنوں میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف یزید کی بیعت کرنے کے لیے پیغام بھیجا۔ آپ نے فرمایا مجھے مہلت دے اور نرمی کی اس نے مہلت دی۔ آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ آپ کے پاس کوفیوں کے خط پہنچے کہ ہم نے

آپ کی وجہ سے اپنے آپ کو یزید کی بیعت سے روک رکھا ہے۔ اور ہم حاکم کے ساتھ جمعہ میں شریک نہیں ہوتے۔ آپ ہمارے پاس اپنا آدمی اپنے گھر کے لوگوں میں سے بھیج دیں۔ ان دنوں نعمان بن بشیر الانصاری کوفہ کا حاکم تھا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے ان کے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ کی طرف جاؤ اور دیکھو کہ یہ کیا لکھتے ہیں۔ اگر سچ ہے تو ہم کوفہ آئیں۔ مسلم وہاں سے مدینہ طیبہ میں آئے اور وہاں سے دو رہنما اپنے ساتھ لے کر بیابان کی طرف نکلے۔ پیاس کی وجہ سے ایک رہنما مر گیا۔ اور مسلم کوفہ میں پہنچ گئے اور عوسجہ نامی ایک شخص کے گھر میں فروکش ہوئے۔ جب کوفیوں کو ان کی تشریف آوری کی خبر لگی تو جوق در جوق ان کی خدمت میں آنے لگے اور ان میں سے دس ہزار آدمی نے بیعت کی۔ ایک شخص یزید کے ہوا خواہوں میں سے بشیر بن نعمان سے کہنے لگا تو ضعیف ہے۔ اس لیے شہر بگڑ گیا ہے۔ نعمان بن بشیر نے کہا اگرچہ میں خدا کی اطاعت میں ضعیف ہوں لیکن میں اس کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ خدا کی معصیت میں قوی بنوں میں نے کبھی کسی کی پردہ دری نہیں کی۔ اس آدمی نے یہ ماجرا یزید کو لکھ بھیجا۔ یزید نے اپنے غلام سرحون سے مشورہ کیا اس نے رائے دی کہ اس وقت کوفے کی حکومت کے لیے ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہیں۔ یزید نے اس کو بصرہ سے معزول کیا ہوا تھا۔ یزید نے اس کو خط لکھ کر خوشنود کر لیا اور اس کی حکومت میں کوفہ کو اور بڑھا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ میں پہنچ کر مسلم کو تلاش کرے۔ اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے۔ ابن زیاد اہل بصرہ کے سامنے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اور لباس بدل کر رات کے اندھیرے میں داخل کوفہ ہوا۔ کسی آدمی کے پاس سے نہیں گزرتا تھا کہ وہ اہل مجلس اس کو جناب امام حسین علیہ السلام کا گمان کر کے السلام علیک یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے کہ جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔ جب ابن زیاد قصر دار الامارہ میں اُترا اس نے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درم دیئے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جس کی اہل کوفہ بیعت کرتے ہیں اور اس کے پاس پہنچ کر یہ جتلا کہ میں حمص سے آیا ہوں اور یہ روپیہ اس

کو دے دے اور اس کی بیعت کر۔ وہ غلام اسی طرح سے ہر ایک سے بملائمت پوچھتا پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو ایک بزرگ کے پاس لے گئے۔ اس نے اس کے پاس اپنا حال بیان کیا۔ وہ بزرگ بولا کہ مجھے مسرت حاصل ہوگی جبکہ تجھے اور مجھے خدا تعالیٰ ہدایت دے گا۔ ہمارا کام ابھی پختہ نہیں ہوا ہے پھر اس کو مسلم کے پاس لے گیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال ان کو دے دیا وہاں سے نکل کر ابن زیاد کے پاس آیا اور خبر بیان کی۔ جب ابن زیاد کوفہ میں آیا تھا تو اس وقت مسلم عوسجہ کے گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر میں چلے گئے تھے۔ ابن زیاد لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ میرے ملنے کو نہیں آتا۔ پس محمد بن اشعث اکابر اہل کوفہ کے ساتھ اس کے پاس گیا وہ اس وقت اپنے گھر کے دروازہ پر تھا اس کو کہنے لگا۔ امیر تجھ کو یاد کرتا ہے اور تیرے نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اس کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر ابن زیاد کے پاس گیا ابن زیاد کے پاس اس وقت قاضی شریح بھی موجود تھا۔ جب اس نے ابن زیاد کو سلام کیا ابن زیاد بولا اے ہانی مسلم کہاں ہیں وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا۔ ابن زیاد نے اس غلام کو جس نے کہ درہم دیئے تھے اس کے سامنے کیا۔ جب ہانی نے اس غلام کو دیکھا ابن زیاد کے سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا اے امیر میں نے مسلم کو اپنے گھر میں نہیں بلایا وہ خود آ گیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ وہ کسمسایا لوگوں نے اس کو پکڑ کر نزدیک کیا ابن زیاد نے چھڑی سے اس کو مارا اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ خبر اس کی قوم کو پہنچی قصر دارالامارہ کے دروازہ پر اکٹھے ہو کر آئے جب ابن زیاد نے جھگڑا سنا قاضی شریح سے کہا نکل کر ان کو کہہ دے کہ میں نے ہانی کو اس لیے بند کیا ہے کہ اس سے مسلم کی خبر پوچھوں مجھ سے کوئی تکلیف اس کو نہیں پہنچے گی۔ لوگ سن کر متفرق ہو گئے۔ جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کوفہ کے چالیس ہزار مرد اس کے پاس جمع ہو گئے اور مسلم سوار ہوئے اس وقت قصر میں ابن زیاد کے پاس اکابر کوفہ جمع تھے۔ اس نے ان کو حکم دیا کہ اپنے اپنے قبیلہ سے باتیں کر کے ان کو لوٹا دو۔ وہ ان کو تسلی دینے لگے شام کے وقت مسلم کے پاس چند نفر کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔

جب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی جاتے رہے۔ اور مسلم اکیلے رہ گئے۔ رات کو راہ میں بھٹک کر ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے۔ اس عورت سے کہا مجھے پانی پلا اس نے پانی پلایا اور کہا اے بندہ خدا تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہے۔ آپ نے کہا میں مسلم ہوں۔ آیا تیرے پاس آرام کرنے کی جگہ ہے۔ اس عورت نے کہا، آپ اندر آیئے۔ ہاں آپ اندر آ گئے اس عورت کا ایک بیٹا تھا جو محمد بن اشعث کی غلامی کیا کرتا تھا۔ اس نے جا کر محمد بن اشعث کو خبر پہنچائی۔ ناگہاں مسلم کیا دیکھتے ہیں کہ تمام گھر کا لوگوں نے محاصرہ کر لیا ہے جب مسلم نے یہ دیکھا اپنی تلوار کھینچ کر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے۔ محمد بن اشعث نے ان کو امان دے کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہمراہ لے گئے ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کو قصر کی چھت پر لے جاؤ۔ لوگوں نے چھت پر چڑھا کر ان کو شہید کر دیا اور ہانی بن عروہ کو بھی مار ڈالا اور دونوں کی نعش کو لٹکوا دیا۔ یہ خبر جب امام حسین علیہ السلام کو نہ ملی جب تک کہ وہ قادسیہ سے تین میل پر پہنچ گئے۔ آپ سے حر بن یزید التمیمی ملا اور عرض کیا آپ واپس تشریف لے جائیں اور ان کو مسلم کے شہید ہونے پر آگاہ کیا۔ حضرت کی رکاب سعادت میں مسلم بن عقیل کے بھائی بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا جب تک ہم بدلہ نہ لیں یا قتل نہ ہو جائیں واللہ ہم واپس نہیں جائیں گے۔ ابن زیاد نے ان کے لیے فوج تیار کی ہوئی تھی جو ان سے کربلا میں آ ملی اس فوج کا امیر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا ابن زیاد نے رے کی حکومت کا اس سے وعدہ کیا تھا کہ جناب امام علیہ السلام سے جنگ کرنے کے بعد اس ملک کا اس کو حاکم کیا جائے گا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے اس سے بیان فرمایا کہ تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کر لے۔ یا تو ہمیں کسی قلعہ تک پہنچ جانے دے۔ یا ہم مدینہ طیبہ کو لوٹ جائیں یا ہم کو یزید کے پاس پہنچا دے۔ عمر بن سعد نے پچھلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب میں لکھا میں قبول نہیں کرتا حسین کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا جانا چاہیے جناب امام حسین علیہ السلام نے اس کو قبول نہ فرمایا۔ اس بات پر جنگ شروع ہو گئی اور آپ کے ساتھ تمام اصحاب شہید ہو گئے

ان میں آپ کے اہل بیت کے سترہ جوان تھے آپ سب سے آخر میں شہید ہوئے۔ آپ کا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لئے ابن زیاد نے اس کو اور آپ کے اہل بیت کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ ان میں جناب علی بن حسین علیہ السلام مریض تھے۔ اور جناب کی پھوپھی حضرت زینب بنت فاطمہ علیہا السلام بھی تھیں۔ یزید نے ان کو مدینہ منورہ میں بھیج دیا۔

(۳) وقتله سنان بن انس النخعي و يقال قتله رجل من نبي مدحج وقيل قتله شمر بن ذي الجوشن وكان شمر ابرص و اجهز خولي بن يزيد الاصبحي من حمير براسه و اتى به الى بن زياده (استيعاب) جناب امام حسین علیہ السلام کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ بنی مدحج کے ایک آدمی نے بعض کہتے ہیں شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص دار تھا۔ اور خولی بن یزید الاصجی آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لایا تھا۔

(۴) واختلف في سن الحسين يوم قتله فقيل قتل وهو ابن سع و خمسين و قيل قتل وهو ابن ثمان و خمسين (استيعاب) آپ کے سن مبارک میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شہادت کے وقت ستاون برس کے تھے بعض اٹھاون برس بیان کرتے ہیں۔

(۵) عن هلال بن نافع انه قال كنت واقف مع عمرو بن سعد اتحدث واذا الصياح يقول ابشر ايها الامير فقد قتل الحسين فوالله ما رايت قتيلا مضمخا بدمه مثله وعلى هذا نور وجهه وجماله يصعد الى السماء ثم حضرت مافي بدنه من جراح السيف و الرماح والبنال فوجدتهم مائته و عشرين جرحا (نور العين في مشهد الحسين) ہلال بن نافع کہتا ہے کہ میں عمرو بن سعد کے پاس کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا کہ ایک چلاتا ہوا میرے پاس آیا اے امیر بشارت ہو حسینؑ مارے گئے۔ ہلال کہتا ہے کہ خدا کی قسم ہے میں نے کسی قتیل کو خون میں لتھڑے ہوئے ان کی مانند نہیں دیکھا اور باوجود اس کے چہرہ کا نور و جمال آسمان کی طرف صعود کر رہا تھا۔ پھر میں نے ان کے جسد اطہر کے زخموں کا شمار کیا جو تلواروں سے اور نیزوں سے اور تیروں سے لگے تھے۔ کل ایک سو بیس زخم تھے۔

(۶) انـه قتل علـى راس احـدى و ستين يوم الجمعته و قيل يوم السبت وهو يوم عـاشوراء من المحرم بكوبلا من ارض العراق (اسد الغابه) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ۶۱ اکسٹھ ہجری کے ابتداء میں جمعہ کے دن ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کے دن ہوئی ہے۔ دسویں محرم کو کربلا کے میدان میں جو ملک عراق میں واقعہ ہے۔

(۷) عن حبيب بن ثابت قال اصيب الحسين قال زيد بن ارقم بباب المسجد لعلتموا اها اشهدانى سمعت رسوّل الله صلى الله عليه وسلم اللهم انى استود عتكها و صالح المومنين فقيل لا بن زياد ان زيد بن ارقم قال كذا و كذا فقال ذاك شيخ قد ذهب عقله (اخرجه الطبرانى فى الكبير) حبیب بن ثابت کہتا ہے کہ جب امام حسین شہید ہو گئے زید بن ارقم نے مسجد کے دروازہ میں بیان کیا ہائے تم نے یہ کیا فعل کیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے پروردگار میں ان دونوں کو اور صالح المومنین کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ جب یہ بات ابن زیاد سے بیان کی گئی زید بن ارقم یوں کہتے ہیں وہ کہنے لگا بہ سبب بڑھاپے کے اس کی عقل جاتی رہی ہے۔

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنات کا نوحہ

(۱) عن حبيب بن ثابت قال سمعت الجنته تنوح على الحسين وهى تقول. مسح النبى جنبيه. فله بريق فى الخدود ابواه فى عليا قريش و جده خير الجدود (اخرجه ابو نعيم) حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے پریوں کو جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روتے سنا ہے کہ کہتی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماتھے کو چوما ان کے رخساروں میں چمک تھی۔ ان کے ماں باپ قریش کے بزرگ تھے۔ ان کے نانا سب ناناؤں سے بہتر تھے۔

(۲) عن ام سلمته فلما كانت ليلته قتل الحسين سمعت قائلا يقول. ايها القاتلون جهلا حسينا + البشروا بالعذاب و التنكيل + قد لعنتم على لسان ابن دائود + و موسى و حامل الانجيل (صواعق و محرقه) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں

نے امام حسین علیہ السلام کی شب شہادت میں ایک کہنے والے کو کہتے ہیں ہوئے سنا ہے۔ کہ اے جہالت سے امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے والو تم کو عذاب اور خواری کی بشارت ہو۔ تم پر لعنت ہو۔ تم پر لعنت ڈالی جا چکی ہے۔ سلیمان ابن داؤد کی اور موسیٰ اور حامل انجیل یعنی عیسیٰ کی زبان سے۔

(۳) عن حبیب بن ثابت عن ام سلمته قالت ما سمعت نوح الجن منذ بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم الا اللیلته وما اری ابنی الا قد قتل یعنی الحسین فقلت لجاریته اخرجی فلسئلی فاخبرت انه قد قتل فی اذا الجنته تنوح. الا باعین فابتهلی لجهد. ومن یبکی علی الشهداء بعدی. علی رهط تقوده المنایا الی متجبر و ملک عهدی (اخرجه ابو نعیم) حبیب بن ثابت جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے میں نے سوا اس رات کے کبھی جنات کے نوحہ کی آواز کو نہیں سنا میں نے اسی وقت سمجھا کہ میرا بیٹا یعنی حسین پیارا مارا گیا ہے۔ میں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ باہر نکل اور پوچھ اس نے مجھے خبر لا کر دی کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔ وہ یہ نوحہ کرتی تھیں۔ خبردار ہو اے میرے رونے والی آنکھ اور سعی کو رونے میں۔ اور میرے بعد شہیدوں پر کون روئے گا۔ ایسے گروہ پر کہ موت ان کو کھینچ کر لے گئی طرف ایسے ملک اور زمانے کے ظالم بادشاہ کے۔

امام حسین علیہ السلام کے سراقدس کی کرامتیں

(۱) عن المنهال بن عمرو قال انا والله رایت الحسین حین جمل وانا بدمشق و بین یدی الراس رجل یقرء سورة الکهف حتی بلغ قوله تعالی ام حسبت ان اصحاب الکهف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا فانطف الله الراس بلسان ذرب فقال اعجب من اصحاب الکهف قتلی و حملی (اخرجه بن عساکر) منہال بن عمرو کہتا ہے کہ واللہ میں نے دیکھا ہے کہ جبکہ جناب امام حسین علیہ السلام کا سراقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور میں اس وقت دمشق میں تھا۔ سراقدس کے سامنے ایک مرد قرآن شریف کی سورہ کہف پڑھ رہا تھا۔ جب اس

آیت پر پہنچا کہ جس کا ترجمہ مبارک یہ ہے کہ کیا جانا تو نے اصحاب کہف اور رقیم تھے وہ ہماری عجیب نشانیوں میں سے۔ سر اقدس فصیح زبان سے بولا کہ اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزہ پر چڑھایا جانا زیادہ تعجب انگیز ہے۔

(۲) عن ابی قنبل قال قتل الحسین وا جتزوا الراسه وقعدو افی اول مرحله یشربون النبیذ فخرج علیهم قلم من حدید فکتب سطر بدم. اترجوا امته قتلت حسینا. شفاعته جده یوم الحساب (اخرجه ابو نعیم) ابی قنبل کہتا ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ اور آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور وہ لوگ پہلے مرحلہ میں بیٹھ کر شراب پینے لگے غیب سے ایک قلم نکلا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی۔ آیا وہ امت کہ جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے۔ قیامت کے روز اس کی جد کی شفاعت کی اُمید رکھ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

(۳) عن الواقدی ان شخصا منهم علق فی سبب فرسه راس الحسین فرای بعد ایام وجهه اشد سواد من القار ففیل انک کنت انصر العرب وجها فقال ما مرت علی لیلته حین حملت تلک الراس الا واثنان لیاخذان بضبعی ثم ینتهیان بی الی النار تلجج فید فعانی فبها وانا انکص فتسفعنی کما تری ثم مات علی اقبح حالته (تذکره خواص الامه) واقدی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص نے جناب امام کا سر اقدس اپنے گھوڑے کی رسی سے باندھ لیا۔ بعد چند روز کے دیکھا گیا کہ اس کا منہ کالا ہوا ہے۔ اس سے پوچھا گیا تو تو عرب کے سبز رنگ والوں میں شمار کیا جاتا تھا وہ کہنے لگا جب میں نے اس سر اقدس کو اُٹھایا تو مجھ پر ایک رات گذرنے نہیں پائی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی میری گردن پکڑ کر بھڑکی ہوئی آگ میں دھکیل رہے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں پس آگ نے منہ جھلسا دیا۔ جیسے کہ تو دیکھتا ہے۔ پھر وہ برے حال سے مر گیا۔

جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی سزا

(۱) عن ابن عباس قال اوحی الله تعالیٰ الی نبیه صلی الله علیه وسلم انی قتلت

بیحیی بن زکریا سبعین الفا و انی قاتل بابن بنتک سبعین الفا (اخرجه الحاکم من طرق متعدودة و صححه) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار آدمی کو مارا ہے اور تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار کو مارنے والا ہوں۔

(۲) عن سفیان عن جدته قالت شهدت رجلا قتل الحسین فاما احدهما طال ذکره حتی کان یلفه علی عنقه کانه حبل و اما الاخر یستقبل الراویه بفیه حتی یاتی علی اخرهما فما یروی (اخرجه ابو نعیم و منصور بن عمار) سفیان اپنی دادی سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ دو آدمی جناب امام حسین کے قتل پر موجود تھے پس ان دونوں میں سے ایک کا ذکر اس قدر لمبا ہو گیا کہ وہ رسی کی طرح سے اپنی گردن کے ساتھ لپیٹتا تھا اور دوسرے کا یہ حال تھا کہ پانی کے مشک کو منہ لگاتا پھر دوسرے کو لگاتا تھا اور اس کی پیاس نہیں بجھتی تھی۔

(۳) اخرج ابو الشیخ ان جمعا تذاکروا انه من احد اعان علی قتل الحسین الا اصابه بلاء قبل ان یموت فقال شیخ اعنت وما اصابنی شیء فقال لیصلح السراج فاخذته النار فجعل ینادی النار والنار وانغمس فی الفرات و مع ذلک لم یزل به حتی مات (صواعق محرقه) ابوالشیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت کے چند آدمی باہم ذکر کرنے لگے کہ کوئی شخص باقی نہیں رہا جس نے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قتل میں اعانت کی تھی کہ مرنے سے پیشتر وہ بلا میں گرفتار نہ ہوا ہو۔ ایک بوڑھا کہنے لگا میں نے اعانت کی تھی مجھے تو کوئی مصیبت پیش نہیں آئی۔ یہ کہہ کر وہ چراغ کی بتی درست کرنے کے لیے اُٹھا اس کو آگ لگ گئی وہ آگ آگ پکارتا پھرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نہر میں کود پڑا باوجود اس کے وہ آگ نہیں بجھتی تھی۔ اسی حال میں مر گیا۔

(۴) عن السدی انه اضافه رجل بکربلا فتذاکروا انه ما شرک احد فی دم الحسین الا مات اقبح الموت فکذب المضیف ذلک وقال انه ممن حضر فقام اخر اللیل

یصلح السراج فوثبت النار فی جسدہ فاحرقتہ قال السدی فانا واللہ رایتہ کانہ جمعرۃ (تذکرہ خواص الامہ لسبط ابن الجوزی) سدی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا میں میری ضیافت کی۔ اس مجمع میں ذکر آیا کہ کوئی شخص جناب امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک نہیں ہوا کہ بری موت سے نہیں مرا۔ میزبان نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگا کہ میں بھی جناب امام حسین کی شہادت پر حاضر تھا۔ پس وہ پچھلی رات چراغ کو درست کرنے کے لیے اُٹھا اس کے بدن پر آگ اچک کر لگ گئی اور اس کو جلا دیا سدی کہتے ہیں۔ خدا کی قسم ہے میں نے اس کو دیکھا کہ وہ گویا ایک انگارہ بن گیا تھا۔

(۵) عن الزھری قال لم یبق ممن قتلہ الا من عوقب فی الدنیا اما قتل او عمی سود الوجہ او زوال الملک فی مدہ بسیرۃ (صواعق محرقہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلین میں سے کوئی باقی نہیں بچا کہ اس کو دنیا میں عتاب نہ ہوا ہو یا وہ قتل کیا گیا یا اندھا ہو گیا یا اس کا منہ کالا ہو گیا یا اس کے ملک کو تھوڑی مدت میں زوال آ گیا۔

(۶) عن صاحب بن زیاد قال دخلت القصر خلف ابن زیاد حین قتل الحسین فاضطرم فی وجھہ نار فقال ھل رایت فقلت نعم فامرنی ان اکتم ذالک (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) صاحب بن زیاد نے کہا کہ داخل ہوا میں پیچھے ابن زیاد کے محل میں جب شہید ہوئے امام حسین پس شعلہ مارا اس کے منہ میں آگ نے پس کہا ابن زیاد نے کیا تو نے دیکھا میں نے کہا ہاں پھر مجھے کہنے لگا اس بات کا کہیں ذکر نہ کرنا۔

(۷) عن عمارۃ بن عمیر قال لما جیئی براس بن زیاد واصحابہ و نصب فی المسجد فی الرحتہ فانتھیت الیھم وھم یقولون قد جاء ت قد جاء ت فاذا حیتہ قد جاء ت یتخلل الروس حتی دخلت فی منخر بن زیاد فمکثت حیتہ ثم خرجت فذھبت حتی غابت ثم قالوا قد جاء ت قد جاء ت ففعلت ذلک مرتین او ثلاثہ (اخرجہ الترمذی و صححہ والطبرانی فی الکبیر) عمارہ بن عمیر سے نقل ہے کہ جب ابن زیاد اور اس کے

دوستوں کا سر لایا گیا مسجد کے صحن میں لوگوں کے پاس پہنچا تو ان کو چلاتے ہوئے سنا کہ کہتے ہیں کہ آیا وہ آیا اتنے میں ایک سانپ آ کر ابن زیاد کے نتھنے میں گھس گیا پھر کچھ دیر ٹھہر کر نکلا اور چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ پھر وہ لوگ چلائے وہ آیا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور ابن زیاد کے نتھنے میں گھسا۔ اسی طرح سے اس نے دو دفعہ یا تین دفعہ کیا۔

(۸) عن الواقدی ان شیخا حضر قتله فعمی فسئل عن سببه انه رای النبی صلی الله علیه وسلم حاسرا عن ذراعیه و بیده سیف و بین یدیه نطع و رای عشرة من قاتل الحسینؑ مذبو حسین بین یدیه ثم لعنه و سبه فاصبح عمی (تذکره خواص الامه) واقدی علیہ الرحمتہ نقل کرتے ہیں ایک بوڑھا جناب امام حسین علیہ السلام کے قتل پر حاضر تھا پھر وہ اندھا ہو گیا اس سے اس کا سبب پوچھا گیا اس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی دونوں آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں تلوار ہے۔ اور سامنے نطع بچھی ہوئی ہے اور دس آدمی جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلین میں سے ذبح کیے ہوئے آپ کے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت کی اور سب فرمائے پھر وہ صبح کو اندھا ہو گیا۔

(۹) واخرج احمد ان رجلا قال قتل الله الفاسق ابن الفاسق فرماه الله بکو کبین فی عینیه فعمی (صواعق محرقه) امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ایک بد بخت شقی نے یہ کہا کہ نعوذ باللہ فاسق ابن فاسق مارا گیا پروردگار عالم نے اس کی آنکھوں پر دو سنگریزے پھینکے پس وہ اندھا ہو گیا۔

(۱۰) ذکر البازری عن المنصور انه رای رجلا بالشام و جهه کوجه الخنزیر فساله فقاله انه کان یلعن علیا کل یوم الف مرة وفی یوم الجمعته اربعه الاف واولاد معه قال فرایت النبی صلی الله علیه وسلم وذکر مناما طویلا من جملته ان الحسین شکاء الیه فلعنه ثم بصق فی وجهه فصار موضع بصاقته خنزیرا ایته للناس (صواعق

محرقه) بارزی منصور دوانقی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا منہ مثل خنزیر کے ہے وہ کہنے لگا میں جناب علی علیہ السلام پر ہر روز ایک ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا اور ہر جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ ان پر اور ان کی اولاد علیہم التحیتہ والسلام پر سب کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا منصور کہتا ہے کہ اس شخص نے طویل خواب بیان کیا۔ اس میں سے یہ بھی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شخص کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ پر تھوکا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک پڑا وہ جگہ خنزیر کی شکل بن گئی اور وہ آدمی لوگوں کے لیے ایک خدا کی نشانی ہو گیا۔

(۱۱) لما ارسل عمرو بن سعد بن الحجاج علی خمسائته فارس فنزلوا علی الشریطته و حالوا بین الحسین و بین الماء و نادی عبداللہ بن حصین الازدی یا حسین اما تنظر الی الماء لا تذوق منه قطرة حتی تموت عطشا فقال الحسینؑ اللهم اقتله ولا تغفره ابدا قال فمرض فیما بعد فکان یشرب الماء القلته ثم یقی ثم یعود فیشرب حتی یغر غرثم یقی ثم یشرب فما روی فما زال کذلک (کامل ابن اثیر)

جب عمرو بن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سوار دے کے بھیجا اور وہ فرات کے کنارہ پر جا اُترے اور جناب امام حسین علیہ السلام اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہو گئے عبداللہ بن حصین الازدی نے پکار کر کہا یا حسین پانی کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھیے۔ آپ اس سے اک قطرہ بھی نہیں پی سکتے یہاں تک کہ آپ پیاسے مر جائیں۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے میرے پروردگار اس کو ہلاک کر اور بخشنا نہیں۔ کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور پانی کی مشک پی جاتا تھا۔ اور پھر قے کر دیتا تھا اور پھر پانی پیتا تھا اور پھر قے کرتا تھا اور ہرگز اس کی سیری نہیں ہوتی تھی مرنے تک اس کا یہی حال رہا۔

(۱۲) عن المسروق قال تقدم رجل عن عسکر عمر بن سعد یقال له ابن حوزه فقال

للحسين یا حسین ابشر بالنار فقال الحسین کذبت بل اقدم علی رب رحیم و شفیع مطاع فمن انت قال ابن حوزہ. فرفع الحسین یدیه فقا اللهم حرقه بالنار فغضب بن حوزہ فاقتحم فرسه فی نهر فتعلقت قدمه فی الرکاب و جال به الفرس فسقط عنها فانقطعت فخذہ و ساقه و قدمه و بقی جنبه الاٰخر متعلقا بالرکاب یضرب به شجر و حجر حتی مات (کامل ابن اثیر) مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عمرو بن سعد کے لشکر کا جسے ابن حوزہ کہا کرتے تھے بڑھ کر کہنے لگا اے حسین تم کو آگ کی بشارت ہو جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو جھوٹ بکتا ہے بلکہ میں رب الرحیم اور نبی شفیع اور مطاع کی طرف بڑھنے والا ہوں اور فرمایا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام ابن حوزہ ہے جناب امام نے دونوں ہاتھ بلند کر کے فرمایا اے میرے رب اس کو آگ میں جلا۔ ابن حوزہ غصہ میں بگڑ گیا اس کا گھوڑا ایک نہر میں کود پڑا اس کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا اور گھوڑا اچھلنے کودنے لگا۔ وہ اس سے گر پڑا اور اس کی ران اور قدم جدا ہو گئے اس کا دوسرا طرف رکاب میں پھنسا رہ گیا وہ پتھروں پر اور درختوں پر اس کو مارتا پھرتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ان قدرتی آثار کا بیان کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے ناظرین کی عبرت کے لیے نمودار ہوئے

(۱) عن بصرة الازدیة قالت لما قتل الحسین مطرت السماء فاصبحنا و حبابنا و جرارنا و کلشیء لنا ملان دما. (اخرجه البیهقی و ابو نعیم) بصرہ ازدیہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو مینہ برسا صبح ہمارے ڈول اور مٹکے ہماری ہر ایک شئے خون سے لبالب تھی۔

(۲) وعن الزهری قال بلغنی انه یوم قتل الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت المقدس الا وجد تحته دم عبیط (اخرجه البیهقی و ابو نعیم والطبرانی فی الکبیر)

زہری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ خبر لگی کہ جناب امام حسینؑ کی شہادت کے روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اُٹھایا گیا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ پایا گیا ہو۔

(۳) عن ام حبان قالت یوم قتل الحسین اظلمت علینا ثلاثا ولم یمس منا احدمنا زعفرانهم شیئا یجعله علی وجهه الا احترق ولم یقلب حجر بیت المقدس الا وجه تحته دم عبیط (اخرجه البیهقی) ام حبان کہتی ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن سے تین دن ہم پر اندھیرا چھا گیا اوران کے زعفران کو ہم سے کسی نہیں چھوا۔ کہ اس کو منہ پر ملا اور وہ نہ جل گیا۔ اور کوئی بیت المقدس کا پتھر نہیں اُٹھایا گیا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ پایا گیا ہو۔

(۴) عن جمیل بن مرة قال اصابوا ابلا یوم قتل الحسین فنحروها و طبخوها فصارت مثل العلقم فما استطاعو ان یسیغوا منها شیئا (اخرجه البیهقی وابو نعیم) جمیل بن مرہ کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن ان لوگوں نے ایک اونٹ پایا اوراسے ذبح کر کے پکایا۔ وہ مثل حنظل (تمہ) کے کڑوا ہو گیا۔ کوئی اس سے کچھ نہ کھا سکا۔

(۵) عن سفیان قال قالت جدتی کنت ایام قتل الحسین جاریته شابة فکانت السماء و ایاما تبکی له (اخرجه البیهقی) سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری دادی بیان کرتی تھیں کہ میں جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن جوان لونڈی تھی آسمان کئی دن تک ان پر روتا رہا۔

(۶) اخرج عثمان بن ابی شیبته ان السماء بکت بعد قتله سبعته ایام تری علی الحیطان کانها ملاحف معصفرة وان الدنیا اظلمت ثلاثته ایام ثم ظهرت الحمرة فی السماء (صواعق محرقه) عثمان بن ابی شبیہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر سات دن تک برابر آسمان روتا رہا دیواروں کو دیکھا جاتا تھا گویا کہ وہ چادریں کسی کی رنگی ہوئی ہوں اور بہ تحقیق دنیا پر تین دن تک اندھیرا چھا گیا پھر آسمان پر سرخی نمودار ہوگئی۔

(۷) عن ابی سعید قال ما رفع حجر من الدنیا و الاتحته دم عبیط و لقد امطرف السماء دما و بھقی اثرہ فی الثیاب مدة حتی انقطعت (صواعق محرقه) ابوسعید کہتے ہیں کہ اس دن کوئی دنیا کا پتھر نہیں اُٹھایا گیا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ ہو اور آسمان سے خون برستا رہا اور اس کا اثر ایک مدت تک کپڑوں پر رہا یہاں تک کہ وہ کپڑے پھٹ گئے۔

(۸) لما جئی براس الحسینؑ الی دار زیاد سالت حیطا نھا دما (صواعق محرقه) جب جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس دار زیاد میں لائے دیواروں سے خون جاری ہو گیا۔

(۹) اخرج الثعلبی ان السماء بکت و بکاء ھا حمر تھا وقال غیرہ احمرت افاق السماء ستته اشھر بعد قتل ثم لا ذالت تری بعد ذلک (صواعق محرقه) ثعلبی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان روتا رہا اور اس کا رونا سرخی کا نمودار ہونا ہے اور ثعلبی کے سوا اور لوگوں نے لکھا ہے کہ آسمان کے کنارے آپ کے قتل کے بعد چھ مہینے تک سرخ رہے پھر ہمیشہ وہ سرخی نمودار ہونے لگی۔

(۱۰) عن ابن سیرین قال اخبرنا ان الحمرة التی مع شفق لم تکن حتی قتل الحسین (صواعق محرقه) ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم کو معلوم ہوا کہ یہ سرخی جو شفق کے ساتھ ہے جناب امام حسین کے قتل سے پہلے نہ تھی۔

(۱۱) ذکر بن سعد ان ھذہ الحمرة لم ترفی السماء قبل قتله (صواعق محرقه) ابن سعد اپنے طبقات میں لکھتے ہیں کہ یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی گئی۔

(۱۲) قال سبط ابن الجوزی حکمته ان عضبا یوثر حمرة الوجه والحق تنزہ عن الجسمیته فاظھر باثر غضبه علی من قتل الحسین بحمرة الافق (صواعق محرقه) سبط ابن الجوزی رحمتہ اللہ تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ اس سرخی کا نمودار ہونے میں حکمت یہ ہے کہ غضب منہ کو سرخ کر دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسم سے منزہ ہے پس اس کا غصب ان لوگوں

پر جن کے ہاتھ سے جناب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ حمرۃ افق کے پیرایہ میں ظاہر ہوا ہے۔

(۱۳) عن عمارة بن یاسر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم السماء بکت لقتل یحیی بن زکریا وانها لتبکی فقتل ابنی هذا او تطلع الشمس اربعین یوما محمرة ولو اذن بها لذابت یعنی للحسین بن علی (اخرجه الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آسمان یحییٰ بن زکریا کے قتل پر روتا رہا ہے اور میرے بیٹے کے قتل سے روئے گا اور آفتاب چالیس دن تک سرخ رہے گا اور اگر اس کو اذن دیا جائے تو گداختہ ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سے مراد حسین بن علی تھے۔

جناب حسنین علیہما السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن عمران بن سلیمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الحسن والحسین اسمان من اهل الجنته ماسمیت العرب بهما فی الجاهلیته (اخرجه بن سعد) عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسن اور حسین دو نام ہیں اہل جنت کے ناموں میں سے عرب نے جاہلیت میں یہ نام کبھی نہیں رکھے۔

(۲) عن العسکری قال لم یکن هذا الاسم یعرف فی الجاهلیته (تاریخ الخلفاء) عسکری کہتے ہیں کہ جاہلیت میں اس نام کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

(۳) عن الفضل قال ان الله حجب اسم الحسن والحسین حتی سما بهما النبی صلی الله علیه وسلم ابینه (تاریخ الخلفاء) مفضل کہتے ہیں کہ حسن اور حسین کے ناموں کو اللہ نے پوشیدہ رکھا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹوں کے یہ نام نہ رکھے۔

(۴) اخرج النسائی والرویانی والضیاعن حذیفه و ابو یعلی عن ابی سعید و احمد و الترمذی و ابن حبان عن کلیهما وابن ملجته عن ابن عمرو ابن عدی عن ابن مسعود

و الحاكم عن كلا الا ربعته و ابو نعيم عن علي والطبراني عنه و عن ابن عمرو حذيفه و ابو سعيد و ابو هريرة و جابر والبراء و اسامته بن زيد و مالك ابن الحويرث والديلمي عن انس و ابن عساكر عن علي وابنه الحسن و عائشه و ابن عمر و ابن عباس و ابي رمثه و ابن النجار عن ابي هريره والحسين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الحسن والحسين سيد الشباب اهل الجنته و زاد ابو يعلى و ابن حبان والحاكم في روايتهم عن ابي فعيده و ابو نعيم عن علي و الطبراني عن عليهما الا ابني خالته عيسى بن مريم و يحيى بن زكريا و زاد ابن ماجه عن ابن عمر و الحاكم عنه و عن ابن مسعود والطبراني عن مالك بن الحويرث والديلمي عن انس وابن عساكر عن علي وابن عمر بعد قوله صلى الله عليه وسلم اهل الجنته وابو هما خير منهما و في الطبران عن حذيفته و ابو هما افضل منهما و في روايته الطبراني عن اسامته من احبهما فقد احبني و من ابغضهما فقد ابغضني امام نسائی اور دیانی اور ضیا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ابویعلی ابوسعید اور امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان دونوں صحابیوں سے اور ابن ماجہ ابن عمر سے اور ابن عدی عبداللہ بن مسعود سے اور حاکم چاروں صاحبوں سے ابونعیم جناب علی علیہ السلام سے اور طبرانی ان سے اور ابن عمر اور حذیفہ اور ابوسعید اور ابوہریرہ اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دیلمی انس اور ابن عساکر جناب علی اور ان کے فرزند ارجمند جناب حسین اور ام المومنین جناب عائشہ اور ابن عمر واور ابن عساکر اور ابی رمثہ سے اور ابن النجار ابی ہریرہ اور جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ابویعلی اور ابن حبان اور حاکم نے اپنی روایات میں ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے اور ابونعیم نے جناب علی سے اور طبرانی دونوں صاحبوں سے روایت کرتے ہیں یہ الفاظ زیادہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ سوا میری خالہ کے بیٹوں عیسیٰ بن

مریم اور یحییٰ بن زکریا کے اور ابن ماجہ نے ابن عمر اور حاکم نے ان سے اور ابن مسعود سے اور طبرانی نے مالک بن حویرث سے اور دیلمی نے انس اور ابن عساکر نے جناب امیر علیہ السلام اور ابن عمر سے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور ان دونوں کا یعنی امام حسین کا والد ماجد ان سے بہتر ہے اور طبرانی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ ان کے والدین ان سے افضل ہیں اور ایک روایت میں طبرانی نے جو اسامہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اس میں بعد لفظ اہل جنت کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اے میرے پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور ابن عساکر کے نزدیک یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص کے ان دونوں سے محبت کرے وہ مجھ سے محبت کرے اور جو کوئی ان سے بغض رکھے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور دیلمی نے ابوہریرہؓ سے یوں روایت کی ہے کہ جو شخص حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرتا ہے اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(۵) عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان ابنی هما ریحانتا فی الدنیا (اخرجه الترمذی) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ بہ تحقیق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے تمام دنیا میں میرے دو پھول کے پودے ہیں۔

(۶) عن ابی بکرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الحسن ان ابنی هذین ریحانتی فی الدنیا (اخرجه ابن عدی و ابن عساکر) ابی بکرہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے تمام دنیا میں میرے دو پھول کے پودے ہیں۔

(۷) عن انس بن مالک قال دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و الحسن والحسین ینقلبان علی بطنه و یقول هماریحانجتای من هذه الامته (اخرجه النسائی) انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور جناب حسن و حسین علیہما السلام آپ کے بطن مبارک پر لیٹ رہے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے کہ میری امت سے یہ میرے دونوں پھول کے پودے ہیں۔

(۸) عن سلمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احب الحسن والحسین احببته ومن احببته احبه الله و من ابغضهما ابغضته و من ابغضته ابغضه الله (اخرجه الطبرانی فی مسند سلمان) سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دوست رکھا جناب حسن اور حسین کو دوست رکھا میں نے اس کو اور جس کو دوست رکھا میں نے دوست رکھا اس کو اللہ نے اور جس نے دشمن جانا ان دونوں کو دشمن جانا میں نے اس کو اور جس کو دشمن جانا میں نے دشمن جانا اس کو اللہ تعالیٰ نے۔

(۹) عن ابی نعیم قال کنت عنده ابن عمر فاتاه رجل من اهل العراق یساله عن دم البعوضته یصیبب الثوب فقال ابن عمر انظروا الی هذا یسال عن دم البعوضته قتلوا ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم و قد سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم الحسن والحسین هماریحانتای من الدنیا (اخرجه النسائی والدیلمی) ابونعیم کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراق کے آدمی نے آ کر ان سے مچھر کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ ابن عمر نے کہا اس آدمی کی طرف دیکھو کہ مچھر کے خون کی نسبت پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور بہ تحقیق میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسن اور حسین دونوں دنیا میں میرے لیے پھول کے نئے پودے ہیں۔

(۱۰) عن ابی ایوب الانصاری قال دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم والحسن والحسین یلعبان بین یدیه فقلت اتحبهما یا رسول الله قال وکیف لا احبهما و هما ریحانتای من الدنیا (اخرجه الطبرانی والضیا) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں گیا اور جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں کیونکر ان سے

محبت نہ کروں۔ اور حالانکہ یہ دونوں اس دنیا میں میرے دو نئے پھولوں کے پودے ہیں۔

(۱۱) عن اسامة بن زيد بن حارثه قال طرقت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلته لبعض الحاجته فخرج و هو مشتمل على شيء ولا ادرى ما هو فلما فرغت من حاجتى قلت ما هذا الذى انت مشتمل عليه فكشف فاذا الحسن الحسين. فقال هذا ابناى و ابنابنتى اللهم انك تعلم انى احبهما فاحبهما (اخرجه الترمذى والنسائى والطبرانى) اسامہ بن زید ابن حارثہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ایک حاجت کے لیے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کوئی چیز معلوم ہوتی تھی میں نہیں جانتا تھا کہ کیا چیز ہے جب میں اپنی ضرورت بیان کر چکا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کیا ہے آپ نے اپنی ردا کو کھول دیا۔ جناب امام حسن اور حسین گود میں تھے آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں ان کو پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر۔

(۱۲) عن بريدة قال كان النبى صلى الله عليه وسلم يخطب اذا جاء الحسن والحسين عليهما قميصان احمر ان يمشيان و يعثران فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر فحملهما و وضعهما بين يديه ثم قال صدق الله رسول انما اموالكم و اولادكم فتنه نظرت الى هذين الصبيين يمشيان و يعثران فلم اصبر حتى قطعت حديثى و رفعتهما (اخرجه احمد والترمذى وابن ماجته وابى داؤد والنسائى وابن حبان والحاكم) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام گرتے پڑتے تشریف لائے ان کے گلے میں سرخ کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر منبر سے نیچے اُتر آئے اور ان کو اُٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہ ہے کہ سوا

اس کے نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔ میں نے ان لڑکوں کو چلتے اور گرتے پڑتے دیکھا اور مجھ میں صبر نہ رہا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کاٹ کر اُٹھا لیا۔

(۱۳) عن عقبته بن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ سلم قال الحسن والحسین سیفا العرش و لیسا بمعلقین (اخرجه الطبرانی) عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن اور حسین دو عرش کی شمشیریں ہیں کہ معلق نہیں۔

(۱۴) عن یعلی بن مرة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال قال الحسنؑ والحسینؑ سبطا من الاسباط (اخرجه البخاری و الترمذی و ابن ماجته) یعلی بن مرہ سے منقول ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن اور حسین دو سبط ہیں اسباط میں سے۔

(۱۵) عن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من احب اهل بیتی الی الحسنؑ والحسینؑ (اخرجه الترمذی) انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب اہل بیت سے مجھ سے زیادہ تر پیارے حسن اور حسین ہیں۔

(۱۶) عن ابی هریرة قال النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من احب الحسن والحسین فقد احبنی و من ابغضهما فقد ابغضنی (اخرجه وابن ماجته والحاکم والدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے حسن اور حسین سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(۱۷) عن ابی هریرة قال وقف رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی بیت فاطمته فخرج الیه الحسن او الحسین فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ارق بابیک انت عین البقه واخذ باصبعیه فرقی علی عاتقه و خرج الاخر الحسن او الحسین فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مرحبا بک ارق بابیک انت عین البقه واخذ باصبعیه فاستوی علی عاتقه الاخر واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

باقفیتهما حتی وضع افواهصما علی فیه ثم قال اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من احبهما (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اتنے میں امام حسن یا امام حسین باہر نکلے حضرت نے ان سے ارشاد کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک آپ اپنے باپ کے کندھوں پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ حضرت کی دونوں انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا اتنے میں دوسرا صاحبزادہ نکل آیا حضرت نے اس سے بھی فرمایا شاباش اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک آ اپنے باپ کے کاندھے پر سوار ہو۔ پس وہ صاحبزادہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن کو ہاتھ سے پکڑا اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر فرمایا اے اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ اور دوست رکھ اس شخص کو جو انہیں دوست رکھے۔

(۱۸) عن ابی هریره قال دخل التمیمی الا قرع بن حابس علی النبی صلی الله علیه وسلم فراه یقبل اما حسنا واما حسینا فقال تقبلهما ولی عشرة من ولد ما قبلت واحدا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه من لا یرحم لا یرحم (اخرجه ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمیمی اقرع ابن حابس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور آپ کو دیکھا کہ کبھی حسن اور کبھی حسین علیہما السلام کو چوم رہے ہیں میں کہنے لگا آپ ان دونوں کو چومتے ہیں اور باوجودیکہ میرے دس بچے ہیں میں ایک کو بھی نہیں چومتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہیں رحم کرتا نہیں رحم کیا جاتا۔

(۱۹) عن عبدالله بن مسعود قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی والحسن والحسین یتوثبان علی ظهره فیبا عدهما الناس فقال صلی الله علیه وسلم دعوهما بابی هما وامی من احبنی فیحب هذین (اخرجه ابو حاتم) والنسائی والحافظ الدمشقی والدیلمی وابن السری) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حسن اور حسین علیہما السلام ان کی پشت مبارک پر کودا کرتے تھے ایک دفعہ لوگوں نے ان کو ہٹا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ میری ماں اور میرا باپ ان پر تصدق ہوں جو کوئی مجھے پیار کرتا ہے چاہیے کہ ان سے پیار کرے۔

(۲۰) عن اسرائیل قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من احب الحسن والحسین فقد احبنی و من ابغضهما فقد ابغضنی (اخرجه ابو سعد فی شرف النبوة. وعن ابی هریرة مثله (اخرجه بن حرب الطائی والحافظ السلفی و ابو الطاهر الاندلسی) اسرائیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص حسن اور حسین کو پیار کرے گا مجھ سے پیار کرے گا اور جس نے ان سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔ ابو ہریرہ سے ہی اس کی مثل مروی ہے۔

(۲۱) عن ابی هریرة قال کنا نصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم العشاء فاذا سجد وتب الحسن والحسین علی ظهره فاذا رفع راسه اخذهما بیده من خلفه اخذا رفیقا فیضعهما علی الارض فاذا عاد عادا حتی قضی صلوته فاقعدهما علی فخذیهما (رواه احمد) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز عشاء میں شریک تھے جب سرور دین پناہ نے سجدہ کیا حسنین علیہما السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب جناب نے سر اُٹھایا تو ان دونوں صاحبزادوں کو اپنے دست مبارک سے آہستہ اپنے پیچھے اُتار کر نیچے بٹھا دیا اور جب پھر حضور سجدے کو لوٹے تو وہ دونوں صاحبزادے پھر حضور کی پشت اقدس پر سوار ہو گئے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو ادا کیا اور ان دونوں صاحبزادوں کو اپنے زانوں پر بٹھا لیا۔

(۲۲) عن انس بن مالک قل کتب النبی صلی الله علیه وسلم لرجل عهد افدخل لیسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یصلی فرای الحسن والحسین یرکبان علی عنقه مرة و یرکبان علی ظهره مرة و یمران بین یدیه و خلفه فلما فرغ صلی الله

علیه وسلم قال له الرجل ما یقطعان الصلوۃ فغضب النبی صلی الله علیه وسلم وقال وناولنی عهدک فاخذه فمزقه ثم قال من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا ولا انا منه (اخرجه الغسانی وابن ابی الفراتی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے واسطے پروانہ لکھا ہوا تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا حضورؐ اُس وقت نماز میں تھے اس نے دیکھا کہ حسنین علیہما السلام کبھی آپ کی گردن مبارک اور کبھی پشت اقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے ہو کر گزر جاتے ہیں۔ حضورؐ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا ان دونوں صاحبزادوں نے کیسا نماز کو خراب کیا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب میں آ کر اس آدمی سے کہا اپنا پروانہ ہمیں دے اور اس سے وہ پروانہ لے کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا جو کوئی ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہمارا نہیں ہم اس کے نہیں ہیں۔

(۲۳) عن سلمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سمهما یعنی الحسن والحسین باسم ابنی هارون شبر و شبیر (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام رکھا ان کا حسن اور حسین مانند دونوں فرزندوں ہارون علیہ السلام کے کہ ان کا نام شبر اور شبیر تھا۔

(۲۴) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم امرت ان اسمی هذین حسنا و حسینا (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان دونوں کا حسن اور حسین نام رکھنے کا حکم ہوا ہے۔

(۲۵) عن ابی هریرة قال کان الحسن والحسین یصطرعان بین یدی النبی صلی الله علیه وسلم فکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول هن حسن فقالت فاطمته یا رسول الله صلی الله علیه وسلم تقول هن حسن فقال ان جبریل یقول هن حسین (اخرجه ابن مثنی فی معجمه) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب حسنین علیہما السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کشتی کر رہے تھے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے شاباش اے حسن جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ حسن کو شاباش دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسین کو جبریل شاباش دیتا ہے۔

(۲۶) عن بن عباس قال بينما نحن ذات يوم مع النبى صلى الله عليه وسلم اذا قبلت فاطمته تبكى فقال لها فداك ابوك ما تبكيك قالت ان الحسن و الحسين خرجا ولا ادرى ابن باتا فقال لها رسول صلى الله عليه وسلم لا تبكين فان خالقهما الطف بهما منى و منك ثم رفع يديه فقال اللهم احفظهما و سلمهما فاتى جبريل و قال يا محمد لا تحزن فهما فى خطيرة بنى النجار نائمين وقد و كل الله بهما ملكا يحفظهما فقام النبى صلى الله عليه وسلم و معه اصحابه حتى اتى الخطيرة فاذا هما متعنقين نائمين واذا الملك الموكل بهما قد جعل احد جناحه تحتها والآخر فوقهما يظلهما فاكب النبى صلى الله عليه وسلم عليهما يقبلهما حتى انتبهما من نومهما ثم جعل الحسن على عاتقه الا يمن والحسين على عاتقه الا يسر فتلقا ابوبكر فقال يا رسولا لله ناولنى احد الصبيين احمله عنك فقال نعم المطئ مطيهما و نعم الراكبان هما و ابو هما خير منهما حتى اتى المسجد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم على قدميه وهما على عاتقيه ثم قال معاشر المسلمين الا ادلكم على خير الناس جدا و جدة قالوا بلى يا رسول الله قال الحسن والحسين جدهما رسول الله صلى الله عليه وسلم وخاتم النبيين و جدتهما خديجته بنت خويلد سيده نساء اهل الجنته الا ادلكم على خير الناس اما وا با قالوا بل يا رسول الله قال الحسن والحسين ابو هما على وامهما فاطمته سيدة النساء العالمين الا ادلكم على خير الناس عما و عمته قالو بلى يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الحسن والحسين عمهما جعفر بن ابى طالب و عمتهما ام هانى بنت ابى طالب الا

ادلکم علی خیر الناس خالا رخالته قالو بلی یا رسول الله قال الحسن و الحسین خالهما القاسم ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم و خالتهما زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اللهم انک تعلم ان الحسن والحسین فی الجنته و من احبهما فی الجنته و من ابغضهما فی النار (اخرجه الملافی سیرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں تھے کہ ناگاہ جناب سیدہ علیہما السلام روتی ہوئی تشریف لائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تیرا باپ تجھ پر فدا ہو تم کیوں روتی ہو عرض کیا کہ حسنین گھر سے نکل گئے ہیں معلوم نہیں کہاں سو گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا خالق ان پر تجھ اور مجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر آپ نے دعا کی اے میرے پروردگار ان کی حفاظت فرما اور ان کو سلامت رکھ پس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا یا محمد آپ غمگین نہ ہوں وہ دونوں خطیرہ بنی نجار میں سو گئے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے ان پر ایک فرشتہ کو موکل کیا ہے کہ ان کی حفاظت کرے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور خطیرہ میں تشریف لائے اور حسنین علیہا السلام کو ایک دوسرے کے ساتھ لپٹا ہوا سوتا ہوا دیکھا اور وہ فرشتہ جو ان پر موکل تھا اس نے اپنا ایک بازو ان کے نیچے بچھایا ہوا ہے اور ایک بازو کا ان پر سایہ کیا ہوا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھک کر ان کو چوما اور جگایا اور پھر جناب حسن کو داہنے کندھے پر جناب حسین کو بائیں کندھے پر سوار کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ راستے میں ملے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایک صاحبزادہ کو دے دیں کہ میں اُٹھا لوں آپ نے فرمایا نہایت عمدہ ہے سواری ان کی اور وہ نہایت عمدہ سوار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور دونوں صاحبزادے آپ کے کندھوں پر سوار تھے۔ آپ نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانان میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روی نانا اور نانی کے بہتر ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور بیان فرما دیں آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ ان کا نانا

خدا کا رسول اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور ان کی نانی ام المومنین خدیجہ بن خویلد اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روئے باپ اور ماں کے بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ ان کا باپ علی بن ابی طالب ہے اور ان کی ماں فاطمہ ہے جو سب دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں۔ پھر ارشاد کیا کہ تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روئے چچا اور پھوپھی کے بہتر ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ ان کے چچا جعفر طیار ہیں اور ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہے پھر فرمایا کہ میں تم کو آگاہ کروں ان وہ شخصوں سے جو از روئے ماموں اور خالہ کے سب سے بہتر ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ ماموں ان کا قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور خالہ ان کی زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے۔ پھر آپ نے دعا کی اے میرے پروردگار تو جانتا ہے کہ حسن اور حسن جنت میں ہوں گے اور جو کوئی ان سے محبت کرے گا وہ بھی جنت میں ہوگا اور جو کوئی ان سے بغض کرے گا وہ دوزخ میں ہوگا۔

(۲۷) عن جابر قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی والحسن والحسین علی ظھرہ وھو یقول نعم الجمل جملکما (اخرجہ النسائی)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور جناب حسنین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر چڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا اچھا ہے تمہارا اونٹ۔

(۲۸) عن سلمان قال کنا حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء ت ام ایمن فقالت یا رسول اللہ لقد ضل الحسن والحسین قال و ذلک زاد النہار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا و اطلبوا ابنی قال و اخذ کل رجل تجاہ و جھہ و اخذت نحو النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم نزل حتی اتی سفح جبل و اذا الحسن والحسین

ملتزق كل واحد منهما صاحبه و اذا شجاع قائم على ذنبه يخرج من فيه شبه النار فاسرع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسرع مخاطبا لرسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ناب فدخل في بعض الا حجرة ثم اتا هما رسول الله صلى الله عليه وسلم فافرق بينهما و مسح وجو ههما و قال بابي وامي انتما اكرمكما على الله تعالى ثم حمل احدهما على عاتقه الا يمن والاخر على عاتقه الا يسر فقلت طوبى لكما نعم المطيته مطيته كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم و نعم الراكبان هما و ابو هما خير منها (اخرجه الطبراني في الكبير في مسانيد الحسن) روایت ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ام ایمن نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ دن بہت آ گیا ہے حسنین کہیں گم ہو گئے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بچوں کو تلاش کرو۔ ہر ایک نے اپنی ناک کی سیدھ پکڑ لی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گیا۔ ہم ایک پہاڑ کے نیچے پہنچے۔ حسنین علیہما السلام کو ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سوتا پایا اور ایک سانپ کو ان پر سایہ کیے ہوئے دیکھا جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ حضرت اس کی طرف دوڑے اور وہ حضرت کی طرف دوڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کرنے لگا۔ پھر وہ لوٹ کر ایک سوراخ میں گھس گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر ان کو جدا کیا اور ان کے چہرہ کا غبار پونچھا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم خدا کے بڑے پیارے ہو۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو ایک کاندھے پر دوسرے کو دوسرے کاندھے پر اُٹھا لیا۔ میں نے کہا اے صاحبزادے تمہیں مبارک ہو تمہاری سواری کیا اچھی ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ سوار بھی تو اچھے ہیں اور ان کے ماں باپ ان سے بہتر ہیں۔

(۲۹) عن ابن عباس قال لما فتح الله المدائن على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ايام عمر امر عمرؓ بالا قطاع فبسطت في المسجد فاول من بدء اليه

الحسن فقال یا امیر المومنین اعطنی حقی بما فتح الله علی المسلمین فقال عمر بالرجب والکرامته فامر له بالف درهم ثم انصرف فبدر الیه الحسین فامر له بالف درهم ثم انصرف فدر الیه عبدالله بن عمر فامر بخمسائته درهم فقال له یا امیر المومنین انا رجل مشتد اضرب بالسیف بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم والحسن والحسین طفلان ید رجان فی سلک المدینته تعطیهم الف الف درهم و تعطینی خمسائته قال عمر نعم اذهب فاتنی باب کا بیهما و ام کا مهما و جد کجد هما و جدة کجد تهما و عم کعمها و عمته کعمتهما و خالته کخالتهما فانک لا تا تیتنی به اما ابو هما فعلی المرتضی وامهما فاطمته الزهراء و جد هما محمد مصطفی و جد تهما خدیجته الکبری و عمتهما جعفر بن ابی طالب و عمهتما ام اهانی بنت ابی طالب و خالتهما رقیه و ام کلثوم بنتا رسول الله صلی الله علیه وسلم و خالهما ابراهیم (اخرجه ابو سعید النمان) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ہاتھوں مدائین کو فتح کیا جناب عمر نے غنیمت کے مال کی تقسیم کرنے کا حکم دیا سب سے پہلے جناب امام حسن علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور کہا اے امیر المومنین ہمارا حق دیجیے۔ اس چیز سے جو کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے لیے فتح دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بزرگی سے اور کرامت سے پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے ہزار درہم کا حکم دیا تب وہ لوٹے تو جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لائے جناب عمر نے ان کے لیے بھی ہزار درہم کا حکم دیا۔ جب وہ لوٹے تو عبداللہ بن عمران کے پاس آئے جناب عمر نے ان کے لیے پانچ سو دینار کا حکم دیا۔ عبداللہ بن عمر کہنے لگا یا امیر المومنین میں مضبوط آدمی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تلوار سے لڑتا تھا اور حسن اور حسین لڑکے تھے اور مدینہ کے بازاروں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم اور مجھ کو پانچ سو درہم دیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں جا اور میرے

پاس ان کے باپ جیسا کوئی باپ اوران کی ماں جیسی کوئی ماں اوران کے دادا جیسا کوئی دادا اوران کی دادی جیسی دادی اوران کے چچا جیسا چچا اوران کی پھوپھی جیسی پھوپھی اوران کے ماموں جیسا ماموں اوران کی خالہ جیسی خالہ لے کر آ۔تو ہرگز نہیں لا سکے گا۔اب کا باپ علی مرتضیٰ ان کی ماں فاطمہ زہرا ہے ان کے جد امجد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی جدہ کریمہ جناب ام المومنین خدیجہ کبریٰ ہیں ان کے چچا جعفر طیار ہیں اوران کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب اوران کی خالہ ام رقیہ اورام کلثوم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں اورابراہیم علیہ السلام ان کے ماموں ہیں۔

اہل عباء علیہم السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن انس بن مالک قال فی قوله تعالی مرج البحرین یلتقیان قال علی و فاطمته یخرج منهما اللوء لوء والمرجان قال الحسن والحسین (اخرجه صاحب کتاب الدرر) انس بن مالک اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ دو دریا باہم ملتے ہیں کہ فرماتے ہیں کہ دو دریا سے مراد جناب علی اور فاطمہ ہیں اور دوسری آیت کریمہ جس کے معنی یہ ہیں کہ نکالے ہیں ان سے موتی اور مونگا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ان سے مراد حسن اور حسین ہیں۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اول من یدخل الجنته انا وانت و فاطمته والحسن والحسین قلت فمحبونا قال من وراء کم (اخرجه ابن سعد والحکم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول جنت میں میں داخل ہوں گا پھر یا علی تم اور پھر فاطمہ اور حسن اور حسین میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محبّ آپ نے فرمایا تمہارے پیچھے۔

(۳) عن ابی هریرة قال نظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی علی و فاطمته والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم (اخرجه احمد

والطبرانی والحاکم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نگاہ فرما کر کہا میں لڑنے والا ہوں ان سے جوان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں ان سے جوان سے صلح کرے۔

(۴) عن زید بن ارقم قال نظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی علی و فاطمته والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حارب هم وسلم لمن سالمهم (اخرجه الترمذی والطبرانی فی الکبیر) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نظر فرما کر ارشاد کیا میں جنگ کرنے والا ہوں ان سے جوتم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں ان سے جوتم سے صلح کرے۔

(۵) عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم خیم خیمته وهو متکل علی قوس عربیه و فی الخیمته علی و فاطمه والحسن والحسین فقال یا معشر المسلمین انا سلم لمن سالمهم اهل هذه الخیمته و حرب لمن حاربهم و ولی لمن والدهم لا یحبهم الا سعید الجد اطیب الوولادة ولا یبغضهم الاشقی الجد ردی الولادة محب الطبری فی ریاض النضره حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خیمہ برپا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ عربی کمان پر تکیہ کیے ہوئے تھے۔ اور خیمہ میں جناب علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام تشریف فرما تھے۔ حضورؐ نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانوں کے میں اس خیمہ والوں سے صلح کرنے والے کے ساتھ صلح کرنے والا اور جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے والا ہوں اور اسے دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے۔ ان کو نہیں دوست رکھے گا مگر نیک بخت پاک ولادت والا۔ اور ان کو نہ دشمن رکھے گا مگر بدبخت ناپاک ولادت والا۔

(۶) عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الحسن والحسین سید الشباب اهل الجنته الا ابنی خالته عیسی بن مریم و یحیی بن زکریا و فاطمته سیدة

نساء اهل الجنته الا ما کان مریم (اخرجه ابو یعلی و ابن حبان و الطبرانی والحاکم) ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن وحسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں مگر میری خالہ کے بیٹے عیسٰی بن مریم اور یحیٰی بن زکریا اور فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۷) عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ الانبیاء یوم القیامته علی الدواب و یبعث صالحا علی ناقته کیما یوافق بالمومنین من اصحابه المحشر و یبعث الحسن والحسین علی ناقتین من نوق الجنته وعلی ان ابی طالب علی ناقتی وانا علی البراق ویبعث بل لا علی ناقته فینادی بالا ذان و شاھدہ حقا حقا حتی اذا بلغ اشھدان محمد الرسول اللہ یشھد بھا جمعی الخلائق من الاولین والاخرین فقبلت ممن قبلک منه (اخرجه الطبرانی و ابو الشیخ والحاکم والخطیب وابن عساکر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محشور کیا کرے گا اللہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کو سواریوں پر صالح نبی کو ان کی اونٹنی پر تا کہ وہ قیامت کے دن اپنی امت کے مومنین کے ساتھ موافقت کریں اور حسن اور حسین جنت کے ناقوں پر سوار کیے جائیں گے اور علی بن ابی طالب میرے ناقہ پر سوار کیے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور بلال اپنے ناقہ پر سوار کیا جائے گا اور اذان میں پکارے گا اور تمام مخلوق حق حق کہہ کر اس کی گواہی دے گی اور جب اشھدان محمدا رسول اللہ کہے گا تمام اول و آخر کی خلایق اس کی شہادت دیں گے پس جس سے کہ میں نے قبول کرنا ہوگا اس سے قبول کروں گا۔

(۸) عن حذیفته قال قلت لامی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصلی معه المغرب اسالہ ان لیستغفرلی و لک فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلیت معه المغرب فصلی بنی صلوۃ العشاء ثم انفتل فتبعته فسمع صوتی فقال من ھذا احذیفة قلت نعم قال حاجتک غفر اللہ لک و لامک ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل ھذا

اللیته استاذن ربه ان یسلم علی و یبشرنی بان فاطمته سیدۃ نساء اهل الجنته والحسن والحسین سید اشباب اهل الجنته (اخرجه الترمذی واخترجه احمد النسائی وابن حبان والرویانی والحاکم باختلاف سیرو الطبرانی فی الکبیر) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں ان کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے جاتا ہوں اور حضور نبوی سے اپنے لیے اور تمہارے لیے دعائے مغفرت چاہوں گا۔ پس میں خدمت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مغرب کی نماز ادا کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی اور پھر لوٹ پڑے میں نے حضرت کا اتباع کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز کو سن کر فرمایا کون ہے آیا حذیفہ ہے میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے خدا تیری اور تیری ماں کی مغفرت کرے۔ یہ ایک فرشتہ اس رات کے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا تھا۔ اس نے اپنے پروردگار سے میرے سلام کے لیے اذن پایا ہے اور مجھ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ کہ فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔

(۹) عن ابی هریرۃ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ملکا لم یکن زارنی فاستاذن الله فی زیارتی فیبشرنی ان فاطمه سیدۃ نساء امتی وان الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنته (اخرجه بن عساکر) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی خداوند تعالیٰ نے اسے میری زیارت کا اذن دیا اس نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ میری امت کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۱۰) عن ابی عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان فاطمته و علیا والحسن والحسین فی حضرات القدس فی قبته بیضاء سقفها عرش الله تعالیٰ

(اخرجه بن عساکر) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہ تحقیق فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین رب العزت کی پاک درگاہ میں گنبد سفید میں ہوں گے کہ جس کی سقف خدا کا عرش ہے۔

(۱۱) عن ابی موسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا و علی و فاطمته والحسن والحسین یوم القیمته فی قبته تحت العرش (اخرجه الدیلمی) ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اور فاطمہ اور حسنین قیامت کے دن عرش کے نیچے ایک قبہ میں ہوں گے۔

(۱۲) عن بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر رجالکم علی و خیر شبابکم الحسن والحسین و خیر نسائکم فاطمته (اخرجه الخطیب و ابن عساکر فی تاریخهما) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے سب آدمیوں میں بہتر علی ہیں اور تمہارے نوجوانوں میں بہتر حسن اور حسین اور تمہاری عورتوں میں بہتر فاطمہ ہیں۔

(۱۳) عن ابن عمر و علی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ابنای هذان الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنته و ابو هما خیر منهما (اخرجه ابن ماجته عن ابن عمر والحاکم و عنه و عن ابن مسعود و الطبرانی عن ابن الحویرث و ابن عساکر عن و ابن عمر و علی) عبداللہ بن عمر اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔

(۱۴) عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم اخذ بید حسن و حسین قال من احبنی واحب هذین وابا هم وامهما معی فی درجتی یوم القیامته (اخرجته الترمذی والدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن

اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں کو اور ان دونوں کے ماں باپ کو پیار ارکھے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۵) عن قال قال النبی صلی الله علیه وسلم انا و فاطمته و حسن و حسین مجتمعون و من احبنا یوم القیامته فی مکان واحدنا کل و نشرب حتی یفرق بین العباد (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور فاطمہ اور حسنین اور جو لوگ ہم کو دوست رکھتے ہیں ایک مکان میں مجتمع ہوں گے کھائیں گے اور پئیں گے یہاں تک کہ لوگ متفرق ہو جائیں گے۔ دوزخی دوزخ کے لیے اور جنتی جنت کے لیے۔

(۱۶) عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نحن ولد عبدالمطلب ساداة اهل الجنته انا و حمزة وعلی و جعفر والحسن والحسین والمهدی (اخرجه بن ماجته والحاکم والدیلمی) انس رضی اللہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم اولاد عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی۔

(۱۷) عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول باذنی والا صمتا انا شجرة وعلی لقاحها و فاطمته حملها والحسن والحسین ثمارها و محبو اهل بیت و رقها و کلنا فی الجنته حقا حقا (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے ان کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ دونوں بہرے ہو جائیں کہ میں درخت ہوں اور علی اس کا پیوند ہے اور فاطمہ اس کا بوجھ ہے اور حسن اور حسین اس کے پھل ہیں اور ہم اہل بیت کے محبّ اس کی پتے ہیں سچ سچ ہم سب جنت میں ہوں گے۔

(۱۸) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لفاطمته انی و ایاک و هذین یعنی حسنا و حسینا وهذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیامة (اخرجه

احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ میں اور تم اور حسن اور حسین اور یہ سونے والا یعنی علی قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔

(۱۹) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا ميزان العلم وعلى كفتاه والحسن والحسين خيوطه و فاطمة علاقة و الايتما من امتى عموده يوزن فيه اعمال المحبين لنا والمغبضين لنا (اخرجه الديلمى) ابن عباس کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا ترازو ہوں اور علی اس کا پلہ ہیں اور حسنین اس کی کسان ہیں اور فاطمہ اس کا علاقہ ہے اور میری امت کے امام اس کے عمود ہیں کہ جس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیے جاتے ہیں۔

(۲۰) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اسرى بى رايت على باب الجنته مكتوبا بالذهب لااله الا الله محمد حبيب الله على ولى الله و فاطمته امته الله والحسن والحسين صفوة الله على باغضهم لعنته الله (اخرجه الديلمى) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب شب معراج کو ہمیں سیر کرائی گئی ہم نے جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا پایا لا الہ الا اللہ محمد حبیب خدا کا ہے علی خدا کا دوست ہے فاطمہ اللہ کی کنیز ہے حسن اور حسین برگزیدگان خدا ہیں اور ان کے بغض رکھنے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔

فائدہ: خاندان نبوت یعنی ان ذوات مقدسہ کی شان میں چار لفظ استعمال ہوئے ہیں۔(۱) آل (۲) اہل بیت (۳) عترت (۴) ذوالقربے۔ جن کی نسبت تفصیل کے ساتھ بحث درج ذیل ہے۔

آل کی تحقیق: لغت میں آل کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لیے وضع ہوا ہے اور کبھی دور کے رشتہ دار بھی مراد لیے جاتے ہیں۔

بعض کے نزدیک آل اصل وضع میں اہل تھا (ہ) ہا ہمزہ سے بدل گیا ہے جیسے کہ ہیہات اور اہیات

میں ہا ہمزہ سے بدلا ہے پھر تو الی ہمزتین کی وجہ سے ایک ہمزہ الف سے بدل گیا۔ اسی لیے اس کی تصغیر (اہیل) مستعمل ہے۔

کسائی امام نحو کے نزدیک اس کی تصغیر (اویل) بھی آئی ہے۔

اہل کا اطلاق بہ نسبت آل کے عام ہے کیونکہ محاورہ عرب میں اہل البصر بولا جاتا ہے نہ آل البصر

امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں کہ آل اہل سے تو بنا ہے لیکن آل کی اضافت اعلام ناطقین کے ساتھ مخصوص ہے اور اسماء نکرہ اور زمانہ اور مواضع کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔ برخلاف لفظ اہل کے چنانچہ کلام عرب میں آل زید آل عمر مستعمل ہے نہ آل رجل اسی طرح سے آل موضع و آل قریہ اور آل زمان بھی مستعمل نہیں بجائے اس کے اہل رجل و اہل موضع اور اہل قریہ اور اہل بلدہ وغیرہ کلام عرب میں شائع و ذوائع ہے۔

ابن عرفہ کہتے ہیں کہ آل سے وہ قریبی رشتہ دار مراد ہیں جو کسی شخص کی طرف قرابت میں رجوع کریں اور یہ ماخوذ ہے لفظ اول سے کہ اس کے معنی رجوع کے ہیں (کتاب الغریبین لابی عبید احمد بن محمد بن ابی عبید العبدی)

ابن درید جمہرہ میں لکھتا ہے کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں۔

اس بات کے متعین کرنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کون ذوات مقدسہ ہیں۔ علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ کے نزدیک ازواج مطہرات اور جناب علی مرتضیٰ اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل امجاد ہیں۔

اور ایک گروہ نے وہ اشخاص مراد لیے ہیں جن پر زکوۃ حرام ہے یعنی اولاد عبدالمطلب۔

تیسرے گروہ نے پیروان دین کو بھی آل میں داخل کیا ہے۔ اور ایک گروہ نے آل سے صرف ذات جناب علی و جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو مراد لیا ہے۔

امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں ویستعمل فیمن یختص بالانسان اختصاص ذاتہ او بقرابتہ قریبہ او بمولاہ قال ال ابراھیم و ال عمران و قال ادخلوا ال فرعون اشد

العذاب و قیل الی النبی اقاربه و قبل المختص به من حیث العلم و ذاک اهل الذین ضربان مختص بالعلم المتقین والعمل المحکم فیقال لهم ال النبی و امته و ضرب یختصون بالعلم علی سبیله التقلید و یقال لهم امته محمد ولا یقال لهم ال محمد و کل ال النبی امته له ولیس کل امته له اله یعنی اس لفظ کا استعمال اس چیز میں کیا جاتا ہے جو انسان کے ساتھ خصوصیت یا قرابت قریبہ رکھتا ہو یا دوستی کی وجہ سے نزدیک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم اور آل عمران کا لفظ قرآن شریف میں وارد کیا ہے اور فرمایا ہے اے آل فرعون تم سخت عذاب میں داخل ہو۔ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کے قریبی رشتہ دار مراد لیے جاتے ہیں۔ اور ان سے مراد دین دار لوگ ہیں جن کی دو قسمیں ہیں کہ ایک وہ لوگ جو علم الیقین اور عمل محکم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس وہ لوگ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کہلائے جاتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ کہ بطریق تقلید علم کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں اور وہ محض امت کہلائے جاتے ہیں۔ ان پر آل کا اطلاق نہیں ہوتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کل آل آپ کی امت ہے۔ اور کل امت آل نہیں۔

ابوعبیدہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح اعرابی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کہہ رہا تھا (اھل مکته ال اللہ فقلنا ما تعنی بذلک قال الیسو مسلمین والمسلمون ال اللہ وانما یقال ال فلان للرئیس المتبع و فی شبه مکته لا نها ام القریٰ. و مثل فرعون فی الضلال و اتباع قومه له فقلنا له یقال لقبیلته الرجل ال قال لا الا لا هل بیته خاصته انتهی) یعنی اہل مکہ خدا کے آل ہیں۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ اس سے تیری کیا مراد ہے وہ کہنے لگا کیا یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں اور مسلمان خدا کی آل ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آل فلاں کی تو اس سے اس کے متابعین مراد ہوتے ہیں۔ مکہ بھی اسی کے شبیہ ہے۔ کیونکہ وہ ام القریٰ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کہ فرعون کے متابعین کو گمراہی میں اس کی آل کہا گیا ہے۔ ہم نے کہا کہ کیا کسی آدمی کے قبیلہ کو اس کی آل کہا جاتا ہے وہ بولا نہیں بلکہ اس کے گھر کے لوگوں کو خاص کر اس کی آل کہا جاتا ہے۔

اسی کی مویدوہ حدیث ہے جس کو کہ امام بغوی نے شرح السنتہ میں لکھا ہے۔عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال لقینی کعب بن عجزۃ قال الا اھدی لک ھدیتہ سمعتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت بلی اھدھا الی فقال سالنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف الصلوۃ اھل البیت قال قولوا اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و ال ابراھیم و بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و ال ابراھیم انک حمید مجید. (اخرجه البخاری) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ مجھ سے کعب بن عجزہ ملے اور کہنے لگے کہ میں تجھے ایک تحفہ دوں جو میں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے کہا بیان فرمایئے کعب کہنے لگے۔ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ اہل بیت پر کس طرح سے درود بھیجنا چاہیے۔آپ نے فرمایا کہ تم اس طرح سے پڑھا کرو کہ اے پروردگار رحمت بھیج محمد اور آل محمد پر جس طرح سے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے۔حضرت ابراہیم پر اور ان کی آل اور برکت دے محمد اور آل محمد کو جس طرح کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تو ہی ہے ستودہ بزرگ۔

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اس حدیث کو درج کر کے لکھتے ہیں۔فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فسر احد ھما بالاخر والمفسر والمفسر بہ سواء فی المعنی فیکون الہ اھل بیتہ الہ فیتخدان فی المعنی و یکشف حقیقتہ ذلک ان اصل ال اھل (انتھی) یعنی جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کے ساتھ تفسیر بیان فرمائی ورمفسر اور مفسر بہ معنی میں برابر ہیں۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل آپ کے اہل بیت ہیں اور اہل بیت آل ہیں۔پس یہ دونوں معنی میں متحد ہیں اور اس کی حقیقت کا انکشاف اس سے ہوتا ہے کہ آل اصل میں اہل بیت ہے۔اس تقریر سے یہ امر تو ثابت ہو گیا کہ آل سے مراد اہل بیت ہے اب رہا یہ کہ آل اور اہل بیت سے کون کون ذوات مقدسہ مراد ہیں پس حدیث مندرجہ ذیل اس کے تعیین کے لیے کافی ثبوت ہے۔

عن شھر بن حوشب عن ام سلمتہ قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

لفاطمته ائتنی بزوجک و ابنیک فجاء ت بھم فالقی علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کساء ثم قال اللھم ھئولاء ال محمد فاجعل صلوتک و برکاتک علی ابراھیم و ال ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البیھقی) شہر بن حوشب جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس لے آؤ جب وہ اپنے ہمراہ لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنی چادر اوڑھادی اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو اپنی رحمت اور برکت ان پر نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہے۔ بے شک تو ہے ستودہ اور برگزیدہ۔

دوسرا فریق اپنے قول کی تائید میں اس حدیث کو پیش کرتا ہے جس کی سند صحیح ہونے پر مسلم اور نسائی اور ابوداؤد نے اتفاق کیا ہے۔ عن عبداللہ بن ربیعتہ بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذا الصدقات انھا او ساخ الناس و انھا لا تحل لال محمد یعنی عبداللہ بن ربیعہ بن الحرث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حلال نہیں۔

تیسرا گروہ کہ پیروان دین کو بھی آل میں شامل کرتا ہے اس کا تمسک اس آیت سے ہے (لا ال لوط انا لمنجوھم اجمعین) یعنی مگر لوط کی آل کو ہم سب کو نجات دینے والے ہیں اس پر تمام مفسر متفق ہیں کہ اس آیت میں آل لوط سے تمام متبعین جناب لوط مراد ہیں۔

ان تمام امور میں کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ (فالمعانی کلھا مجتمعتہ. فیھم علیھم السلام فانھم اھل بیتہ و تحرم علیھم الصدقتہ و ھم دانیون بدینہ و المتبعون منھاجہ و سبیلہ فاطلاق ام الال علیھم السلام فانھم اھل بیتہ فاطلاق اسم الال علیھم حقیقتہ و علی غیر ھم مجاز بالاتفاق) یعنی آل کے تمام معانی ان چار ذوات مقدسہ علیہم السلام میں مجتمع ہیں کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے اہل بیت ہیں اور انہیں پر صدقہ حرام ہے اور یہی حضور کے دین کے پورے پیرو ہیں اور یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ٹھیک چلنے والے ہیں۔ پس آل کے نام کا حقیقت میں انہیں پر اطلاق ہوسکتا ہے اور ان کے غیر پر مجازاً بولا جاتا ہے اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فضائل اہل بیت میں جس قدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں کسی جگہ لفظ آل کا اور کسی جگہ لفظ ذریت کا اور کسی جگہ لفظ عترت کا مستعمل ہوا ہے۔ پس ان تمام الفاظ کا مفہوم خاص اہل بیت سے ہی ہو سکتے ہیں۔ تمام مومنین پر آل کا حمل ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ باتفاق اہل سنت و جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص متبع سنت نبوی نہیں گذرا۔ پس اگر آل کا لفظ عام ہوتا اور اس سے متبعین مراد ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے برآت واپس لے کر جناب علی کو نہ دیتے اور یہ نہ فرماتے کہ اس کو میرے اہل میں سے ایک آدمی لے جائے گا۔

عن ابن عباس قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم ابابكر بسورة التوبة و بعث عليا خلفه فاخذها منه وقال لا يذهب بها الا انا او رجل من اهل بيتي هو مني و انا منه (اخرجه احمد النسائي) یعنی ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورۃ توبہ دے کر بھیجا اور ان کے پیچھے جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس سورت کو لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوئی نہیں لے جائے گا مگر میں یا میرے گھر کا کوئی آدمی کہ جو میرا ہو اور میں اس کا ہوں۔

لطیفہ: قال المنصور لجعفر بن باقر عليهما السلام نحن وانتم في رسول الله سواء فما فضلكم فقال لو خطب اليكم رسول الله صلى الله عليه وسلم و تزوج منكم لجازله ولا يجوز له ان يتزوج منا (من المحاضرات للراغب اصفهانی) منصور دوانقی جناب امام جعفر بن محمد باقر علیہ السلام سے کہنے لگا ہم اور تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

قرابت میں برابر ہیں پس تمہیں ہم پر کیا فضیلت ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کی خواستگاری کرتے تو جائز ہوتا۔ اور ہم سے نکاح کی خواستگاری نہیں کر سکتے تھے۔

(۲) قال المامون فما فضلکم علینا فی العرب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علی حرمنا ولا یدخل علی حرسکم (نقل الشیخ ابی قاسم الحسین بن محمد بن المفضل الراغب الاصفہانی فی المحاضرات) ماموں نے ایک علوی سید سے کہا تم کو ہم پر عرب ہونے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں کیا فضیلت ہے علوی نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں اور تمہاری عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پانچ باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا آنحضرتؐ سے مساوی ہونا

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں قد جلعہ اللہ اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مساویین لہ فی خمستہ اشیاء یعنی اللہ عزوجل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو پانچ باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی ٹھرایا ہے۔ احدھما فی السلام قال السلام علیک ایھا النبی و رحمتہ اللہ وبرکاتہ و قال لاھل بیتہ سلام علی ال یاسین یعنی پہلا امر یہ کہ سلام میں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک اور مساوی ٹھہرایا ہے۔ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور رحمت خدا کی اور اس کی برکتیں اور ان کے اہل بیت کے حق میں فرمایا کہ آل یاسین پر سلام ہو۔

سید نور الدین علی بن جمال الدین عبداللہ الشافعی رحمتہ اللہ علیہ جواہر العقدین میں لکھتے ہیں۔ نقل

جماعته من المفسرين عن ابن عباس انه قال في قوله تعالى سلام علی ال یاسین علی ال محمد. و نقله النقاش عن الکلبی فقال علی ال یاسین علی ال محمد سماء الله یا سین مثل یعقوب و احمد و محمد یعنی مفسرین کی ایک جماعت نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ آیت سلام علی آل یاسین کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مراد اس سے آل محمد ہیں۔ کلبی رحمتہ اللہ علیہ سے نقاش روایت کرتے ہیں کہ آل یاسین سے آل محمد مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یاسین رکھا ہے۔ جس طرح سے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل رکھا ہے اور احمد اور محمد آپؐ کے نام رکھے ہیں۔

و الثانیته فی الطهارة قال الله تعالی طه ای یا طاهر ما انزلنا الیک القران التشقی. وقال لاهل بیته و یطهر کم تطهیرا یعنی دوسرا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے۔ وہ طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے طٰہٰ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے طاہر ہم نے اس لیے تیری طرف قرآن کو نازل نہیں کیا کہ تو بہک جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے لیے فرمایا ہے کہ طاہر کرے گا تم کو حق ہے طاہر کرنے کا۔

و الثالثه فی الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم وعلی اله کما فی التشهد یعنی تیسرا امر جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے۔ وہ درود شریف ہے جیسے باب تشہد میں ہے۔

عن کعب بن عجزة قال لما نزلت ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما. قلنا یا رسول الله قد علمنا کیف نصلی علیک و کیف نسلم علیک قال قولو اللهم صل علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم و ال ابراهیم انک حمید مجید (اخرجه البخاری و المسلم) کعب بن عجزہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ (بہ تحقیق اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے

درود پڑھتے ہیں نبی پر اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو حق ہے سلام بھیجنے کا) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آپ تعلیم فرمادیں کہ ہم آپ پر کس طرح سے درود پڑھا کریں اور کس طرح سے سلام بھیجا کریں۔ آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں کہا کرو اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو ہی ہے ستودہ بزرگ۔

عن ابی مسعود البدری قال اتانا رسول الله صلی الله علیه وسلم و نحن فی مجلس سعد بن عبادة فقال له بشیر ابن سعد امرنا الله ان نصلی علیک یا رسول الله فکیف نصلی علیک فسکت رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی تمنینا انه لم یساله ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قولوا اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم و ال ابراهیم انک حمید مجید اللهم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت عل ابراهیم و ال ابراهیم انک حمید مجید (اخرجه مسلم) و عند الطبرانی فسکت حتی جاء الوحی فقال تقولون اللهم صل الخ ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود پڑھنے کا حکم کیا ہے پس ہم کس طرح آپ پر درود پڑھا کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے یہاں تک کہ ہم کو خیال پیدا ہوا کہ کاش بشیر بن سعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کرتے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں پڑھا کرو۔ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے۔ ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے۔ اے ہمارے پروردگار برکت دے محمد اور آل محمد کو جیسے کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو بہ تحقیق تو ہی استودہ اور برگزیدہ ہے۔ یہ روایت تو مسلم ہے اور طبرانی نے اس حدیث کو اس طرح پر روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بن سعد کے پوچھنے پر

خاموش ہو گئے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جناب الٰہی سے وحی نازل ہوئی اور آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں پڑھا کرو۔ اللھم صلی الخ۔

عن شھر بن حویشب عن ام سلمتہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمتہ اتینی بزوجک و ابنیک فجاء ت بھم فالقی علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کساء کان تحتی خیبریا اصبناہ من خیبر ثم قال اللھم ھئولاء ال محمد فاجعل صلوتک و برکاتک علی محمد کما جعلتھا علی ابراھیم و ال ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البیھقی) شہر بن حویشب رضی اللہ عنہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا میرے پاس اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلا لاؤ وہ ان کو اپنے ہمراہ لائیں۔ آپ نے ایک کپڑا جو مجھے خیبر میں ہاتھ لگا تھا اور میرے پاس تھا ان پر ڈال دیا اور دعا کی اے میرے پروردگار یہ آل محمدؐ ہیں پس تو اپنی رحمت اور برکتیں ان پر نازل فرما جس طرح سے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہیں اور تو ہے ستودہ اور برگزیدہ۔

عن عمر رضی اللہ عنہ قال انہ لا یکون الصلوۃ الا بقراء ۃ و یتشھد و صلوۃ علی النبی و الہ (نقلہ حافظ بن حجر فی عمل الیوم واللیلتہ) جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی مگر ساتھ قراءت کے اور تشہد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھنے کے۔

عن ابن مسعود قال لا صلوۃ لمن لم یصل فیھا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ بن عبدالبر) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے تشہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں ہوئی۔

عن الشعبی قال من لم یصل علی النبی و الہ فی التشھد فلیعد صلوتہ (اخرجہ البیھقی) شعبہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس نے تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر

درود نہ پڑھا اس کو چاہیے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تصلوا علی الصلوۃ البتراء قالوا وما الصلوۃ البتراء یا رسول اللہ قال تقولون اللھم صلی علی محمد و لتسکتون بل قولوا اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد (جواھر العقدین لجلال الدین السیوطی الشافعی و ینابیع) جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر تم درود ناقص نہ پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود ناقص کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کہا کرتے ہو کہ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمدؐ پر اور پھر خاموش ہو جاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو کہ اے پروردگار رحمت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر۔قد قال الامام الشافعی رحمتہ اللہ علیہ

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم	فرض من اللہ فی القران انزلہ
کفا کم من عظلم القدر انکم	من لم یصل علیکم لا صلوۃ لہ

(جواھر العقدین) امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہؐ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے اور قرآن شریف اس کے لیے نازل کیا ہے۔تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لیے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

والرابعتہ تحریم الصدقتہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل الصدقتہ لمحمد ولا لال محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی چوتھا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ محمد اور آل محمد پر حلال نہیں۔

عن الحسین بن علی قال انا ال محمد لا تحل لنا الصدقۃ (جواھر العقدین للسھودی الشافعی) جنابؑ حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں، ہم پر صدقہ حلال نہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال اخذ الحسن بن علی ثمرۃ الصدقتہ فجعلھا فی فیہ فقال النبی

صلی اللہ علیہ وسلم کخ کخ لیطرحھا ثم قال الا شعرت ان لا تحل لنا الصدقتہ (اخرجہ المسلم والطحاوی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب حسن علیہ السلام نے ایک پھل صدقہ کے پھلوں میں سے لے کر اپنے منہ میں ڈال لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کخ کخ کہا تا کہ وہ نکال دیں پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔

(و الخامستہ) المحبتہ قال اللہ تعالی فاتبعونی یحببک اللہ و قال لا ھل بیتہ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (نقلہ السمھودی) یعنی پانچواں امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ محبت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہہ دے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتباع کرو میرا اللہ تم کو دوست رکھے گا۔ اور حضرت کے اہل بیت کی نسبت فرمایا ہے کہ یا محمد کہہ دے نہیں مانگتا میں اس پر اجر مگر دوستی قریبیوں کی۔

احادیث فضائل آل علیہ السلام

(۱) عن الاعمش عن ابی وائل قال قرات مصحفہ عبداللہ بن مسعود ان اللہ اصطفی ادم و نوحا و ال ابراھیم و ال عمران وال محمد علی العالمین (تفسیر ثعلبی) اعمش ابی وائل سے ناقل ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے کہ خدا نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران اور آل محمد کو سب جہان سے برگزیدہ کیا ہے۔

عن سلمان قال انزلوا ال محمد بمنزلتہ الراس من الجسدک دوعلی بمنزلتہ العین من الراس قال الجسد لا یھتدی الا بالراس وان الراس لا یھتدی الا بالعین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان سے روایت ہے کہ جان لو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ سر کے ہیں بدن سے اور جناب علی بمنزلہ آنکھ کے ہیں سر سے پس تحقیق بدن نہیں راستہ پاتا مگر ساتھ سر اور سر نہیں راستہ دیکھتا مگر ساتھ آنکھ کے۔

(۲) وفی تفسیر قوله تعالی اهدنا الصراط المستقیم قال مسلم بن حبان سمعت ابا بریدة یقول صراط محمد و اله (تفسیر ثعلبی و معالم التنزیل) اور اللہ تعالیٰ کے قول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ (دکھا ہم کو راہ سیدھی) مسلم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کی راہ ہے۔

(۳) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حب ال محمد یوما خیر من عبادته سنته و من مات علیه دخل الجنته (اخرجه الدیلمی) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاک صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ نے ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن کا محبت کرنا ایک برس کی عبادت کے برابر ہے اور جو شخص اس پر مرا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۴) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی علی محمد و علی ال محمد مائته مرة قضی الله له مائته حاجته (اخرجه الدیلمی) جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محمدؐ اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ درود پڑھتا ہے خدائے تعالیٰ اس کو سو حاجتیں پوری کرتا ہے۔

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو ان رجلا قام علی قدمیه بین الرکن و المقام و صام و صلی ثم لقی الله تعالیٰ مبغضا لال محمد دخل النار (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ وعن والدیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی مابین رکن و مقام اپنے دونوں قدموں پر کھڑا ہو کر روزہ رکھے اور نماز پڑھتا رہے پھر خدا سے جا ملے اور درانحالیکہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

(۶) عن عبدالله البجلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من مات علی حب

ال محمد مات شهيد الا من مات علی حب ال محمد مات مغفور الا و من مات حب ال محمد زف الی الجنته کما تزف العروس الی بیت زوجها. الا و من مات علی حب ال محمد فتح الله من قبره بابان من الجنته الا ومن مات علی حب ال محمد جعل الله زوار قبره ملائکته الرحمته الله الا ومن مات علی بغض ال محمد مات کافرا. الا ومن مات علی بغض ال محمد لم یشم رائحته الجنته (رواه الثعلبی)

عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مراوہ شہید مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مراوہ مغفور مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مراوہ جنت کی طرف خراماں ہوگا جیسے کہ دلہن اپنے دولھا کے گھر کی طرف خراماں ہوتی ہے اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مراوہ قیامت کے دن آئے گا اس کی پیشانی پر اللہ کی رحمت کی آیت لکھی ہوئی ہوگی اور جو شخص آل محمدؐ کے بغض پر مرے گا وہ کافر مرے گا۔ اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ جنت کی بو تک نہیں سونگھے گا۔

(۷) عن مجاهد عن ابن عباس قال لما خلق الله عزوجل ادم و نفخ فيه من روحه عطس فالهمه الله الحمد الله رب العالمین فقال له ربه یرحمک فلما سجدله الملائکته تداخله العجب فقال یا رب اخلقت هو احب الیک منی فلم یجب ثم قال الثانی فلم یجب ثم قال الثالثة فلم یجب ثم قال الرابعته فقال الله عزوجل له و نعم ولولا هم ما خلقتک فقال یا رب ارنیهم فاوحی الله عزوجل الی ملائکة الحجب ارفعوا الحجب فلما رفعت اذا ادم اشباح قدام العش فقال یا رب من هؤلاء قال یا ادم هذا نبیی و هذا علی امیر المومنین و هذا فاطمته بنت نبیی وهذا ان الحسن والحسین ابنا علی وولد نبیی ثم قال هم الاول ففرح بذلک فلما اقترف الخطیته قال یا رب اسالک بمحمد صلی الله علیه وسلم وعلی و فاطمته والحسن والحسین لما غفرلی فغفرالله له فهذا قال الله تبارک و تعالی فتلقی ادم من ربه

بکلمات فتاب علیه فلما اهبط الی الارض صاغ خاتما ننقش علیه محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم یکنی ادم بابی محمد (اخرجه ابو الفتح محمد بن علی بن ابراهیم التنظری فی خصائص العلویة) مجاہد ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدم چھینک کر الہائی ربانی سے خدا کا شکر بجالائے۔ خدا نے یرحمک اللہ کا جواب دیا۔ پھر جب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا تو حضرت آدم نے بوجہ تعجب خدا سے عرض کیا کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے۔ جناب الٰہی سے اس کا جواب نہ ملا پھر دوبارہ عرض کیا تب بھی جواب نہ ملا اسی طرح سے تیسری مرتبہ پوچھا۔ اور جواب نہ پایا چوتھی دفعہ استفسار کیا اے پروردگار وہ اشخاص مجھے دکھا کہ کون ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عرش کے پردہ دار فرشتوں کو پردہ اُٹھانے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے پردہ اُٹھایا تو عرش کے سامنے پانچ صورتیں نظر آئیں آدم نے کہا اے پروردگار یہ کون بزرگ ہیں۔ باری تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ یہ میرا نبی ہے اور یہ امیر المومنین علی ہے اور یہ میرے نبی کی بیٹی فاطمہ ہے اور یہ حسن اور حسین علی کے دونوں بیٹے ہیں۔ اور یہی سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ آدم کو ان کے دیکھنے سے خوشی ہوئی پس جب آدم سے لغزش سرزد ہوئی تو آدم نے کہا اے میرے پروردگار میں ان پنجتن پاک کو وسیلہ گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگذر فرما پس خدا نے حضرت آدم کو بخش دیا پس یہی قصہ ہے۔ جس کا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ (پس سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے چند کلمے اور توبہ کی ان کے ذریعہ سے) پھر جب آدم زمین پر اُتارے گئے تو انہوں نے ایک انگوٹھی بنا کر اس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش کندہ کیا اور حضرت آدم کی کنیت ابو محمد ہوگئی۔

اہل بیت کی تحقیق

از روئے لغت اہل الرجل وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ ایک گھر یا ایک نسب میں شریک ہوں

اور انہیں دونوں کے قائم مقام اس کے دین اور صنعت اور شہر کے لوگ بھی اس کے اہل کہلاتے۔ (دیکھو مفردات امام راغب)

اس امر کے متعین کرنے میں کہ اہل بیت نبوی کون کون ذوات مقدسہ تھے، متقدمین نے اختلاف کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنی ہاشم مراد ہیں۔ بعض نے بنی قصی اور بعض نے تمام قریش کو شامل کیا ہے۔ زید بن ارقم کے نزدیک صرف بنی عبدالمطلب ہیں۔ سعید بن جبیر کے نزدیک ازواج مطہرات اور اولاد اہل بیت ہیں۔ مقاتل اور ابوسعید خدری اور انس بن مالک اور ام المومنین جناب حضرت عائشہ صدیقہ اور ام اسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک صرف اہل عبا مراد ہیں۔ اور آیت تطہیر انہیں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اور قتادہ وغیرہ تابعین بھی اسی کے قائل ہیں۔

متاخرین نے ان مختلف اقوال میں ایک گونہ تطبیق پیدا کی ہے کہ بیت دراصل تین ہیں۔ (بیت النسب) (بیت سکنے) (بیت ولادت) (۱) بنی ہاشم اور اولاد عبدالمطلب بیت نسب ہیں۔

(۲) ازواج مطہرات اہل بیت ہوسکتی ہیں۔

(۳) اولاد امجاد اہل بیت ولادت ہوسکتی ہیں۔

اہل عبا بہ سبب از دیاد فضل ان میں چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔ اور باوجود ضمیر جمع مذکر کے ازواج کا اہل بیت سے خارج کرنا سباق آیت کے مخالفت ہے کیوں کہ آیات سباق و لاحق میں انہیں کی طرف خطاب ہے۔ اور ضمیر جمع مذکور تغلیب کی وجہ سے ہے کیوں کہ رجال (یعنی جناب حسنین) ان میں داخل ہیں۔ لیکن زید بن ارقم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج کو اہل بیت میں داخل نہیں کیا۔ عن زید بن حبان قال الطلقت انا و حصین بن سبرہ و عمران بن حصین الی زید بن ارقم فلما جلسنا قال لہ عصبان لقد لقیت یا زید خیرا کثیر رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و سمعت منہ وہ غزوت معہ و صلیت خلفہ حدثنا یا زید بن ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال یا بن اخی لقد کبرت

سنی و قدم عهدی و نسیت بعض الذی کنت اعی من رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فما احدتکم فاقبلوا ه ومالا فلا تکلموا فیه ثم قال قام فینا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوما خطیبنا بماء بدعی خما بین مکته والمدینته وفحمدلله واثنی علیه وه وعظ و ذکر ثم قال امام بعد ایهنا الناس فانما انا بشر بوشک ان یاتینی رسول ربی فانا احبیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب الله فیه الهدی و النور فخذوه بکتاب الله واستمسکوا به فحث و رغب فیه ثم قال و اهل بیتی اذکر کم الله فی اهل بیتی فقال حصین یا زید بن الیس نساء . باهل بیته فقال لا وایم الله ان المراۃ تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها وه قومها. اهل بیته اصله و عصبته الذین حرموا الصدقته بعده (اخرجہ المسلم) زید بن حبان کہتے ہیں کہ میں اور حسین بن سبرہ اور عمران بن حصین زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا اے زید! آپ نے بہت نیکی حاصل کی ہے۔ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کو سنا ہے اور حضورؐ کی معیت میں غزوات کئے ہیں۔ اور آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ جو کچھ کہ تم نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو ہم سے بھی بیان کریں۔ زید کہنے لگے اے میرے بھتیجے میری عمر بہت ہوگئی ہے اور زمانہ میرا پرانا ہو گیا ہے بعض باتیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھیں اور مجھے وہ یاد تھیں، میں ان کو بھول گیا ہوں پس جو کچھ کہ میں تمہیں بتاؤں اسے قبول کرو اور جو کچھ کہ میں نہ کہوں اس میں مت کلام کرو۔ پھر کہنے لگے کہ ہم میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چشمہ کے کنارے جسے خم بولتے ہیں درمیان مکہ اور مدینہ کے خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس خدا وند تعالیٰ کی حمد وثناء اور وعظ ونصیحت بیان فرمائی اور فرمایا امابعد اے لوگو! میں بھی ایک بشر ہوں اب گمان ہے کہ میرے پاس خدا کا قاصد آئے گا۔ پس میں اسے مان لوں گا اور میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ایک تو خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تو خدا کی کتاب کو لے لو اور اس سے متمسک ہو جاؤ۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے

لوگوں کو برانگیختہ کیا اور اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز اہل بیت ہے۔ میں تم کو اپنے اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں پس حصین نے کہا یا زید آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نہیں۔ زید نے کہا خدا کی قسم ہے عورت مرد کے ساتھ بہت تھوڑا زمانہ تک رہتی ہے پھر اس کو وہ طلاق دے دیتا ہے پس وہ عورت اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کرتی ہے۔ آپ کے اہل بیت آپ کی اصل اور خویش ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

اس حدیث کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں (من اهل البيته نساء قال لا) هذا دليل لا بطال قول من قال هم قريش كلها فقد كان في نسائة قرشيات و هن عائشته و حفصته و ام سلمته و سودة و ام حبيبته رضي الله تعالى عنهن) یعنی حصین ابن سبرہ کے اس سوال پر آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نہیں زید بن ارقم کا یہ کہنا کہ نہیں۔ یہ ایک دلیل ہے اس قوم کے باطل کرنے کے لیے کہ جو شخص کہتا ہے کہ تمام قریش آپ کی اہل بیت ہیں کیوں کہ آپ کی بیبیوں میں قریشی عورتیں بھی تھیں اور وہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ اور جناب حفصہ اور ام سلمہ اور سودہ اور ام حبیبہ ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور جناب ام المومنین ام سلمہ کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

آیت تطہیر

(۱) عن ام سلمته قالت ان هذه الايته نزلت في بيتي انما يريدالله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهير او انا جالسنة عند الباب و في البيت رسول الله صلى اله عليه وسلم و على و فاطمته و حسن و حسين فحللهم بكساء وقال اللهم هولاء اهل بيتي و حامتي اذهب عنهم الرجس و يطهر هم تطهير اقالت ام سلمته و انا معهم يا رسول الله قال انكم على الخير (اخرجه المسلم و الترمذی و

الدولابی و البیهقی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہین کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) سوا اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا اللہ کہ لے جائے تم سے پلیدی کو اے اہل بیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔ میں دروازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور گھر کے اندر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کپڑا منہ پر اوڑھا دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں۔ ان سے پلیدی کو لے جا اور پاک کر دے ان کو پاک کرنا۔ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا تو خیر پہ ہے۔

(۲) عن ام سلمته قالت بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیتی یوما اذ قالت الخادمته ان علیا و فاطمته بالسیدة قالت فقال لی قومی فتخی عن اهل بیتی قال فقمت فتخیت من البیت قریبا فدخل علی و فاطمته و الحسن و الحسین و هما صبیان صغیران فاخذ الصبین بضعهما و اجلسهما فی حجره فقبلهما و اعتنق علیا باحزی یریه و فاطمة بیدرا لاخری فقبل فاطمة و علیا فاقذف علیهم خمیصته سوداء فقال اللهم الیک لا الی النار انا و اهل بیتی قالت قلت و انا یا رسول الله فقال و انت علی مکانک (اخرجه احمد و الطبرانی)

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ خادمہ نے عرض کیا کہ جناب علی اور سیدہ دروازے پر ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اٹھ اور میرے اہل بیت سے ایک طرف ہو جا۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں اٹھ کر گھر سے قریب ایک طرف کو ہو گئی۔ پس جناب علی اور فاطمہ اور حسین گھر میں داخل ہو گئے اور حسنین ابھی چھوٹے لڑکے تھے۔ پس دونوں لڑکوں کے بازو کو پکڑ کر ان کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور ان کو بوسہ دیا اور جناب علی کی گردن میں ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے جناب فاطمہ کو پکڑا اور ان دونوں کو بوسہ دیا اور ان پر سیاہ کمبل اوڑھا دیا

اور فرمایا اے پروردگار میں تیرے سپرد کرتا ہوں نہ دوزخ کی میں اپنے آپ کو اور اپنے اہل بیت کو ام سلمہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں بھی۔ فرمایا تو اپنے مکان پر ہے۔

(۳) عن عمر ابن ابی سلمه ربیب النبی صلی الله علیه و آله وسلم فانزلت انما یرید الله یذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا فی بیت ام سلمه فدعا النبی صلی الله علیه و آله وسلم علیها و فاطمة و حسنا و حسینا و فجللهم بکساء ثم قال اللهم هو لاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس و طهر هم تطهیر اقالت ام سلمه و انا معهم یا نبی الله قالت انت علی مکانت (اخرجه البیهقی و الحاکم) عمر بن ابی سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربیب یعنی جناب ام المومنین ام سلمہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ انما یرید الله الخ کی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے گھر نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی اور سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو بلوایا اور ان کو کپڑا اوڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی کو دور کر اور پاک کر اور ان کو پورا پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے۔

(۴) عن ام المومنین عائشه رضی الله عنها قالت خرج رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مرة و علیه حل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاء ت فاطمة فادخله ثم جا ء علی فدخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیر (اخرجہ المسلم والترمذی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور ان پر سیاہ بالوں کی ایک گلیم منقش تھی پس حسن تشریف لائے۔ آپ نے ان کو اس میں لے لیا پھر حسین تشریف لائے وہ بھی انہیں کے ساتھ داخل ہو گئے۔

پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں ان کو بھی حضرت نے داخل کر لیا پھر جناب علی تشریف لائے ان کو بھی حضرت نے داخل کر کے فرمایا سوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا۔

(۵) عن واثله بن لاسقع قال اتیت فاطمه اسئلها عن علی فقالت توجه الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فجلست انتظره واذا برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قد اقبل و معه علی و الحسن و الحسین فاخذ بید کل واحد منهم حتی دخل الحجره فاجلس الحسن علی فخذه الیمنی و الحسین فخذه الیسری و جلس علی و فاطمه بین یدیه ثم لف علیهم الکساء ثم قراء انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا (اخرجه احمد و ابو حاتم و الحاکم والبیهقی و الدیلمی) واثلہ بن الاسقع کہتے ہیں کہ میں جناب سیدہ علیہا السلام کی خدمت میں اس غرض سے گیا کہ جناب علی کے بارے میں ان سے پوچھوں وہ فرمانے لگیں کہ جناب علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لے گئے ہیں میں ان کے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا کہ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے اور حضور ﷺ کے ساتھ جناب علی اور حسنین بھی تھے۔ آپ ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ میں داخل ہو گئے پس جناب حسن کو اپنی داہنی ران پر بٹھایا اور جناب حسین کو بائیں پر اور جناب علی اور سیدہ علیہا السلام کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اور ان کے اوپر کپڑا اوڑھا دیا۔ اور پھر اس آیت کو پڑھا کہ سوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالی ارادہ رکھتا ہے کہ اے اہل بیت پلیدی کو تم سے دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا۔

(۶) عن انس بن مالک ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کان یمر بباب فاطمه ستته اشهر اذا خرج الی صلوة الفجر یقول الصلوة یا اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا (اخرجه احمد و الترمذی) انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ مہینے تک جناب سیدہ علیہا

السلام کے دروازہ پر سے گزرتے جب کہ نماز صبح کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرماتے الصلوۃ یا اہل بیت اور پھر آیت تطہیر پڑھتے۔

(۷) عن ابی الحمراء قال صحبت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم تسعته اشهر فکان اذا اصبح اتی علی باب فاطمه و هو یقول اهل البیت یرحکم الله انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا (اخرجه احمد) ابوحمراء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا۔ جب صبح ہوتی تو جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے کہ اے اہل بیت تم پر اللہ رحم کرے اور پھر یہ آیت تطہیر پڑھتے۔

(۸) عن الحسن ابن علی قال فی خطبته نحن اهل البیت الذی قال الله سبحانه فینا انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا (اخرجه احمد ابن سعید) جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک دفعہ خطبہ میں ارشاد کیا کہ ہم ہیں اہل بیت جن کی شان میں خدا تعالی فرماتا ہے کہ سوا اس کے نہیں اللہ تعالی رکھتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا۔

(۹) عن ابی سعید فی قوله تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا قال انها نزلت فی خمسته النبی و علی و فاطمه و الحسن و الحسین (اخرجه احمد فی منده و ابن جریرالطبری مرفوعا و الطبرانی و الشعبی فی تفسیره و هذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء و قد صححه بعضهم) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر پنج تن پاک کے شان میں نزول ہوئی۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک حسن ہے اور بعض نے اس کی صحت بھی بیان کی ہے۔

(۱۰) و ذهب ابوسعيد الخدری رضی الله تعالی عنه و جماعته من التابعين منهم مجاهدو قتادة و غير هما الی انهم علی و فاطمته و الحسن و الحسين (تفسير معالم التنزيل) یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ اور تابعین میں سے ایک جماعت کہ جن میں سے مجاہد اور قتادہ وغیرہ ہیں، ان کا یہ مذہب ہے کہ آیت تطہیر میں علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہی مراد ہیں۔

(۱۱) عن علی قال نحن اهل البيت قد اذا ذهب الله عزو جل عنا الفواحش ما ظهر منها و ما بطن (اخرجه الديلمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم ہی اہل بیت ہیں جن سے کہ خداوعزوجل نے برائیاں ظاہر و باطن کی دور کی ہیں۔

آیت مباہلہ

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذاه الايته فقل تعالو اندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنته الله علی الکاذبين دعا رسول الله صلی الله عليه وسلم عليا و فاطمته و وحسنا و حسينا فقال آللهم هو لاء اهل بيتی (اخرجه مسلم و الترمذی و النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہ پس کہہ دے یارسول اللہ نصارا کو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اورتم تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اورتم تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا اے خدا! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) عن جابر بن عبدالله قال انفسنا محمد رسو ل الله صلی الله عليه وسلم و علی و ابنائنا الحسن و الحسين و نسائنا فاطمه (رواه الحاکم فی المستدرک) جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ انفسنا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مراد ہیں

اور ابنا ئنا سے جناب حسنین اور نسائنا سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۳) عن ابن عباس قال ان رهطا من نجران قدموا علی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فقالوا ما شانک تذکر صاحبنا قال من هو قالوا عیسی تزعم انه عبدالله قال اجل قال اجل قالوا فهل رایت مثل عیسی او انبئت به ثم خراجوا من عنده فجاء جبرائیل فقال له قل لهم اذا اتوک ان مثل عیسی عند الله کمثل ادم و فی روایته ان واحد منهم قال له المسیح ابن الله لا اب له و قال اخر المسیح هو الله لانه احیا الموتی و اخبر عن الغیوب و ابرالاکمه و الابرص و خلق من الطین طیرا و تزعم انه عبد فقال صلی الله علیه وسلم هو عبدالله و کلمته القاها الی مریم فغضبوا قالو ان ما نحن لا یرضی الا ان تقول هوالله و قالو ان کنت صادقا فارنا عبدالله یحیی الموتی و یشفی الاکمه و الا برص و یخلق من الطین طیرا فینفخ فیه فیطیر فسکت عنهم فنزل الوحی یقول له تعالی لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم و قوله تعالی ان مثل عیسی عندالله کمثل ادم و قوله تعالی فمن حاجک من بعد ماجائک من العلم فقل تعالو اندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنته الله علی الکاذبین ثم قال لهم ان الله امر نی لم تنقا د و اللاسلام ابا هلکم ثم انهم و عدو الی الغدو لما اصبح صلی الله علیه وسلم اقبل و معه حسن و حسین و فاطمه و علی و عند ذلک فقال لهم اسقف انی لاری و جوهالو سالو الله ان یزیل لهم جبلا لا زاله فلا تباهلو افتهلکوا. ولا یبقی علی وجه الارض نصرانی فقال له صلی الله علیه و آله وسلم لا بناهلک (اخرجه ابو حاتم نقلت من سیرة الحلبیه) ابن عباس کہتے ہیں کہ نجران کا ایک گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگا کہ آپ ہمارے صاحب کو کیا کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ کون ہیں۔ وہ بولے کہ عیسیٰ جن کی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے۔ آپ نے

ارشاد کیا کہ میرا گمان بجا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ نے عیسی جیسا کوئی دیکھا ہے یا آپ کو ویسے کی خبر لگی ہے۔ یہ کہہ کر وہ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ پس جبرائیلؑ آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا جب وہ آئیں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ خدا کے نزدیک عیسی بعینہ آدم کی مثال رکھتے تھے۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ گروہ نجران میں سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں ان کا کوئی باپ نہیں۔ اس کے ساتھ والے دوسرے شخص نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے کیوں کہ وہ مردے کو زندہ کرتے تھے اور غیب کی خبریں دیتے تھے اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے اور آپ ان کو بندہ خیال کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ خدا کے بندے ہیں اور اس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف القاء ہوا تھا وہ غصے ہو گئے اور کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک کہ آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی ایسا خدا کا بندہ بتا دیں کہ جو مردے کو زندہ کرے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور ان میں پھونکے اور وہ اڑ جائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالی آپ سے فرماتا ہے کہ بہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی مسیح ابن مریمؑ ہیں۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک عیسی بعینہ مثل آدم کے تھے اور اللہ تعالی فرماتا ہے پس جو شخص کہ مجھ سے جھگڑے اس کے بعد تجھے علم آ گیا ہے۔ پس کہہ دے کہ آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔ پھر آپ نے گروہ نصاری سے کہا کہ اگر تم اسلام کے منقاد نہیں ہو گے تو خدائے تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں پھر انہوں نے دوسرے دن کا وعدہ کیا۔ جب صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حسنین اور علی اور فاطمہ علیہم السلام کو ساتھ لے کر تشریف لائے۔ اسقف نے کہا میں ان کے ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو ضرور ٹل جائے گا۔ تم ان سے مباہلہ مت کرو ورنہ

زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔ پس اس اسقف نے کہا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے۔

اہل بیت کا مخزن حکمت ہونا

عن حمید بن عبدالله بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی الله علیه وسلم عن قضاء و قضابه علی فاعجب النبی صلی الله علیه وسلم فقال الحمدلله الذی جعل فینا الحکمته اهل البیت (اخرجه احمد) حمید بن عبداللہ یزید المدنی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا۔ حضرت نے تعجب فرما کر کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطاء کی ہے۔

اہل بیت کا مفاتیح اور موضع رسالت اور معدن حلم ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم نحن اهل البیت مفاتیح الرحمته و موضع الرسالته و معدن الحلم (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت رحمت کی کنجیاں اور رسالت کا مقام اور حلم کی کان ہیں۔

اہل بیت کا امت کے لیے امان ہونا

عن سلمة الاکوع قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم النجوم امان لاهل السموات واهل بیتی امان لامتی (اخرجه بن ابی شیبته و ابو یعلی فی مسانیدهم و ابو عمر و الغفاری والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمه بن الاکوع) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔

(۲) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم النجوم امان لاهل

السماء و اهل بیتی امان لا هل الارض فاذا هلک اهل بیتی جاء اهل الارض من الایات ما کانوا یوعدون (اخرجه بن المظفر) انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لیے امان ہیں جب میرے اہل بیت ہلاک ہو جائیں گے۔ اہل زمین کو نشانات پیش آئیں گے جن کا کہ ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

(۳) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم النجوم امان لا هل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء و اهل بیتی امان لا هل الارض فاذا ذهب اهل بیتی ذهب اهل الارض (اخرجه احمد فی المناقب و مسنده و الحاکم فی المستدر ابو ابو یعلی فی مسنده و الطبرانی فی المعجم الکبیر و السیوطی فی احیاء المیت. و صاحب نوادر الاصول) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں جب ستارے جاتے رہیں گے تو آسمان والے بھی جاتے رہیں گے اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے امان ہیں جب میرے اہل بیت کے لوگ جاتے رہیں گے تو زمین والے بھی جاتے رہیں گے۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم النجوم امان لاهل الارض من الغرق و اهل بیتی امان لا متی من الاختلاف فاذا خالفتها قبیلته من العرب فصاروا حذب ابلیس (اخرجه الحاکم) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے زمین والوں کے لیے غرق سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہیں جب کہ عرب کا کوئی قبیلہ اس کا مخالفت ہو جائے گا تو اس قبیلہ کے لوگ شیطان کا گروہ بن جائیں گے۔

اہل بیت کا مثل باب حطہ بنی اسرائیل ہونا

عن ابن عباس رضی الله عنه و ابی ذر قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مثل اهل بیتی فیکم کمثل باب حطه فی بنی اسرائیل من دخله غفرله (اخرجه الدیلمی عن کلیهما و الحاکم فی تاریخه و ابو یعلی و سماک و البزار و ابوالحسن المغازلی) عن ابی ذر و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط عن ابی ذر و فی الصغیر والاوسط عن ابی سعید الخدری ابن عباس اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اہل بیت تم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل میں توبہ کا دروازہ جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ بخشا گیا۔

اہل بیت کا مثل سفینہ نوح ہونا

عن حبیش ابن المغفرة قال رایت ابا ذر اخذ بعضادتی باب الکعبته و هو یقول من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یقول مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینه نوح فی قومه من رکبها نجی و من تخلف عنها غرق (اخرجه الحاکم فی تاریخه و ابو یعلی فی مسنده والطبرانی فی الکبیر والاوسط و سماک بن الحرب البزار و ابو الحسن المغازلی) حبیش بن المغفرہ کہتے ہیں میں نے ابوذر غفاری کو خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ پکڑے ہوئے دیکھا، وہ کہہ رہے تھے جس نے مجھے پہچانا سو پہچانا اور جس نے نہ پہچانا ہو پہچان لے میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو ان کی قوم کے لیے تھے جو شخص اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہا غرق ہوا۔

(۲) عن ابی ذرانه قال اخذ بباب الکعبة سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینه نوح من رکبها نجی و من تخلف عنها هلک (اخرجه احمد فی مسند و الجریر فی تاریخه) ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ وہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو اس پر سوار ہوا، نجات پا گیا اور جو مخالف ہوا، ہلاک ہوا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینه نوح من رکبها نجی و من تخلف عنها غرق (اخرجه الطبرانی الکبیر و ابو نعیم فی الحلیته و البزار فی المسند) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات یافتہ ہوا جو مخالف ہوا، ہلاک ہوا۔

(۴) عن سلمة بن الاکوع قال سمعت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینته نوح من رکبها نجی (اخرجه بن المغازلی فی المناقب) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات ﷺ سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی جو اس پر سوا ہوا، نجات یافتہ ہوا۔

(۵) عن عبدالله بن الزبیر ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قال مثل اهل بیتی کمثل سفینته نوح من رکبها سلم و من ترکها غرق (اخرجه البزار فی مسنده) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ بہ تحقیق جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا سلامت رہا جس نے اسے ترک کیا، غرق ہوا۔

(٦) عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یقول انما مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینته نوح من رکبها نجی و من تخلف عنها غرق و انما مثل اهل بیتی فیکم کمثل باب حطه فی بنی اسرائیل من دخله غفرله (اخرجه

الطبرانی فی الصغیر و الاوسط) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سوا اس کے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں۔ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے مخالف ہوا غرق ہوا۔ اور سوا اس کے نہیں کہ تم میں اور میرے اہل بیت دروازہ توبہ کی مانند ہیں جو بنی اسرائیل میں تھا جو اس میں داخل ہوا بخشا گیا۔

اہل بیت کے ساتھ دوسروں کا قیاس نہیں ہوسکتا

(۱) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نحن اھل البیت لا یقاس بنا احد (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار و الملافی سیرۃ) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) عن علی قال علی المنبر نحن اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا کہ ہم ہیں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہوسکتا۔

اہل بیت کے سوا کسی مرد یا عورت کا جنب یا حیض کی حالت میں مسجد نبویؐ میں داخل نہ ہونا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کلی حائض من النساء و جنب من الرجال الاعلی محمد و اھل بیتہ علی و فاطمۃ والحسن و الحسین (اخرجہ البیھقی و الطبرانی) جناب ام المومنین

ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ یہ میری مسجد ہر حیض والی عورت اور ہر جنب والے مرد پر حرام ہے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام پر نہیں۔

قیامت کے روز سب سے اول اہل بیت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شفیع ہونا

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من اشفع امتى يوم القيمته اهل بيتى ثم الاقرب من القريش ثم الانصار ثم من امن بى من اليمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع له اولا هو افضل (اخرجه الديلمى) ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے اول جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔ پھر قریش میں سے قریبی رشتہ دار پھر انصار پھر یمن والے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں پھر تمام عرب کے باشندے پھر عجمی اور جس کی میں شفاعت کروں گا، وہی افضل ہوگا۔

اہل بیت کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن على قال شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من احد الناس فقال لى اما ترضى ان تكون رابع اربعته اول من يدخل الجنته انا و انت والحسن والحسين و ازواجنا عن ايماننا (اخرجه الثعلبى و احمد فى المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایک آدمی کی شکایت کی کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ تو نہیں راضی ہوتا کہ ان چاروں میں سے تو چوتھا ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین علیہما السلام اور ہماری بیبیاں ہمارے سیدھے ہاتھ ہوں گی۔

(۲) عن ابی رافع رضی الله تعالی عنه ان النبی صلی الله علیه و آله وسلم قال یا علی اول اربعه یدخلون الجنته انا و انت والحسن و الحسین و ذریتنا خلف ظهور نا و ازواجنا خلف ذریتنا و شیعننا عن ایماننا و شمائلنا (اخرجه الطبرانی انی و الدیلمی) ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ وہ چار شخص جو سب سے اول جنت میں داخل ہوں گے وہ میں ہوں اور تو ہے اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری اولاد سے پس پشت ہوگی اور ان کے پیچھے ہماری بیبیاں ہوں گی اور ہمارے گروہ کے لوگ ہمارے داہنے بائیں ہوں گے۔

(۳) عن بن عمر قال بینا انا عند رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم و جمیع المهاجرین و الانصار الامن کان فی السریته اذا قبل علی یمشی و هو متعقب فقال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم من اعضبه فقد اغضبی فلما جلس قال مالک یا علی قال اذانی بنو اعمک قال یا علی اما ترضی ان تکون رابع اربعته اول من یدخل الجنته انا و انت و الحسن و الحسین و ذرا ربنا و اشیاعنا عن ایماننا و شمائلنا (اخرجه احمد فی المناقب و ابو سعید عبدالمالک فی شرف النبوة) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے مگر وہ لوگ کہ لشکر میں تھے کہ ناگہاں جناب علی بن ابی طالب پیادہ تشریف لائے اور وہ پیچھے رہ گئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اس کو خفا کیا مجھے خفا کیا۔ جب جناب علی بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اے علیؑ! تجھے کیا ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کیا، حضورؐ کے بنی عم نے مجھے ستایا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تو راضی نہیں کہ تو چوتھا شخص ان چاروں کا ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں اور تو اور حسن اور حسین اور ہماری اولاد اور دوست اور ہمارے داہنے بائیں ہوں گے۔

(۴) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم اول من یرد الحوض

اهل بیتی و من یحبهم من امتی (اخرجه الدیلمی و الملافی سیرة) جناب امیر علیه السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول وہ لوگ کہ حوض پر وارد ہوں گے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت کے وہ لوگ ہیں جو انہیں دوست رکھیں گے۔

جنت میں اہل بیت نبوی کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک درجہ میں ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لفاطمته انی و ایاک و ھذین یعنی حسنا و حسینا و ھذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیمته (اخرجه احمد فی المناقب و الدیلمی فی فردوس الاخبار) امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا کہ میں اور تو اور یہ دونوں یعنی حسن اور حسین اور یہ سونے والا یعنی علی قیامت کے روز ایک مکان میں ہوں گے۔

اہل بیت کا قطعاً دوزخی نہ ہونا

قال اللہ تبارک و تعالی و لسوف یعطیک ربک فترضی نقل القرطبی عن ابن عباس انه قال رضی محمد صلی اللہ علیه و آله وسلم انه لا ید خل احدامن اهل بیته فی النار (اخرجه فقیه ابن المغازلی فی المناقب و ابن جریر فی تفسیره و السیوطی فی احیاء المیت) اللہ تعالیٰ کی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جس کا کل ترجمہ یہ ہے کہ (البتہ عنقریب تیرا رب تجھے دے گا پس تو راضی ہو جائے گا) قرطبی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی کئے گئے ہیں کہ نہیں داخل کیا جائے گا آپ کے اہل بیت میں کوئی ایک شخص آگ میں۔

(۲) عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم سالت ربی

ان یدخل النار احدا من اهل بیتی فاعطانی ذلک (اخرجه ابو سعید عبدالمالک الواعظ فی شرف النبوة و الدیلمی فی فردوس الاخبار و الملافی سیرة) عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اہل بیت میں کسی ایک کو وہ آگ میں نہ ڈالے پس خدا نے میری دعا کو قبول کیا۔

اہل بیت کا غیر معذب ہونا

عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم و عدنی ربی فی اهل بیت ان لا یعذبهم (اخرجه الحاکم) انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے میرے اہل بیت کی نسبت وعدہ کیا ہے کہ انہیں عذاب نہیں کرے گا۔

اہل بیت کا شفیع امت ہونا

عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم الشفعاء خمسة القران و الرحم والامانته و نبیکم و اهل بیت نبیکم (اخرجه الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شفاعت کرنے والے پانچ ہیں، قرآن اور رحم اور امانت اور تمہارا نبی اور تمہارے نبی کے اہل بیت۔

اہل بیت کی محبت کا سات جگہ پر کام آنا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم حب اهل بیتی نافع فی سبع مواطن اهو الهذ عظیمته عند الوفات و عند القر و عند النشور و عند الکتاب و عند الحساب و عند المیزان عند الصرا ط (اخرجه الدیلمی) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی محبت سات مقام پر نفع رسان ہے جن کے خوف بھاری ہیں وفات کے وقت قبر میں۔ اٹھنے کے وقت حساب کتاب کے مقام پر میزان کے قریب اور پل صراط کے پاس۔

مسلمانوں پر اہل بیت کی اطاعت کا فرض ہونا

عن ابن عباس قال قال النبی صلی الله علیه وسلم ان الله فرض طاعتی و طاعته اهل بیتی علی الناس خاصة و علی الخلق عامة قیل یا رسول الله فما الناس و ما الخلق قال الناس اهل مکه و الخلق ما خلق الله من ذی روح (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے اہل بیت کی اطاعت کو لوگوں پر خصوصاً اور خلقت پر عام طور سے فرض کیا ہے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ لوگ کون ہیں اور خلقت کیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد کیا لوگ اہل مکہ ہیں اور خلقت جو کہ خدا نے ذی روح پیدا کئے ہیں۔

اہل بیت کے محبّ کا جنتی ہونا

عن علی ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم اخذ بید الحسن و الحسین و قال من احبنی و احب هذین و امهما و اباهما کان معی فی درجتی یوم القیامة (اخرجه احمد و الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے ماں باپ سے محبت رکھے گا، قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

اہل بیت کے دشمن کا آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے محروم ہونا

عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم احبوا اهلی و احبو علیا من

ابغض احدا من اهل بیتی فقد حرم علیه شفاعتی (اخرجه احمد فی المناقب) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے اہل کو اور علی کو پیار کرو جس نے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی ایک سے بغض رکھا بہ تحقیق اس پر میری شفاعت حرام ہوگئی۔

اہل بیت کے دشمنوں پر جنت کا حرام ہونا

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ان الله حرم الجنته علی من ظلم اهل بیتی او قاتلهم او اغارهم او سبهم (اخرجه الامام علی بن موسی الرضا فی مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے اس شخص پر جو کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا ان سے لڑے یا ان کو لوٹے یا ان کو برا کہے۔

اہل بیت کے دشمن کا دوزخی ہونا

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم والذی نفسی بیده لا یبغضنا اهل البیت الا اکبه الله فی النار (اخرجه الحاکم و ابن حبان و روایته الاخری عن الحاکم الا ادخله النار) ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم اہل بیت سے کوئی بغض رکھے گا مگر یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں اوندھا گرائے گا اور حاکم اور امام احمد کے نزدیک دوسری روایتوں میں یوں ہے کہ مگر خدا اس کو آگ میں ڈالے گا۔

اہل بیت کے دشمنوں پر آنحضرت ﷺ کا دعاء بد کرنا

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم اللهم ارزق من ابغضنی

وابغض اھل بیتی کثرۃ المال و العیال کفاھم بذالک غیا ان یکثر مالھم فیطول حسابھم و ان یکثر عیالھم فتکثر شیاطینھم (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے پروردگار جو مجھ سے اور میرے اہل بیت سے بغض رکھیں ان کو مال اور عیال کثرت سے نصیب کر اور ان دونوں کو ان کی گمراہی کے لیے کافی گردان تا کہ ان کا مال بہت ہو پس ان کا حساب طول پکڑے اور ان کا عیال بہت سا ہو پس ان کے شیاطین اور بڑھیں۔

حدیث انی تارک فیکم الثقلین کا بیان

عن زید بن ثابت عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم قال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علی (اخرجه الطبرانی فی مسند زید بن ثابت و فی روایته انی تارک فیکم خلیفتین) زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ میرے پاس نہ آئیں اور ایک روایت میں ہے کہ میں دو خلیفے چھوڑے دیتا ہوں۔

(۴) عن زید بن ارقم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یوما خطیبا بما یدعی خما بین مکته والمدینته فحمد لله و اثنی علیه و وعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایھا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فانا احبیب انی تارک فیکم الثقلین اولھم کتاب اللہ فیه الھدی و النور فخذوا بکتاب اللہ و استمسکو ابه فحث علی کتاب اللہ و رغب فیه ثم قال و اھل بیتی اذکر کم اللہ فی اھل بیتی اذکر کم اللہ فی اھل بیتی (اخرجه احمد و المسلم و الترمذی والحاکم) زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا تھا جو مابین مکہ اور

مدینہ کے واقع ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس خدا کی صفت وثناء بیان کی اور وعظ وتذکیر کے بعد فرمایا اے لوگو! میں بھی آدمی ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میرے پاس خدا کا پیغام پہنچانے والا آئے گا اور میں اس کی اجابت کرنے والا ہوں میں تم سے دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں اول خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اس سے تمسک کرو۔ پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی کتاب پر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور رغبت دلائی پھر فرمایا میرے اہل بیت میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلاتا ہوں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلاتا ہوں۔

(۳) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انی اوشک ادعی فاجیب و انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلو بعدی کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و ان اللطیف الخبیر اخبر نی انھما لن یفترقا حتی یرذا علی الحوض فانظر و ھم کیف تخلفوا فی فیھما (اخرجہ احمد و الطبرانی و ابو یعلی) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا اور میں اجابت کہوں گا اور میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے ایک دراز رسی اتری ہے اور دوسری میرے خویش اہل بیت ہیں، مجھے مہربانی والے خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۴) عن جابر بن عبداللہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم العرفتہ و ھو علی ناقتہ العضباء یخطب فسمعتہ یقول ایھا الناس انی قد ترکت فیکم ان اخذتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی (اخرجہ الترمذی) جابر بن

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرفہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناقہ العضباء پر سوار دیکھا کہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور میں نے سنا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعد تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے ان کو پکڑا تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہل بیت ہیں۔

(۵) عن زید بن اسلم قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب الله عزو جل حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اهل بیتی و ان هما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض (اخرجه احمد فی مسند و الطبرانی) زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں میں تم میں دو خلیفے چھوڑنے والا ہوں اللہ عزوجل کی کتاب جو ایک دراز رسی درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور میرے خویش اہل بیت اور بے شک یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۶) عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال قد ترکت فیکم ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله سببه بیده و سببه با یدیکم (اخرجه اسحاق بن راهویه فی مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم نے اس کو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ ایک تو اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور میرے اہل بیت ہیں۔

(۷) عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب الله عزوجل طرفه بیدالله و طرفه بایدی کم وعترتی اهل بیتی و لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (رواه البزار و الدولابی) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم نے اس کو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ عزوجل کی کتاب

ہے کہ اس کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میری خویش اہل بیت ہے۔ اور ہرگز یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر نہیں اتریں گے۔

(۸) عن ابی ذر انہ اخذ بحلقتہ باب الکعبتہ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی فانہما یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظر و اکیف تخلفوانی فیہما (اخرجہ الترمذی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں، کتاب اللہ اور میری عترت پس بہ تحقیق وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں پس دیکھو تم ان دونوں سے میرے پیچھے کیا برتاؤ کرتے ہو۔

(۹) عن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر خم مصدرہ عن حجتہ الوداع قام خطیبا بالناس بالھاجرۃ فقال ایہا الناس انی ترکت فیکم الثقلین الثقل الاکبر و الثقل الاصغر فاما الثقل الاکبر فبیداللہ طرف و الطرف الاخر بایدیکم و ھو کتاب اللہ ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا و اما الثقل الاصغر فعترتی اھل بیتی ان اللہ ھو الخبیر اخبر نی انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ ابن عقدۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابو رافع کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجتہ الوداع سے لوٹ کر غدیر خم پر نازل ہوئے تو لوگوں کو دوپہر کے وقت خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں نے تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک ثقل اکبر اور ایک ثقل اصغر۔ پس ثقل اکبر ایک طرف اس کا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف اس کا تمہارے ہاتھ میں اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو ہرگز ابد تک نہیں گمراہ ہوگے اور ثقل اصغر پس میرے خویش اہل بیت ہیں بہ تحقیق اللہ تعالی نے کہ وہ خبر دینے والا ہے۔ مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ

حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۱۰) عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه و آله وسلم انی خلفت فيكم اثنين ان تمسكتم بهما لن تضلوا بعدی ابدا كتاب الله و نسبی و لن يتفرقا حتی يردا علی الحوض (اخرجه البزار) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کے ساتھ تمسک کیا تو ابد تک گمراہ نہ ہوں گے وہ اللہ کی کتاب اور میری نسب ہے اور ہرگز یہ دونوں ایک دوسرے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۱۱) عن ام هانی بنت ابی طالب قال رفع رسول الله صلی الله عليه و آله وسلم من حجته حتی اذا كان بغدير خم امر بد و حات فقمن ثم قام خطيبا بالهاجرة ثم قال اما بعد ايهاالناس فانی اوشک ان ادعی فاجيب و قد تركت فيكم مالم تضلوا بعده ابدا كتاب الله طرفه بيدالله و طرفه بايدكم و عترتی اهل بيتی اذكركم الله فی اهل بيتی الا انه لن يتفرقا حتی يردا علی الحوض (اخرجه البزار) ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج سے واپس ہو کر غدیر خم پہنچے دو درختوں کے نیچے جھاڑ و دینے کا حکم دیا۔ پھر دوپہر کو خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! میں گمان کرتا ہوں کہ میں بلایا جاؤں گا اور میں منظور کروں گا اور میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جس کے ساتھ تمسک کرنے سے تم ابد تک گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب ہے کہ جس کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے خویش اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کی نسبت خدا کو یاد دلاتا ہوں شان یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۱۲) عن ام سلمته قالت اخذ رسول الله صلی الله عليه وسلم بيد علی بغدير خم رفعا حتی راينا بياض ابطه فقال من كنت مولاه فعلی مولاه قال ايهاالناس انی مخلف

فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی و لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجه ابن عقدة) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ مقام غدیر خم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر یہاں تک بلند کیا کہ ہم نے آپ کی بغل کی سفیدی کو مشاہدہ کیا۔ اور فرمایا جس کا میں مولا تھا، اس کا علی مولا تھا۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو بھاری چیزیں پیچھے چھوڑنے والا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونے والے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۱۳) عن عامر بن ابی لیلی بن حمزة و حذیفته بن اسید زید بن ارقم قالو الما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم من حجته الوداع و لمتحج غیرها حتی کان بالحجفته نهی اصحابه عن سمرات عن البطحاء متقاربات لا تنزلوا تحتهن حتی اذا نزل القوم و اخذو منازلهم سواهن من ارسل الیهن فقم ما تحتهن من اشوک عهد الیهن فصلی تحتهن ثم قام فقال ایها الناس انی قد نباء نی اللطیف الخبیر انه لن یعمرنی الا نصف عمر الذی یلیه من قبله و انی وانی لا ظن ان ادعی فاجیب و انی مسئول و انتم مسئولون هل ابلغت فما انتم قائلون قالو نقول قد بلغت و جاهدت و نصحت فجزاک اللہ خیرا قال الستم تشهدون ان لا اله الا اللہ و ان محمد عبده و رسوله و ان جنة حق و ان ناره حق و البعث بعد الموت حق قالوا بلی نشهد قال ایها الناس الا تسمعون الا فان اللہ مولای و انا اولی بکم من انفسکم الا و من کنت مولاء فهذا مولاء و اخذ بیدعلی فرفعها حتی عرفه القوم اجمعون قال اللهم و ال من والاه. و عاد من عاداه ثم قال ایها الناس انا فرطکم و انکم و اردون علی الحوض عرضه ما بین بصری و صنعاء فیه هدد نجوم السماء و قد خان الاوانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفو نی فیهما حتی تلقونی قالو ا وما الثقلان یا رسول اللہ الثقل الاکبر کتاب اللہ طرفه بیداللہ و طرفه بایدیکم

فاستمسکوا به لا تضلوا ولا تبدلوا و الثقل الاصغر عترتی فانباء نی اللطیف الخبیر ان لا یتفرقا حتی یلقانی و سالت الله ربی بھم ذلک فاعطانی فلا تسبقوا بھم فتھلکوا ولا تعلموھم فھم اعلم منکم (اخرجہ ابن عقدة و ابوموسی المداینی والطبرانی فی الکبیر) عامر بن ابی لیلیٰ بن حمزہ اور حذیفہ بن اسید اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم ناقل ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے اور اس حج کے بعد آپ نے پھر کوئی حج نہیں کیا۔ اور حجفہ میں فروکش ہوئے۔ اپنے دوستوں کو کنکریلی زمین میں خاردار درختوں کے جھنڈ کے نیچے اترنے سے بند کیا جب لوگ اپنی اپنی فرودگاہوں میں فروکش ہوئے، ان درختوں کو برابر کی اور ان کے نیچے سے کانٹوں کو جھاڑ و دلائے اور ان کے نیچے نماز ادا کی پھر فرمایا اے لوگو مجھے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے سے پہلے نبی گزرے ہوئے کی عمر سے آدھی۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا پس میں خدا کی دعوت کو مان لوں گا۔ اور میں پوچھا جاؤں گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے کہ آیا میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ پس تم کیا کہنے والے ہو۔ سب نے عرض کیا کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے پہنچا دیا اور نہایت کوشش اور نصیحت بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ فرمایا کہ آیا تم نہیں گواہی دیتے ہو کہ نہیں ہے کوئی معبود خدا کے سوا اور بے شک محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اور بہ تحقیق جنت اور دوزخ حق ہے اور موت کے بعد جی اٹھنا حق ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔ فرمایا اے لوگو تم نہیں سنتے کہ پروردگار میرا مولا ہے اور میں تمہاری جانوں سے بہتر ہوں پس جس کا مولا میں ہوں پس اس کا یہ مولا ہے۔ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر یہاں تک بلند کیا کہ ساری قوم نے ان کو دیکھ لیا پھر فرمایا اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے پھر فرمایا اے لوگو میں تمہارے آگے جانے والا ہوں اور اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہیں۔ بے شک جب کہ تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم کو دو بھاری چیزوں سے پوچھنے والا ہوں گا۔ پس دیکھو کہ تم کیا میرے پیچھے ان سے کرتے ہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ دو

بھاری چیزیں کیا ہیں۔فرمایا وہ جو بڑی بھاری چیز ہے، خدا کی کتاب ہے اس کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کو مت بدلو اور وہ جو چھوٹی چیز بھاری ہے میری عترت ہے۔پس میرے مہربان خبر دینے والے خدا نے مجھے دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ مجھ سے نہ ملیں گے اور یہ بات میں نے خدا سے طلب کی ہے پس اس نے مجھے عطاء فرمائی ہے پس تم میری عترت پر سبقت مت کرو کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کو مت سکھاؤ کیوں کہ وہ تم سے زیادہ جاننے والا ہے۔

(۱۴) عن ابی الطفیل ان علیا قام فمحمدالله و اثنی علیه ثم قال انشدالله من شهد یوم غدیر خم الاقام و له یقم رجل یقول انبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذ ناه و دعا قلبه فقام سبعته عشر رجل منهم خزیمته بن ثابت و سهل بن سعد و عدی بن حاتم الطائی و عقبته بن عامر و ابو ایوب الانصاری و ابو لیلا و ابو الهیثم و ابو سعید الخدری و شریح الخزاعی و ابو قدامه الانصاری و رجال من قریش فقال علی هاتو اما سمعتم فقالوا انشهدانا قبلنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم من حجته الوداع حتی اذا کان الظهر خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فامر بشجرات فشذ بن فالقا علیهن ثوبته ثم نادی الصلوة فخرجنا فصلینا ثم قام فحمدالله واثنی علیه ثم قال ایها الناس اما انتم قائلون قالو اقد بلغت قال اللهم اشهد ثلاث مرات فقال انی اوشک ادعی فاجیب و انی مسئول و انتم مسئولون ثم قال الا و ان دماء کم و اموالکم حرام کحرمته یومکم هذا و حرمته شهرکم هذا اوصیکم بالنساء و اوصیکم بالجار اوصیکم بالممالیک و اوصیکم بالعدل و الاحسان ثم قال ایهاالناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض نبانی بذلک اللطیف الخبری ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه.فقال صدقتم و انا علی ذلک من الشاهدین (اخرجه ابن

عـقـلـہ۵) ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام نے کھڑے ہوکر خطبہ بیان فرمایا اور خدا کی حمد وثناء کے بعد کہا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جو غدیر خم کے دن موجود تھا اور وہ کھڑا ہو جائے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا یہ کہے کہ یہ بات مجھ تک پہنچی ہے۔ مگر وہ شخص کہ جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو۔ پس سترہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم طائی اور عقبہ بن عامر اور ابوایوب انصاری اور ابولیلی اور ابوالھیثم ابن النہیان اور ابوسعید الخدری اور شریح الخزاعی اور ابوقدامہ انصاری رضی اللہ عنہم اور قریش میں سے چند نفر بھی تھے۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجتہ الوداع سے لوٹے جب ظہر کا وقت ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور درختوں کے نیچے سے جھاڑنے کا حکم دیا اور ان پر اپنے کپڑے ڈال دیئے پھر نماز کے لیے لوگوں کو پکارا ہم اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے اور نماز ادا کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خدائے پاک کی صفت اور شان بیان کی اور فرمایا اے لوگو تم کیا کہنے والے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا آپ نے تین دفعہ فرمایا اے میرے خدا گواہ رہیو۔ پھر فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا اور خدا کی دعوت کو منظور کروں گا۔ میں بھی پوچھا جانے والا ہوں اور تم پوچھے جاؤ گے تمہارا خون اور تمہارا مال حرام ہو گیا ہے مثل تمہارے حج کے دن کی حرمت کے اور اس تمہارے مہینے کی حرمت کے میں تمہیں عورتوں کے لیے اور ہمسایوں کے لیے اور غلاموں کے لیے عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہل بیت پس وہ دونوں جب تک حوض پر وارد نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں جدا ہوں گے مجھ کو خدائے مہربان خبر دینے والے نے یہ خبر دی ہے پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ جناب علی علیہ السلام فرمانے لگے تم لوگوں نے سچ کہا ہے اور میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

(۱۵) عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فى مرضه الذى قبض فيه و قد امتلات الحجرة من اصحابه ايهاالناس يوشك ان اقبض قبضا سريعا فينطلق و قد قدمت اليكم القول معارة اليكم انى مخلف فيكم الثقلين كتاب ربى عزو جل و عترتى اهل بيتى ثم اخذ بيد على فقال هذا مع القران و القرا ن مع على على لا يتفر قان حتى يردا على الحوض فاسالهما ما خلفتم فيهما (اخرجه بن عقدة)

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں جس میں کہ حضور ﷺ انتقال فرما گئے۔ فرمایا اوراس وقت صحابہ سے حجرہ بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو گمان کیا جاتا ہے کہ میں بہت جلدی انتقال کرنے والا ہوں اور میں نے عذر کے ساتھ بات تمہیں سنا دی ہے میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اپنے رب اور بزرگ و برتر کی کتاب اور اپنے خویش اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اس کے ساتھ ہے یہ دونوں جب تک کہ حوض پر نہ پہنچیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

(۱۶) عن محمد بن عبدالرحمن بن فلاد كه وكان من رهط جابر بن عبدالله حيث اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد على و الفضل بن عباس فى مرض وفاته قال فخرج يعتمد عليهما حتى جلس على المنبر و عليه عصابته و اثنا عليه ثم قال اما بعد ايهاالناس فما ذا تشنكرون من موت نبيكم الم تبع نفسه و تبع اليه نفسكم ام هل خلد احد من بعث قبلى بعثوا اليه فاخلد فيكم فانى لا حق بربى و قد تركت فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدى كتاب الله بين ايديكم تقرئون صباحا و مساء فيه ما تلقون و ما تدعون الا تنافسوا والا تحاسدو اولا تباغضوا و كونو اخوانا كم امركم اله الا ثم او صيكم تعبرتى اهل بيتى (اخرجه السيد ابو الحسين يحيى ابن الحسن فى كتابه اخبار المدينه) روایت ہے محمد بن عبدالرحمن بن فلاد کہ وہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں سے تھے جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اور فضل بن عباس کا ہاتھ پکڑ کر

مرض وفات میں حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اوران دونوں پر تکیہ کیئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر اس وقت دستار مبارک بند ہی تھی۔ پس خدا کی صفت وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو تم اپنے نبی کے مرنے سے کیوں برا مانتے ہو تمہاری جانوں جیسی اس کی جان نہیں ہے۔ اور تمہاری جانیں اس کی جان جیسی نہیں ہے۔ آیا جو مجھ سے پہلے آیا ہے اور جو لوگ کہ رسالت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں ان میں کوئی ہمیشہ رہا ہے کہ تم میں ہمیشہ رہوں۔ پس میں اپنے رب کے ساتھ ملنے والا ہوں۔ میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اس کے ساتھ تمسک کیا تو تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ خدا کی کتاب ہے کہ تم اسے صبح وشام پڑھتے ہو اور اس میں وہ امور ہیں جو تمہیں پیش آئیں گے۔ اور جن کا کہ تم کو وعدہ دیا گیا ہے آپس میں مت جھگڑو اور نہ حسد کرو اور نہ دشمنی کرو جیسے کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ آپس میں بھائی بن جاؤ پھر میں تم کو اپنے خویش اہل بیت کی نسبت وصیت کرتا ہوں۔

(۱۷) عن ابن عمر قال اخر ما تکلم به رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اخلفوني في اهل بیتي (اخرجه) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کام یہ تھا کہ تم میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد حسن سلوک سے پیش آؤ۔

احادیث متفرق اہل بیت کے فضائل میں

عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لما نزلت هذه الا یته الا بذکر الله تطمئن القلوب قال ذاک من احب الله و رسوله و اهل بیتی صادقا غیر کاذب (اخرجه ابوبکر بن مردویه) جناب امیر علیہ السلام روایت فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ (خدا کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھنے والا ہو بغیر جھوٹ کے۔

(۲) عن علی قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم مغضبا حتی استوی علی المنبر فحمدالله و اثنی علیه ثم قال ما بال رجال یوذوننی فی اهل بیتی والذی نفسی بیده لا یومن عبد حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذریتی (اخرجه بن حبان) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غضب میں دولت خانہ سے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر خدا پاک کی صفت وثناء بیان فرما کر کہا کیا حال ہے ان لوگوں کو میرے اہل بیت کی نسبت مجھ کو ایذا دیتے ہیں۔ اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ تب تک ایمان نہیں لائے گا جب تک مجھ سے محبت نہیں کرے گا۔ اور مجھ سے محبت نہیں کرے گا جب تک کہ میری ذریت سے محبت نہیں کرے گا۔

(۳) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر کم خیر کم لا هلی من بعدی (اخرجه الحاکم او ابو یعلی و الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارا نیک وہ ہے جو میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد نیک ہے۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم احبو الله بما یغذوکم من نعمته فاحبونی لحب الله و احبو اهل بیتی بحبی (اخرجه الترمذی و الحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا سے محبت کرو اس چیز کی وجہ سے کہ تم اپنی نعمتوں سے کھلاتا ہے اور مجھ سے خدا کے لیے محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میرے لیے محبت کرو۔

(۵) عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یحبنا اهل البیت الامومن تقی ولا یبغضنا الا منافق شقی (اخرجه ملا فی سیرة) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت کو نہیں دوست رکھے گا مگر مومن متقی اور نہیں دشمن رکھے گا مگر منافق بد بخت۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ابغض اهل البیت فهو منافق (اخرجه احمد فی المناقب) ابوسعیدالخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے۔

(۷) عن ابی بکر الصدیق ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من حفظنی فی اهل بیتی فقد اتحذت عندالله عهد لهٗ (اخرجه ابو سعد و الملافی سماة) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اہل بیت کی حفاظت کرے گا میں نے اس کے لیے خدائے تعالیٰ سے عہد لے لیا ہے۔

(۸) عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم استوصوا باهل بیتی فانی اخاصمکم عنهم غداومن اکن خصمه الله و من اخصمه الله دخل النار (اخرجه ابو سعد والملا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نیکی کرو میرے اہل بیت کے ساتھ میں بے شک ان کے لیے کل تم سے جھگڑوں گا اور جس سے کہ میں جھگڑنے والا ہوں اس سے اللہ تعالیٰ جھگڑے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ جھگڑے گا وہ آگ میں گھسے گا۔

(۹) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اذانی فی اهلی فقد اذی الله (اخرحه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میرے اہل کو ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔

(۱۰) عن عبدالمطلب بن ربیعته قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یدخل قلب امرء ایمان الا بحب قرابتی (اخرجه احمد والترمذی) عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب دوسرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا مگر میرے قرابتیوں کی محبت سے۔

(۱۱) عن جابر قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فسمعته یقول ایهناالناس من ابغضنا اهل البیت حشره الله یوم القیامته یهودیا (اخرجه الطبرانی و السیوطی فی احیاء ا لمیت) جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ میں فرمایا اے لوگو جس نے ناراض کیا میرے اہل بیت کو تو اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن یہودیوں میں اٹھائے گا۔

(۱۲) عن الحسن بن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لکل شئی اساس و اساس الاسلام حب رسول الله صلی الله علیه وسلم و حب اهل بیته (اخرجه البخاری فی تاریخه و السیوطی فی احیاء ا لمیت) امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک چیز کے لیے بنیاد ہوتی ہے اور بنیاد اسلام کی محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے اہل بیت کی۔

(۱۳) عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه فی قوله و لسوف یعطیک ربک فترضی قال رضی محمد ان لا یدخل اهل بیته فی النار ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے اور قریب ہے دے گا تجھے رب تیرا پس راضی ہو جائے گا تو۔ کہا راوی نے پس راضی ہو گئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان کے اہل بیت دوزخ میں نہ داخل ہوں گے۔

(۱۴) عن علی رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم شفاعتی لامتی و من احب اهل بیتی (اخرجه الطبرانی انی والسیوطی فی احیاء المیت) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت میری امت کے لیے ہے اور اس شخص کے لیے جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے۔

عترت کی تحقیق

لیث کا قول ہے کہ عترۃ الرجل سے اس کے مددگار مراد ہیں۔ جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ عترۃ رسول اللہ ﷺ یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے انصار اور مددگار ہیں۔

ابن سکیت کے نزدیک عترت اور رہط کے ایک معنی ہیں اور رہط قوم اور قبیلہ کو کہا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق عربی زبان میں عشیرۃ اور بعض کے نزدیک مراد ذریت ہے باپ دار کی اولاد کو عشیرۃ اور نسل کو ذریت کہتے ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ عترت سے قریبی اہل بیت اور کبھی دور کے رشتہ دار مراد ہو سکتے ہیں۔ (الغریبین لابی عبیدہ) تغلب بن اعرابی سے روایت ہے کرتا ہے کہ عترت سے صرف ذریت مراد ہے۔ یعنی وہ اولاد جو اس کی صلب سے پیدا ہوا اور وہ نسل جو اس کے پیچھے رہے۔ عرب اس کے سوا اور کسی کو عترت نہیں کہتے (ازہری اسی قول کی تائید کرتا ہے) مصباح المنیر۔

پس اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذریت یعنی اولاد جناب امیر علیہ السلام کی جو جناب سیدہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کہلاتی ہے۔ امام نودی رحمتہ اللہ علیہ شرح مہذب میں لکھتے ہیں (عترته الذین ینسبون الیه صلی الله علیه وسلم و هم اولاد فاطمه) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عترت وہ لوگ ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے اور وہ جناب سیدہ کی اولاد ہیں۔ بعض اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اعتراض کیا ہے کہ اولاد بنت ذریت میں داخل نہیں۔ باوجودیکہ بیٹی کی اولاد کا ذریت میں داخل ہونا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ جس کی بحث ہم پیشتر لکھ چکے ہیں۔

یہ لفظ بھی اہل عبا کے سوا دوسروں کی شان میں وارد نہیں ہوا۔

احادیث فضائل عترت

عن علی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اللهم انهم عترت رسولک فصب مسیئهم بمحسنهم و هب لی قال ففعل (اخرجه الملافی فی سیرة)

جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ تیرے رسول کی عترت ہیں۔ ان کے بروں کو ان کے نیکوں کے بدلے بخش دے اور ان سب کو میرے لیے بخش دے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالی نے ایسا ہی کیا ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم اربعة انالهم شفاعتي يوم القيامة المكرم لذريتي القاضي لحوائجهم و الساعي في امور هم عند اضطرار هم اليه و المحب لهم بقلبه و لسانه (اخرجه الامام علي ابن موسى الرضا عليه التحية و الثنافي مسند اهل البيت) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار آدمیوں کو قیامت کے روز میری شفاعت پہنچے گی ایک وہ شخص جو کہ میری ذریت کی تکریم کرنے والا ہے دوسرا وہ شخص جو ان کی حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے تیسرے وہ جو کہ ان کے امور میں جن میں وہ مضطر ہیں کوشش کرتا ہے چوتھے وہ جو کہ دل و زبان سے انکا دوست ہے۔

(۳) عن ابن عباس في قال قوله تعالى الحقنا بهم ذرياةم قال الله يرفع ذرية المومن معه في درجة في الجنة و ان كانوا دونه في العمل ثم قرائو الذين امنو اتبعنا هم بايمان الحقنا بهم ذرياةم الخ و قال فان كان هذا في ذرية ملطق المومن فماذاك بذرية صلي الله عليه وسلم (نقد. السمهودي في جواهر العقدين) ابن عباس سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے (کہ ملا دیا ہے ہم نے ان سے ان کی ذریت کو) روایت ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالی بلند کر دے گا مومن کی ذریت کا درجہ اس کے ساتھ جنت میں اگرچہ اس مومن سے عمل میں وہ کمتر ہوں گے پھر ابن عباس نے اس آیت کو پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ (اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ہم نے ان کی ذریت کو ان کا پیرو کیا ہے ایمان کے ساتھ ملا دیا ہے ہم نے ان کے ساتھ ان کی ذریت کو) اور یہ کہا کہ جب کہ مطلق مومن کی ذریت کا حال یہ ہے تو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کا کیا مرتبہ ہوگا۔

(۴) عن علی قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی ان الله غفرلک و لذریتک ولو لدک و لا هلک و لشیعتک و لمحبی شیعتک فابشر فانک انزع البطین (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یعنی علی سے فرمایا کہ یا علی خدا نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل اور تیرے شیعوں و تیرے شیعوں کے محبوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو تو انزع اور بطین ہے۔

(۵) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم القیمة کنت انا و انت وولدک علی خیل بلق متوجه تیجان بالدرد و الیاقوت فیامر کم الله بکم الی الجنة و الناس ینظرون (اخرجه الامام علی بن موسی الرضا علیه التحیة و الثنا فی مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تو اور تیری اولاد ابلق گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور اور ان کے سروں پر در اور یاقوت کے جڑاؤ تاج رکھے ہوئے ہوں گے پس تم کو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانے کا حکم دے گا اور لوگ دیکھتے ہوں گے۔

(۶) عن عاصم بن النجود عن ذر بن حبیش عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان فاطمة احصنت فرجها فحرم الله ذریتها علی النار (اخرجه البزار فی مسنده و الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم فی الحلیة) قاری عاصم بن النجو دز ربن حبیش سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ نے اپنے عزت کو محفوظ رکھا ہے۔ پس خدا نے اس کی ذریت پر آگ کو حرام کر دیا ہے۔

(۷) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا فاطمه تدرین لما سمیت فاطمة قال علی لم سمیت فاطمة یا رسول الله قال ان الله قد فطمها و ذریتها من النار (اخرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقی و نقله المحب الطبری فی الریاض عن مسنده علی بن موسی الرضا علیه التحیة و الثناء) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا فاطمہ کیوں نام ہوا ہے علی نے کہ اس وقت حاضر تھے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھ کو اور اس کی ذریت کو آگ سے چھڑایا ہے۔

(۸) عن عبدالرحمن بن عوف قال لما فتح رسول الله صلی الله علیه وسلم مکة انصرف الی الطائف فحاصر ها سبع عشرة او تسع عشرة یوما قام خطیبا فحمد الله و اثنی علیه ثم قال او صیکم بعترتی خیرا قال موعدکم الحوض و الذی نفسی بیده لتقمن الصلوة و اتون الزکوة او لا بعثر علیکم رجلا کنفسی یضرب اعناقکم ثم اخذ بید علی فقال هو هذا (اخرجه ابن ابی شیبة ابو یعلی و الحاکم) عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو طائف کی طرف لوٹے اور اس کا سترہ دن یا انیس دن محاصرہ کیا پھر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں اپنی عترت کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ پس بے شک حوض کوثر تمہارے وعدے کی جگہ ہے۔ مجھے اسی کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور تم نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دو ورنہ تمہاری طرف ایسے ایک آدمی کو بھیجوں گا کہ وہ میرے جیسا ہے وہ تمہاری گردن مارے گا پھر جناب علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ یہ ہے۔

(۹) عن ابن عمر قال اخرما یکلم به رسول الله صلی الله علیه وسلم احسنوا فی عترتی اهل بیتی (اخرجه الطبرانی فی الاسط و السیوطی فی احیاء المیت) ابن عمر سے روایت ہے کہ سب سے آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ میرے بعد میری عترت اہل بیت سے نیکی کرو۔

(۱۰) عن مفضل بن یسار قال سمعت ابابکر رضی الله عنه یقول علی بن ابی طالب عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الذی حث علی التمسک لهم (اخرجه الدار قطنی) مفضل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ

جناب علی بن ابی طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں کہ جس کے عترت میں جس کے کہ تمسک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برانگیختہ فرمایا تھا۔

(۱۱) عن ابی لیلی قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لا یئومن عبد حتی اکون احب الیه من نفسه و یکون عترتی احب الیه من عترة و یکون اهلی احب الیه من اهله و یکون ذاتی احب الیه من ذاة (اخرجه الدیلمی) ابویعلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائے گا کوئی بندہ جب تک مجھے اپنی جان سے زیادہ محبت نہ کرے اور میری عترت کو اپنی عترت سے سوا پیار نہ کرے اور میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے۔

(۱۲) عن ابی سعید الخدری قال النبی صلی الله علیه وسلم اشتد غضب الله عزوجل علی من اذانی فی عترتی (اخرجه الدیلمی) ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا غضب بھڑکتا ہے اس شخص پر جو کہ مجھے میری ذریت کے بارے میں ایذا دیتا ہے۔

(۱۳) و من خطب الحسن فی ایامه فی بعض مقاماة انه قال نحن حزب الله المفلحون و عترة رسول الله اقربون و اهل بیة الطاهرون و الطیبون و احد الثقلین الذین خلفهما رسول الله صلی الله علیه وسلم و الثانی کتاب اله (مروج الذهب للمسعودی) جناب حسن علیہ السلام کے خطبات سے کہ آپ نے بعض ایام میں بعض مقامات پر فرمائے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں خدا کا گروہ جو رستگار ہونے والا ہے اور ہم ہی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے رشتہ دار اور اس کے پاک اور طیب اہل بیت اور ان دونوں میں سے ایک کہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کی کتاب ہے دوسرے۔

ذی القربیٰ کی تحقیق

ذی القربیٰ سے بھی یہی ذوات مقدسہ مراد ہیں چنانچہ امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی اپنی تفسیر میں

لکھتے ہیں عن ابن عباس قال نزلت هذه الاية قل لا اسئالكم عليه اجرا الا المودة فى القربى قولوا من قرابتک هولاء الذين و جبت علينا مود ةم قال على و فاطمة و ابنا هما (اخرجه احمد و ابن ابى حاتم و الطبرانى و الحاكم و الديلمى و الثعلبى) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے (کہ کہہ دے یا رسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اس کی اجرت مگر قربیوں کی مودت) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ جن کی مودت کو خدا نے ہم پر واجب کیا ہے آپ نے فرمایا وہ فاطمہ اور علی اور ان کے دنوں بیٹے ہیں۔

(۲) عن زا دان عن على قال فينا اهل البيت فى حم ايت لا يحفظ مودتنا الا كل مومن ثم قراء قل لا اساء لكم عليه اجرا الا المودة فى القربى (اخرجه ابو الشيخ) مروی ہے زادان سے کہا کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ سورہ حم میں ہم اہل بیت کی شان کی نسبت ایک آیت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم اہل بیت کی مودت کو محفوظ نہیں رکھے گا مگر ہر ایک مومن پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہہ دے یا رسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اس کی اجرت مگر قربیوں کی مودت۔

تنبیہ: چونکہ اس فصل میں جناب امیر علیہ السلام کی اولاد صالح کا بیان ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ علیہم السلام کے مختصر حالات سے اس کتاب کو زینت دی جائے۔

منحصر ہونا امامت کا دوازدہ آئمہ علیہم السلام میں

(۱) عن جابر بن سمرة عن النبى صلى الله عليه وسلم لا يزال هذا لا مرعزيزا ينصرون على ناوا هم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش (اخرجه الشيخان و له طرق و الفاظ منها لا يزال هذا الامر صالحا و منها لا يزال هذا الامر ما ضيا و رواهما احمد) و منها لا يزال امر الناس ما ضيا ماو لهم اثناء عشر رجلا (اخرجه المسلم) و منها عنده ان هذا الا مرلا ينقضى حتى يمضى له فيهم اثنا عشر خليفة و منها عنده لا

یزال الا سلام عزیزا منیعا الی اثنا عشر خلیفة و منها عند البزار لا یزال کرامتی قائما یمضی اثنا عشر خلیفة جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا رہے گا جب تک کہ مدد کریں گے بارہ خلیفے جو سب قریش سے ہوں گے۔ شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے تو اسی طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ لیکن اس کے طریقے اور الفاظ بہت سے ہیں۔ ان میں ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہمیشہ یہ امر اچھا رہے گا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ہمیشہ یہ امر جاری رہے گا (ان دونوں کو امام احمد نے روایت کیا ہے) اور ایک روایت مسلم نے کی ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جبکہ تولیت اس کی بارہ خلیفے کریں گے۔ اور ایک روایت مسلم کی ہے کہ ہمیشہ اسلام عزیز اور بلند رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفہ گزر جائیں گے۔ اور بزار نے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ ہمیشہ میری امت کا کام قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے گذر جائیں گے۔

(۲) عن مسروق قال کنا مع عبداللہ بن مسعود جالسا فی المسجد فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود ھل حدثکم نبیکم کم یکون بعدی خلیفة قال نعم کعدة نقباء بنی اسرائیل (اخرجه احمد فی المسند و البزار و الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبداللہ بن مسعود) مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابن مسعود آیا آپ لوگوں کو آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفے ہوں گے کہنے لگا ہاں مثل بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا میزان العلم و علی کفتاہ و الحسن و الحسین خیوطه و فاطمة علاقة و الائمة من امتی عمدہ یوزن فیه اعمال المحبین لنا و المبغضین لنا (اخرجه الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا ترازو ہوں حسن اور حسین اس ترازو کے پلڑے ہیں علی اس کی زبان ہے فاطمہ اس کا علاقہ ہے اور میری امت کے امام اس کے عمود ہیں اور اس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیے جاتے ہیں۔

(۴) عن سلمان قال دخلت على النبی صلی الله علیه وسلم فاذا الحسین علی فخذیه و هو یقبل عینیه و یقبل فاه و یقول انت سید ابن سید و انت امام ابن امام و انت حجة ابن حجة ابو حجج تسعة تاسعهم قائمهم (اخرجه فی المو ادت السید علی الهمدان الشافعي و اخطب خوارزم في المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پرنور میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسین علیہ السلام آپ کی ران پر بیٹھے ہیں اور حضور ان کی آنکھوں اور منہ کو چوم رہے ہیں اور فرماتے تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور تو امام کا بیٹا امام ہے۔ اور حجت کا بیٹا حجت ہے۔ اور تو نو حجتوں کا باپ ہے نواں ان کا قائم آل محمد صلعم ہے۔

ولد الحسین مصومون (المو ادت) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور نو شخص اولاد حسین میں سے معصوم ہیں۔

مناقب امام زین العابدین علیہ السلام

و هو علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیه السلام المعروف بزین العابدین و یقال له علی الا صغرو لیس للحسین عقب الا من زین العابدین و هو ابو الائمة و سادات التابعین و ام سلافه بنت یزد جرد اخر ملوک فارس و کان یقال لزین العابدین ابن الخیرتین لقوله صلی الله علیه وسلم لله تعالی من عباده خیرتان فخیرة من العرب قریش و من العجم فارس (ابن خلکان) آپ کا نام نامی علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ آپ مشہور ہیں زین العابدین کے لقب سے۔ اور آپ کو علی اصغر بھی کہا جاتا ہے سوائے زین العابدین کے حضرت حسین علیہ اسلام کی نرینہ اولاد باقی نہیں رہی آپ ابو الائمہ اور سید التابعین ہیں۔ حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام سلافہ بنت یزدجرد ہے۔ یزدجرد پر شاہان فارس کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ آپ کو ابن الخیرتین کہا جاتا ہے کیونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ خدا کے بندوں میں سے دو گروہ بہتر ہیں پس میں نے عرب سے قریش اور عجم سے فارس کو منتخب کرلیا ہے۔

(۲) ولديهم الحسنين في المدينة خامس شعبان سنه ثمان و ثلاثين في ايام جده علي بن ابي طالب قبل و فاة لسنتين. و كنية ابو محمد و ابن الحسين و يلقب بزين العابدين و سجاد. و ذوى الثفنات و الزكي و الامين و أمه أم ولد اسمها غزاله و قيل ام سلمه و قيل شاه زمان (تذكره خواص الامة لسبط بن الجوزی) آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں پانچویں شعبان ۳۸ ہجری کو آپ کے جد امجد جناب علی علیہ السلام کے عہد خلافت میں ان کی وفات سے دو برس پہلے ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور ابن الحسین ہے اور لقب زین العابدین اور سجاد۔ اور ذو الثفنات اور زکی اور امین ہے۔ جناب کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں۔ جن کا نام مبارک غزالہ تھا بعض کہتے ہیں کہ ام سلمہ تھا۔ اور بعض کہتے ہیں شاہ زنان تھا۔

ذہبی نے طبقات الحفاظ میں آپ کی کنیت ابو الحسین اور ابو محمد اور ابو عبداللہ بھی لکھی ہے۔

اور آپ کا سجاد لقب ہونے کی وجہ تسمیہ کو جناب محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ ان ابـی علی ابن الحسين + ما ذكر الله و جل نعمة عليه الا سجده ولا قرا اية من كتاب الله عزوجل فيها سجود الا سجده ولا فرغ صلوة مفروضة الا سجده و لا وفق لاصلاح بين اثنين الا سجد و كان اثر السجود في جمع مواضع سجوده فسمي السجاد بـذلـك یعنی میرے والد علی بن الحسین علیہ السلام جب کبھی خدا کی نعمت کا ذکر کیا کرتے تو سجدہ کرتے اور جب کبھی کلام اللہ کی آیت پڑھتے کہ جس میں سجدہ آجاتا تو آپ سجدہ فرماتے اور جب فرضوں سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور جب دو شخصوں کی اصلاح کرتے تو سجدہ کرتے۔ آپ کی تمام مواضع سجود میں سجدے کے نشان پائے جاتے تھے اس لیے آپ کو سجاد کہا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو ذوی الثفنات بھی کہا جاتا تھا۔

اور آپ کا لقب زین العابدین ہونے کی یہ وجہ ہے کہ آپ ایک رات نماز میں مصروف تھے کہ

شیطان نے اژدھا کی صورت بن کر چاہا کہ آپ کو عبادت الٰہی سے باز رکھے حضرت نے مطلق اس کی طرف التفات نہ کی یہاں تک کہ اس نے حضرت کے پاؤں مبارک کو کاٹا آپ نے نماز ترک نہ کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو غیب سے آواز آئی۔ انت زین العابدین (شواهد النبوة جامی) اور امام مالک کہتے ہیں سمی زین العابدین لکثرة عبادة یعنی جناب کا نام زین العابدین آپ کی کثرت عبادت کی وجہ سے ہوا ہے۔

ان کی ولادت کی نسبت اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ۳۲ھ میں اور بعض کے نزدیک ۳۳ میں اور بعض کے نزدیک ۳۶ میں اور بعض کے نزدیک ۳۸ میں ہوئی۔

قال ابن سعد فی الطبقات و کان علی بن الحسین من الطبقة الثانية من التابعين و كان ثقة ما مونا كثير الحديث عاليا رفيعا و رعا عابد اخائفا یعنی جناب علی بن حسین تابعین کے دوسرے طبقہ میں تھے اور نہایت ثقہ امانت اور بہت سے حدیثوں والے بلند مرتبہ والے خدا سے ڈرنے والے عابد اور خائف تھے۔

و کان ابن عباس اذ راه قال مرحبا بالحبیب بن الحبیب (تذکرة الخواص الامه) اور ابن عباس جب انہیں دیکھتے تو کہتے شاباش اے محبوب محبوب کے بیٹے۔

عن صالح بن حسان قال قال رجل لسعید بن المسیب ما رایت احدا اورع من فلان قال فهل رایت علی بن الحسین قال لا قال ما رایت احدا اورع منه (حلية الابرار للحافظ ابی نعیم) صالح بن حسان کہتا ہے کہ ایک آدمی نے سعید بن مسیّب خیر التابعین سے کہا کہ میں نے فلانے شخص سے کسی کو زیادہ متورع نہیں دیکھا۔ سعید نے جواب دیا کہ تو نے علی بن حسین کو بھی دیکھا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ سعید نے کہا میں نے ان سے زیادہ کوئی متورع نہیں دیکھا۔

قال الذهبی و العینیه ما راء ینا قرشیا افضل منه ذہبی اور عینیہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی قریشی ان سے افضل نہیں دیکھا۔

عن الزهری قال ما رایت احد افضل و افقه من علی بن الحسین و کذا قال ابو حازم

(حلیۃ الابرار و طبقات الحفاظ) ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین سے زیادہ افضل اور ... کوئی نہیں دیکھا اور ابو حازم نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

قال ابن ابی شیبۃ اصح الا سانید کلھا الزھری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن علی (طبقات الحفاظ للذھبی) ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ تمام صحیح ترین اور اسانید ہیں جو زہری جناب علی بن حسین سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

قال مالک کان من اھل الفضل (طبقات الحفاظ) امام مالک کہتے ہیں کہ جناب امام زین العابدین اہل فضل میں سے ہے۔

و فی روایۃ کان اھل المدینۃ یقولون ما فقدنا الصدقۃ السرحتی مات علی بن الحسین (حلیۃ الابرار) اور ایک روایت میں کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جب تلک کہ جناب علی بن حسین زندہ رہے ہم سے پوشیدہ خیرات گم نہیں ہوئی۔

قال ابن عائشہ سمعت اھل المدینۃ یقولون ما فقدنا الصدقۃ السر الا بعد موت علی بن الحسین قال ابن اسحاق کان ناس من اھل المدینۃ یعیشون لا یدرکون من این معاشھم و ما کلھم فلما مات علی بن الحسین فقد و اما کانوا یوتون بہ لیلا الی منازلھم قال سفیان و کان یحمل جراب الخبز علی ظھرہ فی اللیل یتصدق بہ فلما غسلو جعلوا ینظرون الی سواد فی ظھرہ فقیل ما ھذا فقالوا کان یحمل جراب الدقیق لیلا علی ظھرہ یعطیہ فقراء اھل المدینۃ (صواعق محرقہ) ابن عائشہ کہتا ہے کہ میں نے اہل مدینہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہماری مخفی خیرات علی بن حسین کے مرنے سے جاتی رہی۔ ابن اسحاق کہتا ہے اہل مدینہ کے بعض آدمی اپنا اپنا کھانا پاتے تھے۔ لیکن ان کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں سے پاتے ہیں۔ اور کون ان کو پہنچاتا ہے۔ جب علی ابن حسین فوت ہو گئے۔ تو رات کو ان کا کھانا ان کے مکانوں پر نہ آیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ رات کو آپ روٹیوں کا تھیلا اپنی پیٹھ پر رکھ کر خیرات بانٹتے تھے۔ جب آپ کو غسل دینے لگے تو ایک سیاہ داغ آپ کی پشت مبارک پر نظر آیا۔

پوچھا گیا یہ کیا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ آپ رات کو آٹے کا تھیلا اٹھا کر فقراء اہل مدینہ کو دیتے پھرتے تھے۔

قال ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ و اما علی بن الحسین علی اختلاف المذاهب مجموعون علیه لا یتمتری احد فی تدبیره و لا شک احد فی تقویه و به کان اهل الحجاز یقولون لم نر ثلثة فی الدهر یرجعون الی اب قریب کلهم لیمی علیا و کلهم یصلح للخلافة لتکامل الخیر فبهم یعنون علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب و علی بن عبدالله بن جعفر و علی بن عبدالله بن عباس رضوا علیهم ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ لکھتے ہیں باوجود اختلاف مذاهب جناب علی بن الحسین کی نسبت تمام لوگ متفق ہیں اور کوئی شخص آپ کی بزرگی کے بارے میں شک نہیں رکھتا۔ اہل حجاز کہا کرتے تھے کہ ہم نے دنیا میں کوئی تین آدمیوں جیسا نہیں دیکھا کہ بالکل اپنے دادا کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور ان تینوں کا نام علی تھا اور ہر ایک ان تینوں میں سے باعث کامل ہونے اور خصائل خیر کے خلافت کی صلاحیت رکھتا تھا۔ وہ یہ ہیں یعنی علی بن حسین بن علی۔ اور علی بن عبداللہ بن جعفر۔ اور علی بن عبداللہ بن عباس:

کان زین العابدین عظیم التجاوز و العفو و الصفح حتی انه سبه رجل فتغافل عنه فقال له ایاک اغنی فقال عنک اعرض و اشار الی قوله تعالی خذ العفو و امر بالمعروف و اعرض عن الجاهلین (صواعق محرقه) جناب امام زین العابدین بڑے تجاوز کرنے والے اور عفو کرنے والے اور گناہوں سے درگذر کرنے والے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے آپ کو برا کہا آپ نے اس سے تغافل فرمایا۔ اس نے کہا آپ بڑے بے پرواہ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے اعراض کرتا ہوں۔ اور آپ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ عفو کو اختیار کر اور اچھے کام کا حکم دے اور جاہلوں سے منہ پھیر لے۔

عن حفص القرشی قال کان علی بن الحسین اذا توضا اصفر لونه فقیل له ذلک

فقال الا تدرون بين يدى من افمن وحكى انه يصلى فى اليوم و الليلة الف ركعة (صواعق محرقه) حفص قرشی کہتے ہیں کہ جناب امام علی بن حسین علیہ السلام جبکہ وضو کرتے تو آپ کا رنگ مبارک زرد ہو جاتا۔ آپ کی خدمت میں اس کی نسبت عرض کیا آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں اور یہ بھی مروی ہے کہ جناب دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

عن ابى الفرج الا صفهانى قال وقع فى دار على بن الحسين حريق و هو ساجد فقالوا النار النار يا بن رسول الله فما رفع راسه حتى طفيت فقيل ما الذى الهاک عنها فقال الزاد لا خرى و تذكره (خواص الامة) علامہ ابوالفرج الاصفہانی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی آپ اس وقت سجدے میں تھے لوگ آگ آگ پکارنے لگے۔ حضرت نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ آگ بجھ گئی لوگوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ کو کس چیز نے اس آگ سے غافل کر دیا تھا آپ نے فرمایا آخرت کی آگ نے۔

قال القرشى جاء راجل الى على بن الحسين فقال ان فلانا يقع فقال قم بنا اليه فقام معه و هو يظن انه يستنصر لنفسه فلما وصل قال له يافلان ان كان ما قلت حقا فغفر اله لى فان كان افتراء فغفر الله لک (تذكره خواص الامة) علامہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب امام علی بن الحسین علیہ السلام سے جا کر بیان کیا کہ فلاں آدمی آپ کی بدگوئیاں کرتا ہے آپ نے فرمایا اس کے پاس میرے ساتھ چل وہ آپ کے ساتھ ہولیا اس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ مجھے اپنی مدد کے لیے ساتھ لے چلے ہیں۔ جب آپ اس آدمی کے پاس پہنچے تو فرمایا اے فلانے جو کچھ کہ تو نے کہا ہے اگر سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہے تو تجھے بخشے۔

اخرج ابو نعيم انه لما حج هشام بن عبد الملک فى حيوة ابيه فاجتهده ان يستلم الحجر فلم يمكنه من الازدحام فنصب منبرا الى جانب زمزم و جلس ينظر الى الناس و حوله و جماعة من اعيان اهل الشام فبينما هو كذلک اذا قبل زين العابدين

فلما انتہی الی الحجر تنحی لہ الناس حتی استلم فقال رجل من اھل الشام لھشام من
ھذا قال لا اعرفہ فخافہ ان یرغب اھل الشام فی زین العابدین فقال فرزدق انا اعرفہ
ثم انشاء حافظ ابو نعیم حلیۃ الابرار میں لکھتے ہیں کہ جب ہشام بن عبدالملک اپنے باپ کی زندگی میں حج
کرنے کے لیے گیا۔ اس نے حجر الاسود کے بوسہ کے لیے نہایت زور مارا۔ لیکن لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے
اس کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا۔ پس ایک کرسی پر زمزم کے قریب بیٹھ گیا اور لوگوں کی آمد و رفت دیکھنے لگا
اس کے گرد اعیان اہل شام کی ایک جماعت کھڑی تھی وہ ابھی اسی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں جناب
امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو لوگ منتشر ہو گئے۔ یہاں تک
کہ آپ نے حجر الاسود کو چوما اہل شام میں سے ایک آدمی نے ہشام بن عبدالملک سے پوچھا یہ کون
بزرگ ہیں جن کی کہ لوگ اس قدر تعظیم کرتے ہیں ہشام اس خوف سے مبادا کہ یہ لوگ امام زین
العابدین کی گرویدہ نہ ہو جائیں یہ کہنے لگا میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں۔ ابوفراس فرزدق جو اس زمانہ میں
مشہور شاعر تھا کہنے لگا میں ان کو بخوبی جانتا ہوں۔ اور اس نے فی البدیہ یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

قصیدہ فرزدق

ھذا الذی تعرف البطحاء وطاتہ ۔۔۔ والبیت یعرفہ والحل والحرم

یہ وہ ہے جس کے قدم کی مکہ پہچانتا ہے اور خانہ کعبہ اور حل اور حرم اس کو جانتے ہیں

ھذا ابن خیر عباد اللہ کلھم ۔۔۔ ھذا التقی النقی الطاھر العلم

یہ خدا کے تمام بندوں سے افضل کا بیٹا ہے، یہ پرہیزگار اور پاکیزہ اور پاک اور سردار ہے

اذا راتہ قریش قال قائلھم ۔۔۔ الی مکارم ھذا ینتھی الکرم

جب قریش ان کو دیکھتے ہیں ان کا واہ کہتا ہے، اس کی جوانمردی پر کرم کا خاتمہ ہوا ہے

ینمی الی ذروۃ العز الذی قصرت ۔۔۔ عن نیلہ عرب الاسلام والعجم

عزت کی بلندی پر اس طرح چڑھا ہے کہ قاصر ہو گئے ہیں، اس کے حاصل کرنے سے عرب کے مسلمان اور عجم
کے

یکاد یمسکه عرفان راحیته رکن الحیطم اذ ما جاء یستلم

نزدیک ہے کہ اس کے ہاتھ کو پہچان کر پکڑ لے، کعبہ کی دیوار کا رکن یعنی حجر ہو جب کہ وہ اس کو چومنے کے لئے آئیں

فی کفه خیز ران ریحه عبق فی کف الوع فی عرینه تشم

اس کے ہاتھ میں بید مشک ہے جس کی لونہایت سو رہی ہے، اس خون جمال کے ہاتھ میں ہے کہ جس کی ناک میں بلندی ہے

یغضی حیاء و یغضی من عهابته فما یکلم الا حین یتبسم

وہ حیاء سے نگاہ پیچھے رکھتا ہے اور اس کے سامنے ہیبت سے لوگوں کی نگاہ پہنچ جائے گی، اس کے ساتھ بات نہیں کی پاتی مگر جبکہ وہ خود ہنستا ہے

ینشق نور الهدے من نور غرته کالشمس ینجاب عن اشرافها الظلم

اس کی پیشانی کے نور سے ہدایت ٹپکتا ہے، مثل آفتاب کی اس کے نور سے تاریکی پھٹ جاتی ہے

من خده دان فضل الانبیاء له و فضل امته دانت له الامم

اس کی حد کے سامنے انبیاء کے فضل فرمانبرداری کرتا ہے، اور اس کی امت کے سامنے تمام امتیں پانی بھرتی ہیں

منشقته من رسول الله ینعته طابت عناصره و الخیم و الشیم

اس کے وجود کی کونپل جناب رسول اللہ کے شجر وجود سے ہوئی ہے، اس کے عناصر جسیمہ اور خواور سب پاک پیدا ہوئے ہیں

۱عماد زاد اللہ شرفاء ۲انفتح جائے قدم ۳حل بامکتہ والتشہد یدخلاف حرم ۴گرداگرد مکہ معظمہ ۵تقی پرہیز گار ۶تقی پاکیزہ ۷علم سردار ۸قریش اولاد نضر بن کنانہ کہ جد ہیزدھم پیغمبر راست ۱۲فتح العزیز ۹نیمی مضارع نمی بمعنے بلند شدن ۱۰ذروہ بالضم بلندی ہر چیز ۱۱نیل بالفتح دریافتن ۱۲مضائع کود بمعنے نزدیک شدن ۱۳یمک مضارع اقامساک جنگ زدن ۱۴عرفان شناختن ۱۵راست کفدست ۱۶دیوار بیرون کعبہ ورکن حلیم مراد از حجر اسود ۱۷استلام سودن بکف دست پاپاب ۱۸خیزران مشک بید ۱۹عبق ریا ۲۰اروع خوش جمال ۲۱عرنین جینی ۲۲شمم بلند ۲۳یغضے مضارع اغضائے بمعنے چشم برنداشتن از حیا ۲۴تیسم مضارع ایتام یعنی خندیدن ۲۵غزہ سپید پیشانی ۲۶ینجاب مضارع انجیاب بمعنے باز شدن ابر ۱۲

هذا ابن فاطمته ان کنت جاهله — بجده انبیاء و اللہ قد ختموا

اگر تو اس سے ناواقف ہے تو یہ حضرت فاطمہ کا بیٹا ہے، اس کا جد امجد خاتم الانبیاء ہے

اللہ شرفہ قدما وعظمہ — جرے بذالک لہ فی لوحہ القلم

خدا نے ازل سے اس کو شرف اور بزرگی عطا کی ہے، اس کی شرف اور بزرگی کے لئے قلم لوح پر چلایا ہے

اللیث اھون منہ حین تغضبہ — و الموت ایسے منہ حسین یھتضم

جب تو اس کو غصہ میں لائے تو اس سے شیر کا سامنا تجھے آسان ہے، اس کی خفگی کے وقت موت آجاتی بہتر ہے

فلیس قولک من ھذہ بضائرہ — العرب تعرف من انکرت و العجم

تیرا یہ کہنا کہ کون ہے یہ اس کو ضرر رساں نہیں، تمام عرب و عجم پہچانتا ہے کہ تو نے کس شخص کا انکار کیا ہے

کلتا یدیہ غیاث عم نفعھما — تستو کفان و لا یعرھما عدم

اس کے دونوں ہاتھ فریاد میں خلائق ہیں کہ ان کا نفع عام ہے، اس نے خلقت فیض کی طالب ہے افلاس ان پر نہیں وارد ہوسکتا

سھل الخلیقتہ لا تخشی یوادرہ — یرنیہ اثنان حسن الخلق و الشمیم

وہ نہایت نرم خو ہے اس کے خشم سے نہیں ڈرآتا، اس کی ذات کو دو چیزوں نے حسن خلق اور خوشخوی نے آراستہ کیا ہے

جمال اثقال اقوام اذ اقد حوا — حلوا الشماء تحلو عندہ نعم

قوموں کے بوجھ کا وہ اٹھانے والا ہے درآنحالیہ وہ قرض سے زیر بار ہو جاتے ہیں، وہ نہایت شیریں شمائل ہے اس کے پاس سبھی نعمتیں شیریں ہوجاتی ہیں

۱دان ماضی از دین بمعنی فرمانبردار شدن ۲میعت الفتح النون درخت ۳ضیم بمعنی خو ۴شیم جمع شیمہ خصلت ۵تیر ۶لھون سبک ۷الیر اسان ۸یھتضم مضارع مجھول اہتضام بمعنی چیزے شکستن ۹سہل بمعنی آسان ۱۰تستوکف مضارع استیکاب بمعنی چکیدن ۱۱یعرو مضارع عرو بمعنی فرود آمدن ۱۲سہل بمعنی آسان ۱۳الخلیفہ مرو نرم خو ۱۴تخشے ارخشیۃ بمعنی ترسیدن ۱۵بوادر جمع بادرہ بمعنی شتاب زدگی ۱۶فدحوا ماضی مجھول قدح انبار کردن وام کسی ۱۷حلو بمعنی شیریں۔

ما قال لا قط الا في تشهده　　لو لا التشهد كانت لائو لا نعم

کبھی اس نے بجز وقت تشہد کے لانہیں کہا، اگر تشہد نہ ہوتا تو اس کالا بھی نعم ہوتا

لا یخلف الوعد میمون نقیته　　رحب الفناء اریت حین لیعتزم

وعدہ کا خلاف نہیں کرتا یہ مبارک نفس والا ہے، مہمانوں کے لئے اس کے گھر کا صحن فراخ ہے دانا ہے جبکہ وہ قصد کرتا ہے

عم البریته بالاحسان فانقشعت　　عنها العنایته و الا ملاق و العدم

اس نے احسان کے ساتھ خلقت کو گھیر لیا ہے پس دور ہو گیا ہے، خلقت سے رنج اور گدائی اور فلاس

من معشر حبهم دین و بغضهم　　کفرو قربهم منجی و معتصم

یہ اس گروہ سے ہے کہ ان کی محبت دین ہے اور ان کا بغض، کفر ہے اور ان کا قرب نجات دینے والا ہے اور دینداروں کے لئے دست آویز ہے

ان عدا اهل التقی کانت ائمتهم　　او قیل من خیر اهل الارض قیل هم

اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو ان کے امام ہیں، اور اگر پوچھا جائے کہ زمین پر رہنے والوں میں کون افضل ہیں تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہی ہیں

لا یستطیع جواد بعد غایتهم　　ولا یدانیهم قوم و ان کرموا

جہاں وہ پہنچے ہیں وہاں کوئی جوانمرد سخاوت کرنے والا نہیں پہنچا، ان تک کوئی قوم نہیں پہنچ سکتے اگرچہ وہ سخاوت کرنے والے ہیں

هم الغیوث اذ ما ازمته ازمت　　و الاسد اسد الشری و الباس مجتدم

وہ برستے ہوئے ابر ہیں جب قحط کی تکلیف لوگوں کو بگاڑ دیتی ہے، وہ شیر ہیں شیر کچھار کی جبکہ جنگ کا معرکہ گرم ہوتا ہے

لا ینقص العسر بسطا من کفهم　　سیان ذالک ان اثروا و ان عدموا

ان کے ہاتھ کی فراخی یعنی سخاوت کو عسر نقصان نہیں پہنچاتی، یہ دونوں یعنی تنگی اور فراخی ان کے سامنے برابر ہے اگر وہ مالدار ہوں یا نہ ہوں

فی کل بدء و مختوم بہ الکلمہ   یابی لھم ان یحل الذم ساحتم

ہر کلام کے آغاز اور اختتام پر، ان کے گھر کے صحن میں اترنے سے مذامت انکار کرتی ہے

خیم کریم و ایدی بالندی ھضم   ای الخلائق لیست فی رقابھم

سخاوت ان کی عادت ہے اور ان کے ہاتھ بخشش میں خرچیلے ہیں، وہ کون سے لوگ ہیں کہ ان کے غلاموں کے شمار میں نہیں،

لا ولیتہ ھذا اولہ نعم   من یعرف اللہ یعرف او لیتذا

اس کے پیشوا ہونے کی وجہ سے یا اس کے صاحب نعمت ہونے کی وجہ سے، جو شخص خدا کو مانتا ہے ان کو پیشوا جانتا ہے

و الدین من بیت ھذا نالہ الامم   مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم

ان کا ذکر خدا کے بعد مقدم ہے، اور دین ان کے گھر سے امتوں نے پایا ہے

فلما سمعھا ھشام غضب و حبس فرزدق و امر لہ زین العابدین باثنی عشر الف درھم و قال اعذا و لو کان عندنا اکثر لو صلنا بہ فقال امتلاحۃ للہ لا لعطاء فقال زین العابدین انا اھل البیت اذا و ھبنا شیئا لا نستعیدہ فقبلھا فرزدق (صواعق محرقہ)

جب ہشام نے اس قصیدہ کو سنا تو غصہ میں آ کر فرزدق کو قید کر دیا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو دینے کا حکم فرما کر کہلا بھیجا کہ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو اور زیادہ بھیجتے فرزدق نے کہا میں نے خدا کے لیے ان کی مدح کی ہے نہ عطا کے لیے جناب امام نے فرمایا ہم اہل بیت جب کسی کو کچھ دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے۔ فرزدق نے وہ درہم

---

۱ تشہد اشہد ان لا الہ گفتن ۲ تقیہ بمعنے جان ومنہ فلان میمون التقیبہ اذ کان سارک النفس ۳ جب بمعنی فراخ ۴ فنا گرداگرد بگر ومنہ فناء الدار ۵ اریب خردمند ۶ یعترم بعین مہمہ امضارع اعترام بمعنے قصد کردن ۷ انقشت ماضی انقشاح بمعنے کشادہ شدن در ۸ ایلاق درویش شدن ۹ عنایہ ورنج دیدن کے ۱۰ عدم نیتی درویشی صراح ۱۲ ۱۱ ارمتہ بمعنے سختی وقحط ۱۲ الشری رامی ست درکوہ سلمی کی جائے باش شیران ست ۱۳ تحتدم از احتدام فروختہ شدن آتش ۱۲

قبول کر لیے۔

عن الزهری قال حمل عبدالملک بن مروان علی بن الحسین مقید اعن المدینة فاثقله حدیدا و وکل به حفظة قال فاستاذنهم فی و داعه فاذنو فد خلت علیه و القیود فی رجلیه و غل فی یدیه و هو فی قبة فکبیت و قلت وددت انی مکانک و انت سالم فقال یا زهری اتظن ذلک یکر بنی لو شئت لما کان و انه لتذکرة فی عذاب اللہ ثم اخرج رجلیه من القیدو یدیه من الغل ثم قال لا جرت علی هذا یومین من المدینة قال فما مضت الا اربع لیال الا وقد فقدره و قدم الموکلون الذین کانو معه الی المدینة یطلبونه فما وجدوه فما وجدوه فسالت لبعضهم فقالوا انا نراه انه لنازل و نحن له متر صد حتی طلع الفجر فلم نجده ووجد نا حدیده و قال الزهری فقدمت بعد ذلک علی عبدالملک فاسالنی عنه فاخبرة فقال احب ثم خرج فواللہ لقد امتلا قبلی منه خیفة (صواعق محرقہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبدالملک ابن مروان کے حکم سے عاملوں نے امام زین العابدین کو قید کر دیا اور پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائیں۔ میں عاملوں سے اجازت لے کر امام کو لینے کے لیے گیا۔ جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور رونے لگا اور عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے آپ کے اس قید میں ہوتا اور یہ حال آپ کا میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا کہ اے زہری کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں اس قید سے تکالیف میں ہوں اگر میں چاہوں تو ابھی اس سے چھوٹ سکتا ہوں۔ بندگان خدا کو کوئی قید نہیں کر سکتا ہے۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ ہم اس عذاب کو دیکھ کر ہر وقت عذاب آخرت کو یاد کرتے رہیں۔ یہ کہہ کر پاؤں بیڑیوں سے نکال لیے میں حیرت میں رہ گیا۔ فرمایا کہ ہم صرف دو منزل تک ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ چوتھے دن عبدالملک کے نوکر جو امام پر موکل تھے۔ مدینہ واپس آئے اور امام کو ڈھونڈنے لگے۔ ان کو کہیں پتہ امام نہ ملا۔ میں نے ان سے ایک کو پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا ہے۔ صبح کو جب خیمہ میں گئے تو بجز بیڑیوں کے کچھ نہ دیکھا زہری

کہتے ہیں کہ جب میں عبدالملک کے پاس گیا تو میں نے اس قصہ کو اس سے نقل کیا۔ اس نے کہا کہ جس وقت میرے گماشتوں کے ہاتھوں سے نکل گئے اسی دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میرے اور تیرے درمیان کیا عداوت ہے کہ جس کے بدلے میں تو ہمیں یہ تکلیف دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اب آپ میرے پاس اقامت فرماویں انکار کیا اور چلے گئے مجھ کو ان کے چہرہ سے اس قدر خوف آیا کہ میرا تمام جسم خوف سے بھر گیا۔

منہال بن عمر کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں حج کے لیے اور سجاد علیہ السلام کی قدم بوسی سے مشرف ہوا امام نے پوچھا خزیمہ کاہل الاصغری کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا میں اس کو کوفہ میں چھوڑ آیا ہوں فرمایا۔ اللھم اوقه حر الجدید. اللھم اوقه حر الجدید. جب میں لوٹ کر کوفہ میں آیا ان دنوں میں مختار ابن ابی عبیدہ بن جراح نے خروج کیا ہوا تھا میری اس سے دوستی تھی۔ ایک روز میں سوار ہو کر اس کے ملنے کو جا رہا تھا۔ جب اس کے مکان کے قریب پہنچا تو وہ سوار ہو چکا تھا میں بھی اس کے ساتھ ہو لیا ایک مقام پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا۔ اتنے میں خزیمہ کے لوگوں کو گرفتار کر کے حاضر کیا۔ مختار نے حکم دیا کہ فی الفور اس کے ہاتھ قطع کر ڈالو۔ جلاد نے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے پھر لکڑیوں کے انبار میں ڈال کر جلا دیا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار سبحان اللہ پڑھنے لگا۔ مختار نے مجھ سے اس کا سبب استفسار کیا میں نے اس سے حضرت سجاد علیہ السلام کی دعا کا قصہ بیان کیا۔ اس نے مجھ کو دوبارہ قسم دلا کر پوچھا میں نے کہا کہ میں اس امر میں امام پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔ مختار گھوڑے سے اتر کر خدا کا شکر بجا لایا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا تو راستہ میں میرا گھر پڑتا تھا۔ جب میرا گھر نزدیک آ گیا تو میں نے اس کو دعوت کے لیے کہا کہنے لگا اے منہال آج تو نے مجھ سے امام کی دعا کی خبر بیان کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج وہ میرے ہاتھوں سے پوری ہوئی ہے مجھ کو چاہیے کہ میں آج اس کے شکریہ میں تمام دن روزہ رکھوں۔ یہ کہہ کر مجھ سے رخصت ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ)

نقل ہے کہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے ایک روز بعد محمد حنفیہ

رضی اللہ عنہ حضرت سجاد کے پاس تشریف لائے اور کہا میں تمہارا چچا ہوں۔ اور عمر میں بھی آپ سے بڑا ہوں۔ آپ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر علیہ السلام کے تبرکات مجھ کو دے دیں۔ کیونکہ بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے امامت میرا حق ہے۔ جناب سجاد نے ارشاد فرمایا کہ اس امر کا فیصلہ کر لینا ضروری ہے کہ شہید کربلا علیہ التحیہ والثناء کے بعد امام برحق کون ہے۔ تشریف لایے ہم حجر الاسود سے پوچھ لیتے ہیں۔ دونوں صاحب حجر الاسود کے پاس تشریف لے گئے۔ سجاد علیہ السلام نے اسماء ماثورہ الٰہی کو پڑھ کر حجر الاسود کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اے حجر اسود اس امر کا فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کے بعد کون امام برحق اور وصی اور جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حجر الاسود بحکم رب العزت بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے محمد بن خفیہ امامت حضرت سجاد علیہ السلام کا حق ہے کل امور میں آپ پر ان کا اتباع واجب ہے۔ (شواہد النبوۃ)

نقل ہے کہ جناب امام ایک روز اپنے خدمتگاروں کے ساتھ جانب صحرا تشریف لے گئے۔ جب چاشت کے وقت کھانا حاضر کیا گیا۔ اتنے میں ایک ہرن آ کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں علی ابن الحسین بن علی ہوں میری ماں فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ ہیں اے ہرن میرے ساتھ آ کر کھانا کھا لے۔ ہرن نے فی الفور حاضر ہو کر مودبانہ گوشہ بساط پر بیٹھ گیا۔ اور کھانا کھا کر چلا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ پھر اس کو بلائیں نے حضرت نے فرمایا میرا زنہاری ہے ہرگز اس کو نہ چھیڑنا۔ حاضرین نے کہا کہ کیا مجال ہے کہ حضور کی زنہاری کو ہم چھیڑیں حضرت نے آواز دی وہ ہرن آ کر پھر حاضر ہو گیا۔ ایک شخص نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا وہ فی الفور بھاگ گیا۔ حضرت نے فرمایا تم نے میری زنہاری کو کیوں چھیڑا اب وہ ہرگز تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ (شواہد النبوۃ)

عمره سبع و خمسون منها سنتان مع جده علی بن ابی طالب ثم عشر مع عمه الحسن ثم احدی عشر مع ابیه الحسین علیهم السلام یقال سمه الولید بن عبدالملک ودفن بالبقیع عند عمه الحسن و توفی ۹۴ اور ۹۵ (تذکرۃ الخواص)

آپ کی عمر ستاون برس کی تھی دو برس آپ اپنے جد امجد جناب علی علیہ السلام کے کنارہ عاطفت میں پرورش پاتے رہے۔ اور دس برس اپنے چچا حسن علیہ السلام کے سامنے کھیلتے رہے اور گیارہ سال اپنے والد بزرگوار جناب حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے کہا جاتا ہے کہ آپ کو ولید بن عبدالملک نے زہر دلوایا تھا۔ آپ اپنے چچا جناب حسن علیہ السلام کے پہلو میں درمیان قبرستان البقیع مدفون ہیں۔۹۴ یا ۹۵ میں آپ کی وفات واقع ہوئی ہے۔

قال ابن الصباغ المالكى مات مسموما و ان الذى سمه الوليد بن عبدالملك ابن صباغ مالکی کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال زہر سے ہوا ہے اور بہ تحقیق ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دیا تھا۔

و كان يخطب بالحناء و الكتم و قيل بالسواد (تذكره خواص الامه) اور آپ اپنی ریش مبارک کو حنا اور کتم سے خضاب کیا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وسمہ کیا کرتے تھے۔

توفى فى ثانى العشر من محرم ۹۴ و كان عمره اذا ذاك سبعا و خمسين سنة (تذكره خواص الامه) آپ کا انتقال بارہویں محرم ۹۴ کو ہوا اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔

و اولاده خمسة عشرا احد عشر ذكرا و اربع اناث. و اشهر محمد المكنى بابى جعفر الملقب بالباقر آپ کی پندرہ اولادیں تھیں گیارہ مرد چار عورتیں سب سے زیادہ تر مشہور امام محمد ہیں جن کی ابوجعفر کنیت اور باقر لقب ہے۔

مناقب امام محمد باقر علیہ السلام

و هو ابو جعفر الباقر محمد بن على بن الحسين بن على بن ابى طالب و امه ام عبدالله بنت الحسين ابن الحسن بن على و هو على هاشمى من هاشميين و انما سمى الباقر من كثره سجود بقر السجود و جبهة اى فتحها و وسعها و قيل لغزاره

علمہ. قال الجوهری فی الصحاح البقرة التوسع فی العلم. قال و کان یقال لمحمد الباقر لتبقره فی العلام و لیسمی الشاکر و الهادی (تذکره خواص الامه) و فی صواعق محرقه سمی بذلک من بقرا لا رض ای شقها و اثار مخبیا تها و مکانها فکذلک هو اظهر من مخفیات کنوز المعارف و حقائق الا حکام و اللطائف ما لا یخفی الا علی مقطس او فاسد الطویة و السریرة و من ثمه قیل هو باقر العلوم و جامعه و شاهره و رافعه و صفاقلبه و ذکا علمه و طهرت نفسه و شرف خلفه و عمرت اوقاتہ بطاعة الله له من الرسوخ فی مقامات العارفین ماتکل عند السنة الواصلین و له کلمات کثیرة فی السلوک و المعارف لا یحتملها هذه العالة و کفاه شرفا ان بن المدینی روی عن جابر انه قال له و هو صغیر رسول الله صلی الله علیه وسلم یسلم علیک فقیل له و کیف ذلک قال و کنت جالسا و عنده الحسین و فی حجره یلا عبه فقال یا جابر یولد له مولود اسمه علی اذا کان یوم القیامة ینادی منادی لیقیم سید العابدین فیقوم ولده ثم یولد وله ولد اسمه محمد فان ادرکة یا جابر فاقراه منی السلام یعنی باقر لغت میں بقر الارض سے ماخوذ کرتے ہیں یعنی زمین کو پھاڑ کر اس کی مخفیات کو ظاہر کرنے والا۔ جناب امام کو اس لیے باقر کہتے تھے وہ بھی معارف اور حقائق احکام اور حکمت اور لطائف کے سربستہ خزانے ظاہر فرماتے تھے جو بصیرت کے اندھے اور فاسد طبیعت والے پر نہیں ظاہر ہوتے۔ اور اس وجہ سے بھی ان کو باقر کہا جاتا تھا کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنے والے اور اس کو بلند کرنے والے تھے۔ جناب امام کا قلب صاف اور علم روشن اور نفس پاک۔ اور خلقت شریف تھے۔ ان کی اوقات خدا کی طاعت سے معمور تھے۔ اور عارفوں کی سیر اور مقامات میں اس قدر رسوخ رکھتے تھے۔ کہ وصف کرنے والوں کی زبان اس سے قاصر ہے۔ سلوک اور معارف میں ان کے اقوال نہایت کثیر ہیں۔ اس رسالہ میں اس کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ ابن مدنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ

السلام سے کہنے لگے۔ درآنحالیکہ وہ ابھی نہایت صغیر السن تھے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حاضرین نے پوچھا یہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔ جابر نے کہا میں ایک روز سرور عالم کی خدمت بابرکت میں بیٹھا ہوتھا اور حسین علیہ السلام ان کی گود میں کھیل رہے تھے۔ سرکار نے فرمایا کہ اے جابر حسین کا ایک لڑکا ہوگا جس کا نام علی رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن منادی ندا کرنے گا کہ زین العابدین اٹھیں امام حسین علیہ السلام کا وہ بیٹا اٹھے گا۔ پھر اس کا ایک بیٹا محمد ہوگا۔ اے جابر اگر تو اس وقت زندہ رہے تو اس کو میرا سلام کہیو۔

قال المنادی فی طبقاة سمی باقر لانه بقر العلم ای شقه فعرف اصله و لد محمد باقر بالمدینة فی ثالث صفر ۵۷ قیل جده الحسین بثلاث سنین. کنیة ابو جعفر. القابه الباقر. و الشاکر. و الهادی عبدالرؤف مناوی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نام باقر اس لیے رکھا گیا ہے کہ انہوں نے علم کو پھاڑا ہے۔ باقر مشتق ہے بقر سے جس کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔ امام محمد باقر ۵۷ کے صفر کی تیسری تاریخ کو اپنے جد امجد امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے تین برس پہلے مدینہ تشریف میں تولد ہوئے آپ کی کنیت ابوجعفر اور القاب باقر اور شاکر۔ اور ہادی ہیں۔

قال ابن سعد محمد الباقر من الطبقة الثالثة من التابعین من اهل المدینة کان عالما عابدا ثقفه ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر تابعین اہل مدینہ کے تیسرے طبقہ میں سے تھے بڑے عالم اور عابد اور ثقہ تھے۔

روی عن ابیه جدیه الحسن و الحسین و جابرؓ و ابن عمر و طائفة و عنه ابنه جعفر الصادق و عطاء و ابن جریح و ابو حنفیه و الاوزاعی و الزهری و خلق و ثقة الزهری و غیره ذکره النسائی فی فقهاء التابعین من اهل المدینة (طبقات الحفاظ الذهبی) آپ نے اپنے والد اور اپنے اجداد امام حسن و حسین علیہم السلام اور جابر بن عبداللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر ایک طائفہ صحابہ سے حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور آپ سے آپ کے

بیٹے امام جعفر صادق اور دیگر عطا اور ابن جریج اور امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی اور زہری وغیرہ نے حدیث کو لیا ہے اور ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ جس نے کہ سب سے اول حدیث کو تدوین کیا ہے۔ آپ کو حدیث میں ثقہ کہا ہے اور امام نسائی نے اہل مدینہ کے فقہائے تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

قال ابو یوسف قلت لابی حنیفة لقیت محمد بن علی قال نعم و سالة یوما فقلت اراد الله المعاصی فقال ایعصی الله قهرا قال ابو حنیفة فما رایت جوابا افخم منه (تذکرہ خواص الامه) قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا آپ نے جناب امام محمد باقر بن علی علیہ السلام سے ملاقات کی ہے وہ کہنے لگے ہاں میں ان سے ملا تھا اور یہ پوچھا تھا کہ خدا تعالیٰ معاصی کا ارادہ کرسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا آیا اللہ تعالیٰ قہر سے گناہ کرسکتا ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس سے کوئی شاندار جواب نہیں دیکھا۔

قال عطاء ما رایت العلماء عند احد اصغر علما منهم کعند ابی جعفر لقد رایت الحکم عنده کان مغلوبا (خواص الامه) عطا کہتے ہیں علماء کو از روئے علم کسی کے پاس اس قدر چھوٹا سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام ابوجعفر محمد باقر کے روبرو سمجھتے تھے۔ میں نے حکم کو ان کے سامنے مغلوب پایا ہے۔

و توفی مسموما کابیه و هو علوی من جهة ابیه و امه و دفن ایضا فی قبة الحسن توفی ۱۱۷ عن ثمان و خمسین (صواعق محرقه) آپ بھی اپنے والد ماجد کی طرف سے مسموم شہید ہوئے ہیں آپ ماں باپ دونوں کی طرف سے علوی تھے۔ آپ بھی مزار بقیع میں جناب امام حسن علیہ السلام کے گنبد کے اندر مدفون ہوئے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۱۷ میں ہوئی۔ آپ نے اٹھاون برس عمر پائی۔

قال الذهبی فی طبقاة مات ۱۱۴ و هو ابن ۷۳ ذہبی اپنے طبقات میں آپ کی سنہ وفات ایک سو چودہ برس اور عمر تہتر برس لکھتا ہے۔

قال صاحب الارشاد يظهر عن احد من علم الدين و السنن و علم القران و السير والفنون الا ذب ما ظهر عن ابی جعفر (محمد الباقر و علی ابائه السلام) صاحب ارشاد لکھتا ہے کہ جس قدر علم دین اور سنن اور علم قرآن اور سیر فنون ادب وغیرہ جناب ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئے ہیں وہ کسی ایک سے ظاہر نہیں ہوئے۔

عن زید بن ابی حازم قال کنت مع ابی جعفر محمد بن علی الباقر فمر بنا زید بن علی اخوه فقال ابو جعفر اما رایت هذا لیخرجن با لکوفة و لیقیلن و لیطافن براسة فکان کما قال (صواعق محرقه) زید بن علی آپ کے چھوٹے بھائی ہمارے پاس سے گذرے جناب امام نے فرمایا اس کو دیکھتے ہو کہ یہ کوفہ کی طرف جائے گا اور مارا جائے گا اور اس کا سر تمام شہر میں پھرایا جائے گا پس جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام

هو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیه و علی ابائه السلام و روی عنه ان ابی سمانی جعفر ابعلم علی اسم نهر فی الجنة کنیة ابو عبدالله و قیل ابو اسمعیل و یلقب بالصادق و الصابر و الفاضل و الطاهر (تذکره خواص الامه) آپ کا اسم مبارک جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ خود آپ روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرا نام جنت کی ایک نہر کے نام پر جعفر رکھا ہے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور بعض کے نزدیک ابو اسمٰعیل ہے۔ صادق اور صابر اور فاضل اور طاہر آپ کے القاب ہیں۔

ولد بالمدينة ۸۰ و قیل ۸۳ (طبقات المنادی) آپ ۸۰ یا ۸۳ میں تولد ہوئے ہیں۔

امه فروة بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق و ام القاسم اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر و لذلک کان یقول ولد فی ابوبکر مرتین (طبقات الحفاظ

للذهبی و طبقات المناذی) آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہے۔ اور قاسم کی ماں کا نام اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہے اسی لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دو دفعہ جنا ہے۔

روی عن ابیہ و الزھری و نافع و ابن المنکدر و عنہ الثوری و ابن عینیہ و شعبۃ و یحیی القطان و مالک و ابنہ موسی الکاظم (طبقات الحفاظ) آپ نے اپنے والد ماجد اور زہری اور نافع اور ابن المنکدر سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور آپ سے سفیان ثوری اور ابن عینیہ اور شعبہ اور یحییٰ القطان اور امام مالک اور آپ کے فرزند ارجمند جناب امام موسیٰ الکاظم نے حدیث کو روایت کیا ہے۔

و فی الصواعق روی عنہ جماعۃ من اعیان الائمۃ کیحیی بن سعید و ابن جریح و مالک بن انس و الثوری و ابن عینیۃ و ابو حنیفۃ و ابو ایوب السجستانی و قال ابو حاتم جعفر الصادق ثقۃ لا یسئل عن مثلہ علامہ بن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اعیان ائمہ سے ایک جماعت مثل یحییٰ بن سعید و ابن جریح اور امام مالک بن انس اور امام سفیان ثوری اور سفیان بن عینیہ اور امام ابوحنیفہ و ابوایوب السجستانی نے آپ سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور ابوحاتم کا قول ہے کہ جناب جعفر صادق ایسے ثقہ ہیں کہ ویسے شخصوں کی نسبت ہرگز نہیں پوچھا جاتا۔

قال علماء السیر قد اشتغل بالعبادۃ عن طلب الریاسۃ و ذکر حافظ ابو نعیم فی حلیۃ الابرار عن عمر بن المقدام قال کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین (صواعق محرقہ) تمام علماء سیر کا اتفاق ہے کہ آپ ہمیشہ ریاست کی طلب کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہے ہیں۔ حافظ ابونعیم حلیۃ الابرار میں عمر ابن المقدام سے ناقل ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھتا تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ انبیاء کرام کے سلالہ ہیں۔

و سعی بہ عند المنصور لما حج فلما حضر الساعی بہ یشھد قال لہ اتحلف قال نعم

فحلف بالله العظيم فقال احلفه یا امیر المومنین بما اراه فقال حلفه فقال له قل. برئت من حول الله و قوة. و التجات الی حولی و قوتی لقد فعل جعفر کذا و کذا فامتنع الرجل ثم حلف حتی مات مکانة فقال امیر المومنین لجعفر لا باس علیک انت المبراء الساحة المامون الغایة ثم انصرف فلحقه الربیع لجائزة حسنة و کسو صنیة (صواعق محرقه) کہتے ہیں کہ جب منصور حج کرنے کو گیا تو کسی شخص نے اس کے پاس جناب امام کی نسبت ایک بہتان بیان کیا جب وہ بہتان دہرنے والا شہادت ادا کرنے کے لئے اس کے سامنے حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا امیر المومنین جس طرح سے ہم چاہتے ہیں اس طرح ہم اس کو قسم کھلائیں منصور نے کہا آپ اسی طرح سے اس کو قسم کھلائیں۔ آپ نے اس شخص سے کہا تو اسی طرح قسم کھا کہ میں خدا کی توانائی سے بے زار ہو کر اپنی قوت اور توانائی کی طرف پناہ پکڑتا ہوں۔ بے شک جعفر نے ایسا ویسا کیا ہے پہلے اس آدمی نے ایسی قسم کھانے سے انکار کیا پھر قسم کھائی اور اسی جگہ مر گیا۔ منصور نے آپ سے عرض کیا آپ بے غم رہیں آپ کا ساحت شک سے پاک ہے اور آپ آخر کار امن یاب ہیں۔ جب آپ وہاں سے لوٹے تو آپ سے منصور کا غلام ربیع نامی عمدہ جائزہ اور بھاری کسوت لیے ہوئے ملا۔

قتل لبعض الطغاة مولاہ فلم یزل لیلة یصلی ثم دعا علیه عند السحر فسمع الا صوات بموة و لما بلغه قول الحکم بن عباس الکلبی. صلبنا لکم زیدا علی جذع نخلة + ولم نر مهدیا علی الجذع یصلب + قال اللهم سلط علیه کلبا من کلابک فاسترسه الاسد (واقع محرقه) روایت ہے کہ ایک بدمعاش نے آپ کے ایک غلام کو مار ڈالا۔ آپ تمام رات نماز پڑھتے رہے صبح کے قریب آپ نے دعا فرمائی اور اس کے مرنے کا آوازہ سنا۔ اور جب آپ کو حکم بن عباس کے شعر کی خبر لگی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تمہارے زید کو درخت کے تنے سے پھانسی دی ہے اور ہم نے کسی مہدی کو نہیں دیکھا کہ کسی درخت کے تنے میں صلیب دیا گیا ہو آپ نے یہ شعر سن کر اپنے کتوں سے ایک کتا اس پر مسلط کیا پس اس کو شیر نے

پھاڑ ڈالا۔

و من مکاشفاۃ اراد بنو ھاشم مبایعۃ محمد الملقب بالنفس الزکیۃ و اخیہ فی اواخر دولت بنی امیہ و ضعفھم و ارسل لجعفر لیبا عیھما فامتنع فقال واللہ لیست لی و لا لھما. انھا لصاحب القباء الا صفر لیعلبن بھا صبیانھم و غلما نھم و کان المنصور العباسی یومئذ حاضرا و علیہ قباء اصفر فما زالت کلمۃ جعفر تعمل فیہ حتی ملکوا. و سبق جعفر الی ذلک والدہ الباقر فانہ اخبر المنصور و یملک الارض شرقھا و غربھا و یطول مدتھا. قال لہ المنصور مدۃ بنی امیہ اطول ام مدتنا فقال مدتکم و لیعلبن بھذا الملک صبیانکم کما بالا کرۃ فلما اوتی الخلافۃ للمنصور تعجب من قول الباقر (صواعق محرقہ) آپ کے مکاشفات میں سے ہے کہ دولت بنی امیہ کے آخری وقت میں جبکہ ان کو ضعف پیدا ہو گیا بنی ہاشم نے محمد الملقب بالنفس الزکیہ اور اس کے بھائی سے بیعت کرنا چاہا۔ اور جناب امام جعفر کو بھی بیعت کی تکلیف دی آپ نے بیعت سے انکار فرما کر کہا واللہ یہ نہ میرے لیے ہے نہ ان دونوں کے لیے بلکہ زرد کپڑے والے کے واسطے ہے اس کے بچے اور لڑکے اس کے ساتھ کھیلیں گے۔ منصور عباسی اس وقت موجود تھا۔ اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ پس آپ کی پیش گوئی نے بنی عباس میں ظہور کیا اور منصور سلطنت کا مالک ہو گیا۔ اور آپ سے پہلے آپ کے والد ماجد امام محمد باقر نے منصور کو بادشاہ ہونے سے آگاہ کیا تھا۔ اور اس کی سلطنت کی حدودِ شرقی اور غربی اور طول مدت سے خبر دی تھی منصور نے حضرت باقر سے پوچھا تھا کہ بنی امیہ کی مدت سلطنت زیادہ ہوئی ہے یا ہماری سلطنت آپ نے اس سے بیان کیا تھا کہ تمہاری مدت سلطنت بہت زیادہ ہو گی اور تمہارے بال بچے اس ملک کے ساتھ کھیلیں گے جس طرح سے کہ گیند کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔ جب منصور کو خلافت مل گئی تو جناب باقر علیہ السلام کے قول کو یاد کر کے تعجب کیا کرتا تھا۔

اخرج ابو القاسم الطبری من طریق وھب فقال سمعت اللیث بن سعد یقول

حججت ثلاث عشر و مئة فلما صليت فی المسجد و قیت ابا قیس فاذا رجل جالس یدعو فقال یارب یا رب حتی انقطع نفسه ثم قال یاحی یاحی یاحی حتی انقطع نفسه ثم قال الهی انی اشتٔی العنب فالعمینه و اللهم ان بردی قد خلقء فاکسنی. قال الليث و الله ما استتم كلامه حتی نظرت الی سلة مملئوة و لیس علی الارض یومئذ عنب و اذا بردین موضو عین لم ار مثلها فی الدنیا فاراد ان یا کل فقلت انا شریک فقال و لم فقلت لانک دعوت و کنت امن. فقال تقدم و کل فقدمت و اکلت عنبا لم اکل مثله قط ما کان به عجم فاکلنا حتی شبعنا و لم تتغیر الصاة فقال لا تدخرو و لا تحنباء منه شیئا ثم اخذ احد البر دین و رفع الی الاخر فقلت انا غنی عنه فاتزر باحدهما و ارتدی بالاخری ثم اخذ بردیه الخلفین و نزل وهما بیده فلقیه رجل بالسعی فقال له اکسنی یا ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم مما کساک الله فاننی عریان فد فعهما الیه فقلت له من هذا قال جعفر الصادق فطلبة بعد ذلک لا سمع منه شیئا فلم اقدر علیه (صواعق محرقه) ابوالقاسم طبری اپنی تاریخ میں ابن وہب کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ میں لیث ابن سعد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ۱۱۳ میں حج کو کرنے گیا۔ میں عصر کی نماز پڑھ کر جبل ابوقبیس پر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا ہے اور یارب کہتا ہے یہاں تک کہ اس کی آواز منقطع ہوگئی پھر اس نے یاحی یاحی کہا یہاں تک کہ پھر اس کی آواز بند ہوگئی۔ پھر دعا کی الٰہی میں انگوروں کی آرزو رکھتا ہوں تو مجھے اور کھلا۔ اور میری دونوں چادریں پرانی ہوگئیں ہیں مجھے نیا لباس پہنا۔ لیث کہتا ہے کہ واللہ ابھی ان کی دعا ختم نہ ہونی پائی تھی کہ میں نے انگور کی بھری ہوئی ایک پٹاری دیکھی ان دنوں دنیا میں کہیں انگور کا پتہ بھی نہیں تھا۔ اور دونوں چادریں اس کے ساتھ دھری ہوئی تھیں کہ میں نے دنیا میں ویسی چادریں نہیں دیکھی تھیں۔ پس وہ انگور کھانے لگا۔ میں نے کہا میں بھی آپ کا شریک ہوں کہنے لگے کیوں میں نے کہا جب آپ دعا کرتے تھے تو میں آمین کہتا تھا کہنے لگے آگے بڑھ۔ میں آمین آگے بڑھ کر کھانے لگا میں

نے ایسے لذیذ انگور کبھی نہیں کھائے اور ان میں دانہ نہیں تھا۔ ہم کھا کر سیر ہو گئے۔ اس پٹاری کو دیکھا کہ ویسی ہی بھری ہوئی تھی آپ نے فرمایا اس سے ذخیرہ مت رکھیو نہ چھپائیو۔ پھر ایک چادر مجھ کو دی میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں آپ نے ایک کو اوڑھ لیا اور دوسری کا تہ بند بنایا اور دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لیے ہوئے نیچے اترے ایک آدمی ملا کہنے لگا یا بن رسول اللہ آپ مجھے لباس پہنائیں بتصدق اس کے کہ خدا نے آپ کو لباس پہنایا ہے۔ کیونکہ میں ننگا ہوں آپ نے دونوں چادریں اس کو دے دیں۔ میں نے اس سائل سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد پھر میں نے آپ کو بہت ڈھونڈا تا کہ میں آپ سے کوئی حدیث سنوں لیکن میں نے آپ کو نہ پایا۔

توفی ۱۸۴ اربع و ثمانین و مائة مسموما (صواعق محرقه) آپ ۱۸۴ ہجری میں زہر سے فوت ہوئے۔

قال دین الصباغ المالکی الملکی مات جعفر الصادق ۱۸۴ فی شوال و له من ثمان و ستون سنة فقال انه مات مسموما فی ایام المنصور و دفن بالبقیع و اولاده سبعة اوستة واشهرهم الکاظم و من تصنیفاة کتاب الجفر (تذکره خواص الامه) ابن الصباغ المالکی المکی کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق ۱۸۴ شوال کے مہینے میں زہر سے فوت ہوئے ان کی عمر اڑسٹھ برس کی تھی منصور کی خلافت کے دنوں میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور مزار بقیع میں دفن ہوئے آپ کی اولاد چھ یا سات تھے جن میں سے زیادہ مشہور جناب امام کاظم ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں کتاب جعفر والجامع ہے۔

امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام

هو موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی و علی ابائه السلام ولد موسی الکاظم بالابواء ۱۲۸ امه ام ولد یقال لها حمید البزیریه کنیة ابو الحسن و

القابه كثيرة الكاظم و الصابر و الصالح و الامين (تذكره خواص الامه) آپ کا نام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ہے اور آپ کا تولد ابوا (ایک موضع کا نام ہے جو مابین مکہ اور مدینہ کے ہے جہاں پر جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی مادر مہربان آمنہ خاتون کا مرقد مطہر ہے۔ اور صاحب قاموس کے نزدیک ابوا میں عبداللہ والد ماجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اور حضرت آمنہ خاتون کا مزار دار اربعہ میں ہے۔ جو مکہ کے ایک گھر کا نام ہے)۔ بعض کے نزدیک امام محمد باقر ابوا میں ہی تولد ہوئے ہیں) میں ۱۲۸ کو ہوا اور آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا اس مبارک حمیدہ بربریہ تھا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے اور الکاظم اور الصابر اور الاصلح اور الامین آپ کے القاب ہیں۔

و كان يكنى بعبد الصالح لكثرة عبادة و اجتهاده و قيامه الليل و كان اذا بلغه عن احد يوذيه يبعث اليه بمال (طبقات الحفاظ للذى) باعث کثرت عبادت اور اجتہادات اور بیداری کے آپ کو عبدالصالح بھی کہتے تھے جب آپ آگاہ ہو جاتے کہ کوئی آپ کی ایذا رسانی کے درپے ہے تو آپ کچھ مال اس کے پاس بھیج دیتے۔

فی فصول المهمه كان موسى الكاظم اعبد اهل زمانه و اعلمهم و اسخاهم كفا و اكرمهم نفسا و كان يفتقد فقراء اهل المدينة فيحتمل اليهم الدراهم و الدنانير الى بيوتهم ليلا و كذلك النفقات و الا يعلمون من اى جهة و صلهم ذلك و لم يعلمو بذ الك الابعد موة فصول مہمہ میں لکھا ہے کہ جناب امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ عابد اور سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے اور بزرگ نفس والے تھے۔ آپ فقراء اہل مدینہ کے حال پر مہربانی فرماتے اور ان کے گھروں میں درہم و دینار اور کھانا وغیرہ بھیجتے اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ کون کہاں سے آتا ہے اور یہ راز ان پر امام وفات تک نہ کھلا۔

و فی صواعق محرقه و كان معروف عند اهل العراق بباب قضاء الحوائج عندالله

اعبد اهل زمانه و اسخاهم علامہ بن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ جناب کاظم علیہ السلام اہل عراق میں خدا کی طرف سے حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ عابد تھے۔

(و ایضا فیہ) ساله الرشید کیف قلتم نحن ذریة رسول الله صلی الله علیه وسلم و انتم ابناء علی فتلا موسی و من ذریة دوئود و سلیمن الی ان قال عیسی و لیس له اب و ایضا فمن حاجک من بعد ماجاء ک من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم الآیة و لم یدع رسول الله صلی الله علیه وسلم عند مباهله النصاری غیر علی و فاطمة والحسن و الحسین فکان الحسن و الحسین هما الابناء کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کہلاتے ہیں۔ اور آپ تو علی کی اولاد ہیں۔ جناب امام موسیٰ کاظم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ ابراہیم کی ذریت سے داؤد اور سلیمان تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کے نام تک پہنچے اور فرمایا کہ عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا۔ اور دوسری یہ آیت پڑھی کہ پس جو کوئی تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ جس کا تجھے علم آ گیا ہے پس کہہ دے کہ آؤ ہم پکاریں اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔ آخر آیت تک پڑھ کر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ نصاریٰ کے مقابلہ میں سوا علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کے دوسرے کسی کو نہیں لے گئے۔ پس حسنین آپ کے ابناء ٹھہرے۔

و من بدیع کراماة ما حکا ابن الجوزی در امهر مزی و غیر هما عن شفیق البلخی انه خرج حاجا سنه تسع و اربعین و مائة فراه بالقادسیة متفردا عن الناس فقال فی نفسه هذا فتی من الصوفیة ان یکون کلا علی الناس فمضی الیه فقال یا شفیق اجتنبوه کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم فاراد ان یحاله فغاب عنه عن عینیه فما راه الا بو اقصه یصلی و اعضاء تضطرب و دموعه تتجاوز. فجاء الیه لیعتذر فخفف فی صلوة فقال له و انی غفار لمن تاب و امن فلما نزلو ارما له علی بئر سقطت رکوة

فيها فدعى فطغى الماء حتى اخذها و توضاء و صلى اربع ركعات ثم مال الى كثيب رمل فطرح منه فيها و شرب فقال له اطعمنى من فضل ما رزقك الله تعالى فقال يا شفيق ان تريد لم نزل انعم الله عليك ظاهرة و باطنة فاحسن ظنك بربك فناو لينها فشربت منها فاذا سويق و سكر و ما شربت و الله الذمنه و لا اطيب ريحا فشبعت و رويت و اقت اياما لا اشتهى شرابا و لا طعاما ثم لم اره الا بمكة و هو بغلمان و غاشية و امور على خلاف ما كان عليه بالطريق (صواعق محرقه) آپ کی کرامات بدیعہ میں ایک وہ حکایت ہے جس کو ابن الجوزی اور لاہرمزی رحمہما اللہ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ۱۴۹ ایک سو انچاس میں شقیق حج کرنے کو گئے اور قادسیہ میں جناب امام کاظم کو دیکھا کہ لوگوں سے جریدہ طور پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ شقیق اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ نوجوان صوفی یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کا بار خاطر بنے آپ شقیق کے پاس سے ہو کر گذرے اور یہ آیت پڑھی کہ (اے شقیق) تم پرہیز کرو بہت سے گمانوں سے بعض گمان گناہ ہیں شقیق چاہتے تھے کہ کہیں ایک جگہ آپ کی معیت میں فروکش ہوں۔ لیکن آپ شقیق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے پھر آپ کو واقصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے تمام اعصاب کانپ رہے ہیں اور آنسو جاری ہیں۔ شفیق آپ کی خدمت میں عذر کرنے کے لیے حاضر ہوئے آپ نے اپنی نماز میں تخفیف فرما کر یہ آیت پڑھی کہ (میں بخشنے والا ہوں اس کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا) جب رمالہ میں پہنچے تو شفیق نے پھر ان کو دیکھا کہ ایک کنوئیں میں آپ کا لوٹا گر گیا ہے اور آپ نے اس لوٹے کو مانگا اور کنوئیں میں پانی بلند ہو گیا یہاں تک کہ آپ نے لوٹا پکڑ لیا۔ اور وضو فرمایا اور نماز کی چار رکعت پڑھیں۔ پھر ریت کے ایک ٹیلے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے تھوڑی سی ریت لے کر لوٹے میں ڈالی اور پینے لگے شفیق نے عرض کیا جو کچھ کہ آپ کو خدا نے کھلایا ہے آپ اس کا جوٹھا مجھ کو عنایت فرما دیں آپ نے فرمایا نہیں اے شفیق اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ ظاہر و باطن تجھے اپنی نعمتیں عطا فرمایا کرے پس تو اپنے رب کی جانب اپنا گمان نیک رکھا کر پھر آپ نے وہ جوٹھ مجھے دے دیا میں

نے اس سے پیا تو وہ ستو اور شکر سے بھرا ہوا پایا۔ میں نے کبھی ایسے لذیذ ستو نہیں پیئے تھے اور نہ اس سے زیادہ خوشبودار دیکھے تھے۔ پس میں سیر ہو گیا کئی دن تک مجھ کو پھر بھوک اور پیاس نہ لگی۔ میں نے پھر راستے میں آپ کو دیکھا جب مکہ میں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ آپ نوکروں اور خدمت گاروں کے درمیان سوار تشریف لے جاتے ہیں اور جن امور کو میں نے راہ میں دیکھا تھا ان کے برخلاف بڑی شان وشوکت سے آپ کی سواری جا رہی ہے۔

و کان الموسی الهادی حبسه او لا ثم اطلقه لانه رای علیا یقول له هل شئتم ان تولیتم ان تفسدو افی الارض و تقطعوا ارحامکم فانبة و عرف انه المراد فاطلقه لیلا و لما قال له الرشید حین راه جلسا عند الکعبة انت الذی یبا یعک الناس سر افقال انا امام القلوب و انت امام الجسوم و لما اجتمعا اما الوجه الشریف علی صاحبه افضل الصلوة و السلام قال الرشید السلام علیک یا بن عم فقال الکاظم السلام علیک یا ابت و کانت سببا لا مساکه و حمله معه الی بغداد و حبسه فلم یخرج من حبه الا میتا مقیدا و دفن جانب الغربی من بغداد (صواعق محرقه) خلیفہ موسیٰ الہادی نے پہلے آپ کو قید کیا تھا پھر چھوڑ دیا کیونکہ اس نے ایک دفعہ جناب علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ اس سے فرما رہے ہیں تم اسی لیے خلافت چاہتے تھے کہ تم لوگ زمین میں فساد اور قطع رحم کرو۔ موسیٰ الہادی نے خواب سے بیدار ہو کر معلوم کیا کہ اس سے مراد جناب امام ہیں پس آپ کو رات ہی میں رہا کر دیا۔ اور پھر جب رشید نے آپ کو کعبہ کے پاس بیٹھا ہو دیکھا تو کہا آپ ہی لوگوں سے پوشیدہ بیعت لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں دلوں کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے جس روز کہ دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہوں گے رشید حضرت سے عرض کرے گا اے ابن عم السلام علیک اور کاظم عرض کرے گا السلام علیک اے میرے باپ یہی آپ کی گرفتاری کا سبب ہوا ہارون رشید آپ کو گرفتار کر کے بغداد میں لے آیا اور قید رکھا۔ تاوقت انتقال آپ اس سے رہا نہ ہوئے۔ اور بغداد کی غربی جانب مدفون

ہوئے۔

و لما حج الرشيد سعى به اليه و قيل ان الا موال يحمل اليه من كل جانب حتى يشترى صيغة بثلاثين الف دينار فقبض عليه و انقده لا مره بالبصرة عيسى بن جعفر بن المنصور فحبسه سنة ثم كتب اليه الرشيد فى دمه فاستعفى و اخبر انه لم يدع على الرشيد و ان لم يمكن من يسلمه و الا خلى سبيله فبلغ الرشيد كتابه فكتب للسدى ابن شاهک بتسليمه و امره فيه فجعل له سما فى طعامه و قيل فى رطب فتوعک و مات بعد ثلاثة ايام و عمره خمسة و ستون سنة (صواعق محرقه) جب خلیفہ ہارون رشید حج کرنے کو گیا تو جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسبت کہ رشید کے پاس شکایت کی گئی کہ آپ کے پاس ہر طرف سے مال آتا ہے اور آپ نے تیس ہزار دینار کی زمین خریدی ہے۔ رشید نے اس پر قبضہ کرلیا اور عیسیٰ بن جعفر بن منصور کو حکم بھیج کر آپ کو قید کر دیا۔ ایک سال تک آپ قید میں رہے پھر ان کے قتل کے لیے عیسیٰ کو لکھا عیسیٰ نے آپ کو قتل کرنے سے معافی چاہی اور یہ لکھ بھیجا کہ خلیفہ کسی آدمی کو بھیجیں تا کہ میں امام کو اس کے سپرد کر دوں۔ اگر نہیں بھیجے گا تو میں ان کو چھوڑ دوں گا۔ جب رشید کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے لکھ بھیجا کہ امام کو سدی بن شاہک کے سپرد کر دے اور سدی کو جناب امام کے قتل کرنے کا حکم بھیج دیا اس نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ کہتے ہیں کہ کھجوروں میں آپ کو زہر دیا گیا ہے جس سے آپ لوٹ پوٹ ہوتے تھے تین دن کے بعد انتقال فرما گئے آپ کی عمر اس وقت پینسٹھ برس کی تھی۔

و توفى فى خمس من شهر رجب ۱۸۳ و اولاده فى فصول المهمه سبعة و ثلاثون و اشهر هم على الرضا آپ کا انتقال پانچویں رجب ۱۸۳ کو ہوا۔ اور فصول مہمہ کے مصنف نے ۳۷ آپ کی اولاد کے آدمی لکھے ہیں۔

و من مصنفاة مسند الامام موسى بن جعفر الكاظم رواه ابو نعيم الا صفهانى صاحب حلية الابرار (كشف الظنون فى اسامى الكتب و الفنون) آپ کی مشہور تصانیف میں سے

مسند ہے جس کو کہ حافظ ابونعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الابرار میں آپ سے روایت کیا ہے۔

امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

ولد علی بن موسی الرضا بالمدینة ۱۴۸ و قیل ۱۴۳ امه ام ولد یقال لها ام البنین و اسمها اروی کنیة ابو الحسن القابه الرضا و الصابر و الزکی و الولی (تذکره خواص الامه) جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثناء ۱۴۸ یا ۱۴۳ کو مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ ام الولد تھیں جن کو بعض نے ام البنین لکھا ہے۔ ان کا اسم شریف اروی تھا۔ جناب امام کی کنیت ابوالحسن اور القاب رضا۔ اور صابر اور زکی اور ولی ہیں۔

قال ابراهیم بن العباس ما رایت اعلم منه و کان المامون یمتحنه بالسوال عن کل امر فیجیبه الجواب الشافی و کان قلیل النوم کثیر الصوم لا یفوۃ صوم ثلاثة ایام من کل شهر و کان کثیرا الخیر و اکثر ما یکون فی اللیالی الظلمة و کان جلوسه فی الصیف علی حصیر و فی الشتاء علی مسح (تذکره خواص الامه) ابراہیم بن عباس کہتا ہے کہ میں نے ان سے زیادہ کوئی عالم نہیں دیکھا مامون اکثر سوالات میں ان کا امتحان لیا کرتا تھا۔ اور آپ اس کو جواب شافی دیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم سوتے تھے۔ اور روزے کثرت سے رکھا کرتے تھے۔ ہر مہینے کے تین دن کے روزے آپ نے کبھی نہیں فوت کیے۔ آپ اکثر اندھیری راتوں میں خیرات دیا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں چٹائی پر اور جاڑے کے دنوں میں کمبل پر بیٹھا کرتے تھے۔

و فی الصواعق هو ابینهم ذکر او اجلهم قدرا و من ثم احله المامون محل مهجة و انکحه ابنة و اشرکه فی مملکة و فوض الیه امر الخلافة فانه کتب بیده کتابا سنه احدی و مائتین بان علی الرضا و لی عهده و اشهد علیه جمعا کثیرا الکنه توفی قبله فاسف علیه کثیرا و اخبر قبل موة بانه یا کل عنبا او رمانا مسموما و ان المامون

یرید دفنه خلف الرشید و لم یستطع و کان ذلک کلمه کما اخبربه (صواعق محرقه) صواعق محرقہ میں ہے کہ سب سادات سی از روئے ذکر کے روشن ترہیں اور قدر میں سب سے برتر ہیں۔ اسی وجہ سے مامون نے اپنے سینہ میں ان کو جگہ دی تھی۔ اور اپنی بیٹی کے ساتھ ان کا نکاح کیا تھا۔ اور اپنی مملکت میں شریک بنایا تھا اور امر خلافت ان کی طرف سپرد کر کے ۲۰۱ ہجری میں ایک جماعت کی گواہی سے آپ کی ولی عہدی کا عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا۔ لیکن آپ اس سے پہلے انتقال فرما گئے جس پر کہ مامون کو نہایت افسوس ہوا آپ نے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ آپ کو زہردار انگور یا انار کھلایا جائے گا مامون کا ارادہ تھا کہ مرنے کے بعد رشید کے پہلو میں خود دفن ہو لیکن یہ بات اس کو حاصل نہ ہوئی اور مامون کی جگہ پر جناب امام دفن ہوئے۔ یہ سب خبریں جناب امام نے اپنے انتقال سے پہلے بیان فرمائی تھیں۔

عن موسی بن عمران قال رایت علیا الرضا فی مسجد المدینة و ھارون الرشید خطب قال ترونی و ایاہ ندفن فی بیت و احد (تذکرہ خواص الامه) موسیٰ بن عمران ناقل ہیں کہ میں نے جناب امام علی الرضا علیہ التحیہ والثناء کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا اس وقت ہارون رشید منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ میں اور یہ یعنی ہارون رشید ایک گھر میں دفن ہوں گے۔

و من موالیه معروف الکرخی استاذ السری السقطی لانه اسلم علی یدہ (رواہ الحاکم) معروف کرخی استاذ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جناب امام علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے کیونکہ وہ آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے۔

عن محمد بن عیسی بن حبیب قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فی مسجد الذی ینزل الحجاج فیه ببلدنا فسلمت فوجدت عندہ طبقا من خوص المدینة فیه تمر صیحانی فنا ولنی منه ثمانی ثمرة فلما کان بعد عشرین یوما قدم ابو الحسن علی الرضا من المدینة و نزل ذلک المسجد و ھرع الناس السلام علیک

فضیت نحوہ فاذا ھو جالس فی موضع الذی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فیہ و بین یدیہ طبق من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فسلمت علیہ فاستدنانی و ناولنی قبضۃ من ذلک التمر فاذا عدتھا بعد ما ناولنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت لہ زدنی فقال لو زادک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزدناک (رواہ الحاکم) محمد بن عیسیٰ بن حبیب کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ہمارے شہر کی مسجد میں آپ فروکش ہوئے ہیں۔ میں حضور کے سلام کے لیے حاضر ہوا ہوں اور سرکار کے سامنے مدینہ کی کھجوروں کے پتوں کا طبق رکھا ہوا ہے۔ جس میں صیحانی کھجوریں ہیں آپ نے مجھ کو ان میں سے آٹھ کھجوریں عطا فرمائیں۔ جب اس خواب پر بیس دن گذر گئے تو جناب امام ابوالحسن مدینہ سے تشریف لائے اور اسی مسجد میں اترے اور لوگ سلام کے لیے دوڑے میں بھی آپ کے پاس گیا دیکھا تو آپ اسی مقام پر تشریف رکھتے ہیں جس جگہ پر کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور مدینہ کی کھجور کے پتوں کا طبق صیحانی کھجوروں سے بھرا ہوا آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے میں نے سلام عرض کیا آپ نے مجھے قریب بلا کر مٹھی بھر کر ان کھجوروں میں سے عطا فرمائیں میں نے ان کو شمار کیا تو اسی تعداد کے مطابق پائیں جو مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں عطا فرمائی تھیں۔ میں نے جناب امام علیہ السلام سے عرض کیا آپ مجھے زیادہ عطا کریں آپ نے فرمایا اگر تجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ عطا کرے تو ہم بھی زیادہ دیتے۔

و فی الصواعق لما دخل نیسا بور کمافی تاریخھا و شق سوقھا و علیہ مظلۃ لا یری من ورائھا تعرض لہ الحفظان ابو ذرعۃ الرازی و محمد بن اسلم الطوسی و معھما من طلبۃ العلم و الحدیث ما لا یحصی فتضرعا الیہ ان یریھم وجہ و یروی لھم حدیثا عن ابائہ فاستوقف البغلۃ و امر غلمانہ ان یکشف المظلۃ و اقر عیون تلک الخلائق برویۃ طلعۃ لمبارک فکانت لہ ذواتبان حدیثان علی عاتقہ و الناس بین

صارخ و باک و متمرغ فی التراب و مقبل لحافر و بغلة. فصاحت العلما یا معاشر الناس انصتو فا نصتوا و ستملی منه الحافظ المذکوران فقال حدثنی ابی موسی الکاظم عن ابیه جعفر عن ابیه محمد الباقر عن ابیه زین العابدین عن ابیه الحسین عن ابی علی بن ابیه طالب قال حدثنی حبیبی و قرة عینی ابو القاسم رسول الله صلی الله علیه و علی اله وسلم قال حدثنی جبرائیل قال سمعت رب العزة سبحانه یقول لا اله الا الله حصنی فمن قالها دخل حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی. ثم ارخی السترو سارفعد اهل المحابر و الدوی الذی یکتبون فانا فوا عشرین الفاوفی روایة ان الحدیث مروی. الایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالا رکان. لعلهما واقعتان. و قال احمد لو قرات هذه الا سناد علی مجنون لبرء من جنة صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر تاریخ نیشاپور سے ناقل ہیں کہ جب جناب امام علی موسیٰ الرضا نیشاپور میں تشریف لے گئے تو زائرین کے ازدھام سے چلنا دشوار تھا۔ آپ ایک خچر پر سوار تھے اور آپ پر چھاتا لگا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کو نہیں دیکھ سکتے تھے ابوزرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اس زمانہ کے مشہور حافظان حدیث نے آگے بڑھ کر باگ تھام لی۔ طلبہ علم اور محدثین کی جماعت کثیر ان دونوں کے ہمراہ تھی جو شمار میں نہیں آسکتی تھی۔ دونوں بزرگوں نے نہایت عجز سے عرض کیا کہ حضور لوگوں کو اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائیں۔ اور اپنے آباء کرام کی کوئی حدیث سنائیں۔ آپ نے خچر کو کھڑا کر دیا اور چھتری کو اتار دیا۔ آپ کی طلعت مبارک کو دیکھ کر خلقت کی آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ دو گیسو آپ کے کندھوں پر لٹکے ہوئے تھے لوگ روتے اور چلاتے اور مٹی میں لوٹتے۔ اور خچر کے پاؤں کو چومتے تھے۔ علماء نے پکار کر کہا اے لوگو خاموش ہو جاؤ تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ دو حافظان حدیث کی التماس پر آپ نے فرمایا مجھ سے میرے باپ امام موسیٰ کاظم نے بیان کیا ہے۔ اور ان سے ان کے والد ماجد امام جعفر صادق نے کہا ہے۔ اور ان سے ان کے پدر بزرگوار امام حسین سے ناقل ہیں کہ اور اپنے والد مہربان اب مکرم امام زین العابدین نے نقل کیا ہے۔ اور

وہ اپنے باپ امام محمد باقر سے ناقل ہیں کہ اور اپنے والد مہربان جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے آگاہ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ میرا حصن ہے اور جو میرے حصن میں داخل ہوا میرے عذاب سے بے خوف ہوا۔ یہ کہہ کر جناب امام نے پردہ چھوڑ دیا۔ اور تشریف لے گئے۔ جو لوگ کہ دوات اور قلم لے کر اس حدیث کو لکھ رہے تھے ان کا شمار کیا گیا تو ان کی تعداد بیس ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امام نے اس حدیث کو بیان فرمایا تھا کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے اور ارکان کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔ شاید یہ دونوں واقعات علیحدہ علیحدہ ہوئے ہوں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث کو انہیں اسناد کے ساتھ پڑھ کر دیوانہ پر پھونکا جائے تو البتہ اس کی دیوانگی جاتی رہے گی۔ اور وہ تندرست ہو جائے گا۔

و كانت وفاة ۲۰۳ فی اخر صفر و عمره خمس و خمسون و دفن بسنا اباد رستاق من اعمال طوس و اولاد خمسة و اشهر جواد (صواعق) آپ کی وفات ۲۰۳ میں صفر کی آخری تاریخوں میں ہوئی ہے۔ اس وقت آپ کی عمر پچپن برس کی تھی۔ آپ قریہ سنا آباد میں جو شہر طوس کا ایک گاؤں ہے دفن ہوئے ہیں آپ کی پانچ اولاد تھیں جن میں زیادہ مشہور امام جواد علیہ السلام ہیں۔

و من مصنفاة مسند اهل البيت (كشف الظنون) آپ کی تصنیفات میں سے مشہور کتاب مسند اہل بیت ہے جس میں اہل بیت کے مرویات کو جناب امام نے جمع فرمایا ہے۔

امام جواد علیہ السلام

امه ام الولد يقال لها سكينة المرسية و كنية ابو جعفر لكنية جده محمد الباقر و لقبه. تقى و الجواد و القانع و المرتضى و لد بالمدينة تاسع عشر رمضان ۱۹۵

(تذکرہ خواص الامہ) آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا نام نامی سکینہ المرسیہ تھا۔ جناب امام کی کنیت آپ کے جدامجد محمد باقر علیہ السلام کی کنیت پر ابوجعفر تھی آپ کے اشہر القاب تقی اور جواد ہیں اور القانع اور المرتضیٰ کے القاب سے بھی مشہور ہیں۔ انیسویں رمضان ۱۹۵ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا تولد ہوا۔

(و فی الصواعق) کان واقف و الصبیان یلعبون فی ازقة بغداد و مر المامون ففرو و وقف محمد و عمره تسع سنین فالقی محبة فی قلبه فقال له یا غلام ما منعک من الا نصراف فقال له یا امیر المومنین لم یکن بالطریق ضیق فاوسعه لک و لیس لی جرم فاخشی و الظن بک حسن ان تفر من لا ذنب له فاعجبه کلامه و حسن صورة فقال ما اسمک و اسم ابیک فقال محمد بن علی الرضا فترحم علیه و علی ابیه و ساق جواده و کان معه بزاة للصید فلما بعد عن العمران و ارسل باز علی دراجة فغاب عنه ثم عاد و فی منقاره سمکة و تعجب من ذلک غایة العجب و رجع فرای الصبیان علی حالهم و محمد عند هم ففروا الا محمد فدنا منه و قال یا محمد ما فی یدی فقال یا امیر المومنین ان الله خلق فی بحر قدرة سمکا صغارا تصیدها بزاة الملوک و الخلفاء فیختبربها سلالة اهل المصطفی علیه و علیهم السلام فقال له انت ابن الرضا حقا و اخذ معه و احسن الیه و بالغ فی اکرامه و لم یزل مشفقا به مما ظهر له بعد ذلک امن فضله و علمه و کمال عقله و ظهر برهانه مع صغر سنه و عزم علی تزویج بنة ام الفضل و همم علی ذلک فمنعه العباسیون من ذلک خوفا من ان یعهد الیه کما عهد الی ابیه فذکر لهم انما اختاره لتمیز علی کافة اهل الفضل علما و معرفة و حلما مع صغر سنه فتنازعوا فی اتصاف محمد بذلک ثم تواعد و اعلی ان یرسلوا الیه من یختزه فارسلوا الیه یحیی بن اکثم و خواص الدوله فامر المامون بفرش حسن لحمید فجلس علیه فساله یحیی مسائل فاجا به باحسن جواب فقال له

الخليفة حسنت يا ابا جعفر فان اردت ان تسال يحيى و لو مسئلة واحدة فقال له ما تقول رجل نظر الى مراة اول النهار حراما ثم حلت له عند ارتقاع الشمس ثم حرمت عليه عند الظهر ثم حلت له لعصر ثم حرمت عليه المغرب ثم حلت له العشاء ثم حرمت عليه نصف اليل ثم حلت له الفجر فقال يحيى لا ادرى فقال محمد امة نظرها اجنبى و هو حرام ثم اشتراها عند ارتقاع النهار و اعتقها لزهر و تزوجها العصر و ظاهر منها المغرب و كفر العشاء و طلقها رجعيا نصف الليل و راجعها الفجر فعند ذلک قال المامون للعباسيين قد عرفتم ما تنكرون ثم زوجه فی ذلک المجلس ابنة ام الفضل ثم توجه بها الي المدينة فارسلت تشتكي منه لا بيها انه تسرى عليها فارسل اليها ابو ها انالم نزوجک له لم لتحرم عليه حلا لا فلا تعودی بمثله صواعق محرقہ میں ہے کہ ایک دن آپ بغداد کی گلی میں کھڑے ہوئے تھے لڑکے کھیل رہے تھے مامون کی سواری آئی لڑکے بھاگ گئے آپ کھڑے رہے اس وقت آپ کی عمر نو برس کی تھی مامون نے جب جناب امام کو دیکھا۔ تو اس کے دل میں امام کی محبت پیدا ہوگئی اور آپ سے پوچھنے لگا اے لڑکے تو کیوں نہیں بھاگ گیا۔ آپ نے جواب دیا امیر المومنین راستہ تنگ نہیں تھا کہ میرے ہٹ جانے سے تمہاری سواری کا راستہ کشادہ ہو جاتا۔ اور میں مجرم نہیں تھا کہ آپ کے خوف سے بھاگ جاتا اور تمہاری نسبت میرا گمان بھی نیک تھا۔ کہ بغیر جرم کے کسی کو نہیں بھگائیں گے۔ مامون کو یہ کلام نہایت پسند آیا۔ اور آپ کی صورت بھلی معلوم ہوئی۔ پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا محمد بن علی الرضا۔ مامون کو آپ پر اور آپ کے والد ماجد پر بہت ترس آیا اور اپنا گھوڑا بڑھا دیا۔ مامون اس وقت شکار کھیلنے کے لیے نکلا تھا۔ اور اس کے ساتھ چند باز تھے جب آبادی سے دور نکل گیا تو ایک باز کو تیتر پر چھوڑا وہ غائب ہو گیا جب لوٹ آیا تو اس کی چونچ میں ایک مچھلی تھی۔ مامون دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اور وہاں سے لوٹا لڑکے کھیل رہے تھے۔ جناب امام کے سوا سب بھاگ گئے۔ مامون نے قریب ہو کر پوچھا یا محمد میرے

ہاتھ میں کیا ہے۔آپ نے فرمایا امیر المومنین خدائے تعالیٰ نے اپنے دریائے قدرت میں ایک نئی مچھلی پیدا کی ہے جس کو کہ بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اس کو خبر دیتے ہیں۔ مامون نے کہا بے شک آپ امام علی الرضا کے فرزند ہیں۔آپ کو اپنے ساتھ لے گیا اور نہایت تکریم سے پیش آیا۔جس قدر کہ اس پر علم و فضل اور کمال عقل اور ظہور برہان کی حقیقت کھلتی گئی اسی قدر وہ آپ کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا گیا۔آخرش اس نے جناب امام سے اپنی بیٹی ام الفضل کے نکاح کرنے کا قصد کیا۔بنی عباس اس خوف سے مانع ہوئے۔کہ وہ باپ کی طرح سے کہیں ان کو بھی ولی عہد نہ بنائے۔مامون نے عباسیوں سے کہا میں نے باوجود صغر سنی کے تمام اہل فضل پر علم اور فضل اور حلم میں ان کے ممتاز ہونے کی وجہ سے ان کو اس کام کے لیے منتخب کیا ہے۔بنی عباس آپ کے ان اوصاف میں تنازعہ کرنے لگے اور ان لوگوں نے مقرر کیا کہ ہم ایک ایسے آدمی کو لائیں گے جو ان امور میں ان کا امتحان کرے۔اس بات کے لیے انہوں نے اس زمانہ کے زبردست عالم اور بے نظیر مناظر یحییٰ بن اکثم کو پیش کیا سب ارا کین دولت اس وقت جمع تھے۔خلیفہ نے جناب امام کے لیے ایک مکلّف مسند بچھانے کا حکم دیا۔جب جناب نے اس پر جلوس فرمایا یحیی نے ان سے چند مسائل پوچھے آپ نے دلائل واضح سے جواب دیے خلیفہ نے کہا یا ابا جعفر آپ نے بہت ہی اچھی طرح سے ان کے مسائل کا جواب دیا ہے۔اگر ایک ہی مسئلہ ہو مگر آپ یحییٰ سے ضرور پوچھیں آپ نے یحییٰ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبح کو ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا۔اور وہ اس وقت اس پر حرام ہوگئی۔پھر ظہر کے وقت دیکھا اس پر حرام ہوگئی اور عصر کے وقت پھر حلال ہوگئی پھر مغرب کے وقت حرام ہوگئی پھر عشاء کو حلال ہو گئی،اور آدھی رات کو حرام ہوگئی۔پھر فجر کو حلال ہوگئی۔یحییٰ نے کہا میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا۔جناب امام نے فرمایا صبح کو ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا وہ اس وقت اس مرد پر حرام تھی اور آفتاب کے طلوع کے وقت اس کو خرید لیا وہ اس پر حلال ہوگئی ظہر کے وقت اس کو آزاد کر دیا اور عصر کے وقت اس سے نکاح کیا۔اور مغرب کے وقت ظہار کیا اور عشاء کو کفارہ دیا۔اور آدھی رات

کو اسے طلاق رجعی دی اور فجر کو اس سے رجوع کیا۔ یہ سن کر مامون نے بنی عباس سے کہا جس بات پر تم جھگڑ تے تھے اب تم نے دیکھ لیا۔ پھر اسی مجلس میں جناب امام کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ جناب امام مامون کی بیٹی کو لے کر مدینہ شریف چلے گئے وہاں سے اس نے باپ کے پاس شکایت بھیجی کہ جناب امام کنیزوں کے ساتھ خلا ملا رکھتے ہیں مامون نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم نے تیرا نکاح ان سے اس لیے نہیں کیا کہ تو ان پر خدا کے حلال کو حرام کرے ہرگز ایسی باتیں پھر نہ کریو۔

و توفی من المحرم سنه عشرین و مائتین و دفن فی مقابر قریش فی ظهر جده الکاظم و عمرہ خمس و عشرون سنة و یقال انه سم ایضا (صواعق) آپ کا انتقال محرم ۲۲۰ کو ہوا۔ اور بغداد میں قبرستان قریش میں اپنے جدامجد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی پشت کے پیچھے دفن ہوئے۔ پچیس برس آپ نے عمر پائی کہتے ہیں کہ آپ کو بھی زہر دیا گیا ہے۔

یقال ان ام الفضل بنت المامون سقة بامر ابیها (تذکرہ خواص الامه) سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ ام الفضل مامون کی بیٹی نے اپنے باپ کے حکم سے آپ کو زہر دیا۔

الامام علی العسکری علیہ السلام

قال ابن الخشاب فی تاریخ موالید اهل البیت ولد ابو الحسن علی الهادی بالمدینة فی رجب ۲۸۴ وامه ام ولد یقال لها سمانة المغربیة و کنیة ابو الحسن و القابه الهادی المتوکل و الناصح و النقی و المرتضی و الفقیه و الا مین و الطیب تاریخ موالید اہل بیت میں ابن الخشاب لکھتے ہیں کہ جناب امام ابوالحسن علی الہادی علیہ السلام کی ولادت باسعادت رجب ۲۸۴ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا اسم مبارک سمانہ مغربیہ تھا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ اور المتوکل۔ اور الناصح اور النقی اور المرتضیٰ اور الفقیہ اور الامین اور

الطیب القاب ہیں۔

و سمی العسکری بذلک لاشخاصه من المدینة الی سرمن رای و اسکنه بها و کانت تسمی العسکر فعرف بالعسکری فکان وارث ابیه علماء و سخاء امن ثم جاء ه الاعرابی من اعراب الکوفة و قال انی من المتمسکین بولای جدک و قد رکبنی دین اثقلنی حمله الم اقصد لقضائه سواک فقال کم دینک قال عشرة الاف درهم فقال طب نفسک بقضائه انشاء الله تعالی ثم کتب له و رقة فیها ذلک المبلغ دینا علیه له و قال له ایتنی بها فی الجملس العام و طالبنی بها و اغلظ فی الطلب ففعل فاستمله ثلاثة ایام فبلغ ذلک المتوکل فامر له بثلاثین الفا فلما و صلة اعطا ها الا عرابی فقال یا بن رسول الله ان العشرة الاف لا اقصی اربی فابی ان یسترد منه من الثلاثین شیئا قول الاعرابی و هو یقول الله اعلم حیث یجعل رسالة و نفل بعض الحفاظ ان امراة زعمت انها شریفة بحضرت المتوکل فسال عمن یجتز بذلک فدل علی علی العسکری فجاء اجلسه معه علی سریره فسال یجتنزه بذلک فقال ان الله حرم اولاد الحسین علی السباع فعرض علیها ذلک فاعترفت بکذبها ثم قیل للمتوکل الا تجرب ذلک فیه فامر بثلاثة من السباع فجئی بها فی صحن قصره ثم دعاه فلما دخل بابه اعلقت علیه و الا سباع قد اصمت الا سباع من زئیر ها للماشی فی الصحن یرید الدرجة مشت الیه اسکنت فتمسحت و دارت حوله و هو یمسحها بکمه ثم ربصت فصعد المتوکل و یحدث معه ساعة ثم نزل ففعلت معه الاول حتی خرج فاتبع المتوکل بجائزة عظیم فقیل للمتوکل افعل کما فعل ابن عمک قال اتریدون قتلی (صواعق محرقه) آپ کا عسکری اس وجہ سے ہوا کہ آپ مدینہ منورہ سے سرمن رائے میں جسے سامرہ کہتے ہیں نکالے گئے تھے اور سامرہ کا دوسرا نام عسکری بھی ہے اس لیے آپ عسکری مشہور ہوئے۔ آپ علم اور سخاوت میں اپنے والد ماجد کے وراث تھے۔ ایک دفعہ کوفہ کے

اعراب میں سے ایک اعرابی آپ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا میں آپ کی جد امجد کی دوستی کے ساتھ متمسک ہوں اور قرض کے بوجھ سے دب گیا ہوں میں آپ کے سوا اس کے ادا ہونے کی سبیل نہیں جانتا آپ نے فرمایا تجھے کتنا قرض دینا ہے کہنے لگا دس ہزار درہم آپ نے فرمایا تو غم نہ کھا انشاء اللہ ادا ہو جائے گا۔ آپ نے اس کو دس ہزار درہم کا تمسک لکھ دیا اور کہا کہ اس تمسک کو لے کر تو مجلس عام میں ہمارے پاس آئیو اور سخت تقاضا کیجیو۔ اس نے ویسا ہی کیا آپ نے اس سے میٹھی باتیں کر کے تین دن کا وعدہ کیا خلیفہ متوکل کو یہ معلوم ہوا۔ اس نے تیس ہزار درہم آپ کی خدمت میں بھیجے آپ نے وہ سب اعرابی کو دے دیے اعرابی نے عرض کیا یا بن رسول اللہ میری نہایت درجہ کی آرزو دس ہزار درہم تھے بیس ہزار آپ لے لیں آپ نے تیس ہزار میں سے ایک درہم بھی واپس لینے سے انکار کیا۔ اعرابی حضرت کی خدمت سے یہ کہتا ہوا لوٹا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے مقام کو خوب پہچانتا ہے۔ بعض حافظان اخبار بیان کرتے ہیں کہ متوکل کے سامنے ایک عورت نے سیدانی ہونے کا دعوی کیا۔ متوکل نے کہا کوئی طریقہ ایسا ہے کہ جس سے اس عورت کی اس دعوی میں آزمائش کی جائے لوگوں نے جناب امام العسکری کی طرف دلالت کی۔ متوکل نے جناب امام کو بلا کر اپنے تخت پر بٹھایا اور اس عورت کے دعوت سیادت کے امتحان کرنے سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے درندوں پر حسین کی اولاد کا گوشت حرام کیا ہے تم درندوں کو اس کے پیچھے ڈال دو۔ یہ سن کر اس عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔ لوگوں نے متوکل سے کہا تم ان کا تجربہ کیوں نہیں کرتے متوکل نے تین درندے قصر کے صحن میں چھوڑ دیے۔ پھر جناب امام کو بلوا کر آپ کو اس میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا اور خود چھت پر چڑھ کر تماشہ دیکھنے لگا۔ جب درندوں نے دروازہ کے کھلنے کی آواز سنی تو خاموش ہو گئے جب آپ صحن میں پہنچ کر سیڑھی پر چڑھنے لگے تو درندے آپ کی طرف بڑھے۔ اور ٹھہر گئے۔ اور آپ کو چھو کر گرد پھرنے لگے آپ اپنی آستین ان پر ملتے تھے پر درندے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ متوکل جناب امام کے ساتھ چھت پر سے باتیں کرتا رہا اور اترا پھر جناب صحن سے باہر تشریف لے آئے متوکل نے آپ کے پاس گراں بہا صلہ بھیجا لوگوں

نے متوکل سے کہا تو بھی ایسا کر کے دکھا۔ جس طرح سے تیرے ابن عم نے کیا ہے۔ متوکل کہنے لگا۔ شاید تم میرے قتل کے خواہاں ہو۔

و توفی ابو الحسن علی الهادی و له من العمر اربعون ۴۰ یوم الا ثنین لخمس لیال بقیت من جمادی الاخرة ۲۵۴ و دفن فی داره بسر من راه یقال انه مات مسموما و اولاده اربعة اشهر حسن الخاص. (صواعق محرقه) جناب امام ابوالحسن علیہ الہادی پیر کے دن پچیسویں جمادی الاخر ۲۵۴ کو فوت ہوئے آپ کی عمر چالیس برس کی تھی اور سامرہ میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی بھی زہر سے رحلت ہوئی ہے آپ کی چار اولادیں تھیں جن میں سے جناب امام حسن الخالص زیادہ تر مشہور ہوئے۔

الامام حسن الخالص علیہ السلام

و امه ام ولد یقال لها سوسن و کنیة ابو محمد و القابه الخالص و السراج و العسکری و الدبا المدینة لثمان خلون ربیع الاخر ۲۳۲ (تذکره خواص الامه) آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا نام سوسن تھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور آپ کے القاب خالص اور السراج اور عسکری تھے۔ آپ آٹھویں ربیع الاخر ۲۳۲ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

وقع لبهلول معه انه راه و هو صبی یبکی و الصبیان یلعبون انه یتحسر علی ما فی اید یهم فقال اشتری ما تلعب فقال یا قلیل العقل ما للعب خلقنا فقال له فلما ذا خلقنا قال للعلم و العبادة فقال له من این لک ذلک قال من قول الله تعالی افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون ثم ساله ان یعظه فوعظه بابیات ثم خر الحسن مغشیا علیه فلما افاق قال له ما نزل و انت صغیره الا ذنب لک فقال الیک عنی یا بهلول انی رایت والدتی توقد النار بالحطب الکبائر فلا تقدیر الا بالصغار و انی اخشی ان اکون من صغار حطب جهنم. و لما حبس قحط الناس بسر من رای قحطا

شدید افامر الخلیفة المعتمد نین المتوکل بالخروج للا ستسقاء ثلاثة ایام فلم یسقوا فخرج النصاری و معهم راهب کلما مدیده الی السماء هطلت ثم فی یوم الثانی کذلک فشکه بعض الجهلة وارتد بعضهم فشق ذلک علی الخلیفة فامر باحضار الحسن الخالص فقال ادرک امة جدک رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل ان تهلک فقال الحسن یخرجون غدا و ازیل الشک انشاء الله تعالی و حکم الخلیفة فی اطلاق اصحابه من السجن فاطلقهم له فلما خرج الناس للاستسقاء رفع الراهب یده مع النصاری غیمت السماء فامر الحسن بالقبض علی یده فاذا فیها عظم ادمی فاخذه من یده و قال استسق فرفع یده فزال الغیم و طلعت الشمس یعجب الناس من ذلک فقال الخلیفة للحسن ما هذا یا ابا محمد فقال هذا عظم بنی ظفر به هذا الراهب من بعض القبور ما کشف عن عظم النبی تحت السماء الا هطلت بالمطر فامتحنو ذلک العظم فکان کما قال و زالت الشبهة عن الناس و رجع الحسن الی داره و اقام عزیزا مکرما و صلاة الخلیفة تصل الیه کل وقت (صواعق محرقه) آپ ابھی لڑکے ہی تھے کہ آپ کو بہلول دانا نے دیکھا کہ لڑکے کھیل رہے ہیں اور آپ ان کے قریب کھڑے رو رہے ہیں۔ بہلول کو خیال آیا کہ شاید آپ اس چیز کے لیے روتے ہیں جس سے لڑکے کھیل رہے ہیں۔ بہلول نے کہا میاں صاحبزادے میں ایسی کھیلنے کی چیز تمہیں بھی مول لے دوں آپ نے فرمایا کم علم کھیلنے کے لیے نہیں پیدا ہوئے۔ بہلول نے کہا پھر کس چیز کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا علم اور عبادت کے لیے بہلول نے کہا آپ نے یہ بات کہاں سے حاصل کی ہے آپ نے کہا خدائے پاک کے کلام مبارک سے کہ آیا تم یہ جانتے ہو کہ تم بیکار پیدا ہوئے ہو اور تم ہماری طرف نہیں رجوع کرو گے۔ پھر بہلول نے آپ سے چند نصیحت کی باتیں پوچھیں آپ نے چند پند آمیز شعر پڑھے۔ پھر جناب حسن علیہ السلام بے ہوش کر بہلول پر گر گئے۔ جب افاقہ میں آئے تو اس نے پوچھا آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ ابھی بچے ہیں آپ نے تو

ابھی کوئی خطا نہیں کیا آپ نے فرمایا اے بہلول میرے پاس سے ہٹ جا میں نے اپنی والدہ کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا کہ موٹی لکڑیوں کو آگ نہیں لگی جب تک کہ اس نے پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں نہیں جلائیں۔ اس طرح سے ہی مجھے بھی ڈر ہے کہ کہیں میں بھی جہنم کی چھوٹی لکڑی نہ بن جاؤں۔ اور جب آپ سامرہ میں قید ہو گئے لوگوں میں قحط شدید پڑ گیا۔ خلیفہ معتمد بن متوکل نے لوگوں کو تین دن کی نماز استسقاء کے واسطے شہر سے باہر نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن مینہ نہ برسا۔ عیسائیوں کا گروہ بھی شہر سے باہر نکلا اور ان میں ایک راہب تھا جب اس نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بارش ہونے لگی دوسری روز بھی اسی طرح سے ہوا۔ بعض جاہلوں کو شک پیدا ہو گیا۔ اور دین سے لوٹنے لگے۔ خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری۔ حسن خالص علیہ السلام کو بلا کر کہا اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی دستگیری فرمادیں قبل اس کے کہ ہلاک ہو جائے جناب امام نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کہ کل شہر سے باہر نکلیں انشاء اللہ میں شک زائل کر دوں گا۔ خلیفہ نے امام کے تمام اصحاب کو قید خانہ سے نکال دینے کا حکم دیا وہ سب رہا کیے گئے جب نماز استسقاء کے لیے شہر سے باہر نکلے راہب نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے۔ بادل پیدا ہو گیا جب حسن نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا اس میں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی جب آپ نے وہ ہڈی اس کے ہاتھ سے لے لی اور کہا بارش طلب کر اس نے ہاتھ اٹھایا ابر کھل گیا آفتاب نکل آیا۔ لوگ اس بات پر نہایت متعجب ہوئے خلیفہ نے جناب امام سے کہا یا ابا محمد یہ کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ کسی نبی کے جسم مبارک کی ہڈی ہے۔ جو کسی قبر سے اس راہب کے ہاتھ لگ گئی ہے اور نبی کے جسم اطہر کی ہڈی کا یہ خاصہ ہے کہ جب آسمان کو برہنہ کر کے دکھائی جائے تو فوراً ابر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا امتحان کیا گیا۔ ویسا ہی پایا گیا جیسے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا لوگوں کا شبہ ہٹ گیا۔ جناب امام اپنے گھر کو تشریف لے گئے۔ اور نہایت عزت اور تکریم سے اقامت گزیں رہے۔ اکثر بادشاہی انعامات ان کی خدمت میں پہنچتے رہتے تھے۔

و فی فصول المهمه ولما ذاع خبر و فاة ارتجت سرمن رای و قامت صحية و احدة

حطلت الا سواق و غلقت دكا كين و ركب بنو هاشم القواد و الكتاب و القضاة و المعدلون و سائر الناس الى جنازة فكانت سرمن راى يومئذ شبية بالقيامة فلما فرغو امن تجهيزه بعث الخليفة الى عيسى بن المتوكل ليصلى عليه وصلى عليه و دفن بالبيت الذى دفن فيه ابوه و كانت و فاة في يوم الجمعة لثمان خلون من شهر ربيع الاول ۲۶۰ و عمر ثمان و عشرون سنة و يقال سم ايضا و لم يخلفه غير ولده ابى القاسم محمد الحجه فصول المہمہ میں لکھا ہے کہ جب امام کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تمام سامرہ ہل گیا اور غوغا برپا ہو گیا بازاروں میں ہڑتال ہو گئی دکانیں بند ہو گئیں۔ تمام بنی ہاشم اور قصاص کا حکم دینے والے اور منشی اور قاضی اور عامہ خلائق ان کے جنازے کو دوڑے سرمن رائے اس دن قیامت کا نمونہ تھا۔ جب لوگ آپ کی تجہیز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے اپنے بھائی عیسیٰ بن المتوکل کو نماز کے لیے بھیجا اس نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اسی گھر میں دفن کیا جس میں کہ آپ کے والد ماجد دفن ہوئے تھے۔ آپ نے ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو جمعہ کے دن ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر اس وقت اٹھائیس سال کی تھی کہتے ہیں کہ آپ کو بھی زہر دیا گیا تھا۔ آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجمند ابوالقاسم محمد الحجت کے سوا۔ آپ کی اور کوئی اولاد نہیں رہی۔

الامام المہدی علیہ السلام

اسمه محمد كنية ابو القاسم لقبه الحجة و المهدى و الخلف الصالح و القائم و المنتظر و صاحب الزمان. و عمره عند وفات ابيه خمس سنين لا كن اناه الله فيها الحكمة و يسمى القائم قيل لانه تستر و غاب فلم يعرف اين ذهب (صواعق محرقه) علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نام مبارک محمد اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ یعنی نام اور کنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اور کنیت کے مطابق ہیں اور آپ کا لقب الحجہ اور

المہدی اور الخلف اور الصالح اور القائم اور المنتظر اور صاحب الزمان ہے۔ آپ کے والد کی وفات کے وقت آپ کی عمر پانچ برس کی تھی۔ لیکن خدا نے اس چھوٹی سی عمر میں آپ کو حکمت عطا کی تھی اور اس لیے آپ کا نام قائم رکھا گیا کہ آپ پوشیدہ ہو گئے اور نہ معلوم کہاں تشریف لے گئے۔

قال الشیخ ابو عبدالله محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمة الله علیه فی کتابه البیان فی اخبار صاحب الزمان من الا دلة علی کون المهدی حیا باقیا بعد غیبة الی الان و انه لا امتناع فی بقائه کبقاء عیسی بن مریم و الخضر و الا لیاس من اولیاء الله و بقاء الا عور الدجال و الابلیس اللعین من اعداء الله تعالی و هو لاء قد ثبت بقائهم بالکتاب و السنة شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المسمی بالبیان فی اخبار صاحب الزمان میں جہاں پر کہ انہوں نے بعد غائب ہونے امام مہدی علیہ السلام کے اب تک ان کے زندہ اور باقی ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ مثل عیسی بن مریم اور خضر اور الیاس کے جو خدا کے دوست ہیں اور اعور و دجال اور ابلیس لعین کی بقاء کے جو دشمنان خدا میں سے ہیں جناب مہدی علیہ السلام کے بقاء میں بھی کوئی مانع نہیں اور ان لوگوں کا باقی ہونا کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

احادیث مرویہ متعلق وجود صاحب الامر علیہ السلام

(۱) عن عبدالله بن عمر قال قال النبی صلی الله علیه وسلم یخرج المهدی و علی راسه غمامة ینادی مناد هذا المهدی خلیفة الله فاتبعوه (اخرجه ابو نعیم) والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اس کے سر پر بدلی سایہ کی ہوئی ہوگی۔ غیب سے ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے اس کا اتباع کرو۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی منی

و هو اجلی الوجهه اقنی الا نف یملاء الا رض قسطا کما ملئت ظلما و جورا (اخرجه الطبرانی و ابو دائود ابو نعیم و الدیلمی) ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بیان کیا ہے کہ مہدی مجھ میں سے ہے چمکتی ہوئی پیشانی اور اونچی ناک والا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم اور جور سے بھر گئی ہوگی۔

(۳) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیبعثن الله من عترتی رجلا افرق الثنایا اجلی الجبهه یملا قسطا و عدلا (اخرجه ابو نعیم) عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہ تحقیق اللہ تعالی میری اولاد میں سے ایک ایسے آدمی کو پیدا کرے گا جس کے اگلے دانت کشادہ ہوں گے اور اس کی پیشانی چمکتی ہوگی اور وہ عدل اور انصاف سے زمین کو بھر دے گا۔

(۴) عن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی رجل من ولدی وجهه کالقمر الدری و اللون لون عربی و الجسم جسم اسرائیلی علی خده الا یمن خال کانه کوکب دری یملا الارض عدلا کما ملئت جورا یرضی بخلافة اهل السماء و الارض و الطیر فی الجو (اخرجه ابو نعیم و الرویانی فی مسنده و السیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المهدی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک ایسا آدمی ہوگا میری اولاد میں سے اس کا چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اس کا رنگ عرب کے لوگوں کی مانند اور جسم اسرائیلی قوم کے مشابہ ہوگا۔ اس کے داہنے رخسار پر ایک خال چمکتا ہوا آسمان کے ستارے کی طرح سے ہوگا زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی اس کی خلافت سے آسمان اور زمین کے باشندے اور ہوا کے پرندے خوش ہو جائیں گے۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی منا الذی یصلی عیسی ابن مریم خلفه (اخرجه الحافظ ابو نعیم فی الحلیة و السیوطی فی عرف

الوردی فی اخبار المهدی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ہم میں سے ایسا شخص ہوگا کہ عیسی ابن مریم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(۶) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لن تھلک امۃ انا او لھا و عیسی بن مریم اخرھا و المھدی و سطھا (اخرجہ احمد فی مسندہ و ابو نعیم فی عوالیہ و ابن ماجۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق حضرت صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی کہ میں اس کے اول ہوں اور آخر اس کے عیسی علیہ السلام ہیں اور مہدی علیہ السلام اس کے بیچ میں ہے۔

(۷) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالی ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ و اسم ابیہ اسمی و اسم ابی یملا الارض قسطا و عدلا کما ملئت جورا و ظلما (اخرجہ احمد و ابو دائود و ابو نعیم و الترمذی قال حسن صحیح) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا تو خدا تعالی اس دن کو اس قدر بڑھائے گا کہ اس میں میرے اہل میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا اس کا نام اور اس کے باپ کا نام میرے نام اور میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی۔

(۸) عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لیبعث اللہ فیہ رجلا من عترتی یملا ھا عدلا کما ملئت جورا (اخرجہ احمد و الترمذی و ابو دائود و ابن ماجۃ و فی روایۃ احمد و ابو دائود و الترمذی و الدیلمی لا تذھب الدنیا حتی یملک رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی) جناب امیر علیہ

السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا۔ تو خدا تعالیٰ اسی دن میں میری عترت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا جو زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہو گی۔ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل اور ابوداؤد اور ترمذی اور دیلمی نے یوں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ نہیں گذرے گی دنیا جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی اس کا مالک نہیں ہو جائے گا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہو گا۔

(۹) عن ثابت بن قرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لتملان الارض جورا و ظلما فاذا ملئت جورا و ظلما لیبعث الله رجلا منی اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی فیملا عدلا و قسطا کما ملئت جورا وظلما فلا تمنع السماء شیئا من قطرها و الارض شیئا من نباتها یمکث فیکم سبعا او ثمانیا فان اکثر تسعا (اخرجه الطبرانی و البزار) ثابت بن قرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ زمین ظلم اور جور سے بھر جائے گی اور جب ظلم اور جور سے بھر جائے گی تو پروردگار مجھ میں سے ایک آدمی کو برانگیختہ کرے گا اس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہو گا۔ وہ اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہو گی۔ پس آسمان اپنے ایک قطرہ کو نازل ہونے سے اور زمین میں ایک گھاس کے پتے کو اگنے سے نہیں روک سکے گی۔ وہ تم میں سات یا آٹھ برس ٹھہرے گا۔ اگر اس سے زیادہ ٹھہرا تو نو برس۔

(۱۰) عن زر بن عبدالله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تذهب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اهل بیتی یواطی اسمه (اخرجه ابو دائود) زر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تب تک نہیں جائے گی جب تک کہ عرب کا مالک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائے گا۔ جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہو گا۔

(۱۱) عن ابی سعید ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لتملان الارض ظلما و عد وانا ثم لیخرجن من اهل بیتی رجل یملا ها قسطا و عدلا کما ملائت ظلما و عدوانا و یقسم المال بالسویة و یجعل الله الغنی فی قلوب هذه الامة فیملک سبعا او تسعا و لاخیر فی عیش الحیوة بعد المهدی (اخرجه الغنی ابن الحارث و احمد و ابو نعیم و السیوطی) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین ظلم اور سرکشی سے بھر جائے گی پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا۔ جو اسے عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح کہ وہ ظلم اور سرکشی سے بھری ہوگی۔ وہ مال کو لوگوں میں برابر تقسیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تونگری کو اس امت کے لوگوں میں بھر دے گا۔ وہ سات یا نو برس بادشاہ رہے گا۔ اور بعد مہدی کے زندگانی میں بہتری نہیں رہے گی۔

(۱۲) عن حامل الصد فی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لیکون بعدی خلفاء و بعد الخلفاء امراء و بعد الامراء ملوک و بعد الملوک جبابرة ثم یخرج من اهل بیتی رجل یملاء الارض عدلا کما ملئت جورا (اخرجه الطبرانی) حامل الصدفی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ اور خلفاء کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد ظالم پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو عدل سے زمین کو بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

(۱۳) و انه لعلم للساعة قال مقاتل و من تبعه من المفسرین ان هذه الآیة نزلت فی المهدی (صواعق محرقه) اور بہ تحقیق وہ جاننے والا ہے قیامت کو۔ اس آیت کے شان نزول میں مقاتل اور اس کے پیرو مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی۔

(۱۴) عن کعب قال انما المهدی لانه یهدی لامر قد خفی یستخرج التابوت من ارض یقال لها انطاکیه (اخرجه نعیم بن حماد و السیوطی فی عرف الوردی) کعب

سے روایت ہے کہ ان کا نام مہدی اس لیے رکھا جائے گا کہ وہ پوشیدہ امروں کی طرف لوگوں کو ہدایت کریں گے تابوت سکینہ کو انطاکیہ کی زمین سے نکالیں گے۔

(۱۵) عن سليمان بن عيسى قال بلغني انه على يد المهدى يظهر تابوت السكينة من بحيرة طبرية حتى يحمل فيوضع بين يدى بيت المقدس فاذا نظر اليه اليهود اسلمت الا قليلا منهم (اخرجه ابو نعيم بن حماد الكوفى و السيوطى فى عرف الوردى) سلیمان بن عیسیٰ کہتا ہے کہ مجھے خبر لگی ہے کہ مہدی تابوت سکینہ کو بحیرہ طبریہ سے نکال کر اپنے سامنے بیت المقدس میں رکھیں گے اسے دیکھ کر بہت تھوڑے یہودی اسلام لائیں گے۔

(۱۶) عن جعفر بن يسار الشامى قال يبلغ رد المهدى المظالم حتى كان تحت ضرس الانسان نشيئى انتزعه حتى يرده (اخرجه نعيم بن حماد و السيوطى) جعفر بن یسار الشامی کہتا ہے کہ مجھے خبر لگی ہے کہ مہدی تمام مظالم کو توڑ دیں گے یہاں تک کہ ظالم شخص کے دانتوں کی جڑوں سے نکال وہ چیز واپس دلائیں گے۔

(۱۷) عن على قال و يحا للطا لقان فان لله كنوزا اليست من ذهب و لا فضة ولكن بها رجال عرفوا الله حتى معرفة و هم انصار المهدى اخر زمان (اخرجه نعيم الكوفى فى كتاب الفتن و السيوطى فى عرف الوردى) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ طالقین پر افسوس ہے۔ خدا کے خزانے ہیں نہ سونے کے اور نہ چاندی کے بلکہ وہ انسان ہیں جن کو خدا کی پوری معرفت حاصل ہے۔ اور وہ مہدی آخر الزمان کے انصار ہیں۔

(۱۸) عن كعب قال قتاد.ة المهدى خير الناس اهل نصرة و بيعة من اهل كو فان و اليمن و ابدال الشام على مقدمة جبريل و ساقة ميكائيل. محبوب فى الخلائق يطفى الله به الفتنه العميا و تامن الارض ان الامرء تحج فى خمسة نسوة ما معهن رجل لا تتقى شيئا الا الله تعالى يعطى الارض زكوتها و السماء بركاتها (اخرجه نعيم بن حماد و السيوطى فى عرف الوردى) کعب کہتا ہے کہ قتادہ کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے

بہتر مہدی کے انصار اوراس کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے لوگ اہل کوفان اور یمن اور ابدال شام ہوں گے جبرائیل ان کے مقدمۃ الجیش ہیں اور میکائیل سب سے پچھلی فوج ساقہ میں تشریف رکھتے ہوں گے۔ خدائے پاک مہدی کی برکت سے اندھا دھند کے فتنوں کو بٹھا دے گا۔ یہاں تک کہ زمین میں امن پھیل جائے گا۔ کہ ایک عورت پانچ عورتوں کے ساتھ حج کو نکلے گی کوئی مردان کے ساتھ نہ ہوگا۔ وہ سوا خدا کے کسی شے سے خوف نہ کھائے گی۔ زمین اپنی زکوۃ ادا کرے گی۔ آسمان اپنی برکت نازل کرے گا۔

(۱۹) **عن ابن سعید الخذری ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یا وی الی المهدی امة کما یاوی النحل الی یعسوبها و یملا الارض عدلا کما ملئت جورا حتی یکون الناس علی امرهم الاول لا سوقظ نائما و لا یحریق دما (اخرجه نعیم بن حماد الکوفی و السیوطی)** ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مہدی کی طرف لوگ اس طرح آ کر مجتمع ہو جائیں گے جس طرح سے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے قریب جمع ہو جاتی ہیں وہ زمین کو عدل سے یوں بھر دے گا جس طرح کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوگی یہاں تک کہ سب لوگ اپنے پہلے امر پر متفق ہو جائیں گے۔ مہدی نہ کسی سوتے کو جگائیں گے اور کسی کا خون بہائیں گے۔

المہدی کا جناب سیدہ کی اولاد میں سے ہونا

عن ام سلمه قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمه (اخرجه ابو دائود و النسائی و البیهقی و الدیلمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مہدی میرے آل فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔

(۲) **عن ام سلمة قالت ذکرت عند رسول الله صلی الله علیه وسلم احق المهدی**

فقال نعم هو حق و هو من ولد فاطمة (رواه ابن المناوی فی الملاحم) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا کہ کیا مہدی کا ہونا سچ ہے آپ نے فرمایا ہاں سچ ہے وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا۔

(۳) عن الزهری قال المهدی من ولد فاطمة و ما الخلافة الا فيهم (اخرجه نعيم بن حماد الكوفی و السيوطی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی جناب سیدہ کی اولاد سے ہوں گے اور خلافت ان کے سوا نہیں ہے۔

(۴) عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه ولج البيت و قال و الله ما ادری ادع خزائن البيت و ما فيه من السلام و المال او اقسمه فی سبيل الله فقال له علی بن ابی طالب امض يا امير المومنين فلست بصاحبه انما صاحبه منا شاب قريش يقسمه فی سبيل الله فی اخر الزمان (اخرجه نعيم بن حماد و السيوطی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز بیت اللہ کے خزانہ میں تشریف لے جا کر کہنے لگے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بیت اللہ کے خزائن کا مال اور اس کے ہتھیار لوگوں کو تقسیم کر دوں یا اسی طرح پر رکھا رہنے دوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے امیر المومنین جس طرح پر ہے اسی طرح پر رہنے دو۔ آپ اس کی تقسیم کرنے کے اہل نہیں ہیں اس کی تقسیم کرنے کا اہل ایک نوجوان ہم اہل قریش میں سے آخر زمان میں پیدا ہوگا۔ وہ اس کو خدا کی راہ میں تقسیم کرے گا۔

(۵) عن ابن عباس قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا تمضی الايام و الليالی حتی يلی منا اهل البيت فتی فلم تلبسه الفتن و لم يلبسها فقال يا بن عباس بعجز عنها مشيختكم و لا ينالها شبانكم و هو امر اله يئوتيه من يشاء (اخرجه ابن شيبه فی مصنفه و السيوطی فی عرف الوردی فی اخبار المهدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دن اور رات کا سلسلہ تب تک نہیں گذرنے

پائے گا جب تک کہ ہم اہل بیت میں سے ایک نوجوان نہیں آئے گا نہ تو فتنے اس سے مشابہ ہوں گے اور نہ وہ فتنوں سے مشابہ ہوگا۔ اے ابن عباس تمہارے بوڑھے اس سے عاجز آ جائیں گے۔ اور تمہارے نوجوان اس سے نہیں بھٹکنے پائیں گے۔ یہ ایک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے چاہے عطا کرے۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ملك مومنان و كافران فالمومنان ذوالقرنين و سليمان. و الكافران نمرود و بخت نصر و سيملكها خامس من اهل بيتي (اخرجه ابن الجوزي في تاريخه و السيوطي في عرف الوردي)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومنوں سے اور کافروں سے دو دو آدمی تمام روئے زمین کے مالک ہوئے ہیں۔ مومنوں سے ذوالقرنین اور سلیمان علیہما السلام اور کافروں سے نمرود اور بخت نصر پانچواں ہم اہل بیت میں سے تمام روئے زمین کا مالک ہوگا۔

(۷) عن علي ابن الهلالي المكي قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم في شكاية التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه فبكت حتى ارتفع صوتها فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفه اليها فقال حبيبي فاطمة ما الذي يبكيك فقالت اخشى الضيعة من بعدك فقال حبيبي اما علمت ان الله عزوجل اطلع الى اهل الارض اطلاعة فاختار منها اباك فبعثه بالرسالة ثم اطلع اطلاعة فاختار منها بعلك فاوحى الى انكحك اياه يا فاطمة نحن اهل البيت قد اعطانا الله سبع خصال لم يعط احد قبلنا و لا يعطى احد ابعدنا انا خاتم النبين و اكرمهم على الله و احب المخلوقين الى الله و انا ابوك ووصيي خير الاوصياء و احبهم الى الله عزوجل و هو بعلك و شهيدنا خير الشهداء و احبهم الى الله و هو حمزة بن عبدالمطلب و هو عم ابيك و عم بعلك و منا من له جناحان اخضران يطير في الجنة مع الملكة حيث يشاء و هو ابن عم ابيك و اخو بعلك و منا سبطاه هذه

الامة و هما ابناک الحسن والحسین و هما سید اشباب هل الجنة و ابو هما خیر منهما و یا فاطمة و الذی بعثنی بالحق ان منهما مهدی هذه الامة اذا صارت الدنیا هرجا و فرجا و تظاهرت الفتن و تقطعت السبل و اغار بعضهم علی بعض فلا کبیر یرحم صغیرا و لا صغیر توقر کبیرا فیبعث الله عند ذلک منها من یفتح حصون الضلالة و قلوبا غلفا یقوم بالدین فی اخر الزمان کما قمت به فی اول الزمان بملا الدنیا عدلا کما ملئت جورا یا فاطمة لا تحزنی و لا تبکی فان الله عزوجل ارحم بک و اروف علیک منی و ذلک بمکانی منی و موضعک فی قلبی و زوجک هو اشرف اهل بیتی حسبا و اکرمهم منصبا و ارحهم بالرعیة و اعدلهم بالسویة و ابصرهم بالقضیة و قد سالت ربی عزوجل ان تکون اول من یلحقنی قال علی فلما قبض النبی صلی الله علیه وسلم لم تبق فاطمة الا خمسة و سبعین یوما حتی الحقها الله تعالی به (اخرجه الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم و السیوطی فی عرف الوردی)

علی بن الھلالی المکی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں حضور کے پاس گیا جناب فاطمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں حضرت کی حالت کو دیکھ کر روتے روتے جناب فاطمہ کی گھگی بندہ ہوگئی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا میری پیاری کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھ کر ان میں سے تمہارے والد کو انتخاب کیا اور ان کو مبعوث بالرسالۃ کر کے بھیجا۔ پھر دوبارہ اہل زمین کو دیکھ کر تمہارے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا اور میں نے تمہارا نکاح ان سے کیا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو خدا نے سات ایسی باتیں عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دی جائیں گے۔ میں خاتم النبیین اور خدا کے نزدیک سب مخلوق سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں۔ اور ہمارا وصی سب وصیوں

سے بہتر اور خدا کے نزدیک ان سب سے محبوب تر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے۔ اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے افضل اور ان سب سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ حمزہ بن عبدالمطلب تمہارے والد ماجد اور تمہارے شوہر کا چچا ہے۔ اور ہم اہل بیت میں سے ایک وہ ہے جس کے دو سبز پر ہیں اور فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتا ہے جنت میں اڑتا پھرتا ہے اور وہ تمہارے والد کا ابن عم اور تمہارے شوہر کا بھائی اور اس امت کے اسباط بھی ہم میں سے ہیں اور وہ دونوں تمہارے بیٹے حسن اور حسین ہیں جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے ان کے والدین ان سے بہتر ہیں اور اسی خدا کی قسم ہے جس نے مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس امت کا مہدی بھی ان دونوں سے پیدا ہوگا۔ جبکہ دنیا بھر میں جھگڑے بکھیڑے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائیں گے آمد و رفت کے راستے رک جائیں گے ایک دوسرے کو لوگ لوٹنے لگیں گے۔ نہ بڑا چھوٹے پر رحم کھائے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرے گا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالی اس کو برانگیختہ کرے گا اور وہ گمراہی کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ اور پردہ جہالت میں لپٹتے ہوئے دلوں کو کھولے گا۔ جیسے کہ میں نے ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے اور وہ آخر زمانہ میں اس کو قائم کرے گا۔ جس طرح کہ دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دے گا۔ یا فاطمہ تم غم مت کرو مت روؤ۔ خدا تم پر بہت مہربان ہے تمہارا درجہ میرے نزدیک بلند ہے تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے تمہارا شوہر حسب میں میرے سب اہل بیت سے افضل ہے اور اس کا منصب ان سب کے منصب سے مکرم ہے۔ اور وہ رعیت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور سب سے زیادہ جھگڑوں کی تہ کو پہنچنے والا ہے۔ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملائے گا علی ابن الہلالی ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام پچھتر دن سے زیادہ زندہ نہیں رہیں۔ خدا نے بہت جلدی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا۔

(۸) عن علی قال اذا المنادی من السماء ان الحق فی ال محمد صلی اللہ علیہ

وسلم فعند ذلک یظھر المھدی علی افواہ الناس و یشربون حبه و یکون لھم ذکر غیر (اخرجه ابو نعیم و السیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آسمان سے پکارنے والا پکارے گا۔ کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس آواز کے قریب مہدی ظاہر ہوگا لوگوں کو اس کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ اس کے ذکر کے سوا۔ کسی دوسرے کا ذکر ان کی زبان پر نہ ہوگا۔

(۹) عن ابی جعفر قال ینادی منادی من السماء ان الحق فی ال محمد صلی الله علیه وسلم و ینادی منادی من الارض ان الحق فی ال عیسی و قال العباس انما الصوت الاسفل کلمة الشیطان و الصوت الاعلی کلمة الله العلیا (اخرجه ابونعیم و السیوطی) ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو ایک پکارنے والا زمین سے پکارے گا کہ حق آل عیسی کا ہے۔ عباس کہتا ہے کہ صوت اسفل شیطان کی آواز صورت اعلی خدا برتر کی آواز ہوگی۔

(۱۰) عن مکحول عن علی قال قلت یا رسول الله امنا المھدی ام من غیرنا یا رسول الله قال بل منا یختم الله به کما بنا فتح (اخرجه ابو نعیم بن الحمد و ابو نعیم و السیوطی فی عرف الوردی) مکحول جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مہدی ہم میں سے ہوگا کہ ہمارے غیر میں سے۔ حضرت نے فرمایا بلکہ ہم میں سے ہوگا۔ اور اس پر خاتمہ کرے گا کہ ہم سے آغاز کیا ہے۔

(۱۱) عن ابی ھریرة قال حدثنی خلیلی ابو القاسم رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تقوم الساعة حتی یخرج علیھم رجل من اھل بیتی فیضربھم حتی یرجعون الی الحق قلت و کم یملک قال خمسا و اثنتین (اخرجه ابو یعلی و السیوطی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے دوست جناب ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایک آدمی میرے اہل بیت کا نہیں

برآمد ہوگا پس وہ ان کو مارے گا۔ یہاں تک کہ وہ پھر حق کی طرف رجوع کریں گے میں نے کہا وہ کتنے روز بادشاہی کرے گا آپ نے فرمایا پانچ دن دو برس۔

(۱۲) عن سعید بن المسیب قال کنا عند ام سلمة فتذ اکر نا المهدی فقالت سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول المهدی من ولد فاطمة (اخرجه ابن ماجه) سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ہم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے مہدی کا ذکر کر رہے تھے جناب ام سلمہؓ نے فرمایا میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مہدی فاطمہ کی اولادیں سے ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی من عترتی من ولد فاطمة (اخرجه ابو دائود) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی میری آل اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۴) عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لفاطمة المهدی من ولدک (اخرجه ابو نعیم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؑ سے فرمایا کہ مہدی تیری اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۵) عن قتادہ قلت لسعید بن المسیب احق المهدی قال نعم هو حق قلت ممن هو قال من قریش قلت من ای قریش قال من بنی هاشم قلت من ای بنی هاشم قال من ولد عبدالمطلب قلت من ای ولد عبدالمطلب قال من اولاد فاطمة قلت من ای اولاد فاطمة قال حسبک الان (رواه المناوی فی الملاحم) قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے خیر التابعین سعید بن المسیب سے کہا کہ آیا مہدی کا ہونا حق ہے وہ کہنے لگے ہاں ان کا ہونا حق ہے۔ میں نے کہا وہ کس قوم سے ہوں گے وہ کہنے لگے قریش میں سے میں نے کہا قریش کے کس گروہ سے وہ کہنے لگے بنی ہاشم میں سے میں نے کہا کون سے بنی ہاشم وہ کہنے لگے عبدالمطلب کی اولاد میں سے میں نے کہا عبدالمطلب کی کس اولاد میں سے وہ بولے فاطمہ کی اولاد میں سے میں نے کہا فاطمہ

کی کس اولاد میں سے وہ بولے اب تجھے اتنی بات ہی کافی ہے۔

(۱۶) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نحن بنو عبدالمطلب ساداة اهل الجنة انا و حمزة و علی و جعفر و الحسن و الحسین و المهدی (اخرجه ابن ماجه و الدیلمی) انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اولاد عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی۔

(۱۷) عن حذیفة قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکر ما هو کائن ثم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول الله تعالی ذلک الیوم حتی یبعث فیه رجلا من ولدی اسمه اسمی فقام سلمان و قال یا رسول الله من ای ولدک هو و قال من ولدی هذ و ضرب بیده علی الحسین (اخرجه ابو نعیم فی عوالیه) حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا۔ اور جو ہونے والی باتیں تھیں ان کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن کے سوا باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالی اسے اس قدر دراز کرے گا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک آدمی پیدا کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ سلمان نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کے کس فرزند میں سے ہوگا۔ آپ نے فرمایا میرے اس فرزند میں سے ہوگا۔ اور ہاتھ مبارک حضرت حسین علیہ السلام پر اتارا۔

(۱۸) عن ابی هارون العبدی قال اتیت ابا سعید الحذری فقلت له هل شهدت بدرا فقال نعم فقلت لا تحدثنی بشئی مما سمعة من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرض مرضة و نقة و دخلت علیه فاطمة تعوده و انا جالس عن یمین رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما رات ما برسول الله صلی الله علیه وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعها علی خدها فقا لها رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یبکیک یا فاطمة قالت

اخشی الضیعة بعدک یا رسول الله فقال یا فاطمة ان الله تعالی اطلع علی اهل الارض الطاعة فاختار منهم اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلک فاوحی الله الی فانکحة منک و اتخذة و صیا اما علمت انک بکرامة الله ایاک زوجتک اعلمهم علماء و اکثر هم حلما و اقد مهم فضحکت فاطمة و استبشرت فاراد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یزیدها مزید الخیر کله الذی قسمه الله بمحمد صلی الله علیه وسلم و ال محمد صلی الله علیه وسلم فقال لها یا فاطمة لعلی ثمانیة اضراس یعنی مناقب ایمان بالله و رسوله و حکمة و زوجة و سبطاه الحسن والحسین و امره بالمعروف و نهیه عن المنکر یا فاطمة نحن اهل البیت اعطینا ست خصال لم یعطها احد من الاولین ولا ید رکها الا خرین غیرنا. نبینا خیر الانبیاء و هو ابوک و وصینا خیرا لا وصیاء و هو بعلک و شهیدنا خیر الشهدا و هو حمزة عم ابیک و منا ابیک و منا سبطا هذه الامة و هما ابناک و منا مهدی الامة الذی یصلی عیسی خلفه ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من هذا مهدی الامة (اخرجه الدار قطنی)

ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید حذری کے پاس جا کر کہا آپ جنگ بدر میں موجود تھے۔ وہ بولے ہاں میں موجود تھا میں نے کہا کیا تم مجھ سے کوئی حدیث بیان کر سکتے ہو جو تم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں سنی ہو۔ وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت سے بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے۔ تو جناب فاطمہؑ آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائیں۔ میں حضرت کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ جب جناب فاطمہ علیہا السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ضعف کو دیکھا تو رونے سے انہیں اچھو آ گیا۔ اور رخساروں پر آنسو ظاہر ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کے بعد میں اپنی تباہی سے ڈرتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ پروردگار نے زمین کے باشندوں پر اطلاع پا کر

تیرے باپ کو چن لیا ہے۔ پھر دوبارہ اطلاع پا کر ان میں سے تیرے خاوند کو برگزیدہ کیا۔ پھر خدا نے میری جانب وحی کی اور میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا۔ اور اس کو اپنا وصی بنایا۔ تو نہیں جانتی خدا کی مہربانیوں کو کہ خاص تیرے حق میں کی ہیں۔ میں نے تیرا نکاح ایسے سے کیا ہے کہ علم میں سب سے زیادہ اور حلم میں سب سے اچھا اور صلح میں سب سے مقدم ہے۔ پس جناب فاطمہ ہنس پڑیں اور خوش ہو گئیں۔ پھر آنحضرت نے چاہا کہ ان تمام مہربانیوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کو نصیب کی ہیں۔ ان کا اور دل بڑھائیں۔ پس آپ نے فرمایا اے فاطمہ علی کے آٹھ دانت یعنی مناقب ہیں۔ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور حکمت کا حاصل ہونا۔ اور اس کی زوجہ مکرمہ کا پاک ہونا۔ اور حسن و حسین کا اس کی اولاد میں سے ہونا۔ اس کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت ہیں۔ ہمیں چھ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہم سے پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئی اور ہم سے پچھلے بھی ان چیزوں کو نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی سب نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے۔ اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا خاوند ہے۔ اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا چچا ہے۔ اور اس امت کے سبط بھی ہم میں سے ہیں اور وہ تیرے دونوں بیٹے ہیں۔ اور اس امت کا مہدی بھی ہمیں میں سے ہے۔ کہ جس کے پیچھے عیسی علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر جناب حسین علیہ السلام کی کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اس سے اس امت کا مہدی پیدا ہوگا۔

اگر جناب امیر علیہ السلام کی باقی اولاد امجاد کا حال کسی قدر تفصیل یا اجمال ہی سے لکھا جائے گا تو یہ عجالہ ہرگز اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ علامہ جمال الدین احمد المعروف بابن عقبہ کی کتاب۔ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب کے مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ کہ جناب امیر کی نسل سے کیسے کیسے چمکتے ہوئے ستارے پیدا ہوئے ہیں۔ جن سے کہ روئے زمین پر ہدایت کی روشنی پھیلی ہے۔

قد تم الباب الثالث من ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب

امیر المومنین علی بن ابی طالب و یلیہ الباب الرابع

باب چہارم

جناب امیر علیہ السلام کے خصوصیات میں

المسمی بالعروۃ الوثقی فی خصائص المرتضی

جناب امیر علیہ السلام کی ولادت باسعادت

عن فاطمة بنت اسد ام علی قالت لما مضت اربعة اشهر من حملی بعلی ابن ابی طالب و کان محمد صلی الله علیه وسلم اذ انظر الی قول یا امی مالک قد تتغیر لونک قلت اما علمت انی حامل فقال محمد صلی الله علیه وسلم لابی طالب ان کانت انثی فزوجنیها فقال ابو طالب ذکرا فهولک عبدو ان کانت انثی فهی لک امة فلما وضعة جعلة فی غشاوة فقال ابو طالب لا تفتحوه حتی یاتی محمد فیاخذ حقه فجاء محمد صلی الله علیه وسلم و فتح الغشاوة فاخرج منها غلاما حسنا فغسله بیده و سماه علیا و بزق فی فیه و اصلح امره ثم انه القمه لسانه فما زال علی یمصه حتی فام فلما کان من الغد طلبنا له ظئیرا فابی ان یقبل ثد یا فدعونا محمد صلی الله علیه وسلم فالقمه لسانه فنام فکان کذلک ماشاء الله (اخرجه الامام

الفقيه الحسين الكاكی فی کتابه راحة ذی الصلابة فی محبة الصحابة) جناب فاطمہ بنت اسد حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب حضرت علی کو میرے پیٹ میں رہے ہوئے چار مہینے گزر چکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اکثر ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے اماں جان تم روز بروز کیوں زرد پڑتی جاتی ہو۔ میں نے عرض کیا کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں حاملہ ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لڑکی پیدا ہو تو اس سے میرا نکاح کر دینا۔ ابو طالب کہنے لگے اگر لڑکا پیدا ہوا تو وہ آپ کا غلام ہوگا اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو وہ آپ کی لونڈی ہوگی۔ جب مجھے لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا ابو طالب کہنے لگے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں اس کو مت کھولنا وہ آکر خود اپنے حق کو لے لیں گے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کپڑے کو کھولا اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سے نکالا اور اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیا اور علی اس کا نام رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا وہ لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان چوسنے لگا اور چوستا چوستا سو گیا۔ دوسرے روز ہم نے دودھ پلانے والی عورت بلائی اس لڑکے نے اس عورت کا پستان منہ میں نہ لیا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا حضرت نے آکر اپنی زبان مبارک کو اس کے منہ میں ڈالا اور وہ حضرت کی زبان مبارک کو چوستا چوستا پھر سو گیا۔ اسی طرح سے خدا نے جب تک کہ چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہی کو چوستا رہا۔

قال محمد بن طلحة الشافعی ولد فی لیلة الاحد الثالث و العشرین من شهر رجب سنة تسعمائة و عشرین من التاریخ الفارسی المضاف الی اسکندر الیونانی و کان ملک فارس یومئذ برویز بن هرمز وولد بالکعبة البیت الحرام و کان مولده بعد ان یزوج رسول الله صلی الله علیه وسلم بخدیجة بثلث سنین و کان عمر رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم ولادة ثمانیا و عشرین (المطالب السئول) محمد بن طلحہ بن شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا تولد اتوار کی رات رجب کی ستائیسویں ۹۲۰

اسکندری کو ہوا۔ ان دنوں ہرمز کا بیٹا پرویز فارس کا بادشاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے تین برس شادی ہونے کے بعد آپ عین خانہ کعبہ بیت اللہ شریف میں تولد ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک اٹھائیس برس کا تھا۔

عن علی بن الحسین قال کنا زوار الحسین و ھناک نسوۃ کثیرۃ قبلت منھن امراۃ فقلت من انت رحمک اللہ قالت انا زبدۃ العجلان من بنی ساعدۃ فقلت لھا ھل عندک من شئی تحدثنی بہ قالت ای و اللہ حدثنی عمارۃ بنت عبادۃ بنت نضلۃ بن مالک بن العجلان الساعدی انھا کانت ذات یوم فی نساء من العرب اذا اقبل ابو طالب کئیبا حزینا فقلت ماشانک قال ان فاطمۃ بنت اسد فی شدۃ من المخاض و اخذ بیدھا و جاء بھا الی الکعبۃ و قال اجلسی علی اسم اللہ فطلقت طلقۃ واحدۃ فولدت غلاما مسرور نظیفا منظفا لم ار کحسن وجھہ فسماہ علیا و حملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتاہ الی منزلھا قال علی بن الحسین فواللہ ما سمعت بشئی قط الا و ھذا احسن منہ (اخرجہ الفقیہ ابن المغازلی الشافعی فی المناقب)

جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ ہم کربلا معلیٰ کی زیارت کر رہے تھے وہاں بہت سی عورتیں بھی موجود تھیں ان میں سے ایک عورت بڑھ کر ہمارے پاس آئی ہم نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے بیان کیا میں قبیلہ بنی ساعدہ میں سے ہوں۔ میرا نام زبدہ بنت العجلان ہے۔ ہم نے کہا اگر تجھے کوئی واقعہ یاد ہو تو ہم سے بیان کر وہ کہنے لگی مجھ سے عمارہ بنت عبادہ بنت فضلہ بن مالک بن عجلان الساعدی کہتی تھی کہ میں ایک روز عرب کی عورتوں میں موجود تھی اتنے میں ابو طالب تشریف لائے ان کے چہرہ سے آثار حزن نمایاں تھے میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے وہ فرمانے لگے فاطمہ بنت اسد کو درد لگ رہی ہیں۔ پھر فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ میں لے گئے اور کہا خدا کا نام لے کر یہیں بیٹھ جا۔ ابھی وہ اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھی کہ ایک پاک اور پاکیزہ خوش رو لڑکا اس کو پیدا ہوا اس حسن و جمال کا لڑکا ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا نام ابو طالب نے علی رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فاطمہ بنت اسد کے ہاتھ سے اس کو اٹھا کر گھر

لے گئے جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں واللہ ہم نے اس سے بہتر کبھی کوئی بات نہیں سنی۔

جناب امیر علیہ السلام کا آغوش سرور عالم صلعم میں تربیت پانا

عن ابی الحجاج مجاهد بن جبیر قال کان من نعمة الله علی علی و مما اراد الله به من الخیر ان قریشا اصابهم ازمة شدیدة و کان ابو طالب ذا عیال کثیره فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعمه العباس و کان من ایسر بنی هاشم یا عم ان اخاک ابا طالب کثیر العیال و قد اصاب الناس ما تری فانطلق بنا الیه فلنخفف من عیاله اخذ من بتیه رجلا فنکفلهما عنه قال العباس نعم فانطلقا حتی ایتا ابا طالب فقالا انا نرید ان نخفف عنک من عیالک حتی ینکشف عن الناس ما هم فیه فقال لهما ابو طالب اذا ترکتما لی عقیلا فاصنعا ما شئتما فاخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فضمه الیه و اخذ العباس جعفر افضمه الیه فلم یزل علی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی بعثه الله عزوجل نبیا فاتبعه و امن به و صدقه (مطالب السئول و الریاض النضره) ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علی کے حق میں خدا کی نعمت تھی۔ اور خدا نے ان کے حق میں نیکی کا ارادہ کیا تھا کہ اہل مکہ کو دردناک قحط پیش آیا اور ابو طالب کثیر العیال تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہ وہ ان دنوں تمام بنی ہاشم میں بڑے مالدار تھے۔ جا کر کہا۔ اے عم۔ ابو طالب بڑے عیالدار ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آ رہی ہے۔ تم ہمارے ساتھ ابو طالب کے پاس چلو تاکہ ہم ان کا عیال بانٹ لیں۔ ان کا ایک لڑکا میں لے لوں اور ایک تم لے لو اور ہم ان دونوں کا تکفل حال کریں۔ عباس کہنے لگے بہت بہتر بات ہے۔ دونوں مل کر ابو طالب کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم آپ کے عیال کی وجہ سے کسی قدر سبکدوش ہونا چاہتے ہیں تاوقتیکہ قحط لوگوں کے سر سے ٹل جائے۔ ابو طالب نے کہا اگر عقیل کو میرے لیے چھوڑ دو اور جو چاہو کرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے لیا اور عباس نے جعفر کو لے لیا۔ علی ہمیشہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس رہتے رہے یہاں تک کہ پروردگار نے حضرت کو نبی مقرر کیا۔ جناب علی نے حضور کا اتباع کیا اور ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔

جناب امیر علیہ السلام کی سبقت اسلام

(۱) عن سلمان الفارسی رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اول الناس من هذه الامة وارد اعلی الحوض اولها اسلاما علی بن ابی طالب (اخرجه ابن عبدالبر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب ختم المرسلین علیہ الصلوۃ سے سنا ہے کہ اس امت کا حوض پر پہلے وارد ہونے والا اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر هذه الامة بعدی اولها اسلاما علی بن ابی طالب (المسترشد) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے تھے کہ میرے بعد اس امت کا بہتر اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بید علی فقال ان هذا اول من امن بی و هذا فاروق هذه الامة و هذا یعسوب المومنین و هذا اول من یصا فحنی یوم القیمة و هذا صدیق الاکبر (اخرجه الطبری و الدیلمی) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت کے حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے۔ یہ مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر) ہے اور یہ سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرنے والا ہے۔ اور یہ صدیق اکبر ہے"۔

(۴) عن ابی ذرؓ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی انت اول من امن بی و صدق (اخرجه الحاکم) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی سے فرمارہے تھے کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے۔

(۵) عن زید بن ارقم قال اول من اسلم علی بن ابی طالب (اخرجه احمد و الترمذی و صححه) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

(۶) عن ابی عمر و انس بن مالک و جاهر رضی الله عنهم قالو ابعث صلی الله علیه وسلم یوم الا ثنین و اسلم علی یوم الثلثاء (اخرجه البغوی و الترمذی ..... و الطبرانی) ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن علی اسلام لائے۔

(۷) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلت الملائکة علی و علی علی سبع سنین و ذلک لانه لم ترفع شهادة ان لا اله الا الله الی السماء الا منی و من علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک فرشتے درود بھیجتے رہے ہیں اس وجہ سے کہ بجز میرے اور علی کے آسمان کی طرف کسی کی لا الہ الا اللہ پر شہادت دینے کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔

(۸) عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انک اول المسلمین اسلاما و اول المومنین معی ایمانا و اعلمهم بایات الله و اوفا هم بعهد الله و ارء فهم بالرعیة و اقسمهم بالسویة و اعظمهم عندالله منزلة (اخرجه احمد) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں سے پیش قدم اور مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور تم ان سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے ہو اور رعیت

پر ان سب سے زیادہ مہربان ہو اور ان سب سے پورا پورا تقسیم کرنے والے اور ان سب سے خدا کے نزدیک بڑی منزلت والے ہو۔

(۹) عن ابی سعید و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لک یا علی سبع خصال لا یحاجک فیھن احد یوم القیامۃ انت اول المومنین باللہ ایمانا و اوفاھم بعھد اللہ و ارء فھم بالرعیۃ و اقسمھم بالسویۃ و اعلمھم بالقضیۃ و اعظمھم منزلۃ عند اللہ یوم القیمۃ (اخرجہ الدیلمی عن ابی سعید الحذری و الحاکم عن معاذ بن جبل) دیلمی فردوس الاخبار میں ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ اور حکم مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تجھ میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز ان میں کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے۔ اور خدا کے عہد کو پورا کرنے میں ان سے برتر۔ اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سب سے مہربان اور برابر بانٹنے میں ان سب سے پورا تقسیم کرنے والا اور ان سب سے جھگڑوں کے فیصل کرنے میں زیادہ علم والا۔ اور قیامت کے روز خدا کے پاس سب سے اونچے مرتبے والا ہے۔

(۱۰) عن العباس بن عبدالمطلب قال سمعت عمر بن الخطاب و ھو یقول کفوا عن ذکر علی بن ابی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال وددت لو ان لی واحدۃ منھن کل واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت انا و ابوبکر و ابو عبیدۃ بن الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف علی فقال یا علی انت اول المسلمین اسلاما و انت اول المومنین ایمانا و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی کذب یا علی من زعم انہ یحبنی و یبغضک (اخرجہ الطبری و ابن السمان) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب علی کی غیبت کرنے سے باز رہو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں (اگر ان تینوں میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر آفتاب کا پرتو پڑتا ہے) میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن الجراح چند اصحاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے علی تو اسلام لانے میں سب مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیش رو اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے۔ وہ بالکل جھوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو۔ کہ مجھے دوست رکھتا ہے اور تجھ سے عداوت رکھے۔

(۱۱) عن سعد بن ابی وقاص و ام سلمة و اسماء بنت عميس و جابر بن عبدالله قالوا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت اول المسلمین اسلاما (اخرجه الديلمی) سعد بن ابی وقاص اور ابوسعید اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم سب مسلمانوں سے پہلے اسلام لائے ہو۔

(۱۲) عن معاذة العدوية قالؓ سمعت علیا یقول علی المنبر منبر البصرة انا صدیق الاکبر امنت قبله ان یومن ابو بکر و اسلمت قبل ان یسلم ابو بکر (اخرجه بن قتیبه فی المعارف) معاذۃ العدویہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے جناب علی علیہ السلام کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لایا ہوں اور ان سب سے اول ایمان لایا ہوں۔

(۱۳) عن ابن عباس قال نظر علی فی وجوه الناس فقال انی لا خو رسول الله صلی الله علیه وسلم و وزیره و لقد علمتم انی اولکم ایمانا بالله عزوجل و برسوله ثم دخلتم من بعدی فی الاسلام رسلا رسلا و انی لا بن عم رسول الله صلی الله علیه

وسلم و شريكه في نسبه و ابو ولده و زوج سيدة نساء اهل الجنة (اليواقيت لابى عمر الزهدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب علیؑ نے لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وزیر ہوں تم بخوبی جانتے ہو میں تم سب سے خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں مقدم ہوں تم میرے بعد میں گروہ کے گروہ داخل اسلام ہوئے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور نسب میں شریک ہوں ان کے بچوں کا باپ ہوں میں تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار کا خاوند ہوں۔

(۱۴) عن ليلى الغفارية قالت كنت امراة اخرج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و اداوى الجرحي فلما كان يوم الجمل اقبلت مع علي فلما فرغ دخلت على زينب عشية فقلت حدثيني هل سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا الرجل شيئا قالت نعم دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو و عائشة على فراش و عليهما قطيفة قالت فاقعى على كسجلسة الا عرابى فقال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا اول الناس ايمانا و اول الناس لقاء بى و اخر الناس بى عهد اعند الموت (اليواقيت لابى عمر الزاهدى) لیلیٰ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ایسی عورت تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوات میں جایا کرتی تھی اور زخمیوں کے علاج کیا کرتی تھی جب جمل کا دن ہوا تو میں بھی جناب علیؑ کے ساتھ جنگ کو نکلی آپ جب اس جھگڑے سے فارغ ہوئے تو میں رات کو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی میں نے ان سے کہا جو کچھ کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے حق میں سنا ہو مجھ سے بیان کرو۔ کہنے لگیں میں ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گئی دیکھا کہ حضرت اور بی بی عائشہ ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور دونوں پر ایک کھیس پڑا ہوا ہے مجھ پر ابھی جلسہ اعرابی کی برابر دیر گذری ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ تحقیق یہ شخص (یعنی علی) ایمان لانے کی وجہ سے سب لوگوں سے اول ہے۔ اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملنے والا ہے۔ اور

میری موت کے وقت سب سے آخر مجھ سے بات کرنے والا ہے۔

(۱۵) عن ابن عباس قال كان علي اول من اسلم بعد خديجة و قال ابو عمر هذا حديث صحيح الاسناد لا مطعن في رواية لا حد (اخرجه عبدالبر فی الا ستيعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی جناب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ابو عمر کہتا ہے کہ اس حدیث کی سب سندیں صحیح ہیں کسی شخص کو اس کی روایتوں میں طعن کی گنجائش نہیں۔

(۱۶) قال الثعلبي في تفسير قوله تعالى و السابقون الاولون من المهاجرين و الانصار. قد اتفقت العلماء ان اول من امن بعد خديجة رضى الله عنها برسول الله صلى الله عليه وسلم من الذكور على ابن ابى طالب و هو قول ابن عباس و سلمان و ابى ذر و جابر بن عبدالله الانصارى و زيد بن ارقم و خباب بن الارت و محمد بن المنكدر و ربيعة الرائى ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ و السابقون الاولون الخ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ بہ تحقیق تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مردوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب علی سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ یہ ابن عباس اور سلمان اور ابوذر اور جابر بن عبداللہ انصاری اور زید بن ارقم اور خباب بن الارث و محمد بن المنکدر اور ربیعہ الرائی رضوان اللہ علیہم کا قول ہے۔

(۱۷) عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السباق ثلاثة فالسابق الى موسى يوشع بن نون والسابق الى عيسى صاحب الياسين و السابق ال محمد صلى الله عليه وسلم على بن ابى طالب (اخرجه الديلمى) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایمان میں سبقت کرنے والے تین ہیں۔ پس حضرت موسیٰ کی طرف سبقت کرنے والے یوشع بن نون اور حضرت عیسیٰ کی طرف صاحب الیاسین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علی

بن ابی طالب ہیں۔

(۱۸) عن ابن عباس فی قوله تعالی السابقون الا ولون من المهاجرین و الانصار قال سبق یوشع ابن نون الی موسی و سبق صاحب الیاسین الی عیسی و سبق علی بن ابی طالب الی محمد بن عبدالله صلی الله علیه وسلم (اخرجه الطبرانی و الضحاک و ابوبکر بن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ السابقون الاولون کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب الیاسین نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور علی بن ابی طالب نے جناب محمد بن عبداللہ کی طرف سبقت کی ہے۔

(۱۹) عن ابن عباس و ابی لیلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصدیقون ثلاثة حبیب النجار مومن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعو المرسلین و حزقیل من مومن ال فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله و علی بن ابی طالب و هو افضلهم (اخرجه ابن البخاری عن ابن عباس و احمد بن عن ابی لیلی) ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابولیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ صدیق تین ہیں حبیب النجار الیاسین یعنی حضرت علی علیہ السلام کے حوارئین پر ایمان لانے والے جس نے کہ یہ کہا تھا اے قوم کے لوگو رسولوں کا اتباع کرو۔ اور حزقیل فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا جس نے یہ کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے خدا ہی ہے اور علی بن ابی طالب اور وہ ان سب سے افضل ہیں۔

(۲۰) عن ابن عباس فی قوله تعالی من یطع الرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیهم قال علی یا رسول الله اهل نقدر علی ان نزورک فی الجنة ارونا ک فی الدنیا قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امة فنزلت هذه الایة اولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصلحین و حسن

اولئک رفیقا فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فقال ان الله عزوجل قد انزل بیان ما سالت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم و انت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کہ (جن لوگوں نے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے) کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جناب علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آیا ہم آپ کو جنت میں بھی دیکھ سکتے ہیں جس طرح سے کہ ہم حضور کو دنیا میں دیکھتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی ہر نبی کا ایک رفیق ہے کہ وہ سب امت سے پہلے اس نبی پر اسلام لاتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ (وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا نے نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں اور یہ لوگ ان کے اچھے رفیق ہوں گے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بلا کر فرمایا۔ یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے۔ اور تجھ کو میرا رفیق بتایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۲۱) عن سعید بن عمرو بن عمرو بن سعید العاص قال قلت لعبدالله بن عیاش ابن ربیعة یا عم الا تخیر عن ابی بکر و علی فان ابابکر رضی الله عنه کان له السن و السابقت مع النبی صلی الله علیه وسلم ثم ان الناس لم کان صعوا الی علی قال ای ابن اخی ان علیا کان له ما شئت من ضرس قاطع فی العلم و البسطة فی النسب و قرابة من رسول الله صلی الله علیه وسلم و مصاهرة و السابقة فی الاسلام و العلم بالقران و الفقه فی السنة و النجدة فی الحروب و الجود بالماعون (اخرجه الذهبی) سعید بن عمرو ابن سعید بن العاص کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ سے پوچھا کہ اے چچا کیا تم مجھے ابوبکر اور علی کے حالات سے خبردار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنہ سال تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام میں سبقت بھی رکھتے تھے۔ پھر ایسی کیا بات تھی کہ لوگ جناب علی رضی اللہ عنہ کے پیاسے تھے۔ انہوں نے جواب دیا اے میرے بھتیجے۔ جو تو چاہتا

ہے اسی کے مطابق علم وفضل میں علیؑ تیز دانت رکھنے والا تھا۔ نسب فراخ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت۔ اور حضرت کا داماد ہونا اور اسلام میں سبقت اور قرآن کا علم۔ اور سنت میں پوری آ گاہی۔ اور جنگ میں بہادری اور سخاوت میں بخشش رکھتے تھے۔

(۲۲) عن ابی هارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت له هل شهدت بدر افقال نعم و فقلت الا تحدثنی بشئی مما سمعة من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرض مرضة و نقه فد خلت علیه فاطمة تعوده و انا جالس عن یمین رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما رات ما برسول الله صلی الله علیه وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی الضیعة یا رسول الله فقال یا فاطمة ان الله اطلع علی اهل الارض اطاعة فاختار منها اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلک فاوحی الی فانکحة بک و اتخذة و صیا اما علمت انک بکرامة الله ایک زوجک اعلمهم علما و اکبر هم حلما و اقدمهم سلما فضحکت و استبشرت فاراد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یزید ها مزید الخیر کله الذی قسمه الله بمحمد و ال محمد صلی الله علیه وسلم فقال لها یا فاطمة لعلی ثمانیة اضراس یعنی مناقب ایمان بالله و رسوله و حکمة و زوجة و سبطاه الحسن و الحسین و امره بالمعروف و نهیه عن المنکر یا فاطمة انا اهل البیت اعطینا ست خصال لم یعطها احد من الاولین و لا ید رکها احد من الا خرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء و هو ابوک و وصینا خیر الا وصیاء و هو بعلک و شهید نا خیر الشهداء و هو حمزة عم ابیک و منا سبطاه هذه الامة و هما ابناک و منا مهدی الامة الذی یصلی خلفه عیسی ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من هذا امهدی الامة (اخرجه الدار قطنی) ابوہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہا کیا بدر کی جنگ میں حاضر تھے کہنے لگے ہاں میں نے ان سے کہا کیا تم

مجھے نہیں بتا سکتے جو کہ کچھ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جواب دیا۔ اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر نہایت ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے تشریف لائیں میں حضرت کے داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت پر ضعف کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں رونے سے ان کی ہچکی بندھ گئی یہاں تک کہ ان کے رخسار پر آنسو جاری ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ آپ کیوں روتی ہیں عرض کیا کہ میں آپ کے بعد اپنے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ بہ تحقیق پروردگار نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح دیکھ کر تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا ہے پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کا انتخاب کیا پھر میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتی کہ خدائے تعالی نے خاص تمہارے لیے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔ اور اسلام میں سب سے پیش قدم ہے۔ پس جناب فاطمہ مسکرائیں اور خوش ہو گئیں۔ حضرت نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ اس خیر سے حصہ دیں کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو حصہ عطا فرمایا ہے۔ پس آپ نے فرمایا یا فاطمہ علی کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنی مناقب ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ اور اس کی دانائی اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکتے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور ہم میں سے اس امت کا مہدی بھی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسی نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسینؑ کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی اس سے ہوگا۔

(۲۳) عن ابی ایوب الانصاری قال ان النبی صلی الله علیه وسلم مرض مرضة فاتة فاطمة تعوده فلما رات ما برسول الله صلی الله علیه وسلم من الجهد و الضعف استعبرت فبکت حتی سال الدمع علی خدیها فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم یا فاطمة ان لکرامة الله ایک زوجتک من اقدمهم سلما و اکثر هم علما و اعظمهم حلما ان الله تعالی اطلع علی اهل الارض اطلاعة فاختارنی منهم فبعثنی نبیا مرسلا ثم اطلع اطلاعة فاختار بعلک فاوحی الله الی ان زوجک ایاک و اتخذوه و صیا (اخرجه الدار قطنی) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہو گئے حضرت فاطمہؑ عیادت کے لیے تشریف لائیں حضرت پر ضعف اور تکلیف کی شدت کو دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ ان کے رخسار مبارک پر قطرات اشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت نے ارشاد کیا یا فاطمہ تم نہیں جانتی ہو کہ اللہ تعالی نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ اسلام لانے میں وہ سب سے مقدم ہے۔ اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور سب سے زیادہ حلیم ہے۔ خدائے تعالی نے زمین کے رہنے والوں کو خوب سا دیکھ کر مجھے انتخاب کیا ہے اور نبی مرسل بنایا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی بھیجی میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔

(۲۴) عن بریدة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قم بنایا بریدة تعود فاطمة فلما ان دخلنا علیها ابصرت ابا هاد معت عینا ها قال ما یبکیک یا بنتی قال قلت الطم و کثر الهم و شدة السقم قال لها اما و الله ما عند الله خیرا مما ترغبین الیه یا فاطمة اما ترضین ان زوجک خیرا متی اقدمهم سلما و اکثر هم علما و اعظمهم حلما و الله ابنیک سید اشباب اهل الجنة (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے اے بریدہ اٹھ ہمارے ساتھ چل کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پرسی کریں جب ہم جناب فاطمہ کے پاس پہنچے وہ

ہمیں دیکھ کر رونے لگیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اے میری بیٹی تم کیوں روتی ہو۔عرض کیا قلت طعام اور کثرت غم اور شدت بیماری سے۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم ہے کیا جو کچھ کہ خدا کے پاس ہے اس سے بہتر نہیں ہے کہ جس کی تم تمنا کرتی ہو؟ بہ تحقیق تیرا شوہر میری تمام امت سے بہتر اور ان سے اسلام لانے کی وجہ سے مقدم اور ان سے علم میں زیادہ اور ان سے حلم میں بڑا ہے۔اور تیرے دونوں فرزند اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۲۵) عن مغفل بن یسار وضئت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال ھل لک فی فاطمة تعودھا فقلت نعم فقام متوکئا علی حتی دخلنا علیھما فقال کیف نجدک قالت و اللہ اشتد خزنی و اشتد فاقتی فقال اما ترضین انی زوجتک اقدم امتی سلما و اکثرھم علما و اعظمھم حلما (اخرجه احمد فی المناقب) مغفل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم فاطمہ کی عیادت کے لیے چلیں میں نے عرض کیا بہتر ہے۔حضرت مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے اور جناب فاطمہ کے پاس گئے۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تمہاری یہ کیا حالت ہے۔عرض کیا واللہ مجھ پر غم کا غلبہ ہے اور فاقوں نے ستایا ہے حضرت نے ارشاد کیا۔کیا تم راضی نہ ہوتے ہو کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام امت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔

(۲۶) قال ابو حازم. و محمد بن المنکدر و ربیعه بن عبدالرحمن و الکلبی علی اول من اسلم (اخرجه ابن جریر الطبری فی تاریخه) ابوحازم اور محمد بن المنکدر اور ربیعہ بن عبدالرحمٰن اور کلبی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جناب علی سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

(۲۷) عن اسحاق قال کان اول ذکرا من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم معه و صدقه بماجاء من عنداللہ علی بن ابی طالب (اخرجه ابن جریر الطبری فی تاریخه) اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مردوں میں سے جو شخص کہ سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے اور جس نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور جو چیز کہ وہ خدا کی طرف سے لائے تھے اس کی تصدیق کی ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

تنبیہ: یہ سب حدیثیں اس اثر کے معارض میں ہیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سبقت اسلام کے بارہ میں مروی ہے۔ لیکن جاننا چاہتے ہیں کہ وہ حدیث از قبیل احاد ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین الرازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں کہ **(اما الخیر الذی تمسکوا به فی اثبات ان اسلام ابی بکر سابق علی اسلام علی فهو من باب الا حاد)** یعنی وہ حدیث کہ جس سے لوگ اس امر کا استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسلام جناب علی علیہ السلام کے اسلام سے سابق ہے وہ حدیث احاد میں سے ہے۔ اور حضرت علی کی سب سے سابق الاسلام ہونے پر قریباً اجماع ہو چکا ہے۔ علامہ بن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ **(قال ابن عباس و انس بن مالک و جماعة انه اول من اسلم و نقل بعضهم الا جماع علیه)** یعنی ابن عباس اور انس بن مالک اور ایک گروہ صحابہ میں سے یہ کہتا ہے کہ جناب علی سب سے اول اسلام لائے ہیں۔ اور بعض راویوں سے نقل ہے کہ اسی بات پر اجماع ہو چکا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب فی معرفة الا صحاب میں لکھتے ھیں (عن سلمان و ابی ذر و المقداد و عمار و خباب و جابر و حذیفه و ابی سعید و زید بن ارقم رضی اللّه عنهم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم) یعنی سلمان اور ابوذر اور مقداد اور عمار بن یاسر اور جابر بن عبداللہ اور حذیفہ بن عبداللہ اور ابوسعید حذری اور زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب علی سب سے پہلے اسلام لائے ہیں۔

اس کے بعد علامہ موصوف تحریر کرتے ہیں۔ **(قال شهاب و قتادة و ابن اسحاق اول من اسلم من للرجال علی بن ابی طالب)** یعنی شہاب اور قتادہ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مردوں میں سے پہلے جناب علی اسلام لائے ہیں۔

جناب امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ چنانچہ علامہ مزبور اسی کے ذیل میں لکھتے

ہیں۔ (قال سالم بن ابی الجعد قلت لابی حنیفة اکان ابابکر اولهم اسلاما قال لا) یعنی سالم بن ابی الجعد کہتا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آیا سب صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے ہیں انہوں نے جواب دیا نہیں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں (سئل محمد کعب القرظی عن اول من اسلم علی او ابوبکر قال سبحان الله علی او لهما اسلاما و انما شبه علی الناس لان علیا اخفی اسلامه من ابی طالب) یعنی محمد بن کعب القرظی سے کسی نے سوال کیا کہ اول علی اسلام لائے ہیں یا ابوبکر انہوں نے جواب دیا سبحان اللہ دونوں میں سے علی پہلے اسلام لائے ہیں لیکن لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ کیونکہ جناب علی نے ابوطالب کے خوف سے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا۔

اصل امر یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے بخوف ابوطالب اپنے اسلام کا اخفا نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر عالی کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ اسد الغابہ معرفۃ الصحابہ میں لکھتے ہیں۔ ثم ان علی بن ابی طالب جاء بعد ذلک بیوم یعنی بعد اسلام خدیجة و صلوتها معه صلی الله علیه وسلم فوجدهما یصلیان فقال یا محمد ما هذا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم دین الله الذی اصطفی بنفسه و بعث به رسله فادعوک الی الله و الی عبادة و کفر باللات و العزی فقال امر الم اسمع به قبل الیوم فلست نقاض امرا حتی احدث ابا طالب فکره رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یفشی سره قبل ان یستعلن امره فقال له یا علی ان لم تسلم فاکتم فمکث علی تلک اللیة ثم ان الله اوقع فی قلب علی الاسلام فاصبح غادیا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم جاء ه فقال ما ذا عرضت علی یا محمد فقال له رسول الله صلی اله علیه وسلم تشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و تکفر با لات و العزی و تبراء من الا نداد ففعل علی و اسلام) یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث بالرسالہ ہونے کے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ام المومنین خدیجہ

رضی اللہ عنہا کے نماز پڑھنے کے پیچھے ایک روز علی تشریف لائے اور ام المومنین کو حضرت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ عرض کیا یا محمد یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کا دین ہے جو اس نے اپنی ذات کے لیے منتخب کیا ہے اور نبیوں کو اس کے لیے مبعوث کیا ہے۔ میں تجھے خدا کی اور اس کی عبادت کی طرف دعوت کرتا ہوں اور لات وعزیٰ سے روگردنی کے لیے کہتا ہوں جناب علیؑ نے عرض کیا۔ یہ ایسی بات ہے کہ میں نے آج کے سوا کبھی نہیں سنی۔ میں اپنے کسی فعل میں مختار نہیں جب تک کہ ابو طالب سے یہ پوچھ لوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اس بھید کو قبل اس کے کہ اس کے اعلان کا حکم ہو افشاء ہو جائے حضرت نے فرمایا اگر تم ایمان نہیں لاتے تو اس بات کو مخفی رکھو پس جناب علی پر ایک رات گذری اور خدا نے ان کے دل میں اسلام کی محبت القا فرمائی دوسرے روز صبح کو حضرت کی خدمت میں آ کر عرض کیا کل آپ نے مجھے ارشاد کیا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس امر کی گواہی دے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں لات وعزیٰ سے بے زار ہو جا جناب علی نے ویسا ہی کیا اور اسلام سے مشرف ہو گئے۔

علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں۔ (قال مجاهد و الصحيح فی امر ابی بكر رضی الله عنه انه اول من اظهر اسلامه) یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے باب میں زیادہ تر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا ہے۔ لیکن اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے اول اظہار اسلام بھی جناب علی ہی نے کیا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی اور علامہ جریر طبری وغیرہ رحم اللہ عفیف کندی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ (قال جائت فی الجاهلية الی مكة فنزلت علی العباس بن عبدالمطلب فلما ارتفعت الشمس و حلقت فی السماء و انا انظر الی الكعبة فاقبل شاب فرمی ببصره الی السماء ثم استقبل الكعبة فقام مستقبلها فلم يلبث حتی جاء غلام فقام بيمينه حتی جاء ت امراة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام و المراة فرفع الشاب فرفع الغلام و

المراة فخر الشاب ساجد فسجدا معه فقلت یا عباس امر عظیم فقال هل تدری من هذا الغلام فقلت لا فقال علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب هذا ابن اخی و هل تدری من هذه المراة التی خلفهم فقلت لا قال هذه خدیجة بنت خویلد زوجة ابن اخی هذا احدثنی ان ربه رب السموات و الارض امره لهذا الدین هو علیه ما علی الارض کلها احد علی هذا الدین غیر هئو لاء الثلاثة) یعنی ایام جاہلیت میں میں ایک دفعہ مکہ میں گیا اور جا کر حضرت عباس بن عبدالمطلب کے پاس ٹھہرا۔ جب آفتاب بلند ہوا اور وسط آسمان سے ڈھلا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا اتنے میں ایک جوان نے آگے بڑھ کر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور قبلہ کی طرف بڑھا اور اس کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا آیا اور اس جوان کے داہنے بازو پر کھڑا ہو گیا پھر ایک عورت اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی پھر اس جوان نے رکوع کیا اور اس لڑکے اور عورت نے بھی اس کے ساتھ رکوع کیا پھر جوان نے رکوع سے سر اٹھایا اور ان دونوں نے بھی رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر اس نے سجدہ کیا ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے عباس کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ نوجوان کون ہے میں نے کہا نہیں۔ وہ کہنے لگے یہ محمد بن عبدالمطلب میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے کہا نہیں۔ عباس کہنے لگے یہ علی بن ابی طالبؑ میرا بھتیجا ہے اور یہ جانتے ہو کہ یہ عورت کون ہے۔ میں نے کہا نہیں عباس کہنے لگے۔ یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بی بی ہے۔ اس نوجوان نے مجھے بتایا ہے کہ میرا پروردگار آسمان اور زمین کا پروردگار ہے۔ یہی ان کا دین ہے اور تمام زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں۔

علامہ ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ الرسل میں اس کے بعد ان الفاظ کو روایت کیا ہے (قال العفیف بعد ما اسلم و رسخ الاسلام فی قلبه یا لیتنی کنت رابعا) یعنی اسلام لانے کے بعد جبکہ عفیف کے دل میں اسلام کا خوب رسوخ ہو گیا تو یہ کہا کرتے تھے کاش میں ان

تینوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ پس جناب عباس کے قول سے کہ (ما علی الارض کلها احد علی هذا الدین غیر هئو لاء الثلثة) ثابت ہوتا ہے کہ ہنوز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے۔ کہ جناب علی کا اسلام لانا عباس اور عفیف کندی رضی اللہ عنہ پر ظاہر ہو چکا تھا۔ اور لفظ هوء لاء الثلثة کی قید سے اور عفیف کے یہ کہنے سے کہ کاش اگر میں اس وقت اسلام لاتا تو میں اس وقت اسلام کا چوتھا رکن ہوتا۔ صاف ظاہر ہے کہ جناب ابوبکر ابھی مشرف با سلام نہیں ہوئے تھے ورنہ حضرت عباس هئو لاء الثلثة کی قید نہ لگاتے اور عفیف کنت رابعا نہ کہتے بلکہ کنت خامسا کہتے۔ پس یہ قیاس میں نہیں کرتا کہ یہ راز حضرت عباس کو معلوم ہو گیا ہو اور ابوطالب سے مخفی رہا ہو۔

بعض نے جناب علی علیہ السلام کی سبقت اسلام کو تسلیم کر کے یہ کہا ہے کہ ان کا اسلام بہ نسبت اسلام مشائخ قریش افضل نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جناب علی ہنوز بالغ نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ خود ان کا قول ہے۔ سبقتکم الاسلام طرا غلاما بلغت او ان حلمی یعنی میں نے تم پر ایسی حالت میں اسلام لانے میں سبقت کی ہے کہ میری مسیں بھیگ رہی تھیں۔ میں ابھی لڑکپن کی حالت میں تھا۔ ابھی حد احتلام تک نہیں پہنچا تھا پس ایک کم سن لڑکے کا اسلام مشائخ قریش کے اسلام فائق نہیں ہوسکتا۔

اس کا جواب دو طرح پر ہوسکتا ہے۔

جناب امیر کی عمر اسلام لانے کے وقت

(الف) بعض کے نزدیک مشرف باسلام ہونے کے وقت جناب علی پندرہ یا سولہ برس کے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ معتبر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ اس وقت تیرہ سال کے تھے۔ اور ابوعمر تابعی نے بھی اسی کو صحیح مانا ہے۔ (دیکھو استیعاب) اس سے زیادہ تر ثبوت محمد بن حنیفہ کی روایت سے ملتا ہے کہ وہ جناب امیر کی عمر (۶۵ سال) کی بیان کرتے ہیں۔ (اسد الغابہ) معرف نے بھی جناب ابوجعفر محمد بن علی الرضا علیہ التحیۃ والثناء سے حضرت امیرؑ کی عمر اتنی روایت کی

ہے۔اور مطالب السؤل کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی نے بھی اس کو صحیح مانا ہے۔
پس جبکہ نزول وحی کے بعد بلا خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳) سال تک اس دار فانی میں رونق افروز رہے ہیں اور حضرت کے انتقال کے بعد جناب امیر ساڑھے انتیس برس زندہ رہے ہیں۔یعنی پینسٹھ سال سے تئیس اور ساڑھے انتیس نکالنے کے بعد ٹھیک ساڑھے بارہ برس باقی رہے۔

اس سے صاف ظاہر کہ جناب علی علیہ السلام ایسے وقت میں اسلام لائے ہیں جبکہ ان کی عمر بلوغ کے قریب پہنچ چکی تھی اور ان کی عقل خداداد میں پختگی آ گئی تھی۔ نہ یہ کہ بالکل طفولیت کے عالم میں تھی۔

(ب) اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ جناب علی اسلام لانے کے وقت بالغ نہیں تھے تو اس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے کہ قبل از بلوغ ایک لڑکے کے عاقل ہوشیار ہونہار۔ پختہ مغز ذکی الطبع کا اسلام قبول نہ کیا جائے۔

اسی وجہ سے جنات امام الاعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاقل لڑکے کا اسلام اگرچہ وہ بالغ نہ ہوا ہو مقبول ہے۔ **قال الشيخ قاسم بن قطلو بغا الحنفي في مسنده حدثنا اسمعيل بن ادريس قال حدثني ابی عن الحسن ابن زيد بن الحسن بن علي بن ابی طالب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا عليا الى الاسلام و هو ابن تسع سنين و يقول دون التسع و لم يعبد الاوثان قط لصغره انهٔ قال فلولم يكن الا سلام مقبولا عنه لماد عاه اليه و كذا دعا شرذمه و عبدالله بن جعفر و جعفر بن الزبير و هم ابناء سبع سنين.** شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند جس کا نام مسند ابوحنیفہ ہے میں لکھتے ہیں کہ اسمعیل بن ادریس نے ہم سے روایت کی ہے اور اس نے اپنے والد سے سنا ہے کہ کہتا تھا مجھے حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو اسلام کی دعوت دی اور وہ نو برس یا اس سے بھی کم تھے اور انہوں نے بچپن سے مطلق بتوں

کی پرستش نہیں کی تھی۔ اس کے بعد شیخ قاسم بن قطلو بغا کہتے ہیں۔ اگر لڑکے صغیر السن کا اسلام قبول نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بھی اسلام کی جانب مدعو نہ کرتے اسی طرح حضرت نے صحابہ کے اکثر اطفال کو اسلام کی طرف مدعو کر کے ان کا اسلام قبول کیا تھا۔ چنانچہ کتب احادیث سے بخوبی ظاہر ہے عبداللہ ابن زبیر اور عبداللہ ابن جعفر اور جعفر بن زبیر نے حضرت کی بیعت کی اور ان کا سن سات سات برس کا تھا۔

حافظ ابونعیم اور ابن عساکر اور طبرانی علیہم الرحمۃ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ان النبی صلی الله علیه وسلم بایع الحسن و الحسین و عبدالله بن عباس و عبدالله بن جعفر و هم صنعاء لم یعقلو و لم یبلغوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسنؑ و امام حسینؑ اور ابن عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر کی بیعت قبول فرمائی درآنحالیکہ وہ کم سن تھے پوری تمیز نہیں رکھتے تھے اور ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے۔

اس کے سوا یہ امر بھی جناب امیرؑ کی فضیلت کا کافی ثبوت ہے کہ وہ ایسے سن میں اسلام لائے کہ جس میں لڑکوں کی طبیعت اکثر لہو لعب کی طرف مائل ہوتی ہے۔ توحید کے غوامض کا سمجھنا اور منشاء نبوت کے مطابق عمل کرنا۔ اور معاد کی حقیقت تک پہنچنا ان کے عقول سے باہر ہوتا ہے۔ پس ایسے سن و سال میں جناب امیرؑ کا اسلام لانا صاف اس امر پر دال ہے کہ آپ عہد طفولیت ہی میں عقل خدا داد کے وسیلہ سے ایسے امور تک پہنچ گئے تھے۔ جن کے سمجھنے سے بڑے بڑے مشائخ قریش کی عقلیں دنگ تھیں۔

جناب امیرؑ کا ہرگز بتوں کی پرستش نہ کرنا

عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسم ثلثة ما کفرو ابا لله قطمو من الیاسین و علی بن ابی طالب و اسیة امراة فرعون (اخرجه ابن عدی و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ تین شخصوں نے ہرگز خدا سے کفر نہیں کیا ہے مومن الیاسی (یعنی حضرت یوشع پر ایمان لانے والا) اور علی

بن ابی طالب اور فرعون کی بیوی آسیہ۔

عن الحسن بن مداینی قال لا یعبد الا و ثان قط لصغره و من ثم یقال کرم الله وجهه دون غیره من الصحابة (اخرجه ابن سعد فی الطبقات و ابن عبدالبر فی الاستیعاب و شیخ قاسم بن قطوبغا الحنفی فی مسنده المشهورة بمسند ابی حنیفه) حسن بن مداینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے بچپن میں ہرگز بتوں کی پرستش نہیں کی اسی وجہ سے ان کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔ یعنی خدا نے ان کے چہرہ کو بزرگ کیا تھا کہ وہ بتوں کے آگے نہیں جھکے۔ اور یہ لقب ان کے سوا اور اصحاب کے حق میں نہیں بولا جاتا۔ (نزل الابرار علامہ بدخشی)

جناب امیرؑ کا سب صحابہ سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز پڑھنا

(۱) عن ابن عباس انه قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیره هو اول عربی و عجمی صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم و هو الذی لواه معه فی کل زحف و هو الذی صبر نفسه معه یوم المهراس و هو الذی غسله و ادخله قبره (اخرجه الترمذی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علیؑ میں چار ایسی باتیں ہیں کہ ان کی سوا کسی دوسرے میں نہیں۔ وہ ہر ایک عربی اور عجمی سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور ایسے شخص ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک جنگ میں حضرت کا علم ان کے پاس تھا اور انہوں نے سختی کے دن اپنی جان سے حضرت کے ساتھ صبر کیا۔ اور انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن انس قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین و صلی معه علی یوم الثلاثاء (اخرجه البغوی فی معجمه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن جناب علی نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۳) عن ابی رافع قال النبی صلی الله علیه وسلم صلت خدیجة یوم الاثنین و صلی علی یوم الثلاثاء قبل ان یصلی معنا احد من الناس (اخرجه احمد فی مناقب) ابورافع

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جناب ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے پیر کے روز نماز پڑھی ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے روز نماز پڑھی قبل اس کے لوگوں میں سے کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کرتا۔

(۴) عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت غداۃ الاثنین و صلت خدیجۃ یوم الاثنین فی اخر النهار و صلی علی یوم الثلثاء فمکث علی یصلی مستخفیا سبع سنین و اشهر قبل ان یصلی معنا احد (اخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسانید ابی رافع) ابورافع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ پیر کی صبح کو ہمیں نبوت عطا ہوئی اور خدیجہ نے اسی روز ان کے پچھلے وقت میں نماز پڑھی اور علی نے منگل کے روز نماز پڑھی علیؑ نے سات سال اور کئی مہینے پوشیدہ نماز پڑھی قبل اس کے کہ کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی النبوۃ یوم الاثنین و صلی علی معی یوم الثلثا (اخرجه الطبرانی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم پر پیر کے روز نبوت نازل ہوئی اور منگل کے روز علی نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

(۶) عن حبۃ العرنی قال سمعت علیا یقول انا اول من اسلم و صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه احمد و النسائی) حبہ عرنی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو اسلام لایا اور جس نے حضرت کے ساتھ پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۷) عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی (اخرجه النسائی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے سب سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

(۸) عن عباد بن عبداللہ قال قال انا عبداللہ و اخو رسوله و انا صدیق الاکبر لا

یقول ذلک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجه احمد فی المناقب و النسائی فی الخصائص و حافظ ابو زید عثمان بن شیبه فی سنة و ابن عاصم فی السنة و الحاکم فی المستدرک و ابو نعیم فی الحلیة و العقیلی) عباد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ کہنے والا۔ میں نے سب سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۹) عن ابن عباس و جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلت الملائکة علی و علی علی سبع سنین قبل الناس و ذلک بانه کان یصلی و لا یصلی معنا غیرنا (اخرجه الدیلمی) ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سات برس تک ملائکہ مجھ پر علی پر درود پڑھتے تھے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ علی میرے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم دونوں کے بغیر کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں تھا۔

(۱۰) عن علی قال عبدت الله قبل ان یعبد احد من هذه الامة سبع سنین (اخرجه الخلع نقلت من ریاض النضرة فی فضائل العشره لمحب الطبری) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے خدا کی بندگی سات برس قبل اس کے کی ہے کہ اس امت میں سے کوئی خدا کی بندگی کرتا۔

(۱۱) عن مجاهد عن ابن عباس قال نزلت هذه الایة و اقیمو الصلوة و اتو الزکوة و ارکعو مع الراکعین فی رسول الله صلی الله علیه وسلم و علی خاصة و هما اول من صلی و رکع (اخرجه الطبرانی فی الخصائص رفقیه بن المغازلی فی المناقب و حافظ ابو نعیم فی الحلیة) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کہ (قائم کرو تم نماز کو اور دو تم زکوۃ اور جھکو تم جھکنے والوں کے ساتھ) خاص کر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہیں دونوں صاحبوں نے

پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۱۱) عن عفيف الكندی جائت فی الجاهلية الی مكة فنزلت علی العباس بن عبدالمطلب فلما ارتفعت الشمس و حلقت فی السماء و انا انظر الی الكعبة اقبل شاب فرمی ببصره الی السماء ثم استقبل الكعبة فقام مستقبلها فلم يلبث حتی جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتی جاء ت امراة فقامت خلفها فركع الشاب فركع الغلام و المراة فرفع الشاب فرفع الغلام و المراة فخر الشاب ساجد افسجد امعه فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدری من هذا الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبدالله بن عبد المطلب هذا ابن اخی هل تدری من هذا الغلام فقلت لا فقال علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب هذا بن اخی. هل تدری من هذه المراة التی خلفها المراة التی خلفها فقلت لا قال هذه خديجة بنت خويلد زوجه ابن اخی هذا حدثنی ان ربه رب السموت و الارض امره لهذا الدين هو عليه والله ما علی الارض احد علی الدين غير هئو لاء الثلاثة (اخرجه احمد و النسائی و زاد جرير الطبری قال عفيف بعد ما اسلم و رسخ الاسلام فی قلبه يا ليتنی كنت رابعا و زاد احمد قال عفيف لو كان الله يرزقنی الا سلام يومئذ فاكون ثانيا مع علی بن ابی طالب) عفیف کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں گیا اور عباس بن عبدالمطلب کے پاس فروکش ہوا۔ جب آفات نے بلند ہو کر گھیراڈالا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک جوان نے ایک آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور بڑھ کر کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ ایک لڑکا آیا اور اس جوان کے داہنے بازو کی طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر کچھ دیر نہیں گذری ہوگی کہ ایک عورت آ کر ان کے پیچھے کھڑی ہوگئی۔ پس جب اس نوجوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ اور جب اس جوان نے سر اٹھایا تو ان دونوں نے بھی سر اٹھایا۔ پھر اس جوان نے سجدہ کیا اور ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات

ہے۔ وہ کہنے لگے تو جانتا ہے یہ جوان کون ہے۔ میں نے کہا نہیں جانتا۔ اس نے کہا یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ علی بن ابی طالب میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہے۔ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم کہنے لگے۔ یہ خدیجہ بن خویلد ہے۔ میرے بھتیجے کی بی بی۔ اس جوان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میرا خدا آسمانوں اور زمین کا خدا ہے صرف اسی بات پر ان کے دین کا دارومدار ہے۔ تمام روئے زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں۔ علامہ جریر الطبری نے ان الفاظ کو اور زیادہ روایت کیا ہے کہ جب عفیف رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہو گئے اور اسلام ان کے دل میں راسخ ہو گیا تو وہ کہا کرتے تھے کہ کاش میں ان تین شخصوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں عفیف رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس روز خدائے تعالیٰ مجھے اسلام نصیب کرتا تو میں جناب علی علیہ السلام سے دوسرے درجہ پر ہوتا۔

(۱۲) عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال انه اول شئی علمة من رسول الله صلى الله عليه وسلم قدمت مكة فى عمومة لى فارشد د نا على العباس بن عبدالمطلب بن فانتهينا اليه و هو جالس الى الكعبة من ثم مجلسنا اليه فبيننا عنده اذا اقبل رجل من باب الصفا تعلوه حمرة وله و فرة جعدة على انصاف اذ نيه اقنى الا نف براق الثنا ادعج العينين كث اللحية دقيق المسربه شثن الكفين حسن الوجه معه غلام و امراة قد سرت محاسنها حتى فصدوا نحو الحجر فاستلم ثم استلم الغلام و المراة ثم طاف بالبيت سبعا و الغلام و المراة يطوفان معه فقلنا يا ابا الفضل هذا الدين لم يكن نعرفه فيكم اوشئى حدث فقال هذا ابن اخى محمد بن عبدالله و الغلام على بن ابى طالب و المراة امرائة خديجه بن خويلد و الله ما على وجه الارض احد يعبدالله لهذا الدين الا هئولا الثلثة (اخرجه احمد فى المناقب و

الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبدالله بن مسعود) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جو پہلی بات میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے یہ ہے کہ ایک دفعہ میں کام کے لیے اپنے چچوں کے ساتھ مکہ میں گیا پس ہم عباس بن عبدالمطلب کے پاس گئے۔ وہ کعبہ کے اندر بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی وہاں ان کے پاس بیٹھ گئے اتنے میں باب صفا سے ایک سرخ وسفید رنگ کا آدمی آیا اور اس کے رخسار گھنگریالے بال کانوں کی نصف گدیا تک تھے اس کی ناک نہایت اونچی تھی۔ اس کے دانت بہت سفید تھے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور نہایت سیاہ تھیں۔ اس کی داڑھی بہت گھنی تھی۔ اس کی سیلی نہات پتلی تھی ہاتھوں پر گھٹی پڑی ہوئی تھی وہ نہایت خوبصورت تھا اس کے ساتھ ایک لڑکا اور بی بی تھی جس نے کہ اپنا منہ چھپایا ہوا تھا۔ اس جوان نے بڑھ کر حجرالاسود کا بوسہ لیا اور اس لڑکے اور بی بی نے بھی اس کو چوما پھر وہ جوان سات مرتبہ بیت اللہ کے گرد پھرا اور اس کے ساتھ وہ لڑکا اور وہ بی بی بھی گرد پھری ہم نے عباس سے کہا یا ابا الفضل ہم نے تو یہ طریقہ تم میں کبھی نہیں دیکھا شاید کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگے یہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے اور یہ لڑکا علی بن ابی طالب ہے اور یہ بی بی خدیجہ بنت خویلد اس جوان کی بیوی ہے۔ واللہ ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا ساری زمین پر اس دین والا نہیں ہے۔

(۱۵) اخرجه ابن اسحاق فی سیرة و ابن السمان ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا حضرت الصلوة خرج الی شعاب مکة و خرج معه علی بن ابی طالب مستخفیا من عمه ابی طالب و جمیع اعمامه و سائر قومه فیصلیان الصلوة فیها فاذا امسیا رجعا فمکثا کذلک ماشاء الله ان یمکثا. ثم ان ابا طالب عبر علیهما یوم فوجد هما یصلیان فقال لرسول الله صلی الله علیه وسلم یا بن اخی ما هذا الدین اراک تدین قال یا عم هذا دین الله و دین ملائکة و دین رسله و دین انبیاء ابراهیم و بعثنی الله به رسولا الی العباد و انت یا عم احق من بذلت له النصیحة و دعوة الی الهدی و احق من اجا بنی الیه و اعاننی علیه فقال ابو طالب یا بن اخی انی و الله لا

استطیع ان افارق دین ابائی و ما کانوا علیه ولکن واللہ لا یخلص الیک شئی تکرھه ما بقیت و ذکروا انه قال لعلی یا نبی ما ھذا الدین الذی انت علیه قال یا ابت امنت برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و صدقت بما جاء به و صدقت و صلیت معه و اتبعة فقال اما انه لم یدعک الا الخیر فالزمه ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت میں اور ابن السمان قدس اللہ سرہ العزیز میں لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ جناب علی کو ساتھ لے کر اپنے چچا ابو طالب اور دیگر اعمام اور قوم سے مخفی مکہ کے پہاڑوں کی غاروں میں تشریف لے جاتے اور نماز پڑھتے اور رات کو وہاں سے واپس آتے جب تک کہ پروردگار کا ارادہ تھا اسی بات پر ٹھہرے رہے۔ ایک دن حضرت کے ساتھ جناب علی نماز پڑھ رہے تھے کہ ابو طالب آ پہنچے اور ان کو نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگے اے میرے بھتیجے یہ کونسا دین ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان یہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے اور مجھ کو خدا نے اس دین کے لیے لوگوں کیطرف پیغمبر کر کے بھیجا ہے چچا جان آپ زیادہ تر حقدار ہیں اس شخص سے کہ جس کو میں نصیحت کروں اور ہدایت کی طرف بلاؤں اور آپ میری بات کے ماننے اور میری مدد کرنے کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دوں۔ لیکن خدا کی قسم ہے تم کو کسی قسم کی برائی نہیں پہنچ سکے گی جب تک کہ میں زندہ ہوں اکثر رواۃ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابو طالب نے جناب علیؑ سے پوچھا اے میرے بیٹے یہ کونسا طریقہ ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو۔ جناب علی نے جواب دیا کہ میں خدا کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ کہ وہ لائے ہیں میں نے اس کی تصدیق کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے ان کا اتباع کیا ہے۔ پس ابو طالب نے ان سے کہا تم ان کی بات ضرور مانو کیونکہ وہ تم کو سوائے نیک بات کے اور کچھ نہیں بتائیں گے۔

(۱۶) عن حبة العرنی قال رایت علیا ضحک علی المنبر لم اره ضحک ضحکا

اکثر مّنه حتی بدت نواجذه ثم قال قال ابا طالب ظهر علینا ابو طالب و انا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم نصلیان ببطن نخلة قال ما تصنعان یا بن اخی فدعاه رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الاسلام فقال ما بالذی تصنعان من باس و لکن والله لا تعلوا استی ابدا. و ضحک تعجبا من قول ابیه ثم قال اللهم لا اعرف لک عبدا من هذه الامة عبدک قبلی غیر نبیک ثلاث مرات. لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبع سنین حبہ عرنی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے جناب امیر کو منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا کہ کبھی اس سے زیادہ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہنسنے میں ان کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پھر ابو طالب کا قول بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نخلستان کے اندر نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ ابو طالب آ پہنچے اور کہنے لگے اے میرے بھتیجے تم یہ کیا کر رہے ہو۔ حضرت نے انہیں اسلام کی دعوت فرمائی۔ ابو طالب کہنے لگے اس بات میں جو کچھ کہ تم کر رہے ہو کچھ خوف نہیں ہے لیکن واللہ لوگوں کے سامنے میرے چوتڑ کبھی اونچے نہیں ہوں گے۔ جناب امیر کو اپنے والد کی بات سے از روئے تعجب کے ہنسی آئی تھی۔ پھر فرمایا۔ اے پروردگار تو گواہ ہے کہ اس امت کا کوئی تیرا بندہ میرے سوا نبی کے میں نہیں جانتا کہ جس نے میرے سوا مجھ سے پہلے تیری عبادت کی ہو۔ میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کے دوش اقدس پر سوار ہو کر بتوں کو توڑنا

(۱) عن علی قال انطلقت انا و النبی صلی الله علیه وسلم حتی اتینا الکعبة فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اجلس و اصعد علی منکبی فذهبت لا نهض به فرای منی ضعفا فنزل و جلس لی نبی الله صلی الله علیه وسلم فقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیه قال فنهض بی قال فیتخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت و علیه تمثال صفر او نحاس فجعلت ازا وله عن یمینه و شماله و من بین یدیه و من خلفه حتی اذا استمکنت منه قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اقذف به فقذفت به فتکسر کما تنکسر القواریر ثم نزلت

فانطلقت انا و رسول الله صلی الله علیه وسلم نستبق حتی تو ارینا بالبیوت خشیة ان یلقانا احد من النّاس (اخرج احمد فی المناقب و المسند. و النسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ناتوانی کو دیکھ کر فرمایا بیٹھ جا آپ اتر پڑے اور اس خدا کے نبی نے مجھے کہا میرے کندھے پر چڑھ میں دوش اقدس پر سوار ہوا اور آپ مجھ کو لے کر اٹھے اس وقت مجھ پر گمان ہو سکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کی کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ بیت اللہ پر چڑھ گیا اس پر کانسی یا تانبے کی مورت تھی میں نے اسے داہنے بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا جس وقت کہ میں نے اس پر قابو پا لیا مجھے حضرت نے فرمایا اسے پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا وہ مورت کانچ کی طرح سے ٹوٹ گئی۔ پھر میں اتر آیا اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تا کہ کوئی آدمی ہمیں نہ دیکھے۔

جناب امیرؑ کا کعبہ کے بتوں کو توڑنا

و اخرج الحاکمی و قال بعد قوله فصعدت علی الکعبة فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم الق صنمهم الاکبر و کان من نحاس موتد باو تادو من حدید الی الارض فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم عالجه فلم ازل اعالجه حتی استمکنت منه فقال لی اقذفه فقذفة. ثم ذکر باقی الحدیث ابو الخیر الحاکمی اس حدیث میں جناب امیرؑ کے اس قول کے بعد (کہ جب میں کعبہ پر چڑھ گیا) اس طرح سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ ان میں سے بڑے بت کو پھینک دے وہ تانبے کی میخوں سے جکڑا ہوا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا۔ مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنبش دو میں اس کو ہلاتا رہا یہاں تک کہ میں اس پر قابو پا گیا پھر حضرت نے فرمایا اسے پھینک دو میں نے اسے پھینک دیا پھر جناب امیر نے باقی حدیث کو روایت کیا ہے۔

(۲) عن ابن مسعود ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل مکة یوم الفتح و حوله

ثلثمائة و ستون صنما لقبائل العرب لكل قوم صنم فجعل يطعنها و يقول جاء الحق و زهق الباطل فينكب الصنم بوجهة حتى القاها جميعا و بقى صنم خزاعة فوق الكعبة و كان من قواريـر صفر فقال يا علی ارم به فحمله النبی صلی الله عليه وسلم حتى صعد فرمى به فكسر (تفسیر النیسابوری فی قوله تعالى جاء الحق زهق الباطل)
عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز جب حضرت کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گردا گرد تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے دھرے ہوئے تھے ہر ایک قبیلہ کا جدا گانہ دیوتا تھا حضرت چھڑی کے ساتھ ان کو ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ پس منہ کے بل وہ بت گرتے تھے یہاں تک کہ سب بت گرا دیے صرف کعبہ کی چھت پر بنی خزاعہ کا ایک بت باقی رہ گیا جو صیقل کیے ہوئے اور ڈھلی ہوئی پیتل سے بنا ہوا تھا جناب امیر کو کندھے پر اٹھا کر فرمایا علی اس کو پھینک دو وہ جناب امیرؑ نے چڑھ کر پھینک دیا اور ٹوٹ گیا۔

جناب امیرؑ کا شب ہجرت میں حضرتؐ کے بستر مبارک پر سونا

(۱) عن عمرو بن ميمون قال انی لجالس الى ابن عباس اذا اتاه رهط يقعون فی علی بن ابی طالب فرد عليهم ابن عباس و قال لما هاجر رسول الله صلی الله عليه وسلم ليس على ثوبة و نام على فراشه و كان المشركون يؤذون رسول الله صلى الله عليه وسلم فصاح ابوبكر يا نبی الله فقال له علی ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قد انطلق نحو بير ميمون فادر كه فانطلق ابوبكر حتى لحق رسول الله صلى الله عليه وسلم و بات و الكفار يرمون عليا بالحجارة و هو قد لف راسه فی الثوب الى الصباح (اخرجه احمد و النسائی) عمر بن میمون سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ ان کے پاس آ کر جناب امیر علیہ السلام کی غیبت کرنے لگے۔ ابن عباس ان کی طرف لوٹ پڑے اور کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی حضرتؑ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا اوڑھ لیا اور حضرت کے بستر پر سو رہے۔ مشرک حضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کوایذا دیتے تھے۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا۔ جناب علیؑ نے ان سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیئر میمون کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔آپ وہاں سے ان سے جاملیں۔ابوبکر رضی اللہ وہاں سے حضرت سے جا ملے اور جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سورہے کفاران پر پتھر پھینکتے تھے اور وہ اپنے سر کو صبح تک چادر میں چھپائے رہے۔

(۲) عن اسامة بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمه العباس ان عليا قد سبقک بالهجرة (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ بہ تحقیق ہجرت میں علی نے تم پر سبقت کی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال لما اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يهاجر الى المدينة خلف على ابن ابى طالب لقضاء ديونه و رادا لو دائع التى كانت عنده امر تلک الليلة ان ينام على فراشة قال و تسبح بردى هذا الحضرمى الا خضر فنم فيه فانه لن يخلص اليک شئى تكرمه منهم احد و الا يصيبونا بمكره و القوم قد احاطوا بالدار قال فاوحى الله الى جبرائيل و ميكائيل انى قد اخيت بينكما و جعلت عمر احد كما اطول من عمر الاخر فايكما يوثر صاحبه بالحيات فاختار كلا هما الحياة فاوحى الله اليهما فلا كنتما مثل على بن ابى طالب اخيت بينه و بين محمد صلى الله عليه وسلم فبات على فراشه يفديه بنفسه عند قدميه و الملائكة تنادى بخ بخ من مثلک يا بن ابى طالب و الله باهى بک و الملائكة ثم توجه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المدينة فانزل الله تعالى عليه فى شان من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله و الله رئوف بالعباد قال ابن عباس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات على بن ابى طالب. و عن ابن عباس انشد على شعرا فى تلک للية. و قيت بنفسى خير من و طى الحصا + و من طاق بالبيت العتيق و بالحجر + رسول اله الخلق اذ مكرويه +

فنجاه ذو الطول الكريم من المكر + و بات رسول الله فی الغار امنا + موقافی حفظ الا له و فی ستر + و بت اراعیهم متی ینشروننی + و قد و طنت نفسی علی القتل و الا سر (اخرجه ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیره) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانے کا ارادہ کیا جناب علی علیہ السلام کو اپنے قرض ادا کرنے کے لیے اور لوگوں کی امانتیں سپرد کرنے کے واسطے اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑا۔ اور اپنے بستر پر سونے کے لیے حکم دیا اور فرمایا یہ ہماری سبز رنگ حضرمی چادر کو اوڑھ کر سو رہو ہرگز تمہیں کوئی امر مکروہ ان لوگوں کے ہاتھ سے نہیں پہنچے گا۔ کفار تمام شام گھر کو گھیرے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کو فرمایا میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے۔ تم میں سے کون ایسا ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دے دے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارہ نہ کیا۔ خدا کا حکم ہوا تم دونوں علیؑ کی مثل ہرگز نہیں ہو سکتے۔ میں نے اس کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے۔ اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کرتا ہے۔ تم دونوں زمین پر جا کر اس کو اس کے دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرائیل جناب علیؑ کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات ان کی حفاظت کرتے رہے۔ ان کے سوا اور فرشتے کہتے تھے واہ واہ اے علی بن ابی طالب تیرا کوئی مثل نہیں خدا اور اس کے فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف متوجہ تھے کہ جناب علی علیہ السلام کی شان میں حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی (کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے) ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے بیچا وہ علی بن ابی طالب ہیں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب علی نے اس رات میں یہ چند اشعار تصنیف فرمائے۔ (نگاہ رکھا میں نے اپنی جان سے بہتر اس شخص کو جس نے سنگریزوں کو روندا۔ اور جس نے خانہ کعبہ اور حجر اسود کا طواف کیا۔ خلق خدا

کے رسول جب ان سے قوم نے مکر کیا۔ پس خدا برتر بزرگ نے ان کو مکر سے بچایا۔ اور امن سے رسول خدا غار شب باش ہوئے۔ خدا کی نگہبانی اور حفظ اور پردے میں۔ اور میں نے رات کو ایسی حالت میں گذارا۔ کہ میں دیکھ رہا تھا وہ (یعنی کفار) مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ اور بے شک میرا نفس قتل ہونے اور قید ہونے پر قائم رہا۔

(۴) عن ابی رافع قال و خلفه النبی صلی الله علیه وسلم یخرج الیه باهله و امره ان یئودی عنه امانة و وصایا من کان النبی صلی الله علیه وسلم یوصی الیه و کان یوتمن علیه من مال فادی علی امانة کلها و امره ان یضطجع علی فراشه لیلة خروج و قال ان قریشا لم لیفقدونی ما را وک فاضطجع علی علی فراشه و کانت قریش ینظرون الی فراش النبی صلی الله علیه وسلم فیرون علیه علیا فیظنونه النبی صلی الله علیه وسلم حتی اذا اصبحوا را و علیه علیا فقالوا لو خرج محمد صلی الله علیه وسلم لیخرج علی معه فجلسهم الله بذلک عن طلب النبی صلی الله علیه وسلم حین رائو علیا و امر النبی صلی الله علیه وسلم علیا ان یلحقه بالمدینة فخرج فی طلبه بعد ما خرج الیه اهله یمشی اللیل و یکتم النهار حتی قدم المدینة فلمّا بلغ النبی صلی الله علیه وسلم قدومه قال ادعولی علیا قیل یا رسول الله لا یقدر ان یمشی فاتاه النبی صلی الله علیه وسلم فلما راه اعتنقه و بکی رحمة علیه لما رای بقدمیه من الورم و کانتا تقطران دما فتفل النبی صلی الله علیه وسلم فی یدیه و مسح بهما رجله و دعا له بالعافیه فلم تشتکها حتی استشهد علیه السلام (اخرجه ابن اثیر الجوزی فی اسد الغابه فی معرفه الصحابه) ابو رافع کہتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو اس لیے مدینہ میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا کہ آپ اپنے اہل کو ساتھ لے کر حضرت کے پاس کی امانتیں اور وصیتیں لوگوں کو سپرد کر کے مدینہ کو چلے آئیں۔ کیونکہ مشرکین حضرت کو امین جانتے تھے اور اپنی امانتیں اور وصیت آپ کے سپرد کیا کرتے تھے۔ علی علیہ السلام

نے وہ تمام حضرت کی امانتیں ادا کیں۔ حضرت نے ہجرت کی رات کو انہیں اپنے بستر پر سونے کے لیے ارشاد کیا۔ اور فرمایا کہ جب قریش تمہیں دیکھیں گے تو ہم کو گمشدہ خیال نہیں کریں گے۔ جناب علی ارشاد نبوی کے موافق بستر اقدس پر سو رہے۔ قریش اس بستر پر جناب علی کو دیکھ کر ان کو پیغمبر خدا سمجھ کر تمام شب ان پر پتھر پھینکتے رہے۔ صبح کے وقت جناب علی کو دیکھ کر کہنے لگے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئے ہوتے تو علی بھی ان کے ہمراہ گئے ہوتے اس وجہ سے پروردگار نے قریش کو حضرت کے طلب کرنے سے باز رکھا۔ حضرت نے جناب علی کو ارشاد کیا ہوا تھا کہ مدینہ میں ہم سے آملیں انہوں نے اول تمام اہل کو روانہ مدینہ کیا پھر آپ روانہ ہوئے رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ مدینہ شریف میں پہنچے۔ جب حضرت کو ان کے پہنچنے کی خبر ملی تو فرمایا کہ علی کو ہمارے پاس لاؤ۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ حاضر ہونے سے معذور ہیں۔ حضرت خود بدولت تشریف لے گئے اور ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کی حالت دیکھ کر رحمت سے آبدیدہ ہوئے اور ان کے قدموں کو دیکھا کہ ورم آئے ہیں۔ اور ان سے خون ٹپک رہا ہے۔ حضرت نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لعاب دہن سے تر کر کے ان کے پاؤں پر ملا اور عافیت کی دعا مانگی۔ جناب علی اچھے ہوئے پھر کبھی وقت شہادت تک پاؤں کے دکھنے کی ان کو شکایت نہ ہوئی۔

(۵) عن محمد بن کعب القرظی قال قام علی عن فراش رسول الله صلی الله علیه وسلم فدنوا القوم منه فعرفوه فقالوا له این صاحبک قال لا ادری او رقیبا کنت علیه امر تموه بالخروج فخرج فانتهروه و ضربوه و اخرجوه الی المسجد فجلسوه ساعة ثم ترکوه (اخرجه ابن جریر الطبری فی تاریخه) محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ جب علی علیہ السلام جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس سے اٹھے اور قریش نے نزدیک ہو کر ان کو پہچانا ان سے پوچھا کہ تمہارے دوست کہاں ہیں جناب علی نے جواب دیا میں نہیں جانتا کہاں ہیں۔ کیا میں ان پر نگہبان تھا تم نے ان کو چلے جانے کے لیے کہا وہ چلے گئے۔ قریش نے جناب علی کو مارا اور برا بھلا کہا اور کعبہ میں ان کو نکال لائے ایک گھنٹہ تک قید رکھ کر چھوڑ دیا۔

جناب امیرؑ کی خصوصیت جناب سیدہؑ سے نکاح کی

عن بریدة رضی الله عنه قال خطب ابوبکر و عمر رضی الله تعالی عنهما فاطمة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انها صغیرة فخطبها علی فزوجها (اخرجه ابو حاتم و النسائی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سیدہ علیہا السلام کی خواستگاری کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چھوٹی ہیں پھر جناب علیؑ نے ان کی خواستگاری کی اور حضرت نے ان سے جناب سیدہ کا نکاح کر دیا۔

جناب امیرؑ کا گھر حضرتؐ کے گھروں کے درمیان میں ہونا

(۱) عن غرار قال سالت عبدالله بن عمر فقلت لا تحدثنی عن علی و عثمان قال اما علی فهذا بیة من بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا احدثک عنه بغیره و اما عثمان فانه اذنب ذنبا عظیما یوم احد فعفی الله عنه و اذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموه (اخرجه النسائی فی الخصائص) غرار کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم علی اور عثمان کے مرتبہ سے مجھ کو خبر دار نہیں کرتے وہ کہنے لگے پس علی ان کا گھر یہ دیکھ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس ہے ان کے سوا کسی دوسرے کا گھر وہاں تجھے نہیں ملے گا۔ اور عثمان پس انہوں نے احد کے دن بھاری گناہ کیا۔ لیکن خدا نے انہیں بخش دیا۔ اور تمہارا ایک چھوٹا گناہ اور تم نے ان کو مار ڈالا۔

(۲) عن سعید بن ابی عبیدة قال جاء رجل الی ابن عمر فساله عن علی فقال لا تسل عن علی ولکن انظر الی بیة اوسط بیوت النبی صلی الله علیه وسلم (اخرجه البخاری و النسائی) و زاد البخاری ثم قال لعل ذاک یسئوک قال اجل قال فارغم الله فافک انطلق فاجهد علی جهدک (و زاد النسائی قال فانی ابغضه قال ابن عمر ابغضک الله عزوجل) سعید بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے

جناب علی کی نسبت سوال کیا ابن عمر نے کہا ان کی نسبت مت پوچھو ان کا گھر یہ ہے کہ حضرت کے گھروں کے بیچ میں ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ پھر ابن عمر اس شخص سے کہنے لگا شاید تجھے یہ بات بری معلوم ہوئی ہوگی۔ اس نے کہا ہاں ابن عمر بولے خدا تیری ناک پر مٹی ڈالے جا اپنے رنج میں مر جا۔ امام نسائی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں اس شخص نے عبداللہ بن عمر سے کہا میں ان سے یعنی جناب علی سے بغض رکھتا ہوں ابن عمر نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے۔

(۳) عن نافع بن عمر رضی الله عنه قال امام علی فابن عم رسول الله صلی الله علیه وسلم و اشار بیده فقال هذا بیة ترون (اخرجه البخاری) نافع بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہنے لگے کہ علیؑ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا یہ انکا گھر ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان میں ہے۔

جناب امیر کے دروازہ کے سوا تمام صحابہ کے دروازے مسجد نبوی میں بند ہو جانا

(۱) عن زید بن ارقم و البراء بن عازب قال لنفر من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ابواب شارعة فی المسجد فقال یوما سدوا هذه الابواب الا باب علی قال فتکلم فی ذلک اناس قال فقام رسول الله صلی اله علیه وسلم فحمد الله و اثنی علیه قال امام بعد فانی قد امرت بسد هذا الا بواب غیر باب علی فقال فیه انی والله ما سددت شیئا و لا فتحة ولکنی امرت بشئی فاتبعة (اخرجه احمد و النسائی و الحاکم) زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چند نفر کی آمد و رفت کے لیے مسجد میں دروازے تھے ایک روز

حضرت محمد نے حکم دیا کہ علیؑ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کردو۔ بعض لوگ اس میں کچھ گفتگو کرنے لگے۔ حضرت نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور حمد وثناء کے بعد فرمایا مجھے حکم ہوا کہ علی کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کیے جائیں۔ اور اسی خطبہ میں حضرت نے ارشاد کیا واللہ میں نے کسی کے دروازے کو بند نہیں کیا اور نہ کھولا ہے لیکن جو کچھ کہ ہوا ہے میں نے وہی کیا ہے۔

(۲) عن سهيل بن صالح عن ابيه ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال لقد اوتى على بن ابى طالب ثلثا لو ان اكون او تيتها احب الى ان اعطى حمر النعم. جوار رسول الله صلى الله عليه وسلم له فى المسجد و الراية يوم خيبر. و زوجة ابنة فاطمة (اخرجه احمد) سہیل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب علی کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتیں تو مجھے سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب ہوتیں۔ مسجد میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی۔ اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا۔

(۳) ابى هريرة عن عمر بن الخطابؓ قال لقد اعطى على ثلاث خصال لان يكون لى واحدة منهن احب الى من ان اعطى حمر النعم فسئل ما هى قال زوجة ابنة فاطمة و سكناه فى المسجد لا يحل لى فيه ما يحل و الراية يوم خيبر (اخرجه ابن السمان) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئیں ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی دی جاتی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ پیاری ہوتی۔ پوچھا گیا وہ کون سی باتیں ہیں۔ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا۔ اور مسجد میں رہائش کرنا کہ ان کو وہ امر جائز ہے جو مجھے جائز نہیں۔ اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔

(۴) عن ابن عمر قال كنا نقول خير الناس ابوبكر ثم عمر و لقد اعطى على بن ابى

طالب ثلاث خصال لان یکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم زوجه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ابنة و لدت له و سد الا بواب الا بابه فی المسجد اعطاه الرایة یوم خیبر (اخرجه احمد) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں اور جناب علی کو ایسی تین باتیں دی گئی کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب تھی۔ حضرت کی بیٹی کا زوج ہونا اور ان سے اولاد کا ہونا اور مسجد سے ان کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں کا بلند ہونا اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔

(۵) عن سعد بن مالک قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سد الا بواب الشارعة و ترک باب علی (اخرجه احمد) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب صحابہ کی آمد و رفت کے دروازے بند کر دیے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ چھوڑ دیا تھا۔

(۶) عن سعید بن ابی وقاص قال کانت لعلی مناقب لم تکن لا حد کان بیة فی المسجد و اعطاه الرایة یوم خیبر و سدا الابواب لا باب علی (اخرجه احمد و ابو الحسن فقیه ابن المغازلی) سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام کے ایسے فضائل ہیں کہ دوسرے کو حاصل نہیں تھے۔ ان کا گھر مسجد میں تھا۔ خیبر کے روز ان کو علم دیا گیا تھا۔ اور ان کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کیے گئے تھے۔

(۷) عن سعد ان النبی صلی اللہ علیه وسلم امر بابواب فسدت و ترک باب علی فاتاه العباس فقال یا رسول اللہ سددت ابوابنا و ترکت باب علی فقال ما انا سددتها و لکن اللہ سدها (اخرجه احمد و النسائی و الطبرانی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اور جناب علی کا دروازہ چھوڑ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ

نے ہمارے دروازے بند کر دیے۔ اور علی کا دروازہ چھوڑ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں بند کیے لیکن خدا نے ان کو بند کیا ہے۔

(۸) عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم امر بسد الا بواب کلها فسدت الابواب الا باب علی (اخرجه احمد و النسائی و الطبرانی و الترمذی و فقیه بن المغازلی) و فی روایة اخری امر بسد الا بواب المسجد غیر باب علی فکان ید خل المسجد و هو جنب لیس له طریق غیره) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور وہ بند کیے گئے مگر علی کا دروازہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا سوا علی کے دروازہ کے اور وہ مسجد میں آتے جاتے تھے بحالتیکہ وہ جنب میں ہوا کرتے تھے۔ اور مسجد کے سوا ان کے گھر کا دوسرا راستہ نہیں تھا۔

(۹) عن الحرب بن مالک قال اتیت مکة فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت هل سمعت لعلی منقبة قال کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المسجد فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا ال رسول الله صلی الله علیه وسلم و ال علی فخرجنا فلما اصبح اتاه عمه فقال یا رسول الله اخرجت اصحابک و اعمامک و اسکنت هذا الغلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما انا امرت باخراجکم و لا باسکان هذا الغلام ان هوا مربه (اخرجه النسائی) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ جا کر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے پوچھا آیا آپ نے جناب علیؑ کی کوئی منقبت سنی ہے۔ کہنے لگے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہا کرتے تھے۔ ایک رات ہم لوگوں کو پکار کر کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی کی آل کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں۔ صبح کو حضرت کے چچا آ کر کہنے لگے۔ یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا اور اپنے صحابہ کو مسجد سے نکال دیا ہے۔ اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے تمہارے نکل جانے اور

اس لڑکے کے رکھنے کے لیے حکم نہیں دیا بلکہ خدا نے دیا ہے۔

(۱۰) عن جابر بن سمرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سد وا ابواب المسجد الا باب علی فقال رجل اترک لی قدر ما اخرج منه و ادخل فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم اومر بذلک فقال فیقدر راسی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم اومر بذلک فانصرف کانه باکیا حزینا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم سد وا لا بواب کلها غیر باب علی فربما مرفیه و هو جنب (اخرجه الطبرانی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سوا علی کے دروازے مسجد کے بند کر دو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھے صرف اتنی جگہ عطا فرمائیں کہ جس سے میں آ جا سکوں حضرت نے فرمایا ہمیں حکم نہیں دیا گیا۔ پھر وہ شخص التجا کرنے لگا کہ مجھے صرف اتنی جگہ دی جائے کہ جس میں سے میرا سر نکل سکے۔ حضرت نے فرمایا ہمیں اس کا حکم نہیں ہے وہ شخص روتا ہوا نہایت غمگین واپس ہو گیا پھر آپ نے فرمایا علی کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دو پس کبھی وہ اس دروازے سے گذرتے اور جب میں ہوا کرتے۔

(۱۱) عن علاء بن عزا قال سالت عبداله بن عمر عن علی و عثمان فقال اما علی فلا تسئل عنه احدا و انظر الی منزلة من رسول الله صلی الله علیه وسلم قد سدا ابوابناء فی المسجد و اقربا به و اما عثمان فانه اذنب ذنبا عظیما یوم التقی الجمعان فعفی اله و اذنب فیکم ذنبا صغیر فقتلتموه (اخرجه النسائی) علاء بن عزا کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جناب علی علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے علی کی نسبت کسی سے مت پوچھو اور ان کی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ لے کہ ہمارے سب کے دروازے مسجد میں بند کر دیے اور ان کا دروازہ برقرار رکھا۔ اور حضرت عثمان نے جس روز کہ دونوں گروہ اکٹھے ہوئے ایک بھاری گناہ کیا پھر خدا نے انہیں بخش دیا اور تمہارا ایک چھوٹا سا گناہ کیا اور تم نے ان کو مار ڈالا۔

(۱۲) عن ام المومنين ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء و جنب من الرجال الا علی محمد و اهل بیة علی و فاطمة و الحسن و الحسین (اخرجه البیهقی و الطبرانی فی الکبیر) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے۔ مگر محمد اور اس کی اہل بیت علی اور فاطمہؑ اور حسن اور حسین پر حلال ہے۔

(۱۳) عن عثمان بن عبداللہ القروسی من حدیث طویل قال خلب علی فی اول یوم بویع فیه عثمان فقال فیها انا شدکم الله هل تعلمون کان یدخل المسجد غیری جنبا قالوا اللهم لا (اخرجه ابن عساکر) عثمان بن عبداللہ قروسی ایک حدیث کے درمیان بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئی اسی روز جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں قسم دے کر لوگوں سے پوچھا کہ آیا تم میرے علاوہ کسی آدمی کو جانتے ہو۔ جو جنب کی حالت میں مسجد کے درمیان جا سکتا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں جا سکتا تھا۔

(۱۴) عن ناصح بن عبداللہ ان النبی صلی الله علیه وسلم امر بسد الا بواب کلها غیر باب علی فقال العباس یا رسول الله انزل قدر ما ادخل انا وحدی فقال ما امرت بشئی من ذلک فسدها (اخرجه الطبرانی) ناصح بن عبداللہ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں کو بند کرنے کا امر کیا۔ عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے لیے صرف اتنی جگہ چھوڑ دیں کہ جہاں سے میں اکیلا داخل ہو سکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مجھ کو حکم نہیں ہے پس سب دروازے بند کر دیے۔

(۱۵) عن علی قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی فقال ان موسی سال ربه ان یطهر مسجده بها دون و انا سالت ربی ان یطهر مسجدی بک ثم ارسل الی ابی بکر ان تسد بابک قال سمعا و طاعة فسدبابه ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم

ارسل الی العباس بمثل ذلک ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما انا سددت ابوابکم وفتحت باب علی ولکن الله فتح باب علی و سدد ابوابکم (اخرجه البزار فی مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ وہ ان کی مسجد کو ہارون کے ساتھ پاک کرے میں نے بھی خدا سے طلب کیا ہے کہ میری مسجد کو تیرے ساتھ پاک کرے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دے بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دیں انہوں نے سمعاً و طاعةً کہہ کر حکم کی تعمیل کی پھر اسی طرح سے عمر رضی اللہ کو کہلا بھیجا۔ پھر اسی طرح عباس رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے۔ مگر خدا نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں۔

(۱۶) عن عمر بن سهیل قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم انطلق فمرهم ان یسد و ابوابهم فانطلقت فقلت لهم ففعلوا الا حمزة فقلت یا رسول الله قد فعلوا الا حمزة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم قل لحمزة فلیحول بابه فقلت لحمزه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یا مرک ان تحول بابک فحوله فرجعت الیه و هو قائم یصلی فقال ارجع الی بیتک (اخرجه البزار) عمر بن سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جا کر لوگوں کو کہدے تا کہ اپنے اپنے دروازے بند کر دیں۔ میں نے جا کر کہہ دیا انہوں نے بند کر دیے مگر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بند نہ کیا میں نے آ کر عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے بند کر دیے ہیں آپ نے فرمایا جا کر حمزہ کو کہو کہ البتہ اپنے دروازے کو پھیر دے۔ میں نے ان سے جا کر کہا انہوں نے بھی اپنا دروازہ پھیر لیا۔ میں حضرت کی خدمت میں لوٹ آیا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے بعد فراغت کے آپ نے فرمایا جا اپنے گھر واپس ہو جا۔

(۱۷) عن حجة العرنی قال لما امر رسول الله صلی الله علیه وسلم بسد الا بواب

التی فی المسجد شق علیهم قال حة کانی لا نظر الی حمزة بن عبدالمطلب و هو تحت قطیفة حمراء و علیناه تذر فان و یقول اخرجت عمک و ابا بکر و عمر و العباس و اسکنت ابن عمک فعلم رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قد شق علیهم فنودی الصلوة جامعة فصعد المنبر فلم یسمع من رسول الله صلی الله علیه وسلم خطبة کان ابلغ منها تمجید منها تمجیدا و توحیدا فلما فرغ قال ایها الناس ما انا سددتها و انا فتحتها و لا انا اخرجتکم و اسکنة و لکن الله هو امر به ثم قراء و النجم اذا هوی ما ضل صاحبکم و ما غوی و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی علمه شدید القوی (اخرجه ابوبکر ابن مردویة) حبہ عرنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر ان کا بند کیا جانا نہایت شاق گذرا۔ حبہ کہتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں میں ہے کہ میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو سے ڈبڈبا رہی ہیں اور حضرت سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچا زاد بھائی کو رہنے دیا ہے۔ حضرت کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا نہایت شاق گذرا ہے۔ حضرت نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید و توحید میں ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا۔ حمد و ثنائے باری کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے ان دروازوں کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تم کو نکالا ہے۔ اور نہ اس کو یعنی علی کو رکھا ہے۔ پھر آپ نے سورہ والنجم پڑھا۔ کہ قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بھٹکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اس کو سکھاتا ہے۔

(۱۸) عن حذیفه بن اسید الغفاری رضی الله عنه قال لما قدم اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم المدینة لم یکن لهم بیوت و کان یبیتون فی المسجد فقال لهم النبی

صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیتوا فی السمجد فتحلموا ثم ان القوم بنوا ببوتا حول المسجد و جعلو ابوابھا الی المسجد ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الیھم معاذ ابن جبل فنادی ابابکر فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مرک ان تسد بابک الذی فی المسجد و لتخرج منہ فقال سمعا و طاعۃ ثم ارسل الی حمزۃ فسد بابہ و قال سمعا و طاعۃ للہ و الرسولہ و علی متردد لا یدری اھو فیمن یقم او فیمن یخرج و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد بنی لہ فی المسجد بیتا بین بیوۃ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکن طاھر او مطھر افبلغ حمزۃ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی فقال یا محمد اخرجنا و تمسک غلمان بنی عبدالمطلب فقال لہ کان الا مرلی ما جعلت دونکم من احد و اللہ ما اعطاہ ایاہ الا اللہ و انک لعلی یحر من اللہ و رسولہ (اخرجہ فقیہ ابو الحسن ابن المغازلی و ابوبکر بن مردویۃ)

حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مدینہ میں آئے چونکہ رات کو سونے کے لیے ان کے گھر نہیں تھے اس لیے مسجد میں سو رہا کرتے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مسجد میں مت سویا کرو کیونکہ تم جنب ہو جاتے ہو۔ پھر صحابہ نے مسجد کے اردگرد اپنے گھر بنا لیے اور ان کے دروازے مسجد میں رکھے۔ حضرت نے معاذ بن جبل کو ان کی طرف بھیجا انہوں نے ابوبکرؓ سے جا کر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا ہے کہ اپنا دروازہ مسجد میں سے بند کرلو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سمعا و طاعۃ کہہ کر حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس معاذ کو بھیجا انہوں نے بھی سمعاً و طاعۃً کہہ کر دروازہ بند کرلیا۔ جناب علی علیہ السلام متردد تھے اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ آیا میں بھی رہتا ہوں یا کہ نکالا جاتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گھر مسجد کے درمیان اپنے گھروں کے بیچ میں بنوایا ہوا تھا۔ فرمایا یا علی تم مسجد میں پاک اور پاک کرنے والے ہو کر رہو یا بات حمزہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ آپ ہم کو نکالتے ہیں اور بنی عبدالمطلب کے لونڈوں کو رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میں نے کیا ہے حکم کے مطابق کیا ہے جو تمہارے کسی کے لیے نہیں تھا۔ خدا کی قسم ہے کہ یہ مرتبہ خدا کے سوا کسی نے اس کو نہیں دیا اور اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب نیکوترین ہو۔

(۱۹) عن عدی بن ثابت قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم الی المسجد فقال ان الله اوحی الی نبیه موسی ان ابن لی مسجدا طاهرا لا یسکنه الا موسی و هارون و ابنا هارون وا الله اوحی الی ان ابن لی مسجدا طاهر الا یسکنه الا انا و علی و ابنا علی (اخرجه بن المغازلی) عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کر ارشاد کیا تھا کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں موسیٰ اور ہارون اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔ اسی طرح سے خدائے تعالیٰ نے مجھے وحی بھیج کر فرمایا ہے کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علی اور علی کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ ہے۔

تنبیہ: ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح میں سد ابواب کی نسبت ایک دلچسپ بحث لکھی ہے۔ تو ملخصا درج ہے۔

جاء فی سد الا بواب التی حول المسجد احادیث منها حدیث سعد بن ابی وقاص اخرجه احمد و النسائی و اسناده قوی و روایة الطبرانی فی الا وسط و رجا لها ثقات و حدیث زید بن ارقم اخرجه احمد و النسائی و رجاله و حدیثی ابن عباس اخرجهما احمد و النسائی و رجا لهما ثقات و حدیث جابر بن سمرة اخرجه الطبرانی و حدیث بن عمر اخرجه احمد و اسناده حسن و اخرج النسائی من طریق العلاء بن عزا رو رجاله رجال الصحیح الا غرار و قد و ثقه یحیی بن معین و غیره و هذا الا حادیث یقوی بعضها بعضا و کلا طریق صالح للاحتجاج فضلا عن

مجموعها و قد اورد ابن الجوزی هذا الحدیث فی الموضوعات و اخرجه عن سعد
بن ابی وقاص و زید بن ارقم و ابن عمر مفتصر اعلی بعض طرفه عنهم و اعله ببعض
من تکلمه فیه من رواة ولیس ذلک بقادح لما ذکرت من کثرة الطرق و اعله ایضا
بانه مخالفت للاحادیث الصحیحة الثابة فی باب ابی بکر و زعم انه من وضع
الرافضة قابلوا الحدیث الصحیح فی باب ابی بکر رضی الله عنه و اخطاء فی ذلک
خطاء شیعا فانه سلک ردا للاحادیث الصحیحة بتو همه المعاوضه مع ان الجمع
بین القضیتین ممکن و قد اشارا لی ذلک البزار فی مسنده فقال ورد من روایات
اهل الکوفة الجمع ینبهما عادل علیه حدیث ابی سعید الحذری الذی اخرجه عن
النبی صلی الله علیه وسلم قال لا یحل له لاحد ان یطرق هذا المسجد جنبا غیری و
غیرک و المعنی ان باب علی کان الی جهة المسجد ولم یکن لبیة باب غیره
فلذلک لم یومر بسده و یئوید ذلک ما اخرج اسمعیل القاضی فی احکام القران
من طریق المطلب بن عبدالله بن خطب ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یاذن لا حد
ان یمرفی المسجد و هو جنب الا لعلی کان بیة کان فی المسجد و محصل الجمع
ان الا مر بسد الابواب و قع مرتین فی الاولی استثنی علی و فی الاخری استثنی
ابوبکر و لکن لا تتم ذلک الا بان یحمل ما فی قصة علی علی الباب الحقیقی و ما
فی قصة ابی بکر علی الباب و المجازی و الرادیه الخوفة کما صرح به فی بعض
طرقه کانهم لما امرو ایسد الابواب فسدوها و احدثوا اخوا خا یستقر بون الدخول
الی المسجد منها فامروا بعد ذلک بسدها فهذه طریقه لا باس فیها فی الجمع بین
الحدیثین و اشاربها ابو جعفر الطحاوی فی مشکل الاثار و ابوبکر الکلا بازی فی
المعانی الا طبار و صرح بان بیت ابی بکر کان له بابا من خارج المسجد و خة الی
داخل المسجد و بیت علیؑ لم یکن له باب الا من داخل المسجد. انتہی کلمه
ملخصا. یعنی وہ دروازے مسجد کے اردگرد تھے ان کی نسبت بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ان

میں سے سعد بن ابی وقاص کی ایک حدیث ہے جس کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی نے روایت کیا ہے اس کی سندیں سب قوی ہیں۔ طبرانی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے جس کے سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک حدیث زید بن ارقم کی ہے جس کو امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اس کے رجال بھی ثقہ ہے اور دو حدیثیں ابن عباسؓ کی ہیں جن کو امام احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے ان کے بھی سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک جابر بن سمرہ کی حدیث ہے جس کو طبرانی نے روایت ہے اور ایک ابن عمر کی حدیث ہے جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے راوی (حسن) یعنی اچھے ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام نسائی نے علاء غرار کے طریقہ سے روایت کیا ہے۔ غرار کے سوا اس کی رجال بھی ثقہ ہیں۔ اور غرار کو یحیی ابن معین نے ثقہ مانا ہے۔ یہ تمام حدیثیں ایک دوسری سے قوی ہیں۔ ان کے مجموع سے قطع نظر کر کے ان کا ہر ایک طریق احتجاج کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے۔ اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقم اور ابن عمر سے اس کو لے کر اس کے بعض طریقوں پر اس کا اقتصاد کیا ہے۔ اور ان لوگوں کی باتوں سے اس میں سقم پیدا کیا ہے۔ جن لوگوں نے اس حدیث کے بعض راویوں میں کلام کیا ہے۔ لیکن اس امر سے ہماری بات میں رخنہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ جبکہ ہم نے اس حدیث کو بہت سے طریقوں سے ثابت کر دیا ہے۔ ابن جوزی نے ایک اور حجت بیان کی ہے کہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کی مخالف ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسبت وارد ہے۔ ابن جوزی کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اس حدیث کو بمقابلہ اس صحیح حدیث کے جو حضرت ابوبکرؓ کی شان میں وارد ہوئی ہے رافضیوں نے وضع کیا ہے۔ لیکن ابن جوزی نے بڑی بھاری غلطی کی ہے۔ اور اس نے تعارض کے وہم سے صحیح حدیثوں کے رد کرنے کا مسلک اختیار کیا ہے۔ باوجودیکہ جمع بین القضیتین ممکن ہے۔ چنانچہ براء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ اہل کوفہ کی روایتوں میں ان کا جمع وارد ہے۔ اور ان دونوں کے جمع کرنے کے لیے وہ حدیث ہے جو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سوا اور یا علی تیرے سوا کسی کو جنب کی حالت میں مسجد سے عبور کرنا جائز نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ

السلام کا دروازہ مسجد میں تھا اور اس دروازے کے سوا ان کے گھر کا اور کوئی دروازہ نہیں تھا۔ اسی لیے حضرت نے اس دروازے کو بند کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور اسی کی موید ہے وہ حدیث جس کو کہ قاضی اسمعیل نے کتاب احکام القرآن میں مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے کسی کو علی کے سوا جنب کی حالت میں مسجد سے گذرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور دونوں حدیثوں کے جمع کا ماحصل یہ ہے کہ دروازوں کے بند کرنے کا دو دفعہ حکم ہوا تھا۔ پہلی دفعہ میں جناب علی علیہ السلام اور دوسری دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مستثنی کیے گئے۔ لیکن یہ بات اس وقت پوری ہوسکتی ہے کہ جناب ؑ کے قصہ میں حقیقی دروازہ اور جناب ابوبکرؓ کے قصہ میں مجازی دروازہ یعنی خوخہ مراد لیا جائے۔ چنانچہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ جب پہلی دفعہ دوازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تو صحابہ نے دروازے بند کر دیے اور خوخہ یعنی دریچے مسجد کی طرف بنا لیے تاکہ نماز کا وقت دیکھ کر مسجد میں آ جائیں۔ لیکن جناب علی کا دروازہ آمد و رفت کے لیے بدستور کھلا رہا۔ بعد میں ان دریچوں کے بند کرنے کا حکم ہو گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوخہ یعنی دریچہ کے سوا سب صحابہ کے دریچے بند کئے گئے۔ پس یہی ایک طریقہ لاباس فیہ ان دونوں حدیثوں کے جمع میں ہے۔ اور اسی طریقہ کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کو ابوجعفر الطحاوی نے مشکل الاثار میں اور ابوبکر کلاباذی نے معانی الاثار میں جمع کیا ہے کہ صاف اس کی تصریح کی ہے کہ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خوخہ تھا اور دروازہ مسجد کی جانب سے علیحدہ تھا۔ اور جناب علی کا دروازہ مسجد کی طرف سے دوسری طرف نہیں تھا۔

جناب امیرؑ کے سوا کوئی شخص جنب کی حالت میں مسجد میں نہیں آ سکتا تھا

(۱) عن ابی سعید الحذری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی یا علی لا یحل لا حد ان یجنب فی هذا المسجد غیری و غیرک (اخرجه البزار) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ یا علی

میرے اور تیرے سوا بحالت جنب اس مسجد میں کسی کو آنا جائز نہیں۔

(۲) عن ابن عباس سد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابواب المسجد غير باب علي و كان يدخل المسجد و هو جنب و هو طريقه و ليس له طريق غيره (اخرجه احمد و النسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سب صحابہ کے دروازے بند کر دیے تھے بجز جناب امیرؑ کے دروازے کے اور وہ مسجد میں بحالت جنب داخل ہوا کرتے تھے اور وہ ان کا راستہ تھا سوا اس کے اور کوئی ان کا راستہ نہیں تھا۔

(۳) عن مطلب بن عبدالله بن حنطب ان النبی صلى الله عليه وسلم لم ياذن لا حد ان يمد فی المسجد و هو جنب الا لعلی ان بية كان فی المسجد (اخرجه اسمعيل القاضی فی احكام القران) مطلب بن عبداللہ بن حنطب راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو بحالت جنب مسجد میں سے ہو کر گذرنے کا اذن نہیں دیا تھا مگر علی کہ ان کا گھر مسجد ہی میں تھا۔

(۴) عن ام المومنين ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ان مسجدی هذا حرام علي كل حائض من النساء و جنب من الرجال الا على محمد و اهل بية علی و فاطمة و الحسن و الحسين (اخرجه الطبرانی فی الكبير) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنبی مرد پر حرام ہے مگر محمد اور اس کے اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر۔

(۵) عن ابی هريرة قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ثلاث خصال لان يكون واحدة منهن احب الی من ان اعطی احمر النعم فسئل ما هی قال تزوجه ابنة فاطمة و اسكناه المسجد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يحل له مالا يحل لغيره و الراية يوم خيبر (اخرجه و ابو يعلی و الحاكم فی المستدرک) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں

حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ تر محبوب ہوتی۔ کسی نے ان سے سوال کیا وہ کیا ہیں۔ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی جناب فاطمہ سے ان کا نکاح کرنا اور مسجد میں اپنے ساتھ ان کو رکھنا اور جو بات کہ مسجد میں ان کے جائز تھی ان کے سوا دوسرے کسی کو جائز نہیں تھی۔ اور خیبر کے روز علم کا دیا جانا۔

(۶) عن جابر بن عبدالله قال جاء نا رسول الله صلي الله عليه وسلم و نحن مضطجون في المسجد و في يده عسيب رطب قال اتر قدون في المسجد و قد اجفلنا و اجفل علي معنا فقال رسول الله صلي الله علي وسلم قال يا علي انه يحل لک في المسجد ما يحل لي الا ترضي ان تكون مني بمنزلة هارون من موسي الا النبوة و الذي نفسي بيده انک لذائد اعن حوضي يوم القيامة تذو دعنه رجالا كما يذا دبعير الضال عن الماء بعصاء لک من عوسج كاني انظر الي مكانک عن حوضي (اخرجه الخوارزمي في المناب) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سوئے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی فرمایا۔ کیا تم اونگھ رہے ہو۔ ہم دوڑنے لگے جناب علی بھی ہمارے ساتھ دوڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی ادھر آؤ تم کو جائز ہے مسجد میں جو کچھ مجھے جائز ہے آیا تو راضی نہیں ہوا کہ تیری منزلت مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ بجز نبوت کے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک تو قیامت کے روز میرے حوض سے لوگوں کو ہانک دے گا جس طرح سے کہ بہکا ہوا اونٹ پانی سے ہانک دیا جاتا ہے۔ عوسج کا عصا تیرے ہاتھ میں ہو گا گویا کہ میں تیرے مقام کو اپنے حوض سے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

(۷) عن عثمان بن عبدالله القروسي من حديث طويل قال خطب علي يوم بويع فيه عثمان فقال فيها انا اشد كم هل تعلمون معشر المهاجرين و الانصار ان احدا كان يدخل المسجد غيري جنبا قالو اللهم لا (اخرجه ابن عساكر) عثمان بن عبداللہ قروسی

ایک حدیث طویل میں ذکر کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بیعت کی جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا اے مہاجرین اور انصار کے گروہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم میرے سوا کسی ایسے شخص کو جانتے ہو کہ حالت جنب میں وہ مسجد میں داخل ہوا کرتا تھا۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

(۸) عن جابر بن عبداللہ سمرة قال امرنا بسد ابواب المسجد کلھا غیر باب علی فربما مرفیہ و ھو جنب (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو مسجد کے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تھا سوا علی کے دروازے کے وہ وہاں سے گذرا کرتے تھے اور جنب میں ہوا کرتے تھے۔

(۹) عن ابن رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب قال ان اللہ عزوجل امر موسی و ھارون ان یتبوا لقو مھما بیوتا و امر ھما ان لا یبیت فی مسجد ھما جنب و لا یقر بوا فیہ النساء الا ھارون و ذریة و لا یحل لاحد ان یقرب نسائی فی مسجدی و لا یبیت فیہ الا علی و ذریة (اخرجہ ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) ابو رافع سے منقول ہے کہ حضرت نے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا اپنی قوم کے لیے گھر بناؤ مسجد میں کوئی جنب نہ رہنے پاوے اور اس میں عورتوں سے صحبت نہ کریں سوا ہارون اور اس کی ذریت کے اور کسی کو حلال نہیں کہ میری اس مسجد میں رہے اور عورتوں سے صحبت کرے سوا جناب علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی ذریت کے۔

حضرت کا بعض صحابہ کو فرمانا کہ میں نے تم کو نہیں نکالا اور علی کو نہیں داخل کیا مگر خدا نے

(۱) عن ابراھیم بن سعد بن ابی وقاص قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم جلوس فدخل علی فلما دخل خرجوا تلاموا فقالوا و اللہ انما اخرجنا و اد خلہ

فرجعو فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما نا ادخلة و اخرجتکم بل اللہ اد خلہ و اخرجکم (اخرجہ النسائی) ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند لوگ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ نا گاہ جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ان کے آتے ہی وہ لوگ حضرت کے پاس سے اٹھ گئے وہ باہم ملامت کرنے لگے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نکال دیا ہے۔ اور علی کو اپنے پاس رکھا ہے۔ جب وہ لوگ حضرت کے پاس لوٹ کر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تم نہیں نکالا اور علی کو داخل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو داخل کیا ہے اور تم کو نکالا ہے۔

(۲) عن الحرب بن مالک قال اتیت مکة فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت ھل سمعت لعلی منقبه قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فنودی فینا لیلة لیخرج من فی المسجد الا ال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ال علی فخرجنا فلما اصبح اتاہ عمه فقال یا رسول اللہ صلی و خرجت اصحابک و اعمامک و اسکنت ھذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت باخراجکم و الا با مکان ھذا الغلام و لکن اللہ ھو امر به (اخرجه انسائی فی الخصائص) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ جناب علی کے بارے میں تم نے بھی کوئی منقبت سنی ہے۔ کہنے لگے ہم مسجد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے ایک رات ہم میں منادی کی گئی کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل علی کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں۔ صبح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تشریف لائے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے اعمام اور اصحاب کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے نکالنے اور اس کے رکھنے کے لیے نہیں حکم دیا بلکہ خدا نے حکم دیا ہے۔

(۳) عن حبة العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی

فی المسجد شق علیهم قال حبة کانی لانظر الی حمزة بن عبدالمطلب رضی الله عنه تحت قطیفة حمراء و عیناه تذر فان و یقول اخرجت عمک و ابابکر و عمر و العباس و اسکنت بن عمک فعلم رسول الله صلی الله علیه وسلم قد شق علیهم فنودی جامعة للصلوة فعد المنبر فلم یسمع من رسول الله صلی الله علیه وسلم خطبة ابلغ منها تمجیدا و توحید فلما فرغ قال ایها الناس ما انا سددتها و الا انا فتحتها و الا انا اخرجتکم و اسکنة ثم قرء و النجم اذا هوی ما ضل صاحبکم و ما غوی ان هو الا وحی یوحی (اخرجه ابوبکر بن مردویة) حبہ عرنی کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گذری۔ حبہ کہتے ہیں اب تک میری آنکھوں میں ہے کہ جناب حمزہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس کو نکال دیا ہے۔ اور اپنے ابن عم کو رکھا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ امر ان لوگوں پر شاق گذرا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید و توحید میں اس سے بلیغ تر خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا۔ حمد و ثناء باری تعالی کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے دروازے بند نہیں کیے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم کی یہ آیتیں پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تھا تمہارا صاحب اور نہ بھٹکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔ سخت قوتوں والا اس کو سکھاتا ہے۔

(۴) عن سعد بن ابی وقاص و کان مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المسجد قال فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا رسول الله صلی الله علیه وسلم و علی فخرجنا با جمعنا فلما اصحبنا اتاه عمه فقال یا رسول الله اخرجت عمامک و

اصحابک و اسکنت هذا الغلام قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عزوجل امر موسی ان یبنی مسجدا طاهرا لا یسکنه الا هو و هارون و ابنا هارون و ان الله قد امرنی ان ابنی مسجد الا یسکنه الا انا و علی و الحسن و الحسین و اهذا الابواب الا باب علی قبل ان ینزل العذاب فخرج الناس مبادرین و خرج حمزۃ قطیفۃ له حمراء تذر فان و یبکی و یقول یا رسول الله اخرجت عمک و اسکنت ابن عمک فقال صلی الله علیه وسلم ما انا اخرجتک و لا انا اسکنة و لکن الله عزوجل اسکنه (اخرجه ابو سعد فی شرف النبوۃ) سعد بن ابی وقاص سے منقول ہے (کہ وہ بھی حضرت کی معیت میں مسجد میں رہا کرتے تھے) ایک رات ہم کو پکار کر حکم دیا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کے سوا سب لوگ مسجد سے نکل جائیں صبح کو حضرت کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ حضور نے اپنے اصحاب اور اعمام کو نکال کر اس لڑکے (یعنی علی) کو رکھ لیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ایک پاک مسجد تعمیر کرے اس میں بجز موسیٰ اور ہارون اور ابنائے ہارون کے کوئی رہنے نہ پائے۔ اس طرح سے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی اور حسنین کے سوا کوئی نہ رہے۔ تم لوگ عذاب کے نازل ہونے سے پیشتر اپنے دروازے کو بند کر یو۔ لوگ دوڑ کر دروازے بند کرنے میں مشغول ہو گئے حمزہ وہاں سے اپنا سرخ کھیس گھسیٹتے ہوئے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے باہر نکلے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکال کر اپنے بھائی کو رکھ لیا ہے۔ حضرت نے فرمایا نہ میں نے تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے بلکہ خدا نے اس کو رکھا ہے۔

(۵) عن علی قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی فقال ان موسی سال ربه ان یطهر مسجده بهارون و انا سالت ربی ان یطهر مسجد بک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع ثم قال سمعا و طاعة فسد بابه ثم ارسل الی عمر

بمثل ذلک ثم ارسل الی عباس بمثل ذلک ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما انا سددت ابوابکم و فتحت باب علی و لکن الله فتح باب علی و سد بابکم (اخرجه البزار فی مسنده الوصابی فی الا کتفاء بفضائل الاربعة الخلفاء) جناب سے مروی ہے کہ حضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ موسیٰ نے اپنے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ موسیٰ کی مسجد کو ہارون کے وسیلہ سے پاک کرے اور میں نے بھی اپنے رب سے التجا کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تیرے ذریعے پاک کرے پھر حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر لے انہوں نے سمعاً و طاعةً کہہ کر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ اور عباس رضی اللہ عنہما کو بھی یہی کہلا بھیجا اس کے بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے ہیں اور نہ علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے۔ مگر خدا نے علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے اور تمہارے دروازے بند کیے ہیں۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی ان موسی سال ربه ان یطهر مسجده بهارون و ذریة و انی سالت ان یطهر مسجدی لک و لذریتک من بعدی ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع و قال سمعا و طاعة فسد بابه ثم الی عمر کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سد دت ابوابکم و لا فتحت باب علی و لکن الله سدد ابوابکم و فتح باب علی (اخرجه ابو نعیم فی الفضائل و الصحابة) ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت نے جناب امیر سے ارشاد کیا موسیٰ نے خدا سے التجا کی تھی کہ اس کی مسجد کو ہارون اور اس کی ذریت کے ذریعہ سے پاک کرے اور میں نے بھی خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تیرے لیے اور تیری ذریت کے لیے پاک کروائے۔ پھر حضرت نے ابوبکرؓ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر لے انہوں نے سمعاً و طاعةً کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔ پھر حضرت عمرؓ کو بھی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ پھر حضرت نے منبر پر چڑھ کر فرمایا میں نے تمہارے دروازے نہیں بند کیے اور نہ علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے بلکہ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر علیہ السلام کو اپنی اخوت سے خصوصیت دینا

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه قال اخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه فجاء على تدمع عيناه قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اخيت بين اصحابک و لم تواخ بيني و بين احد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انت اخى في الدنيا و الآخرة (اخرجه الدار قطني) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا جناب امیر روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اصحاب میں بھائی بندی کا رشتہ جوڑا ہے اور مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔

(۲) عن ابن عمر قال اخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه حتى بقي على فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان اكون اخاک قال بلى يا رسول الله رضيت قال فانت اخى فى الدنيا و الاخرة (اخرجه الخلعي و ابن عبدالبر في الا ستيعاب) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم اپنے اصحاب میں بھائی چارہ بنایا علی باقی رہ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی کیا تو راضی نہیں کہ میں تیرا بھائی بنوں جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔

(۳) عن سعيد بن المسيب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخى بين الصحابة فبقى رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابوبكر و عمر و اخى بين ابى بكر و عمر و قال لعلى انت اخى (اخرجه احمد فى المسنده) سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ تحقیق سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات اقدس اور ابوبکر و عمر اور علی باقی رہے گئے حضرت نے ابوبکر و عمر

رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور جناب علی سے فرمایا تو میرا بھائی ہے۔

(۴) زید بن عبداللہ بن ابی اوفی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد فقال این فلان و این فلان فجعل ینظر فی وجہ الصحابۃ و ینفقد ھم و یبعث الیھم حتی تو افیا عندہ فاخی بینھم فقال لہ علی بن ابی طالب لقد ذھبت روحی یا رسول اللہ حین رایتک فعلت با صحابک ما فعلت غیری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الذی بعثنی بالحق بنیا ما اخرتک الا لنفسی و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی و انت اخی و وارثی فقال یا رسول اللہ ما ارث منک قال ما ورث الا نبیاء قبلی قال و ما ورثوا قال کتاب اللہ و سنن انبیائہ و انت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی و الحسن و الحسین و انت رفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد فی المسند و المناقب و المنقی فی کنز العمال) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں گیا آپ ہر شخص کی نسبت استفسار فرماتے تھے فلاں شخص کہاں ہے اور فلاں کہاں ہے۔ آپ اپنے اصحاب کو تلاش کرتے تھے اور جو شخص کہ موجود نہیں تھا اسے بلواتے تھے یہاں تک کہ تمام اصحاب حضرت کے حضور میں جمع ہو گئے۔ پھر آپ نے ان میں بھائی چارہ قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان تو نکل گئی تھی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اپنے اصحاب کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں نے تجھے اپنی ذات کے لیے سب سے پیچھے چھوڑا ہوا تھا تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ ہارون موسی اور تو میرا بھائی اور وارث ہے۔ پس علی نے کہا یا رسول اللہ میں کیا چیز حضور سے میراث میں پاؤں گا فرمایا جو کچھ اگلے نبیوں نے لیا ہے۔ جناب علی نے عرض کیا اگلے نبیوں نے کیا چیز میراث میں لی تھی فرمایا خدا کی کتاب۔ اور نبیوں کی سنتیں۔ تو بہشت میں میرے ساتھ میرے قصر میں ہوگا۔ میری بیٹی

فاطمہ اور حسن اور حسین کے ساتھ تو میرا رفیق ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہوں گے۔

(۵) عن زید بن ارقم رضی الله عنه قال دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انی مواخ بینکم کما اخی الله بین الملائکة ثم قال لعلی انت اخی و رفیقی ثم تلا هذه الایة اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجه ابوبکر بن مردویة) زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت فرما رہے تھے میں تم میں برادری قائم کرنے والا ہوں پھر جناب علی علیہ السلام سے فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو ارشاد کیا کہ بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہوں گے۔

(۶) عن رافع ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت اخی و انا اخوک (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) ابورافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب علی علیہ السلام سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔

(۷) عن حذیفه بن الیمان رضی الله تعالی عنه قال اخی رسول الله صلی الله علیه وسلم بین المهاجرین و الانصار کان یو اخی بین الرجل و نظیره ثم اخذ بید علی فقال هذا اخی قال حذیفة فرسول الله صلی الله علیه وسلم سید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین الذی لیس له شبیه و لا نظیر و علی اخوه (اخرجه احمد فی المناقب و ابوبکر بن مردویه) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت ملاتے تھے تو ہر ایک صحابی کو اس کی نظیر کے ساتھ اس کا بھائی قرار دیتے تھے۔ پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین میں ان کی شبیہ و نظیر کوئی نہیں علی علیہ السلام ان کے بھائی ہیں۔

(۸) عن ابن عباسؓ قال لما اخی رسول الله صلی الله علیه وسلم بین اصحابه من

المهاجرين و الانصار و هو انه صلی الله علیه وسلم اخی بین ابوبکر و عمر و اخی بن عثمان بن عفان و عبدالرحمن بن عوف و اخی بین طلحة و الزبیر و اخی بین ابی ذر الغفاری و المقداد رضی الله تعال بینهم و لم یواخ بین علی و بین احد منهم فخرج علی مغضبا حتی اتی جدو لا من الارض و توسد ذراعة و نام فیه فاسفی علیه الریح التراب فطلبه النبی صلی الله علیه وسلم فوجده علی تلک الحالة فوکزه برجله و قال له قم فما صلحت ان تکون ابا ترات اغضبت حین حین اخیت بن المهاجرین و الا نصار و لم اواخ بینک و بین احد منهم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی الا من احبک فقد جف بالا من و الایمان من ابغضک اماة الله میتة الجاهلیة و حوسب فی الاسلام (اخرجه الطبرانی و السیوطی فی جمع الجوامع و المنقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالت ماٰب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا ناطہ اس طرح پر قائم کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ کا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابوذر غفاری کو مقداد کا بھائی قرار دیا اور علی کو کسی کا بھائی نہ بنایا جناب علی نہایت غصہ ہو کر نکل گئے اور زمین پر گر گئے اور اپنی کلائی کا تکیہ کر کے سو گئے۔ ہوا سے مٹی اڑ کر ان کے بدن پر پڑ گئی۔ حضرت نے ان کو تلاش کیا اور ایسی حالت میں پایا حضرت نے ان کو پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا اٹھ تجھ کو بجز ابوتراب بننے کے کچھ صلاحیت نہیں ہے کیا تو خفا ہو گیا ہے جبکہ میں نے صحابہ کے درمیان اخوت کو قائم کیا اور تجھے کسی کا بھائی نہ بنایا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے جو شخص کہ تجھے دوست رکھے گا اور وہ امن اور ایمان میں گھرا رہے گا اور جو تجھے دشمن رکھے گا خدا اس کو جہالت کی موت سے مارے گا۔

(۹) عن انس رضی الله عنه قال لما کان یوم المباهلة اخی النبی صلی الله علیه

وسلم بين المهاجرين الانصار و علی واقف يراه و يعرف مكانه و لم يواخ بينه و بين احد فانصرف علی باکی العين فافتقده النبی صلی الله عليه وسلم فقال ما فعل ابو الحسن قالو انصرف باکی العين قال يا بلال اذهب فاتنی به فمضے بلال الی علی و علی قد دخل منزله باکی العين فقالت فاطمة ما يبکيک لا ابکی الله عينيک قال يافاطمة اخی النبی صلی الله عليه وسلم بين اصحابه المهاجرين و الانصار و انا واقف يرانی و يعرفنی مكانی و لم يواخ بينی و بين احد قالت لا يحزنک الله لعله انما اخرک لنفسه فقال بلال يا علی اجب النبی صلی الله عليه وسلم فاتی علی النبی صلی الله عليه وسلم فقال له ما يبکيک يا ابا الحسن فقال اخيت بين المهاجرين و بين الانصار وانا واقف تراقی و تعريف مكانی و لم تواخ بينی و بين احد قال انما اخرتک لنفسی الا يسرک ان تکون اخا نبيک قال بلی يا رسول الله فاخذه بيده فارقاه المنبر فقال اللهم ان هذا منی و انا منه الا انه منی بمنزلة هارون من موسی الا ان من کنت مولاه فعلی مولاه قال فانصرف علی قرير العين فاتبعه عمر بن الخطاب فقال يا ابا الحسن اصحبت مولا و مولاه کل مومن (اخرجه ابو الحسن فقيه ابن المغازلی) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مباہلہ کے روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ علی کھڑے ہوئے تھے حضرت ان کو دیکھ رہے تھے آپ نے ان کے ساتھ کسی کو شریک اخوت نہ کیا جناب روتے ہوئے گھر کو چلے گئے جب حضرت نے ان کو نہ دیکھا تو فرمایا ابوالحسن کیا کر رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا وہ روتے ہوئے لوٹ گئے ہیں۔ حضرت نے بلال سے فرمایا اے بلال جا کر انہیں بلا لاؤ۔ بلال ان کے بلانے کے لیے گئے جناب علی اس وقت تک گھر میں داخل ہو چکے تھے۔ جناب سیدہ نے انہیں روتا ہوا دیکھ کر کہا خدا آپ کو نہ رلائے آپ کیوں رو رہے ہیں۔ جناب علی کہنے لگے۔ آج حضرت نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت جوڑا ہے اور مجھے حضرت دیکھ رہے تھے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہ

بنایا۔ جناب فاطمہ نے جواب دیا آپ غمگیں نہ ہوں۔ شاید حضرت نے تمہیں اپنی ذات مقدس کے بھائی بنانے کے لیے پیچھے رکھا ہو۔ اتنے میں بلال نے پکار کر کہا یا علی حضرت کے پاس تشریف لے چلیے جناب علی حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا یا ابا الحسن تم کیوں روتے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کا ناتا جوڑا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ فرمایا یا علی میں نے تم کو اپنی ذات کے لیے پیچھے رہنے دیا تھا۔ آیا تم اپنے نبی کے بھائی بننے سے خوش نہیں جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خوش ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں منبر پر چڑھایا۔ اور فرمایا بار الہا یہ میرا ہے میں اس کا ہوں۔ یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ انس کہتے ہیں کہ جناب علی نہایت ٹھنڈی آنکھوں سے گھر کو واپس ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے اور کہنے گئے اے ابوالحسن آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ میرے اور ہر مومن کے مولا بن گئے ہیں۔

(۱۰) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیات النبی صلی الله علیه وسلم افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و الله لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ هدانا الله و الله لئن مات او قتل ان انقلبتم علی اعقابکم لا قتلن علی ما قاتل علیه حتی اموت اوا قتل و الله انی لاخوه و لیه ووارثه و ابن عمه و من اخی بینی و بینه (اخرجه احمد و النسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی ہے کہ (اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے) خدا کی قسم ہے بعد اس کے خدا نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اپنی ایڑیوں کے بل ہرگز نہیں پھریں گے۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں اور تم اپنی ایڑیوں پر پھرنا چاہو تو میں تم سے جہاد کروں گا جس بات پر کہ حضرت نے جہاد کیا ہے۔ واللہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وارث اور ابن عم ہوں اور وہ شخص ہوں جس کے ساتھ حضرت نے اپنی برادری کا رشتہ ملایا ہے۔

(۱۱) عن عمرو بن عبدالله عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم اخی بین الناس و ترک علیا حتی بقی اخرهم لا یری له اخا فقال یا رسول الله اخیت بین الناس و ترکتنی قال و لم ترانی ترکتک انما ترکتک لنفسی انت اخی و انا اخوک فانی اذا کرک قال انا عبدالله و اخو رسوله لا یدعیها بعدک الا کذاب (اخرجه احمد)
عمر بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان رشتہ برادری قائم کیا۔ علی سب سے پیچھے رہ گئے ان کا بھائی بنتا ہوا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے رشتہ اخوت ملا دیا ہے۔ اور مجھے یوں ہی چھوڑ دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے کہ ہم نے تجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے صرف اپنی ذات کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔ ہم تجھے بتاتے ہیں یوں کہا کر میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ تیرے سوا اگر کوئی یہ بات کہے گا تو وہ جھوٹا ہے۔

(۱۲) عن یعلی بن مرة قال اخا رسول الله صلی الله علیه وسلم بین المسلمین و جعل یخلف علیا حتی بقی فی اخرهم و لیس معه اخ فقال له اخیت بین المسلمین و ترکتنی و قال انما ترکت لنفسی انت اخی فی الدنیا و الاخرة و انا اخوک انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی و انت معی فی قصری فی الجنة ابنتی فاطمة و انت اخی و رفیقی ثم تلا رسول الله صلی الله علیه وسلم اخوانا علی سرر متقابلین ثم قال له النبی صلی الله علیه وسلم ان ذاکرک احد فقل انا عبدالله و اخو رسوله و لا یدعیها بعدی الا کذاب مفتر (اخرجه جمال الدین المحدث صاحب روضة الاحباب فی الاربعین) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں اخوت کا رشتہ قائم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ سب سے آخر رہ گئے اور ان کا بھائی بننے کے لیے کوئی باقی نہ رہا جناب علی نے عرض کیا حضور نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے دیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے۔ حضرت نے

فرمایا میں نے تجھے اپنی ذات کے لیے چھوڑا ہے۔ تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں تو مجھ سے ہارون کی جگہ پر ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے تو میرے ساتھ میرے گھر میں جنت میں ہوگا۔ تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔ حضرت نے اس آیت کو ارشاد فرمایا کہ بھائی بھائی آمنے سامنے کے تختوں پر ہوں گے میں تجھے دیکھتا ہوں کہ اگر تجھ سے کوئی پوچھے تو یہ کہو میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ تیرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہے گا مگر کہ وہ جھوٹ کہنے والا ٹھہرے گا۔

(۱۳) عن عباد بن عبدالله قال قال علی انا عبدالله و اخو رسوله و انا صديق الاكبر لا يقول ذلک بعدی الا کاذب صليت قبل الناس سبع سنين (اخرجه احمد فی المناقب و النسائی فی الخصائص و الحافظ ابو زيد عثمان بن ابی شيبه فی سننه و الحاكم فی المستدرک و الحافظ ابو نعيم فی الحلية و العقيلی) عباد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹا کاذب میں نے سب سے پہلے سات برس نماز پڑھی۔

(۱۴) عن ابی الطفيل قال لما جعل امر الشوری بين علی عثمان و طلحة و الزبير و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص او سعيد بن زيد فقال علی هل فيكم احد اخی رسول الله صلی الله عليه وسلم بينه و بينه اذا اخی بين المسلمين قالوا اللهم لا (استيعاب عبدالبر) ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے جناب علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص یا سعید بن زید کے درمیان مشورت کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اس کے درمیان رشتہ برادری قائم کیا ہو سب کہنے لگے خدا گواہ ہے نہیں۔

(۱۵) عن علی قال طلبنی النبی صلی الله علیه وسلم فوجدتٌ فی حائط قائما فقربنی برجله و قال قم فوالله لا رضینک انت اخی و ابو ولدی تقاتل علی سنتی من مات علی عهدی فهو فی کنز الجنة و من مات علی عهدک فقد قضی نحبه من مات علی حبک بعد موتک ختم الله بالامن و الایمان ما طلعت الشمس و ما غربت (اخرجه فی المناقب) مروی ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلاش کیا اور ایک دیوار کے نیچے سوتا ہوا پایا آپ نے اپنے پائے مبارک سے مجھے ہلا کر فرمایا اٹھ ہم تجھے راضی کریں تو میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہے تو میری سنت پر لڑے گا جو میرے عہد پر مرے گا وہ جنت کے خزانہ میں ہوگا۔ اور جو تیرے عہد پر مرے گا اس کی آرزو پوری ہوگی۔ جو شخص تیری محبت پر تیرے بعد مرے گا خدائے تعالیٰ اس کا خاتمہ امن اور ایمان سے کرے گا جب تک کہ آفتاب نکلتا اور چھپتا رہے گا۔

(۱۶) عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم اشهد قد بلغت هذا اخی و ابن عمی و صهری و ابو ولدی اللهم اکب من عاداه فی النار (اخرجه ابن البخاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے۔ اے میرے پروردگار جو شخص کہ اس سے دشمنی کرے اسے آگ میں اوندھا کر کے گرا۔

(۱۷) عن علی قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت اخی و رفیقی فی الجنة یا علی سبغ الوضوء و ان شق علیک و تاکل الصدقة و لا تنز الحمیر علی الخیل و لا تجالس اصحاب النجوم (اخرجه الخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی اور جنت میں میرا رفیق ہے یا علی وضو اچھی طرح سے کریو اگرچہ تجھ پر شاق گذرے اور خیرات نہ

کھائیو اور گدھے کو گھوڑے پر نہ چڑھائیو اور نجومیوں کے ساتھ مت بیٹھیو۔

(۱۸) عن ام المومنين عائشه رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير اخوتى على و خير اعمامى حمزة (اخرجه الديلمى) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب بھائیوں سے علی اور چچوں سے حمزہ بہتر ہیں۔

(۱۹) عن ابن عباس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير اخوتى على و خير اعمامى حمزة و ذكر على عبادة (اخرجه الطبرانى و ابن مردوية) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے سب بھائیوں میں بہتر علی ہیں اور سب چچوں میں بہتر حمزہ ہیں اور علی کا ذکر عبادت ہے۔

(۲۰) عن مطلب بن عبدالله بن خطب عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس او صيكم بحب ذى قرنيها اخى و ابن عم على بن ابى طالب فانه لا يحبه الا مئومن (اخرجه احمد فى المناقب) مطلب بن عبداللہ بن خطب اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو میں تمہیں اس امت کے ذوالقرنین کی محبت کے لیے وصیت کرتا ہوں وہ میرا بھائی ہے اور ابن عم علی ابن ابی طالب ہے۔ پس بہ تحقیق اس سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن۔

(۲۱) عن مخدوج بن زيد الهذلى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخى بين المسلمين ثم قال يا على انت اخى بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبى بعدى اما علمت يا على ان اول من يدعى يوم القيامة بى و اقوم عن يمين العرش فاكسى حلة خضراء من حلل الجنة الا و انى اخبرک يا على ان امتى اول الا مم يحاسبون يوم القامة ثم انت اول من يدعى لک بقرابتک و منزلتک عندى فيدفع اليک لو ائى و هو لواء الحمد تسير بين السماء طين ادم و جمع خلق الله يستظلون بظل لوائى و

طوله مسيره الف سنة لسنانه ياقوة حمراء له ثلاث ذوائب من نور ذوابة فی المشرق و ذوابة فی المغرب و الثالثة وسط الدنيا مكتوب عليه ثلاثة اسطر الاول بسم الله الرحمن الرحيم الثانی الحمد الله رب العالمين الثالث لا اله الا الله محمد رسول الله طول كل سطر الف سنة و عرضة الف سنة و مسيره و الحسن عن يمينک و الحسين عن يسارک حتى تقف بينی و بين ابراهيم فی ظلل العرش ثم تكسی حلة خضراء من الجنة ثم ينادی مناد من تحت العرش نعم الاب ابوک ابراهيم و نعم الاخ اخوک علی ابشريا علی انک تكسی اذا اكتسب و يد عی اذا دعيت (اخرجه عبدالله بن احمد فی زوائد المناقب) مخدوج بن زید الہذ لی سے مروی ہے کہ جناب رسالت ماب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں رشتہ اخوت قائم کر کے علی سے کہا۔ یا علی تم میرے بھائی ہارون کی جگہ پر ہو موسیٰ سے بغیر اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ قیامت میں سب سے اول میں بلایا جاؤں گا۔ اور عرش کے داہنے بازو پر کھڑا کیا جاؤں گا۔ اور مجھے جنت کے حلوں سے سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ یا علی میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت حساب دی گے۔ پھر سب سے پہلے تو میری قرابت کی وجہ سے بلایا جاوے گا۔ اور تجھے میرا علم یعنی لواء الحمد دیا جائے گا۔ تو دونوں صفوں کے بیچا بیچ ٹہلے گا۔ آدم اور ساری دنیا میرے علم کے سایہ میں پناہ گزیں ہوں گے۔ اس کی لمبائی ہزار سالہ راہ کی ہوگی۔ اس کی بھال سرخ یاقوت سے بنی ہوگی۔ اس کے تین گیسو نور کے ہوں گے۔ ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے بیچا بیچ میں۔ اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی ایک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دوسرے الحمد للہ رب العالمین تیسری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر سطر کا طول و عرض ہزار سالہ راہ کا ہو گا۔ حسن تیرے داہنے ہاتھ اور حسین بائیں ہاتھ ہوں گے۔ یہاں تک کہ تو میرے اور ابراہیم کے درمیان سایہ عرش کے نیچے آ کر ٹھیرے گا۔ اور تجھے بھی جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا کیا اچھا باپ ہے تیرا ابراہیم اور کیا اچھا بھائی ہے تیرا۔ علی بشارت

ہو تجھے کہ جب مجھے لباس پہنایا جائے گا تو تجھے بھی پہنایا جائے گا۔اور جب میں بلایا جاؤں گا تو تو بھی بلایا جائے گا۔

(۲۲) عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رایت مکتوبا علی باب الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله و علی اخو رسول الله قبل ان یخلق السموات بالفی سنة (اخرجه احمد فی المنقاب و الدیلمی فی فردوس الاخبار) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے زمین وآسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پیشتر جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں محمد اس کے رسول ہیں۔علی اس کے رسول کے بھائی ہیں۔

(۲۳) عن جابر بن عبدالله قال سمعت علیا و رسول الله صلی الله علیه وسلم یسمع انا اخوا المصطفی لا شک فی نسبی. به ربیت و سبطا هما ولدی + جدی وجد رسول الله منفرد + و فاطمة زوجی لا قول ذی فند + صدقة و جمیع الناس فی بهم + من الضلالة و الاشراک و الکند + قال فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم و قال صدقت یا علی (نقلت من مطالب السئول المحمد بن طلحة الشافعی) مروی ہے جابر بن عبداللہ سے کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے کہ میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں۔میرے نسب میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔میں نے ان کے پاس پرورش پائی ہے۔ان کے دونوں نواسے میرے بیٹے ہیں میرا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ایک ہے۔اور جناب فاطمہ علیہا السلام میری زوجہ ہے۔یہ قول دروغ نہیں ہے۔میں نے اس وقت حضرت صلعم کی تصدیق کی ہے کہ تمام لوگ گمراہی اور شرک اور انکار کی وجہ سے شبہ میں تھے۔حضرت نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور کہا یا علی تم سچ کہتے ہو۔

(۲۴) عن ربیعة بن ناجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المومنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال لما نزلت فانذر عشیرتک الا قربیین دعانی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا علی ان الله امرنی ان انذر عشیرتی الا قربیین فاصنع لنا صا عامن

الطعام و اجعل علیه رجعل شاة و املاء بنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبدالمطلب و ابلغهم ما امرت به ففعلت ما امرنی به ثم د عوتهم له وهم یومئذ اربعون رجلا فیهم اعمامه ابو طالب و حمزة و ابو لهب فلما اجتمعو الیه دعانی بالطعام الذی صنعت لهم فجئت به فلما وضعة تناول رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال خذوا بسم الله فاکل القوم حتی مالهم بشئی حاجت ما اری الا موضع ایدیهم و ایم الله الذی نفسی بیده و ان کان الرجل الواحد منهم لیاکل ما قدمت بجمیعهم ثم قال اسق القوم فجئت بذلک العس فشربوا حتی رووا بقی الشراب کانه لم یشرب فقال یا بنی عبدالمطلب انی بعثت الیکم خاصة و الی الناس عامة و قد رایتم من هذه الایة ما قدرایتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی و صاحبی فلم یقم الیه احد قال فقمت الیه و کنت اصغر القوم سنا قال اجلس ثم قال ذلک ثلاث مرات کل ذلک اقوم الیه فهو یقول اجلس حتی کان فی الثالثه فضرب بیده علی یدی ثم قال انت اخی و صاحبنی و وزیری فبذلک و رثت ابن عمی دون عمی (اخرجه احمد فی المسند و فی المناقب و النسائی فی الخصائص و ابن اسحاق فی سیرة و ابن جریر فی تاریخه و ابن ابی حاتم و ابوبکر بن مردویة باختلاف یسیر) ربیعہ بن ماجد ناقل ہیں کہ ایک شخص نے جناب امیر سے پوچھا یا امیر المومنین آپ نے اپنے چچا کے سوا اپنے چچازاد بھائی کا کس طرح ورثہ پایا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ یا علی مجھے رشتہ داروں کے ڈرانے کے لیے حکم دیا گیا ہے تم ایک برتن میں طعام تیار کر کے اس پر بکری کے پائے رکھ دو اور ایک ظرف میں دودھ بھر دو اور تمام بنی عبدالمطلب کو بلا لاؤ کہ میں ان سے گفتگو کروں اور خدا کا حکم ان کو پہنچا دوں۔ میں نے حسب ارشاد کھانا تیار کیا اور بنی عبدالمطلب کو بلا لایا ان دنوں وہ کل چالیس تھے۔ جن میں حضرت کے چاروں چچا ابوطالب حمزہ عباس ابولہب بھی شامل تھے۔ جب وہ حاضر ہوئے۔ حضرت نے اس طعام سے قدرے تناول فرمایا ان سے کھانے کے لیے ارشاد کیا۔ جب تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ میں نے

دیکھا کہ انہوں نے طعام صرف اس قدر کھایا ہے۔ جس مقام پر کہ انہوں نے اپنا ہاتھ ڈالا تھا۔ باقی طعام ویسا ہی دھرا ہوا ہے۔ اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ان میں ایک آدمی اس تمام کو کھانے کو کھا سکتا تھا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو دودھ پلاؤ۔ میں نے ان کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ خوب سیراب ہو گئے۔ دودھ ویسا ہی موجود تھا گویا کہ کسی نے نہ پیا ہو۔ پھر حضرت نے ان کو مخاطب کر کے ارشاد کیا اے بنی عبدالمطلب میں تمہاری طرف خاص طور پر اور دوسرے لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ تم نے میرا یہ معجزہ دیکھا ہے۔ پس تم میں سے کوئی ہے کہ میری بیعت کرے اور میرا بھائی اور دوست بنے۔ کوئی شخص ان لوگوں میں سے حضرت کی بیعت کے لیے نہ اٹھا۔ میں اس وقت ان تمام لوگوں سے کم عمر تھا۔ بیعت کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے دوبارہ اور سہ بارہ بھی ارشاد کیا۔ میں بھی ہر ایک دفعہ اٹھتا رہا۔ تیسری بار حضرت نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور دوست اور وزیر ہے۔ اس لیے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ حاصل کیا ہے۔

تنبیہ: یہ مواخات بھی جناب امیر علیہ السلام کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ مواخات مساوات کی دلیل ہے۔ لیکن مساوات منصب نبوت میں محال ہے۔ پس لامحالہ مساوات فی العمل سمجھی جاسکتی ہے۔ اور مساوات فی العمل منتج کثرت ثواب ہے۔ اور کثرت ثواب برہان افضلیت ہے۔

(انت بمنزلة هارون من موسیٰ)

ان صحابہ کرام کے اسماء جن سے کہ یہ حدیث روایت ہوئی ہے

و قد صنف القاضی ابو القاسم (۱) علی بن المحسن بن علی التنوخی کتابا سماه

۱۔ ان کی نسبت ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں ابو القاسم بن علی التنوخی فکان ادیبا فاضلا و ذکره الخطیب فی تاریخه و عدد فی شیوخه الذی ردی عنهم اور سمعانی انساب میں لکھتے ہیں قال الخطیب کتبت عنه و سمعة یقول ولدت بالبصرة فی النصف من الشعبان سنه سبعین و ثلثمائة و قد قبلت شهادة عند الحکام فی حداثة و لم یزل علی ذلک مقبولا الی اخر حمره و کان متحفظا فی الشهادة محنا طا صد و قافی الحدیث۔

ذكرا الروايات منى نسخة ثلاثين و رقة عتيقة عليها تاريخ الرواية سنة خمس و اربعين و اربعمائة و روى التنوخي حديث انت مني بمنزلة هارون من موسى. عن جابر بن الخطاب و عن علي و سعد بن ابی وقاص و عبدالله بن مسعود و عبدالله ابن عباس و جابر ان عبدالله الانصاری. و ابی هریر.ة و ابی سعید الحذری. و جابر بن سمر.ـة و مالک بن الحویرث. و البراء بن عازب. و زید بن ارقمؓ. و ابی رافع مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم. و عبدالله بن ابی اوفی. و اخیه زید بن ابی اوفی. او ابی سریحة. و جذیفة بن اسید. و انس بن مالک. و ابن بریدة الاسلمی. و ابی ایوب الانصاری. و عقیل بن ابی طالب و حبشی بن جنادة السلولی. و معاویة بن ابی سفیان. و ام سلمة زوجة النبی صلی الله علیه وسلم. و اسماء بن عمیس. و سعید ابن المسیب. و محمد بن علی بن الحسین و حبیب بن ابی ثابت. و فاطمة بنت علی و شرجیل بن سعد یعنی قاضی ابوالقاسم علی بن المحسن کہتے ہیں کہ علی بن المحسن علی التنوخی نے سنہ چار سو پینتالیس میں اس حدیث کے متعلق ایک تیس ورق کا رسالہ لکھا ہے۔ جس میں اس حدیث کو عمر بن الخطاب اور جناب علی اور سعد ابن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس وغیرہ الخ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کا متواتر ہونا

(۱) قال ابن حجر فی الواعق المحرقة و اعلم ان هذا الحدیث متواتر فانه ورد من حدیث عائشه و ابن مسعوؔد و ابن عباس و ابن عمر و عبدالله بن زمعة و ابی سعید و علی و حفصه حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ کیونکہ یہ حدیث ام المومنین عائشہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ بن زمعہ اور ابو سعید اور علی اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہوئی ہے۔

(۲) قال الحافظ بن عبدالبر فی الاستیعاب فی معرفة الا صحاب و روی قوله صلی الله علیه وسلم لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی جماعة من الصحابة و هو من اثبت الا خبار و اصحها رواه عن النبی صلی الله علیه وسلم سعد بن ابی وقاص و طریق حدیث سعد فیه کثرة جدا و قد ذکر بن خیثمة وغیره و رواه ابن عباس و ابو سعید الخدری و ام سلمة و اسماء بن عمیس و جابر بن عبدالله و جماعة یطول ذکرهم حافظ ابن عبدالبر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انت منی بمنزله هارون من موسی کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ نہایت ثابت شدہ ترین اخبار اور صحیح ترین روایت میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بہت سے طریقوں سے روایت ہوئی ہے جس کا ذکر ابن خثیمہ وغیرہ نے کیا ہے اور سعد کے سوا ابن عباس اور ابوسعید الخذری اور ام سلمہ اور اسماء بن عمیس اور جابر بن عبداللہ اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن کا ذکر باعث طول ہے۔

(۳) و روی قوله صلی الله علیه وسلم انت منی بمنزلة هارون من موسی جماعة من الصحابة و هو من اثبت الاخبار و اصحها رواه عن النبی صلی الله علیه وسلم سعد بن ابی وقاص و ابن عباس و ابو سعید الخدری و جابر بن عبدالله و ام سلمة و اسماء بنت عمیس و جماعة یطول ذکر هم (ذکره ابو الحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالله بن عبدالرحمن بن الزکی المزی فی تهذیب الکمال) ابوالحجاج یوسف بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن الزکی المزی ۃذیب الکمال فی السماء الرجال میں لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث نہایت ثابت شدہ تر احادیث میں سے ہے۔ اور نہایت صحیح حدیث ہے۔ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابوسعید

حذری اور جابر بن عبداللہ اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بن عمیس اور صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن کا ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔

(۴) قال الحافظ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایة الطالب هذا حدیث متفق علی صحة رواه الائمة الا علام الحفاظ کابی عبدالله محمد بن اسمعیل البخاری فی صحیحه و مسلم بن الحجاج فی صحیحه و ابو دائود فی سننه و ابو عیسی الترمذی فی جامعه و ابو عبدالرحمن النسائی فی سننه او ابن ماجة فی سننه و اتفق الجمیع علی صحة و صار ذلک اجماعا منهم قال الحاکم النیشا بوری هذا حدیث دخل فی حد التواتر حافظ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ایسی ہے کہ جس کی صحت پر ائمہ علام اور حافظان حدیث نے اتفاق کیا ہے امام ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری نے صحیح بخاری میں اور مسلم نے صحیح مسلم میں اور ابو داؤد نے سنن میں اور ابو عیسی ترمذی نے جامع الصحیح میں اور ابو عبدالرحمٰن النسائی نے سنن میں اور ابن ماجہ نے سنن میں روایت کیا ہے اور ان تمام ائمہ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع ہو گیا ہے حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب مستدرک کا قول ہے کہ یہ حدیث حد تواتر کو پہنچ چکی ہے۔

(۴) قال السیوطی فی الا زهار المتناثرة فی الا حادیث المتواترة حدیث اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی اخرجه احمد عن ابی سعید الخد ری و اسماء بنت عمیس و الطبرانی عن ام سلمة و ابن عباس و حبشی ابن جنادة و ابن عمر و علی و جابر بن سمرة و البراء ابن عازب و زید ابن ارقم رضی الله عنهم وهکذا ذکره المتقی فی منتخب قطف الازهار. و قال محمد صدر عالم فی المعارج العلی و هذا حدیث متواتر عند السیوطی حافظ جلال الدین ابی بکر السیوطی کتاب الازہار المتناثرہ فی الاحادیث المتواتر میں لکھتے ہیں کہ حدیث اما ترضی ان تکون منی بمنزلة

هارون من موسی کو امام احمد بن حنبل نے ابوسعید خدری اور اسماء بنت عمیس سے اور طبرانی نے ام سلمہ اور ابن عباس اور حبشی ابن جنادہ اور ابن عمر اور جابر بن سمرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور متقی رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے منتخب قطف الازھار میں بھی اسی طرح سے ذکر کیا ہے اور محمد صدر عالم کتاب المعارج العلی میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سیوطی کے نزدیک متواتر ہے۔

(۵) و قال مو لانا شاہ ولی اللہ محدث الدھلوی فی ازالۃ الخفا فمن المتواتر حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی روی ذلک عن سعد بن ابی وقاص و اسماء بن عمیس و علی بن ابی طالب و عبداللہ ابن عباس و غیرھم مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی تواترات میں سے ہے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۶) و قال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرانی فی المنھاج ان ھذا الحدیث صحیح بلا ریب ثبت فی الصیحین و غیر ھما شیخ الاسلام ابن تیمیہ الحرانی منہاج میں لکھتے ہیں کہ بہ تحقیق یہ حدیث صحیح ہے یہ صحیحین میں درج ہے۔

اسماء مخرجین حدیث منزلت

اخرج البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی (عن سعد بن ابی وقاص) و البزار (عن ابی سعید الخد ری) واحمد (عن کلیھما) و العقیلی (عن ابن عباس) و الطبرانی (عن اسماء بن عمیس و ام سلمہ) حبشی ابن جنادۃ و ابن عمر و ابن عباس و جابر ابن سمرۃ و البراء ابن عازب و زید بن ارقم و مالک بن الحویرث) و الخطیب (عن عمر) رضی اللہ عنھم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی (مفتاح النجا الیمرزا محمد معتمد

خان البدخشانی) یعنی امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے (سعد بن ابی وقاص سے) اور بزار نے (ابوسعید حذری سے) اور اامام احمد بن حنبل نے (ان دونوں سے) اور عقیلی نے (ابن عباس سے) اور طبرانی نے (اسماء بن عمیس اور ام سلمہ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن سمرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم اور مالک ابن الحویرث سے) اور خطیب بغدادی نے (عمر بن الخطاب سے) روایت کیا ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ ہارون علیہ السلام کا جناب موسی علیہ السلام سے تھا۔

اب ہم ان آئمہ حدیث کے نام کی فہرست سلسلہ وار دیتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

مختصر مشہور نام	پورا نام
ابن اسحاق	محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ
ابوداؤد الطیالسی	محمد بن سلیمان بن داؤد الطیالسی صاحب مسند
محمد بن کاتب الواقدی	محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب الواقدی صاحب الطبقات الکبیرہ
ابن ابی شیبہ	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی صاحب مسند استاد بخاری و مسلم
احمد	امام احمد بن حنبل] صاحب مسند و مناقب
بخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل البخاری صاحب جامع الصحیح
ابن عرفہ	حافظ ابوعلی الحسن بن عرفہ بن بریدہ العبدے
مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری صاحب جامع الصحیح
ابن ماجہ	حافظ محمد بن یزید بن ابن ماجہ القزوینی صاحب السنین
ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان التمیم البتی صاحب الصحیح
ترمذی	حافظ ابوعیسی بن سورۃ الترمذی صاحب جامع الصحیح
عبداللہ بن احمد	حافظ عبداللہ بن احمد بن حنبل صاحب زواید

ابن ابی خیثمہ	حافظ احمد بن ابی خثمہ زہیر ابن حرب
بزار	حافظ احمد بن عمر بن عبد الخالق البزار صاحب المسند تلمیذ بخاری
نسائی	حافظ ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی صاحب السنن
ابویعلی	حافظ احمد بن علی ابویعلےٰ الموصلی صاحب المسند
ابن جریر	حافظ محمد بن جریر الطبری صاحب تاریخ الرسل والملوک والتفسیر
ابوعوانہ	حافظ یعقوب بن اسحاق ابوعوانہ الاسفرائنی الشافعی صاحب صحیح تلمیذ مسلم
ابوالشیخ	ابومحمد عبد اللہ بن جعفر بن حبان الاصبہانی المعروف بابی الشیخ
الطبرانی	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی صاحب معاجم ثلاثہ
المخلص الذہبی	المخلص الذہبی
ابواللیث	حافظ ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی الحنفی
حاکم	ابوعبد اللہ محمد عبد اللہ المعروف بالحاکم النیسابوری صاحب المستدرک
ابوسعید	ابوسعید عبد الملک ابن ابی عثمان محمد بن ابراہیم الخرگوشی صاحب شرف النبوۃ
ابوبکر الشیرازی	احمد بن عبد الرحمٰن ابوبکر الشیرازی صاحب کتاب الالقاب
ابن مردویہ	ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی صاحب المناقب
ابونعیم	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ الصبہانے صاحاب حلیۃ الاولیاء وامعرفۃ
ابن السمان	حافظ اسمٰعیل بن علی بن الحسین بن زنجور المعروف بابن السمان الرازی
التنوخی	حافظ ابی القاسم علی بن الحسن بن علی التنوخے
خطیب	حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی صاحب التاریخ
ابن عبد البر	حافظ ابوعمر یوسف بن عبد اللہ المعروف بابن عبد البر النمری القرطبی صاحب الاستیعاب
ابن المغازلی	حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن طیب الجلابی المعروف بابن المغازلی الشافعی صاحب المناقب
الدیلمی	حافظ شیرویہ بن شہردار الدیلمی صاحب فردوس الاخبار

بغوی	امام محی السنۃ حسین بن مسعود الفراء البغوی صاحب شرح السنۃ ومصابیح السنہ
العبدری	حافظ رزین بن معاویۃ العبدری صاحب الجمع بین الصحاح الستۃ
العاصمی	حافظ محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی صاحب زین الفتے
الملا	حافظ عمر بن محمد خضر الاردبیلی المعروف بالملا صاحب سیرۃ
ابن عساکر	حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر صاحب تاریخ
السّلفی	حافظ ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم السّلفی الاصبہانی
الخوارزمی اخطب خوارزم	حافظ ابوالموید الموفق بن احمد بن الملکی الشہیر یا خطب خوارزم
ابن اثیر	ابوالسعادات المبارک بن ابی الکرم محمد بن محمد عبدالکریم الشیبانی المعروف یابن الاثیر الجزری صاحب جامع الاصول
الصالحانی	حافظ سعدالدین ابوحامد محمود بن محمد بن حسین بن یحییٰ الصالحانی
الرازی	امام فخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر
ابن اثیر	ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب اسد الغابہ
البلنسی	ابوالربیع سلیمان بن سالم البلنسی
ابن النجار	حافظ محمد بن محمود بن الحسین محبّ الدین ابوعبداللہ بن النجار صاحب تاریخ
ابن طلحہ	الشیخ کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ القرشے الشافعی صاحب مطالب السئو ل
سبط ابن جوزی	حافظ شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزعلی بن عبداللہ البغدادی سبط ابن الجوزی صاحب تذکرہ خواص الامہ
ابو یوسف الکنجی	حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی صاحب کفایۃ الطالب
النودی	امام یحییٰ بن شرف النودی شارح مسلم وصاحب ۃ ذیب الاسماء واللغات
محبّ الطبری	حافظ ابوالعباس محبّ الدین احمد بن عبداللہ بن الملکی الشافعی الطبری صاحب الریاض النضرہ

الحموینی الشیخ صدر الدین ابو الجامع ابراہیم بن الموید محمد بن عبداللہ بن علی بن محمد الحموینی صاحب فرائد السمطین

ابن سید الناس محدث ابو الفتح محمد بن محمد المعروف بابن سید الناس صاحب عیون الاثر

ابن قیم حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیہ الحنبلی صاحب زاد المعاد

عبداللہ یافعی امام عبداللہ بن اسعد بن علی الیمنی الیافعی صاحب مراۃ الجنان

ابن کثیر حافظ اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر صاحب تاریخ

علاء الاولۃ السمانی الشیخ احمد بن محمد بن احمد الملقب بعلاء الدولہ السمنانی صاحب العروۃ الوثقی

الخطیب ولی الدین الحافظ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوۃ المصابیح

المزی الحافظ جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن المزی الشافعی صاحب کتاب تحفہ الاشراف

الرزندی الحافظ محمد یوسف الرزندی صاحب نظم درر السمطین

سید علی الہمدانی العارف الربانی السید علی الہمدانی صاحب مودۃ القربے

ابن شحنہ حافظ محمد بن محمد بن محمود محب الدین ابو الولید الحلبی المعروف بابن شحنہ صاحب روض المناظر فی علم الاوائل والاواخر

عبدالرحیم العراقی الحافظ ابو زرعہ احمد بن عبدالرحیم العراقی صاحب الفیۃ الحدیث وشرح التقریب

الدولتابادی ملک العلماء قاضی شہاب الدین شمس الدین الزادنی ثم الدولتا بادی صاحب ہدایت السعد

ابن حجر العسقلانی الحافظ احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی صاحب تہذیب التہذیب

ابن الصباغ الحافظ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن الصباغ المالکی المکی صاحب فصول مہمہ

السیوطی الحافظ جلال الدین ابو عبداللہ عبدالرحمٰن السیوطی القاضی حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری صاحب تاریخ خمیس

ابن حجر مکی الحافظ احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی صاحب صواعق محرقہ

المتقی	الحافظ علی ابن حسام الدین المتقی صاحب کنز العمال
جمال الدین محدث	الحافظ عطاء اللہ بن فضل اللہ المعروف و بجمال الدین المحدث الشیرازی صاحب روضۃ الاحباب
المناوی	الشیخ محمد بن عبدالرؤف بن تاج العارفین المناوی صاحب کتاب التیسیر فی الشرح جامع الصغیر
عیدروس	الشیخ عبداللہ بن عیدروس صاحب کتاب عقد نبوی وسر مصطفوی
ابن باکثیر	الشیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی صاحب کتاب وسیلۃ المال
محبوب عالم	المولوی محمد صفی الدین جعفر الملقب بمحبوب عالم
البدخشی	میرزا محمد معتمد خان البدخشانی صاحب نزل الابرار
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم المحدث الدہلوی صاحب ازالۃ الخفا
العجیلی	الشیخ احمد بن عبدالقادر العجیلی صاحب کتاب ذخیرۃ المال
المولوی رشید الدین خان الدہلوی تلمیذ مشاہ عبدالعزیز صاحب	
شیخ احمد دحلان	محدث الشیخ احمد بن زینی بن احمد دحلان الشافعی صاحب سیرۃ النبوۃ
الشبلنجی	السید محمد مومن بن حسن الشبلنجی صاحب کتاب نور الابصار

اس حدیث کے بعضے انداز کا بیان

(۱) عن سعد بن مالک قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب غزوۃ تبول فقال یا رسول اللہ اتخلفنی فی النسائی و الصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبوۃ بعدی (اخرجہ احمد فی المسند و البخاری و مسلم و الترمذی و ابو دائود و الطیالسی فی مسندہ و النسائی فی الخصائص و ابن عرفۃ و محمد بن سعد کاتب الواقدی فی طبقات الکبیر و ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ و الطبرانی فی المعجم الصغیر و البغوی فی مصا بیح السنۃ

و ابن المغازلی فی المناقب و ابن الاثیر الجوزی فی جامع الاصول و النووی فی تهذیب الاسماء) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جناب امیر کو اپنے پیچھے چھوڑنا چاہا جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑنا چاہتے ہیں حضرت نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔

(۴) عن سعد بن ابی وقاص ان معاویة امره فقال له ما یمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالهن رسول الله صلی الله علیه وسلم فلن اسبه لان یکون لی واحدة منهن احب الی من حمراء النعم سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم و خلفه فی بعض مغازیه فقال له علی یا رسول الله خلفتنی مع النساء و الصبیان فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی و سمعة یقول خیبر لا عطین الرایة غدا رجلا یحب الله و رسوله فتطا ولنا فقال د عوا علیا فاتی به ارمد فصبق فی عینیه و دفع الرایة الیه ففتح الله علیه ولما نزلت هذه الایة ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا و حسنا و حسینا فقال للهم هئو لاء اهل بیتی (اخرجه احمد و مسلم و الترمذی و النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ سے روایت ہے کہ معاویہ نے ان سے کہا کہ آپ ابوتراب پر سب کیوں نہیں کرتے۔ سعد نے کہا کیا میں نے تم سے ان تین باتوں کا ذکر کیا ہے کہ جن کو جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں ہرگز ان پر سب نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ان میں سے اگر ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر تھے۔ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے درآنحالیکہ آپ نے ان کو بعض غزوات میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ حضرت سے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرت

نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو مجھ سے۔ لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔ و نیز میں نے خیبر کے روز حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل ہم اپنا علم ایسے شخص کو دیں گے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے پیار کرتے ہیں۔ سعد کہنے لگے پس ہم نے گردن اٹھا کر دیکھا اور حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جب حاضر ہوئے ان کو آشوب تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور علم ان کے حوالہ کیا اور خدا نے ان کو فتح دی۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ دے اے محمد جھگڑنے والوں سے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو۔ حضرت نے جناب علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بلا بھیجا اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۳) محمد بن المنكدر قال سعيد بن المسيب اخبرني ابراهيم بن سعد انه سمع اباه سعدا و هو يقول النبي صلى الله عليه وسلم لعلى اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدى قال سعيد فلم ارض حتى اتيت سعد افقلت شئى حدث به ابنك قال و ما هو يا بن اخى فقلت هل سمعت من النبى صلى الله عليه وسلم يقول لعلى كذا و كذا قال نعم و اشار الى اذينه و قال سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم و الا فصمتا (اخرجه النسائي في الخصائص) محمد بن المنکدر نے سعید بن المسیب سے ناقل ہے کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے کہ ہارون کی موسیٰ سے۔ لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔ سعید بن المسیب کہنے لگے مجھے ابراہیم کے کہنے پر اطمینان نہیں ہوا اور خود جا کر سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرے بیٹے نے ایک بات بیان کی ہے۔ سعد نے کہا وہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کیا تم نے سنا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے حق میں اس طرح سے ارشاد کیا ہو

سعد اپنے کانوں کی طرف اشارہ کرنے لگے میں نے ان سے یہ حدیث حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں۔

(۴) عن ابی سعید قال غزا رسول الله صلی الله علیه وسلم غزوه تبول و خلف فی اهله علیا فقال بعض ما منعه ان یخرج به الا انه کره صحبة فبلغ ذلک علیا فذکره النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا بن ابی طالب ما ترضی ان تنزل منی بمنزلة هارون من موسی (اخرجه محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتابه الطبقات الکبیر و ابو نعیم فی حلیة الاولیاء) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کو مدینہ میں چھوڑ کر غزوہ تبوک کو تشریف لے چلے بعض لوگ کہنے لگے حضرت ان کی صحبت ناپسند کرتے تھے اس لیے ان کو چھوڑ چلے ہیں۔ جناب امیرؑ نے سن کر اس بات کو حضرت سے بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اے ابن ابی طالب کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے۔

(۵) عن البراء بن عازب و زید بن ارقم رضی الله عنهما قال لما کان عند غزوة جیش العشیرة و هی تبوک قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی انه لا بدمن ان اقیم او تقیم فخلفه فلما فصل رسول الله صلی الله علیه وسلم غازیا قال ناس ما خلفه الا بشئی کرهه منه فبلغ ذلک علیا فاتبع رسول الله صلی الله علیه ولسم حتی انةی الیه فقال له ما جاء بک یا علی قال یا رسول الله انی سمعت ناسا یزعمون انک انما خلفتنی بشئی الا کرهة منی فتضا حک رسول الله صلی الله علیه وسلم و قال یا علی اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی غیر انک لست بنبی بل یا رسول الله قال فانه کذلک (اخرجه محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتابه الطبقات الکبیر) براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ جیش العشیرہ کو جسے تبوک بھی کہتے ہیں تشریف لے چلے

جناب امیر سے ارشاد کیا کہ یا ہم یہاں ٹھہریں یا تم ٹھیرو پس حضرت ان کو پیچھے چھوڑ گئے۔ جب حضرت وہاں سے تشریف لے گئے بعض لوگ کہنے لگے حضرت کو کوئی بات ان کی بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ بات سنی حضرت کے پیچھے ہو لیے یہاں تک کہ حضور کو جا ملے حضرت نے فرمایا یا علی تم کیوں آئے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے آپ کو میری کوئی بات بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے آپ مجھے چھوڑ کر تشریف لے چلے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کر فرمانے لگے کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے مگر یہ کہ تو نبی نہیں ہے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس یہ ایسی بات ہے۔

(۶) عن النبی صلی الله علیه وسلم قال خلفتک لان تکون خلیفتی قلت اتخلفت عنک یا رسول الله قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی (اخرجه الطبرانی فی الاوسط و المتقی فی کنز العمال) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ہم نے تجھے اس لیے اپنے پیچھے چھوڑا ہے تا کہ تو ہمارا خلیفہ ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے پیچھے رہوں گا۔ حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے ہے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(۷) عن جابر قال غزا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لعلی اخلفنی فی اهلی فقال یا رسول الله یقول الناس خذل ابن عمه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی (اخرجه ابن المغازلی فی المناقب) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میرے اہل کے ساتھ ہو میرے پیچھے ٹھہرو۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنے ابن عم کو چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہے۔

(۸) عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اراد ان یغزو غزاة له فدعا جعفرا و امره ان یتخلف علی المدینة فقال لا اتخلف بعدک ابدا فدعانی رسول الله صلی الله علیه وسلم فعزم علی لما تخلفت قبل ان اتکلم قال فبکیت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یبکیک یا علی قلت یا رسول الله خصال غیر واحد تقول قریش ما اسرع ما تخلف عنه ابن عم و خذله یبکنی خصلة اخری کنت ارید ان اتعرض للجهاد فی سبیل الله فکنت ارید ان اتعرض للا جرو یبکنی خصلة اخری کنت ارید ان اتعرض بفضل الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما قولک تقول قریش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه و خذله فان لک بی اسوة قد قالوا ساحر و کاهن و کذاب و اما قولک اتعرض للا جرا ما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعد ی و اما قومک اتعرض بفضل الله هذا ابهار من قلفل جاء بنا من الیمن فبعه و استمتع به انت و فاطمة حتی یا تیکم الله من فضله فان المدینة لا تصلح الا بی اوبک (اخرجه الحاکم) ف المستدرک و قال هذا حدیث صحیح الاسناد و البزار و ابوبکر العاقولی فی موائده و ابن مردویه و ابراهیم بن عبدالله الوصابی الیمنی فی الا کتفافی فضائل الاربعة الخلفاء) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ کا ارادہ کیا تو جعفر کو بلا کر مدینہ منورہ میں پیچھے رہنے کا حکم دیا جعفر نے عرض کیا میں کبھی حضور کے پیچھے نہیں رہوں گا۔ پھر حضرت نے مجھے بلایا اور پیشتر اس کے کہ میں کچھ بولوں حضرت نے مجھے قسم دے کر اپنے پیچھے رہنے کی بابت اشارہ کیا۔ پس میں رونے لگا حضرت نے فرمایا تم کیوں روتے ہو عرض کیا ایک بات نہیں جس کے لیے میں روتا ہوں۔ کل قریش کے لوگ کہیں گے حضرت نے اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بے زار ہو کر اس کو چھوڑ دیا۔ دوسرا اس لیے روتا ہوں کہ میرا ارادہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے اجر حاصل ہو اور اس وجہ سے بھی روتا ہوں کہ میری

خواہش تھی کہ خدا کی مہربانی سے مجھے غنیمت میں حصہ ملے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا یہ جو تم کہتے ہو کہ قریش یہ کہیں گے کہ حضرت اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بے زار ہو کر اس کو چھوڑ گئے ہیں۔ پس اس میں تیرے لیے ایک میری سنت مقتدا ہے کہ مجھے لوگ ساحر اور کاذب کہتے ہیں اور یہ جو تم کہتے ہو کہ میں اجر کے ملنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ پس کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسے ہو جیسی ہارون کی موسیٰ سے تھی مگر نبی میرے بعد نہیں ہے اور جو تم کہتے ہو کہ مجھے خدا کی مہربانی سے غنیمت سے حصہ ملتا پس سیاہ مرچوں کے بوجھ جو ہمارے پاس یمن سے آئیں ہیں تم ان کو بیچو اور فاطمہ اور تم اس سے فائدہ اٹھاؤ یہاں تک کہ خدا کی مہربانی سے تمہیں غنیمت سے حصہ ملے کیونکہ مدینہ میرے یا تمہارے سوا ٹھیک نہیں رہ سکتا۔

(۹) **عن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى و خلفه فى اهله (اخرجه ابن المغازلى فى المناقب)** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں پھر آپ نے ان کو اپنے اہل میں اپنا خلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا۔

(۱۰) **عن انس بن مالك ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لعلى انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى (اخرجه بن مغازلى)** انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔

تنبیہ: جس قدر احادیث کہ صدر میں لکھی گئی ہیں وہ سب موقع تبوک کے متعلق ہیں۔ لیکن تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اس حدیث کو موقع تبوک کے سوا اور چند مواقع میں بھی ارشاد کیا ہے۔ چنانچہ جناب امام جعفر الصادق علیہ السلام روایت فرماتے ہیں۔ **عن جعفر الصادق عن ابائه عليهم السلام قال النبى صلى الله عليه وسلم قال لعلى فى عشرة مواضع**

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی (اخرجہ السید علی الھمدانی فی المودۃ القربی) یعنی امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے اس مقام پر یوں ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

ازانجملہ چند مقام درج ذیل ہیں۔

(الف) موقع ولادت حسنین علیہما السلام

(۱) عن جابر بن عبداللہ قال لما ولدت فاطمۃ الحسن قالت لعلی سمہ ما کنت لا سبق باسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کنت لا سبق باسمہ ربی عزوجل فاوحی اللہ عزوجل الی جبرائیل انہ قد ولد لمحمد ولد فاھبط وھنہ وقل لہ ان علیا منک بمنزلۃ ھارون من موسی فسمہ باسم ابن ھارون فھبط جبرائیل فھناہ من اللہ عزوجل ثم قال ان اللہ تعالی جل ذکرہ امرک ان تسمیہ باسم بن ھارون فقال و ما کان اسم بن ھارون فقال شبر فقال صلی اللہ علیہ وسلم لسانی عربی فقال فسمہ الحسن (اخرجہ الملافی کتابہ وسیلۃ المتعبدین فی متابعۃ سید المرسلین) جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے جناب سیدہؓ نے حضرت علی سے کہا ان کا نام رکھو جناب علی نے فرمایا میں اس کا نام رکھنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت نہیں کرسکتا۔ پھر جا کر حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے فرمایا میں اس کے نام رکھنے میں اپنے پروردگار سے سبقت نہیں کرسکتا۔ پس پروردگار نے جناب جبرائیل علیہ السلام کو سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لڑکا ہوا ہے ان کو جا کر تہنیت دو اور کہو بہ تحقیق علی تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے پس اس کے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو۔ پس جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہوکر رسم مبارک باد ادا کی اور کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ آپ اس کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

پوچھا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا جبرائیل نے کہا شبر حضرت نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبرائیل نے کہا پس اس کا نام حسن رکھو۔

(ب) موقع انسداد ابواب از مسجد

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى ان موسى سال ربه ان يطهر مسجده لهارون و ذرية و انى سالت الله ان يطهر مسجدى لک و لذريتک بعدى ثم ارسل الى ابى بكر ان اسد بابک فاسترجع و قال سمعا و طاعة فسد بابه ثم الى عمر كذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابكم و لا فتحت باب على و لكن الله سد ابوابكم و فتح باب على (اخرجه ابو نعيم فى الحلية) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ ان کی مسجد کو ہارون اور اس کی ذریت کے لیے پاک کرے اور میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ میری مسجد کو تیرے اور تیری اولاد کے لیے میرے بعد پاک کرے۔ پھر حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دے اور لوٹ جا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بسر وچشم کہہ کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کی طرف بھی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ پھر منبر پر چڑھ کر فرمایا نہ میں نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں اور جناب علی علیہ السلام کا دروازہ کھولا ہے۔

(۲) عن جابر بن عبدالله انه قال جاء نا رسول الله صلى الله عليه وسلم و نحن مضطجعون فى المسجد و فى يده عسيب رطب قال اترقدون فى المسجد و اجلفنا و اجفل على معنا فقال النبى صلى الله عليه وسلم تعال ياعلى انه يحل لک فى المسجد ما يحل لى الا ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا النبوة و الذى نفسى بيده انک لذائد عن حوضى يوم القامية تذود عنه رجالا كما يزاد البعير الضال عن الماء بعصاء لک من عوسج كانى انظر الى مقامک من حوضى

(اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جابر ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سو رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی فرمانے لگے کیا تم مسجد میں اونگھ رہے ہو۔ ہم اٹھ کر بھاگے اور علیؑ بھی ہمارے ساتھ بھاگے۔ حضرت نے فرمایا اے علی ادھر آؤ تجھے مسجد میں وہ امر جائز ہے جو کچھ کہ مجھے جائز ہے۔ کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسی کہ ہارون کی موسیٰ سے سوا نبوت کے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تو میرے حوض سے لوگوں کو اس طرح سے ہانکے گا جس طرح سے بھٹکا ہوا اونٹ پانی سے ہنکا دیا جاتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں عوسج کا عصا ہوگا۔ میری آنکھوں میں پھر رہا ہے تیرا مقام حوض ہے۔

(ج) موقع عقد مواخات

(ا) عن زید بن ابی اوفی قال لما اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فقال علی لقد ذھب روحی و انقطع ظھری حین رایتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فان کان ھذا من سخط علی فلک العتبی و الکرامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی غیر انہ لا نبی بعدی و انت اخی و وارثی قال و ما ارث منک یا رسول اللہ قال ما ورثت الانبیاء من قبلی قال و ما ورثت الانبیاء من قبل قال کتاب اللہ و سنۃ نبیھم و انت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی و انت اخی و رفیقی (اخرجہ احمد فی المسند و المتقی فی کنز العمال و الخطیب و ابو الشیخ و الصالحانی و الزرندی) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا علی کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ اخوت قائم کر رہے ہیں اگر یہ امر مجھ پر آپ کی کسی ناراضگی کی وجہ سے تھا تو اچھا جیسے آپ کی رضا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم نے تجھے پیچھے نہیں

چھوڑا تھا مگر خاص اپنی ذات کے لیے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ مگر نبی میرے بعد نہیں تو میرا بھائی اور وارث ہے۔ جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حضور سے کیا ورثہ میں حاصل کروں گا۔ حضرت نے ارشاد کیا مجھ سے پہلے انبیاء نے جو ورثہ پایا ہے۔ جناب علی نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ پایا ہے۔ فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت۔ اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں میری بیٹی فاطمہ کی معیت میں ہوگا۔ اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔

(د) موقع فتح خیبر

عن جابر بن عبدالله قال قدم علي بن ابي طالب بفتح خيبر قال له النبي صلى الله عليه وسلم لو لا ان تقول فيک طائفه من امتي ما قالت النصارى في عيسى ابن مريم لقلت فيک مقالا لاتمر على ملا من المسلمين الا اخذو التراب من تحت رجليک و فضل طهورک يستشفون بهما و لكن حسبک ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى غيره انه لا نبي بعدى و انت تبرى ذمتي و تستر عورتي و تقاتل على سنتي و انت غدا في الآخرة اقرب الخلق مني و انت على الحوض خليفتي و ان شيعتک على منابر من نور مبيضة وجوههم حولي اشفع لهم و يكونو في الجنة جيراني لان حربک حربي وسلمک سلمي و سريرتک سريرتي و ان ولدک ولدي و انت تقضي ديني و انت تنجز عدتي و ان الحق على لسانک و في قلبک و معک و بين يديک و نصب عينيک الا يمان مخالط لحمک و دمک كما خالط لحمي و دمي لا يرد على الحوض مبغض لک و يغيب عنه محب لک فخر علي ساجدا و قال الحمد لله الذي من علي بالاسلام و علمني القران و حببني الى خير البرية و اعز الخليفة و اكرم اهل السموات و الارض على ربه و خاتم النبيين و سيد المرسلين و صفوة الله في جميع الاولين و الا خرين و احسانا من الله و تفضلا منه على فقال

النبی صلی الله علیه وسلم لو انت یا علی ما عرف المومنون من بعدی لقد جعل الله عزوجل نسل کل نبی من صلبه و جعل نسلی من صلبک یا علی انت اعزا الخلق و اکرمهم علی و اعرهم عندی و محبک اکرم من یرد علی الحوض من امتی (اخرجه بن المغازلی فی المناقب و الخوارزمی عن علی و الملافی و سیلة المتعبدین و محمد بن یوسف الکنجی فی کفایة الطالب و ابراهیم بن عبدالله الیمنی الوصابی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعة الخلفاء و ابن اسیوع الاندلسی فی کتاب الشاء و ابو سعد فی شرف النبوة) جابر بن عبداللہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب علی خیبر کی فتح سے واپس تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا کہ اگر میری امت تیرے حق میں وہی بات نہ کہنے لگ جائیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں انصاری کہہ رہے ہیں تو میں تیری نسبت ایسی بات بیان کرتا کہ نہ گذرتا تو مسلمانوں کے کسی مجمع پر مگر کہ تیرے پاؤں کی مٹی اٹھا لیتے اور تیرے وضو کے پانی کو لے کے اس سے شفا چاہتے۔ لیکن تیرے حق میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے سوا اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔ تو میری ذمہ داری کو پورا کرے گا اور میرے ننگا پن کو ڈھانپے گا۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑے گا۔ اور تو کل قیامت میں سب خلقت سے میرے نزدیک ہوگا اور تو حوض پر میرا خلیفہ ہوگا۔ اور تیرے شیعہ نور کے منبروں پر سفید منہ والے مجھے گھیرے ہوئے ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہوں گے۔ کیونکہ تیرے ساتھ لڑنا میرے ساتھ لڑنا ہے اور تیرے ساتھ صلح کرنا میرے ساتھ صلح کرنا ہے۔ اور تیرا راز میرا راز ہے۔ اور تیری اولاد میری اولاد ہے۔ تو میرے فرض کو ادا کرے گا اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ حق تیری زبان اور تیرے دل میں اور تیرے ساتھ اور تیرے سامنے اور تیری آنکھوں کے آگے ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ایسا ملا ہوا ہے۔ جیسے کہ میرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ حوض پر تیرا دشمن وارد نہیں ہوگا۔ اور تیرا محب اس سے غائب نہیں ہوگا۔ جناب امیر سجدہ میں گر گئے اور کہنے

لگے شکر ہے۔ اس ذات کا جس نے مجھ پر اسلام سے احسان رکھا ہے۔ اور قرآن مجھ کو سکھایا ہے اور مجھ کو تمام خلائق سے بہتر اور تمام مخلوق سے زیادہ عزت والے اور سب باشندگان آسمان وزمین سے خدا کے نزدیک زیادہ بزرگی والے خاتم پیغمبران اور سید مرسلان برگزیدہ اولین اور آخرین کا دوست بنایا ہے۔ خدا کا نہایت احسان اور فضل ہے مجھ پر پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یا علی تو نہ ہوتا تو مومنوں کی شناخت نہ ہو سکتی بہ تحقیق خدا تعالیٰ نے ہر ایک نبی کی نسل اسی کی صلب سے بڑھائی ہے۔ اور میری نسل تیری صلب سے بڑھائی ہے۔ پس تو میرے پاس سب خلقت سے بزرگ تر اور عزیز تر ہے۔ تیرا محبّ سب امت سے جو حوض پر میرے پاس آنے والے ہیں بزرگ تر ہے۔

(ہ) موقع عطائے خاتم در نماز

(۱) عن عباية بن الربعی قال بینا عبدالله بن عباس جالس علی شفير زمزم يقول قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا قبل رجل معتم بعمامة فجعل ابن عباس لا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا و الرجل يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابن عباس سالتک بالله من انت قال فكشف العمامة عن وجهه قال ايها الناس من عرفنی فقد عرفنی و من لم يعرفنی فانا جندب بن جنادة البدری ابو ذر الغفاری سمعت النبی صلی الله عليه وسلم بها تين و الا فصمتا و رايت بها تين و الا فعميتا يقول علی قائد البررة و قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله اما انی صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما من الايام صلوة الظهر فسال سائل فی المسجد فلم يعطه احد شيئا فرفع السائل يده الی السماء قال اللهم اشهد انی سالت فی مسجد نبيک فلم يعطنی احد شيئا فكان علی راكعا فاوی اليه بخنصره ما ليمنی و كان بختم فيها فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم من خنصره و ذلک يعين النبی صلی الله عليه وسلم و هو يصلی فلما فرغ النبی صلی الله عليه

وسلم من صلوة و رفع راسه الی السماء و قال اللهم اخی موسی سالک فقال ربه اشرح لی صدری و یسرلی امری و احلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی و اجعل لی وزیرا من اهل هارون اخی شددبه ازری و اشرکه فی امری فانزلت علیه قرانا ناطقا سنشد به عضدک باخیک و نجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما اللهم فانا محمد نبیک و صفیک اللهم فاشرح لی صدری و یسرلی امری و اجعل لی وزیرا من اهلی علیا اخی اشدد به ازری قال ابو ذر فما استتم رسول الله صلی الله علیه وسلم دعاه حتی نزل علیه جبریل من عدالله فقال یا محمد اقرا قال ما اقرء قال اقراء انما ولیکم الله و رسوله و الذین امنو الذین یقیمون الصلوة و یئوتون الزکوة و هم راکعون (اخرجه الثعلبی فی تفسیره المسمی بکشف البیان فی تفسیر القران و کمال الدین محمد بن طلحة الشافعی فی مطالب السئول و سبط ابن الجوزی فی تذکرة خواص الامة و محمد بن الزرندی فی نظم درر السمطین و ابن الصباغ المالکی فی الفصول المهه و الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر الکبیر) عبایہ بن الربعی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آنکلا ابن عباس حدیث کے بیان کرنے سے رک گئے۔ وہ شخص حدیث بیان کرنے لگا۔ ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہنے لگا جس نے مجھے پہچانا ہے تو اس نے پہچانا ہے اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں جندب بن جنادۃ البدری ابوذر غفاری ہوں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ دونوں اندھی ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نیکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے۔ فتحمند ہوا جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے اس کو چھوڑا۔ میں ایک روز جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ

رہا تھا ایک سائل نے مسجد میں آ کر سوال کیا کسی نے اسے کچھ نہ دیا۔ سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہیو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا جناب امیرؑ رکوع میں تھے سائل کی طرف آپ نے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اس میں انگوٹھی تھی سائل نے بڑھ کر اتار لی یہ سارا ماجرا حضرت کے سامنے میں ہوا حضرت نماز سے فارغ ہو کر دعا کرنے لگے الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گروہ کو کھول دے تا کہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا پس الٰہی تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو کو قوی کریں گے۔ اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے۔ کہ وہ لوگ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ الٰہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ بندہ ہوں۔ الٰہی پس میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت نے اپنی دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبرائیل علیہ السلا خدا کے پاس سے تشریف لا کر کہنے لگے اے محمد پڑھ حضرت نے نے فرمایا کیا پڑھوں۔ جبرائیلؑ نے کہا پڑھ بجز اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع میں ہیں۔

(۲) عن اسماء بنت عمیسؓ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم و هو یقول اللهم اسا لک بما سالک اخی موسی ان تشرح لی صدری و ان تیسرلی امری و ان تحل عقدة من لسانی یفقهو قولی و اجعل لی وزیرا من اهلی علیا اخی اشدد به ازری و اشرکه فی امری کی نسبحک کثیرا و نذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیر (اخرجه الخطیب و ابن عساکر فی تاریخیهما و ابن مردویة فی المناقب و محمد صدر عالم فی المعارج العلی) اسماء بن عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے پروردگار میں اس دعا کے

ساتھ کہ جس کے ساتھ تجھے میرے بھائی موسی نے پکارا تھا پکارتا ہوں کہ تو میرے سینہ کو فراخ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول تا کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ساتھ میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا تا کہ ہم تیری تسبیح اور تیرا ذکر کثرت سے کریں اور تو ہمیں دیکھتا ہے۔

(۳) عن موسی الجهنی قال دخلت علی فاطمة بنت علی فقال رفیقی ابو مهدی کم لک فقالت ست و ثمانون سنة قال ما سمعت من ابیک شیئا قالت حدثنی اسماء بن عمیس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی (اخرجه الامام احمد بن حنبل فی المناقب و النسائی فی الخصائص و الخطیب فی تاریخه) موسی الجہنی ناقل ہیں کہ میں فاطمہ بنت علی کی خدمت میں گیا میرا رفیق ابو مہدی ان سے عرض کرنے لگا آپ کا سنہ وصال کیا ہے۔ وہ فرمانے لگیں ستاسی برس کا ہے۔ وہ کہنے لگا آپ نے اپنے والد ماجد سے کوئی بات سنی ہے۔ فرمانے لگیں مجھ سے اسماء بنت عمیس روایت کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسی سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(۴) عن اسماء بنت عمیس قالت هبط جبرائیلؑ علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرء ک السلام و یقول لک علی منک بمنزلة هارون من موسی (اخرجه الامام علی بن موسی الرضا فی مسنده اهل البیت) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ و السلام نے نازل ہو کر فرمایا کہ یا محمد آپ کا پروردگار آپ پر سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے۔

(و) موقع تفاخر عقیل و جعفر و جناب علی رضی اللہ عنہم

عن عقیل بن ابی طالبؓ قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عقیل و الله

انی لا حبک لخصلتین لقرابتک و لحبه ابا طالب ایاک و اما انت یا جعفر فان خلقک یشبه خلقی و اما انت یا علی فانت منی بمنزلة هارون من موسی غیر انه لا نبی بعدی (اخرجه ابن عساکر فی تاریخه و ابوبکر محمد بن الطبری فی جزء من حدیثه و ابراهیم بن عبدالله الوصابی فی الا کتفا فی فضائل الاربعة الخلفاء) عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے عقیل میں دو باتوں کی وجہ سے تجھ سے محبت رکھتا ہوں ایک تو تیری قرابت کے سبب سے جو میرے ساتھ ہے دوسرے ابوطالب کی محبت کے باعث سے جو خاص تیرے ساتھ ہے اور اے جعفر تیرا خلق میرے خلق کے مشابہ ہے اور اے علی پس تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بجز اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(ر) بمواجہ حضرت ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب خلوا عن ذکر علی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلث خصال لان تکون واحدة منهن احب الی مما طلعت عطیه الشمس کنت انا و ابوبکر و ابو عبیدة ابن الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و النبی صلی اللہ علیہ وسلم متکی علی علی حتی ضرب بیدہ علی منکبیه ثم قال انت یا علی اول المومنین ایمانا و اولهم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلة هارون من موسی و کذب علی من زعم انه یحبنی و یبغضک (اخرجه الحسن بن بدر فیمار واه الخلفاء و الحاکم فی الکنی و الشیرازی فی الالقاب و ابن النجار و المتقی فی کنز العمال) و ابن السمان و الموافقة و محب الطبری فی الریاض النضره فی فضائل العشره) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ کہنے لگے علی کے ذکر سے باز رہو۔ میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں ایسی تین

باتیں ہیں کہ اگر ان میں ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب ان چیزوں سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے میں اس کو بہتر سمجھتا۔ میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور حضرت جناب امیر کے سینہ کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا کہ اے علی تو سب مومنوں سے ایمان لانے میں پہلا ہے اور سب مسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم ہے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اس نے مجھ پر جھوٹ پر بولا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور درآنحالیکہ تجھ سے بغض رکھتا ہے۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى (اخرجه الخطيب و المتقى فى كنز العمال) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

(ح) جناب ام المومنین ام سلمہ کے گھر کا موقع

عن ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لام سلمة يا ام سلمة هذا على بن ابى طالب لحمه لحمى و دمه دمى و هو منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى (اخرجه الحافظ العقيلى و الديلمى فى فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین ام سلمہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے ام سلمہ یہ علی بن ابی طالب ہے۔ اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(ط) انس رضی اللہ عنہ کے مواجہہ کا موقع

عن انس بن مالک قال بینما انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلى الله

علیه وسلم الان یدخل سید المرسلین و امیر المومنین و خیر الوصیین و اولی الناس بالنبیین اذ طلع علی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الی قال فجلس بین یدے رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح العرق من جبهة و وجهه و یمسح به وجه علی و یمسح العرق من وجه علی و یمسح به وجهه فقال له علی یا رسول الله انزل فی شئی قال اما ترضی ان تکون من بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی انت اخی و وزیری و خیر من اخلفت بعدی تقضی و تنجز موعدی و تبین لهم ما اختلفوا فیه من بعدی و تعلمهم من تاویل القران ما لم یعلموا و تجاهد علی التاویل کما جاهد تهم علی التنزیل (اخرجه ابوبکر بن مردویة فی المناقب) انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ ابھی اس وقت سید المسلمین اور امیر المومنین اور خیر الوصیین اور نبیوں کے پاس سب لوگوں کا بہتر داخل ہوگا ناگاہ علی تشریف لائے حضرت نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت اپنی پیشانی اور چہرہ اقدس کا عرق لے کر ان کے منہ کو اور ان کی پیشانی اور منہ کا عرق لے کر اپنے چہرہ کو ملنے لگے جناب علی نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرت نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے تو میرا بھائی اور وزیر ہے اور جن لوگوں کو میں اپنے پیچھے چھوڑ جانے والا ہوں ان سب سے بہتر ہے تو میرے قرض کو ادا کرے گا۔ اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ اور میرے بعد جس میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائے گا تو ان کو بیان کرے گا۔ اور قرآن کے معنی جو ان کو نہیں معلوم ہیں تو ان کو سمجھائے گا اور قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا جس طرح سے کہ میں قرآن کی تنزیل پر لڑا ہوں۔

(ی) مدینہ کی کھجوروں کا پکارنا

عن جابر بن عبدالله قال سمعت عليا يقول لجماعة من الصحابة اتدرون لم سمی الصيحانی صيحانيا قلنا اللهم لا قال خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم نمشی فی طرقات المدينة اذ مرر نا بنخل من نخلها فصاحت نخلة باخرى هذا النبی المصطفى و هذا علی المرتضى ثم جزنا فصاحت ثانية بثالثة هذا موسی و اخوه هارون ثم جزنا فصاحت رابعة بخا مسها هذا نوح و هذا ابراهيم ثم جزنا ها فصاحت سادسه بسابعه هذا محمد سيد النبين و هذا علی سيد الوصيين فتبسم النبی صلى الله عليه وسلم ثم قال انما سمی نخل المدينة صيحانيا لا نه صاح بفضلی و فضلک (اخرجه الخوارزمی فی المناقب و السيد المهودی فی خلاصة الوفا باخبار دار المصطفى و محمد ابن يوسف الكنجی الشافعی) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صحابہ سے کہہ رہے تھے کیا تم کو معلوم ہے کہ صیحانی کھجوروں کا نام کیوں صیحانی رکھا گیا ہے۔ وہ عرض کرنے لگے بخدا ہمیں نہیں معلوم ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کے باہر کے راستوں پر جا رہا تھا کہ ہم ایک کھجوروں کے جھنڈ کے پاس سے ہو کر گزرے۔ ایک کھجور کے درخت نے دوسرے سے کہا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضی علیہ السلام ہیں پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے ایک دوسری کھجور کے درخت نے تیسرے سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور یہ ان کے بھائی ہارون ہیں۔ پھر ہم وہاں سے بھی آگے بڑھے چوتھی نے پانچویں سے کہا یہ نوح ہیں اور یہ ابراہیم ہے۔ پھر ہم وہاں سے بھی آگے بڑھے۔ چھٹی نے ساتویں سے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار ہیں اور یہ علی علیہ السلام وصیوں کے سردار ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے پھر حضرت نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ان کھجوروں کو صیحانی یعنی پکارنے والی کھجوریں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ میری اور تیری فضیلت پر پکارتی ہیں۔

تنبیہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب دیار المحبوب میں لکھتے ہیں۔ ویکے از انواع تمر صیحانی ست کہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ بثبوب رسیدہ کہ روزی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم دست در دست علی مرتضی سلام اللہ علیہا از بعضے از بستان مدینہ میگذشت ناگاہ از میان نخلہ آواز برآمد کہ ہذا محمد سید الانبیاء وھذا علی سید الاولیاء۔

(۱) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعد و لو كان لكنت (الطبقات الكبرى) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسی سے ہو مگر یہ کہ نبی میرے بعد نہیں اور اگر ہوتا تو البتہ تو ہی ہوتا۔

(۲) عن سعيد بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى انت بمنزلة هارون من موسى (اخرجه احمد) سعید بن زید سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے۔

(۳) عن مالك بن الحويرث قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى (اخرجه عبدالله بن احمد فى المسند و الطبرانى فى الكبير) مالک ابن الحویرث سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسی سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(۴) عن حبشى حن جنادة السلولى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى (اخرجه الطبرانى) حبشی بن جنادۃ السلولی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسی سے۔

(۵) عن ابی سریحة و زید بن ارقم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه نبی بعدی (اخرجه رزین بن معاویة البدری فی جمع بین الصحاح الستة فی الجزء الثالث فی ثلثة الا جزاء فی باب مناقب علی)

ابوسریحہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(۶) عن بکر بن احمد القصری حدثنا فاطمة بنت علی بن موسی الرضا حدثتنی فاطمة و زینب و ام کلثوم بنات موسی بن جعفر قلن حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق حدثتنی فاطمة بنت علی بن الحسین حدثتنی فاطمة و سکینة ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمة بنت النبی صلی الله علیه وسلم عن فاطمة بنت النبی صلی الله علیه وسلم و رضی عنها قالت انسیتم قول رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه و قوله صلی الله علیه وسلم انت منی بمنزلة هارون من موسی اهکذا (اخرجه الحافظ الکبیر ابو موسی الملینی فی کتابه المسلسل بالا سماء فهو روایة خمس بنات اخ کل واحدة منهن عن عمتها (اخرجه شمس الدین بن محمد الجزری فی اسنی المطالب) بکر بن محمد احمد القصری سے روایت ہے کہ ہم سے جناب فاطمہ بنت علی بن موسیٰ الرضا بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب فاطمہ بنت جعفر کی بیٹیاں ذکر کرتی تھیں کہ ان سے فاطمہ بنت جعفر الصادق نے ذکر کیا ہے اور ان سے فاطمہ اور سکینہ جناب حسین علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے روایت کیا ہے اور ان سے جناب کلثوم بنت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا تمہیں غدیر خم کے روز جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ نیز حضرت کا ارشاد کہ علی کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

اس حدیث کا حافظ ابوموسیٰ المدینی نے کتاب مسلسل بالاسماء میں روایت کیا ہے اور کہتا ہے کہ ایک وجہ سے یہ حدیث مسلسل ہے۔ کیونکہ اس حدیث کو ہر ایک فاطمہ نام معصومہ نے اپنی پھوپھی صاحبہ سے روایت کیا ہے یہ روایت پانچ بھانجیوں کی ہے اپنی پھوپھیوں سے۔

(۷) عن عامر بن واثلة سمعت عليا يوم الشورى يقول نشد تكم بالله هل فيكم احد وحد الله قبلي قالوا اللهم لا. قال تشدنكم بالله هل فيكم احد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى غيرى قالو اللهم لا (اخرجه الخوارزمى فى المناقب) ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شوریٰ کے روز جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے میں تم کو قسم دیتا ہوں آیا تم لوگوں میں میرے سوا کوئی ہے کہ جس نے خدا کی توحید کا مجھ سے پہلے اقرار کیا ہو۔ سب نے کہا بخدا کوئی نہیں۔ جناب امیر نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی ایسا تم میں ہے جس کو حضرت نے کہا ہو کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے سب نے کہ بخدا کوئی نہیں۔

(۸) عن قيس بن حازم قال جاء رجل الى معاوية ساله عن مسئالة فقال سل عنها على بن ابى طالب و هو اعلم فقال اريد جوابک و قال و يحک لقد كرهت رجلا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بغرزه بالعلم غرزا و لقد قال له رسول الله صلى الله على وسلم انت منى بمنزلة هارون من موسى و لقد كان عمر بن الخطاب اذا اشكل عليه شئى اخذ منه (اخرجه احمد فى المناقب و ابن المغازلى فى المناقب و فقيه ابو الليث نصر بن محمد السمر قندى فى كتاب المجالس و محب الطبرى فى الرياض النضره فى فضائل العشره و السيده السمهودى فى جواهر العقدين و ابن حجر المكى فى الصواعق المحرقه) قیس بن حازم ناقل ہے کہ ایک آدمی نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا معاویہ کہنے لگا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے پوچھنا سائل کہنے لگا میں تجھ

سے ہی جواب چاہتا ہوں معاویہ نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے ایسے آدمی کو حقیر سمجھا کہ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ علم کے ساتھ بھرا ہے پورا بھرنا اور ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور جب کبھی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے۔

(۹) عن ابن الجبیر قال قلت لعلی بن الحسین علیه السلام یا سیدی ان ابی حدث عن ابی حجیفة و هب بن الخیران اباک صعد المنبر و قال خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر و عمر رضی الله عنهما فقال این نذهب بک یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب النبی صلی الله علیه وسلم قال انت بمنزلة هارون من موسی ان المومن یهضم نفسه (اخرجه الخطیب فی تاریخ بغداد فی ترجمه طریف بن عبدالله الموصلی) ابن جبیر ناقل ہے کہ میں نے جناب علی ابن الحسین یعنی سجاد علیہ اسلام سے عرض کیا یا سیدی مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا ہے کہ ابی حجیفہ وہب بن الخیر روایت کرتے تھے کہ آپ کے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں جناب سجاد علیہ السلام نے ارشاد کیا اے عقل والے ہم تجھے کہاں لے جائیں ہم سے سعید بن المسیب نے روایت کیا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ بے شک مومن کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

(۱۰) عن المخدوج بن یزید الهذلی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اخی بین المسلمین ثم قال یا علی انت اخی بمنزلة هارون من موسی غیر انه لا نبی بعدی (اخرجه عبدالله بن محمد فی زوائد المناقب) مخدوج ابن یزید الہذلی سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا باہم رشتہ اخوت ملایا اور جناب علیؑ سے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی ہے اور مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔

حدیث یا علی انت منی و انا منک

(۱) عن ابی رافع قال لما قصد صاحب لواء المشرکین یوم احد رسول الله صلی الله علیه وسلم فداه علی بنفسه و حمل علی صاحب الواء فقتله فنزل جبرائیلؑ فقال یا محمد ان هذه لهی المواساة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی منی و انا منه فقال جبرائیل انا منکما (اخرجه احمد و الطبرانی فی الکبیر) ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کے روز مشرکوں کے علمدار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جناب امیرؑ نے حضرت پر اپنی جان فدا کر کے اس علمدار پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا یارسول اللہ اس کے لیے صلہ ہونا چاہیے آپ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں۔

تنبیہ: قال الزهری رحمة الله علیه قال جبریل ان هذا لهی المواساة لان الناس فروا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم احد (تذکره خواص الامة) یعنی زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اس کے لیے صلہ چاہیے یہ اس لیے تھا کہ احد کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تھے۔

(۲) عن حبشی بن جنادة کان شهد حجة الوداع قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ذلک الیوم علی منی و انا منه و لا یقضی دینی سواه (اخرجه النسائی و الترمذی و ابن ماجة و البغوی و ابن عاصم و ابن قتیبة و الضیاء و ردی و الطبرانی) حبشی بن جنادہ سے کہ وہ حجۃ الوداع میں بھی حاضر تھے روایت ہے کہ میں نے اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور سوا اس کے کوئی میرے قرض کو ادا نہیں کرے گا۔

تنبیہ: اس حدیث کے شان ورود کی نسبت علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے

ہیں و قیل انما قاله یوم نزل علیه و انذر عشیرتک الا قربین یعنی علی منی و انا منه کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز ارشاد فرمایا تھا جس روز کہ آیت کریمہ و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تھی۔

لیکن کتب حدیث کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اکثر مواقع میں اس حدیث کو جناب امیر کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ کبھی علی منی سے اور کبھی انت منی کے الفاظ سے۔

(۳) **عن انس بن مالک قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم براة مع ابی بکر رضی الله عنه ثم دعاه فقال لا ینبغی لا حد ان یبلغ عنی الا رجل هو منی و انا منه فدعا علیا فا عطاه ایاها (اخرجه الترمذی)** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برات دے کر مکہ والوں کی طرف ارسال کیا پھر آپ نے بلا لیا اور فرمایا مجھ سے وہ اس سورت کو لے جا سکتا ہے جو میرا ہو پھر جناب علی کو سورہ برات دے کر روانہ کیا۔

(۴) **عن عبد خیر عن علی قال اهدی النبی صلی الله علیه وسلم قنو موز فجعل یقشر الموزة و یجعلها فی فمی و قال له قائل یا رسول الله انک تحب علیا فقال او ما علمت ان علیا منی و انا منه (اخرجه الخوارزمی فی المناقب)** عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کیلے کا خوشہ تحفہ میں آیا۔ حضرت کیلے چھیل کر میرے منہ میں ڈالنے لگے ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ آپ علی کو دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا شاید تو نہیں جانتا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں۔

(۵) **عن علی قال صرنا من مکة اذا بنت حمزة تنادی یاعم یاعم فتنا و لها علی فقال لفاطمة دونک ابنة عمک فحملتها فاختصم فیها علی و جعفر و زید فقال علی انا اخذ ها و هی ابنة عمی قال جعفر ابنة عمی و خالتها تحتی و قال زید ابنة اخی فقضی بها رسول الله صلی الله علیه وسلم لخالتها و قال الخالة بمنزلة الام و قال**

لعلی انت منی و انا منک و قال لجعفر اشبھت خلقي و خلقک و قال لزید انت مولانا (اخرجه النسائی فی الخصائص) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے چلے ناگاہ جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اے چچا اے چچا پکارنے لگیں علیؑ نے ان کو لے کر جناب فاطمہ کے حوالے کیا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس بٹھاؤ۔ حضرت سیدہ نے اسے اپنے پاس اونٹ پر بٹھا لیا۔ جناب علی اور جعفر اور زید رضی اللہ عنہم میں جھگڑا ہونے لگا جناب علی کہنے لگے میں نے اس کو پکڑا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ زید کہنے لگے میرے بھائی کی بیٹی ہے حضرت نے اس کا فیصلہ کیا اور اس کو اس کی خالہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اور جناب علی سے فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا تیری خلقت اور تیرا خلق میری مانند ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو ہمارا دوست ہے۔

(۶) عن محمد بن اسامة بن زید عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی انت منی و انا منک (اخرجه البغوی و احمد و الطبرانی و الحاکم) محمد بن اسامہ بن زید اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن یا علی تو پس میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۷) عن بریدة الا سلمی قال بعثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الیمن مع خالد بن الولید و بعث علیا علی جیش اخر و قال ان لقیتما فعلی و ان افترقتما فکل واحد منکما علیحده فلقینا بنی زبید من اهل الیمن و ظهر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتله و سبینا الذریة فاصطفی علی جاریة لنفسه منهن فکتب بذلک خالد بن الولید الی النبی صلی الله علیه وسلم و امرنی ان انال منه فدفعت الکتاب ولیه و نلت من علی فتغیر وجه النبی صلی اله علیه وسلم فقلت هذا مکان

العائد بعثنی مع رجل و الزمنی بطاعة فبلغت ما ارسلت به فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفعلن یا بریدہ فی علی فان علیا منی و انا منه و هو ولیکم بعدی (اخرجه احمد و النسائی) بریدہ اسلمی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن ولید کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا اور ایک دوسرے لشکر پر جناب امیر علیہ السلام کو امیر بنا کر ارسال کیا۔ اور فرمایا کہ اگر دونوں لشکر باہم مل جائیں تو علی امیر سمجھے جاویں اور اگر جدا جدا رہیں تو دونوں میں سے ہر ایک جدا جدا امیر ہوگا۔ پس ہمارے دونوں لشکر یمن کے قبیلہ بنی زبید کے قریب جا ملے اور مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کے ساتھ لڑائی میں فتح حاصل کی ہم نے ان کے بال بچوں کو اسیر کر لیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لیے ان میں سے ایک لونڈی کو منتخب کیا خالد بن ولید نے اس حقیقت کو حضرت کی طرف لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس خط کے ساتھ حضور کی خدمت میں پہنچ کر زبانی بھی اس بات کو عرض کروں میں نے وہ خط حضرت کو دیا اور زبانی کہہ سنایا۔ حضرت کا چہرہ غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ساتھ روانہ فرمایا تھا اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم کیا تھا۔ جو کچھ کہ اس نے کہا میں نے اس کو پہنچا دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریدہ تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

(۸) عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا و استعمل علی بن ابی طالبؑ فمضی فی السریة فاصاب جاریة فانکروا علیه و تعاقد اربعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنشکوا الیه اخبرنا ما صنع و کان المسلمون اذا رجعو من اسفر بدئوا و ابرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام احد الا ربعة فقال یا رسول اللہ الم تر ان علیا صنع کذا و کذا عرض عنه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل ذلک ثم قال الثالث فقال مثل مقالة ثم قال الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل

علیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم الغضب یعرف فی وجهه فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی و انا منه و هو ولی کل مومن من بعدی (اخرجه احمد و النسائی و الحاکم) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر پر جناب علیؑ کو امیر بنا کر روانہ کیا جب جناب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے ایک کنیز غنیمت میں ان کے ہاتھ لگی حضرت امیر نے اس میں اپنا تصرف کر لیا لوگوں کو یہ بات ناگوار ہوئی ان میں حضرت کے چار صحابیوں نے باہم عہد کیا کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے تو حضرت سے اس بات کی شکایت کریں گے۔ صحابہ کا طریق یہ تھا کہ جب سفر سے آتے تو حضرت کے سلام کے لئے پہلے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتے پھر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف رجوع کرتے حسب دستور وہ فوج کا دستہ بھی سلام کے لیے حاضر خدمت ہوا ان چاروں میں سے ایک نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ جناب علی نے ایسا ویسا کیا ہے۔ حضرت نے ان سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے اٹھ کر بھی یہی بیان کیا آپ نے اس سے بھی اعراض فرمایا پھر تیسرے نے بھی یہی بیان کیا چوتھے نے بھی ان تینوں کی سی کہی حضرت ان کی طرف لوٹ بیٹھے اور غضب کے آثار چہرہ اقدس سے نمایاں ہو رہے تھے۔ فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو بہ تحقیق علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے۔

(۹) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوۃ ذات السلاسل و کنت اظن الیس احد احب وجب ان یکون افضل الخلق یعنی اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیت مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ نفس جناب علی نہیں ہوسکتا۔ پس بالضرور یہاں مساواۃ سے مراد ہے۔ اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے۔ جبکہ ان صفات میں جناب علی کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی

پڑے گی کہ جناب علیؑ بعد رسول اللہ بھی افضل البشر ہیں۔

جناب امیرؑ کا نظیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ ہونا

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا و له نظیر فی امة فعلی نظیری (اخرجه الخلعی و الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی ایک نظیر اس کی امت میں ہوتی رہی ہے پس علی میری نظیر ہے۔

جناب امیرؑ کا نظیر جناب مسیح ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الذی نفسی بیده لو لا ان تقول فیک طوائف من امتی ما قالت النصاری فی عیسی بن مریم لقلت فیک الیوم مقالا لا غر باحد من المسلمین الا اخذ التراب من اثر قدمیک یطلبون فیه البرکة (اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ تیرے حق میں ایسی بات نہ کہہ گذریں کہ جو نصاری حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کہہ رہے ہیں تو البتہ آج میں تیرے حق میں ایک بات کہتا ہے۔ کہ تو کسی مسلمان کے پاس سے ہو کر نہ گذرتا کہ وہ تیرے پاؤں کی مٹی لے کر اس میں اپنے لیے برکت طلب نہ کرتا۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل عیسی ابغضة الیهود حتی بهتوا امه و احبه النصاری حتی انزلوه بالمنزلة التی لیس له (اخرجه احمد و النسائی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم عیسیٰ کی مثل ہو کہ یہودیوں نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان دھر دیا۔ اور نصاری نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ ان کا رتبہ ایسا بڑھایا جو ان کے لیے نہیں تھا۔

جناب امیر کا فضائل میں انبیاء علیہم السلام کی مانند ہونا

(۱) عن ابی الحمراء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اراد ان ینظر الی ادم فی علمه و الی نوح فی فهمه و الی ابراهیم فی حلمه و الی یحیی بن زکریا فی زهده و الی موسی ابن عمران فی بطشه فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجه احمد و ابو الخیر القزوینی و البیهقی فی فضائل الصحابة) ابن حمراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم اور فہم میں حضرت نوح کو اور حلم میں جناب ابراہیم کو اور زہد میں حضرت یحیی بن زکریا اور حملہ میں حضرت موسی بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من اراد ان ینظر الی ادم فی علمه و الی ابراهیم فی خلمه و الی نوح فی حکمه و الی یوسف فی جماله فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجه الملافی سیرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم اور حلم میں حضرت ابراہیم کو اور حکم میں حضرت نوح کو اور جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہے وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۳) عن الحارث الاعور صاحب رایة علی قال بلغنا ان النبی صلی الله علیه وسلم کان فی جمع من اصحابه فقال اریکم ادم فی علمه و نوحا فی فهمه و ابراهیم فی حکمة فلم یکن ما سرع من ان طلع علی فقال ابوبکر رضی الله عنه یا رسول الله اقست رجلا بثلثة من الرجل بخ بخ لهذا الرجل من هو یا رسول الله قال النبی صلی الله علیه وسلم الا تعرفه یا ابابکر قال الله و رسوله اعلم قال ابو الحسن علی بن ابی طالب قال ابوبکر بخ بخ لک یا اباالحسن (اخرجه ابوبکر بن مردویة) حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علم دار ناقل ہیں کہ ہم کو خبر لگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ اپنے علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیم ہے۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ فضائل میں تینوں نبیوں کے مساوی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ وہ کون ہے۔ حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاباش اے ابوالحسن تیرا مثل کہاں ہے۔

تنبیہہ: اس حدیث کی ذیل میں فخر الاسلام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں **هذا الحديث يدل على ان عليا كان مساويا لهو لاء الانبياء في هذا الصفات و لا شك ان هئو لاء الانبياء كانوا افضل من سائر الصحابة و المساوى للافضل افضل فوجب ان يكون على افضل منهم (اربعين فى اصول الدين)** یعنی یہ حدیث دال ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ کرام اور مساوی للافضل افضل ہوا کرتا ہے اس لیے جناب بھی ان سے افضل ٹھہرے۔

جناب امیر کا غنیمت میں مثل حضرت کے حصہ پانا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى يوم غزوة تبوک اما ترضى ان يكون لک من الاجر مثل ما لى ولک من المغنم مثل مالى (اخرجه الخلعى نقلت من رياض النضره) روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ غزوہ تبوک کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تمہیں ویسا ہی اجر ملے جو مجھے ملا ہے اور غنیمت میں بھی تمہارا حصہ مثل میرے حصہ کے ہو۔

روى الزمخشرى فى فضائل العشر انه صلى الله عليه وسلم جلس فى المسجد يقسم غنائم تبوک فدفع لكل واحد سهما و دفع لعلى سهمين فقام زائدة بن الا

کوع و قال یا رسول الله اوحی نزل من السماء ام من نفسک فقال صلی الله علیه وسلم انشدکم الله هل رایتم فی رائس میمنتکم صاحب الفرس الاغر المحجل و العمامه الخضراء لها ذوایتان مرخاتان علی کتفیه بیده حربة قد حمل بها علی المیمنة فازا لها و حمل بها علی المیسرة فازالها و حمل علی القلب فازاله قالوا انعم قد رایتا ذلک قال هو جبرائیل قال لی ان ادفع سهمه لعلی قال زائدة جذا سهم مسهم (لسیرة الحلبیه فی ترجمه غزوه تبوک) علامہ زمخشری فضائل عشرہ مبشرہ میں لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی غنیمت کو تقسیم فرمانے لگے تو ہر ایک شخص کو آپ نے ایک حصہ دیا اور علی کو دو حصے دیے۔ زائدہ بن الاکوع نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آیا آپ وحی کے حکم سے دے رہے ہیں یا اپنی طرف سے عطا فرما رہے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنی فوج میمنہ کے سر پر ایک سبز عمامہ باندھے سوار کو دیکھا تھا جس کے دوش پر سے گندھے ہوئے گیسو لٹک رہے تھے اور ہاتھ میں ایک حربہ لیے ہوئے تھا اور کفار کے میمنہ اور میسرہ کی فوج کو اپنے حملوں سے پراگندہ کر رہا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا بے شک ہم نے دیکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میرا حصہ بھی علی علیہ السلام کو دے دینا زائدہ کہنے لگا مبارک ہو ایسے حصہ پانے والے کو۔

جناب امیر کا ہاتھ عدد میں حضرت کے ہاتھ کی مثل ہونا

عن حبشی بن جنادةؓ قال کنت جالسا عند ابی بکر فقال من کانت له عدة عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فلیقوم فقام رجل فقال یا خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم و عدنی بثلاث حثیات من ثمرة قال فقال ارسلوه الی علی فقال یا ابا الحسن ان هذا یزعم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم وعده بثلاث حثیات من تمر فاحثها له قال فحثها له قال ابوبکر عدوها فوجدوا فی کل حثیة ستین تمرة لا نزید واحدة علی الاخر فقال ابوبکر صدق رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لی

اسے چھوڑ دیا وہ سرنگوں گر پڑا اور اگر کوئی بندہ ہزار برس صفا و مروہ کے درمیان خدا کی عبادت کرے اور پھر ہماری محبت کو حاصل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے بل آگ میں گرائے گا۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا کہہ دے یا محمد نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر قرابتیوں کی دوستی۔

(۶) عن ابی الزبیر المکی قال سمعت جابر بن عبداللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات و علی تجاھہ فاومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی و قال ادن منی فدنا علی منہ فقال خمسک فی خمسی یعنی کفک فی کفی یا علی خلقتک انا و انت من شجرۃ انا اصلھا و انت فرعھا و الحسن و الحسین اغصانھا فمن تعلق بغصن منھا ادخلہ اللہ الجنۃ یا علی لو ان امتی صاموا حتی یکونو اکانوا کالحنایا و صلوا حتی یکونوا کالا وثار ثم ابغضوک لا کبھم اللہ تبارک و تعالی علی وجوھھم فی النار (اخرجہ عبداللہ ابن احمد بن حنبل و ابو نعیم و ابن المغازلی فی المناقب و الطبرانی و ابن عساکر) ابوالزبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوہ عرفات پر رونق افروز تھے جناب امیر حضرت کے سامنے آ رہے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ حضور میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد کیا اپنا پنجہ میرے پنجہ میں ڈال یا علی میں اور تو ایک شجرہ سے پیدا ہوئے ہی۔ میں اصل ہوں اور تو اس کی فرع ہے۔ حسن و حسین اس کے شاخیں ہیں جس کسی نے اس کی شاخ کو پکڑا خدا نے اسے جنت میں داخل کیا یا علی اگر میری امت کے لوگ اس قدر روزے رکھیں کہ مثل کمان کھڑے کے کھڑے ہو جائیں اور یہاں تک نمازیں پڑھیں کہ مثل تار کے باریک ہو جائیں پھر اگر تجھ سے بغض رکھیں تو خدا تعالیٰ ان کو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں گرائے گا۔

(۷) عن عاصم بن حمزۃ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلقنی و علیا من شجرۃ انا اصلھا و علی فرعھا و الحسن و الحسین ثمرھا و

الشیعة و رقها فهل یخرج من الطیب الا الطیب انا مدینة العلم و علی بابها من اراد العلم فلیات الباب (اخرجه الخطیب فی تاریخه و محمد یوسف الکنجی الشافعی فی کفایة الطالب) عاصم بن حمزہ جناب امیر علیہ اسلام سے ناقل ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تعالی نے مجھ کو اور علی کو ایک شجرہ سے پیدا کیا ہے میں اس کی اصل علی اس کی فرع ہے حسن وحسین اس کے ثمر ہیں ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں کیا پاک سے پاک کے سوا کچھ اور پیدا ہوسکتا ہے؟ میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔ جو شخص کہ علم کے شہر تک پہنچنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ دروازہ کے پاس آئے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا ایک نور سے ہونا

(۱) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خلقت انا و علی من نور واحد من قبل ان یخلق ابونا ادم بالفی عام فلما خلق ادم صرنا فی صلبه ثم نقلنا من کرام الا صلاب الی مطهرات الا رحام حتی صرنا فی صلب عبدالمطلب ثم انقسمنا نصفین فصرت فی صلب عبدالله و صار علی فی صلب ابی طالب و اختار نی بالنبوة و اختار علیا بالشجاعة و العلم و الفصاحة و انشق لنا اسمین من اسمائه و الله محمود و انا محمد و الله الا علی و هذا علی (اخرجه ابن السبوع الاندلسی فی کتابه الشفا و الصالحانی و الکلاعی و سیدمحمد جعفر مکی و ابراهیم و صابی)
جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں اور علی حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں پہنچا پھر وہ نور دو ٹکڑے ہو گیا میرا نور عبداللہ کی صلب میں اور علی کا نور ابو طالب کی صلب میں چلا گیا۔ پس خدائے تعالی نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسماء مبارک میں سے ہمارے لیے دو نام مشتق کیے پس

اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

(۲) عن الحسین بن علی عن ابیه علیهما السلام قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کنت انا و علی نورا بین یدی الله تعالی من قبل ان یخلق ادم باربعة عشر الف عام فلما خلق الله تعالی ادم سلک ذلک النور فی صلبه فلم یزل الله تعالی ینقلبه من صلب الی صلب حتی اقره فی صلب عبدالمطلب قسمه نصفین قسما فی صلب عبدالله و قسما فی صلب ابی طالب فعلی منی و انا منه لحمه لحمی و دمه دمی فمن احبه فبحبی احبه فمن البغضه فببغضنی البغضه (اخرجه بن مردویة و الخوارزمی و شهاب الدین احمد و المطرزی و العاصمی) جناب امام حسین علیہ اسلام اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے جب خدائے تعالیٰ نے آدم کو خلق کیا تو وہ نور اس کی صلب اطہر میں چلا گیا پھر پروردگار عالم اس نور کو ہمیشہ ایک صلب سے دوسری صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں وہ نور جا گزیں ہوا پھر خدا نے اس کے دو حصے کر دیے ایک حصہ عبداللہ کی صلب کو اور ایک ابو طالب کی صلب کو تقسیم کیا۔ پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے جس نے اس سے محبت کی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے اس سے بغض رکھا۔

(۳) عن سلمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کنت انا و علی نورا بین یدی الله تعالی قبل ان یخلق ادم باربعة الاف عام فلما خلق ادم قسم ذلک النور جزئین فجزء انا و جزء علی (اخرجه احمد فی المناقب و عبدالله بن احمد بن حنبل و الخوارزمی و ابن عساکر و الحموینی ومحب الطبری و ابن المغازلی عنه و عن ابی ذر الغفاری رضی الله عنه) وفی روایت الدیلمی خلقت انا و علی من نور واحد

قبل ان یخلق ادم باربعة الف عام فلما خلق الله تعالی ادم رکب ذلک النور فی صلبه نزل فی شئی واحد حتی افترقنا فی صلب عبدالمطلب ففی النبوة و فی علی الخلافة و فی روایة ابن الفتح محمد ابن علی بن ابراهیم النظری فی خصائص العلویة عن سلمان قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول خلقت انا و علی من نور عن یمین العرش نسبح الله و نقد سه من قبل ان یخلق الله عزوجل ادم باربع عشرة الاف سنة فلما خلق الله ادم نقلنا الی اصلاب الرجال و ارحام النساء الطاهرات ثم نقلنا الی صلب عبدالمطلب و قسمنا بنصفین فجعل النصف فی صلب عدالله و جعل النصف فی صلب ابی طالب فخلقت من ذلک النصف و خلق علی من النصف الا خر و اشتق لنا من اسمائه اسماء و الله محمود و انا محمد و الله الا علی و اخی علی و الله فاطر و ابنتی فاطمة و الله محسن و ابنای الحسن و الحسین فکان اسمی فی الرسالة و کان اسمه فی الخلافة و الشجاعة فانا رسول الله و علی سیف الله حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے خدا نے آدم کو پیدا کر کے اس نور کو دو جزوں میں تقسیم کیا پس ایک جزو تو میں اور دوسرا جزو علی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ان کے فرزند ارجمند عبداللہ اور اخطب خوارزم اور ابن عساکر اور حموینی اور محبّ طبری نے سلمان سے اور فقیہ ابن المغازلی نے سلمان اور ابوذر غفاری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں حضرت سلمان سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں ملا دیا پس ہمیشہ ایک ہی چیز میں ہم باہم اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ ہم عبدالمطلب کی صلب میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت ہے اور ابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم النظری

خصائص العلویہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدم سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی عرش کے داہنے طرف ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں ہم خدا کی تسبیح اور تقدیس کیا کرتے تھے۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ہم کو مردوں کی پاک پشتوں سے عورتوں کے رحموں کی طرف منتقل فرمایا یہاں تک کہ ہم منتقل ہو کر عبدالمطلب کی صلب تک پہنچے پھر ہم کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ایک حصہ عبداللہ کی صلب میں اور ایک حصہ ابو طالب کی صلب میں تقسیم کر دیا مجھے ایک حصہ سے اور علی کو دوسرے حصہ سے بنایا اور ہمارے لیے اپنے اسماء حسنے میں سے نام مشتق کیے پس اللہ محمود اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالی اعلی ہے اور میرا بھائی علی ہے اور اللہ تعالی فاطر ہے اور میری بیٹی فاطمہ ہے اللہ محسن ہے اور میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین ہیں۔ پس میرا نام پیغمبری میں اور علی کا نام خلافت اور شجاعت میں درج کیا ہے۔ میں خدائے تعالی کا رسول ہوں اور علی علیہ السلام اللہ تعالی کی تلوار ہے۔

(۴) عن جابر بن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله عزوجل انزل قطعة من نور فاسکنها فی صلب ادم فساقها حتی قسمها جزئین جزئا فی صلب عبدالله و جزئا فی صلب ابی طالب فاخرجنی نبیا و اخرج علیا و صیا (اخرجه فقیه ابن المغازلی) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا تعالی نے نور کا ایک ٹکڑا نازل فرمایا اور اس کو جناب آدم کی صلب میں ٹھہرایا پھر اس کو آگے چلایا یہاں تک کہ اس کی دو جزئین بنائیں اور ایک جزو کو عبداللہ کی صلب میں اور ایک جزو کو ابو طالب کی صلب میں رکھ دیا پس مجھ کو نبی اور علی کو وصی بنا کر پیدا کیا۔

(۵) عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خلق الله تعالی قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا باربعین الف عام فجعله امام العرش حتی کان اول مبعثی فشق منه نصفا فخلق منه نبیکم فالنصف الا خر علی بن ابی طالب (اخرجه الخطیب البغدادی فی تاریخه و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی

کفایة الطالب و الزرندی و شهاب الدین احمد و الحموینی عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی خلقت انا و انت من نور الله تعالی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرورانبیاء علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار پہلے خدائے تعالیٰ نے ایک نور کی چھڑی پیدا کرکے عرش کے سامنے گاڑ دی یہاں تک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا۔ اس سے آدھی کو توڑ کر تمہارے نبی کو پیدا کیا اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابی طالب کو بنایا۔

حموینی ابن عباس سے ناقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور تو خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

(۴) عن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمة الله علیه مرفوعا عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لما خلق اله تعالی ابا البشر و نفخ فیه من روحه التفت ادم یمینة العرش فاذا نور خمسة اشباح سجدا ورکعا قال ادم یا رب هل خلقت احد امن طین قبلی قال لا یا ادم قال فمن هئو لاء الخمسة الذین ارا هم فی هیئتی و صورتی قال هئو لاء خمسة من ولدک و لا مما خلقتک هئو لاء خمسة شققت لهم خمسة اسماء من اسمائی لو لا هم ما خلقت الجنة و لا النار و لا العرش و لا الکرسی و لا السماء و لا الارض و لا ملائکة و لا الانس و لا الجن فانا المحمود و هذا محمد و انا الاعلی و هذا علی و انا الفاطر و هذه فاطمة و انا الاحسان و هذه الحسن و انا المحسن و هذا الحسین الیت بعزتی انه لا یاتینی بمثقال حبة من خردل من بغض احد هم لا د خلنه ناری و لا ابالی یا ادم هئو لاء صفوتی بهم انجیهم و بهم اهلکهم فاذا کان لک حاجة فبهو لاء توسل فقال النبی صلی الله علیه وسلم نحن سفینة النجاة من تعلق بها نجی و من اعرض عنها هلک فمن کان له الی الله حاجة فلیسال بنا اهل البیت اخرجه ابو القاسم عبدالکریم بن محمد بن

عبدالکریم الرافعی و ابراهیم بن الحموینی) شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے اسناد کو ابو ہریرہؓ تک پہنچاتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالی نے حضرت ابوالبشر علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے جسم میں اپنی روح کو پھونکا جناب آدم نے عرش کے داہنے بازو کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اس میں پانچ تن پاک کے جسموں کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے۔ آدم نے عرض کیا اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ رب العزت نے فرمایا نہیں۔ آدمؑ نے عرض کیا پس یہ کون اشخاص ہیں کہ جن کو میں اپنی ہیئت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ خدائے تعالی نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اس سے نہیں ہیں ان کے لیے میں نے اپنے ناموں سے پانچ مشتق کیے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ عرش کرسی آسمان زمین فرشتے انسان جن وغیرہ اشیاء کو پیدا نہ کرتا پس میں محمود ہوں اور یہ محمد ہے اور میں اعلی ہوں یہ علی ہے۔ میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے۔ میں احسان ہوں یہ حسن ہے میں محسن ہوں یہ حسین ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر بھی ان کا بغض لے کر میرے پاس آئے گا تو میں اسی شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلوں گا اور مجھے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو نجات بخشوں گا اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کروں گا۔ جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو ان کی ذات کے ساتھ میری جناب میں وسیلہ پکڑا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس نے اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ پس جس کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہیے کہ ہم اہل بیت کو درگاہ الہی میں وسیلہ لائے۔

(۷) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خلقت انا و علی من نور واحد نسبح الله عزوجل فی یمینة العرش قبل خلق الدنیا و لقد سکن ادم

الجنة و نحن في صلبه و لقد ركب نوح السفينة و نحن فی صلبه و لقد قذف ابراهیم فی النار و نحن فی صلبه فلم یزل یقبلنا الله عزوجل من اصلاب طاهرة حتی انهٰی بنا الی صلب عبدالمطلب فجعل ذلک النور بنصفین فجعلنی فی صلب عبدالله و جعل علیا فی صلب ابی طالب و جعل فی النبوة و الرسالة و جعل فی علی الفرد وسیه و الفصاحة و اشتق لنا اسمین من اسمائه فرب العرش محمود و انا محمد و هو الا علی و هذا علی (اخرجه ابو حاتم و ابو محمد احمد بن علی العاصی فی زین الفتی فی شرح سورہ هل اتی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم خلقت کی پیدائش سے پہلے عرش کے داہنے بازو کی طرف خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ جب خدائے تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں سکونت کرنے کا حکم دیا تو ہم ان کی صلب میں موجود تھے۔ پس حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو ہم اس وقت بھی ان کی پشت میں موجود تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو ہم ان کی پشت میں موجود تھے۔ اسی طرح سے ہم کو پروردگار ایک پشت سے دوسری پاک پشت کی طرف منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم کو عبدالمطلب کی صلب کی طرف منتقل کر کے اس نور کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ مجھے عبداللہ کی صلب میں اور علی کو ابو طالب کی صلب میں منتقل کر دیا۔ مجھ کو نبوت اور رسالت سے اور علی کو شہہ سواری اور فصاحت میں ممتاز فرمایا۔ اور ہمارے لیے اپنے اسماء حسنہ سے دو نام مشتق فرمائے پس عرش کا پروردگار محمود ہے اور میں محمد ہوں اور وہ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

جناب سرور کائنات اور جناب علیؓ کا جسم اطہر ایک خاک پاک سے بنا ہے

عن انس بن مالک رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم کل مولود

یولد فهو فی سدة من التربة التی خلق منها انا و علی ابن ابی طالب خلقنا من تربة واحدة (اخرجه العاصمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دنیا و دین علیہ الف الف التحیۃ والثناء فرماتے تھے کہ جولڑکا کہ تولد ہوتا ہے اس کی ناف میں خاص اس مٹی کا ایک حصہ ہوتا ہے جس سے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ لیکن میں اور علی ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

جناب امیرؑ کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا

عن عثمان ابن عفان قال قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه ان الله تعالی خلق ملائکة من نور وجه علی بن ابی طالب (اخرجه ابو المئوید موفق بن احمد بن ابی سعید اسحاق المعروف با خطب خوارزم فی المناقب) جناب عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی وتقدس نے اپنے فرشتوں کو علی بن ابی طالب کے منہ کے نور سے پیدا کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو قربانی میں شریک کرنا

قال ابن اسحاق فی سیرة حدثنی عبدالله بن نجیح ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان بعث علیا الی نجران فلقیه بمکة و قدا حرم فدخل علی فاطمة فوجد ها قدحلت و تهیات فقال مالک یا بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نحل بعمرة فحللنا قال ثم اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما فرغ من الخبر عن سفره قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم انطلق فطف بالبیت و حل کما حل اصحابک قال یا رسول الله انی قلت حین احرمت اللهم انی احل بما احل به نبیک و عبدک و رسولک قال فهل معک من هدی قال لا فشرکه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی هدیه و ثبت علی احرامه مع رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی فرغ من الحج و نحر رسول الله صلی الله

علیہ وسلم عنھما ابن اسحاق سیرت النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم جناب امیر کو نجران کی طرف بھیجا ہوا تھا جب وہ وہاں سے لوٹ کر آئے۔ تو احرام باندھے ہوئے مکہ میں حضرت سے ملاقات کی اور جناب سیدہ کو دیکھا کہ احرام سے نکلنے کی تیاری کر رہی ہیں جناب امیرؑ نے کہا اے رسول خدا کی بیٹی آپ نے کیوں احرام کھولا ہے۔ جناب سیدہ نے فرمایا کہ ہم کو حضرت نے عمرہ کے احرام کھولنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے ہم نے کھول دیا ہے۔ جناب امیرؑ حضرت کے پاس تشریف لے گئے جب سفر کے حالات حضرت سے عرض کر چکے تو حضرت نے فرمایا جاؤ طواف کر کے اپنے دوستوں کی طرح سے تم بھی احرام کھول دو جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے احرام کے وقت دعا کی تھی کہ اے پروردگار جس ذریعہ سے تیرا نبی اور تیرا بندہ اور تیرا رسول اپنا احرام کھولے گا میں بھی اسی ذریعہ سے اپنا احرام کھولوں گا۔ حضرت نے فرمایا کیا تیرے پاس قربانی کے لیے کوئی چیز ہے عرض کیا نہیں پس حضرت نے جناب امیر کو اپنی قربانی میں شریک بنایا اور جناب امیر بدستور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے رہے یہاں تک کہ حضرت نے حج سے فارغ ہو کر جناب امیر کی طرف سے بھی قربانی کی۔

(۱) عن جابر قال نحر رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاثا و ستین بدنة و اعطا علیا المنحر فحر ما غیر منها و اشرکه فی هدیة ثم امر من کل بدنة ببضعة فجعلت فی قدر فطبخت فاکلا من لحمها و شربا من مرقها (اخرجه المسلم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ السلام نے اپنے خاص دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ قربانی کیے ان کے علاوہ جس قدر کہ قربانی کے لیے اونٹ باقی رہ گئے ان کی قربانی کے لیے جناب امیر کو برچھا دیا اور ان کو قربانی میں شریک کیا پھر ایک اونٹ سے تھوڑے ٹکڑے کا حکم دیا۔ پس وہ ایک ہنڈیا میں پکوا کر دونوں صاحبوں نے کھایا اور اس کا شوربہ پیا۔

(۲) عن علی قال امرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اقوم علی بدنه و ان اصدق بلحمها و جلودها و ان لا اعطی الجزار منها شیئا فقال نحن نعطیه من عندنا

(اخرجه المسلم) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے اونٹ کی قربانی کے لیے حکم دیا اور فرمایا کہ اس کے تمام گوشت اور پوست خیرات کر دے اور قصاب کو اس میں سے کوئی بخشش نہ دی جائے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم قصاب کو اپنی طرف سے دیتے ہیں۔

جناب امیرؑ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنا

عن علی قال امرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اضحی عنه ابدا فکان یضحی عنه الی ان استشهد بکبشین املحین (اخرجه احمد و الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جناب امیر اپنی شہادت تک حضرت کی جانب سے دو چھیتے مینڈھے قربانی کیا کرتے تھے۔

تنبیہ: اس حدیث کے صحت میں محمد بن شہاب الزہری جنہوں نے سب سے اول بحکم عمرو بن عبدالعزیز حدیث کو مدون کیا ہے کہتے ہیں۔ **انما خص علیا بذلک دون اقاربه و اهله لقربه منه فکانه صلی الله علیه وسلم فعل بنفسه (تذکره خواص الامه لسبط بن الجوزی)** یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اقارب اور اہل کے سوا جناب امیر کو اس قربانی کے لیے بوجہ ان کی قرابت قریبہ کے مخصوص فرمایا ہے۔ گویا کہ جناب امیرؑ کا قربانی کرنا خود حضرت کا قربانی کرنا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا قبض روح انہیں کی مشیت پر موقوف ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اسری بی مررت بملک

جالس علی سریر من نورا حدی رجلیه فی المشرق و الاخری فی المغرب بین یدیه لوح ینظر فیه و الدنیا کلها بین عینیه و الخلق بین رکبتیه و یده تبلغ المشرق و المغرب فقلت یا جبریل من هذا قال هذا عزرائیل تقدم فسلم علیه فتقدمت و سلمت علیه فقال و علیک السلام یا احمد ما فعل ابن عمک فقلت اتعرف ابن عمی علی قال و کیف الا اعرفه و قد وکلنی الله بقبض ارواح الخلائق ماخلا روحک و روح بن عمک علی بن ابی طالب کما بمشیة (اخرجه الملا فی سیرة)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں ہم نے ایک فرشتہ نور کی کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کے آگے ایک لوح تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا۔ تمام دنیا اس کے سامنے اور خلائق اس کے زانوں میں تھی اس کا ہاتھ مشرق سے مغرب تک پہنچتا تھا۔ ہم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے۔ جواب دیا عزرائیل ہے۔ آپ بڑھ کر سلام کریں میں نے بڑھ کر سلام کیا اس نے جواب دے کر کہا یا محمد آپ کے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب کیا کر رہے ہیں ہم نے کہا کیا تم علی بن ابی طالب کو پہچانتے ہو۔ کہنے لگا میں کیوں نہیں پہچانتا خدا نے مجھے خلائق کے ارواح قبض کرنے پر موکل فرمایا ہے کہ بجز آپ کے اور ابن عم کے ارواح کے کیونکہ وہ آپ دونوں کے ارادوں پر موقوف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو اپنی ہر ایک دعا میں شریک کرنا

(۱) عن عبداللہ بن الحارث رضی الله عنه قال قلت لعلی بن ابی طالب اخبرنی بافضل منزلتک من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بینا انا نائم عنده و هو یصلی فلما فرغ من صلوة قال یا علی ما سالت الله عزوجل من الخیر الا سالت لک مثله و ما استعذت الله من الشر لا استعذت لک مثله (اخرجه المحاملی فی

اعـالیـہ) عبداللہ بن الحارث سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ آپ مجھے اپنی بہترین منزلت سے خبردار کریں جو آپ کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھی فرمایا میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا حضرت میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے مجھ سے فرمایا علی ہم نے کوئی ایسی نیکی خدا سے طلب نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے طلب نہ کی ہو اور کسی شر سے اپنے لیے خدا سے پناہ نہیں مانگی کہ ویسی ہی تیرے لیے نہ مانگی ہو۔

(۲) عن علی قال و جعت و جعا شدید فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقامنی فی مکانہ و قام یصلی و القی علی طرف ثوبہ ثم قال قم یا علی فقد برئت لا باس علیک و ما دعوت اللہ لنفسی شیئا الا دعوت لک بمثلہ و ما دعوت الا قد استجب الی الا انہ قیل لا نبی بعدک (اخرجہ النسائی فی الخصائص و ابن عاصم و ابن جریر و صححہ ابن شاھین فی السنہ) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے درد شدید لاحق ہوا۔ میں حضرت کے حضور میں گیا۔ مجھے حضرت بٹھا کر نماز کو کھڑے ہو گئے اور فارغ ہو کر اپنے کپڑے کا کونا مجھ پر جھاڑ دیا اور فرمایا علی اٹھ کھڑا ہے۔ بہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے اب تجھے کسی قسم کا خوف باقی نہیں ہے۔ میں نے اپنے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے نہ کی ہو اور میں نے کوئی دعا نہیں مانگی کہ وہ مقبول نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ بات کہی گئی کہ تیرے بعد نبی نہیں ہوگا۔

(۳) عن سلیمان بن عبداللہ بن الحارث عن جدہ عن علی قال مرضت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علی و انا مضطجع فاتکی الی جنبی فلما رانی قد ضعفت سجانی ثوبہ و قام الی المسجد یصلی فلما قضی صلوۃ جاء فرفع الثوب عنی و قال قم یا علی قد برات فقمت و قد برات کانما لم اشتک شیئا قبل ذلک فقال ما سالت ربی شیئا فی صلوتی الا اعطانی و ما سالت لنفسی شیئا الا قد

سالة لک (اخرجه النسائی فی الخصائص و ابو نعیم فی فضائل الصحابة) سلیمان بن عبداللہ ابن الحارث اپنے جدامجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں لیٹا ہوا تھا آپ میرے پہلو کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ جب آپ نے میری ناتوانی کو ملاحظہ فرمایا تو اپنا کپڑا مجھے اوڑھا دیا اور نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر پھر تشریف لائے اور مجھ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا علی اٹھ کھڑا ہو۔ بہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے۔ میں اٹھ کھڑا ہوا بے شک تندرست ہو گیا گویا کہ میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ میں نے اپنے خدا سے نماز میں کوئی چیز طلب نہیں کی کہ وہ مجھ کو نہ دی گئی ہو۔ اور میں نے اپنی ذات کے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے نہ کی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت جناب امیرؑ کے حال پر

عن ابراهیم بن عبیدة بن رفاعة بن رافع الانصاری عن ابیه عن جده قال اقبلنا من بدر ففقدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فنادت الرفقاء بعضها بعضنا افیکم رسول الله صلی الله علیه وسلم فوقفو حتیٰ جاء رسول الله صلی الله علیه وسلم و معه علی بن ابی طالب فقالوا یا رسول الله فقد ناک قال ان ابا حسن و جد مغصا فی بطنه فتخلفت علیه (اخرجه بن عبدالبر فی الاستیعاب) ابراہیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم بدر سے آئے تو ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے۔ رفیقان راہ ایک دوسرے کو پکار کر پوچھنے لگے کہ آیا تم لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت جناب علی کے ساتھ تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہم نے تلاش کیا تھا۔ فرمایا ابوالحسن کے پیٹ میں پیچش ہو رہی تھی ہم اس لیے ان کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔

رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ روز بعد حضرت کی قبر اطہر کی زیارت کے لیے تشریف لائے جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آپ آگے بڑھیں حضرت ابوبکر نے کہا میں ہرگز ایسے شخص پر تقدم نہیں کرسکتا جس کی شان میں میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ میری خدا سے۔

جناب امیرؑ کے سوا آنحضرت کے نام پر نام رکھنا اور اس کے ساتھ حضرت کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں

(۱) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یولد لک ابن قد نحلة اسمی و کنیتی (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ اسلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تیرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا جس کے لیے میرا نام اور میری کنیت جائز ہوگی۔

(۲) عن محمد بن الحنفیة عن ابیه علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ولد لک غلام فسمه باسمه و کنه بکنی و هولک رخصه دون غیرک (اخرجه الدیلمی فی المخلص) محمد بن حنفیہ اپنے والد ماجد جناب امیر سے ناقل ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تجھے لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پر نام رکھنا اور میری کنیت پر کنیت رکھنا اور لوگوں کے سوا اس کی تمہیں رخصت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کے منہ سے فال کا لینا

عن سمرة بن جندب رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعجبه الفال الحسن فسمع علیا یوما و هو یقول ما حضره فقال یا ابا الحسن لبیک قد

اخذنا قالا من فیک قال فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم الی خیبر فما سل سیف الا سیف علی (اخرجه محب الطبری فی ریاض النضره) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن کی فال بھلی معلوم ہوا کرتی تھی ایک دفعہ حضرت نے جناب امیر علیہ السلام سے سنا (وہ گھیر لیا) حضرت نے فرمایا ہاں ہم نے یا ابالحسن تیرے منہ سے فال لی ہے۔ سمرہ بن جندب کہتے ہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو تشریف لے گئے۔ وہاں جناب امیر ہی کی تلوار کے سوا کسی کی تلوار نہ چلی۔

جناب امیرؑ کے حزم کی وجہ سے حاطب بن ابی بلعۃ کا خط دستیاب ہونا

نقل الا مام ابو الحسن الواحدی فی کتابه المسمی با سباب النزول فی سبب نزول قوله تعالی یا یها الذین امنو لا تتخذ و عد وی و عدو کم اولیاء تلقون الیهم بالمود-ة قال لعمرو بن صیفی بن هشام بن عبد مناف قدمت من مکة الی المدینة و رسول الله صلی الله علیه وسلم یجهز لقصد فتح مکة فلما جاء ت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لها امسلمة جئت قالت لا قال فما جاء بک قالت انتم الا هل و العشیرة و قد احتجت حاجة شدیدة فقدمت علیکم تعطونی فتکسونی فحث رسول الله صلی الله علیه وسلم بنی عبدالمطلب و نبی عبد مناف فکسوها و حملوها و اعطوها فانصرفت فنزل جبریل فاخبره ان حاطب بن ابی بلعة قد کتب کتابا الی اهل مکة یقول فیه من حاطب بن ابی بلعة الی اهل مکة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بید کم فخذو احذر کم و انه دفع الکتاب الی الظعینة المذکورة و اعطا ها عشرة دنا نیر علی ان توصل الکتاب الی اهل مکة فلما اخبر جبریل النبی صلی الله علیه وسلم بذلک اختار رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فبعث معه الزبیر و المقداد و قال لهم انطلقوا الی روضة فان فیها ظعینة معها کتاب من حاطب الی

حازوا بالبیر سلموا علیه اکراما و تبجیلا (اخرجہ احمد فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ بدر کے روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ہے جو ہمیں پانی پلائے۔لوگ پانی کی تلاش کر کے لوٹ آئے جناب امیر علیہ السلام اپنے مشکیزہ کو بغل میں لے کر ایک اندھے گہرے کنویں پر تشریف لے گئے جب اس میں اترے خدا تعالیٰ نے جبرائیل و میکائیل کو حکم دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کی مدد کو دوڑو وہ دونوں آسمان سے اترے جس نے اترنے میں ان کے پروں کی آواز کو سنا خوف زدہ ہو گیا جب کنویں کے قریب سے ہو کر گذرے جناب امیر کو ان دونوں نے از روئے اکرام و بزرگی کے سلام عرض کیا۔

جناب امیرؑ کے لیے فرشتہ کا لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی پکارنا

(۱) عن ابی جعفر محمد بن علی قال نادی ملک من السماء یوم بدر یقال له رضوان لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی (اخرجه الحسن بن العرفه العبدی۔ نقله من ریاض النضره فی فضائل العشره محب الطبری) جناب امام ابو جعفر محمد بن باقر علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بدر کے روز ایک فرشتہ نے جس کا نام رضوان تھا آسمان سے پکار کر کہا نہیں ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار اور نہیں علی کے سوا کوئی بہادر۔

(۲) و قال ابن اسحاق فی سیرة و فی هذا الیوم ای بدر هاجت ریح فسمع علی هاتفا یقول لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی (نقلت من کفایة الطالب الیوسف الکنجی) ابن اسحاق اپنی کتاب سیرت میں لکھتے ہیں کہ بدر کے روز ایک ہوا کے چلنے سے جناب امیرؑ نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے۔

(۳) و ذکر احمد فی الفضائل انهم سمعوا تکبیرا من السماء فی ذلک الیوم ای خیبر و قائل یقول لا سیف الا ذو الفقار و لا فتی الا علی فاستاذن حسن بن ثابت رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ینشد شعرا فاذن له فقال - جبریل نادی معنا + فالنقع لیس بمنجلی + و المسلمون قد احدقوا + حول النبی المرسل + لا سیف الا

ذوالفقار + و لا فتى الا علي (تذکرہ خواص الامه) امام احمد فضائل میں لکھتے ہیں کہ صحابہ نے خیبر کے روز آسمان سے ایک تکبیر کی آواز سنی کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے نہیں ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار۔ اور علی کے سوا بہادر۔ حسان بن ثابت رضی اللہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شعر کہنے کا اذن طلب کیا۔ حضرت نے اذن دیا۔ انہوں نے یہ شعر کہے۔ جبریلؑ نے با آواز بلند کہا + غبار ابھی کھلا نہیں تھا۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تیر چلا رہے تھے۔ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

(۴) عن ابن عباس رضي الله عنه قال لما قتل علي طلحة ابی طلحة حامل لواء المشركين صاح صائح من السماء لا سيف الا ذوالفقار و لا فتي الا علي (تذكره خواص الامة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب احد کے روز جناب امیرؑ نے مشرکوں کے علمدار طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا ایک چلانے والے نے چلا کر کہا ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

تنبیہ: قال بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامه فان قيل قد ضعفو القط لا سيف الا ذوالفقار قلنا ذكروه ان الواقعة كانت يوم احد و نحن انها كانت في يوم خيبر كذا ذكر احمد في المناقب و لا كلام في يوم احد قالوا في اسناد رواية بن عباس عيسى بن مهران تكلموا فيه و قالوا كان شيعيا اما يوم خيبر فلم يطعن فيه احد من العلماء و قيل ذلك كان يوم بدر و الاول اصح) علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر یہ کہا جائے کہ لاسیف الا ذوالفقار کی حدیث کو بعض لوگوں نے تصنیف کی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اس کو احد کے دن کا واقعہ بیان کیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ خیبر کے دن کا واقعہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل نے المناقب میں بھی اسی کا ذکر کیا ہے اور احد کے دن میں ہم یہ کلام نہیں کرتے کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث کے اسناد میں ایک راوی ہے عیسی بن مہران جس کی نسبت لوگوں نے کلام کیا ہے کہ وہ شیعی تھا۔ لیکن خیبر کے

دن کے واقعہ کی نسبت علماء میں سے کسی نے طعن نہیں کیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ بدر کے روز کا واقعہ ہے مگر پہلی بات یعنی خیبر کے روز کا واقعہ ہونا زیادہ صحیح ہے۔

تنبیہ: قال یوسف الکنجی الشافعی کان السیف المنبه بن الحجاج السهمی کان مع ابنه العاص بن منبه یوم بدر قتله علی و جاء بالسیف الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاعطاه علیا فقتل دونه یوم احد- و یروی ان بلقیس هد ت الی سلیمان سبعه اسیاف کانت ذوالفقار منها - و قد جاء فی بعض الروایات من علی قال جاء جبریل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ان صنما بالیمن مغفرفی حدید فابعث علیه علیا فا وقفه و خذ الحدید قال علی دعا نی رسول الله صلی الله علیه وسلم و بعثنی الیه و فذهبت قد ققت الصنم و اخذت الحدید فجئت به الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاستخرج منه السیفین فسمی احد هما ذو الفقار و الاخر مخد فتقلد رسول الله صلی الله علیه وسلم و اعطا فی مخدما ثم اعطانی بعد ذلک ذوالفقار و انا قاتل دونه یوم احد علامہ یوسف الکنجی الشافعی علیہ الرحمۃ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ ذوالفقار منبہ بن الحجاج السہمی کی تلوار تھی بدر کے روز سا کے بیٹے عاص بن منبہ کے پاس تھی۔ جب جناب امیر نے اس کو قتل کیا اس کی تلوار لے کر حضرت کے پاس آئے حضرت نے وہ تلوار جناب امیر کو عطا فرمائی۔ آپ نے احد کے روز اسی کے ساتھ جنگ کی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ بلقیس نے جناب سلیمان علیہ السلام کو سات تلواریں تحفہ میں دیں تھیں ذوالفقار انہیں میں سے تھی۔

اور بعض روایتوں میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر بیان کیا کہ یمن میں ایک بت ہے جو لوہے میں پوشیدہ ہے۔ علی کو وہاں بھیج دو اور اس کو اکھاڑ کر اس کا لوہا لے لو۔ جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب نے مجھے بلا کر یمن میں بھیج دیا میں نے جا کر اس بت کو اکھاڑا اور اس کا لوہا حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آیا۔ حضرت نے اس سے دو تلواریں بنوائیں۔ ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مخذم رکھا۔ حضرت نے ذوالفقار کو باندھ لیا اور مخذم مجھے عطا کی۔ پھر آپ نے ذوالفقار مجھے دے دی میں نے احد کے روز اسی سے جنگ کی۔

اور بعض روایتوں میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر بیان کیا کہ یمن میں ایک بت ہے جو لوہے میں پوشیدہ ہے۔ علی کو وہاں بھیج دو اور اس کو اکھاڑ کر اس کا لوہا لے لو۔ جناب امیر کہتے ہیں کہ مجھے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر یمن میں بھیجا میں نے جا کر اس بت کو اکھاڑا اور اس کا لوہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا حضرت نے اس سے دو تلواریں بنائیں ایک کا نا ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مخذم رکھا۔ حضرت نے ذوالفقار کو باندھ لیا اور مجھے مخذم عطا کی پھر آپ نے ذوالفقار بھی مجھے دے دی میں نے احد کے روز اسی سے جنگی کی۔

(۲) عن عبدالله بن مسعود قال ان جبرائیلؑ انی بذی الفقار من اجلنته فقال یا رسول الله ان الله یقرک السلام و یقول یا محمد انی لا ری ذوالفقار لاحد من نبی ادم تستحق امساکه الا یکون ولایته غسک و هو یصیر بامرک فضغه فی یدمن هو اهل له لما رسته الحروب و قطع هامات الکفرة و المعاندین المسکوقین علیک فقال یا جبریل من هو قال هو علی فناوله رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا (زهرة الریاض) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ جنت سے ذوالفقار لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا خدا تعالی بعد سلام کے فرماتا ہے کہ ہم نبی آدم سے اس تلوار کے پکڑنے والا کسی کو نہیں پاتے۔ مگر وہ شخص کہ وہ تیرا ولی ہو۔ اور یہ تلوار تیرے حکم میں رہے گی پس جس کو فن حرب میں پوری مہارت حاصل ہو اور تیرے دشمن کفار کا سر کاٹ سکے اس کو دے دے حضرت نے کہا اے جبرائیل وہ کون ہے جبرائیل کہنے لگے وہ علی ہے حضرت نے ذوالفقار علی کو دے دی۔

(۳) عن ابن عباس قال لما رجع بعد فتح و معه ذو الفقار فقال یا فاطمته رایت ذو الفقار فان الله فتح به خیبر قال فضحکت فقال علی یا فاطمته اتعرفین فضل ذی فقالت انی عرفتها قبل ان تعرف فتعجب علی من قولها ثم مضی الی النبی صلی الله علیه وسلم فاخبره فجاء النبی صلی الله علیه وسلم الی فاطمته فقال اخبر ینی یا فاطمته حتی اسمعها من لسانک فاخبرته فقال من این لک هذا فقالت حین عرج بک الی السماء قال الله لجبریل اطلع محمدا علی منزله فی النجهت و بما اعددت له فیها و لامته من النعیم فدخلت الجنته و قال لک جبریل کل من ثمار الجنته و کنت حنیئذ عند شجرة تفاح احمر و فی اصلها ذو الفقار مخزون مکتوب علیه لا سیف الا ذو الفقار لافتی الا علی و زوجته زهرا فحینئذ عرفت فضل ذی الفقار فناولت من تلک الشجرة تفاحته و احدة فالکلت نصفها و النصف الثانی اهدیته الا می خدیجته حملتها الیها فاکلمته منک و من امی و رایته ذلک انک کلما جلست عندے تقول کلما حبسته عندک کانی اجلس فی اصل شجرة التفاح لان رائحک تشبه رائحتها فی طیب نفحها فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم صدقت و قتل عینیها (عن زهرة الریاض للشیخ الامام تاج الاسلام سلیمان بن دائود السقینی) ابن عباس کہتے ہیں کہ جب خیبر سے جناب امیر لوٹے ذوالفقار ان کے ہاتھ میں تھی جناب سیدہ سے کہنے لگے یا فاطمہ آپ نے ذوالفقار کے جوہر دیکھے کہ خدا نے اس کے ذریعے سے خیبر کو فتح کیا ہے جناب سیدہ ہنس پڑیں حضرت امیرؑ نے فرمایا یا فاطمہ کیا تم کو ذوالفقار کی فضیلت کی آگاہی ہے۔ جناب سیدہ نے فرمایا میں تمہاری جاننے سے پہلے اس کو جانتی ہوں۔ جناب امیر حضرت سیدہ یک بات سے متعجب ہوئے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر جناب سیدہ کا قول نقل کیا۔ حضرت نے جناب سیدہ سے آ کر فرمایا یا فاطمہ میں تمہارے منہ اس بات کو سننا چاہتا ہوں کہ یہ بات تم کو کہاں سے معلوم ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب جناب

آسمان پرتشریف لے گئے پروردگار نے جبرائیلؑ سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں اس مقام پر لے جاؤ جوان کے لیے اوران کی امت کے لیے جنت کی نعمتوں سے سجایا گیا ہے۔ آپ کو جنت میں لے گئے جبرائیل نے عرض کیا ثمرات جنت میں سے آپ کچھ تناول فرماویں اس وقت آپ ایک سرخ سیب کے درخت کے نیچے کھڑے تھے اوراس کی جڑ کے نیچے ذوالفقار دبی ہوئی تھی۔اس پر لکھا ہوا تھا ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔اس کی زوجہ زہراء ہیں پس اس وقت سے میں اس کی فضیلت کو جانتی ہوں۔پھر آپ نے اس درخت کے سیب سے آدھا ٹکڑا کھایا اور آدھا میری والدہ خدیجہ کے لیے رکھ لیا۔جب میری والدہ نے وہ ٹکڑا کھایا ار ٹیں جناب سے ان کے بطن اقدس میں قرار پاگئی اس کی نشانی یہ ہے کہ جب آپ میرے پاس بیٹھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ گویا ہم اسی سیب کے درخت کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تیرے خوشبو اسی درخت کی خوشبو کی مانند ہے جناب سرورانبیاء علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد کیا تم سچ کہتی ہو اور جناب سیدہ کی آنکھوں کو حضرت نے چوم لیا۔

جناب امیرؑ کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہونا

عن علی قال انطلقت انا و النبی صلی الله علیه وسلم حتی اتیا الکعبته فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اجلس و صعد علی منکبی فذهبت لا نهض به فرای منی ضعفا فنزل و جلس لی نبی الله صلی الله علیه وسلم و قال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیه قال فنهض بی قال فیتخیل الی ان لو شئت لنک افق السماء حتی صعدت علی البیت و علیه تمثال صفر او نحاس فجلت ازاور عن یمینه و عن شماله و من بین یدیه و من خلفه حتی اذا استمکنت منه قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اقذف به فقذفت به فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فاطلقت انا و رسول الله صلی الله علیه وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیته ان یلقانا احد من الناس (اخرجه احمد و النسائی و الحاکم) جناب امیر علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ میں

ایک دفعہ بمعیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت نے فرمایا بیٹھ جا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ضعف کو دیکھا اور میرے کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور مجھ اپنے کندھے پر سوار کیا اور کھڑے ہو گئے اس وقت میری نسبت خیال کیا جا سکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ میں بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گیا اس پر تانبے یا پیتل کی ایک مورت تھی میں اس کو دائیں بائیں آگے پیچھے ہلانے لگا یہاں تک کہ میں نے اس پر قابو پالیا۔ حضرت نے مجھے فرمایا اسے پھینک دے۔ میں نے اسے پھینک دیا۔ وہ شیشہ کی طرح سے چور چور ہو گئی۔ میں چھت پر سے اتر آیا اور حضرت کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تا کہ کوئی آدمی ہم کو نہ دیکھ لے۔

جنابِ امیرؑ کا ایمان میں راسخ ہونا

عن ابن عباس ن علیا کان یقول فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول افان بنات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و اللہ لا نقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ ولئن مات او قتل لا قتدو علی ما قتل علیہ حتی امت انی لاخرہ و ولیہ و ابن عمہ و وارثہ و من احق بہ منی (اخرجہ احمد و النسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنابِ امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات ہی میں فرمایا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرا رسول مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے۔ واللہ جبکہ ہم کو خدا نے ہدایت کی ہے کہ ہم ہرگز اپنی ایڑیوں پر نہیں پھریں گے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جاویں یا شہید ہو جائیں تو جس امر پر انہوں نے جہاد کیا میں بھی اسی پر جہاد کروں گا۔ یہاں تک کہ میں بھی مر جاؤں۔ واللہ میں اس کا بھائی اور ولی اور ابن عم اور وارث ہوں۔ مجھ سے ان کا کون حقدار زیادہ ہے۔

جنابِ امیرؑ کے ایمان کی ٹھنڈک کا جبرائیل کے دل کو پہنچنا

عن عمر بن عبدالعزیز ان قوما ینقصد علی بن ابی طالب فصعد المنبر محمد اللہ و

اثنی علیه و صلی علی النبی صلی الله علیه وسلم و ذکر علیا و فضله و سابقته ثم قال حدثنی عراک بن مالک الغفاری عن ام المومنین ام سلمته رضی الله عنها قال بینا رسول الله صلی الله علیه وسلم عندی اذاتاه جبریل فنا جاء فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم ضاحکا فلما سری عنه قلت بابی انت و امی یا رسول الله ما اضحکاک فقال اخبرنی جبریل انه مر بعلی و هو یرعی (۱) ذوا داله و هو نائم قد ابدی بعض جسده قال فرددت علیه ثوبه فوجدت برد ایمانه قد وصلی الی قلبی (اخرجه الخوارزمی) نقل ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ کے پاس چند لوگ بیٹھے ہوئے جناب امیر کی شان میں برا کہہ رہے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے منبر پر چڑھ کر خدا کی صفت وثنا کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوۃ کے بعد جناب امیرؑ کے فضائل اور سابق الاسلام ہونے کا ذکر کر کے بیان کیا اور عراق بن مالک الغفاری ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ ام المومنین فرماتی تھیں ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لا کر حضرت سے سرگوشی کرنے لگے۔ جب سرگوشی کر چکے حضرت ہنسنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں ہنستے ہیں ارشاد فرمایا کہ جبرائیلؑ نے مجھ سے بیان کہ میرا ایک چراگاہ میں گذر ہوا وہاں علی اپنے اونٹ چراتے ہوئے سو گئے تھے ان کا سینہ کھلا ہوا تھا میں نے ان پر کپڑا الوٹ دیا ان کے ایمان کی ٹھنڈک میرے دل کو محسوس ہوئی۔

جناب امیرؑ کے ایمان کا زمین و آسمان سے بھاری ہونا

عن ابی القاسم محمود الزمخشری عن رجاله قال جاء رجلان الی عمرؓ بن الخطاب فقالا ما تری فی طلاق الامته فقام الی خلقه فیها اصلع فقال ما تری فی طلاق الامته فقال له احدهما جئناک و انت امیر المومنین فسالناک عن طلاق الاته فجعت الی رجل فسالته فقال عمر ویلک اتدری من هذا هذا علی بن ابی

(۱) (ذود) بفتح الفال من الابل من الثلاثة الی العشره۔

طالب اشهد علی رسول الله صلی الله علیه وسلم سمعته و هو یقول الو ان لسموات السبع و الارضین السبع و ضعت فی کبته و وضع ایمان علی فی کفته لزجح ایمان علی (اخرجه بن السمان و الحافظ السلفی و الفضائلی و الدیلمی و الخوارزمی)
ابوالقاسم محمود الزمخشری اپنے رجال سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخص جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کنیز کی طلاق کے مسئلہ کو پوچھنے کے لیے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر جس مجمع میں کہ جناب علی رونق افروز تھے تشریف لے گئے اور ان سے پوچھنے لگے آپ کنیز کی طلاق کی نسبت کیا حکم دیتے ہیں ان میں سے ایک شخص حضرت عمر سے کہنے لگا۔ آپ امیر المومنین ہیں ہم آپ سے مسئلہ پوچھنے کو آئے تھے آپ ان سے پوچھنے کو آئے ہیں حضرت عمر کہنے لگے افسوس ہے تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ علی بن ابی طالب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے طبقے ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علی کا ایمان ایک پلہ میں رکھا جائے تو علی کا ایمان ہی بھاری رہے گا۔

جناب امیرؑ کا خدا کی ذات میں نہایت سخت ہونا

(۱) عن کعب بن عجرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان علیا فخشوشن فی ذات الله عزوجل (اخرجه ابو عمر) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق خدا کی ذات میں نہایت ہے۔

(۲) عن یزید بن طلحته بن یزید بن رکانته قال لما اقبل علی من الیمن لیلقی رسول الله صلی الله علیه وسلم بمکته تعجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم و استخلف علی جنده الذین معه رجلا من اصحابه فعمک ذلک الرجل فکسی کل رجل من القوم حلته میں البر الذی کان مع علی فلماد فی جیشه خرج لیلقیا هم فاذا علیهم الحلل قال ویلک ما هذا قال کسوت القوم لیتحملوا به اذا قدموا فی الناس

قال ویلک انزع قبل ان تنتهی به الی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فانتزع الحلل من الناس فردها فی البز قال و اظهر الجیش شکواه بما صنع بهم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایها الناس لا تشکوا علیا فوالله انه لا خش فی ذات الله و فی سبیل الله (سیرة ابن اسحاق) یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے مروی ہے کہ جب جناب امیر یمن سے فوج کے ساتھ واپس ہو کر مکہ میں حضرت کے حضور میں آ رہے تھے تو جناب امیرؑ نے فوج میں سے ایک شخص کو افسر مقرر فرما کر آپ پہل سے حضرت کے حضور میں تشریف لے گئے جناب امیر کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص نے جناب امیرؑ کے توشہ خانہ میں سے فوج کے ہر ایک آدمی کو کپڑے نکال دے جب فوج مکہ کے قریب پہنچی جناب امیر ان کے ملنے کو تشریف لائے لوگوں کو توشہ خانہ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر اس سے پوچھا ان لوگوں نے یہ کپڑے کہاں سے پہنے ہیں اس نے کہا میں نے فوج کو کپڑے اس لیے پہنائے ہیں کہ مکہ میں لوگوں سے عزت کے ساتھ ملے جناب امیر نے کہا افسوس ہے حضرت کے حضور میں پہنچنے سے پہلے ان لوگوں سے کپڑے واپس کر کے اس شخص نے ویسا ہی کیا اور سب لوگوں سے کپڑے چھین کر توشہ خانہ میں واپس کر دیے فوج کے لوگوں نے حضرت کے سامنے اس بات کی شکایت بیان کی۔ حضرت نے فرمایا اے لوگو علی کا شکوہ مت کرو وہ خدا کی ذات میں اور خدا کے راہ میں بہت سخت ہے۔

(۳) عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال اشتکی الناس علیا فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم خطیبا فقال لا تشکوا علیا فوالله لا جیشن فی ذات الله عزوجل (اخرجه احمد و الحاکم و الضیا و الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر خطبہ میں بیان فرمایا حضرت علی کی شکایت مت کرو واللہ وہ خدا کی ذات میں نہایت سخت ہے۔

تنبیہ: الا جیشن تصغیر اخشن افضل التفصیل من خشن لخشونته و فی الا ساس فلان خشن فی دینه اذا کان متشددا فیه و المعنی انه شدید التصلب و التشدد

میں ملا ہوا ہے۔ خدا نے مجھ حکم دیا ہے کہ میں تجھے بشارت دوں کہ تو اور تیری عترت جنت میں ہوں گے۔ تیرا دشمن دوزخ میں ہوگا۔ حوض پر تیرا دشمن نہیں وارد ہو سکے گا۔ اور تیرا دوست اس سے کبھی غائب نہیں ہوگا۔ جناب علی کہتے ہیں میں یہ بشارت سن کر خدا کے سجدہ میں گر گیا اور اسلام اور قرآن کی نعمت جو خدا نے مجھے عطا کی ہے اس کا شکر بجالانے لگا۔

جناب امیرؑ کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کیا ہوا تھا

(۱) عن ربعی فراش قال حدثنا علی بالرحبته قال لما کان یوم الحدیبیه خرج الینا ناس من المشرکین فیهم سهیل بن عمرو فقال یا رسول الله خرج الیک ناس من ابائنا و اخواتنا و اقاربنا لیس فیهم فقه فی الدین فارددهم الینا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا معشر قریش لتنتبهن و لیبعثن الله علیکم من یضرب اعناقاکم علی الدین قد امتحن الله قلبه علی الایمان قالوا من هو یا رسول الله قال هو خاصف النعل و کان اعطی علیا نعد یخصفقال قال ثم التفت الینا علی فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده فی النار (اخرجه الترمذی) ربعی بن فراش روایت کرتا ہے کہ جناب امیرؑ نے رحبہ(۱) میں ہم سے بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز قریش کے چند مشرک ہمارے پاس آئے سہیل ابن عمرو بھی ان میں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہمارے لڑکے اور بھائی اور غلام جن کو دین کی کچھ سمجھ نہیں آپ کے پاس چلے آئے ہیں آپ انہیں ہماری طرف واپس کر دیں۔ حضرت فرمان لگے کہ اے قریش کے لوگو تم اس سے باز رہو ورنہ خدا تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردن کاٹے گا۔ خدا نے ایمان کے ساتھ اس کے دل کا امتحان کر لیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے۔ فرمایا جوتا سینے والا ہے۔ حضرت نے اپنا جوتا علی کو سینے کے لیے دیا ہوا تھا۔ پھر جناب امیر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ مجھ پر

---

(۱) رحبہ کوفہ کے محلے کا نام ہے۔

دانستہ جھوٹ بولے اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔

(۲) عن علی قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک و حلفائک و ان اناس من عبید ناقد اترک لیس فیھم رغبته فی الدین ولا رغبته فی الفقه انما فروا من ضیا عته و اموا النا فارددھم الینا فقال لا بی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیر انک و حلقائک ثم قال لعمر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیر انک و خلفاءک فتغیر و جه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبه با لا یمان فلیضر بنکم علی الدین قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ھو الذی یخصف نعلا و کان اعطی نعله یخصفھا (اخرجه النسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ کفار قریش کے چند آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا محمد ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں جناب کی خدمت میں ہمارے غلام چلے آئے ہیں جن کو نہ دین کی رغبت ہے نہ فقہ کی خواہش ہے۔ بجز اس کے نہیں وہ ہماری کھیتی اور مال سے بھاگ کر آئے ہیں۔ آپ ان کو ہمیں واپس دے دیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو۔ وہ عرض کرنے لگے۔ یہ لوگ سچ کہتے ہیں آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں پھر حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ بھی عرض کرنے لگے۔ یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں۔ حضرت کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ فرمانے لگے اے قریش کی جماعت خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ دین پر تمہیں قتل کرے گا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ شخص ہے جو جوتا سیتا ہے اور حضرت نے علیؑ کو جوتا سینے کے لیے دیا ہوا تھا وہ حضرت کا جوتا سی رہے تھے۔

جناب امیرؑ کے دل کو خدا تعالیٰ کا ہدایت کرنا اور زبان کو ثابت رکھنا

(۱) عن علی قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الیمن و انا شاب حدیث السن فقلت یا رسول الله انت بعثنی الی قوم یکون بینهم احداثو انا شاب حدیث السن قال: الله یهدے قلبک و یثبت لسانک قال فما شککت فی قضاء بین اثنین (اخرجه احمد و النسائی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ابھی نوجوان چھوٹی عمر کا تھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم میں بھیجتے ہیں ان میں واقعات پیدا ہوں گے میں ابھی نوجوان کم عمر ہوں قضا کی باریکیوں کو نہیں جانتا حضرت نے فرمایا پروردگار تیرے دل کو ہدایت کرے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جناب امیر کہتے ہیں۔ تب سے مجھے دو آدمیوں کے قضیہ فیصل کرنے میں کبھی شک پیدا نہیں ہوا۔

(۲) عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم حین بعثه ببراة قال یا رسول الله انی لست بالسن و لا بالخطیف قال لا بدلی ان اذهب انا او تذهب بها انت قال فان کان لا بد فاذهب بها انا قال انطلق فان الله یسدد لسانک و یهدی قلبک قال ثم وضع یده علی فیه (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبکہ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سورہ برات دے کر بھیجنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ میں زبان آور ہوں اور نہ خطیب حضرت نے فرمایا مجھے یہ سورہ لے کر جانا پڑے گا یا تمہیں اس کے سوا چارہ نہیں میں نے عرض کیا جبکہ ایسی ہی ناچاری ہے تو جانے کے لیے حاضر ہوں۔ فرمایا جاؤ خدا تمہاری زبان کو درست رکھے گا اور دل کو ہدایت کرے گا۔ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے منہ پر رکھا۔

جناب امیرؑ کا بمنزلہ کعبہ کے ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل علی فی هذه الامته کمثل

الکعبته المنظر الیها عبادة و الحج الیها فریضته (اخرجه ابن المغازلی فی المناقب) ابو ذر غفاری کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ علی مث کعبہ کے ہے کہ اس کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اس کا حج فرض ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا انت بمنزلته الکعبته و لا تاتی فان اتاک هو لاء القوم فسلموک هذا الامر فاقبل منهم و ان لم یاتوک فلا تاتهم حتی یاتوک (اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار و اخرجه ابن الاثیر عن علی فی اسد الغابه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے چاہیے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے پاس جائے۔ پس اگر یہ قوم تیرے پاس آ کر امر خلافت کو تیرے سپرد کریں تو تو ان سے قبول کریو اور اگر نہ آئیں تو تو ان کو پاس مت جاؤ یہاں تک کہ وہ خود تیرے پاس آئیں۔

جناب امیرؑ کا مثل قل ھو اللہ کے ہونا

عن حذیفته رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل علی فی الناس مثل قل هو الله فی القران (اخرجه الدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی مثال لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسے کہ قل ھو اللہ قرآن میں۔

جناب امیرؑ کا لوگوں کے لیے باب حطہ ہونا

عن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عن باب حطته من دخله کان مومنا و من یخرج کان کافرا (اخرجه الدار قطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی باب حطہ ہے۔ (یعنی گناہوں کے کفارہ کا دروازہ ہے) جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

جناب امیرؑ کی ایک ضرب کا تمام امت کے اعمال سے افضل ہونا

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبا ذرۃ علی بن ابی طالب لعمرو بن عبدود یوم الخندق ضربتہ علی افضل من عمل امتی الی یوم القیمتہ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز عمرو بن عبدود کے ساتھ جناب امیرؑ کے مقابلہ کرنے کی نسبت فرمایا تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کرتے رہیں گے علی کی یہ ایک ضرب افضل ہے۔

(۲) عن شہر بن حکیم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خندق لمبازرۃ علی لعمرو بن عبدود افضل اعمال امتی الی یوم القیامتہ (اخرجہ الحاکم) شہر بن حکیم اپنے والد سے ناقل ہیں کہ خندق کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنا تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کریں گے۔ افضل ہے۔

جنگ میں جناب امیرؑ کے چپ و راست میں جبرائیل و میکائیل کا ہونا

(۱) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لا عطین الرایتہ لرجل یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ کرا غیر فرار یفتح اللہ علیہ جبریل عن یمینہ و میکائیل عن یسارہ فبات الناس متشوقین فلما اصبح قال این علی قالوا یا رسول اللہ ما یبصر قال ایتونی بہ فلما اتی بہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی فدنا منہ فتفل فی عینیہ ومسحھا بیدہ فقام علی من بین یدیہ کانہ لم یریدا (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور

اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔ وہ حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں خدا اس کو فتح دے گا۔ جبریل اس کے داہنے اور میکائیل اس کے بائیں ہوگا۔ لوگ رات کو اشتیاق میں سو رہے۔ جب صبح ہوئی حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا میرے قریب آؤ حضرت کے پاس گئے حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور اپنے ہاتھ سے ان کو چھوا اور اٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہی نہ تھیں۔

(۲) عن عمر بن حبشی انه قال حین قتل علی خطبنا الحسن فقال لقد فارقکم رجل ما سبقط الا ولون و الا یدرکه الا خرون کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یبعثه بالسریته و جبریل عن یمینه و میکائیل عن شماله لا ینصرف حتی یفتح علیه (اخرجه احمد و النسائی و الدولابی و ابن جریر فی تاریخه) عمر بن حبشی ناقل ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام ہم کو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا آج تم سے ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ اس سے نہ پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ اس تک پہنچ سکیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے ساتھ روانہ فرماتے تو جبرائیل ان کے داہنے ہاتھ کی طرف اور میکائیل ان کے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتے اور وہ فتح کے بغیر نہیں لوٹتے تھے۔

(۳) عن عثمان بن عبدالله القروشی قال قال علی فی اثناء خطبته یوم بویع عثمان للمهاجرین و الا نصار انشدکم الله هل تعلمون انی کنت اذا قاتلت عن یمین النبی صلی الله علیه وسلم قاتلت الملائکته عن شماله قالوا اللهم انعم (اخرجه ابن عسارک فی تاریخه) عثمان بن عبداللہ القروشی ناقل ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اس روز جناب علی خطبہ کے درمیان مہاجرین اور انصار سے بیان فرمایا آیا تمہیں معلوم ہے کہ جب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ کھڑا ہو کر جنگ کیا کرتا تھا تو فرشتے

حضرت کے بائیں طرف ہوا کرتے تھے سب نے کہا خدا گواہ ہے سچ ہے۔

جناب امیرؑ کا کسی جنگ سے بغیر فتح کے نہ پھرنا

عن الحسن انہ قال حن قتل علی قتلتم و اللہ رجلا فی لیلتہ نزل فیھا القران و فیھا رفع عیسی بن مریک و فیھا قتل یوشع بن نون فتی موسی و اللہ ما سقہ احد کان قبلہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ السرویتہ و جبریل عن یمینہ و میکائیل عن شمالہ لا ینصرف حتی یفتح علیہ (اخرجہ الدولابی) جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا واللہ تم نے ایک ایسے آدمی کو ایسی رات میں قتل کیا ہے کہ جس رات میں قرآن شریف نازل ہوا ہے اور جس میں جناب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور جس میں جناب موسیٰ علیہ السلام کا نوجوان یوشع بن نون مارا گیا ہے کوئی اس پر سبقت نہیں لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اُس کو فوج کے ساتھ بھیجتے تھے جبرائیل اس کے داہنے طرف اور میکائیل اس کی بائیں طرف ہوا کرتے تھے۔ وہ بغیر فتح کے نہیں واپس آتا تھا۔

جناب امیرؑ کا دنیا و آخرت میں حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعوہ فی یدہ الیسری فانہ صاحب لوائی فی الدنیا و الاخرہ (اخرجہ الحضرمی و الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہوگیا ارو علم ان کے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میر علمدار ہے۔

(۲) عن ابی سعید الحذری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی و تو وی دینی و تو ارینی فی حضرتی و تفی بذمتی و انت صاحب لوئی۔

فی الدنیا و الاخرۃ (اخرجه الدیلمی) ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم ہمارے جسم اطہر کو غسل دو گے اور ہمارے قرض کو ادا کرو گے اور ہم کو قبر میں اتارو گے اور جو امر کہ ہمارے ذمہ ہے اس کو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت ٹیں ہمارے علمدار رہو۔

جناب امیرؑ کا کل غزوات میں تبوک کے سوا حضرت کا علمدار رہونا

(۱) عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ هو اول عربی و عجمی صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم و هو الذی کان لواء ہ معه فی کل زحف و هو الذی صبر معه یوم فرعته غیرہ و هو الذی غسله و ادخله فی القیر (اخرجه الترمذی و ابن عبدالبری فی الا ستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت کا علم ہر ایک غزوہ میں ان کے پاس تھا۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن ثعلبته بن ابی مالک قال قال کان سعد بن عباس صاحب رایته رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المواطن کلها فاذا کان وقت القتال اخذما علی (اخرجه ابن الاثیر الجزری فی اسد الغابه) ثعلبہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہر ایک غزوہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔ جب لڑائی کا وقت ہوتا تھا تو جناب علی علم کو اٹھا لیتے تھے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان علی اخذ رایته رسول الله صلی الله علیه وسمل یوم بدر و المشاهد کلها (اخرجه احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

غزوہ بدر اور تمام دیگر مشاہد میں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔

خیبر کے روز آنحضرت کا جناب امیرؑ کو علم دینا

اخرج احمد و البخاری و المسلم عن سهل بن عسد و احمد و النسائی و البزار (عن ابن عباس) و الطبرانی (عن علی و ابن عمر) و ابو حاتم (عن ابی هريرة) و البخاری و المسلم (عن سلمته ابن الاکوع) و النسائی و الطبرانی (عن عمران بن حصین و ابی لیلی) و احمد و النسائی (عن هبيرة بن مريم) و احمد و النسائی و الترمذی (عن سعد) و احمد (عن ابی سعيد الحذری) و ابن اسحاق (عن سلمته) و النسائی (عن عبدالله بن بريدة) باختلاف يسير ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال يوم خيبر لا عطين الريته غدا ارجلا يفتح الله عليه يحب الله و رسول فبات الناس يدوكون ليلتهم ايهم يعطا ها فلما اصبح فلما اصبح الناس غد و اعلی رسول الله صلی الله عليه وسلم كلهم يرجوان يعطاها فقال اين علی بن ابی طالب فقال هو يا رسول الله يشتكی عينيه قال فارسول اليه فاتی به فبصتو فی عينيه و دعالته خيرا حتی كان لم يكن به وجع فاعطاه الرايته ففتح الله علی يده امام احمد اور بخاری اور مسلم نے (سہل بن سعد سے) اور احمد اور نسائی اور بزار نے (ابن عباس سے) اور طبرانی نے (جناب امیر اور ابن عمر سے) اور نسائی اور ابوحاتم نے (ابوہریرہ سے) اور بخاری اور مسلم اور ابوحاتم نے (سلمہ ابن الاکوع سے) اور نسائی اور طبرانی نے (عمران بن حصین اور ابولیلیٰ سے) اور احمد ونسائی نے (ہبیرہ ابن مریم سے) اور احمد اور ناسئی اور ترمذی نے (سعد سے) اور احمد نے (ابوسعید حذری سے) اور ابن اسحاق نے (سلمہ سے) اور نسائی نے (عبداللہ بریدہ سے) تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ بہ تحقیق خیبر کے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ہم ایسے شخص کو علم دیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ میں فتح دے گا۔ وہ اللہ اور

اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ لوگ تمام رات یہ خیال کرتے رہے کہ دیکھیے علم کس کو عطا ہوتا ہے۔ صبح لوگ حضرت کے پاس گئے۔ ہر ایک شخص علم کے عطا ہونے کا امیدوار تھا۔ حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس آدمی بھیجو۔ پس وہ آ گئے حضرت نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی وہ ایسے ہو گئے کہ گو ان کی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں۔ پھر آپ نے علم ان کے سپرد کیا۔

(۱) عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عطين الرايته غدا رجلا يفتح الله على يلديته قال فبات الناس يدو كون ليلتهم ايهم يعطا ها فقال اين على بن ابى طالب قالو يشتكى عينيه يا رسول الله قال فارسلوا اليه فلما جاء تصق فى عينيه و دعاله فبرا حتى لم يكن به وجع و اعطاه الرايته فقال على اقاتلهم حتى يكونوا مثلنا قال انفذ على رساك حتى تنزل بلسحتهم ثم ادعهم الى الاسلام و اخبر هم بما يحب عليهم من حق اله فيه فوالله لا يهدى الله بك رجلا و احدا خير لك من ان يكون لك حمر النعم (اخرجه احمد و البخارى و السملم باختلاف بعض الفاظ) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کل علم ایسے شخص کو دیں گے کہ اللہ تعالی اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ رات بھر لوگ فکر کرتے رہے کہ کس کو دیا جائے گا۔ پس حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کے لیے آدمی بھیج دو جب وہ آئے حضرت نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا خیر کی وہ اچھے ہو گئے۔ گویا کہ ان کو درد نہیں تھا آپ نے ان کو علم دیا۔ علی کہنے لگے یا رسول اللہ آیا میں ان سے جنگ کروں جب تک کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا سیدھے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں جا پہنچو۔ اور جو کچھ کہ خدا کا حق واجب ہے اس سے انہیں خبردار کرو اللہ اگر تیری وجہ سے خدا ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو تیرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہے۔

(۲) عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا دفعن الریتہ الیوم رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسول فتطاول القوم فقال این علی علی فقالوا ایشتکی عینیہ فدعاہ فبزق فی یدہ و مسح بھما عین علی ثم دفع الیہ الرایتہ ففتح اللہ علیہ (اخرجہ النسائی و ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم آج علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ پس قوم نے ہاتھ بڑھائے حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ حضرت نے ان کو بلوایا اپنے ہاتھوں پر لعاب دہن کو مل کر علی کی آنکھ کو لگایا پھر ان کو علم دیا اور اللہ نے انہیں فتح عطا کی۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر طا عطین ھذہ الرایتہ رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحب اللہ و رسولہ یفتح اللہ علیہ قال عمر رضی اللہ عنہ فما احببت الا مارۃ الا یومئذ فشارفت فقدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فاعطاہ ایا ھا و قال امش و لا تلتفت فسار علی شیئا ثم وقت و لم یلتفت فصرح برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی ما اقا تل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتلھم حتی یشھدو ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ فاذا فعلوہ فقد منعوا دما ء ھم و اموا لھم حسابھم علی اللہ عزوجل (اخرجہ النسائی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ البتہ ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس روز کے سوا میں نے کبھی امارت کی آرزو نہیں کی۔ میں نے نگاہ بھر کر دیکھا پس حضرت نے علی کو بلوایا اور علم ان کو دے دیا اور فرمایا جاؤ اور مت لوٹو۔ علی تھوڑی دور جا کر ٹھہر گئے مگر لوٹے نہیں۔ حضرت کو باآواز بلند کہنے لگے یا رسول اللہ میں کس بات پر ان سے جنگ کروں۔ حضرت نے فرمایا ان سے جنگ کروں

یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر گواہی دیں جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنا خون اور مال بچالیا مگر خدا کو حساب دینا ان پر باقی رہے گا۔

(۴) عن سلمته بن الا كوعؓ قال خرجنا بخيبر و كان عمى عامهم بر تجن بالقوم. و الله لو لا الله ما اهتدينا + و لا تصدقنا و لا صلينا + و نحن على فضلك ما استغنينا + فثبت الا قدام اخلاقينا و انزلن سكينته علينا + فقال النبي صلى الله عليه وسلم من هذا فقالوا عامر فقال غفرالله يا عامر وما استغفر رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل خصه لا استشهد قال عمر رضى الله عنه يا رسول الله لا متعتنا بعامر. فلما قدمنا خيبر خرج مرحب يخطر بسيفه و هو سلكهم و هو يقول. قد علمت خيبرانى مرحب + شاكى السلاح بطل مجرب + فنزل عامر. فقال قد علمت خيبرانى عامر + شاك السلاح بطل منعامر + فاختلفا ضرتين فوقع سيف مرحب فى فرس عامر فذهب ليتقل له فوقع سيفه على نفسه فقطع اكحله فكان فيها نفسه و اذا نقر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون بطل عمل عامر قتل نفسه فاتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم و ان ابك فقلت يا رسول الله ابطل عمل عامر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال قلت ناس من اصحابك فقال بل له اجر مرتين ثم ارسلنى رسوله و يحبه الله و رسوله فجئت به اقوده و هو ارمد حتى اتيت به النبى صلى الله عليه وسلم فبصق فى عينيه فيرء و اعطاه الرايته و خرج مرحب فقال قد علمت خيبرانى مرحب. شاكى السلاح بطل مجرب + اذا لليوث اقبلت تلهب + و احجمت على صولته المحبت + خلت حماى ابدا لا تقرب + اطعن احيانا و حينا اضرب + ان غلب الدهر فانى اغلب + و القرن عندى بالدماء مخضب. فقال على. انا الذى سمتنى امى حيدره + كليث غابات كريه المنظره + اضربكم ضربا يبين الفقره + و اترك القرن بقاع جزره + اضرب

بالسیف رقاب الکفرہ + ضرب غلم ما جد ذا خرورہ + من یترک الحق یقوم صفرہ + اقتل منھم سبعتہ او عشرہ + فکلھم اھل فسوق فجرہ + قال فضربہ ففلق راس مرحب فقتلہ و کان الفتح علی یدی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو حاتم) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کو جانے لگے میرا چچا عامر قوم میں رجز کہہ رہا تھا۔ اگر ہم کو خدا ہدایت نہ کرتا۔ نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ ہم تیرے فضل سے بے پرواہ تھے۔ پس جب ہم دشمنوں سے ملیں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھ۔ اور تو ہم پر تسلی نازل کر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے عرض کیا یہ عامر ہے۔ حضرت نے فرمایا اے عامر خدا تجھے بخشے۔ حضرت کبھی کسی کو خصوصیت سے دعا نہیں دیتے تھے کہ وہ شہید نہیں ہو جاتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ عامر کے ساتھ ہمیں بھی دعا میں شریک کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب ہم خیبر میں پہنچے مرحب نکل کر اپنی تلوار کو اچھالنے لگا وہ انکا بادشاہ تھا اور یہ رجز کہہ رہا تھا۔ خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ تیز ہتھیاروں والا بہادر تجربہ کار ہوں۔ عامر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ پر گئے اور یہ رجز کہہ رہے تھے۔ خیبر جانتا ہے میں عامر ہوں۔ تیز ہتھیاروں والا بہادر ہلاکت کی جگہ میں۔ بے اندیشہ گھسنے والا ہوں۔ دونوں نے وار کیے۔ مرحب کی چوٹ عامر کے گھوڑے کو لگی۔ وہ ان کو گرانے لگا۔ ان کی اپنی تلوار ان کو لگ گئی جس سے ان کی شاہ رگ کٹ گئی۔ ابھی ان میں سانس باقی تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اس نے خود آپ کو ہلا کیا ہے۔ میں روتا ہوا حضرت کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے۔ حضرت فرمانے لگے کون کہتا ہے۔ میں نے کہا حضور کے اصحاب کہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد کیا بلکہ اس کے لیے دو دفعہ کی شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھے علی علیہ السلام کے پاس بھیجا میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت کے پاس لایا۔ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ آنحضرت نے فرمایا البتہ ہم آج علم ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ میں ان کو لے کر آیا وہ آشوب چشم رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ میں ان کو اپنے ہمراہ حضرت کے پاس لے کر آیا۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا وہ اچھے ہو گئے۔ حضرت نے ان کو علم دیا۔ مرجب نکل کر رجز کہنے لگا۔

خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ تیز ہتھیاروں والا بہادر تجربہ کار ہوں۔ جب شیر میں معرکہ میں ڈراتے ہیں آگ کے شعلہ مارتی میں اور ہٹ جاتی ہیں حملہ سے مرحب کے حاب ہے۔ بادشاہ کا۔ طہر ہوا کہ خوف کی جگہ میں کوئی نزدیک نہیں پھٹکتا۔ کبھی میں نیزہ مارتا ہوں۔ اور کبھی تلوار لگاتا ہوں۔ اگر زمانہ مغلوب بھی ہو جائے تو بھی میں غالب تر ہوں۔ اور ہم سر میرے نزدیک خون میں رنگا ہوا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر کرھا ہے۔ جیسے بیشہ کا شیر ڈراؤنی صورت والا۔ شجاعت کے پیشہ کا شیر اور درندہ شیر۔ قوی بازو اور سخت گردن والا میں تلوار کے بڑے پیمانے سے تمہیں ناپتا ہوں تم کو ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کے مہرہ ایک ایک الگ ہو جائیں گے۔ میں سخت زمین میں نیزے کو گاڑتا ہوں۔ تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں۔ نوجوان قوم کے بزرگ زورمند کی ضرب ہے۔ اس شخص کے لیے جو حق کو چھوڑ کر ذلت کو قائم کرتا ہے۔ میں ان میں سے سات یا دس آدمی قتل کروں گا۔ کہ وہ سب فاسق و فاجر ہیں۔ پھر جناب امیر نے مرحب پر ایک ایسا وار کیا کہ مرحب کا سر کٹ کر گر گیا اور فتح جناب امیر کے ہاتھ پر رہی۔

(۵) عن عبداللہ بن بریدہ الا سلمی عن ابیہ قال لما کان یوم خیبر اخذ ابوبکر اللواء فلما کان الغد اخذة عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا دفعن لوائی الی رجل لم یرجع حتی یفتح اللہ علیہ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوتہ الغداۃ ثم دعا باللواء فدعا علیا و ھو یشتکی عینیہ فمسحھا ثم دفع الیہ اللواء ففتح (اسد الغابہ) عبداللہ ابن بریدۃ الاسلمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ خیبر کے روز حضرت ابوبکر علم لے کر گئے پھر دوسرے روز عمر علم لے کر گئے۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہوسمل نے ارشاد کیا میں اپنا علم ایک ایسے شخص کو دوں گا جو بغیر فتح کے نہیں لوٹے گا۔ پھر حضرت نے اشراق کی نماز پڑھی اور علم منگایا اور علی کو بلوایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ حضرت نے ان پر ہاتھ پھیرا پھر جناب علی علیہ السلام کو علم دیا۔ اور خیبر انہوں نے فتح کیا۔

(٦) عن عبدالرحمن ابن ابی لیلی عن ابیہ انہ قال لعلی ز کان یسیر معہ ان الناس قد انکروا منک انک تخرج فی البرد فی البلاء و تخرج فی الحرفی الحشور و

الثواب الغليظ قال اولم تكن معنا بخيبر قال فان الله رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث ابابكر و عقد لله الترابته فرجع فبعث عمرا و عقد اه الرايته فرجع بالناس فقال فقد رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عطين الرايته رجلا يحب الله و رسوله رجلا يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله كراء ليس بفرار و ارسل الي و انا ارمد فقلت انی ارمد فتفل فی عینی و قال اللهم اكفر اذى الحر و البرد فما وجدت حرا بعد ذلک و الا بردا (اخرجه احمد و النسائی) عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ وہ سفر میں جناب امیر علیہ السلام کے ہمرکاب تھے۔ جناب امیر سے کہنے لگے۔لوگ آپ کی بات کو برا جانتے ہیں کہ آپ جاڑے میں باریک کپڑا اور گرمی میں بھرتی کا اور موٹا کپڑا پہنتے ہیں۔ جناب امیر فرمانے لگے کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم ان کے ساتھ دیا اور وہ لوٹ آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم ان کے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آ گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔آپ نے مجھے آدمی بھیج کر بلوایا۔میری آنکھیں دکھ رہیں تھیں۔ میں نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے۔آپ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار۔ گرمی اور سردی کی ایذا اسے اسے بچائیو پس مجھے اس کے بعد نہ گرمی نے ستایا نہ سردی نے۔

(۷) عن ابی بردة قال حاضر تاخيبر و اخد اللواء ابوبكرؓ فلم يفتح ثم اخذه عمر من الغد فانصرف سلم يفتح له و اصاب الناس يومئذ شدة و جهدا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انی دافع لوائی غدا الى رجل يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله يرجع حتى يفتح الله و تبنا طيبته انفسنا ان الفتح غدا فلما اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى صلوة الغداة ثم قام قائما و دعا باللواء و الناس على مصا فهم فما منا انسان له منزلته عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الا و هو يرجو ان يكون

صاحب اللواء فدعا علی ابن ابی طالب و هوا ارمد فتفل فی عینیه و مسح عنه و دفع الیه اللواء ففتح الله علیه و قال انا فیمن تطاول لها (اخرجه احمد و النسائی و البزار و ابن جریر الطبری) ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے علم لیا ارو فتح نہ ہوئی دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی۔ اس روز لوگوں کو سخت تکلیف پیش آئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل اپنا علم ایک ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ بغیر فتح کے نہیں لوٹے گا۔ ہم رات کو خوش دل ہو سو گئے کہ کل فتح ہو گی۔ جب صبح ہوئی اور حضرت اشراق کی نماز پڑھ کر سروقد کھڑے ہو گئے اور علم طلب کیا لوگ صف باندھے کھڑے تھے۔ ہم میں سے کوئی آدمی نہ تھا کہ جس کچھ بھی حضرت کے پاس منزلت تھی کہ وہ صاحب علم ہونے کی آرزو رکھتا ہو۔ پس حضرت نے علی بن ابی طالب کو بلوایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا حضرت نے ہاتھ پھیرا اور علم ان کے سپرد فرمایا اور اللہ تعالی نے ان کو فتح دی۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے علم کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

(۸) عن بریدة الا سلمی قال لما کان یوم خیبر نزل رسول الله صلی الله علیه وسلم بحضره اهل خیبر فاعطے عمر لواء فنهض معه من نهض من الناس فلقوا اهل خیبر فانکشفت عمر و اصحابه فرجعوا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عطین اللواء رجلا یحب الله و رسله و یحب الله و رسوله فلما کان الغد تبادر ابوبکر فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا و هو ارمد فتفل فی عینیه و اعطاه اللواء و نهض معه من الناس من نهض فلقوام اهل خیبر فاذا مرحب یرتجن و هو یقول. قد علتم خیبر انی مرحب الخ فاختلف هو و علی ضربتین فضربته علی علی هامته حتی عض منها البیض و انتهی الی راسه و سمع اهل العسکر صوت ضربته فما تتمام. اقر الناس مع علی حتی فتح الله علیه (اخرجه

احمد و النسائی) بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب خیبر کا روز آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کے سامنے جاترے حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ کو علم دیا ان کے ساتھ جن لوگوں نے اٹھنا تھا وہ اٹھے پس اہل خیبر آ ملے حضرت عمر کے دوست پراگندہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے۔ حضرت نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے ایک آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ جب دوسرا روز ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑھے۔ حضرت نے جناب علی کو بلوایا ان کی آنکھوں میں آشوب چشم تھا۔ حضرت نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر علم ان کو دے دیا۔ اور جس نے ان کے ساتھ اٹھنا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ پس اہل خیبر آ ملے مرحب رجز کہہ رہا تھا۔ کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں اس کے اور جناب علی کے درمیان وار چلے جناب امیر نے اس کے سر پر تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر اس کے سر میں بیٹھ گئی تمام اہل لشکر نے جناب امیر کی ضرب کی آواز کو سنا۔ ابھی آپ کی ضرب پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے جناب امیر کو فتح دی۔

(۹) عن عمران بن حصین قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عطین الرایتہ رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ للہ و رسولہ فدعا علیا و ھو ارمد فتح اللہ علی یحدہ (اخرجہ النسائی) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ اور کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ پھر آپ نے علی کو بلوایا وہ آشوب چشم سے تھے اللہ نے ان کو فتح دی۔

(۱۰) عن ابی سعید الحذری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایتہ و ھزھا ثم قال من یاخذ ھا بحقھا فجاء فلان فقال انا فقال امض علی رسلک ثم قال و الذی کرم وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا عطین ھذہ الرایتہ رجلا یفتح اللہ علی یدہ فدعا علیا فاعطاہ ففتح اللہ علیہ خیبر و فدک (اخرجہ احمد فی المناقب) ابوسعید الحذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو پکڑ کر ہلایا

پھر ارشاد کیا کون ہے جو اس علم کو پکڑے۔ اس کے حق پکڑنے کا پس فلاں شخص آیا ارو کہنے لگا۔ میں حضرت۔ حضرت نے فرمایا اپنے راستے پر چلا جا۔ پھر ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو بزرگ کیا ہے میں یہ علم ایک ایسے آدمی کو دوں گا کہ اللہ تعالی اسے فتح دے گا۔ پس علی کو بلایا اور علم ان کو دیا اللہ تعالی نے خیبر اور فدک پر ان کو فتح دی۔

(۱۱) عن سلمته قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم ابابکر الصدیق بالریاته الی بعض حصون خیبر فقاتل و لم یکن فتح له و قد جهد ثم بعث الغد عمر بن الخطاب فقاتل ثم رجع و لم یکن له فتح و قد جهد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عطین الرایته غدا رجلا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله یفتح الله علی یدیه کرار لیس بفرار فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا و هو ارمد فتفل فی عینیه قال خذ هذه الرایته فامض بها حتی یفتح الله علیک قال فخرج وَ الله بها یهرول هرولته و انا خلفه اتبع اثره حتی رکز رایته فی رضیم من حجاره تحت الحصن فاطلع علیه یهودی من راس الحصن فقال من انت فقال انا علی ابن ابی طالب قال و الله قد علو تم ما نزل علی موسی بانک قال فما رجح حتی فتح الله علی یدیه (اخرجه ابن اسحاق) سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف روانہ کیا وہ جا کر وہاں لڑے باوجودیکہ انہوں نہایت کوشش کی فتح نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ بھی وہاں جا کر لڑے اور نہایت کوشش کی فتح نہ ہونے سے وہ بھی واپس آ گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ہم علم ایک ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو پیار کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ سے اللہ فتح دے گا وہ حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں۔ پس حضرت نے علی کو بلوایا ان کو آشوب چشم تھا حضرت نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اس علم کو لے کر جاؤ وہ علم لے کر روانہ ہوئے یہاں

تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی سلمہ کہتے ہیں واللہ وہ علم کو لے کر دوڑتے ہوئے نکلے میں ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ انہوں نے اپنا علم سخت پتھریلی زمین میں قلعہ کے نیچے گاڑ دیا قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے چڑھ کر کہا تو کون ہے جناب امیر نے جواب میں علی بن ابی طالب ہوں وہ کہنے لگا واللہ تم غالب آؤ گے موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ نازل نہیں ہوا سلمہ کہتے ہیں۔ پس جناب امیر فتح کے ہونے تک واپس نہ ہوئے۔

(۱۲) عن علی مار مدت عینی مسح رسول الله صلی الله علیه وسلم و جهی و تفل عینی یوم خیبر حین اعطا فی الرایة (اخرجه احمد و ابو یعلی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیبر کے روز جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ علم عطا کیا اور میرے منہ پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھوں میں اپنے دہن کا لعاب لگایا تب سے میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

(۱۳) عن مر بن میمون قال انی الجالس عند ابن عباس اذا تاه تسعته رهط فقالوا اما ان تقوم معنا و اما ان تخلون بهئولاء و هو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحد ثو و لا ادری ما قالوا فجاء ینفض ثوبه و یقول اف و تف یقعون فی رجل له غر وقعوا فی رجل قال له النبی صلی الله علیه وسلم لا عطین الرایته غدا رجلا لا یخریه الله ابدا فاستشرت من استشرف فقال این علی قالوا هو فی الرحاء یطحن قال و مان کان احد کم لیطحن من قبله فدعاه و هو ارمد ما کان ان یبصر فنفث فی عینیه ثم هزا الرایته ثلثا فدفعها الیه (اخرجه احمد و النسائی و ابن جریر) عمر بن میمون سے مروی ہے کہ ایک روز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند آدمی آئے ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو یا ان کو تخلیہ میں بات کرنے کی اجازت دو۔ ان دنوں ابن عباس تندرست تھے ان کی آنکھیں نہیں گئی تھیں۔ ابن عباس کہنے لگے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ بعد اس کے ان کے ساتھ جا کے کچھ باتیں کیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا جب ابن عباس پھر کر آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں۔

اور اف اور تف ان لوگوں پر کہتے ہیں۔ کہ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جن کو اللہ تعالی نے عزت دی ہے اور ایسے شخص کو برا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باب میں بیان فرمایا ہے میں اپنا علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے پس جس نے اس کی طرف جھانکنا تھا جھانکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا وہ چکی پیس رہے ہیں۔ ابن عباس کہتی ہیں کہ ان سے پیشتر کوئی چکی نہیں پیتا تھا پس حضرت نے ان کو بلوایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا بعد اس کے علم کو تین دفعہ جنبش دے کر ان کو دے دیا۔

(۱۵) **عن هبيرة بن مريم قال خرج الينا الحسن علي عليه السلام و عليه عمامته سواء حين قتل علي فقال لقد كان فيكم ما لا من رج ما سبقه الاولون و لا يدركه الا خرون و ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عطين الرايته عذا رجلا يحب الله و رسوله و يحب الله و رسوله و يقاتل جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره ثم قال لا يرد الرياته حتى يفتح الله عليه (اخرجه النسائی)** ہبیرہ بن مریم ناقل ہیں کہ جب جناب امیرؑ شہید ہو گئے حسن علیہ السلام ہمارے پاس باہر تشریف لائے ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا فرمانے لگے کل کہ دن تم لوگوں میں ایسا شخص موجود تھا جس پر نہ تو پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ اس تک پہنچ سکیں ہے۔ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کل ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے جبرائیل اس کے داہنے طرف اور میکائیل اس کے بائیں طرف لڑائی میں ہوتا ہے۔ پھر ارشاد کیا کہ جب تک فتح نہ ہو وہ علم واپس نہیں دے گا۔

(۱۶) **عن سعد قال كنت جالسا فتنفصو اعلى ابن ابى طالب فقلت لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان له خصال لا ثلثا لا يكون لى واحدة منهن احب الى من حمر الغم سمعته يقول انه منى يقول انه منى بمنزلته هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى و سمعته يقول الا عطين الرايته غدا رجلا يحب الله و رسوله و**

سمعته یقولون من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ چندلوگ جناب امیر کے حق میں بری باتیں کہہ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں تین باتیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر تھی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے مگر یہ کہ نبی میرے بعد نہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ کل ہم علم ایسے ایک آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اس کے رسول سے پیار کرتا ہے اللہ اور اس کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۷) عن سعد ان معاویته امرہ فقال ما یمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ترکہ فی بعض مغازیتہ فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی من النساء و الصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلتہ ھارون من موسی الا انہ لا نبوۃ بعدی و سمعتہ یقول یوم خیبر لا عطین الرایتہ غدا رجلا یفتح اللہ علیہ یحب اللہ و رسولہ و یحب اللہ و رسولہ قال فتطلو نا فقال ادعوی علیا فاتی بہ ارمد فصق فی عینیہ و رفع الرایتہ ففتح اللہ علیہ و لما نزلت ندع ابنائنا و ابنائکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فاطمتہ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھو لاء اھل بیتی (اخرجہ احمد و المسلم و الترمذی و النسائی) سعد بن ابی وقاص کو معاویہ نے کہا تم ابوتراب پر سب کیوں نہیں کہتے سعد کہنے لگے کیا میں نے ان تینوں باتوں کا ذکر نہیں کیا جن کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپ نے علی کو اپنے بعض غزوات میں ساتھ لے جانے سے چھوڑ دیا جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے لیے خلیفہ بنائے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسی سے بنے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے اور میں

نے خیبر کے روز سنا ہے کہ حضرت نے فرمایا البتہ کل ہم علم ایسے شخص کو دیں گے کہ اللہ تعالی اسے فتح دے گا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو پیار کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ پس ہم نے ہاتھ بڑھایا اور حضرت نے فرمایا علی کو میرے پاس بلا لاؤ وہ آنکھوں کے آشوب سے حضرت کے پاس آئے حضرت نے اپنا لعاب دہان ان کی آنکھوں کو لگایا اور ان کو علم دیا اللہ نے انہیں فتح دی اور جب مباہلہ کی آیت نازل ہوئی حضرت نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۱۸) عن سهل بن صالح عن ابيه عمر بن الخطاب قال لقد اوتى على بن ابى طالب ثلثان اكون او تيهـا احب من ان اعطى حمرا الغم جوار رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المسجد و الرايته يوم خيبر و الثالثه زوجه ابنته (اخرجه احمد) سہل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب عمر بن الخطابؓ کہتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر وہ مجھے دی جاتیں تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ کے ملنے سے بہتر تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی مسجد میں۔ خیبر کے روز علم کا دیا جانا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کرنا۔

(۱۸) عن ابى هريرة ان عمر بن الخطاب قال لقد اعطى على ثلاث خصال لان يكون لى واحدة منهن احب الى من حمر النعم فسئل ما هى قال زوجه ابنته فاطمته و سكناه فى المسجد يحل له ما لا يحل لى و الرايته يوم خيبر (اخرجه بن السمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی دی گئی ہوتی تو میرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بھی بہتر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا اور ان کو مسجد میں رہائش دینا کہ ان کے لیے وہ امر جائز ہے جو مجھے نہیں۔ (یعنی جنب کی حالت میں مسجد کے اندر جانا) اور خیبر کے روز علم کا دیا جانا۔

(۱۹) عن ابى عمر قال كنا نقول خير الناس ابوبكر ثم عمر و لقد اعطى على بن

ابی طالب ثلاث خصال لان یکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم زوجه رسول الله صلی الله علیه وسلم ابنته و ولدت له و سد لا ابواب الا بابه و اعطاه الرایته یوم خیبر (اخرجه احمد فی المناقب) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام ایسی تین باتیں ملی ہیں کہ اگر ان میں مجھے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا کرنا۔ اوران کے دروازے کے سواسب کے دروازہ بند کرنا اور خیبر کے روز ان کو علم دیا جانا۔

(۲۰) عن حسان بن ثابت رضی الله عنه. و کان علی ارمد العین یبتغی. دواء فلما لم یجد مداویا. شفاه رسول الله بتفلته. و بورک مرقیا و بورک راقیا + و قال ساعطی الرایته الیوم فارسا. فذلک محب للرسول موانیا. یحب الا له و لا له یحبه. فیفتح ها تیک الحصول التوالیا. فخص بها دون البریته کلها علیا و سماه الوصی المواخیا (عینی شرح البخاری) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔ علی کو آشوب چشم تھا اور دوا تلاش کرتے تھے۔ پس جبکہ کوئی دوا کرنے والا نہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے لعاب دہن سے شفا دی۔ اور مبارک تھا افسون کیا گیا ہوا۔ اور مبارک تھا افسون کرنے والا۔ اور فرمایا میں ابھی آج کے دن علم میں اس شہسوار کو دوں گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اور موافقت کرنے والا ہے۔ وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسے دوست رکھتا ہے۔ پس وہ فتح کرے گا یہاں سب قلعوں کو جو لگا تار ہیں۔ پس مخصوص کیا جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خلقت کے سوا علی کو۔ اور ان کا نام وصی اور اخی رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو سورہ برات کے ساتھ مکہ بھیجنا

(۱) عن سعد قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم ابابکر براءة حتی کان اذا

ببعض الطريق ارسل عليا فاخذها منه ثم ساربها فوجد ابوبكر فی نفسه فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یئو دی عنی الا انا و رجل منی (اخرجه النسائی)
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات کے ساتھ مکہ روانہ کیا ابھی وہ تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ان کے پیچھے روانہ کیا وہ ان سے سورت برات لے کر مدینہ کو چلے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ملال گذرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا مجھ سے کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا میں یا وہ جو آدمی میرا ہو۔

(۲) عن انس قال بعث النبی صلی الله علیه وسلم براۃ مع ابی بکر ثم دعاه فقال لا ینبغی ان یبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعا علیا و اعطاه ایها (اخرجه النسائی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر مکہ کو بھیجا پھر ان کو بلا لیا اور فرمایا میرے گھر کے آدمی کے سوا یہ سورہ کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

(۳) عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعث براۃ الی اهل مکة مع ابی بکر ثم اتبعه لعلی فقال له خذ هذا الکتاب فامض به الی اهل مکة فلحقة و اخذت الکتاب منه قال فانصرف ابوبکر و هو کئیب قال یا رسول الله انزل فی شئی قال لا الا انی امرت ان ابلغه انا و رجل من اهل بیتی (اخرجه النسائی) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ پھر علی کو ان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کاغذ لے لیا وہ غمگین ہو کر لوٹ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے۔ فرمایا نہیں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس سورت کو خود پہنچاؤں یا میرے گھر کا کوئی آدمی پہنچائے۔

(۴) عن ابن عباس قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم ابابکر بسورة و بعث علیا خلفه فاخذها منه و قال لا یذهب بها الا رجل من اهل بیتی هو منی و انا منه

(اخرجه احمد و النسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر روانہ کیا ان کے پیچھے جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سورت کو لے لیا۔ حضرت نے فرمایا اس کو کوئی نہیں لے جا سکتا مگر وہ آدمی کہ میرے گھر کا ہو اور وہ میرا ہو اور میں اس کا ہوں۔

(۵) عن ابی سعید الخدری و ابی هریرة رضی الله عنهما قالا بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم ابابکر رضی الله عنه مع براة فلما بلغ ضجنان سمع بغام ناقه علی فعرفه فاتاه فقال ما شانی قال خیر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعثنی ببراة فلما رجعنا انطلق ابوبکر رضی الله عنه الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله مالی قال خیر انت صاحبی فی الغار و انه لا یبلغ غیری او رجل منی یعنی علیا (اخرجه احمد و النسائی) ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔ جب ضجنان تک پہنچے تو جناب علی علیہ السلام کے ناقہ کی آواز کو سنا حضرت علی کو پہچان کر ان کے قریب گئے اور پوچھا مجھے کیا ارشاد ہوا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا خیر ہے۔ حضرت نے مجھے سورہ برات لے جانے کے واسطے حکم دیا ہے۔ پس جب ہم لوٹ کر سرکار کے حضور میں حاضر ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے کیا کوئی حکم ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا تم میرے رفیق غار ہو۔ سوا اس کے کوئی اور بات نہیں کہ میرے سوا یا میرے گھر کے آدمی کے سوا کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا تھا۔

(۶) عن علی قال لما نزلت عشر ایات من براة علی النبی صلی الله علیه وسلم دعا ابابکر فبعثه بها لیقرء ها علی اهل مکة ثم دعانی فقال لی ادرک ابابکر فحیث ما لقیة فخذ الکتاب فاذهب به الی اهل مکة فاقرء علیهم فلحقة بالجحفة فاخذت الکتاب منه و رجع ابوبکر فقال یا رسول الله انزل فی شئی قال لا ولکن جبریل جاء

نبی فقال لا یودی عنک الا انت او رجل منک (اخرجه احمد و النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سورہ برات کی دس آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ آیتیں دے کر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا۔ کہ وہ جا کر سورہ برات ان کو سنائیں۔ پھر حضرت نے مجھے بلوا کر اشارہ کیا جاؤ ابوبکر جہاں پر ہوں ان سے کاغذ لے لو مکہ والوں کو تم جا کر یہ سورت سناؤ میں ان سے جحفہ میں جا ملا اور ان سے خط لے لیا ابوبکر جب واپس آئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں لیکن جبرائیل علیہ السلام نے آ کر مجھ سے کہا ہے کہ آپ کی جانب سے ہرگز کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ مگر یا تو خود آپ یا کہ وہ آدمی جو آپ کا ہے۔

(۷) عن علی النبی صلی الله علیه وسلم حین بعثة قال انی لست باللسن و لا با لخطیب قال ما بدلی ان اذهب بها انا او یذهب بها انت قال فان کان و لا بد فاذهب انا قال انطلق فان الله لیسدد لسانک و یهدی قلبک قال ثم وضع یده علی فیه (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سورہ برات کے ساتھ روانہ کیا میں نے عرض کیا نہ تو میں زبان آور ہوں اور نہ مقرر فرمایا بجز اس کے چارہ نہیں اس سورت کو یا میں لے جاؤں یا تم لے جاؤ علی نے عرض کیا جبکہ چارہ نہیں تو میں ہی لے جاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو سیدھا کر دے گا اور تمہارے دل کو ہدایت کرے گا۔ پھر حضرت نے اپنا ہاتھ ان کے یعنی میرے منہ پر رکھا۔

تنبیہ: قال الزهری رحمة الله علیه ان امر النبی صلی الله علیه وسلم علیا ان یقرء ببرائة علی اهل مکة لان عادت العرب ان لا یتولا العهود و المواثیق الا بسید القوم او زعیمه او رجل من اهل بیة یقوم مقامه کاخ او ابن عم فما جرا هم علی عادتهم (تذکره خواص الامه و ریاض النضره) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برات دے کر اس لیے جناب امیر کو مکہ کی طرف بھیجا۔ کیونکہ عرب کی

عادت ہے کہ عہد اور مواثیق قبیلہ کے سردار یا اس کے شریک یا اس کے گھر کے آدمی کے سوا جو اس کا قائم مقام ہو سکے مثل بھائی کے یا ابن عم کے نہیں کرتے پس حضرت نے بھی انہیں کی عادت کے موافق اپنے ابن عم کو برات دے کر بھیجا۔

حضرتؐ نے فرمایا مجھ سے کوئی ادا نہیں کر سکتا مگر خود میں اور علیؑ

(۱) عن حبشی بن جنادة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی منی و انا منه و لا یودی عنی الا انا او علی (اخرجه احمد و الترمذی و النسائی و البغوی و ابن ابی عاصم و ابن قانع و الضیا و الباوردی و الطبرانی و ابن ماجة و ابن ابی قیبة و الحافظ و الدمشقی) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا مجھ سے کوئی ادا نہیں کر سکتا مگر خود میں یا علی۔ علیہ السلام

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی منی و انا منه ولا یئو دی عنی الا انا او علی (اخرجه الدیلمی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرا ہے میں علی کا ہوں مجھ سے کوئی ادا نہیں کر سکتا مگر خود میں یا علی۔

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کی طرف سے امانتوں کا ادا کرنا

(۱) عن ابی رافع فی هجرة النبی صلی الله علیه وسلم قال و خلفه النبی صلی الله علیه وسلم یعنی علیا یخرج الیه باهله و امره ان یئودی عنه امانة و وصایا من کان النبی صلی الله علیه وسلم یو صی الیه و کان یو تمن علیه من مالها فاوی علیه امانة کلها (اخرجه ابن الاثیر فی اسد الغابه) ابو رافع رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مبارک کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے ان کو یعنی علی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا اپنے اہل کے ساتھ مدینہ کو آئیں اور امر کیا کہ جن لوگوں نے اپنی امانتیں اور وصیتیں حضرت کے پاس رکھی

ہوئی تھیں ان کو ان کے مالکوں کو سب ادا کر آئیں۔

جناب امیرؑ کا حضرت کے قرضوں کا ادا کرنا

(۱) عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی یقضی دینی (اخرجه البزار) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی میرے قرض کو ادا کرے گا۔

(۲) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت تغسل جثتی و تئو دی دینی و توا رینی فی حفرتی و تفی بذمتی و انت صاحب لوائی فی الدنیا و الاخرة (اخرجه الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم ہمیں غسل دو گے اور ہمارے قرض کو ادا کرو گے اور ہمیں قبر میں رکھو گے اور ہمارے ذمہ کو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار رہو۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ینجز و عدتی و یقضی دینی (اخرجه الدیلمی) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور وہ تیرے قرض کو ادا کرے گا۔

جناب امیرؑ کا حضرت صلعم کے وعدوں کو پورا کرنا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ینجرو عدتی و یقضی دینی (اخرجه الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور میرے قرض کو ادا کرے گا۔

(۲) عن حبشی بن جنادة قال کنت جالسا عند ابی بکر فقال من کانت له عدة عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فلیقم فقام رجل فقال یا خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم و عدنی بثلاث حثیات من تمر فقال ارسلوا الی علی فقال یا ابا الحسن

ان هذا يزعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعده بثلاث حثيات من تمر فاحثها له (اخرجه بن السمان) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ کہنے لگے جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو کر بیان کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ حضرت نے مجھ سے تین لپ بھر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوبکر کہنے لگے جناب علی کو بلا لاؤ۔ جب وہ تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا اباالحسن یہ شخص خیال کرتا ہے۔ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپ بھر کر کھجور کے دینے کا وعدہ کیا تھا آپ اس کو دے دیں جناب امیر علیہ السلام نے اس کو تین لپ بھر کر دے دیں۔

جناب امیرؑ کا منجانب اللہ حضرت کی تائید کے لیے مخصوص ہونا

(۱) عن ابی الحمراء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى بى السماء نظرت الى ساق العرش الا يمن فرايت كتاب فهمة محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ايدة بعلى و نصرة به (اخرجه الملافى سيرة و قاضى عياض فى الشفا) ابوحمراء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شب معراج میں جب آسمان پر ہمارا گذر ہوا عرش مجید کے داہنی ساق پر لکھا ہوا پایا جس کے معنی ہمیں سمجھ میں آئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں ان کی تائید اور نصرت کے لیے علی پیدا کیے گئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال كنا عند النبى صلى الله عليه وسلم فاذا بطائر فى فيه موزة فالقا ها فى حجر النبى صلى الله عليه وسلم فاخذ ها فقبلها ثم كسرها فاذا فى جو فها دو دة مكتوب فيها بالا صفر لا اله الا الله محمد رسول الله نصرة بعلى (اخرجه نعيم و سمعانى و صاحب نزهه المجالس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں ایک طائر آیا اور اس کے منہ میں ایک سبز بادام تھا۔ طائر نے وہ بادام حضرت کی گود میں ڈال دیا۔ حضرت نے اس کو لے کر چوما پھر اس کو

توڑا اس کے بیچ میں سے ایک سبز رنگ کا کپڑا نکلا جس پر زرد خط سے لکھا ہوا تھا نہیں ہے کوئی معبود مگر خدا تعالی اور محمد اس کے رسول ہیں اور ہم نے ان کی مدد علی کے ساتھ مخصوص کی ہے۔

(۳) عن ابی هريرة فی قوله تعالی هو الذی ایدک بنصره و بالمومنين قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مكتوب علی العرش لا اله الا الله وحده لا شريک له محمد عبدی و رسولی ايدة بعلی بن ابی طالب (اخرجه ابو نعيم فی الحلية و السمعانی و السيوطی فی الدر المنثور) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں قول اللہ کے کہ اس نے تیری تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کے ساتھ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے کہ نہیں معبود سوا اللہ کے در آنحالیکہ وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں محمد میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے میں نے علی بن ابی طالب کے ساتھ اس کی تائید کی ہے۔

جناب امیر کا حضرت کی طرف صلح حدیبیہ کے روز کاتب صلح نامہ ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنه قال كان كاتب كتاب الصلح يوم الحديبية علی بن ابی طالب (اخرجه احمد) عبداللہ بن عباس رضی اللہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے عہد نامہ کے کاتب جناب امیر علیہ السلام تھے۔

(۲) قال عبدالرزاق قال معمر سالت عن الزهری فضحک و قال هو علی و لو سالت هئو لاء لقالوا هو عثمان يعنی بنو اميه (رياض النضره) عبدالرزاق اپنی کتاب مصنف میں لکھتے ہیں کہ معمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا صلح حدیبیہ کی کتابت کس نے کی ہے۔ وہ ہنس کر کہنے لگے جناب علی علیہ السلام تھے اگر تم ان لوگوں سے یعنی بنو امیہ سے پوچھو گے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

(۳) عن علقمة بن اسحاق قال قلت لعلی اتجعل بينک و بين ابن اكلة الا كباد حكما قال انی كنت كاتب رسول الله صلی الله عليه وسلم يوم الحديبية فكتبت هذا ما صالح عليه محمد رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال سهيل ابن عمر و لو

علمنا انه رسول الله صلی الله علیه وسلم ما قاتلناه امحها فقلت هو والله رسول الله صلی الله علیه وسلم و ان زعم انفک لا والله لا امحوها فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ارنی مکانها فاریة فمحا ها و قال اما مالک مثلها ستا یۃا مضطهدا (اخرجه النسائی) علقمہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کیا آپ اپنے اور جگر کھانے والی کے بیٹے (یعنی ہندہ مادر معاویہ کے جس نے جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر چبایا تھا) کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں۔ جناب امیر نے ارشاد کیا۔ کہ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلح نامہ کے لکھنے پر مامور ہوا۔ جب میں نے لکھا کہ یہ وہ امر ہے کہ جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ان سے لڑائی نہ کرتے تم اسے مٹا دو میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ بہ تحقیق اللہ کے رسول ہیں۔ تیرے ناک پر مٹی ڈالوں گا واللہ میں نہیں مٹاؤں گا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی ہمیں بتاؤ وہ کونسا مقام ہے میں نے حضرت کو وہ مقام بتا دیا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھا گیا تھا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا اور فرمایا۔ عنقریب تیرے لیے بھی ایسا ہی ہونے والا ہے اور تو بھی مغلوب ہو کر ایسا ہی کرے گا۔

حضرت کا جناب امیرؑ کو مسجد قبا کی بنا رکھنے کے لیے مخصوص فرمانا

عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال لما سال اهل قباء النبی صلی الله علیه وسلم یبنی لهم مسجدا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام ابوبکر رضی الله عنه فرکبها فلم تنبعث فرجع فقعد فقام عمر رضی الله عنه فرکبها فلم تنبعث فرجع فقعد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا صحابه لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام علی فلما وضع رجله فی عرز الرکاب فتنبعث قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارخ زما مها و ابنوا علی مدار ها فانها ما موره (اخرجه الطبرانی فی الکبیر خلاصة الوفا للسمهودی و حذب القلوب الشیخ عبدالحق

محدث الدهلوی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قباء کے رہنے والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد کی بنیاد ڈالنے کے لیے استدعا کی آپ نے ارشاد کیا تم میں سے کوئی شخص اس ناقہ پر سوار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ناقہ پر سوار ہوئے مگر اونٹنی نہ اٹھی وہ واپس آ کر بیٹھ گئے۔ بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اونٹنی نے حرکت نہ کی۔ وہ بھی چلے آئے اور بیٹھ گئے۔ تب حضرت نے پھر ارشاد کیا تم میں سے کوئی اس ناقہ پر سوار ہو۔ اس مرتبہ جناب علی علیہ السلام اٹھے اور رکاب میں پاؤں ڈالا ہی تھا۔ کہ اونٹنی کود کر کھڑی ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کی باگ چھوڑ دو یہ مامور ہے یعنی جہاں تک خدا کا حکم ہوگا کہ یہ دورہ کرے گی وہاں تک بنیاد رکھو۔

حضرت کا جناب امیرؑ کو لوگوں کی تہدید کے لیے مخصوص فرمانا

(۱) عن المطلب بن عبدالله بن حنطب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو فد ثقیف حین جاء ہ مسلمین لتنبهن او لا بعثن علیکم رجلا مثلا نفسی فلیضر بن اعنا قکم و لیسبین ذرا بکم و لیا خذن اموالکم قال عمر فوالله ما تمنیت الا مارۃ الا یومئذ فجعلت انصب صدری رجاء ان یقول هو هذا قال فالتفت الی علی فاخذ بیده و قال هو هذا (اخرجه عبدالرزاق و ابو عمر. و ابن السمان)

مطلب بن عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بنی ثقیف کے قاصد سپردگی کے لیے آئے حضرت نے ان سے فرمایا تم باز آ جاؤ ورنہ تم پر ایک مجھ سا آدمی برانگیختہ کیا جائے گا وہ تمہاری گردن کاٹ ڈالے گا۔ اور تمہارے بچوں کو لونڈی اور غلام بنائے گا اور تمہارا مال لوٹ لے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے اس دن کے سوا کبھی امیر ہونے کی خواہش نہیں کی اس امید پر۔ میں نے اپنا سینہ ابھارا کہ شاید حضرت فرماویں کہ وہ یہ شخص ہے لیکن حضرت جناب علی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے وہ یہ شخص ہے۔

(۲) عن زید بن نفیع قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لتنبهن بنو ولیعة او لا بعثن رجلا کنفسی یمضی فیهم امری یقتل المقاتلة و یسبی الذریة قال فقال ابو ذر فما اعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی فقال من تراہ یعنی من تعنی قال لا اعنیک و لکن خاصف النعل یعنی علیا (اخرجه احمد فی المناقب) یزید ابن نفیع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے کہ بنو ولیعہ باز رہیں ورنہ میں ان پر ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو میری جان کی مانند ہے ان میں میرا حکم جاری کرے گا اور ان کے بچوں کو لونڈی غلام بنائے گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی ازاد بند کے پیچھے سے محسوس ہوئی۔ حضرت سے عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ ہماری مراد تم سے نہیں بلکہ جوتا سینے والے یعنی علی علیہ السلام سے ہے۔

(۳) عن منصور بن ربعی بن فراش قال حدثنا علی بالرحبة قال لما کان یوم الحدید خرج لنا ناس من المشرکین منهم سهیل ابن عمر و فقالوا یا رسول الله خرج الیک ناس من ابنائنا و اخواننا و رقابنا فارددهم الینافقال النبی صلی الله علیه وسلم یا معشر قریش لتنبهن او لیبعثن الله علیکم رجلا من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن الله قلبه علی الایمان فقالوا من هو یا رسول الله قال هوخاصف النعل و کان اعطی علیا نعله یخصفها قال فالتفت الینا علی فقال او ما سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم من کذب علی متعمد افلیتبوا مقعده فی النار قال احمد او لجنه فی النار (اخرجه احمد و النسائی و قال الترمذی حسن صحیح) منصور بن ربعی بن فراش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے رحبہ میں بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز چند مشرک ہمارے پاس آئے ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے یارسول اللہ ہمارے بیٹوں اور غلاموں اور بھائیوں میں سے چند اشخاص آپ کی خدمت میں چلے آئے ہیں۔ آپ انہیں ہمارے پاس لوٹا دیں۔ حضرت نے فرمایا اے قریش

کے لوگو تم باز آ ؤ ورنہ خدا تعالیٰ تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تلوار سے تمہاری گردن کاٹے گا۔ بہ تحقیق خدا تعالیٰ نے ایمان پر اس کے دل کا امتحان کر لیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے حضرت نے فرمایا وہ جوتا سینے والا ہے۔ اور حضرت علی کو جوتا سینے کے لئے دیا ہوا تھا۔ پھر جناب امیرؑ ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کیا میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مجھ پر دانستہ جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔ امام احمد سے روایت ہے کہ وہ دوزخ میں دھکیلا جائے گا۔

(۴) عن علی قال جاء اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک و حلفا و ک و ان نا سا من عبیدنا قدا توک لیس فیھم رغبة فی الدین انما فروا من ضیاعنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک و حلفاء ک ثم قال العمر ما تقول قال صدقوا لجیر انک و حلفاء فتغیرو وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال یا معشر قریش و الله لیبعثن الله علیکم رجلا قد امتحن الله قلبه بالا یمان فلیضربنکم علی الدین قال ابوبکر انا ھو یا رسول الله قال لا قال عمر انا ھو یا رسول الله قال لا قال ولکن ھو الذی یخصف النعل و کان اعطی علیا نعله یخصفھا (اخرجه النسائی و ابو دائود) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قریش کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے یا محمد ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں ہمارے غلام آپ کی خدمت میں آ گئے ہیں جن کو امور دین میں کچھ بھی رغبت نہیں وہ ہمارے کھیتوں سے بھاگے ہیں آپ ہمیں واپس دے دیں حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمایا تم اس کی بابت کیا کہتے وہ کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ حضور کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں پھر حضرت نے جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تم کیا کہتے ہو وہ بھی کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ یہ لوگ حضور کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا پھر آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آ ؤ واللہ تم پر خدا ایسے ایک آدمی کو بھیجے گا کہ جس کے دل کو

خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ تمہیں دین کے لیے قتل کرے گا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔ اور علی کو جوتا سینے کے لیے دیا ہوا تھا۔

(۵) عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لتنبهن بنو ولیغة او ابنو وکیعة او لیبعثن علیکم رجلا کنفسی فیقتل المقاتله و یسبی الذر ثه فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی فقال من تعنی قال فاصف النعل و علی یخصف نعلا (اخرجه احمد و النسائی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ بنو ولیغہ یا بنو وکیعہ باز رہیں ورنہ ان پر ایک ایسا آدمی بھیجا جائے گا کہ وہ میری جان جیسا ہے وہ ان سے لڑے گا اور ان کے بچوں کو لونڈیاں غلام بنائے گا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی پیچھے سے میرے ازار بند کے پاس مجھے محسوس ہوئی وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں فرمایا جوتا سینے والے سے اور علیؑ جوتا سی رہے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پیش گوئی عہد عتیق میں

(یسعیا نبی کی کتاب کے باب ۱۳۔ آیت ۲۰) میں ہے کہ بابل گاہے آباد نخواہد شد و پشت در پشت گاہے معمور نخواہد گردید۔ آنجا عرب خیمہ نخواہد۔ یعنی بابل کا شہر ایسا برباد و ویران ہوگا کہ عرب کے لوگ وہاں خیمہ استادہ نہ کریں گے۔

یہ پیش گوئی جناب امیر علیہ السلام سے پوری ہوئی۔ روضۃ الصفا و دیگر کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ معاویہ کی لڑائی کے لیے صفین کو تشریف لے چلے تو جب نخیلہ سے کوچ فرما کر بابل پہنچے اس وقت آپ کی فوج نے عرض کیا نماز عصر قریب ہے اگر آپ فرما دیں تو ہم اپنے خیمہ یہاں پر ایستادہ کریں حضرت نے فرمایا یہاں خیمہ استادہ مت کرو یہ خدا کا مغضوب شہر ہے اس جگہ سے روانہ ہو جاؤ۔

محمد خاوندشاہ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں۔ روز چہارم طبل رحیل کوفتہ از نخلیہ کوچ کردند۔ و چون بحوالی

مدینہ بابل رسیدند امیر المومنین علی فرمود کہ این شہر لیست کہ بکرات و مرات معمود و مدروس گشتہ باید کہ چہار پایاں راتعجیل برانید کہ نماز دیگر برخارج این دیار بگذاریم وخلائق در سیر مسارعت نمودہ چون از مدینہ بابل بیرون رفتند از مراکب فرود آمدواقتداء بامام المسلمین کردہ بادائے صلوۃ عصر قیام نمودند انتہی کلامہ پس یسعیا نبی کا نوشتہ جناب امیر علیہ السلام سے پورا ہوا کہ بابل میں عرب اپنا خیمہ استادہ نہ کریں گے۔ چنانچہ اسی غرض کے لیے اس مقام پر جناب امیر علیہ السلام کے واسطے حضرت یوشع بن نون کی طرح سے ردشمس بھی واقع ہوا ہے۔ چنانچہ مطالب السؤل میں علامہ کمال الدین محمد بن طلحۃ الشافعی علیہ الرحمۃ اور علامہ یوسف الکنجی الشافعی کفایت الطالب میں لکھتے ہیں۔ و بعد النبی حین ارادا ان یعبر الفراۃ ببابل و اشتغل کثیر من اصحابہ بتغییر دوا بھم و صلی علی مع طائفۃ من اصحابہ العصر و فاتت الجمھور فتکلموا فی ذلک فلما سمع سال اللہ عزوجل فی ردھا لیجتمع کافۃ اصحابہ علی الصلوۃ فاجابہ اللہ تعالی و ردھا و کانت کما لھا وقت العصر فلما سلم اقوم غابت و سمع لھا و حبیب شدید ھال الناس و اکثر و التسبیح و التھلیل و الا ستغفار (انتھی کلامھما) یعنی ایک وفد اور بھی ردشمس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام کے لیے واقع ہوا جبکہ وہ فرات کے کنارے شہر بابل عبور کر رہے تھے ان کے اکثر دوست اپنی اپنی بار برداریوں کو فرات سے پار اتارنے میں مشغول تھے جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز اپنے وقت پڑھ لی۔ لیکن اکثر لوگ نماز سے رہ گئے۔ لوگوں نے اس کا چرچا کیا۔ جب جناب امیر نے سنا خدائے تعالی سے دعا کی تا کہ سب لوگ عصر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرسکیں خدا تعالی نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور آفتاب کو لوٹا دیا اور ٹھیک عصر کا وقت ہو گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ تمام قوم نے عصر کی نماز پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا۔ آفتاب غروب ہو گیا اور اس کے غروب ہونے سے ایک بہت مہیب آواز سنی گئی تمام لوگوں کے کلیجے دہل گئے اور تسبیح وتہلیل اور استغفار کثرت سے پڑھنے لگے۔

جناب امیر کا حق امت محمدیہ پر

(۱) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی المسلمین حق الوالد علی الولد (اخرجه الحاکم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر علی کا حق ایسا ہے جیسے کہ باپ کا بیٹوں پر۔

(۲) عن جابر بن عبداللہ و ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی علی ھذہ الامة کحق الوالد علی ولد (اخرجه الدیلمی) جابر بن عبداللہ اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کا اس امت پر حق ایسا ہے جیسے کہ والد کا بیٹے پر۔

خدا اور جبرائیل کا جناب امیرؑ سے راضی ہونا

(۱) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیا جیشا فلما قدم قال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ و رسوله و جبریل عنک راضوان (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع) ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک فوج میں روانہ کیا جب وہاں سے تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول اور جبریل تجھ سے راضی ہیں۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھو عنه راض (اخرجه البخاری) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے وہ جناب امیر سے ہمیشہ خوش رہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا محبوب خدا ہونا

(۱) عن سفینه قال اھدت امراة الانصار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیرین

بین رغیفین فقدمت الیه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم ائتنی با حب خلقک الیک و الی رسولک فاذا بالباب علی فدخل فالکل معه (اخرجه احمد فی المناقب و الطبرانی فی معجم الکبیر فی مسند سفینه) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری عورت دو مرغ روٹیوں پر رکھ کر بطور ہدیہ کے لائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے میرے پروردگار جو شخص کہ سب خلقت سے تیرے اور تیرے رسول کے نزدیک بہت پیارا ہو اسے میرے پاس بھیج دے ناگہاں دروازہ کھول کر جناب امیر داخل ہوئے اور حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے۔

(۲) عن انس بن مالک ان النبی صلی الله علیه وسلم کان عنده طائر فقال اللهم ائتنی باحب خلقک الیک یا کل معی من هذا الطائر فجاء ابوبکر فرده ثم جاء عمر فرده ثم جاء علی فاذن له (اخرجه النسائی فی الخصائص و الطبرانی فی الکبیر فی مسانید انس بن مالک) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرغ پکا ہوا تھا حضرت نے فرمایا اے میرے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہو اسے میرے پاس بھیج دے کہ وہ میرے ساتھ اس کے مرغ کھانے میں شریک ہو۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے ان کو لوٹا دیا پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے ان کو بھی لوٹ دیا پھر جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے انہیں داخل ہونے کا اذن دیا۔

(۳) عن محمد بن عمر بن علی قال حدثنی ابی عن جده علی قال اهدی لرسول الله صلی الله علیه وسلم طیرا یقال له الحباری فوضع بین یدیه و کان انس بن مالک یحجبه فرفع النبی صلی الله علیه وسلم یداه الی الله فقال للهم ائتنی باحب خلقک الیک یا کل معی من هذا الطیر قال انس فجاء علی فاستاذن فقال له انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم علی حاجة ثم اعاد رسول الله صلی الله علیه وسلم الدعا فجاء علی فرد ہ انس فرجع ثم دعا الثالث فجاء فدخله فلما دعا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما مجیئک یا علی قال ھذہ اخر ثلث کرات یردنی انس انہ یزعم انک علی حاجۃ قال یا انس ما حملک علی ما صنعت قال سمعت دعائک فاحببت ان یکون فی رجل من قومی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل قد یحب قومہ فاکل معہ ثم خرج علی فقال انس فقلت یا ابا الحسن استغفرلی فان لی الیک ذنبا و ان الی الیک بشارۃ فاخبرہ بما کان ما دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ و استغفر لی و رضی عنی (اخرجہ ابو حاتم) محمد بن عمر بن علی اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے ناقل ہے کہ کوئی شخص حضرت کے پاس ایک مرغ حباری پکا کر ہدیہ لایا جب حضور کے سامنے رکھ گیا حضرت نے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کی اے میرے پروردگار جو شخص کہ تجھے تمام خلقت سے محبوب ہو اسے میرے پاس بھیج دے تا کہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ناگہاں جناب علی تشریف لائے اور اندر آنے کا اذن طلب کیا انس نے ان کو لوٹا دیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مصروف کار ہیں پھر دوبارہ حضرت نے دعا کی اور علی تشریف لائے انس نے پھر ان کو واپس کر دیا حضرت نے پھر دعا کی اور علی تشریف لائے انس رضی اللہ عنہ نے ان کو اندر جانے دیا۔ حضرت نے فرمایا یا علی تم دیر سے کیوں آئے عرض کیا یہ تیسری مرتبہ حاضر ہوا ہوں انس نے مجھے لوٹا دیا کہ حضرت مصروف کار ہیں۔ حضرت نے انس سے کہ تم نے ایسا کیوں کیا انس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے حضور کی دعا سنی تھی مجھے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ یہ دعا میری قوم کے کسی آدمی کے لیے ہو پس حضرت نے کہا ہر ایک آدمی اپنی قوم سے محبت رکھتا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر جناب علی حضرت کے ساتھ شریک طعام ہوئے اور جب فارغ ہو کر باہر نکلے تو میں نے عرض کیا یا ابا الحسن میں نے آپ کا قصور کیا ہے آپ مجھے معاف فرما دیں اور آپ کے لیے میں ایک بشارت رکھتا ہوں پس حضرت کی دعا سے میں نے ان کو خبر دار کیا وہ خدا کا شکر بجالائے اور میرے لیے استغفار کی۔ اور مجھ سے راضی ہو گئے۔

عن ابن عباس قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطیر اللھم ائتنی باحب خلقک

الیک فجاء علی فقال و الی و کل (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت کے پاس کوئی ایک مرغ لایا حضرت نے دعا کی اے میرے پروردگار اپنی سب خلقت سے اپنے محبوب کو میرے پاس بھیج دے پس علی حاضر ہوئے آپ نے فرمایا میرے پاس آؤ اور کھاؤ (۱)۔

(۵) عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم خيبر لا عطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله فلما اصبح الناس غدو اعلى رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم يرجون ان يعطا ها فقال اين علی فقالوا هو يا رسول الله يشتكى عينيه قال فارسلوه اليه فاتى به فبصق فی عينيه فبرء حتى كان لم يكن به وجع فاعطاه الراية فقال علی يا رسول الله اقاتلهم حتى يكونوا مثلنا قال انفذ على سلكک حتى تنزل بساحتهم ثم ادعهم الى الاسلام و اخبر هم بما يجب عليهم من حق الله فيه فوالله لا يهدى الله بک رجلا واحدا خير لک من ان يكون لک حمر النعم (اخرجه البخاری و المسلم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز ارشاد فرمایا کہ کل ہم یہ علم ایسے ایک آدمی کو دیں گے جس کے ہاتھوں سے اللہ فتح دے گا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔ جب صبح ہوئی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص علم کے ملنے کی آرزو رکھتا تھا

---

(۱) قال ابن الكثير فی تاريخه رايت كتابا الف الطبری و جمع فيه طرق حديث الطير ابن کثیر لکھتا ہے کہ میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جس کو علامہ جریر طبری نے تالیف کیا ہے اور اس میں حدیث طیر کے طرق کو جمع کیا ہے۔

قال الحافظ الذهبی فی مفتاح كنز الدرايت فی ذكر صحيح عبدالله بن الحاكم و اما حديث الطير فله طرق كثيرة جداً قدا مردتها بمصنف و مجموعها و يوجب ان الحديث لما صل حافظ ذہبی مفتاح کنز الروایۃ میں بذیل ذکر صحیح عبداللہ بن الحاکم کے لکھتے ہیں کہ روایت کے طیر کے بہت سے طریقے ہیں۔ ان کے مجموع سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور یہ واقعہ بے اصل نہیں۔

حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا ان کی آنکھوں میں آشوب ہے حضرت نے فرمایا ان کو بلا بھیجو۔ پس وہ حضرت کے پاس لائے گئے حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا وہ بالکل اچھی ہوگئیں گویا کہ درد تھا ہی نہیں پھر حضرت نے ان کو علم دیا۔ علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان سے لڑوں تاکہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں حضرت نے فرمایا سیدھے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں جا اترو پھر ان کو اسلام کی دعوت کرو اور جو کچھ کہ ان پر خدا کا حق واجب ہے۔ اس سے ان کو اطلاع دو پس واللہ اگر تیرے ذریعہ سے خدا ایک آدمی کو بھی ہدایت کرے تو تیرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہے۔

تنبیہ: پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محبوب خدائے تعالیٰ تھے اور محبت من اللہ عبادت ہے کثرت ثواب سے۔ چنانچہ امام نودی علیہ الرحمۃ شرح منہاج میں لکھتے ہیں۔ **و محبت الله تعالی لعبده تمكنه من طاعة و عصمة و توفيقه و تيسيرا الطاقه و هدايه و افاضة بر حمه عليه هذا مباديها و انما غايتها فكشف الحجب عن قلبه حتى يراه ببصيرة فيكون كما قال في الحديث الصحيح لا يزال العبد يتقرب الى بالنوافل حتى احبه فانا احبة كنت سمعه الذى يسمع به و بصرى الذى يبصر به** اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بندہ کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی محبت کرنے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کو عبادت پر قادر کرتا ہے اور عصمت کی تشریف سے مشرف فرماتا ہے اور امتثال اوامر کی توفیق دیتا ہے اور اپنے الطاف اس کے حق میں سہل کر دیتا ہے اور راہ ثواب کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور اپنی رحمت کو اس پر افاضہ فرماتا ہے۔ یہ تمام امور مبادی محبت الٰہی ہیں اور اس محبت کی غایت یہ ہے کہ اس کے دل کے پردے کھول دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بصیرت سے اپنے معبود کو دیکھتا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جب میرا بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے تو میں اس کو دوست بناتا ہوں اور جب میں اس کو دوست بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں کہ وہ ان سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ اس سے دیکھتا ہے۔

جناب امیر کا محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

(۱) عن جميع بن عمير التيمي قال دخلت مع عمتي على ام المومنين عائشة رضي الله عنها تعالى فسالت اى الناس كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت من النسائي فاطمة و من الرجال زوجها (اخرجه الترمذي) جمیع بن عمیر التیمی کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا میں نے ان سے پوچھا لوگوں میں سے کون زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا کہنے لگیں عورتوں میں سے فاطمہ اور مردوں میں ان کا شوہر۔

(۲) عن عروة قال قلت لعائشة رضى الله عنها من كان احب الناس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت على فقلت اى شئى كان سبب خروجك عليه قالت لم تزوج ابوك امك قلت ذلك من قدر الله قالت و كان ذلك من قدر الله (اخرجه المتقى فى كنز العمال) عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب لوگوں سے کون حضرت کا پیارا تھا فرمایا علی میں نے کہا پھر ان پر آپ کی چڑھائی کا سبب کیا تھا فرمانے لگیں تیرے باپ نے تیری ماں سے کیوں شادی کی تھی میں نے کہا خدا کی تقدیر یہی تھی۔ کہنے لگیں وہ بھی خدا کی تقدیر تھی۔

(۳) عن مجمع قال دخلت مع امى على ام المومنين عائشة رضى الله عنها عن سرها يوم الجمل فقالت كان قدرا من الله و سالتها عن على قالت سالت عن احب الناس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم (اخرجه الطبرانى فى الرياض النضره) مجمع رضی اللہ عنہ ناقل ہے کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور جنگ جمل کی وجہ پوچھی فرمانے لگیں یہ خدا کی تقدیر تھی۔ پھر میں نے جناب امیرؑ کی نسبت پوچھا فرمانے لگیں تو نے ایسے شخص کی نسبت پوچھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔

(۴) عن النعمان بن بشير قال استاذن ابوبكر رضی الله عنه على النبی صلی الله عليه وسلم فسمع صوت عائشة رضی الله عنها عاليا و هی تقول والله لقد علمت ان عليا احب اليک من ابی فاهوی ابوبكر رضی الله عنه ليلطمها و قال يا بنت فلانة اراک ترفعين صوتک على رسول الله صلی الله عليه وسلم فامسک رسول الله صلی الله عليه وسلم و خرج ابوبكر رضی الله عنه مغضبا فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم كيف رايتنی انقذتک من الرجل ثم استاذن ابوبكر رضی الله عنه بعد ذلک و قد اطلح رسول الله صلی الله عليه وسلم و عائشة فقال اد خلانی فی السلم كما اد خلتما فی الحرب فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم قد فعلنا (اخرجه النسائی فی الخصائص) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چلاتے ہوئے سنا کہ حضرت سے کہہ رہی تھیں کہ خدا کی قسم ہے میں جانتی ہوں میرے باپ سے آپ کو علی زیادہ عزیز ہیں۔ حضرت ابوبکر نے بڑھ کر قصد کیا کہ ان کو طمانچہ لگائیں اور کہنے لگے اے فلانے کی بیٹی حضرت پر چلاتی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کو پکڑ لیا ابوبکر خفا ہو کر باہر نکل گئے۔ حضرت نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا کیوں ہم نے اس آدمی سے تجھے کیسا بچایا۔ پھر اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر اجازت مانگی اور حضرت کی ام المومنینؓ سے صلح ہو چکی تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھ کو صلح میں بھی شامل کریں جس طرح سے کہ میں آپ کے جھگڑے میں دخیل ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا ہم نے آپ کو بھی صلح میں شامل کر لیا ہے۔

(۶) عن بريده قال كان احب نسائی الی رسول الله صلی الله عليه وسلم فاطمة و من الرجال علی (اخرجه الترمذی) ترمذی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب عورتوں سے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری تھیں اور سب مردوں سے جناب علی۔

(۷) عن معاوية ابن ثعلبة قال جاء رجل الی ابی ذر و هو فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا ابا ذرا لا تخبرنی باحب الناس الیک فانی اعرف ان احب الناس الیک احبهم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ای و رب الکعبة احبهم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم هو ذاک الشیخ و اشار الی علی (اخرجه محب الطبری فی الریاض) معاویہ بن ثعلبہ ناقل ہیں کہ ایک شخص نے حضرت کی مسجد میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے اباذر کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ سب لوگوں سے آپ کو کون زیادہ پیارا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جو سب سے تم کو زیادہ عزیز ہوگا وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عزیز ہوگا۔ ابوذر کہنے لگے حضرت کو سب سے زیادہ عزیز رب کعبہ کی قسم یہ شیخ ہیں۔ اور اشارہ جناب امیر کی طرف کیا۔

(۸) عن ابن عباس رضی الله عنه قال ان علیا دخل علی النبی صلی الله علیه وسلم فقام الیه و قبل ما بین عینیه فقال العباس اتحب هذا یا رسول الله فقال یا عم و الله لله اشد حبا منی ان الله جعل ذ ریة کل نبی فی صلبه و جعل ذریتی فی صلبه (اخرجه ابو الخیر الحاکمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے حضرت ان کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کو پیارے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لیے مجھے یہ نہایت پیارے ہیں پروردگار نے ہر ایک نبی کی اولاد اسی کی صلب سے پیدا کی ہے اور میری اولاد اس کی صلب سے پیدا کی ہے۔

(۹) عن ام عطیة قالت بعث النبی صلی الله علیه وسلم جیشا و امر علیا علیهم فسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم و هو رافع یدیه یقول اللهم لا تمتنی حتی ترینی علیا (اخرجه الترمذی) ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ میں سن رہی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا

کررہے تھے یا اللہ جب تک کہ تو مجھے علی کو نہ دکھائے تب تک مجھے مت ماریو۔

(۱۰) عن ام المومنین عائشة رضی الله عنها قالت لما حضر رسول الله صلی الله علیه وسلم الموت قال ادعو الی حبیبی فدعوت له ابابکر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعو الی حبیبی فدعوت له عمر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعو الی حبیبی ویلکم ادعو اله علیا فوالله ما یرید غیره فلما راه اخرج الثوب الذی کان علیه ثم ادخله فیه فلم یحتضنه حتی قبض و یده علیه (اخرجه الدار قطنی) جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آ گیا حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر اپنا سر اقدس بالین پر رکھ دیا۔ اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی دیکھا اور دیکھ کر سر اقدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہے تم پر علی کو بلاؤ واللہ حضرت ان کے سوا کسی دوسرے کو طلب نہیں کرتے۔ جب حضرت نے ان کو دیکھا اس کپڑے کو جو حضرت اوڑھے ہوئے تھے اٹھا دیا اور جناب علی علیہ السلام کو اس کے اندر لے لیا۔ حضرت کے انتقال فرمانے تک آپ ان کو سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔

(۱۱) عن عکرمة لما زوج رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فاطمة قال لها امرت ان لا انکحک بما حب اهلی الی (اخرجه عبدالرزاق فی جامعه) عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا تھا تیرا نکاح اس سے کروں جو سب میرے اہل سے مجھے محبوب ہے۔

(۱۲) عن اسامة بن زید عن ابیه قال اجتمع علی و جعفر و زید بن حارثه فقال جعفر انا احبکم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال علی انا احبکم الی رسول الله

صلى الله عليه وسلم و قال زيد انا احبكم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فانطلقو ابنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فنساله قال و استاذ نوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم و انا عنده قال اخرج فانظر من هئولاء فخرجت ثم جئت فقلت هذا جعفر و على و زيد بن حارثة يستاذ نون قال ايذن لهم فدخلوا فقالوا يا رسول جئناک نسالک من احب الناس اليک قال فاطمة قالوا انما نسالک عن الرجال قال اما انت يا جعفر فيشبه خلقک خلقي و خلقک خلقي و اما انت يا زيد من شجرتي و اما انت على فختني و ابو ولدى و احب القوم الى (اخرجه الخوارزمي في المناقب) اسامہ بن زید اپنے والد ماجد سے رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ ایک مقام پر جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور علی علیہ السلام مجتمع تھے۔ جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تم سب سے حضرت کو پیارا ہوں زید بن حارثہ کہنے لگے تم سب سے حضرت کو پیارا ہوں۔ علی علیہ السلام کہنے لگے میں زیادہ عزیز ہوں۔ باہم یہ مشورہ ٹھہرا کہ چلو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں۔ دروازہ پر آ کر اذن طلب کیا میں اس وقت حاضر خدمت تھا مجھ سے ارشاد ہوا باہر دیکھو کہ کون لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا جعفر اور زید اور علی ہیں۔ اجازت چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا آنے دو جب وہ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا فاطمہ انہوں نے عرض کیا ہم عورتوں کی نسبت نہیں پوچھتے بلکہ مردوں کی نسبت عرض کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے جعفر تیرا خلق اور خلقت میری مشابہ ہے اور اے زید تو میرے شجرہ میں سے ہے اور اے علی تو میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ اور سب سے زیادہ مجھے پیارا ہے۔

شب معراج میں جناب امیر کی آواز سے خدا پاک کا حضرت کے ساتھ متکلم ہونا

(۱) عن عبدالله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم و سئل باى

لغت خاطبک ربک لیلة المعراج فقال خاطبنی ربی بلغت علی فقلت یا رب خاطبتنی انت ام علی فقال یا احمد انا شئی لیس کا لا شیاء و لا اقاس بالناس ولا واصف بالا شیاء خلقتک من نوری و خلقت علیا من نورک فا طلعت علی سرائو قلبک فلم اجد الی قلبک احب من علی بن ابی طالب فخا طبتک بلسانه کیما یطمئن قلبک (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا یارسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا۔ فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی۔ فرمایا اے احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے بس تیرے دل کے بھید پر واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تا کہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

(۲) عن علی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول و قد سئل بای لغة خاطبک ربک لیلة المعراج قال خاطبنی بلسان علی فقلت یا رب خاطبتنی ام علی فقال یا احمد انا شئی لا کا لا شیئا و لا اوصف بالشبهات خلقتک من نوری و خلقت علیا من نورک اطلعت علی سرائر قلبک ولم اجد فی قلبک احب من علی فخاطبتک بلسانه کیما تطمئن قلبک (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا۔ فرمایا علی کی آواز کے ساتھ مین نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا اے احمد میں ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاتا اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی

شے میرے مشابہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے میں تیرے دل کے بھید سے واقف ہوں۔ کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں۔ پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تا کہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

جناب امیرؑ کی ذات پر پروردگار کا مباہات کرنا

(۱) عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صف المهاجرين و الانصار صفين و اخذ بيد علي فمر بين الصفين فضحک فقال له رجل من ای شئی ضحكت يا رسول الله فداک ابی و امی قال هبط جبريل بان الله باها بالمهاجرين و الانصار على اهل السموات و باهی بی و بک حملة العرش يا علی (اخرجه ابو القاسم فی فضائل العباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی دو صفیں بنائیں اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں صفوں میں سے ہو کر گذرے اور تبسم فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کس وجہ سے ہنستے ہیں حضرت نے فرمایا جبرائیل نے نازل ہو کر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالی مہاجرین اور انصار کی وجہ سے اہل آسمان پر مباہات کرتا ہے۔ اور اے علی تیرے ساتھ حاملان عرش بھی مباہات یعنی فخر کرتے ہیں۔

(۲) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و عليها السلام قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية عرفه فقال ان الله عزوجل باهی بکم و غفر لکم عامه و لعلی خاصة و انی رسول الله غير محاب لقرابتی ان السعيد كل السعيد من احب عليا فی حيوة و بعد مماة و الشقی كل الشقی من ابغض عليا فی حيوة و بعد مماة (اخرجه الطبرانی و احمد و الديلمی عن ابن عمر) جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہا التحیۃ والثناء فرماتی ہیں کہ محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام عرفہ کی رات کو باہر

نکل کر فرمانے لگے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر ناز کرتا ہے اور تم کو عام طور پر بخش دیا ہے اور علی کو خاص طور پر بخشا ہے۔ میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو وحشت دلانے والا نہیں ہوں بے شک نیک بخت اور پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد ان سے محبت رکھتا ہے اور بد بخت اور پورا بد بخت وہی ہے جو علی سے ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد ان سے بغض رکھتا ہے۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عزوجل باهی بکم و غفر لکم عامه و لعلی خاصة و انی رسول الله الیکم غیر محاب لقومی هذا جبریل یخبرنی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیوة و بعد موة (اخرجه الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر فخر کرتا ہے اور تم کو بخش دیا ہے عام طور پر اور علی کو خاص طور پر میں خدا کا رسول ہوں اپنے قریبیوں کو وحشت دلانے والا نہیں بالتحقیق پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے ان کی زندگی میں اور ان کی موت کے بعد ان سے محبت رکھتا ہے۔

(۴) عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عزوجل یباهی بعلی کلیوم و الملائکة المقربین حتی یقول بخ بخ لک یا علی (اخرجه الدیلمی) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز فخر کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ شاباش یا علی۔

(۵) نقل الامام حجة الاسلام ابو حامد محمد الغزالی رحمة الله علیه فی کتابه احیاء العلوم ان لیلة بات علی علی فراش رسول الله صلی الله علیه وسلم اوحی الله الی جبریل و میکائیل فی اخیت منکما و جعلت عمر احد کما اطول فایکما یوثر صاحبه بالحیوة فاختار کلو احد منهما الحیوة فاوحی الله الیهما فلا کنتما مثل علی

اخية بينـه و بيـن محمد صلى الله عليه وسلم و بات على على فراشة يفديه بنفسه و يوثر بالحيوة فاهبطا الى الارض فاحفظاه من عدوه فنزل جبريل عند راسه و ميكائيل عـنـد رجليه ينادى بخ بخ لک من مثل يا على يباهى الله بک و الملائكة فانزل الله عـزوجل من يشرى نفسه ابتغاء مرضا اله والله رئوف بالعباد حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ جس شب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس پر جناب امیر علیہ السلام سو رہے تھے پروردگار عالم نے جبرائیل و میکائیل علیہما السلام سے ارشاد کیا ٹیں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے۔ پس تم دونوں میں کوئی ایسا ہے کہ اپنے بھائی کو اپنی عمر سے کچھ حصہ دے۔ دونوں آپنی ہی طول حیات کے مستدعی ہوئے۔ پروردگار نے فرمایا جاؤ تم علی کی مثل نہیں ہو میں نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے وہ اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر رہا ہے۔ تم زمین پر جا کر اس کے دشمنوں سے بچاؤ۔ پس جبرائیل ان کے سرہانے اور میکائیل ان کی پائنتی آ اترے اور پکارنے لگے شاباش اے علی تیرا مثل کوئی نہیں خدا اور فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی شب یہ آیت نازل ہوئی۔ لوگوں میں سے وہ آدمی بھی ہے کہ اپنی جان کو خدا کی رضا کے لیے بیچتا ہے اور اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر۔

(۲) نـقـل انـه قـال فـى مـجـلسة العام. سلونى قبل ان تفقدونى سلونى من عماد ون العـرش فـانـى اعـلـمهـا زقا زقا و بلكا بلكا فقال رجل من الحاضرين حيث ادعيت ذلک فـاخـبـرنـى ايـن جـبـريـل هذه الساعة فغطس قليلا و تفكر فى الا سرار ثم رفع راسة قـائلا انى طفت السموت السبع فلم اجد جبرئيل و اظنه انت ايها السائل فقال السـائـل بـخ بـخ لک مـن مثلک یا بن ابى طالب و ربک يباهى بک و الملائكة (كشف الـغـمـه) نقل ہے جناب امیر علیہ السلام مجلس عام میں فرما رہے تھے مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے تم مجھے گم کرو۔ پوچھو مجھ سے عرش کے ستونوں کا حال کہ میں ان کے تمام کوچوں سے واقف

ہوں۔ حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگا جبکہ آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے تو آپ مجھے بتائیں جبرائیل اس وقت کہاں ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے تھوڑی دیر تک سر جھکا کر اسرار میں تفکر کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ میں نے ساتویں آسمان کی سیر کی لیکن جبرائیل کو کہیں نہیں پایا میں گمان کرتا ہوں کہ اے سائل تو ہی جبرائیل ہے۔ سائل نے کہا شاباش اے ابن ابی طالب تیرا مثل کوئی نہیں تیرا رب اور فرشتے تجھ پر مباہات کرتے ہیں۔

جناب امیرؑ کی مودت کا عبادت ہونا

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی باب علمی و مبین لامتی ما ارسلت به من بعدی حبه ایمان و بغضه نفاق و مودة عبادة (اخرجه الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے لیے علم کا دروازہ ہے۔ اور اس بات کو کہ جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میری امت پر ظاہر کرنے والا ہے۔ اس کی محبت ایمان اور اس کا بغض نفاق اور اس کی دوستی عبادت ہے۔

جناب امیرؑ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہونا

تنبیہ: اخرج الطبرانی و الحاکم و ابن المغازلی عن ابن مسعود و عمران بن حصین و ابن عساکر عن ابی بکر الصدیق و عثمان بن عفان و معاذیة بن جبل و جابر بن عبدالله و انس و ثوبان و ام المومنین عائشه و الحاکم (عن ابی یعلی) و الدیلمی عن ابی هریرة و الخجندی و ابن السمان عن ام المومنین عائشة ان النبی قال النظر الی وجه علی عبادة نزل الابرار میں علامه بدخشی لکھتے ھیں که طبرانی اور حاکم اور ابن المغازلی (ابن مسعود اور عمران بن حسین سے) اور ابن عساکر (ابوبکر صدیقؓ اور عثمان بن عفانؓ اور معاذؓ بن جبل اور جابرؓ بن عبداللہ اور انسؓ اور ثوبانؓ اور

المومنین عائشہؓ سے) اور حاکم (ابن یعلی سے) اور دیلمی (ابو ہریرہ سے) اور خجندی اور ابن السمان (ام المومنین عائشہ صدیقہ سے) روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۱) عن عائشه رضی الله عنها قالت رایت ابابکر یکثر النظر الی وجه علی فقلت یا ابت انی رایتک تکثر النظر الی وجه علی فقال یا بنت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول النظر الی وجه علی عبادة (اخرجه ابن السمان) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے ہیں۔ فرمایا اے بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۲) عن عائشة رضی الله تعالی عنها قالت کان اذا دخل علینا و ابی عندنا لا یمل النظر الیه فقلت یا ابت انی رائیت قد تکثر النظر انت الی علی فقال یا بنت سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول النظر الی علی عبادة (اخرجه الخجندی) جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب جناب علی علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے پاس ہمارے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے۔ تو وہ جناب علی کے چہرہ سے اپنی نگاہ نہ ہٹاتے۔ میں نے ان سے کہا اے ابا جان کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے میری بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔

(۳) عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم النظر الی وجه علی عبادة (اخرجه اطبرانی و ابو الحسن و حاکم قال اسناده حسن) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۴) عن معاذة الغفارية قالت كان لی انس الی النبی صلی الله علیه وسلم اخرج معه فی الا سفار و اقوم علی المرضی و ادا وی الجرحی فدخلت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیت عائشة و علی خارج من عنده فسمعة یقول یا عائشة ان هذا احب الرجال الی و اکرمهم علی فا عرفی له حقه و اکرمی مثواه فلما ان جری بینها و بین علی ماجرا رجعت عائشة الی المدینة فدخلت علیها فقلت لها یا ام المومنین کیف قلبک الیوم بعد ما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذة کیف یکون قلبی لرجل کان اذا دخل علینا و ابی عندی لا یمل من النظر الیه فقلت یا ابت انک لتدیمن النظر الی علی فقال یا بنتی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول النظر الی وجه علی عبادة (اخرجه الخحجندی) معاذہ عفاریہ رضی اللہ عنہا کرتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت انس تھی میں اکثر سفر میں حضرت کے ساتھ رہا کرتی تھی اور مریضوں کی تیمارداری اور زخموں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ایک دفعہ میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی آپ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے علی حضرت کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے۔میں نے سنا کہ حضرت بی بی عائشہؓ سے فرمارہے ہیں کہ یاعائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور زیادہ تر مکرم ہے۔اس کے حق کو پہچانیو۔اور اس کی عزت کیجیو۔جب ماجرائے جمل میں جو کچھ جناب امیر اور ام المومنین کر درمیان گذرنا تھا گذر چکا اور وہ مدینہ میں واپس آگئیں میں ان کی خدمت میں گئی اور میں نے ان سے کہا یا ام المومنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہے۔بعد اس کے کہ آپ سن چکی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جناب امیر کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ام المومنین فرمانے لگیں اے معاذہ میرے دل کی حالت ایسے شخص کے لیے کیا ہوتی جب کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے اور میرے والد ان کے چہرے سے نگاہ نہ پھیرتے میں نے ان سے کہا آپ ہمیشہ علی علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔فرمانے لگے

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۵) عن جابر رضی الله عنه قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم عد عمران بن حصین رضی الله عنه فانه مریض فاتیت فاتاه علی و عنده معاذ و ابو هریرة رضی الله عنهما فاقبل عمران یحد النظر الی علی فقال له معاذ لم تحد النظر الیه یا عمران فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول النظر الی وجه علی عبادة قال معاذ انا سمعة من رسول الله صلی الله علیه وسلم و قال ابو هریرة انا سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه محب الطبری فی الریاض) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ عمران بن حصین بیمار ہیں جاؤ ان کی بیمار پرسی کرو۔ میں ان کے پاس گیا پس ان کے پاس جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے۔ عمران کے پاس معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران لوٹ کر جناب امیر کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے معاذ نے ان سے کہا تم کیوں ان کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہوئے۔ عمران کہنے لگے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔ معاذ نے کہا میں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابو ہریرہ کہنے لگے میں نے بھی حضرت سے سنا ہے۔

(۶) عن ابی بکر الصدیق انه قیل له و قد ادام النظر الی وجه علی مالک تقدم النظر الیه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول النظر الی وجه علی عبادة (اخرجه الحاکم) جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ جناب علی علیہ السلام کی طرف اکثر دیکھتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے وہ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۷) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم النظر الی وجه علی عبادة (اخرجه الدیلمی) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

جس نے جناب امیر کو چھوڑا اس نے آنحضرت صلعم کو چھوڑا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیا فقد فارقنی و من فارقنی فارقہ اللہ عزوجل (اخرجہ الخوارزمی و الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو چھوڑا مجھ کو چھوڑا جس نے مجھ کو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا۔

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیا فقد فارقنی و من فارقنی فارق اللہ عزوجل (اخرجہ احمد و الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے علی کو چھوڑا اس نے مجھ کو چھوڑا جس نے مجھ کو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا۔

جناب امیرؑ سے دشمنی کرنے والے سے خدا دشمنی کرتا ہے

عن ابی رافع مولی لعائشة رضی اللہ تعالی عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد اللہ من عاد علیا (اخرجہ ابن ابو رافع) جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا غلام روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ خدا دشمنی کرتا ہے اس شخص سے جو علی سے دشمنی کرتا ہے۔

جس نے جناب امیر کی شان گھٹائی اس نے حضرتؐ کی شان گھٹائی

عن بریدة الاسلمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ینقص علیا فقد ینقصنی (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اس نے میری

شان گھٹائی۔

جس نے جناب امیر سے حسد کیا اس نے حضرتؐ سے حسد کیا

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حسد علیا فقد حسدنی و من حسدنی فقد کفر (اخرجه ابوبکر بن مردویه) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

جس نے جناب امیر کی اطاعت کی اس نے حضرت کی اطاعت کی

عن ابی ذر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اطاعنی فقد اطاع الله و من عصانی فقد عصی الله و من اطاع علیا فقد اطاعنی و عصاه فقد عصانی (اخرجه الحاکم) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ جس نے علی کی اطاعت کی میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

جس نے جناب امیرؑ کی مدد کی اللہ اس کی مدد کرتا ہے

عن عمر بن شراحیل رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم انصر من نصر علیا اللهم اکرم من اکرم علیا اللهم اخذل من خذل علیا (اخرجه الدیلمی) عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار جو علی کو مدد دے اسے مدد دیجیو اور جو اسے بزرگی دے اسے بزرگ رکھیو اور جو علی کو چھوڑ دے اسے چھوڑ دیجیو۔

جس نے جناب امیر سے جنگ کی اس نے حضرتؐ سے جنگ کی

اخرج احمد و الطبرانی و الحاکم عن ابی هریرة قال نظر رسول الله صلی الله علیه

وسلم الی علی و الحسن و الحسین و فاطمة انا حرب لمن حاربکم و سلم لمن سالمکم و عند الترمذی عن زید بن ارقم انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم و محب الطبری فی الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه) امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کر کے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ارقم سے اس طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے۔ محبّ طبری نے ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جناب امیرؑ کا بغض علامت نفاق ہونا

عن ام سلمة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق (اخرجه النسائی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور نہیں دشمن رکھے گا مگر منافق۔

(۲) عن زر بن جیش عن علی قال والله الذی فلق الحبة و برء النسمة انه لعهد النبی صلی الله علیه وسلم الی انه لا یحبنی الا مئومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجه احمد و المسلم و النسائی و قال الترمذی حسن صحیح) زر بن جیش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے قسم ہے اس ذات کی جو دانہ کو پھاڑ کر درخت پیدا کرتا ہے اور آدمی کو ظاہر کرتا ہے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق۔

(۳) عن الحارث الهمد انی قال رایت علیا علی المنبر فحمد الله و اثنی علیه ثم قال

قضی قضاء الله عزوجل علی لسان نبیکم الا می صلی الله علیه وسلم ان لا یحبنی الا مومن یبغضنی الا منافق (اخرجه ابن الفارس) حارث ہمدانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر دیکھا خدا تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمانے لگے خدا تعالیٰ کے ارادہ نے تمہارے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کیا تھا کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق۔

(۴) عن مطلب بن عبدالله بن حنطب ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اوصیکم بحب ذی قرینها اخی و ابن عمی علی بن ابی طالب فانه لا یحبه الا مئومن فلا یبغضه الا منافق من احبه فقد احبنی و من ابغضه فقد ابغضنی (اخرجه احمد فی المناقب) مطلب بن عبداللہ بن حنطب اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں تم کو اس امت کے ذوالقرنین اپنے بھائی اور ابن عم علی بن ابی طالب کی محبت کی بابت وصیت کرتا ہوں اس سے نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور اس سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے اس سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا۔

(۵) عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال ما کنا نعرف المنافقین الا ببغضهم علیا (اخرجه احمد فی المناقب) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم منافقوں کی شناخت علی علیہ السلام کے ساتھ ان کے بغض رکھنے کے سوانہیں کر سکتے تھے۔

(۶) عن ابی سعید رضی الله عنه قال نحن معشر الانصار کنا لنعرف المنافقین ببغضهم علیا (اخرجه الترمذی) ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انصار لوگ منافقوں کو بہ سبب ان کے بغض کے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شناخت کیا کرتے تھے۔

(۷) عن ابی ذر رضی الله عنه قال ما کنا نعرف المنافقین علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم الا بثلث بتکذیبهم الله و رسول و التخلف عن الصلوة و بغضهم علی بن ابی طالب (اخرجه ابن شاذان) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منافقوں کو تین باتوں سے پہچانا کرتے تھے اول خدا اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے سے اور دوم نماز سے باز رہنے سے تیسرے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ان کے بغض رکھنے سے۔

(۸) عن العباس بن عبدالمطلب رضی الله عنه قال سمعت عمر بن الخطاب رضی الله عنه و قد سمع رجلا لیسب علیا و هو یقول انی لا ظنک من المنافقین (اخرجه الخوارزمی) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے جناب امیرؑ کے حق میں کسی شخص کو برا کہتے سن پایا تھا۔ وہ اس سے کہہ رہے تھے کہ میرا گمان ہے تو منافقوں میں سے ہے۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی حبک ایمان و بغضک نفاق اول من یدخل الجنت محبک و اول من یدخل النار مبغضک (اخرجه ابن خالویه) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے اور جنت میں تیرا محبؑ سب سے اول داخل ہوگا۔ اور دوزخ میں تیرا بغض رکھنے والا سب سے اول داخل ہوگا۔

(۱۰) عن علی قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یبغضک من الرجال الا منافق و من حملة امه و هی حائض و لا یبغضک من النساء الا السلقلق و هی التی تحیض من دبرها قیل جاء ت امرء ة الی علی فقالت انی ابغضک فسال فانت اذا سلقلق قالت و من سلقلق قالت سمعت النبی صلی الله علیه وسلم الحدیث و قلت یا رسول الله ما السلقلق قال التی تحیض من دبر ها قالت صدق رسول الله صلی الله علیه وسلم انا والله احیض من دبری و لا علم لا بوای (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے تھے کہ یا علی تجھ سے کوئی مرد دشمنی نہیں کرے گا مگر منافق یا وہ آدمی کہ جس کی والدہ حیض میں حاملہ ہوئی ہو اور عورتوں میں سے وہ عورت تجھ سے بغض رکھے گی جو سلقلق ہوگی یعنی وہ عورت کہ جس کے دبر سے

حیض جاری ہوتا ہوگا۔ روایت ہے کہ ایک عورت جناب امیر کی خدمت میں آ کر کہنے لگی میں آپ سے بغض رکھتی ہوں اور جناب امیر نے اس سے فرمایا شاید تو سلقلق ہے۔ وہ کہنے لگی سلقلق کسے کہتے ہیں جناب امیر نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن کر عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ سلقلق کسے کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلقلق وہ عورت ہے جو دبر کی راہ سے حائضہ ہوتی ہو وہ کہنے لگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے میں دبر کی راہ سے حائضہ ہوتی ہوں اور میرے ماں باپ کو بھی اس کی خبر نہیں۔

(۱۱) **عن ابی ذر الغفاری رضی الله عنه قال النبی صلی الله علیه وسلم علی باب علمی و هدیتی و مبین لا متی ما ارسلت به من بعدی حبه ایمان و بغضه نفاق و النظر الیه عبادة (اخرجه الدیلمی)** ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا تحفہ ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد اسے بیان کرنے والا ہے اس کی محبت اور اس کا بغض نفاق ہے اور اس کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

تنبیہ: علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں **و ردت طائفة من الصحابة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق** یعنی صحابہ میں سے ایک طائفہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں محبت کرے گا تجھ سے مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا تجھ سے مگر منافق۔

جس نے جناب امیرؑ کو ایذا دی اس نے حضرتؐ کو ایذا دی

(۱) **عن عمر بن شاس الا سلمی و کان من اصحاب الحدیبیة قال خرجت مع علی الی الیمن فجفانی فی سفیری حتی وجدت فی نفسی علیه فلما قدمت اظهرت شکایة فی المسجد حتی بلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ناس من اصحابه**

فلما رانی قال یا عمر واللہ لقد اذیتنی قلت اعوذ باللہ من ان اوذیک یا رسول اللہ فقال بلی من اذی علیا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ اخرجہ احمد و عبدالبر فی الا ستیعاب) عمر بن شاس الاسلمی جو اصحاب حدیبیہ میں تھے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر کی رکاب سعادت میں یمن کو گیا مجھ کو سفر میں ان سے کچھ رنج پہنچا۔ جب میں مدینہ واپس آیا تو مسجد میں بیٹھ کر شکایت کرنے لگا اتنے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف لائے مجھ کو دیکھ کر فرمایا اے عمرو واللہ تو نے ہم کو رنج دیا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی پناہ ہے اگر میں آپ کو رنج دوں فرمایا ہاں جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذا علیا فقد اذانی (اخرجہ ابو یعلی و البزار) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی۔

(۳) عن عروۃ بن الزبیر ان رجلا وقع فی علی بمحضر من عمر و قال لہ عمر اتعرف صاحب ھذا القبر ھذا محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم ھذا و علی بن ابی طالب لا تذکر علیا الا بالخیر ان تنقصہ اذیت صاحب ھذا القبر (اخرجہ احمد فی المناقب) عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص جناب علی علیہ السلام کو برا کہنے لگا حضرت عمر اسے کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے۔ یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں۔ علی کا بجز نیکی کے ذکر مت کرو اگر تو نے ان کی شان گھٹائی تو تو اس قبر کے صاحب کو ایذا دے گا۔

(۴) عن مصعب بن ابی وقاص قال کنت انا و رجلان فی المسجد فتنا و لا علیا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عضبان اعرف فی وجھہ الغضب فقلنا نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی ولکم من اذی علیا فقد

علیا فقد سبنی و من سبنی فقد سب الله و من سب الله ادخله الله النار و له عذاب مھین (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا جس نے مجھے برا کہا خدا کو برا کہا جس نے خدا کو برا کہا خدا اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اس کے لیے سخت اہانت والا عذاب ہے۔

(۴) عن ابی ھریرة و زید بن خالد قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تسبوا علیا فانه کان ممسوسا فی ذات (اخرجه الدیلمی) ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔

(۵) عن جعفر بن ابی بکر بن خالد قال رایت سعد بن مالک رضی الله عنه بالمدینة فقال ذکرنی انکم لستبلون علیا فقلت قد فلعنا قال لعلک سببت رسول الله صلی الله علیه وسلم قلت معاذ الله قال لا تسبه فلو وضع المنشار علی مفرقی علی ان اسب علیا ما اسبه بعد ما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم الترغیب فی مولاة و الترھیب عن معاداة (اخرجه النسائی) جعفر بن ابی بکر بن خالد کہتا ہے کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا مجھ سے کہنے لگے کہ میرے پاس لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ تو جناب امیر علیہ السلام کو برا کہتا ہے میں نے کہا ہاں میں نے برا کہا ہے پس وہ کہنے لگے تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا ہے میں نے کہا معاذ اللہ یہ فعل تو مجھ سے ہرگز نہیں ہوا۔ سعد کہنے لگے تو علی کو برا مت کہا کر اگر میرے سر پر آرا چلایا جائے تا کہ میں جناب امیر علیہ السلام کو برا کہوں تو بھی میں ہرگز ان کو برا نہیں کہوں گا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کی دشمنی کی بابت ڈرانا اور علی کی دوستی کی بابت رغبت دلانا سن لیا ہے۔

(۶) عن سعد بن جیران عبدالله بن عباس مر بعد ما حجب بصره بمجلس من مجالس قریش وھم یسبون علیا فسمعھم فقال لسعد بن جبیر ردنی الیھم فرده وقف علیھم فقال ایکم الساب الله فقالوا سبحان الله ما فینا احد سب الله تعالی من

اذانی (اخرجه بن السبوع فی الشفاء) مصعب بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ ایک دفعہ دو آدمیوں کے ساتھ مسجد میں تھا وہ دونوں جناب امیر علیہ السلام سے لپٹ پڑے اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں تشریف لائے اور خفگی کے آثار چہرہ اقدس میں مشاہدہ ہو رہے تھے ہم نے کہا خدا تعالی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ فرمایا مجھے اور تمہیں بھی۔ جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی۔ جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی۔

(۵) والذین یوذون المومنین و المومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملو بھتانا و اثما مبینا عن مقاتل ابن سلیمان قال انه نزلت فی علی و ذکر ان نفرا من المنافقین یوذونه و یکذبون علیا جولوگ کہ اذیت دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر۔ مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی کہ چند آدمی منافقین میں سے جناب امیرؑ کو ایذا دیا کرتے تھے اور ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔

جس نے جناب امیرؑ پر سب کی اس نے حضرتؐ پر سب کی

(۱) عن ام المومنین ام سلمه قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من سب علیا فقد سبنی (اخرجه احمد و الحاکم) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

(۲) عن ابی عبدالله لجدلی قال دخلت علی ام المومنین ام سلمة فقالت لی اتسب رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت معاذ الله قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم من سب علیا فقد سبنی (اخرجه احمد و النسائی و الحاکم) ابوعبداللہ الجدلی کہتا ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے فرمانے لگیں کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا معاذ اللہ فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا۔

(۳) عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من سب

سب اللہ فقد اشرک فقال ایکم الساب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سبحان اللہ ما فینا احد سب رسول صلی اللہ علیہ وسلم من سب رسول اللہ فقد کفر فقال ایکم الساب لعلی فقالوا ما ھذا فقد کان منہ شئی فقال اشھد باللہ لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سب علیا فقد سبنی و من سبنی فقد سب اللہ و من سب اللہ فقد اکبہ اللہ علی منخریہ فی النار ثم ولی عنھم و قال یا نبی ما ذا رایتم صنعو قال فقلت لہ یا ابت. حذر الیک باعین محمر.ۃ نظر التیوس الی شفاء الجارز. فقال زدنی فداک ابوک فقلت. حذر العیون نواکس ابصارھم. نظر الذلیل الی العزیز القاھر. فقال فداک ابوک فقلت لیس عندی مزید فقال عندی مزید. احیاء ھم عار علی امواقم. و المیتون مسبۃ للغابر (اخرجہ احمد فی المناقب) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ نابینا ہونے کے بعد قریش کی ایک مجلس پر سے گذرے وہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو برا کہہ رہے تھے عبداللہ بن عباس نے سن کر سعید بن جبیر سے کہا مجھے لوٹا کر ان کے پاس لے چل وہ ان کی مجلس میں لے گیا ابن عباس ان کے سر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے تم کون ہو خدا تعالی کو برا کہنے والے وہ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ خدا تعالی کو برا کہتا ہو جس نے خدا کو برا کہا اس نے شرک کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہو جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ کو برا کہا اس نے کفر کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو علی کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے یہ کیا بات ہے انہیں کا تو ذکر تھا۔ ابن عباس کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا جس نے مجھے برا کہا اس نے خدا تعالی کو برا کہا جس نے خدا تعالی کو برا کہا بے شک خدا تعالی اس کو ناک کے نتھنوں کے بل آگ میں اوندھا گرائے گا۔ یہ کہہ کر ابن عباس سے لوٹ پڑے اور مجھ سے فرمانے لگے۔ اے میرے بیٹے تو نے دیکھا ہو گا وہ کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے کہا ابا جان اور یہ شعر پڑھا۔ وہ تیری

طرف غصہ سے آنکھیں لال کر کے دیکھتے تھے جیسے مینڈھے قصاب کی چھری کو دیکھتے ہیں۔ ابن عباس فرمانے لگے۔ یہ بوڑھا باپ تجھ پر قربان ہو کچھ اور پڑھ۔ میں نے یہ شعر پڑھا۔ آنکھوں کے خوف سے ان کی آنکھیں نیچے ہوگئیں۔ جس طرح سے کوئی ذلیل عزت والے غالب کو دیکھ کر ہو جاتا ہے۔ پھر ابن عباس فرمانے لگے میں تیرے قربان کوئی شعر اور پڑھ میں نے کہا کہ اب میرے پاس اس سے زیادہ نہیں وہ فرمانے لگے میرے پاس اس سے زیادہ ہے اور یہ شعر پڑھا۔ ان کے زندہ ان کے مردوں کے لیے عار ہیں۔ اور ان کے مرے ہوئے اپنے پس ماندوں کو برا کہنے والے ہیں۔

جس نے جناب امیرؑ پر غضب کیا اس نے حضرتؐ پر غضب کیا

(۱) عن ام سلمة قالت اشهد انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من احب علیا فقد احبنی و من احبنی فقد احب الله و من اغضب علیا فقد اغضبنی و من اغضبنی فقد اغضب الله عزوجل (اخرجه احمد و ابو الطاهر محمد بن عبدالرحمن المخلص الذهبی فی المخلصیات و الطبرانی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے مجھ سے محبت کی خدا تعالیٰ سے محبت کی جس نے علی پر غضب کیا اس نے مجھ پر غضب کیا جس نے مجھ پر غضب کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر غضب کیا۔

(۲) و اخرجه الامام الحافظ ابو الخیر احمد بن اسمعیل القزوینی الحاکمی فی الاربعین عن عمار بن یاسر و زاد من تولاه فقد تولانی و من تولانی فقد تولی الله عزوجل اس حدیث کو امام حافظ ابوالخیر احمد بن اسمعیل القزوینی الحاکمی نے اربعین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جس نے علی سے دوستی کی مجھ سے دوستی کی جس نے مجھ سے دوستی کی اس نے خدا سے دوستی کی۔

جس نے جناب امیرؑ سے بغض رکھا اس نے حضرتؐ سے بغض رکھا

(۱) عن ابن عباس قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی علی فقال له انت

سید فی الدنیا والاخرۃ من احبک فقد احبنی و حبیبک حبیب اللہ و عدوک عدو اللہ الویل لمن ابغضک (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جناب امیر علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا جب وہ آئے آپ نے ان سے فرمایا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے۔ جس نے کہ تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست خدا کا دوست ہے تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے افسوس ہے اس پر جو تجھ سے بغض رکھے۔

(۲) عن العباس بن عبدالمطلب قال سمعت عمر بن الخطاب قد سمع رجلا یسب علیا و ھو یقول لہ انی لا ظنک من النافقین فقال کفوا عن ذکر علی الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال وددت لوا ان واحدۃ منھن احب لی مما طلعت علیہ الشمس و ذاک انی کنت انا و ابوبکر و ابو عبیدۃ بن الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف علی و قال یا علی انت اول المسلمین اسلاما و اول المومنین ایمانا و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی کذب من زعم ان یحبنی و ھو یبغضک یا علی من احبک فقد احبنی و من احبنی فقد احبہ اللہ تعالی و من احبہ اللہ تعالی ادخلہ الجنۃ و من ابغضک فقدا غضبنی و من البغضنی فقد البغضہ اللہ تعالی و من ابغضہ اللہ تعالی اد خلہ النار (اخرجہ الخوارزمی) جناب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کسی کو انہوں نے جناب امیر کی شان میں برا کہتے ہوئے سنا پایا تھا۔ اور آپ اس کو کہہ رہے تھے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو منافقوں میں سے ہے۔ پھر حضرت عمر کہنے لگے سوا نیکی کے علی کا ذکر مت کیا کرو میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ایسی ہیں (میں آرزو کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز تھی کہ جس پر آفتاب طلوع کرتا ہے) میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما اور دیگر چند صحابہ حاضر تھے کہ حضرت علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا یا علی تم اسلام لانے کی وجہ سے سب

مسلمانوں سے اول اور ایمان لانے میں سب مومنوں سے مقدم ہو۔ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے جھوٹا ہے وہ شخص کہ گمان کرتا ہے میری محبت کا اور تم سے عداوت رکھتا ہے یا علی جو تم سے محبت رکھتا ہے مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے خدا سے محبت رکھتا ہے اور جس سے خدا محبت رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جو تم سے بغض رکھتا ہے مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے خدا اس سے بغض رکھتا ہے اور جس سے خدا بغض رکھتا ہے اسے دوزخ میں داخل کرتا ہے۔

جناب امیرؑ کے ساتھ بغض رکھنے کی ترہیب

(۱) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و عليها السلام قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم سلمه عشية عرفة فقال ان الله عزوجل باهى بكم و غفر لكم عامه و لعلى خاصة انى رسول الله فيكم غير محاب لقرابتى ان السعيد كل السعيد من احب عليا فى حيوة و بعد موة و ان الشقى كل الشقى من ابغض عليا فى حيوة و بعد موة (اخرجه احمد و الطبرانى و الديلمى عن ابن عمر) جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہا التحیۃ والثناء سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لا کر فرمانے لگے کہ پروردگار عالم تم پر مباہات اور فخر کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخش دیا ہے اور علی کو خاص طور سے بخشا ہے بے شک تم میں میں خدا کا رسول ہوں اپنے قریبیوں کو وحشت دلانے والا نہیں۔ بہ تحقیق نیک بخت وہی شخص ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے۔ اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد اور بے شک پورا بد بخت وہی شخص ہے جو علی کو دشمن رکھتا ہے اس کی زندگی اور مرنے کے بعد۔

(۲) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حب على بن ابى طالب حسنة لا تضر معها سيئة و لبغضه سيئة لا تنفع معها حسنة (اخرجه الديلمى) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی ضرر نہیں دیتی اور ان کا بغض ایک ایسی برائی ہی جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی۔

(۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی طوبی لمن احبک و صدق فیک الویل لمن ابغضک و کذب فیک (اخرجه الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا خوشی ہو اس کے لیے جو تجھے دوست رکھے اور تیری تصدیق کرے اور افسوس ہو اس کے لیے جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے۔

(۴) عن معاویة بن جیدة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من مات و فی قلبه بعض علی فلیمت یهودیا او نصرانیا (اخرجه الدیلمی) معاویہ بن جیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اس کا دل بغض علیؑ سے بھرا ہو ہے وہ البتہ یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر مرا۔

(۵) عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کذب من زعم انه امن بی و بما جئت به و هو یبغض علیا فهو کاذب لیس بمؤمن (اخرجه الخوارزمی) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹا ہے جو شخص کہ زعم کرتا ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لایا ہے اور جو چیز کہ میں لایا ہوں اس پر یقین رکھتا ہے درآنحالیکہ وہ علی سے بغض رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے مومن نہیں ہے۔

(۶) عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی لو ان امتی ابغضوک لکبهم الله علی منا خرهم النار (اخرجه الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی اگر میری امت تجھ سے بغض رکھے گی تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے نتھنوں کے بل آگ میں اوندھا دھکیلے گا۔

(۷) عن سعید بن ذویب قال قال علی فی الرحبه انشد کم بالله من سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم یقول الله ولیی وانا ولی المومنین و من کنت ولیه فهذا ولیه اللهم و ال من وا لاه و عاد من عاده و انصر من نصره و ابغض من ابغضه (اخرجه النسائی) سعید بن ذویب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ

میں ان لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ جنہوں نے غدیر خم کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہو تو بیان کرے کہ اللہ میرا ولی ہے اور میں مومنوں کا ولی ہوں اس کا یہ (یعنی علی) ولی ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد دے اسے جو اسے مدد دے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے۔

(۸) عن عبدالله بن بريدة قال حدثني ابي قال لم يكن من الناس ابغض الي من علي حتى احببت رجلا و لا احببة الا علي بغض علي فبعث ذلک الرجل على خيل فصحبة و ما صحبة الا علي بغض علي فاصاب سبيا فكتب الى النبي صلى الله عليه وسلم ان يبعث اليه من يخمسه فبعث الينا عليا و في السبي و صيفه افضل من السبي حين خمس صارت في الخمس ثم صارت في ال علي فاتانا و راسه يقطر فقلنا ما هذا فقال اما تروا الوصيفة صارت في الخمس ثم صارت في اهل البيت النبي صلى الله عليه وسلم ثم صارت في ال علي فوقعت عليها فكتب و بعثني مضافا لكتابه الى النبي صلى الله عليه وسلم مصدقا لما قال في علي فلما اتيت النبي صلى الله عليه وسلم و قرء كتابه فجعلت اقول عليه صدق فامسک بيدی و قال اتبغض عليا فقلت نعم فقال لي لاتبغضه و ان كنت تحبه فازد دله حبا فو الذي نفسي بيده لنصيب الي علي في الخمس افضل ؤ وصيفه فما كان احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الي من علي قال عبدالله هوا بن بريدة والله ما كان في الحديث بيني و بين النبي صلى الله عليه وسلم غير ابي (اخرجه النسائي) عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگوں میں سے کسی کا اتنا بغض نہیں تھا جس قدر کہ جناب امیر کا۔ یہاں تک کہ میں ایک آدمی کو اسی وجہ سے پیار کرنے لگا کہ وہ جناب امیر سے بغض رکھتا تھا۔ وہ آدمی ایک دفعہ ایک گروہ پر بھیجا گیا۔ میں نے جناب امیر کے بغض کی وجہ سے اس کی رفاقت اختیار کی۔ اس نے لڑ کر اس گروہ کو اسیر کر لیا اور حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ کوئی آدمی بھیجا جائے تا کہ خمس کا مال اس کے حوالہ کیا جائے۔ حضرت نے جناب امیر کو خمس لینے کے لیے ہمارے پاس

بھیجا۔ قیدیوں میں ایک کنیز تھی جو سب قیدیوں میں افضل تھی۔ جب پانچواں حصہ چھانٹا گیا تو وہ کنیز خمس میں آ گئی اور خمس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ میں علی کی آل کے حصہ میں آئی اور ایک روز جناب علی ہمارے پاس تشریف لائے۔ ان کے سر کے بالوں سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ ہم نے پوچھا آپ کے غسل کرنے کی کیا وجہ ہے فرمانے لگے تم نے نہیں دیکھا کہ کنیز خمس میں آ گئی ہے اور خمس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ سے علی کی آل کے حصہ میں آئی ہے۔ میں نے اس سے صحبت کی ہے پس اس شخص نے یہ تمام واقعہ لکھ کر مجھے تصدیق کے لیے حضرت کے پاس بھیجا جب حضرت کے پاس پہنچا اور خط حضور کو دیا۔ اور آپ نے اس خط کو پڑھا میں نے اس کی تصدیق کی آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تو علی سے بغض رکھتا ہے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا اس کا بغض مت رکھ بلکہ اگر تو اس کو دوست رکھتا ہے تو اور بھی زیادہ دوست رکھ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ خمس میں علی کی آل کا حصہ کنیز سے بدرجہا افضل ہے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے جناب امیرؑ سے کوئی زیادہ تر عزیز نہیں تھا۔

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بجز میرے والد بزرگوار کے اور کوئی دوسرا نہیں۔

جناب امیرؑ سے تولا کے بغیر انسان جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو ان اعبد الله عزوجل مثل ما قام نوح و کان له مثل احد ذهبا فانفقه فی سبیل الله و مد فی عمره حتی یحج الف حجج علی قدمیه ثم قتل بین الصفا و المروة مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحه الجنة و لم ید خلها (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرما کر کی ہے اور احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے پھر اس کی عمر اس قدر دراز ہو کہ پاپیادہ ایک ہزار حج کرے۔ اور پھر صفا و مروہ کے

رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية عرفة فقال الله عزوجل باهى بكم و غفر لكم عامة و لعلى خاصة و انى رسول الله غير محاب لقومى ولا محاب لقرابتى هذا جبريل اخبرنى ان السعيد كل السعيد من احب عليا فى حيوة و بعد موة و ان الشقى كل الشقى من ابغض عليا فى حيوة و بعد موة؛ (اخرجه احمد و الطبرانى و الديلمى عن ابن عمر) جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام سے مروی ہے کہ عرفہ کی رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا کر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مباہات کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخش دیا ہے۔ اور علی کو خاص طور سے بخشا ہے۔ میں خدا کا رسول ہوں۔ اپنی قوم کو ڈرانے والا اور اپنے رشتہ داروں کو وحشت دلانے والا نہیں جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ پورا نیک وہی ہے جو علی سے ان کی زندگی اور ان کی موت کے بعد محبت رکھے اور پورا شقی وہی ہے جو ان کی زندگی اور ان کی موت کے بعد ان سے بغض رکھے۔

(۱۰) عن عمار بن ياسر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلى يا على ان الله عزوجل قد زينك بزينة لم يزين العباد احب الله منها. الزهد فى الدنيا لا تنال الدنيا فيك شئى و وهب لك حب المساكين رضوا بك اما ما رضيت لهم اتباعا فطوبى لمن احبك و صدق فيك و ويل لمن ابغضك و كذب فيك فاما الذين احبوك و صدقوك فهم جيرانك فى دارك و رفقاء ك فى قصرك و اما الذين ابغضوك و كذبوا عليك فحق على الله ان يوقفهم موقف الكذابين يوم القيمة (اخرجه الطبرانى فى الكبير و الحاكم و الخطيب و الديلمى فى فردوس الاخبار و ابن الجوزى فى اسد الغابه) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے تھے یا علی پروردگار نے تجھے ایسی زینت سے آراستہ کیا ہے کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر زینت سے آراستہ نہیں کیا۔ وہ زہد فی الدنیا ہے۔ پس تجھے ایسا بنایا ہے کہ دنیا تجھ تک کسی بات میں نہیں پہنچ سکے گی اور مسکینوں کی محبت تجھے عطا کی ہے وہ تجھے اپنا امام پا کر خوش ہو گئے ہیں اور تو انکو اپنا پیرو بنا کر خوش ہو گیا ہے اس شخص کو خوشی حاصل ہو جو

تجھ سے محبت کرے اور تیری تصدیق کرے اور اس پر افسوس ہے جو تیرا بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے۔ پس وہ لوگ جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیری تصدیق کرتے ہیں اور جنت میں تیرے ہمسایہ اور قصر میں تیرے رفیق ہوں گے۔ اور جو لوگ تجھ سے بغض رکھتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ ان کو قیامت کے روز جھوٹوں کی جگہ میں کھڑا کرے۔

(۱۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یستمسک بالقضیب الاحمر الذی غرسہ اللہ فی جنۃ عدن فلیتمسک بحب علی ابن ابی طالب (اخرجہ احمد فی المناقب و الدیلمی فی فردوس الاخبار) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ سرخ کو جسے خدا نے جنت عدن میں لگایا ہے اپنے ہاتھ میں لینے کی آرزو رکھتا ہو چاہیے کہ علیؑ کی محبت سے متمسک ہو۔

(۱۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی من احبنی فلیحبک فان العبد لا ینال و لا یتی الا بحب علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جو مجھے دوست رکھنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ تجھے دوست رکھے۔ کیونکہ کوئی بندہ میری دوستی تک نہیں پہنچ سکتا۔ مگر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاعلی انت سید فی الدنیا و الاخرۃ من احبک فقد احبنی و حبیبک حبیب اللہ طوبی لمن احبک و من ابغضک فقد ابغضنی و بغیضک بغیض اللہ الویل لمن ابغضک بعدی (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تھے یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے۔ جس نے تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی۔ تیرا دوست اللہ کا دوست ہے۔ خوشی ہو اس کے لیے جو تجھے دوست رکھے اور جس نے کہ تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ تیرا بغض رکھنے والا خدا کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے۔ افسوس ہے

اس پر جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے۔

(۱۴) عن ام المومنین ام سلمة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق و کان علی قول یقول و الذی فلق الجنة و برء النسمة انه لعهد النبی الا می صلی الله علیه وسلم الی ان یحبنی الا مئومن و لا یبغضنی الا منافق (اخرجه احمد و المسلم و النسائی و قال الترمذی حسن صحیح) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ نہیں دوست رکھے گا تجھے مگر مومن اور تجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق جناب امیرؑ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو پھاڑتا ہے اور انسان کو ظاہر کرتا ہے البتہ مجھ سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق۔

(۱۵) عن محمد بن الحنفیه رضی الله عنه فی قوله تعالی ان الذین امنو و عملو الصالحات سیجعل لهم الرحمن و دا انه قال لا یبقی مومن الا فی قلبه ود لعلی بن ابی طالب (اخرجه الثعلبی فی تفسیر و ذکر النقاش انها نزلت فی علی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ (بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں عنقریب خدا تعالی ان کے ساتھ دوستی کرے گا) فرماتے ہیں کوئی مومن ایسا نہیں رہے گا جس کے دل میں جناب امیر علیہ السلام کی دوستی نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۶) عن عبدالله بن ظالم قال جاء رجل الی سعید بن زید فقال انی احببت علیا حبا لم احب شیئا قط قال نعم ما رایت احببت رجلا من اهل الجنة (اخرجه احمد) عبداللہ بن ظالم ناقل ہیں کہ ایک شخص نے سعید بن زید سے آکر کہا میں علی سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ کسی چیز سے مجھے ایسی محبت نہیں ہوئی۔ سعید کہنے لگے کیا اچھی بات تجھے سوجھی ہے کہ تو جنت کے لوگوں میں سے ایک آدمی سے محبت کرتا ہے۔

(۱۷) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احبنی و احب هذین و ابا هما و امهما کان معی فی درجتی یوم القیمة (اخرجه احمد و الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں (یعنی حسنین علیہما السلام) کو اور ان دونوں کے والد اور والدہ کو دوست رکھے گا وہ قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۸) عن ابی بردة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم و نحن جلوس عنده ذات یوم و الذی نفسی بیده لا یزال قدم عن قدم یوم القیمة حتی یسال الله تعالی الرجل عن عمره فیما افناه و عن جده فیما ابلاه و عن ماله مم کسبه و فیم انفقه و عن حبنا اهل البیت فقال له عمرؓ ما ایة حبکم فوقع یده علی راس علی و هو جالس الی جانبه و قال ایة حبی حب هذا من بعدی (اخرجه الدیلمی) ابو بردہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت کے روز کوئی شخص قدم سے قدم نہیں اٹھا سکے گا جب تک کہ اس سے چار باتوں کی نسبت نہیں پوچھا جائے گا اول اس کی عمر سے اس نے کس بات میں صرف کی ہے پھر اس کے جسم سے کہ کس امر میں اس نے اس کو آزمایا ہے اور اس کے مال سے کہ کس طرح اس نے اسے حاصل کیا ہے اور کہاں پر اس کو خرچ کیا ہے اور ہم اہل بیت کی محبت سے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی محبت کی کیا نشانی ہے علی حضرت کے ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہماری محبت کی نشانی اس کے ساتھ ہمارے بعد محبت رکھنا ہے۔

(۱۹) عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی من احبک فقد حف بالامن و الایمان و من ابغضک اماة الله میتة جاهلیة (اخرجه الخوارزمی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا جو شخص کہ تجھ سے محبت کرے گا وہ امن اور ایمان میں گھرا ہوا رہے گا اور جو شخص کہ تجھ

سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو کفر کی موت سے مارے گا۔

(۲۰) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الاية قل لا اسالكم عليه اجرا الا المودة فی القربی قالوا یا رسول الله من هئو لاء الذین امرنا الله بمودتهم قال علیٌ و فاطمة و ابنا هما (اخرجه البغوی فی تفسیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (کہہ دے یا محمد میں نہیں تم سے مانگتا ہوں اس تبلیغ رسالت پر کچھ اجرت مگر رشتہ داروں کی دوستی) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں کہ جن کی مودۃ کے لیے خدا تعالیٰ نے ہم کو امر فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ علی و فاطمہ اور ان دونوں کے دونوں بیٹے ہیں۔

(۲۱) عن مالک قال طلع علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم متبسما یضحک فقام الیه عبدالرحمن ابن عوف فقال بابی انت و امی یا رسول الله ما الذی اضحکک فقال بشارة اتینی من عند الله فی ابن عمی و اخی و ابنتی ان الله تعالی لما زوج فاطمة امر رضوان فهز شجرة طوبی فملت رقاقا یعنی صکا صکا بعد محبینا اهل البیت ثم انشاء من تحتها ملیکة من نور فاخذ کل رقاقا فاذا استوت القیامة باهلها ناحت الملیکة الخلائق فلا یلقون محبا لنا اهل البیت الا اعطوه رقا ذا فیه برات من النار فسار اخی و ابن عمی فکاک رقاب الناس من النار (اخرجه الخوارزمی) مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں۔ فرمایا میرے ابن عم اور بھائی اور بیٹی کی نسبت خدا کی طرف سے مجھے بشارت آئی ہے۔ کہ جب پروردگار عالم نے فاطمہ کا نکاح کیا رضوان کو حکم دیا اس نے طوبے کے درخت کو ہلایا اس سے رقعے یعنی نجات کے پروانے ہم اہل بیت کے محبوں کی تعداد کے موافق گرے پھر اس کے نیچے نور کے فرشتے پیدا کیے۔ انہوں نے وہ رقعہ لے لیے۔ جب قیامت اپنے لوگوں کے ساتھ قائم ہو گی وہ فرشتے خلقت کو پکاریں گے۔ اور ہم اہل بیت کے محبوں سے یوں ہی نہ ملیں گے بلکہ وہ نجات کے پروانے ان کو دیں گے جن میں دوزخ سے نجات پانے کی

برات درج ہوگی پس میرا ابن عم اور بھائی آگ سے لوگوں کی گردن چھڑانے کا باعث ہوا ہے۔

(۲۲) عن سلیمان قال له رجل ما اشد حبک لعلی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من احب علیا فقد احبنی و من ابغض علیا فقد ابغضنی (اخرجه الخوارزمی) سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہا آپ جناب امیر سے نہایت پیار کرتے ہیں کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا۔

(۲۳) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خلق الله تعالی من نور وجه علی ابن ابی طالب سبعین الف ملکا یستغفرون له لمحبیه الی یوم القیامة (اخرجه الخوارزمی) انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے علی کے منہ کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے ہیں جو قیامت تک علی اور علی کے محبوں کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

(۲۴) عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول من اتخذ علیا اخا من اهل السموات اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرائیل و اول من احبة من اهل الجنة حملة العرش ثم الرضوان خازن الجنة ثم ملک الموت یترحم علی محبی علی کما یترحم علی الانبیاء (اخرجه صاحب الیواقیت) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل آسمان سے جس نے کہ اول علی کو بھائی بنایا ہے وہ اسرافیل ہے پھر میکائیل اور پھر جبرائیل ہیں اور اہل جنت میں جس نے اول ان سے محبت کی ہے وہ حاملان عرش ہیں پھر رضوان خازن جنت اور پھر ملک الموت علیؑ کے محبوں پر وہ اس طرح سے رحم کرتا ہے جس طرح سے کہ انبیاء پر۔

(۲۵) عن انس بن مالک قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم و قد رایة فی النوم یا انس ما حملک علی ان لا تودی ما سمعت منی فی علی حتی ادرکتک العقوبة و لو لا استغفار علی لک ما شممت رائحة الجنة ابدا و لکن ابشر فی بقیة

سلوک کیا وہ کہیں گے بڑی چیز کی ہم نے تصدیق کی ہے اور چھوٹی چیز کی پیروی کی اور اس کی مدد کی اور اس کے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ میں ان سے کہوں گا جاؤ پیو اور پلاؤ وہ ایسا شربت پئیں گے کہ جس کے بعد ان کو زندگی بھر پیاس نہیں لگے گی۔ ان کے امام کا چہرہ مثل سورج کے چمکتا ہوگا اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح سے ہوں گے یا آسمان کے نورانی ستاروں جیسے ہوں گے۔

(۳۰) عن ابی سعید الخدری قال اقبلت ذات یوم قاصدا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لی یا ابا سعید فقلت لبیک یا رسول الله قال ان لله عمودا تحت العرش یضئی لا هل الجنة کما تضئی الشمس لا هل الدنیا لا یناله الا علی و محبوه (اخرجه ابوبکر بن مردویه) ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کر کے گیا حضرت نے مجھے فرمایا اے ابا سعید میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں فرمایا عرش کے نیچے خدا کا ایک ستون ہے جو اہل جنت کے لوگوں پر اس طرح چمکتا ہے جس طرح سے آفتاب اہل دنیا پر اس کے قریب کوئی نہیں جا سکے گا مگر علی یا اس کے محبّ۔

(۳۱) عن ابی هریرة قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة الفجر ثم قال اتدرون بما هبط جبریل ثم قال هبط جبریل فقال یا محمد ان الله غرس قضیبا فی الجنة من یاقوة حمراء و ثلثة من زبرجد خضرا و ثلاثة من لوء لوئة رطبة ضرب علیها طاقات جعل بین الطاقات غرفا و جعل فی کل غرفة شجرة و جعل حملها الحور العین و اجری علیه عین السلام ثم امسک فوثب رجل من القوم فقال یا رسول الله لمن ذلک القضیب فقال من احب ان یستمسک بذلک القضیب فلیحب علی بن ابی طالب (اخرجه ابن المغازلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر ارشاد کیا آیا تم کو معلوم ہے کہ جبریل کیا خبر میرے پاس لائے ہیں پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ جبرائیل یہ خبر لائے کہ خدا تعالیٰ نے شاخیں جنت میں لگائیں تین سرخ یاقوت اور تین سبز زمرد کی اور تین تازہ موتی کی

اوران پر طاق لگائے ہیں اور ہر ایک طاق میں غرفے بنائے ہیں اور ہر ایک غرفہ میں ایک درخت لگایا ہے اور ان کے پھل حورعین ہیں اور ان درختوں کو سلامتی کے چشمہ کا پانی دیا ہے۔ یہ فرما کر حضرت خاموش ہو گئے۔ ایک شخص کود پڑا اور عرض کرنے لگا وہ شاخ کس کے لیے ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ کو پکڑنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ علی بن ابی طالب سے محبت کرے۔

(۳۲) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مررت لیلة اسری الی السماء الرابعه فاذا انا بملک جالس علی منبر من نور و الملائکة تحدق به فقلت یا جبریل من هذا الملک قال ادن منه وسلم علیه فدنوت منه و سلمت علیه فاذا باخی و ابن عمی و فقلت یا جبریل سبقتنی علیا الی السماء الرابعة فقال لی یا محمد لا ولکن الملائکة شکت حبها لعلی فخلق الله هذا الملک من نور علی صورة علی فالملائکة تزوره فی کل لیلة جمعة و یوم جمعة سبعین مرة یسبحون و یقدسون الله و یهدون ثوابه لمحبیی علی (اخرجه عبدالله بن یوسف الکنجی الشافعی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم چوتے آسمان پر تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نور کے منبر پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام فرشتے اس کے گرد حلقہ زن ہیں ہم نے جبرائیل سے کہا یہ فرشتہ کون ہے جبرائیل کہنے لگے آپ اس کے پاس جا کر سلام کریں ہم اس کے پاس گئے اور سلام کیا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا بھائی اور ابن عم علی ہے۔ ہم نے جبرائیل سے کہا کیا تم ہم سے پہلے علی کو چوتھے آسمان پر لے آئے ہو جبرائیل کہنے لگے یا محمد نہیں۔ مگر فرشتوں نے علی کی محبت کی چاہت کی تھی۔ پس خدا تعالی نے نور سے اس فرشتہ کو علی کی صورت پر پیدا کیا پس ہر شب جمعہ اور روز جمعہ کو فرشتے ستر دفعہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کا ثواب علی کے محبوں کو پہنچاتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں کے فضائل

(۱) عن جابر بن عبدالله قال کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فاقبل علی فقال النبی صلی الله علیه وسلم و الذی نفسی بیده ان هذا و شیعة فهم فائزون یوم القیامة

و نزلت ان الذین و عملو الصالحات اولئک ھم الخیر البریه (اخرجه بن عساکر و الخوارزمی و السیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعہ وہی قیامت کے روز جنت کے رفیع درجوں تک پہنچنے والے ہیں اور اسی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے اچھے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایة ان الذین امنو و عملو الصلحت اولئک ھم خیر البریة قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لعلی ھو انت و شیعتک یوم القیامة راضین مرضیین (اخرجه ابن مردویه و ابو نعیم فی الحلیة و الدیلمی فی فردوس الاخبار و السیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کام کیے ہیں اچھے وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ وہ لوگ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں قیامت کے روز خوش اور خوشنود کیے گئے۔

(۳) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الم تسمع قول اللہ تعالی ان الذین امنوا و عملو الصلحات اولئک ھم خیر البریه انت و شیعنک ھم خیر البریه انت و شیعکت و موعدی و موعد کم الحوض اذا جئت الامم یوم القیامة تدعون غر المحجلین (اخرجه بن مردویه و الخوارزمی فی المناقب و السیوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی کیا تو نے خدا تعالی کے فرمان کو نہیں سنا ہے کہ بہ تحقیق وہ لوگ جو کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے وہی لوگ ہیں سب خلقت سے بہتر۔ وہ لوگ تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ میرا اور تمہارا وعدہ گاہ حوض کوثر ہے جب قیامت کے روز تمام گروہ حاضر ہوں گے تو تم سفید چہرے اور نورانی

ہاتھ پاؤں والے پکارے جاؤ گے۔

(۴) عن عبدالله قال بینا انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم و جميع المهاجرين و الانصار الا ما كان في السرية اذا قبل علی یمشی و هو متغضب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اغضبه فقد اغضبنی فلما جلس قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم مالک یا علی قال اذانی بنو عمک فقال یا علی اما ترضی انک معی فی الجنة و الحسن و الحسین و ذریاتنا خلف ظهورنا و ازواجنا خلف ذریاتنا و اشیاعنا عن ایماننا و شمائلنا (اخرجه احمد في المناقب و ابو سعید فی شرف النبوة و محب الطبری فی ریاض النضره فی فضائل العشره) عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے سوا ان لوگوں کے جو لشکر میں تھے۔ اتنے میں جناب امیر پاپیادہ آتے ہوئے نظر آئے ان کے چہرہ سے غضب کے آثار نمایاں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اسے غضب دلایا ہے اس نے مجھے غضب دلایا ہے جب جناب امیر آ کر بیٹھ گئے حضرت نے ان سے پوچھا یا علی تمہیں کیا ہوا ہے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کے بنی اعمام نے مجھے تکلیف دی ہے حضرت نے فرمایا یا علی کیا تو راضی نہیں کہ تو میرے ساتھ جنت میں چلے اور حسنین اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہماری ازواج ہمارے ذریت کے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں ہوں۔

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الجنة من هذه الامة سبعون الفا لا حساب عليهم ثم التفت الى علی فقال هئو لاء شیعتک یا علی و انت اما مهم (اخرجه الشيخ الحرم الحافظ محمد بن یوسف بن الحسن الرزندی المدینی الانصاری فی درر السمطین فی فضائل علی و البتول و الحسنین) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد کیا کہ اس امت سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے پھر حضرت امیر کی طرف ملتفت

ہو کر فرمانے لگے وہ تیرے شیعہ ہیں اور تو ان کے آگے ہوگا۔

(٦) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک و لذریتک و لو لدک و لا ھلک و لشیعتک و لمحبی شیعتک فابشر و انک الا نزع البطین (اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی بہ تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذریت اور تیرے اہل اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے۔

(٧) عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت غدا فی الا خرة اقرب الخلق منی و انت علی الحوض خلیفتی و ان شیعتک علی منابر من نور مبیضه و جو ھھم حولی اشفع لھم و یکونون فی الجنة جیرانی (اخرجه ابن المغازلی فی المناقب و الخوارزمی عن علی و الملافی و سیلة المتعبدین الی متابعة سید المرسلین و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایة الطالب و ابراھیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی فی الا کتفا فی فضائل الاربعة الخلفاء و ابن اسبوع الا ندلسی فی الشفاء و ابو سعید عبدالملک بن محمد بن ابراھیم الخر کوشی فی شرح النبوة) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم کل قیامت کو سب خلقت سے زیادہ میرے قریب ہو گے اور حوض پر میرے خلیفہ ہو گے اور تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر سفید چہرے والے میرے اردگرد ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہوں گے۔

(٨) عن ابی رافع قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت و شیعتک تردون علی الحوض رواء مرویین مبیضة و جو ھم و ان اعداء ک یرون علی ظما مقمحین (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراھیم) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیرؑ سے ارشاد کیا تو

اور تیرے شیعہ حوض سے سیراب ہوں گے پورا سیراب ہونا تمہارے چہرے نورانی سفید ہوں گے اور تمہارے دشمن پیاس سے سر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

(۹) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ان اول اربعة ید خلون الجنة انا و انت و الحسن و الحسین و ذریاتنا خلف ظهور نا و ازواجنا خلف ذریاتنا و شیعتنا عن ایماننا و شمائلنا (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب مرتضی علیہ السلام سے فرمایا کہ جو چار شخص کہ سب سے اول جنت میں داخل ہوں گے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے ازواج ان کے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں ہوں گے۔

(۱۰) عن ام سلمة قالت ان فاطمة اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و معها علی فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیها راسه قال ابشر یا علی انت و شیعتک فی الجنة (اخرجه فخر الاسلام نجم الدین ابوبکر محمد بن حسنین السنبلانی المرندی فی مناقب الصحابه) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام جناب امیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائیں حضرت نے ان کی طرف سر اقدس اٹھا کر ارشاد کیا یا علی خوش ہو تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہوں گے۔

تنبیہ: ان احادیث کے سوا اور بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن میں شیعہ گروہ کا ذکر آیا ہے۔ امامیہ مذہب کے عالم مدعی ہیں کہ جس گروہ کے فضائل کے متعلق یہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارا ہی گروہ اکناف عالم میں اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور علماء اہل سنت و جماعت دعویدار ہیں کہ شیعہ اول ہم ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ **و شیعة اهل البیت هم اهل السنة و الجماعة الا انهم الذین احبوا هم کما امر هم اللہ و رسول اله و اما غیر هم فاعداء هم فی الحقیقة** یعنی اہل سنت و جماعت ہی شیعہ اہل بیت ہیں کیونکہ یہی لوگ خدا اور اس کے رسول کے حکم کے موافق اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں اور اہل سنت کے سوا دوسرے لوگ فی الحقیقت اہل بیت کے دشمن ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی ایک رسالہ

میں جو فرقہ امامیہ کے جواب میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ اہل سنت میگویند مائیم شیعہ اولی و احادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند مورد آن مائیم نہ روافض۔

اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ جس شیعہ گروہ کے فضائل میں یہ حدیثیں وارد ہیں ان کا کیا اعتقاد تھا کیونکہ کتاب سیر اور تاریخ اور رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کی نسبت علی العموم لوگوں کے سات مذہب تھے۔ جن کے معتقدات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔

(۱) ایک گروہ جنگ نہروان کا بقیہ السیف گرد و نواح بصرہ میں آباد تھا۔ وہ جناب امیر علیہ السلام کو معاذ اللہ مسلمان تک بھی نہیں جانتا تھا یہ گروہ ابتداء میں حروریہ کے نام سے مشہور تھا آخر میں خوراج اور مارقین کے نام سے معروف ہوا۔

(۲) دوسرا گروہ شام کے نومسلمانوں کا تھا جو امیر معاویہؓ اور آل مروان کا طرفدار تھا یہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو گو مسلمان تو سمجھتے تھے۔ لیکن ان کی شان اقدس میں برسر محراب و منبر سب وشتم کرتے تھے۔ آخر محققین اسلام نے ان کو نواصب کا خطاب دیا۔

(۳) یہ تیسرا گروہ جناب امیر کو منجملہ صحابہ کے ایک صحابی سمجھتا تھا مگر جناب امیر کی کسی قسم کی تقدیم کا قائل نہیں تھا یہاں تک کہ ان کو امیر معاویہ کے مساوی سمجھتا تھا۔ زمانہ نے اس گروہ کا جلد تر خاتمہ کر دیا کہ اس کا نام تک مشہور نہ ہوا۔

(۴) چوتھا گروہ جناب امیر کو حضرت عثمانؓ کے بعد اور دیگر اصحاب سے افضل جانتا تھا یہی گروہ اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اسی سواد اعظم نے دنیا بھر میں فروغ پایا۔

(۵) پانچواں گروہ جناب امیر کو شیخین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی افضل اور اعلی سمجھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی کے قائل تھے اور ابتداء میں امام مالک (۱) اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کا بھی یہی مسلک تھا اسی گروہ کے قریب قریب ایک اور گروہ تھا جو ان دونوں صاحبوں کے افضل سمجھنے میں خاموش تھا۔

(۶) چھٹا گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب صحابہ سے افضل

---

۱ – قال ابو عمر وقف جماعة فی علی و عثمان فلم یفضلوا واحد منهما علی صاحبه منهم مالک بن انس و یحیی بن سعید القطان (استیعاب)۔

اور اعلیٰ سمجھتا تھا اور فضلهم علی ترتیب خلافتهم کا قائل نہیں تھا۔ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ اور حضرت عثمان شہید بے دیت رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہمدردی رکھتا تھا۔ یہ لوگ تفضیلیہ اور شیعہ اولی کہلائے جاتے تھے۔

(۷) ساتواں گروہ شیخین کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتا تھا۔ چونکہ ابتداء ہی سے اہل سنت کی جماعت کثیر اطراف بلاد میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ ساتویں قسم کا اقل قلیل دنیا میں آباد تھا۔ بوجہ تخالف مذہبی کے اہل سنت اس ساتویں گروہ کو ان کے چڑانے کے واسطے ان کو رافضی کہنے لگے۔

شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں (حدثنا شیعة حدثنی عدی بن ثابت قال سمعت البراء بن عازب رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم الانصار الا یحبهم الا مومن) قسطلانی میگوید عدی بن ثابت ثقہ است قاضی شیعہ و امام مسجد ایشان بودہ در کوفہ و شعبہ از مشائخ کبار اہل حدیث ست و امیر المومنین فی الحدیث گفتہ انداز روی روایت حدیث دارد۔ از اینجا معلوم میشود کہ مذہب شیعہ و اعتقادہائے ایشان در زمان سابق باین خرابی و رسوائی کہ متاخرین وارند نبودہ است چنانچہ گفت اندر کہ درآنوقت اعتقاد اینہا زیاد برین نبودہ کہ امیر المومنین علی راء بیشتر دوست میداشتند نسبت بائمہ دیگر و افضلیت باین ترتیب را کہ اہل سنت مقرر کردہ اند معتقد نبودہ اندانتہی کلامہ شیخ نور الحق کا لکھنا بالکل مطابق واقع ہے کیونکہ علمائے اہل سنت بوجہ تنفر مذہبی کے شیخین کے سب کرنے والوں سے مطلق اخذ حدیث نہیں کرتے تھے بلکہ خوارج سے بوجہ ان کی دیانت ظاہری کے روایت کا لینا پسند کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النوادی میں لکھتے ہیں۔ قال ابو دائود لیس فی اهل الا هواء اصح حدیثا من الخوارج اور خطابیہ یعنی روافض کی گواہی تک قبول نہیں کرتے تھے چنانچہ امام نووی منہاج الشرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔ قال امامنا الشافعی رضی الله عنه اقبل شهادة اهل الهواء الا الخطابیة من الرافضة.

پس ثابت ہوا کہ وہ چھٹا گروہ جو جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل

الناس سمجھتا تھا وہی شیعہ اولی کا گروہ تھا۔ جن سے علمائے اہل سنت بھی اخذ حدیث میں مضائقہ نہیں کرتے تھے خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثناء عشریہ میں لکھتے ہیں و نیز باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ سنیہ وتفضیلیہ اندر زمان سابق بشیعہ ملقب بودند چون غلاۃ روافض و زیدیان و اسماعیلیہ باین لقب خودرا ملقب کردند مصدر قبائح وشرور اعتقادی و علمی گردید خوفا عن التباس الحق عن الباطل فرقہ سنیہ وتفضیلیہ ابن لقب رابر خود نہ پسندید وخودرا باہل سنت و جماعت ملقب کردند لیکن یہ کہنا کہ اہل سنت ابتدا میں شیعہ کے نام سے مشہور تھے محض ادعا ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اگر اہل سنت ابتداء میں شیعہ مشہور تھے تو زیدیہ فرقہ کے خروج سے جو اہل سنت کے پہلے گذر چکے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی اس نام سے مشہور ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ وہی لوگ شیعہ کہلائے جاتے تھے جو جناب امیرؑ کے افضل الصحابہ ہونے کے قائل تھے۔ ماسوا اس کے اگر اہل سنت ابتداءً شیعہ مشہور ہوئے تو زیدیہ و اسماعیلیہ بوجہ خصومت کے کبھی اس نام کو اپنے لیے مطلق گوارا نہ کرتے کوئی اور نام پسند کرتے۔ علاوہ بریں متاخرین اہل سنت ان شیعان اولی کو اعتقاد تفضیل کے باعث سے ہمیشہ بدعتی کہتے چلے آئے اگر اہل سنت بھی اسی گروہ میں شامل ہوتے تو وہ بیچارے مبتدع کیوں قرار دیے جاتے۔ چنانچہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں بترجمہ ابان بن تغلب لکھتے ہیں۔ ابان بن تغلب الکوفی شیعی لکنہ صدوق وقد وثقہ احمد و ابن معین و ابو حاتم و قال کان غالیا و قال الجوز جانی(۱) زائغ مجاھر فلقائل ان یقول

۱- جوز جانی خود تو مصعب خارجی ہیں لیکن ابان ابن تغلب کو بوجہ شیعیت کے زائغ اور مجاہر ٹھہراتے ہیں۔ لسان المیزان میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں و ممن ینبغی ان یتوقف فی قبولہ قولہ فی الجرح من کان بینہ و بین من جرحہ عداوۃ و سببھا الاختلاف فی الاعتقاد فان الحاذق اذا تامل ثلب الی اسحاق الجوزجانی لا ھل الکوفۃ رای العجب و ذلک لشدۃ الخرافۃ فی النصب و شھرہ اہلھا بالتشیع فترالا فی جرح من ذکرہ بلسان ذلق و عبادۃ طلق حتی انہ خذ بلین مثل الاعمش و ابی نعیم و عبداللہ بن موسی اساطین الحدیث و ارکان الروایۃ الخ. یعنی پر ضرور ہے کہ جرح کرنے والے کی جرح کو جو اس نے کسی شخص کے حق میں اختلاف اعتقاد کی عداوت کی وجہ سے کی ہو، قبول کرنے میں تامل کرنا چاہئے چنانچہ اگر کوئی دانا ابو اسحاق جوز جانی کی نکتہ چینی کو جو اس نے اہل کوفہ کی نسبت کی ہے، تامل کرے، تو ایک عجیب سا معاملہ دیکھے گا۔ کہ کوفہ کے لوگوں میں سے اس نے جس کسی کا ذکر کیا ہے اس کی جرح کرنے میں کس قدر زبان کی تیزی کو کام میں لایا ہے یہاں تک کہ اعمش اور ابو نعیم اور عبداللہ بن موسیٰ جیسے اساطین حدیث اور ارکان روایت کو بھی نرم کر ڈالا۔

کیف ساغ توثیق مبتدع و حد الثقة العدالة و الا تقان فکیف یکون عدلا من هو صاحب بدعة و جوابه ان البدعة علی ضربین صغرے کغلوا التشیع او کالتشیع بلا غلو فلا تخرق فهذ کثیرا من التابعین و تابعیهم مع الدین و الورع و الصدق فلو ذهب حدیث هئو لاء لذهب جملة من اثار النبوة و هذا مفسد بینة ثم بدعة الکبری کالرفض الکامل و الغلو فیه و الحط علی ابی بکر و عمر الدعا الی ذلک فهذا النوع لا نجیع به الا کرامة فیه یعنی ابان بن تغلب کوفہ کا باشندہ شیعہ تھا لیکن صادق تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کا صدق ہمارے لیے ہے اور اس کی بدعت اس کے لیے ہے۔ امام احمد ابن حنبل اور ابن معین اور ابو حاتم نے اس کو ثقہ مانا ہے اور کہا ہے کہ وہ تشیع میں غلو کرنے والا تھا۔ جوز جانی ناصبی کہتا ہے وہ حق سے پھرا ہوا۔ اور بد گو تھا۔ قائل کہہ سکتا ہے کہ بدعتی کی ثقاہت کیونکر مانی جا سکتی ہے۔ ثقہ کے لئے عدالت اور اتقان لازم ہے۔ پس جو شخص کہ بدعتی ہو کیونکر عادل ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت صغری جیسے کہ تشیع میں غلو کرنا یا تشیع بلا غلو کے پس۔ یہ نا ملائم نہیں اگر ان کی احادیث سے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ تو تمام آثار بنو ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے۔ جس سے ایک ظاہری فساد پیدا ہو جائے گا۔ دوسری بدعت کبرے ہے جیسے کہ پورا رفض اور اس میں غلو کرنا اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے مرتبہ سے گرانا ایسی قسم کی حاجت نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے۔

اس عبارت میں چند امور ہویدا ہوتے ہیں۔

اوّل: یہ کہ تشیع بلا غلو (یعنی جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ بہ نسبت دوسرے صحابہ کے زیادہ محبت رکھنا) یا غلو تشیع (یعنی جناب امیر کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا جس کی تصریح حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کی ہے۔ والتشیع محبته علی وتقدیمه علی الصحابته فمن قدمه علی ابی بکر و عمر فهو غال فی التشیع) یہ دونوں امر اہل سنت کے نزدیک بدعت صغری ہیں۔

دوم: یہ کہ تشیع بلا غلو کثرت کے تابعین اور تبع تابعین میں پایا جاتا ہے۔

سوم: یہ کہ اگر ان شیعان اولی کی روایتوں سے دست کشی کی جائے تو آثار نبویہ کے ہاتھ سے جاتے

رہنے کا احتمال ہے

چہارم: یہ کہ اہل سنت نے صاحبان بدعت کبری یعنی روافض سے اخذ حدیث نہیں کیا اور نہ ان کی روایات کو مستند مانا ہے۔

اب ہم کو دیکھنا چاہئے کہ غلو تشیع) یعنی شیخین پر جناب امیر کو فضیلت دینی جس کو متاخرین نے بدعت صغری قرار دیا ہے۔ اس کی کہاں تک اصلیت ہے۔

بدعت کے معنی ہیں امر محدث فی الدین جس کا ماخذ کتاب وسنت اور آثار صحابہ سے نہ ہو۔ ورنہ کبرت کلمہ تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا جناب امیر کی افضلیت کا ثبوت احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ملتا ہے سب سے قطع نظر کر کے ہم اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جو ائمہ حدیث کے نزدیک اثبت الاخبار اصح الاحادیث خبر متواتر حدیث متفق علیہ ارشاد انت بمنزلتہ ھارون من موسی ہے۔ جس کی شرح میں امام نودی علیہ الرحمۃ المنہاج شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں۔

(وفیه اثبات فضیلة لعلی لا تعرض فیه لکونه افضل من غیره او مثله لیس فیه الدلالة لاستخلافه) یعنی اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت کا اثبات ہے جس میں تعرض نہیں کیا جا سکتا۔ بباعث ان کے افضل ہونے کے اپنے غیر سے یا اپنے مثل اصحاب سے اور اس سے ان کی خلافت پر استدلال نہیں ہوسکتا۔

حضرت اگر نہیں ہوسکتا نہ ہو ہمارا مطلب تو ثبوت افضلیت ہے سو وہ آپ کی تقریر سے ثابت ہے۔

عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین یا سیدی ان ابی حدث عن ابی حجیفة وهب بن الخیر ان اباک صعد المنبر و قال خیر هذه الا مته بعد نبیها ابوبکر و عمر فقال ابن نذهب بک یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی الله علیه وسلم انت منی بمنزلة هارون من موسی ان المومن یهضم نفسه (اخرجه الخطیف فی تاریخ بغداد فی ترجمه طریف بن عبدالله الموصلی) ابن جبیر کہتا ہے میں نے جناب امام زین العابدین سے عرض کیا یا سیدی مجھ سے وہب بن الخیر بیان کرتا تھا کہ آپ کے والد ماجد جناب امیر نے منبر پر چڑھ کر ارشاد کیا تھا کہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر

ابوبکر اور عمر ہیں جناب امام نے فرمایا اے عقل والے تجھے ہم کہاں لے جائیں ہم سے سعید بن مسیّب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ یا علی تم مجھے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے۔ مومن ہمیشہ اپنی کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

صلاح بن مہدی المقبلی علم شائخ فی اثار الحق علی اباء المشائخ میں لکھتے ہیں۔ والعجب من المحدثین تراھم یجرحون بمثل قول شریک القاضی وقد قیل عندہ معاویۃ حلیم لیس بحلیم من سفہ الحق و حارب علیا وھو بقولہ قد قیل لا الہ تزور اخاک فلانا فقال لیس باخ من ازراء علی علی و عمار. وتراہ یتکلمون فی وکیع واضرابہ من تلک الدرجہ الرفیعۃ دینا و ورعا یقولون یتشیع وتشیعہ انما ھو بمثل فلک ما ذکرنا من شریک. فان کان التشیع انما ھوا ذالک القدر. فلعمری ما یسع منصفا الخروج عنہ واراد المحدثون وسائر من سمی نفسہ بالسنۃ رد بدعتھم فاتبد عوافی الجانب الاخر و وضعوا مارفع اللہ و رفعوا ما وضع انتھی کلامہ یعنی محدثین سے تعجب ہے کہ وہ قاضی شریک کی بات پر یا اس کی باتوں پر جرح کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ اس کے پاس ذکر کیا گیا کہ امیر معاویہ حلیم ہیں۔ اس نے جواب دیا جو شخص کہ سچ امر پر بیوقوف بن جائے اور علی کے ساتھ جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح سے اور ایک دفعہ اس سے کہا گیا تو اپنے فلانے بھائی کی زیارت کو کیوں نہیں گیا۔ اس نے کہا جو شخص کہ علی اور عمار پر عیب دھرے وہ ہر گز میرا بھائی نہیں ہے۔ کبھی تو دیکھے گا کہ وہی محدثین میں سے وکیع اور اس کے امثال کو باوجود دین اور ورع میں ان کے اس قدر رفع الدرجات ہونے کے شیعہ کہنے لگتے ہیں۔ اور ان کا شیعہ پن صرف اتنا ہے جتنا کہ ہم نے قاضی شریک کا بیان کیا ہے اور اگر شیعہ پن اسی کا نام ہے جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ تو مجھے اپنی جوانی کی قسم ہے کہ پھر کوئی منصف مزاج اس سے نہیں بچ سکے گا۔ اہل حدیث و نیز وہ لوگ جو اپنی جان کو اہل سنت کہلاتے ہیں ان لوگوں کو بدعتی ٹھیرانے کا ارادہ کرتے ہیں اور خود دوسری طرف بدعت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جس بنیاد کو کہ خدا نے گرایا ہے اس کو بناتے ہیں اور جس کو بنایا ہے اس کو گراتے ہیں۔

ان مباحث سے یہ تو ہم کو ثابت ہو گیا ہے کہ مذہب تفضیل کثرت سے طبقہ تابعین میں رائج تھا۔ اب ہم کو تھوڑی دیر کے لئے نگاہ اٹھا کر ان کے اوپر کے طبقہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھنا چاہئے کہ یہ غلو تشیع کوئی صاحب ان میں بھی رکھتا تھا یا نہیں اگر بعض صحابہ اس کے قائل نظر آئیں تو ایسا اعتقاد جو خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم میں پایا جاتا ہو اس کو بدعت قرار دینا خود بدعت ٹھہرے گا۔ حافظ عبدالبر النمری القرطبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ الستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بصدر ترجمہ جناب امیر علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ روی عن سلمان و ابی ذر و المقداد و خباب و جابر و ابی سعید و زید بن ارقم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم و فضله ھٰؤلاء علی غمرہ یعنی سلمان اور ابوذر اور مقداد اور خباب اور جابر اور ابو سعید نمدی اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ بزرگوار ان کو یعنی جناب امیر کو ان کے غیر پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ (حافظ ابن عبدالبر کے سوا حافظ ابی الحجاج یوسف بن الزکی بن عبدالرحمٰن بن یوسف المزی الکلی الشافعی نے بھی اس حدیث کو کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں نقل کیا ہے۔)

اس کے ماسوا عبداللہ بن مسلم قتیبہ نے کتاب العارف میں جہاں پر شیعان علی کا ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے۔ واسماء من الشیعة ابو الطفیل صاحب رایة المختار و کان اخر من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موتا. والمختار. وابو عبداللہ الجدلی وزوارہ بن اعین وجابر الجعفی یعنی تشیع میں غلو کرنے والوں کے یہ نام ہیں۔ ابو الطفیل مختار کا علم بردار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب دیکھنے والوں سے پیچھے فوت ہوا ہے اور مختار بن ابو عبیدہ ثقفی اور ابو عبداللہ الجدلی اور زرارہ بن اعیس اور جابر الجعفی ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کے مذہب کی نسبت علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں۔ و کان ابو الطفیل عامر بن واثلة یشیع فی علی ویفضله ویشنی علی الشیخین ابی بکر و عمر رضی الله عنه و یترحم علی عثمان رضی الله عنه. یعنی ابو الطفیل عامر بن واثلہ جناب امیر کی شان میں اعتقاد شیعیت رکھتے تھے اور شیخین یعنی حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی مدح اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید

بے دیت کے ساتھ ہمدردی کیا کرتے تھے۔
ان صحابہ کبار کے سوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ حافظ خطیب تاریخ بغداد میں بترجمہ قاضی شریک لکھتے ہیں۔ دخل شریک علی المهدی فقال له المهدی ماتقول فی علی بن ابی طالب قال ماقال فيه جدک العباس وعبدالله قال و ما قالا فيه قال اما العباس فمات و علی عنده افضل الصحابة وقد كان يری كبراء المهاجرين يسالون عما ينزل عليهم من النوافل وهو مااحتاج الى احد حتى لحق بالله عزوجل و اماعبداله فانه كان يضرب بين يديه بصفين و كان فی حروبه راسا متبعا وقائدا مطاعافلو كانت امامته علی جور كان اول من يقعد عنها ابوک لعمله بدين اله وفقه فی احكام فسكت المهدی ولم يمض بعد هذا المجلس الاقليل حتى عزل شريک رحمة الله عليه. یعنی قاضی شریک ایک دفعہ مہدی عباس کے پاس گیا مہدی نے اسے کہا تو علی کے حق میں کیا کہتا ہے شریک نے کہا جو بات میرے دو دادے حضرت عباس اور عبداللہ بن عباس ان کے حق میں کہتے ہیں وہی بات میں کہتا ہوں۔ مہدی باللہ کہنے لگا وہ کیا کہتے ہیں شریک نے کہا عباسؓ کا مرنے تک یہی اعتقاد تھا کہ علیؑ سب صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ حضرت عباس دیکھا کرتے تھے کہ اکابر مہاجرین کو عبادات میں جو کچھ مشکلیں پیش آتی تھیں وہ جناب علی سے پوچھا کرتے تھے اور جناب امیر کو اپنی وفات کے وقت تک کبھی کسی بات میں صحابہ سے پوچھنے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور عبداللہ بن عباس تمام حروب صفین میں جناب امیر کے تابع اور ان کی فوج کے سردار تھے اگر جناب علی کی امامت ظلم ہوتی تو سب سے پہلے عبداللہ بن عباس ہی بباعث اپنے علم دین اور فقہ فی احکام کے ان کی شرکت سے کنارہ کش ہو جاتے۔ مہدی یہ سن کر خاموش ہو گیا اس گفتگو پر نہایت ہی تھوڑی مدت گزرنے پائے تھی کہ مہدی نے شریک کو قضا کے عہدہ سے معزول کر دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ جس اعتقاد پر ہم کو مبتدع اور اہل الھواء قرار دیا جاتا ہے اس میں حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سلیمان فارسی اور ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور خباب بن الارت اور جابر بن عبداللہ الانصاری اور ابوسعید حذری اور زید بن ارقم اور

ابوالطفیل عامر بن واثلہ الکنانی اللیثی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ہمارے پیشوا ہیں بابی انت و امی لنعم ماقلت یا رسول الله اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتهم اهتدیتم.

ولنعم ماقال امامنا ابو عبداله محمد بن ادریس الشافعی المطلبی رحمة الله علیه. اذا نحن فضلنا علیا فانا + روافض بالتفضیل عند ذوالجهل + وفضل ابی بکراذ ماذکرته + رمیت نصب عندذکر الفضل + فلا زلت ذا رفض و نصب کلیهما + بحبیهما حتی اوسد فی الرحمل + وایضا قال. ولو کان الرفض حب ال محمد + فلیشهد الثقلان انی رافضی + وقال البیهقی و انما قال الشافعی ذلک حین نسبه الخوارج الی الرفض حسدا و بغیا (صواعق محرقه علامه ابن حجر) کیا اچھا فرمایا ہے ہمارے امام اعظم سیدنا ومولانا حضرات امام محمد بن ادریس الشافعی مطلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب ہم جناب علی علیہ السلام کو فضیلت دیتے ہیں کہ ہم بے وقوفوں کے نزدیک رافضی ٹھہرائے جاتے ہیں اور جب ہم حضرت ابوبکر کے فضائل بیان کرتے ہیں تو ہم ناصبی ٹھہرائے جاتے ہیں۔ میں مرنے تک ان دونوں صاحبوں کی محبت میں ہمیشہ رافضی اور ناصبی ہوں۔ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رفض ہے۔ تو جن انس گواہ رہیں میں رافضی ہوں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام شافعی نے یہ اشعار اس وقت تصنیف کئے تھے جبکہ خوارج نے حسد اور بغض سے ان کو رافضی کہا تھا۔ اب ہم ان شیعہ بزرگواروں کے نام کی ایک فہرست مختصر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ جن کو ایک طرف تو متبدع قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف ان سے اخذ ثابت کیا جاتا ہے۔ حافظ عبدالرحیم العراقی شرح الضیہ الحدیث میں لکھتے ہیں وکتاب مسلم ملان من الشیعۃ یعنی مسلم شریف شیعہ کی روایتوں سے مالا مال ہے۔ سیوطی علیہ الرحمۃ تدریب الرادی فی شرح تقریب النوادی میں بخاری اور مسلم کے راویوں کے بیان میں لکھتے ہیں۔ اردت ان اسماء من روی بالتشیع من اخرج لهم البخاری و المسلم اوا حد هما. وهم اسمعیل ابن ایان. واسمعیل بن زکریا الخلقانی. و جریر بن عبدالحمید. وایان بن تغلب الکوفی. وخالد بن مخلد القطوانی. وسعید بن فروز. وابوالبختری. وسعید بن عمرو بن اشرع. و سعید بن

عمیر. و عبدالرزاق بن همام صاحب المصنف. وعبدالملک بن اعین. وعبید الله بن موسی العبسی. وعدی بن ثابت الانصاری. وعلی بن الجعد. وعلی بن الهاشم بن البریده. وفضل بن دکین. وفضیل بن مرزوق الکوفی. وفطر بن خلیفه. ومحمد بن حجاره الکوفی. ومحمد بن فضیل بن غزوان. ومالک بن اسمعیل. وابو غسان یحیی بن الجزار هولاء رموا بالتشیع انتهی ارادہ کرتا ہوں میں کہ شمار کروں نام لوگوں کے جو کہ تشیع کے ساتھ منسوب ہوئے ہیں۔ اوراحادیث اخذ کی ہیں۔ ان سے امام بخاری اور مسلم نے یا ایک نے ان دونوں میں سے اور وہ اسمٰعیل بن ابالۃ اور اسمٰعیل بن زکریا خلقانی۔ اور جریر بن عبدالحمید الخ۔

عبداللہ بن مسلم قتیبۃ الدینوی نے المعارف میں بھی ایک فہرست دی ہے وہو ہذا۔ الشیعۃ۔ الحرث الاعور۔ وصعصعہ بن صوحان۔ والاصبغ بن بنانہ۔ وعطیۃ العوفی۔ وطاوس۔ والاعمش۔ وابواسحاق السبعی۔ وابوصادق۔ وسلمہ بن کہیل۔ والحکم بن عتبہ۔ واسلم بن الجعد۔ وابراہیم وحبہ بن جوین۔ وحبیب بن ثابت۔ ومنصور بن معتمر۔ وسفیان الثوری۔ شبعہ بن الحجاج۔ وفطر بن خلیفہ۔ والحسن بن صالح بن حی۔ وشریک قاضی۔ وابواسرائیل۔ ومحمد بن فضیل۔ ووکیع۔ وحمید الرواسی۔ وزید الحباب۔ والفضل بن دکین۔ والمسعودی اصغر۔ وعبدیاللہ بن موسی۔ وجرر بن عبدالحمید۔ وعبداللہ بن داود۔ وہشیم۔ وسلیمان التیمی۔ وعوف الاعرابی۔ وجعفر بن صبعی۔ ویحیٰی بن سعید القطان۔ وابن الہیعہ۔ وہشام بن عمارہ۔ والمغیرہ صاحب ابراہیم۔ ومعروف بن خربوذ۔ وعبدالرزاق۔ ومعمر۔ وعلی بن الجعد۔

ان کے سوا اکثر اور بھی ایمہ حدیث انہیں شیعان علی کی قطار میں شمار کئے جاتے تھے۔ چنانچہ ابن خلکان وفیات الاعیان میں بہ ترجمہ امام نسائی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الامام ابوعبدالرحمن بن شعیب النسائی خرج الی دمشق ودخل فسئل عن معاویۃ وماروی من فضائلہ فقال ما اعرف لہ فضیلۃ الا واشبع اللہ بطنہ وکان یشتیع فماز الواید فعون فی خصیتیہ حتی خرجوہ من المسجد: یعنی امام ابوعبدالرحمٰن بن شعیب النسائی صاحب سنن کبیر دمشق

میں گئے لوگوں نے ان سے امیر معاویہ کے فضائل کے متعلق سوال کیا۔ امام نسائی نے جواب دیا کہ مجھے ان کے فضائل کے متعلق کوئی حدیث سوا اس حدیث کے کہ خدا اس کے پیٹ کو نہ بھرے۔ یاد نہیں ہے۔ دمشق کے لوگوں نے امام نسائی کے خصیوں پر لاتیں مار کر ان کو مسجد سے نکال دیا کیونکہ وہ شیعہ پن بیان کر رہے تھے۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں مصنف مستدرک علی الصحیحین ابو عبد الحاکم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ قال ابن طاهر سالت ابا اسمعیل الانصار عن الحاکم فقال ثقه فی الحدیث رافضی خبیث ثم قال ابن طاهر کان شدید التعصب للیشعة فی الباطن و کان یظهر التسنن فی التقدیم و الخلافة و کان منحرفا عن معاویة و اله متظاهر بذک و لا یعتذر منه قلت اما الخرافة عن خصوم علی فظاهر و اما امر الشیخین فمعظم لها بکل حال فهو شیعی لا رافضی انتهی یعنی ابن طاہر ناقل ہیں کہ میں نے ابو اسمٰعیل انصاری سے حاکم کی نسبت استفسار کیا کہ کہنے لگا حاکم حدیث میں ثقہ ہے۔ رافضی خبیث ہے پھر ابن طاہر کہتا ہے کہ حاکم شیعہ مذہب میں سخت متعصب تھا اور تقدیم اور خلافت میں اپنے آپ کو تسنن ظاہر کرتا تھا معاویہ اور اس کی اولاد سے منحرف تھا اور اسی کا اظہار کرتا تھا اور اس میں عذر نہیں کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ دشمنان علی اس کا انحراف تو ظاہر ہے لیکن شیخین کی ہر حال میں تعظیم کرتا تھا اس لئے اس کو شیعہ کہنا چاہئے نہ رافضی۔

بعض احباب خیال کریں گے کہ مولف نے اپنا مذہب نہیں بتایا کہ وہ حضرات اہل سنت کا نام لیوا ہے یا امامیہ صاحبان کی جناب سے عقیدت رکھنے والا ہے اس لئے یہ خاکسار جو اپنا مسلک رکھتا ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

(۱) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب امیر علیہ السلام سب صحابہ سے افضل اور اعلیٰ تھے۔

(۲) جناب امیر علیہ السلام اور اہل بیت کے بعد بلاشبہ حضرت شیخین تمام صحابہ سے افضل تھے۔

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک صاحب مستحق خلافت تھا۔ اگر استحقاق خلافت کی نسبت دیکھا جائے تو استحقاق خلافت میں حیث النبوۃ کسی کو بھی حاصل نہیں تھا۔ کیونکہ خلافت فی النبوۃ امر محال ہے باقی

رہ گئی خلافت فی ابقاء اصلاح امت تو عشرہ مبشرہ سے ہر ایک کو اس کا استحقاق حاصل تھا جس کو حاصل ہو گئی وہی خلیفہ ہو گیا۔

خلافت امر منصوص نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو اس قدر جھگڑے کیوں پیش آتے اور انصار منا امیر ومنکم امیر کیوں کہتے آیا مہاجر اس نص کو نہ پیش کرتے۔

اب اس کے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ پس خلافت کس کا حق تھا۔ جس وقت کہ ہم یہ بحث کرنے لگے پہلے ہم کو یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کرنے کے واسطے قوانین سیاست میں جو مختلف اصول استخلاف کے ہیں ان میں سے کون سے اصول کی بناء پر ہم یہ فیصلہ کر رہے ہیں آیا انتخاب کی بناء پر یا وراثت کے اصول پر۔

وراثت کا عمل عموماً ہمارے دلوں میں جاگزیں ہے اور اسی کو نگاہ میں رکھ کر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن وراثت کے اصول کے لحاظ سے تو آنحضرت ﷺ کی دینوی خلافت کا حق نہ حضرت ابوبکر کو حاصل تھا نہ حضرت امیر کو۔ سب سے پہلے حضرت امام حسن اور ان کے بعد امام حسین کا حق تھا ان کے بعد ان کی اولاد کا۔

بلاشبہ عرب کے لئے یہی سب سے بہتر اصول تھا اگر اس کو اختیار کیا جاتا۔ مگر اندرونی اور بیرونی ناچاقیوں نے جن کا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے کسی کو اس کی طرف ملتفت نہ ہونے دیا۔ ماسوا اس کے عرب میں اس وقت سیاست دان کا جو طریقہ تھا وہ اس سے بالکل مختلف تھا۔ نہ پورا جمہوری تھا نہ پورا شخصی۔ نہ پورا انتخابی نہ پورا موروثی۔

حضرت ابوبکر کے انتخاب کی بناء پر جس واقعہ پر ہوئی اس میں خاص اصولِ انتخاب وغیرہ کا مرعی نہیں رکھا گیا۔ آنحضرت ﷺ کے انتقال پر ملال پر چند ساعتیں نہیں گزری تھیں اور صحابہ کبار تجہیز و تکفین کا فکر کر رہے تھے کہ ان کے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے میں سے ایک شخص کو امیر اور خلیفہ بنالیں۔ درحقیقت مدینہ میں منافقانہ بیج جو پہلے سے عبداللہ بن ابی کے چالوں سے بویا ہوا تھا۔ جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سے تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیروں کو بلایا اور شہر میں بسا کر اپنے

اوپر ڈالی ہے۔ (لائف اوف محمدؐ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۸) وہ اس وقت قومی مساوات اور رقیبانہ حقوق کے پردہ میں بار آور ہوا اور اس نے انصار کو جلدی اس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ میں نہ جاتی رہے۔ چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے یہی تھے ان کو مہاجرین (یعنی مکہ والوں) کے زیر حکومت رہنا کسی قدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور ان کو یہ خیال تھا کہ ان وطن سے بھاگے ہوئے لوگوں کو ہم نے اپنے پاس رکھا ہے اور ان کی اعانت کی ہے ہمارے ان پر احسان ہیں۔ یہ ہمارے زیر اطاعت ہونے چاہئے نہ کہ ہم ان کے تابع فرمان بن جائیں۔ وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکات ہی ایسی ہی تھی جس کی غلامی ہم دل و جان سے کرتے تھے اب ان کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگوں پر حکمرانی کرنے کا کوئی استحقاق نہیں ہے نہایت الامر ہم ایک کو اپنے میں سے اپنا جداگانہ امیر بنالیں۔ چنانچہ سعد بن عبادہ کو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کے لئے نامزد بھی کرلیا تھا۔ غرضیکہ بقول سر ولیم میور وقت نہایت نازل ہوگیا تھا اور اسلام کا آئندہ اتفاق معرض خطہ میں تھا۔ (دیکھو کتاب انلس اوف ارلی خلافت صفحہ ۲)

حضرت ابوبکر اور عمر یہ سن کر سقیفہ بن ساعدہ کی طرف دوڑے۔ حضرت ابوعبیدہ راستے میں ان کے ساتھ ہوئے یہ تینوں اصحاب انصار کے مجمع میں جا پہنچے اور وقت کے بعد ان کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمر یا ابوعبیدہ میں جو اس وقت حاضر ہیں ایک کو منتخب کرلو۔ حضرت عمر نے عجلت کر کے مبادا انصار میں سے کوئی برگشتہ نہ ہوجائے اور فتنہ نہ برپا ہوجائے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور حباب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی مگر بنی اوس کے جو انصار میں سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب نہ ہوسکا۔ (دیکھو لائف اوف محمدؐ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴) حضرت علی علیہ السلام اس وقت موجود نہیں تھے۔ اور نہ ان سے رائے لینے کی مہلت ملی۔ جب حضرت ابوبکر وہاں سے لوٹے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہوچکے تھے۔ اس لئے شرکت جنازہ سے محروم رہے۔ جس کا قلق ان کو تامدت العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی۔ اب باہر کی حالت عرب میں جوش ارتداد اور الحاد پھیلا ہوا تھا۔

ایک طرف عرب کے یہود و نصاری مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اس کی اشاعت کے ابتدا ہی سے مزاحم تھے۔ دوسری طرف مدعیان نبوت برسر پر خاش تھے۔ چنانچہ جن کی تنبیہ کے لئے حضرتﷺ بہ سرداری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ خود مسلمانوں میں بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے۔ بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور میں گرفتار تھے۔ صرف وہی مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور جن کے دل پر خدا نے سکینہ اتارا تھا۔ ان کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہیں تھی۔ جن میں بعض مہاجر اور بعض نصاری تھے۔ جبکہ ان تھوڑے سے لوگوں میں بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہا تھا۔ اگر عجالتہً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہ ہو جاتی اور مہاجر و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اوّل مہاجر اور انصار ہی میں تلوار چل جانے کا احتمال تھا۔ جس سے اسلام کا آئندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ پہنچ جاتے اور آنحضرتﷺ کی تجہیز و تکفین کے انتظار میں بیٹھے رہتے۔ یا سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر بیعت کو تھوڑی دیر کے لئے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ امت محمدیہ میں پیدا ہو جاتا۔ پھر جس کی اصلاح اگر غیر ممکن نہ ہوتی تو دشواری ضرور ہی ہو جاتی۔

اس کے ماسوا اگر ایسے شورشناک کے وقت میں جناب امیر کے دست مبارک پر بیعت واقع ہو جاتی تو اکثر بنی امیہ جو ابتدا ہی سے جناب امیرؑ سے جلتے رہتے تھے کیونکہ ان کے ہاتھوں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ولید جیسے اموی سردار غزوات میں مارے جا چکے تھے ضرور بگڑ جاتے اور اسلام میں تفرقہ ڈال دیتے۔ بھلا بنی امیہ کو اپنے خویش و اقارب کے قاتل ہاتھ پر بیعت کرنا کب گوارا ہو سکتا تھا۔

اگر اس نازک وقت میں اسلام میں کوئی اندرونی جھگڑا۔ جمل اور صفین جیسا برپا ہو جاتا تو بیرونی دشمنان دین اور مرتدان عرب اور مدعیان نبوت کا دفعیہ تو درکنار۔ صحابہ کو خانہ جنگیوں سے دم بھر کی فرصت نہ ملتی یہی خاص مصلحت تھی جو صحابہ کو جناب امیرؑ کے بیعت سے مانع آئی۔

ان واقعات محققہ سے چشم پوشی کر کے جو کچھ جس کے جی میں آئے سو کہے۔ نہ وہ بزرگوار غاصب

تھے اور نہ کسی کا حق چھیننا چاہتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے کیا وہی مقتضائے وقت تھا۔ ان کی نیت بالکل نیک تھی۔ اسی نیک نیتی کی بدولت خدا نے ان کو وعد اللہ الذین امنو امنکم وعملو الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کا صلہ عطا فرمایا تھا۔ چونکہ بعض مولفۃ القلوب اور منافقین کے خویش و اقارب سے ذوالفقار حیدری ابھی تک خشک نہیں ہوئی تھی اس لئے بنظر حفظ ماتقدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کو چھوڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور اسی احتیاط کو مدنظر رکھ کر حضرت عمر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کرنے کا کام مجلس شوری کے سپرد کیا۔

جبکہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گرویدہ ہو چکے تھے اس لئے اصحاب شوری چاہتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام بھی اتباع سیرت شیخین رضی اللہ عنہما اور اقرار کرلیں تاکہ جناب امیر کی بیعت بالاجماع عمل میں آجائے اور کوئی فتنہ برپا نہ ہو چونکہ جناب امیر شیخین رضی اللہ عنہما کو اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضاء بشریت ان سے ہو جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ جن کی نسبت اکثر جناب عمر رضی اللہ عنہ ولو لا علی لھلک عمر اور اعوذ باللہ من معضلة لیس فیھا ابو الحسن اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علی فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے جناب امیر نے سیرت شیخین کے اتباع کا اقرار نہ کیا اور بخوف وقوع فساد امر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر منتقل ہو گیا۔

لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ حضرت امیر ہمیشہ اپنی خلافت کے خواہاں رہتے تھے اور ان کی خواہش نہ اس غرض سے تھی کہ ان کو دنیوی سلطنت حاصل ہو جائے۔ بلکہ ان کی منشاء یہ تھی کہ امور خلافت میں کوئی کوتاہی نہ ہو جو بتقاضائے بشریت اکثر خلفا سے ظہور میں آتی رہتی ہے۔ احیاناً بھی وقوع میں نہ آئے۔

(۳) بے شک ترتیب خلافت اجماعی ہے لیکن فضلھم علی ترتیب الخلافۃ اجماعی نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبر استیعاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں۔ واختلف السلف ایضا فی تفضیل علی وابی بکر یعنی سلف کا جناب امیر اور حضرت ابوبکر کی باہم فضیلت میں بھی اختلاف تھا۔

فضلهم علی ترتیب الخلافتہ پر محدثین نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے اتفاق کیا ہے۔ چنانچہ حافظ موصوف اسی مقام کے نزدیک لکھتا ہے۔ قال ابو عمرو وقف جماعة من اهل السنة فی علی وعثمان فلم یفضلوا واخذا منهما علی صاحبه منهم مالک بن انس و یحییٰ بن سعید القطان واما اختلاف فی السلف فی تفضیل علی ابی بکر فقد ذکر بن خیثمة فی کتابه من ذلک مافیه کفایة. واهل السنة الیوم علی ماذکرت لک من تقدیم بن ابی بکر فی الفضل علی عمر و تقدیم عمر علی عثمان و تقدیم عثمان علی وعلی هذا عامة اهل الحدیث من زمن احمد بن حنبل الا خواص من اجلة الفقهاء وائمة العلم ء فانهم علی ماذکرنا عن مالک ویحییٰ بن سعید القطان وابن معین. نهدا ما بین اهل الفقه و الحدیث فی هذه المسئلة واما اختلاف سائر المسلمون فی ذالک فیطول وقد جمعه قوم (انتهی) پس یہ احلاف کا اختلاف ایک دلیل روشن ہے کہ فضلہم علی ترتیب الخلافتہ اجماعی نہیں ہے۔

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجتہد تھے مگر معصوم نہیں تھے اور بوجہ المجتهد قد یخطی وقد یصیب ان سے فدک کے معاملہ میں خطائی الاجتہاد واقع ہو گیا ہے۔

(۵) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص طلب کرنے کے لئے جو جناب امیر رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آچھپے تھے حضرت امیر پر خروج ثابت ہے۔ جس میں ان سے اور حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوا ہے۔ لیکن جنگ جمل میں طلحہ وزبیر دونوں صاحب شریک نہیں ہوئے کیونکہ وہ علیحدہ ہو گئے تھے اور ام المومنین بے اختیار معرکہ میں پھنس گئی تھیں۔

(۶) کل صحابہ مجتہد نہیں تھے بلکہ بعض افاضل صحابہ مجتہد تھے اور بعض عوام تھے اس کا ذکر ہم امیر معاویہ کی خطا کی بحث میں کریں گے۔

(۷) امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام سے حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص طلب کرنے کے لئے نہیں لڑے بلکہ خلافت کے لئے لڑے تھے۔ اس میں ان سے خطا منکر سرزد ہوئی ہے۔ لیکن وہ اس

خطا کی وجہ سے حد صحابیت سے خارج نہیں ہو گئے۔ صحابہ معصوم نہیں تھے اکثر بعض سے بتقاضائے بشریت خطاء منکر وقوع میں آ گیا ہے۔لیکن وہ ایسے خطا کی وجہ سے مورد لعن وطعن نہیں ہو سکتے۔

(۸) حراست حوزہ اسلام اور اصلاح امت خیر الانام علیہ السلام کا نام خلافت ہے۔ اگر کل امور میں اتباع سنت وترویج قواعد شریعت ملحوظ خاطر خلیفہ ہے تو خلافت راشدہ ہے ورنہ مملکت عمومی ہے۔

(۹) سلطنت نہ نبوت کے لئے لازم امر تھی نہ ولایت کے لئے۔ جبکہ بجز چند نفوس انبیاء کے کوئی نبی سلطان وقت نہیں ہوا۔ ولی کا سلطان وقت ہونا کہاں سے لازم سمجھا جا سکتا ہے۔ طالوت ملک صالح تھا۔لیکن نبی نہیں تھا اس کے عہد میں سموئیل نبی تبلیغ احکام کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) ہمارے نزدیک سب شیخین نہایت نامر شنیع ہے۔ ہم اپنے امامیہ مذہب کے احباب کے ساتھ ہرگز اس میں اتفاق نہیں کر سکتے۔

اولاً تاریخ واقعات کو نہایت انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرنا چاہئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوشی اور رضا مندی سے خلافت حاصل کی۔ یا اس نازک موقع پر جبکہ خانہ جنگیوں کے چھڑ جانے کا احتمال تھا اور جس کے اسباب فراہم ہوتے چلے جاتے تھے مجبور ہو کر طوعاً وکرہاً اس کو منظور کیا تھا اور جو خطرہ کہ سامنے نظر آ رہا تھا اس کو دفع کرنے سے اسلام پر احسان کیا۔

اسلامی خلافت میں اس وقت کچھ عیش وعشرت کے سامان موجود تھے۔ جن کی کہ ان کو طمع پیدا ہو گئی تھی یا کہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری کا کام تھا۔ وہ سنہری مسہری یا پھولوں سے سجی ہوئی سیج تھی یا کہ کانٹوں کا بچھونا بچھا تھا۔

اب اس کی وسعت کو دیکھو کہ تمام عرب میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ارتداد والحاد اور بغاوت پھیل گئی تھی۔ جس کی نسبت ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتا ہے۔ ارتدت العرب عامة و خاصة واجتمع علی طلیحة عوام اسد و طے وابدیت عطفان و توقفت هوا ازن فامسکو الصدقة وارتد خواص من بنی سلیم و کذا سائر الناس بکل مکان ووثب الاسود بالیمن ووثب سلیمة بالیمامة ثم وثب طلیحة بن خویلد فی بنی اسد یدعی کلهم النبوة وتنبات سجاح بنت الحارث من بنی عطفان واتبعها الهذیل بن عمران

بى بنى تغلب و عقبة بن هلال فى النمر والمسليل بن قيس فى شيبان وزياد بن بلال و اقبلت من الجزيرة فى هذا المحموع قاصدة المدينة یعنی عرب کے قبیلے بعض پورے بعض ادھورے مرتد ہو گئے طلیحہ کی نبوت پر بنی طی اور بنی اسد نے اتفاق کر لیا۔ اور عطفان مرتد بن بیٹھے۔ ہوازن کے لوگوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا۔ بنی سلیم سے بھی بعض مرتد ہو گئے تھے اسی طرح پر سب جگہ کے لوگ بگڑ بیٹھے تھے اور اسود عنسی یمن میں اور مسلیمہ یمامہ میں اور طلیحہ بن خویلد بنی اسد میں نبوت کے دعویدار کھڑے ہو گئے تھے۔ بنی غطفان کی عورت سجاح بنت الحارث نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بنی تغلب سے ہذیل بن عمران اور قبیلہ نمر سے عقبہ بن ہلال اور شیبان کے لوگوں سے زیادہ بن بلال اس کے ساتھ ہو گئے تھے اور وہ عورت اس جمعیت کے ساتھ جزیرہ سے مدینہ کو چڑھ آئی تھی۔ غرضیکہ مکہ والے لوگ بھی بگڑنے کو تیار تھے۔ جس کا تذکرہ ابن اثیر نے کامل التواریخ میں بھی کیا ہے۔ صرف ایک مدینہ منورہ باقی رہ گیا تھا۔ جس کو اسلام کے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ وہ بھی اندرونی فساد سے معرض خوف وخطر میں تھا پس ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ کی زبردست تدبیروں نے نہ صرف اعراب کے لئے بے چین اور پر شر طبائع کو قابو میں رکھا بلکہ شام اور مصر ایران جیسے بڑی سلطنتوں کو جولانگاہ اسلام بنا دیا۔

پس اگر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر کوئی الزام لگایا جا سکتا ہے تو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ایسے شورش ناک وقت میں اسلام کو بغاوت سے اور مفسدہ سے کیوں بچایا۔ اور کیوں وہ اسلامی سلطنت دنیا میں قائم کی کہ جس کی بدولت آج ہم مسلمان کہلائے جاتے ہیں اور جن کے اخلاق حسنہ اور عمدہ چال چلن اور بے نظیر حیرت انگیز کارناموں کو گبن اور کارلائل اور سر ولیم میور جیسے عیسائی منصف مزاج مورخ باوجود تخالف مذہب کے نہایت عزت سے یاد کرتے ہیں۔

نہایت شرم کی بات ہے کہ ان بزرگان دین کی جناب میں گستاخانہ پیش آنے کو اور ان کے حق میں کلمات شنیعہ کے استعمال کرنے کو فرائض مذہبی کا ایک جزو اور باعث نجات سمجھا جاتا ہے۔

(۱) خدا کا کلام پاک با آواز بلند شہادت دیتا ہے کہ وہ سابق الاسلام تھے۔ مہاجر تھے۔ بدری تھے بیعۃ الرضوان میں داخل تھے۔ جلیل القدر اسلامیوں نے سب سے پہلے بغیر کسی دنیاوی غرض کے

خالصاً لوجہ اللہ اسلام قبول کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے خویش واقارب کو چھوڑ کر نبی کریم ﷺ پر جان و مال فدا کیا تھا اور قوم کے ہاتھوں سے ظلم اور ستم اٹھائے تھے اور اسلام میں فقر و فاقہ کو گوارا کیا تھا۔

غرضیکہ وہی لوگ کنتم خیر امة اخرجت للناس اور محمد رسول الله والذين اشداء على الكفار رحماء بينهم اور وعدالله الذين امنو امنكم وعملو الصالحات ليستخلفنهم في الارض اور السابقون الاولون من المهاجرين و الانصار والذين اتبعو هم باحسان رضي الله عنهم و رضواعنه اور لقد رضي الله عن المومنين اذيبا يعونك تحت الشجرة اور والذين هاجرو في الله من بعد ماظلموا النبوئنهم في الدنيا حسنة ولا جرالا خرة اكبر اور والسابقون السابقون اولئك المقربون في جنات النعيم اور الاتنصروه فقد نصره الله اذا اخرجه الذين كفرو اثاني اثنين اذهما في الغار اور ونزعنافي صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين کے مصداق تھے۔

پس قرآن مجید کے مخالف کونسا ایسا ثبوت قطعی پیش کیا جاتا ہے جس سے ان بزرگوں کے نقائص ثابت ہوتے ہیں۔ آیا قرآنی نصوص صریحہ کو کوئی حجت باطل کر سکتی ہے۔

احراق بیت فاطمہ کی تہدید کا بے بنیاد الزام جس کا کہ سر ولیم میور جیسا متعصب مخالف اسلام بھی قائل نہیں ہے۔ (دیکھو لائف اوف محمد مصنف سر ولیم میور صفحہ ۸۱۵) ان بزرگوں کی طرف عاید کر کے بدگمان ہو جانا نہایت عقل اور انصاف سے بعید ہے۔

آیات قرانیہ یقینی اور ان کے احکام قطعی ہیں۔ اخبار و آثار ظنیت کے درجہ سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے اگرچہ ان کے روای ثقہ ہی کیوں نہ ہوں۔ پس جو شخص کہ نصوص صریحہ کو چھوڑ کر روایات کا تتبع کرتا ہے وہ گمراہی کے گڑھے میں گرتا ہے۔

جن آثار سے صحابہ کے مشاجرات یا شکر رنجیاں ثابت ہوتی ہیں وہ تو موضوع یا احاد ہیں کوئی اثر متواترات کی حد تک تو کیا صحت کے درجہ تک بھی نہیں پہنچتا۔ پس ایسی ظنیات اور شکیات اور وہمیات کا تتبع کر کے نصوص قرآنیہ اور دلائل یقینیہ کو جنسے ان اصحابہ کے فضائل و مناقب ثابت

ہوتے ہیں چھوڑ دینا بالکل دیانت کے برخلاف ہے۔

ان قصص و آثار کا یہ حال ہے کہ ایک شخص ایک قصہ کو روایت کرتا ہے سننے والا اسے آنکھ بند کر کے سنتا ہے پھر اس اصل پر اپنی طرف سے حاشیہ چڑھا کر آگے تیسرے کے پاس نقل کرتا ہے۔ تیسرا اپنی طرف سے کچھ اور اس طرح لگا کر چوتھے کو سناتا ہے۔ یہاں تک کہ اس قصہ کی اصلی حقیقت پوشیدہ ہو جاتی ہے اور اصل کے مخالف ایک نیا قصہ بن جاتا ہے اور بے سمجھ آدمی اس کو سن کر اور اس پر یقین کر کے صحابہ کے حق میں بدظن ہو جاتا ہے اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

(سوم) اگر بفرض محال وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسے کہ ہمارے امامیہ احباب بیان کرتے ہیں۔ تو ہم کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جناب امیرؑ نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کیوں بیٹھنے دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن اطہر کے پہلو میں جو روضہ من ریاض الجنۃ ہے کیوں دفن ہونے دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جناب امیر علیہ السلام نے تقیہ کیا تھا۔ تو یہ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اصحاب جناب امیر جیسے اشجع عرب سے۔ فدک چھین لیں۔ خلافت غصب کر لیں۔ بیٹی چھین لیں۔ گھر جلا دیں اور جناب امیر ان کا منہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں۔ کوئی بھی بنی ہاشم بر سر غیرت نہ آئے۔ اور قومی اور اسلامی ذلت کو روا رکھے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے تو اپنا سر اقدس کٹا دیا تھا پھر اپنا گھر جلوایا تھا۔ لیکن جناب امیرؑ زندہ ہوں اور ان کے سامنے ان کا گھر جلا دیا جائے۔ نہایت تعجب کی بات ہے۔

(چہارم) جہاں تک کہ ہم سچی روایات کا تتبع کرتے ہیں۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ائمہ ہدے علیہ السلام ان بزرگوں کو نہایت خیر سے یاد کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فخر یہ ارشاد کیا کرتے تھے ولدنی ابوبکر مرتین یعنی مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ جنا ہے۔ اس کی وجہ عبدالرؤف المنادی طبقات الکبریٰ میں اور ذہبی طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ (**امہ فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق و ام القاسم اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر لذلک کان یقول ولدنی ابوبکر مرتین**) یعنی جناب جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر تھا اور قاسم کی والدہ کا نام اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر تھا۔ اسی لئے جناب صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابوبکر نے دو بار جنا ہے۔ ظاہر ہے نسب میں اس کے ساتھ فخر کیا

جا سکتا ہے جو قابل فخر ہو۔

اسی طرح سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا یا بن رسول الہ ما تقول فی ابی بکر و عمر آپ نے فرمایا ھما امامان عادٍ لان کانا علی الحق وماتا لی الحق یعنی وہ دونوں امام تھے عادل تھے اور حق پر تھے اور حق پر ان کا انتقال ہوا ہے۔ حضرت سید محمد صاحب مجتہد العصر نے بھی کتاب ادلہ نقیہ فی اثابت تقیہ مطبوعہ لودہانہ ۱۲۸۲ میں اس کو تحریر فرما کر اس کے معنی میں ایک طویل الذیل تاویل درج کی ہے لیکن ایسی تاویلیں اگر ہر کلام میں پیدا کی جائیں تو شاید ہی کسی کلام سے مستقیم معنی ہوسکیں۔

بحار الانوار میں ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ روی العیاشی عن الباقر علیه السلام ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اللهم اعزالا سلام بعمر بن الخطاب او بعمر ابن ھشام حافظ ذہبی کاشف میں ہمارے شیخ المشائخ اجلح بن عبداللہ الکندی الشیعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ اجلح بن عبداللہ ابوجیہ الکندی کان شیعی وروی عنه شریک القاضی انه قال منه سب ابابکر و عمر و احدالا فتقر او قتل یعنی اجلح بن عبداللہ ابوجیہ الکندی شیعہ مذہب تھے شریک القاضی ان سے روایت کرتا ہے کہ اجلح کہا کرتے تھے کہ جس کسی نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر سب کی وہ یا تو محتاج ہو گیا ہے یا مارا گیا ہے۔ خیر اس کے تو ہم قائل نہیں کہ وہ محتاج ہو گیا ہے یا مارا گیا ہے۔ ہماری عرض تو صرف اتنی ہے کہ ہمارے شیعان اولی سب (یعنی دشنام) شیخین کو بہت برا جانتے تھے اور ہمارا بھی یہی مسلک ہے خواہ ہم کو کوئی سنی کہے یا شیعہ کہے۔

ہمارے نزدیک وہ صدیق تھے اور جناب رسول مقبول ﷺ کے یار غار تھے خدا کے خاص بندے تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

جناب امیر کی محبت کا علامت ایمان ہونا

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لولاک یا علی ما عرف المومنون من بعدی (اخرجه ابن المغازلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومن نہ پہچانے جاتے۔

جناب امیر کا ولی المومنین ہونا

(۱) عن عبداله بن بريدة عن ابيه قال بعث رسول الله ﷺ الى اليمن بعثين على احد هما على بن ابى طالب و على الاخر خالد بن وليد فقال اذا لقيتم فعلى على الناس و ان افترقتم فكل واحد منكم على جنده قال فلقينا بنى زبيده من اهل اليمن فافتتلنا فظهر المسلمون على المشركين فقتلنا المقاتله و سبينا الذرية فاصطفى على امراة من السبى لنفسه فكتب خالد بن وليد الى النبى ﷺ و امرنى ان انال منه قال فدفعت الكتاب اليه وقلت اليه من على فتغير وجهه فقلت هذا مكان العائذ بعثنى مع رجل وامرتنى ان اطيعه ففعلت ما ارسلت به فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقعن فى على فانه من و انا منه وهو وليكم من بعدى (اخرجه احمد والنسائى وفى اسناد هما اجلح الكندى وهو شيعى لكن وثقه ابن معين كما ذكر ابن حجر العسقلانى فى تقريب التهذيب) عبداللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت ماب ﷺ نے یمن کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں۔ ایک فوج پر جناب علی علیہ السلام کو امیر فرمایا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو اور ارشاد کیا کہ اگر کہیں دونوں فوجیں جمع ہو جائیں تو دونوں میں علی ہی کو امیر سمجھا جائے اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جاؤ۔ ہم اہل یمن کے قبیلہ بنی زبیدہ پر جا ملے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں سے مقابلہ کیا اور بنی زبیدہ کے جورو بچے گرفتار کر لئے علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کنیز کو منتخب کر لیا۔ خالد بن ولید نے یہ قصہ حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ خط لے کر میں حضرت کے حضور میں جاؤں۔ میں نے یہ خط حضرت ﷺ کو دیا اور زبانی بھی جناب علی کی شکایت کی۔ حضرت کا چہرہ اقدس غصے سے متغیر ہو گیا۔ میں نے عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضور نے مجھے ایک شخص کے ماتحت کر کے بھیجا اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم گردانا تھا جو کچھ اس نے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا اے بریدہ علی کے پیچھے مت پڑو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

(۲)عن بريدة رضى الله عنه قال قال رسول اللهﷺ يا بريدة ان عليا وليكم بعدى فاحب عليا فانه يفعل ما يئومر (اخرجه الديلمى) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مابﷺ فرماتے تھے بہ تحقیق میرے بعد علی تمہارا ولی ہے۔ پس تو علی کو دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۳)عن ابن عباس ان رسول اللهﷺ قال لبريدة ان عليا وليكم بعدى فاحب عليا فانه يفعل ما يئومر (اخرجه الحاكم فى المستدرك والضيافى المختارة والو صابى فى الاكتفاء فى فضائل الا ربعة الخلفاء) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق بریدہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرتﷺ نے ارشاد کیا کہ میرے بعد علی تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۴)عن على ان رسول اللهﷺ قال لبريدة ان عليا وليكم بعدى فاحب عليا فانه يفعل ما يئومر اخرجه الديلمى فى فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ بہ تحقیق علی علیہ السلام میرے بعد تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جو کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۵) اخرج احمد فى المسند حدثنا عبدالرزاق و عفان قالا حدثنا جعفر بن سليمان قال حدثنى يزيد الرشك عن مطرف بن عبدالله عن عمران بن حصين قال بعث رسول اللهﷺ سرية وامر عليهم على بن ابى طالب فاصاب جارية فانكروا عليها فتعا هدوا اربعة من اصحاب رسول اللهﷺ ان يذكروا امره لرسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمران و كنا اذا قدمنا من سفر بدانا برسول الله صلى الله عليه وسلم فسلما عليه قال فدخلوا عليه فقام رجل فقال يا رسول الله ان عليا قد فعل كذا فاعرض عنه ثم قام الثانى فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذانا عرض عنه ثم قال الثالث فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاقبل رسول اللهﷺ على الرابع وقد تغير و

جهه فقال دعوا عليا دعوا عليا دعوا عليا مني وانا منه وهو ولي كل مؤمن من بعدی (اخرجه النسائی فی الخصائص و ابو يعلي في مسنده و ابن جرير فی تهذيب الاثار وصححه وقال محب الطبری فی الرياض النضرة فی فضائل العشرة قد اخرج الترمذی وقال حسن غريب و ابن حبان فی صحيحه وقال ابن حجر فی اصابه فی تمييز الصحابه وقد اخرجه الترمذی باسنا وقوی وقال الحاکم فی المستدرک هذا حديث صحيح علی شرط مسلم ولم يخرجاه واخرجه بن عدی والطبرانی وابو نعيم فی فضائل الصحابة و ابن المغازلی فی المناقب و ابن الاثير فی اسد الغابه فی معرفة الصحابه و ابن اسبوع الاندلسي في الشفاء والحافظ الذهبی فی ميزان الاعتدال فی نقد الرجال والسيوطی فی جمع الجوامع و صححه واخرجه ملخصا ابو دائود الطيالسی فی مسنده وابن ابی سفيان فی فوائده و ابراهيم بن عبدالله الوصابی فی الاکتفافی فضائل الا ربعة الخلفا و قال السيوطی فی القول الجلی فی فضائل العلی اخرجه بن ابی شيبه و صححه و ابصنا صحبحه المتقی فی کنزل العمال عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر روانہ فرمایا وہ ایک کنیز اپنے تصرف میں لائے پس لوگوں کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چار صاحبوں نے باہم عہد کیا کہ ہم جناب امیر کے اس فعل کا حضرت کے پاس تذکرہ کریں گے عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آیا کرتے تھے تو سب سے پہلے حضرتؐ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ پس وہ لوگ حضرت کے حضور میں آئے ایک شخص اٹھ کر ان میں سے عرض کرنے لگا یارسول اللہ جناب امیرؑ نے یہ فعل کیا تھا۔ حضرتؐ نے اس سے اپنا منہ پھیرلیا۔ پھر دوسرے نے اٹھ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی نے یہ کچھ کیا تھا۔ حضرتؐ نے اس سے بھی منہ پھرلیا۔ پھر تیسرے اور چوتھے نے بھی اسی طرح سے عرض کیا۔ حضرت نے متوجہ ہوکر تین دفعہ فرمایا۔ تم علی کے پیچھے مت پڑو۔ علی میرا ہے میں علی کا ہوں وہ میرے بعد ہرایک مومن کا ولی ہے۔

اس حدیث کو امام نسائی نے خصائص میں اور ابو یعلی نے مسند میں اور امام ابن جریر طبری نے تہذیب الاثار میں روایت کیا ہے اور صحیح مانا ہے اور محبّ طبری ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور ابن حبان نے اپنی جامع الصحیح میں اس کی تخریج کی۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ابن حجر بذیل ترجمہ جناب امیر اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ ترمذی نے اس حدیث کو اسنا قوی کے ساتھ روایت کیا ہے اور حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہے۔ باوجودیکہ شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔ ابن عدی اور طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں اور رفقہ ابن المغازلی نے مناقب میں اور ابن اثیر نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں اور ابن اسبوع الاندلسی نے کتاب شفا میں اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں اس کو روایت کیا ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے اس کی صحیح ہونے کی نسبت لکھا ہے ابوداؤد الطیالسی نے اپنی مسند اور ابی سفیان نے کتاب الفوائد میں اور ابراہیم بن عبداللہ الوصابی نے الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفاء میں اس حدیث کے خلاصہ کو روایت کیا ہے اور جلال الدین السیوطی کتاب قول الجلی فی فضائل علی میں لکھتے ہیں کہ ابن شیبہ نے اس کے صحیح ہونے کی بابت کہا ہے اور متقی نے بھی کنز لاعمال میں اس کو صحیح مانا ہے۔

عن هبيرة بن مريم و سعيد بن وهب وحبة العرنى و زيد بن ارقم رضى الله عنهم ان عليا ناشد الناس من سمع النبى صلى الله عليه وسلم يقول من كنت وليه فعلى فقام بضع عشر فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول من كنت وليه فعلى وليه (اخرجه الطبرانى فى الكبير) ہبیرہ بن مریم وسعید بن وہب وحبۃ العرنی وزید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دے کر کہا جس نے حضرت سے اس حدیث کو سنا ہو کہ جس کا میں ولی ہوں پس اس کا علی ولی ہے وہ بیان کرے دس سے اوپر کتنے آدمیوں نے اٹھ کر بیان کیا کہ ہم نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس کا میں ولی ہوں اس کا علی ولی ہے۔

(٦) روى ابو داؤد الطيالسى حدثنا ابو عوانه عن ابن بلج عن عمرو بن ميمون عن ابى عباس ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلى انت ولىّ كل مؤمن من بعدى (اخرجه

الحافظ ابن عبدالبر فی الاستیعاب فی معرفة الاصحاب و قال قال ابی عمر هذا اسناد لا مطعن فیه لاحد بصحة وثقه نقلة) وهکذا ذکره ابو الحجاج یوسف بن عبدالله المزی فی تهذیب الکمال امام ابوداؤد الطیالسی اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوعوانہ نے اور ان سے ابوبلج نے اور ان سے عمرو بن میمون نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب ﷺ جناب علی سے فرماتے تھے تو میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں اس حدیث کو مع اسناد کے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابوعمر رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ یہ ایسی اسناد ہیں کہ ان کے صحیح ہونے اور ان کے ناقلین کے ثقہ ہونے کی وجہ سے کوئی شخص ان میں طعن نہیں کر سکتا ہے اور حافظ ابوالحجاج یوسف بن عبداللہ المزی نے بھی تہذیب الکمال میں اسی طرح پر نقل کیا ہے۔

(۷)عن علی قال قال رسول الله ﷺ سالت الله یا علی فیک خمسا فنعمنی واحدة واعطانی اربعة سالت الله ان یجمع علیک امتی فابی علی واعطانی فیک ان اول من تنشتی عنه الارض یوم القیامة انا وانت مع لواء لحمد وانت تحمله بین یدی تسبق به الاولین والاخرین واعطانی انک اخی فی الدنیا والاخرة واعطانی ان بیتی مقابلهة بیتک فی الجنة واعطانی فی ترجمه عبدالکریم بن هو اذن التفسیر انک ولی المومنین من بعدی (اخرجه الرافعی فی ترجمه ابراهیم بن محمد بن عبدالله ابواسحاق الرازی فی کتابه تاریخ قزوبن المسمی بالتدوین والخطیب فی تاریخ بغداد بسند صحیح والمتقی فی کنزالعمال ومحمد صدر عالم فی المعارج العلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے اے علی میں نے تیرے لئے خدا سے پانچ باتوں کا سوال کیا تھا۔ پروردگار نے ایک بات کو نامنظور کیا ہے اور چار باتیں قبول کی ہیں۔ میں نے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری امت کو تیری امامت پر مجتمع کر دے۔ پس خدا نے اس کو نامنظور فرمایا۔ پھر خدا سے میں نے تیرے لئے دعا کی قیامت کو مجھے اور تجھے سب

سے پہلے قبر سے اٹھائے۔ میرے پاس لواء حمد ہوگا اور تو اسے میرے سامنے اٹھائے گا اور تو سب سے پہلے اور پچھلے لوگوں کو ساتھ لے کر جنت کی طرف بڑھے گا خدا نے یہ بات مجھے عطا فرمائی۔ پھر میں نے خدا سے یہ عرض کیا کہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ خدا نے میری اس عرض کو بھی قبول کیا۔ پھر میں نے دعا کی جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو۔ خدا نے اس کو بھی منظور کیا پھر خدا سے میں نے مانگا کہ تو میرے بعد سب نبیوں کا ولی ہو خدا نے اسے بھی منظور کیا۔

(۸)عن وهب بن حمزة قال قدم بريدة من اليمن و كان خرج مع ابن ابی طالب فرای منه حفوة فاخذ يذكر عليا و ينقص من حقه فبلغ ذلک رسول اللهﷺ فقال له لا تقل هذا فهوا ولى الناس بكم بعدى (اخرجه الطبرانی فی لكبير و ابن منده و ابونعيم و ابن مردوديه و ابن الاثير فی اسد الغابه فی معرفة الصحابة و السيوطی فی جمع الجوامع و المتقی فی كنزالعمال) وہب بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں یمن کو گئے ہوئے تھے۔ وہاں جناب امیر سے ان کی شکر رنجی ہوگئی۔ جب وہ واپس آئے تو جناب امیر کی شکایت کرنے لگے۔ یہ بات آنحضرتﷺ کو معلوم ہوئی حضرتؐ نے ان سے ارشاد کیا یہ بات مت کر علی میرے بعد تم سب سے اولیٰ ہے۔

(۹)عن ابن مسعود رضی الله عنه قال رايت النبی صلی الله عليه وسلم اخذ بيد علی وقال هذا ولی كل مومن وانا وليه (اخرجه ابو الخير الحاكمی) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہﷺ کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر فرما رہے تھے کہ یہ ہر ایک کا ولی ہے اور میں اس کا ولی ہوں۔

(۱۰)عن سمرة بن جندب قال قال رسول اللهﷺ من كنت نبيه فعلی وليه (اخرجه الديلمی) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمابﷺ فرماتے تھے جس کا کہ میں نبی ہوں پس اس کا علی ولی ہے۔

جناب امیر سے تولا رکھنے کا ثواب

(۱)عن زيد بن ارقم قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من يحب ان يحيی

حیاتی ویموت موتی ویسکن جنة الخلد التی وعدنی ربی فان ربی غرس قضبا تها بیده فلیتول علی بن ابن طالبؑ فانه لن یخرجکم من هدی ولن یدخلکم فی الضلالة (اخرجه الطبرانی فی لکبیر فی مسند ابن ارقم والحاکم فی المستدرک وابو نعیم و الدیلمی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے جیسی زندگانی کرنا چاہتا ہو اور میری موت سی مرنے کی آرزو رکھتا ہو اور جنت میں رہائش کرنے کا طالب ہو جس کا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کیونکہ خدا نے اس کی شاخیں اپنے ہاتھ سے لگائی ہیں پس چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا رکھے پس بہ تحقیق وہ تمہیں ہرگز ہدایت سے نہیں نکالے گا اور تم کو گمراہی میں نہیں ڈالے گا۔

(۲)عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اوحی الی من امن بی وبولایة علی ابن ابی طالب فهو معی فی الجنة فمن تولاه فقد تولانی و من تولانی فقد تولی الله (اخرجه الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے وحی آئی ہے کہ جو شخص مجھ پر اور علی کی ولایت پر ایمان لائے گا پس وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ جس نے اس سے تولا رکھی اس نے مجھ سے تولا رکھی اور جس نے مجھ سے تولا رکھی اس نے خدا سے تولا رکھی۔

(۳) عن ابی سعید الخدری و ابن عباس قال فی تفسیر قوله تعالیٰ وقفوهم انهم مسئولون یوم القیمة عن ولایة علی بن ابی طالب (اخرجه الواحدی فی تفسیره والدیلمی) ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وقفواهم انهم مسئولون جناب امیر کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ کھڑا کرو ان لوگوں کو ابھی ان سے پوچھنا ہے قیامت کے روز علی کی ولایت سے۔

(۴)قیل لما حضرت عبدالله بن عباس الوفاة قال اللهم انی اتقرب الیک بولایة علی بن ابی طالب (اخرجه احمد فی المناقب) کہتے ہیں کہ جب جناب عبداللہ بن عباس

حدیث الموالاۃ رکھا ہے اور ایک سو اٹھائیس طریقوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجت النسائی والترمذی و کثیر الطرق جدا وقد استو عبها ابن عقدہ فی کتاب مفرد و کثیر من اسانید ها صحاح وحسان یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اس کے بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اس کے طریقوں کو جمع کیا ہے اور جس کی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں۔

(۳) پھر علامہ ابوالقاسم عبیداللہ بن الحسکانی المتوفی ۴۷۰ نے اس حدیث کے اسناد کو ایک بارہ خبر کے رسالہ میں جمع کرنے اس کا نام دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ رکھا۔

(۴) پھر علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر السنجری الجستانی المتوفی ۴۷۷ نے اس حدیث کو ایک سو بیس صحابہؓ سے روایت کر کے سترہ جز کا رسالہ لکھا اور اس کا نام درایہ حدیث الولایہ رکھا۔

(۵) پھر حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ نے ایک رسالہ حدیث کے طریقوں کو جمع کیا ہے۔ چنانچہ مفتاح کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ صحیح عبداللہ بن الحاکم لکھتے ہیں۔

واما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طریق جیدہ وقد افردت ذلک ایضا۔

ان کے ماسواء بعض ائمہ حدیث نے ان سے بھی بڑھ کر اس حدیث کے طریقوں کو جمع کرنے میں اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ ابن کثیر ابوالعالی جوینی سے نقل کرتے ہیں۔ انہ کان یتعجب ویقول شاھدت مجلد ابیغداد فی ید صحاف فیہ روایات ھذا الخبر مکتوبا علیہ المجلدۃ الثامنۃ والعشرون من طرف من کنت مولاہ فعلی مولاہ ویتلوہ المجلد فالتاسع والعشرون یعنی ابوالمعالی جوینی تعجب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں صحافیوں کے پاس اس حدیث کی روایتوں کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اس پر لکھا ہوا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طریقوں کے متعلق یہ اٹھائیسویں جلد ہے اس کے بعد انتیسویں جلد لکھی جائے گی۔

ان صحابہ کرام کے نام جن سے کہ یہ حدیث روایت ہوئی ہے

قال ابن العقدۃ فی کتاب الموالاۃ ھذہ اسماء من روی عنھم حدیث یوم الغدیر

(۱)ابوبکر صدیق (۲)عمر ابن الخطاب (۳)عثمان بن عفان (۴)علی بن ابی طالب (۵)طلحه بن عبیدالله (۶)الزبیر بن لعوام (۷)عبدالرحمن بن عوف (۸)سعد بن ابی وقاص (۹)العباس بن عبدالمطلب (۱۰)الحسن ابن ابی طالب (۱۱)الحسین بن علی بن ابی طالب (۱۲)عبدالله بن العباس (۱۳)عبدالله بن جعفر بن ابی طالب (۱۴)عبدالله بن مسعود (۱۵)عمار بن یاسر (۱۶)ابوذرجندب بن جناده (۱۷)سلمان الفارسی (۱۸)سعد بن زراره الانصاری (۱۹)خزیمه بن ثابت الانصاری (۲۰)ابو ایوب انصاری (۲۱)سهل بن حنیف الانصاری (۲۲)عثمان بن حنیف (۲۳)حذیفه بن الیمان (۲۴)عبدالله بن عمر (۲۵)البراء بن عازب الانصاری (۲۶)رفاعه بن رافع الانصاری (۲۷)سمره بن جندب (۲۸)سلمة بن الاکوع الاسلمی (۲۹)زید بن ثابت الانصاری (۳۰)ابو یعلی الانصاری (۳۱)ابو قدامة الانصاری (۳۲)سهل بن سعد الانصاری (۳۳)عدی بن حاتم الطائی (۳۴)ثابت بن یزید برودیعه (۳۵)کعب بن عجزه الانصاری (۳۶)ابو الهثیم بن البهتان الانصاری (۳۷)هاشم بن عتبه بن ابی وقاص الزهری (۳۸)المقداد بن عمرو الکندی (۳۹)عمر بن ابی سلمه (۴۰)عبدالله بن ابی اسید لمخزومی (۴۱)عمران بن حصین (۴۲)بریه بن الحصیب الاسلمی (۴۳)ابو سعید الحذری (۴۴)جابر بن عبدالله الانصاری (۴۵)جریر بن عبدالله البجلی (۴۶)زید بن ارقم الانصاری (۴۷)حذیفه بن سید (۴۸)عمرو بن الحمق الخزاعی (۴۹)زید بن حارثة الانصاری (۵۰)مالک بن الحویرث (۵۱)ابو سلیمان جابر بن سمرة السوائی (۵۲)عبدالله بن ثابت الانصاری (۵۳)حبشی بن جنادة السلولی (۵۴)ضمیر الا سیدی (۵۵)عبیدالله ان عازب الانصاری (۵۶)عمرو بن مره (۵۷)عبدالله بن ابی اوفی الاسلمی (۵۸)زید بن شراحیل الانصاری (۵۹)عبیدالله بن بشر المازنی (۶۰)النعمان بن عجلان الانصاری (۶۱)عبدالرحمن بن نعیم الدیلمی (۶۲)ابو الحمراء خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم (۶۳)ابو فضالة الانصاری

(۶۴)عطية بن بشر المازنی (۶۵)عامر ابی لیلی الغفاری (۶۶)ابوالطفیل امر بن واثلة الکنانی (۶۷)عبدالرحمن بن عبد رب الانصاری (۶۸)حسان بن ثابت الانصاری (۶۹)سعد بن جنادة العونی (۷۰)عامر بن عمیر العوفی (۷۱)عبدالله بن یامیل (۷۲)حبه بن جوین لعرنی (۷۳)عقبه بن عامر الجهنی (۷۴)ابو ذویب الشاعر (۷۵)ابوشریح الخزاعی (۷۶)ابو حجیفه وهب بن عبدالله السوانی (۷۷)ابو امامة الصدی بن عجلان الباهلی (۷۸)عامر بن لیل بن حمزة (۷۹)جندب بن سفیان العلقی البجلی (۸۰)اسامه بن زید بن حارثه الکلبی (۸۱)وحشی بن الحرب (۸۲)قیس بن ثابت بن شماس الانصاری (۸۳)عبدالرحمان بن مذبح (۸۴)حبیب بن بدیل بن ورقاء الخزاعی (۸۵)انس بن مالک الانصاری (۸۶)ابو هریره الدوسی (۸۷)فاطمه بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم (۸۸)عائشه بنت ابی بکرام المومنین (۸۹)ام سلمه ام المومنین (۹۰)ام هانی بنت ابی طالب (۹۱)فاطمه بنت حمزه بن عبدالمطلب (۹۲)اسماء بنت عمیس الحثعمیة (۹۳)جبله بن عمرو الانصاری (۹۴)ابو برزه نضله بن عبیدالانصاری (۹۵)ابو رافع مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم (۹۶)ابو عمره بن عمرو بن محصن الانصاری (۹۷)ناجیه بنعمر الخزاعی (۹۸)ابو زینب بن عوف الانصاری (۹۹)یعلی بن مرة ثقفی (۱۰۰)سعید بن سعد بن عبادة الانصاری (۱۰۱)ابو سریحة الغفاری رضی الله عنهم ثم ذکر بن عقدة ثمانیة وعشرین رجلا من الصحابة لم یذکرهم ولم یذکر اسمائهم یعنی ابن عقدہ نے اور اٹھائیس صحابیوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام نہیں بتلایا۔

حدیث غدیر کا صحیح بلکہ متواتر ہونا

ان آئمہ حدیث کے نام جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مع سنہ وفات

تنبیہ: اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور واقدی اور ابوداؤد کے سوا ہر طبقہ کے محدثین کی ایک جماعت

کثیر نے روایت کیا ہے جن کے اسماء مع سنہ وفات درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱	ابن شہاب الزہری استاذ امام مالکؒ	۱۲۵	۱۶	اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المعروف بابن راہویہ	۲۳۸
۲	محمد بن اسحاق صاحب السیرۃؒ	۱۵۲ یا ۱۵۱	۱۷	عثمان بن محمد بن ابوالحسن بن ابی شیبہ	۲۳۸
۳	معمر راشد ابوعروۃ الازدی	۱۵۳ یا ۱۵۴	۱۸	قتیبہ بن سعید البلخی	۲۳۹
۴	اسرائیل بن یونس السبیعی ابویوسف الکوفی	۱۶۰ یا ۱۶۳	۱۹	امام احمد بن حنبلؒ	۲۴۰
۵	شریکؒ بن عبداللہ القاضیؒ	۱۷۷	۲۰	ہارون بن عبداللہ ابوموسیٰ الحمال	۲۴۲
۶	محمد بن جعفر المدنی المعروف بغندر	۱۹۳	۲۱	محمد بن بشار العبدی	۲۴۳
۷	الوکیع ابن الجراح بن ملیح الرواسی	۱۹۷	۲۲	محمد بن المثنے ابوموسیٰ الغنذی	۲۵۳
۸	عبداللہ بن نمیر العدانی	۱۹۹	۲۳	الحسن بن غرقہ العبدی	۲۵۲
۱	محمد بن عبداللہ ابواحمد الزبیری الجبال	۲۰۳	۲۴	حجاج بن یوسف الشاعر البغدادی	۲۵۷
۲	یحییٰ بن آدم بن سلیمان الاموی	۲۰۳	۲۵	اسمٰعیل بن عبداللہ الاصبہانی الانقب بسموے	۲۵۹
۳	امام محمد بن ادریس الشافعی المطلبی	۲۰۴	۲۶	حسن بن علی بن عفان العامری	۲۶۷
۴	اسود بن عامر بن شاذان الشاہی	۲۰۸	۲۷	محمد بن یحییٰ الذہلی	۲۷۰
۵	عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی	۲۱۰	۲۸	محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی صاحب السنن	۲۵۸
۶	حسین بن محمد المروزی	۲۱۳	۲۹	احمد بن یحییٰ البلاذری	۲۷۳
۷	فضل بن وکین ابونعیم الکوفی	۲۱۸	۳۰	عبداللہ بن مسلم الدینوری المعروف بابن قتیبہ	۲۷۶
۸	عفان بن مسلم الصفار	۲۰۰	۳۱	محمد بن عیسے بن سورۃ الترمذی صاحب الصحیح	۲۷۶
۹	سعید بن منصور الخراسانی	۲۲۷	۳۲	احمد بن عمرو الشیبانی المعروف بابن عاصم	۲۸۷
۱۰	ابراہیم بن الحجاج	۲۳۱	۳۳	زکریا بن یحییٰ السنجری الخیاط	۲۸۹
۱۱	علی بن حکیم الاودی	۲۴۱	۳۴	عبداللہ بن امام احمد بن حنبل	۲۹۰
۱۲	علی بن محمد الطنافسی	۲۳۳	۳۵	احمد بن عمرو بن عبداللہ البزار	۲۹۳
۱۳	ہدیہ بن خالد البطری	۲۳۶	۱	محمد بن شعیب النسائی صاحب السنن	۳۰۳
۱۴	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی	۲۳۵	۲	حسن بن سفیان النسوئی	۳۰۳
۱۵	عبیداللہ بن عمر القواریری	۲۳۵	۳	احمد بن علی ابویعلے الموصلی	۳۰۷

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۴	محمد بن جریر الطبری	۳۱۰	۵	احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی	۴۲۷
۵	عبداللہ بن محمد ابوالقاسم البغوی	۳۱۷	۶	احمد بن عبداللہ ابونعیم الاصبہانی	۴۳۰
۶	محمد بن علی بن حسین بن بشر ابوعبداللہ		۷	اسمٰعیل بن علی بن حسین بن زنجویہ	
	الزاہد الحکیم الترمذی		۸	الرازی المعروف بابن السمان	۴۴۵
۷	احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی	۳۳۱	۹	احمد بن حسین بن علی البیہقی	۴۵۸
۸	احمد بن محمد بن عبدربہ ابوعمر القرطبی	۳۲۸	۱۰	یوسف بن عبداللہ المعروف بابن عبدالبر	۴۶۳
۹	حسین بن اسماعیل المحاملی	۳۳۰		النمری القرطبی صاحب الاستیعاب	۴۶۳
۱۰	ابو العباس احمد بن محمد بن سعید	۳۳۲	۱۱	احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادے	۴۶۳
	المعروف بابن عقدہ	۳۴۴	۱۲	علی بن احمد ابوالحسن الواحدی	۴۶۸
۱۱	یحییٰ بن عبداللہ الغبری		۱۳	مسعود بن ناصر السجستانی	۴۷۷
۱۲	دعلج بن احمد السجزی	۳۵۱	۱۴	علی بن محمد الجلابی المعروف بابن المغازلی	۴۸۳
۱۳	محمد بن عبداللہ البزار الشافعی	۳۵۴	۱۵	عبیداللہ بن عبداللہ ابوالقاسم الحسکانی	
۱۴	محمد بن حبان البستی	۳۵۴	۱۶	علی بن الحسن بن الحسین ماالخلعی	۴۹۲
۱۵	سلیمان بن احمد الطبری	۳۶۰	۱	احمد محمد غزالیؒ	۵۰۵
۱۶	احمد بن جعفر القطیعی	۳۶۸	۲	الحسین بن مسعود البغوی	۵۱۶
۱۷	علی بن عمر الدارقطنی	۳۸۵	۳	زرین بن معاویہ العبدری	۵۳۵
۱۸	عبیداللہ بن عبداللہ المعروف بابن بطہ	۳۸۷	۴	احمد بن محمد العاصمی	
۱۹	محمد بن عبدالرحمٰن المخلص الذہبی	۳۹۳	۵	محمود بن عمر الزمخشری صاحب الکشاف	۵۳۷
۲۰	ابوعبداللہ الحاکم صاحب مستدرک	۴۰۰	۶	محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی	
۱	عبدالمالک بن محمد بن ابراہیم الخرگوشی	۴۰۷	۷	عبدالکریم بن محمد بن ابوسعد المروزی السمعانے	۵۶۲
۲	احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد الفارسی الشیرازی	۴۰۷	۸	موفق بن احمد ابوالموید المعروف ماخطب خوارزم	۵۶۸
۳	احمد بن موسیٰ بن مردودیہ الاصبہانی	۴۱۰	۹	عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا	
۴	احمد بن محمد بن یعقوب ابوعلی سکویہ	۴۱۱	۱۰	علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر الدمشقی	۵۷۱

نمبر شمار	اسماءِ مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱۱	محمد بن عمر بن احمد بن موسیٰ المدینی الاصبہانے	۵۸۱
۱۲	فضل اللہ بن ابی سعید الحسنی النوریشتی	
۱۳	اسعد بن محمود بن خلف ابوالفتح العجلی	۶۰۰
۱	امام بن عمر الملقب بفخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر	۶۰۶
۲	مبارک بن محمد ابوالسعادات المعروف بابن اکاثیر الجزری	۷۰۶
۳	علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الجزری ابوالحسن المعروف بابن الاثیر	۶۳۰
۴	محمد بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی	۶۴۳
۵	محمد بن طلحہ النصیبی	۶۵۲
۶	یوسف بن محمد ابوالحجاج البلوی المعروف بابن الشیخ	
۷	یوسف بن قزعلی سبط ابن الجوزی	۶۵۴
۸	محمد بن یوسف الکنجی الشافعی	۶۵۸
۹	عبدالرزاق بن رزق اللہ الرسغنی	۶۶۱
۱۰	یحییٰ بن شرف النودی	۶۷۶
۱۱	احمد بن عبداللہ محب الدین الطبری المکی	۶۹۴
۱۲	ابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی	
۱۳	محمد بن احمد الضرغابی	۶۹۹
۱	ابراہیم بن محمد الحموینی	۷۲۲
۲	احمد بن محمد بن احمد علاء الدولہ السمنانی	۶۳۶
۳	یوسف بن عبدالرحمٰن المزی	۷۴۲
۴	محمد بن احمد الذہبی	۷۴۸
۵	حسن بن حسین نظام الدین الاعرج النیساپوری صاحب التفسیر	
۶	محمد بن عبداللہ والی الدین الخطیب البغدادی	
۷	عمر بن مظفر بن عمر ابوحفص المعری الحلبی الشہیر بابن الوردی	۷۴۹
۸	احمد بن عبدالقادر بن مکتوم تاج الدین القیسی النحوی	۷۴۹
۹	محمد بن یوسف الزرندی	۷۵۲
۱۰	محمد بن مسعود الگازرونی	۷۵۸
۱۱	عبداللہ بن اسعد الیمنی الیافعی	۷۶۸
۱۲	اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر	۷۷۴
۱۳	عمر بن الحسن ابوحفص المراغی	۷۷۸
۱۴	علی بن شہاب الدین الہمدانی	۷۸۶
۱۵	محمد بن عبداللہ بن احمد المقدسی	۷۸۹
۱	محمد بن محمد المعروف بخواجہ پارسا	۷۳۲
۲	محمد بن محمد شمس الدین الجزری صاحب حصن حصین	۸۳۳
۳	احمد بن علی بن عبدالقادر المقریزی	۸۴۵
۴	شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی	۸۴۱
۵	احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی	۸۵۲
۶	علی بن محمد بن احمد المعروف بابن الصباغ المالکی	۸۵۵
۷	محمد بن احمد العینی الحنفی شارح بخاری	۸۵۵

المسدده فی فنون المتعدده ومن شواهد ذلک ما وردنی فی حق علی فی الجنة وهو علی حدته متواتر معنی و اشهر روایة حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ علامہ ضیا الدین صالح بن المہدی المقبلی کتاب ابحاث مسددہ میں لکھتے ہیں انہیں احادیث کی قسم میں ہے اوروہ حدیث جو جناب امیر کے قطعی جنتی ہونے کی نسبت وارد ہوئی جو اپنی حدیں معنی متواتر ہے اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ان احادیث میں سے ہے جو معنی نہایت صحیح اور روایةً نہایت مشہور ہیں۔

(۷) قال عبدالرئوف المنادی فی تیسیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجه احمد وغیرہ و رجال احمد ثقات بل قال المولف حدیث متواتر وھذا ذکر علی بن احمد بن نورالدین محمد بن ابراهیم العزیزی فی سراج المنیر عبدالرؤف المناوی تیسیر شرح جامع صغیر مصنف سیوطی میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے اور امام احمد کے تمام راوی ثقہ ہیں بلکہ مولف جامع صغیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے اور علی بن احمد بن نورالدین محمد بن ابراہیم العزیزی نے بھی سراج المنیر شرح جامع صغیر میں اس کا اسی طرح سے ذکر کیا ہے۔

(۸) وھذا الحدیث اخرجه السیوطی فی الفوائد المتکاثرہ فی الاخبار المتواترہ وفی الا ازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواتر و علی المتقی فی مختصر قطف الازھار اس حدیث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے فوائد متکاثرہ اور ازہار متناثرہ میں لکھا ہے اور علی متقی نے مختصر قطف الازہار میں لکھا ہے اور ان کتابوں میں ان دونوں صاحبوں نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے۔

(۹) قال الحافظ نورالدین علی بن ابراهیم بن الحلبی الشافعی کتابه المسمی بانسان العیون فی سیرة الامین المامون ھذا حدیث صحیح ورد با سانید صحاح وحسان والاالتفات بمن قدح فی صحة کابی دائود حاتم الرازی حافظ نورالدین علی بن ابراہیم بن علی الحلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ حدیث صحیح اور اسانید صحاح اور حسان سے روایت ہوئی ہے ابوداؤد اور ابوحاتم رازی اقوال جنہوں نے اس حدیث میں قدح کی ہے۔

التفات کے قابل نہیں ہیں۔

(۱۰) قال احمد بن محمد العاصمی فی زین الفتی هذا الحدیث تلقة الامة بالقبول و هو موافق للاصول حافظ احمد بن محمد العاصمی زین الفتی میں لکھتے ہیں اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے اور یہ حدیث اصول کے بالکل مطابق ہے۔

(۱۱) قال الحافظ محمد بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی فی الصراط السوی قال حافظ الذهبی هذا حدیث حسن اتفق علی ما ذکرنا جمهور اهل السنة و الجماعة حافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی صراط السوی میں لکھتے ہیں کہ حافظ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور جیسے کہ ہم نے ذکر کیا ہے اس پر جمہور اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔

(۱۲) قال الحافظ ابو القاسم الفضل بن محمد هذا حدیث صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم و قد روی عنه نحو مائة نفس منهم العشرة و هو ثابت لا اعرف له علة تفرد علی رضی الله عنه بهذا الفضیلة لم یشرکه احد (اخرجه الفقیه ابن المغازلی فی المناقب) حافظ ابوالقسام فضل بن محمد کہتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ سے نہایت صحت کے ساتھ روایت ہوئی اور سو آدمی نے اس حدیث کو حضور سے روایت ہے میں کوئی سقم کی علت اس میں نہیں پاتا جناب علی اس فضیلت میں یہ کہیں کوئی صحابی اس میں آپ کا شریک نہیں ہے۔

(۱۳) قال الحافظ بن حجر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجه الترمذی و النسائی و هو کثیر الطرق جدا و قد استوعبها ابن عقدة فی کتاب مفرد و کثیر من اسانید صحاح و حسان (صواعق محرقه) خاتم المحدثین ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے طریقے کثرت سے ہیں ابن عقدہ نے ایک مستقل کتاب میں ان کو جمع کیا ہے اور اس کی اکثر سندیں صحیح اور حسن ہیں۔

(۱۴) قال الشیخ عبدالحق فی اللمعات هذا حدیث صحیح لا مریة فیه و قد اخرجه جماعة کالترمذی و النسائی و احمد و طرقه کثیرة جدا رواه ستة عشر صحابیا و

صحاح وسنن ومسانید روایت کردہ اند۔

اگرچہ اس حدیث کے تمام طریق کا احصا مشکل ہے
مگر تیمناً چند طریق پر اکتفا کیا جاتا ہے

(۱) عن بریدة رضی الله عنه قال غزوت مع علی بالیمن فرایت منه جفوة فلما قدمت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکرت علیا قصة فرایت وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم یتغیر فقال یا بریدة الست اولی بالمومنین من انفسهم قلت بلی یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه احمد فی المسند و المناقب و الترمذی و النسائی و الطبرانی و ابن جریر وابو نعیم و ابن حبان و الحاکم و الحافظ ابی بشر اسمعیل بن عبدالله الا صبهانی المشهور بالسمویه و الفقیه بن المغازلی و السیوطی فی جامع الصغیر و المتقی فی کنز العمال) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیرؑ کے ساتھ یمن میں غزوہ کرنے کو گیا ان سے مجھے شکر رنجی ہوگئی جب میں واپس آیا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کرنے لگا میں نے دیکھا کہ حضرت کا چہرہ اقدس متغیر ہوگیا ہے پھر آپ نے ارشاد کیا اے بریدہ کیا میں تمام مومنوں کی جان سے اولی نہیں ہوں میں نے عرض کیا بے شبہ حضور اولی ہیں پھر فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

(۲) عن زید بن ارقم قال لما حج رسول الله صلی الله علیه وسلم حجة الوداع و عاد قاصدا للمدینة قام بغدیر خم و هو ما بین مکة و المدینة و ذلک فی الیوم الثالث عشر من ذی الحجة فقال ایها الناس انی مسئول و انتم مسئولون هل بلغت قالوا نشهد انک قد بلغت و نصحت ثم قال ایها الناس الیس تشهدون ان لا اله الا الله و انی رسول الله قالوا نشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله قال و انا اشهد مثل ما شهدتم ثم قال ایها الناس قد خلفت فیکم ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا

بعدی کتاب الله و اهل بیتی الا و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض و سعة حوضی ما بین بصیر و صنعا عد دانیه عدد النجوم ان الله لسائلکم کیف خلفتمونی فی کتاب الله و اهل بیتی ثم قال ایها الناس من اولی الناس بالمومنین من انفسهم قالوا الله و رسوله یقول ذلک ثلث مرات ثم قال فی الرابعة و اخذ بید علی اللهم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم و ال من و الاہ و عاد من عاداہ یقولها ثلاث مرات ثم قال الا فلیبلغ الشاهد منکم الغائب (اخرجه بن الشهاب الزهری و احمد فی المسند و ابن جریر و ابو نعیم و النسائی فی خصائص و الضیاء القدسی و ابن ابی شیبة و السیوطی فی جامع الصغیر باختلاف یسیر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے بقصد مدینہ منورہ واپس ہوئے اور غدیر خم پر مقام کیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے اس روز ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ تھی۔ حضرت نے فرمایا اے لوگو مجھ سے پوچھا جائے گا۔ اور تم سے بھی پوچھا جائے گا آیا میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ تمام لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پہنچا دیا ہے اور نصیحت کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ سوائے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں تمام حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک سوا خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور آپ خدا کے رسول ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں بھی تمہاری گواہی پر گواہی دیتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہیں۔ خدائے مہربان خبر دینے والے نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک وہ خود دونوں حوض پر وارد نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ میرے حوض کی وسعت ایسی ہے جس طرح سے کہ میری نگاہ کرنے کا مقام ہے اور صنعا یمن۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے موافق ہیں۔ بہ تحقیق خدا تم سے پوچھنے والا ہے کہ تم نے میرے بعد خدا کی کتاب اور میرے اہل

بیت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو مومنین کی جان سے کون زیادہ ان کے لیے اولی بالتصرف ہے تمام حاضرین نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول۔ یہ بات حضرت نے تین دفعہ فرما کر چوتھی دفعہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔ تین مرتبہ کہہ کر ارشاد کیا تم حاضرین کو چاہیے کہ غائبین تک اس خبر کو پہنچا ئیں۔

(۳) عن عامر بن ليلى قال لما صدر رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع و لم يحنج غيرها اقبل حتى كان بالجحفة نهى عن سمرات متقار بات بالبطحاء ان ينزل تحتهن احد حتى القوم مناز لهم ارسل فقم ما تحتهن حتى اذا ثوب بالصلوة صلوة الظهر عهد اليهن و ذلک يوم غدير خم ثم بعد فراغه من الصلوة قال ايها الناس انى قد نباء نى اللطيف الخبير انه لمن يعمر نبى الا نصف عمر النبى الذى كان قبله و انى لاظن بان ادعى فاجيب و انى مسئول و انتم مسئولون هل بلغت فما انتم قائلون قالو انقول قد بلغت و جهدت و نصحت فجزاک الله خير قال تشهدون ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله و عبده و ان جنة حق و ان ناره حق و البعث بعد الموت حق قالو بلى نشهد قال اللهم اشهد قال ايها الناس الا تسمعون الا فان الله مولاى و انا اولى بكم من انفسكم الا و من كنت مولاه فعلى مولاه و اخذ بيد على فرفعها حتى نظره القوم ثم قال اللهم و ال من و الاه و عاد من عاداه (اخرجه الطبرانى و الحافظ ابو الفتوح السعدى الشافعى) عامر بن لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور اس کے بعد پھر آپ نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ جحفہ میں پہنچے لوگوں کو کنکریلی زمین میں ببول کے درختوں کے جھنڈ کے نیچے فروکش ہونے سے منع فرمایا۔ جب لوگ اپنے اپنے مقام پر جا اترے حضور نے ان درختوں کے نیچے جھاڑو دلائی اور نماز ظہر کے لیے اٹھے اور ان درختوں کے نیچے تشریف لائے اور یہ غدیر خم کا دن مشہور ہو گیا ہے پھر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے لوگو مجھے میرے پروردگار نے اعلام کیا

ہے کہ ہر ایک نبی اپنے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر پاتا چلا آیا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ مجھے بلایا جائے گا اور میں خدا کی اجابت کروں گا۔ میں بھی پوچھا جاؤں گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے کہ آیا میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ پس تم کیا جواب دو گے۔ لوگوں نے عرض کیا ہم کہیں گے آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور نہایت کوشش کی ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے پھر سرکار نے ارشاد کیا کہ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور بندہ ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہے اور مرنے کے بعد پھر جینا حق ہے۔ سب نے عرض کیا ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا اے خدا گواہ رہیو پھر ارشاد کیا اے لوگو تم نہیں سنتے کہ میرا مولا خدا ہے اور میں تم لوگوں کے لیے تمہاری جان سے اولی ہوں۔ پس جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا یہاں تک کہ تمام قوم کے لوگوں نے ان کو اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر دعا کی اے میرے پروردگار دوست رکھیو جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۴) عن حذيفه بن اسيد الغفاری ان رسول الله صلی الله عليه وسلم خطب بغدير خم تحت شجرة فقال ايها الناس انی قد نبا نی اللطيف الخبير انه لم يعمر نبی الا نصف عمر الذی يليه من قبله و انی قد يوشک ان ادعی فانا احبيب و انی مسئول و انکم مسئولون فماذا انتم قائلون قالو انشهد انک قد بلغت و جهدت و نصحت فجزاک الله خيرا فقال اليس تشهدون ان لا اله الا الله و ان محمدا عبده و رسوله و ان جنة حق و ناره حق و ان الموت حق و ان البعث بعد الموت حق و ان الساعة اتية لاريب فيها و ان الله يبعث من فی القبور قالوا بلی نشهد بذالک قال اللهم اشهد ثم قال ايها الناس الله مولای و انا مولا المومنين و انا اولی بهم من انفسهم فمن کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه ثم قال يا يها الناس انی فرطکم و انکم واردون علی الحوض حوض اعرض مما بين بصری الی صنعا فيه عدد النجوم قد حان من فضة و انی سائلکم حين تردون علی الثقلين فانظروا

کیف تخلفون فیهما الثقل الاکبر کتاب الله عزوجل سبب طرفه بیده الله و طرفه بایدکم فاستمسکوا به لا تضلوا و لا تبدلوا و عترتی اهل بیتی و انه قد نبانی اللطیف الخبیر انهما لن ینقضیا حتی یردا علی الحوض (اخرجه الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول و الطبرانی بسند صحیح) حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے خطبہ پڑھا اور فرمایا لوگوں مجھے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے پہلے نبی سے بقدر نصف کی اب بہ تحقیق گمان کیا جاتا ہے کہ مجھے بلایا جائے گا اور میں خدا کی دعوت کو اجابت کروں گا مجھے پوچھا جائے گا اور تم سے بھی پوچھا جائے گا۔ پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیں گے آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور کوشش کی ہے اور نصیحت ادا کی ہے پس خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ پھر حضرت نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور بہ تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور خدا کا بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور مرنا حق ہے اور مر کر جی اٹھنا حق ہے اور بے شک قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے اور بے شک خدا قبر کے لوگوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ حاضرین نے کہا ہاں ہم ان امور کی گواہی دیتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا اے میرے پروردگار گواہ رہیو پھر ارشاد کیا اے لوگوں اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں اور ان کے لیے ان کی جان سے اولی بالتصرف ہوں۔ پس جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے پھر ارشاد کیا اے لوگوں میں تمہارے آگے جانے والا ہوں اور تم میرے حوض پر وارد ہونے والے ہو وہ حوض اس سے زیادہ عریض ہے جو میری نگاہ کے مقام سے صنعا یمن تک ہے ستاروں کی تعداد کے موافق اس پر پیالے چاندی کے رکھے ہوئے ہیں جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے دو بھاری چیزوں کی نسبت پوچھنے والا ہوں گا دیکھو میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرو گے پہلی بڑی چیز خدا تعالی کی کتاب ہے جس کی رسی کا ایک سرا تمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تم اس کو

مضبوط پکڑ لو تم گمراہ نہیں بنو گے اور تم نہیں بدلو گے اور میرے قریبی اہل بیت ہیں مجھے خدائے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ وہ دونوں جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوں گے۔

(۵) عن البراء بن عازب قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فنزلنا بغدير خم و نودى فينا الصلوة جامعة و كسح لرسول الله صلى الله عليه وسلم بين شجرتين فصلى الظهر و اخذ بيد على فقال الستم تعلمون انى اولى بالمومنين من انفسهم قالوا بلى فاخذ بيد على فقال اللهم من كنت مولاه فعلى ولاه اللهم و ال من و الاه و عاد من عاداه فلقيه عمر بن الخطاب بعد ذلک فقال هنيا لک يا بن ابى طالب اصبحت مولا كل مومن و مومنة (واخرجه احمد فى المناقب و البيهقى و ابو يعلى الموصلى و ابن ماجة فى سننه و ابو نعيم و الثعلبى و المخلص الذهبى و ابو سعد و ابن ابى شيبه و المتقى فى كنز العمال و قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه و زاد الطحاوى فى شرح مشكلات الا ثار بعد قول عاد من عاداه و احبه من احبه و ابغض من ابغضه و اعن من اعانه و انصر من نصره و اخذل من خذله) براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں تھے پس ہم غدیر خم پر جا اترے ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین پر جھاڑو دی گئی۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں سب نے عرض کیا بے شک آپ اولی ہیں پھر ارشاد فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب علی علیہ السلام سے مل کر کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولی بن گیا ہے۔ امام احمد نے مناقب میں اور بیہقی نے اور ابویعلی موصلی نے اور ابن ماجہ نے سنن میں اور ابونعیم اور ثعلبی نے مخلص

الذہبی نے اور ابن ابی شیبہ نے اور متقی نے کنز العمال میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حکم کہتا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اگرچہ مسلم اور بخاری نے اس کو روایت نہیں کیا ہے اور شرح مشکلات الا ثار میں طحاوی نے عاد میں عاداہ کے بعد یہ الفاظ اور روایت کیے ہیں کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ اے پروردگار محبوب رکھ اسے جو اسے محبوب رکھے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے اور اعانت کر اس کی جو اس کی اعانت کرے اور مدد دے اسے جو اسے مدد دے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے۔

(٦) عن عمرة الا سلمی قال لما انصرف رسول الله صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع امر بشجرات فقمن بوادی خم و هجر فخطب الناس فقال اما بعد ایها الناس فانی مقبوض اوشک ان ادعی فا حبیب فما انتم قائلون قالو نشهد انک قد بلغت و نصحت و ادیت قال انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب الله و اهل بیتی الا و انهما لن تفترقا حتی یردا علی الحوض فانظر وا کیف تخلفونی فیها (اخرجه ابن عقدة فی الموالاة و السمهودی فی جواهر العقدین) عمر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے وادی خم میں درختوں کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا جب آدھا دن ڈھل گیا تو حضرت نے لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اما بعد اے لوگو میں جان بحق تسلیم کرنے والا ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میں بلایا جاؤں گا پس میں اجابت کروں گا۔ پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیں گے کہ بے شک آپ نے رسالت کو پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے اور خدا کے فرض کو پورا کیا ہے۔ حضرت حضور نے فرمایا میں تم لوگوں میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ خدا کی کتاب ہے اور میرے قریبی اہل بیت ہیں بے شک وہ دونوں جب تک میرے پاس حوض پر نہ آ اتریں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے دیکھو تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرو گے۔

(٧) عن جابر بن عبدالله الانصاری قال کنا بالحجفة بغدیر خم و ثمه ناس من جهینة و مزینة و غفار فخرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم من خبا او فسطاء

فاشار بیده ثلثا فاخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجه عثمان بن ابی شیبة فی سننه و النسائی) جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جحفہ میں غدیر خم کے مقام پر تھے اور وہاں قبیلہ جہینیہ اور مزینہ اور غفار کے بہت سے لوگ موجود تھے پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ یا سراپردہ سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور تین دفعہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

(٨) عن ابی بریدة الاودی عن ابیه قال دخل ابو هریرة المسجد فاجتمع الناس الیه فقام الیه شاب فقال انشدک بالله اسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ و عاد من عاداہ قال نعم (اخرجه بن المغازلی و ابن الکثیر و ابن جریب) ابو بریدة الاذدی اپنے باپ سے ناقل ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی نے اٹھ کر ان سے کہا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے ابو ہریرہ نے جواب دیا ہاں میں نے اس حدیث کو سنا ہے۔

(٩) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ و عاد من عاداہ و اخذل من خذله و ابغض من ابغضه (اخرجه بن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے۔

(١٠) عن ابی سعید الحذری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجه بن عقدة) ابو سعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

(۱۱) عن عبدالله یا لیل قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه بن عقده) عبداللہ یا لیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه النسائی و الطبرانی فی الکبیر) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۳) عن مالک بن الحویرث قال رقی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه ابو نعیم فی فضائل الصحابة و عبدالله بن احمد بن حنبل فی المسند) مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند ہو کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۴) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۵) عن عمرو بن مرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من و الاه و عاد من عاداه و انصر من نصر و اعن من اعانه (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) عمر بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرے اور اعانت دے اسے جو اسے اعانت دے۔

(۱۶) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه ابو زید عثمان ابن ابی شیبه فی سنة و ابن ابی عاصم سعید بن منصور

عن سعيد ابن ابی وقاص) عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

(۱۷) عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من و الاه و عاد من عاداه و اخذل من خذله و انصر من نصره اللهم انت شهیدی علیهم قال عمرو کان فی جنبی شاب حسن الوجه طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول الله صلی الله علیه وسلم عقدا لا یحله الا منافق فاحذر ان تحله قال عمر فقلت یا رسول الله انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجه طیب الریح قال کذا و کذا قال نعم یا عمر انه لیس من ولد ادم لکنه جبریل ارادان یوکد علیکم ما قلة فی علی (اخرجه علی بن شهاب الدین الهمدانی فی کتابه مودة القربی) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اور نصرت دے اسے جو اسے نصرت دے اے میرے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی خوشبو والا کھڑا تھا مجھے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی گرہ لگائی ہے کہ منافق کے سوا کوئی اس کو نہیں کھولے گا پس تو اس کے کھولنے سے ڈرتا رہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی بو والا موجود تھا۔ اس نے مجھ سے ایسے ایسے کہا۔ حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا وہ جبریل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تم کو تاکید کرنے کے لیے آئے تھے جو کچھ کہ میں نے تم سے علی کی نسبت کہا تھا۔

(۱۸) عن سعد بن ابی وقاص قال فقال ابو بکر و عمر امسیت یا بن ابی طالب مولی

کل مومن و مومنة (اخرجه الدار قطنی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے اے ابن ابی طالب تو ہر مومن مرد اور عورت کا مولی بن گیا ہے۔

(۱۹) عن البراء بن عازب قال عمر بن الخطاب هنيئا لک یا بن ابی طالب اصبحت مولا کل مومن و مومنة (اخرجه احمد فی المناقب و ابن ماجة فی سننه و ابو نعیم و البیهقی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو ہر مومن اور مومنہ کا مولا بن گیا ہے۔

(۲۰) عن خیثمة بن عبدالرحمان قال سمعت سعد بن مالک و قال له رجل ان علیا یقع فیک انک تخلف عنه فقال سعد والله انه لرای رایة و اخطا رای ان علیا اعطی ثلثا لان اکون اعطیت احد ابهن احب الی من الدنیا و ما فیها لقد قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم بعد حمد الله و الثناء علیه هل تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم قلنا بلی قال اللهم من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من اولاه و عاد من عاداه و جی به یوم خیبر و هو ارمد ما یبصر فقال یا رسول الله انی ارمد فتفل فی عینیه و دعاله فلم یرمد حتی قتل و فتح علیه خیبر و اخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم عمه العباس و غیره من المسجد فقال له العباس تخرجنا و نحن عصبتک و عمومتک و تسکن علیا فقال ما انا اخرجکم و اسکنه ولکن الله اخرجکم و اسکنه (اخرجه الحاکم فی المستدرک) خیثمہ بن عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا کہ جناب امیر علیہ السلام تمہاری شکایت کرتے تھے کیونکہ تم نے ان کی بیعت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے وہ بھی ایک رائے تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری رائے خطا پر تھی۔ علی کو تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک مجھے بھی دی گئی ہوتی تو میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز خدا کی صفت وثناء کے بعد ارشاد کیا کیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں ہم نے عرض کیا بے شک آپ اولی ہیں حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار

جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے دوسرے یہ کہ خیبر کے روز وہ ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیے گئے ان کو آشوب چشم تھا جس کی وجہ وہ نہیں دیکھ سکتے تھے پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آشوب چشم رکھتا ہوں حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور ان کے لیے دعا کی وہ اچھے ہو گئے اور ان کا آشوب چشم جاتا رہا یہاں تک کہ لڑائی پر گئے اور خیبر ان کے ہاتھ سے فتح ہو گیا تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس کو مع دیگر اصحاب کے مسجد سے نکال دیا۔ پس عباس عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمیں مسجد سے نکالتے ہیں باوجودیکہ ہم آپ کے ساتھ رشتہ میں نسبت پدری رکھتے ہیں اور آپ کے چچا ہیں اور آپ نے علی کو مسجد میں رہنے کا حکم دیا ہے حضرت نے ارشاد کیا نہ میں نے تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے بلکہ خدا نے تم کو نکالا ہے اور اس کو رکھا ہے۔

(۲۱) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاوية فی بعض حجاة فدخل علیه سعد فذکروا علیا فتال منه فغضب سعد و قال تقول هذا الرجل سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه و سمعة یقول انت بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعد و سمعة یقول لا عطین الرایة الیوم رجلا یحب الله و رسوله (اخرجه النسائی فی الخصائص و ابن ماجة فی سننه و ابن کثیر فی تاریخه)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد اس کے پاس گیا لوگ جناب امیر علیہ السلام کا براذکر کرنے لگے سعد رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو نہایت خفا ہو کر کہنے لگے اے معاویہ تو ایسے شخص کے حق میں یہ باتیں کہہ رہا ہے جس کی شان میں میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ و نیز میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلۃ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں و نیز میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج ہم اپنا علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔

(۲۲)عن ابن مسعود قال كنا نقرا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليک من ربک ان عليا مولى المومنين فان لم تفعل فما بلغت رسالة (اخرجه ابو نعيم فى حلية الاولياء و عينى فى شرح البخارى و الرازى فى تفسير الكبير و الواحدى فى تفسيره و السيوطى فى الدر المنثور و النظام الا عرج فى غرائب القران و صاحب سيرة الحلبيه و ابن مردويه) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آیت کریمہ کو اس طرح پر پڑھتے تھے کہ اے رسول پہنچا دے اس بات کو جو کہ تیری طرف تیرے رب سے اتاری گئی ہے کہ علی مومنوں کا مولا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی رسالت کو نہیں پہنچایا۔

(۲۳) عن ابى سعيد الخذرى قال نزلت هذه الاية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليک من ربک فى على على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم فى فضل على بن ابى طالب (اخرجه بن ابى حاتم و ابن مردويه و ابن عساكر و ابو نعيم فى كتاب ما نزل من القران فى على و ابو الحسن الواحدى فى كتابه المسمى باسباب النزول و قال الحافظ ابو عبدالله محمد بن يوسف الكنجى الشافعى هكذا ذكره الشيخ محى الدين النووى و قال ابو بكر النقاش انها نزلت فى بيان الو لاية لعلى و قال الا امام فخر الدين الرازى و هو قول ابن عباس و البراء بن عازب و محمد بن على بن الحسين ابن على) ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اے رسول پہنچا دے اس بات کو جو تیری طرف سے تیرے رب سے نازل ہوئی ہے غدیر خم کے روز جناب علی بن ابی طالب کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔ اس حدیث کو ابو حاتم اور ابوبکر بن مردویہ اور ابن عساکر اور حافظ ابونعیم نے کتاب مانزل من القران فی علی میں اور ابوالحسن واحدی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے اور حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ امام نووی شارح صحیح مسلم نے بھی اسی طرح پر ذکر کیا ہے اور ابوبکر نقاش کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی ولایت کی نسبت نازل ہوئی ہے۔ اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ غدیر خم کے روز اس آیت کے

شرف نزول کی نسبت عبداللہ بن عباس اور براء بن عازب اور جناب محمد بن الحسین بن علی کا قول ہے۔

(۲۴) عن بن عباس فی قوله تعالی یایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال نزلت فی علی امر رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یبلغ فیه فاخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه (اخرجه الثعلبی فی تفسیره) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت یعنی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ کا حکم پہنچا پس حضرت نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۲۵) عن البراء بن عازب قال فی قوله تعالی یا یها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال من کنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر بخ بخ لک یا علی اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنة (اخرجه ابو نعیم و الثعلبی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ اے رسول پہنچا دے جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تیری طرف تیرے رب کی طرف سے یعنی کہ جناب علی کے فضائل کو پہنچا دے غدیر خم کے روز نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔ پس جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن مرد اور مومن عورت کا آقا بن گیا ہے۔

(۲۷) عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم دعی الناس فی غدیر خم و امر بما تحت الشجرة من شوک فکان ذالک یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیه فرفعها حتی نظر الناس ببایض ابطی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه ثم لم یتفرقوا حتی نزلت هذه

الاية اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الله اکبر علی اکمال الدين و اتمام النعمة و رضاء الرب و برسالتی و بالولاية لعلی بن ابی طالب (اخرجه ابو نعیم فیما نزل من القران فی علی و السیوطی فی الدر المنثور و ابوبکر بن مردویه و الدیلمی و الحموینی) ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں لوگوں کو بلایا اور حکم دیا اور درختوں کے نیچے جھاڑو دیا گیا اور کانٹے ہٹا لئے گئے پنجشنبہ کا دن تھا پھر علی کو بلایا اور ان کا بازو پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہونے پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورے ہونے پر اور میری رسالت اور علی کی ولایت سے خدا کے خوشنود ہونے پر۔

(۲۷) عن ابی هريرة قال من صام ثمانية عشر من ذی الحجة کتب له صيام ستين شهرا و هو يوم غدير خم لما اخذ النبی صلی الله علیه وسلم بید علی بن ابی طالب فقال الست اولی بالمومنين من انفسهم قالوا بلی یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر بن الخطاب بخ بخ لک یابن ابی طالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنة فانزل الله تعالی اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتی (اخرجه فقيه بن المغازلی فی المناقب و ابراهيم النظری فی کتاب الخصائص و شهاب الدین احمد فی توضیح الدلائل عن مجاهد قال نزلت هذا الاية بغدیر خم و اخرجه الصالحانی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص کہ اٹھارہویں ذی الحجہ کو روزہ رکھے گا اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جاوے گا وہ غدیر خم کا دن ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنوں کے لیے ان کی جان سے اولے نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک آپ اولی ہیں

ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے آفرین آفرین اے ابن ابی طالب تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا آقا قرار دیا گیا ہے پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔

(۲۸) نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی رحمة الله علیه فی تفسیره ان سفیان بن عیینه سئل عن قوله تعالی سال سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلة ما سالنی احد عنها قبلک حدثنی ابو جعفر محمد عن ابائه علیهم السلام ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی و قال من کنت مولاه فعلی مولاه فشاع ذلک فطار فی البلاد بلغ ذلک بحارث بن نعمان الفهری فاتی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ناقه له فاناخ راحلة و نزل عنها و قال یا محمد امرتنا عن الله عزوجل ان تشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله فقبلنا منک و امرتنا ان نصلی خمسا فقبلنا منک ثم لم ترض بهذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک تفضله علینا فقلت من کنت مولاه فعلی مولاه فهذا شئی منک أم من الله عزوجل فقال النبی صلی الله علیه وسلم و الذی لا اله الا الله هو ان هذا من عند الله قال الحارث یرید راحلة و هو یقول اللهم ان کان ما یقول محمد حقا فامطر عیلنا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل راحتله حتی رماء الله عزوجل بحجر سقط علی هامة فخرج من دبره فقتله فانزل الله عزوجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع من الله ذی المعارج (اخرجه سبط بن الجوزی فی تذکره خواص الامه و محمد بن یوسف الزرندی فی معارج الوصول و ملک العلما شهاب الدین الدولتا بادی و السید السمهودی فی جواهر العقدین و جمال الدین المحدث صاحب روضة الاحباب فی اربعینه و عبدالرئوف المناوی فی فیض القدیر و محمد بن محمد القادری فی صراط السوی و الحلبی فی انسان العیون و احمد بن الفضل محمد باکثیر فی وسلیه الا مال و محمد بن

اسمعیل لامیر فی روضۃ الندیہ و الحافظ محمد ابن یوسف الکنجی فی کفایۃ الطالب) امام ابواسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آیت سال سائل بعذاب واقع کس کے حق میں نازل ہوئی ہے سفیان بن عینیہ سائل سے کہنے لگے تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا مجھ سے جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام روایۃً اپنے آبائے کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے سب کے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگوں میں اور تمام جگہ پر مشہور ہوگئی۔ یہ خبر حارث بن نعمان الفہری کو معلوم ہوئی۔ وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے اور اپنے ناقہ کو بٹھا کر اور اس سے اتر کر اور خدمت میں پہنچ کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ سوا خدا کے معبود نہیں ہے اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں ہم نے آپ کا یہ حکم مان لیا ہے پھر آپ نے ہم کو پانچ وقت نماز کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ کا حکم قبول کیا پھر آپ نے ہم کو زکواۃ دینے کے لیے ارشاد کیا وہ بھی ہم آپ کا حکم بجالائے پھر آپ نے ہم کو روزہ رکھنے کے واسطے کہ وہ بھی آپ کا فرمان ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے ہم کو حج کرنے کا ارشاد کیا ہم اس کو بھی مان گئے اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے ابن عم کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر فضیلت عطا کی اور فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ یہ بات حضور اپنی طرف سے فرماتے ہیں یا خدا کی طرف سے۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے یہ بات خدا کی طرف سے ہے۔ پس حارث یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں سچ ہے تو (معاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہنچا۔ جب وہ اپنے ناقہ کی طرف لوٹا ابھی اس تک پہنچا بھی نہ تھا کہ خدا تعالی نے پر ایک پتھر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور دبر کی راہ سے نکل گیا۔ پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ کافروں کے لیے ہونے والا ہے۔ عذاب اللہ کی طرف سے جو

صاحب ہے سیڑھیوں کا۔

(۲۹) عن ابی سعید الخدری قال لما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه یوم غدیر خم حسان بن ثابت افاذن یا رسول الله ان اقول ابیاتا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم قل علی برکت الله فقال حسان یا معشر القریش اسمعو اشهادة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال. ینادیهم یوم الغدیر نبیهم + نجم و اسمع یا للرسول منادیا + و قال فمن مولاه کم و ولیکم + فقالوا لم یبد و اهناک معادیا + الهک مولانا و انت ولینا + و لن تجدن فی ذلک الیوم عاصیا + فقال له قم یا علی فاننی + رضیتک من بعدی اما ما و ها دیا + فمن کنت مولاه هذا ولیه + فکو نواله انصار صدق موالیا + هنالک دعا اللهم و ال ولیه + و کن للذی عادی علیا و معادیا + فخص بهادون البریة کلها + علیا و سماه الوزیر المواخیا + (اخرجه ابوبکر بن مردویه و ابو نعیم فیما نزل من القران فی علی و اخطب خوارزم فی المناقب و سبط بن الجوزی فی تذکره خواص الامه و السیوطی فی کتابه المسمی باز هار فیما عقده الشعراء من الاشعار و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایة الطالب و الحموینی فی فرائد السمطین و النظنری فی خصائص العلویه) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیرخم کے مقام پر ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہو پس اس کا علی مولا ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے چند اشعار پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی برکت سے بیان کر حسان کہنے لگے اے قریش کے لوگو جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی گواہی کو سنو اور یہ اشعار بیان کیے۔ غدیرخم کے روز ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غدیرخم کے مقام پر پکارا۔ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عمدہ منادی کی۔ فرمایا تمہارا کون مولا اور ولی ہے۔ ان لوگوں نے جو اس مقام میں سرکشی نہیں کرتے تھے عرض کیا۔ تیرا خدا ہمارا خدا ہمارا مولا اور تو ہمارا ولی ہے۔ اور آج کے روز تو ہمیں نافرمان نہیں پائے گا۔ پس حضرت

نے فرمایا اے علی اٹھ کھڑا ہو بے شبہ میں نے تجھے اپنے بعد امام اور ہادی پسند کیا ہے۔ پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا یہ ولی ہے تم لوگ اس کے سچے مددگار بن جاؤ پھر آپ نے دعا کی بار آلہا علی کے دوست کو دوست رکھیو۔ اور علی کے دشمن کو دشمن رکھیو۔ پس تمام خلقت کے سوا علی کو اس خصوصیت کے ساتھ مخصوص کیا اور ان کا نام وزیر اور بھائی رکھا۔

(۳۰) عن ابن عباس قال لما امر رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یقول بعلی فیقول له ما قال فقال صلی الله علیه وسلم یا رب ان قومی حدیثوا عهد بجاهلیة ثم مضی بحجه فلما اقبل راجعا و نزل بغدیر خم انزل الله علیه ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالة والله یعصمک من الناس فاخذ بعضد علی ثم خرج الی الناس فقال یا ایها الناس الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی یا رسول الله قال اللهم من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من الاه و عاد من عاداه و اخذل من خذله و انصر من نصره و احب من احبه و ابغض من ابغضه قال ابن عباس فوجبت و الله فی رقاب القوم و قال حسان بن ثابت ینادیهم یوم الغدیر بنیهم الخ (اخرجه ابو بکر بن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ عز اسمہ کا حکم ہوا۔ کہ علی کو اٹھا کر لوگوں کے سامنے کر دیں اور جو کچھ کہ کہنا ہے کہہ دیں۔ حضرت نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے پروردگار میری قوم ابھی جاہلیت سے نئے عہد اسلام والی ہے شاید امر کو نہ مانیں پھر آپ حج کو تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہو کر غدیر خم پر پہنچے خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اے رسول پہنچا دے اس امر کو جو تیری طرف تیرے رب سے نازل ہوئی ہے اگر تو نے اس کی رسالت کو نہ پہنچایا اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے تیری نگہبانی کرے گا۔ پس حضرت علی کا بازو پکڑ کر خیمہ سے باہر برآمد ہوئے اور فرمانے لگے اے لوگو کیا میں تمہارے لیے تمہاری جان سے اولیٰ نہیں ہوں۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بے شبہ اولیٰ ہیں آپ نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور

دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دیجیو اسے جو اسے چھوڑ دے اور مدد دیجیو اسے جو اسے مدد دے اور محبت کیجیو اس سے جو اس سے محبت کرے اور بغض رکھیو اس سے جو اس سے بغض رکھے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے واللہ یہ بات تمام قوم کی گردن پر واجب ہوگئی ہے۔ اور حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ اشعار پڑھے۔ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غدیر خم کے مقام پر پکار کر ارشاد کیا۔

(۱۳) عن بكر بن محمد احمد القصرى حدثتنا فاطمة بنت على بن موسى الرضا قالت حدثتنى فاطمة و زينب و ام كلثوم بنات موسى بن جعفر الكاظم قلن حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق قالت حدثتنى فاطمة بنت محمد بن على الباقر قالت حدثتنى فاطمه بنت على بن الحسين زين العابدين قالت حدثتنى فاطمه و سكينة ابنتا الحسين بن على عن ام كلثوم بنت فاطمة بنت النبى صلى الله عليه وسلم عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و رضى عنها قالت انسيتم قول رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم من كنت مولاه فعلى مولاه (اخرجه الحافظ ابو موسى المدينى فى كتابه المسلسل بالاسماء و قال هذا الحديث مسلسل من وجه و هو ان كلو احدة من الفواطم تردى عن عمة لها فهو رواية خمس بنات اخ كلو احدة منهن عن عمتها و اخرجه محمد الجزرى صاحب الحصن الحصين فى اسنى المطالب و عبدالله بن احمد بن ابراهيم بن احمد المقدسى الصالحى الحنبلى) بکر بن احمد القصری ناقل ہیں کہ ہم سے فاطمہ بنت علی بن موسیٰ علیہ السلام بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے میری پھپیوں فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب موسیٰ الکاظم بن جعفر علیہ السلام کی صاحب زادیوں نے بیان کیا کہ ان سے ان کی پھپّی فاطمہ بنت جعفر الصادق ابن محمد علیہ السلام ذکر کرتی تھیں کہ ان سے ان کی پھپّی فاطمہ بنت محمد باقر ابن علی کہتی تھیں کہ مجھ سے میری پھپّی فاطمہ بنت علی زین العابدین بن الحسین علیہ السلام فرماتی تھیں کہ مجھ سے میری پھپیا فاطمہ اور سکینہ جناب حسین بن علی علیہ السلام کی صاحبزادیاں ارشاد کرتی تھیں کہ ان سے اس کی پھپّی ام

کلثوم بنت جناب فاطمہ بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میری والدہ ماجدہ جناب سیدۃ النساء الزہراء علیہ السلام نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھول گئے ہو کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی ہولا ہے۔ (حافظ ابوموسیٰ المدینی نے اس حدیث کو اپنی کتاب المسلسل بالاسماء میں روایت کیا ہے اور کہ کہتا ہے کہ ایک وجہ سے یہ حدیث بھی مسلسل ہے کیونکہ ہر ایک فاطمہ نام رکھنے والی مخدومہ نے اس حدیث کو اپنی پھوپی سے روایت ہے اور یہ پانچ بھتیجیوں کی روایت ہے کہ ہر ایک اپنی پھوپی سے روایت کرتی ہے اور محمد جزری صاحب حصن حصین شریف نے اس حدیث کو اسنی المطالب میں اور عبداللہ احمد بن ابراہیم المقدسی الصالحی الحنبلی نے بھی روایت کیا ہے۔

(۳۲) عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم اخذ بیده یوم غدیر خم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه قال فزاد الناس بعده اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه (اخرجه ابن راهویه و المتقی فی کنز العمال و عبدالله ابن احمد فی المسند و ابن المغازلی فی المناقب و الحاملی فی امالیه) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ پھر لوگوں نے اس پر بڑھا دیا کہ اے ہمارے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۳۳) عن رفاعة بن ایاس الضبی عن ابیه عن جده قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحة ان القنی فلقیه فقال انشدک الله سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه قال نعم قال فلم تقاتلنی فانصرف طلحة عن قتاله (اخرجه بن عساکر فی تاریخه و المتقی فی کنز العمال و الحاکم فی المستدرک) رفاعہ بن ایاس الضبی اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے ناقل ہے کہ میں جمل کے روز جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں تھا جناب امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کریں طلحہ ان کے پاس حاضر ہوئے جناب امیرؑ نے ان

سے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اور میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب امیر نے فرمایا پس تم کیوں میرے ساتھ جنگ کرتے ہو طلحہ رضی اللہ عنہ جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے سے لوٹ پڑے۔

(۳۴) عن جرير بن عبدالله البجلي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يكن الله و رسوله مولاه فان هذا مولاه يعني عليا اللهم و ال من و الاه و عاد من عاداه اللهم من احبه من الناس فكن له حبيبا و من ابغضه من الناس فكن له بغيضا اللهم انى لا احد احدا استودعه فى الارض بعد العبدين الصالحين غيرك فاقض فيه بالحسنى (اخرجه الطبراني) قال بشر قلت من هذين العبدين الصالحين قال لا ادرى) جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کے لیے اللہ اور اس کا رسول مولا ہے پس بہ تحقیق اس کے لیے یہ یعنی علی مولا ہے اے خدا لوگوں میں سے جو اسے دوست رکھے پس تو اس کا دوست بن جا۔ اور جو شخص کہ لوگوں میں سے اس کا دشمن بنے تو اس کا دشمن بن جا۔ اے میرے پروردگار میں نے زمین میں بعد دو نیک بندوں کے تیرے سوا کسی کو نہیں پایا کہ میں اسے اس کے سپرد کروں پس تو ان میں نیکی کے ساتھ احکام جاری فرما۔

(۳۵) عن حبشي بن جنادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه و انصر من نصره و اعن من اعانه (اخرجه الطبرانى و ابن قانع) حبشی ابن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور فتح مند کر اسے جو اس کی نصرت کرے اور مدد دے اسے جو اس کی مدد کرے۔

(۳۶) عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه و قد جاء اعرابيان يختصما فقال لعلى

اقض بینهما یا ابا الحسن فقضی علی بینهما فقال احدهما اهذا یقضی فوثب علیه عمر و اخذ بتلبیبه و قال و یحک اما تدری من هذا هذا مولای و مولی کل مومن و من لم یکن مولاہ فلیس بمئومن (اخرجه ابن السمان فی الموافقة والخوارزمی فی المناقب و الدار قطنی و محب الطبری فی الریاض النضرہ فی فضائل العشرة)
جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام سے عرض کیا یا ابا الحسن آپ ان کا فیصلہ کردیں جناب علی نے ان کا فیصلہ کیا ایک شخص ان دونوں میں سے کہنے لگا یہ کیا ہمارا فیصلہ کریں گے عمر رضی اللہ عنہ نے کود کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہنے لگے افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ میرا اور ہر ایک مومن کا مولی ہے جس کا کہ یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں۔

(۳۷) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه و قد نازعه رجل فی مسئله فقال بینی و بینک هذا الجالس و اشارا لی فقال الرجل لیس هذا الا بطن فنهض عمر و اخذ تلبیبه حتی شاله بالا رض ثم قال اتدری من صغرت هذا مولای و مو لاکل مومن (اخرجه بن السمان و محب الطبری) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کسی مسئلہ پر تنازع کرنے لگا آپ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان یہ بیٹھا ہوا شخص منصف ہے اور جناب علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا وہ شخص کہنے لگا یہ شخص تو توند کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور اس کو زمین پر دے مارا اور پھر کہنے لگے کیا تو نہیں جانتا کہ تو نے کس کی تحقیر کی ہے یہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا ہے۔

(۳۸) عن سالم قیل لعمر بن الخطاب انک تصنع بعلی شیئا ما تصنع باحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال انه مولای (اخرجه بن السمان و الخوارزمی و الدار قطنی و محب الطبری فی الریاض و ابن حجر فی الصواعق المحرقه و عبدالرئوف المناوی فی فیض القدیر) سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جو رعایت کہ جناب علی علیہ السلام کے ساتھ

کرتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اصحاب کے ساتھ نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ میرا مولا ہے۔

(۳۹) عن سعید بن وهب و عبد خیر قالا سمعنا علیا یقول بالرحبة الکوفة انشد الله من سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه فقام عدة من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ذلک (اخرجه الحافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر الدمشقی الشهیر بابن کثیر و النسائی فی الخصائص و احمد فی المسند) سعید بن وہب اور عبد خیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کو قسم دے کر پوچھ رہے تھے کہ میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے وہ اٹھ کر بیان کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(۴۰) عن زاذان بن ابی عمر قال سمعت علیا فی الرحبة و هو ینشد الناس من شهد رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم و هو یقول ما قال فقام ثلثة عشر رجلا فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه احمد فی المسند) زاذان بن ابی عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد میں لوگوں کو قسم دے کر پوچھتے ہوئے سنا کہ غدیر خم کے روز جو شخص کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا وہ شخص بیان کرے کہ جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا۔ پس تیرہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۴۱) عن زیاد بن ابی زیاد الاسلمی قال سمعت علیا ینشد الناس فقال انشد الله رجلا مسلما سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه

فقام اثنا عشر بد ریا فشهد وا (اخرجه احمد فی المسند) زیاد بن اسلمی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں کو قسم دے کر پوچھتے ہوئے سنا کہ میں ہر ایک مسلمان مرد سے جس نے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہو پوچھتا ہوں پس بارہ صحابی جو شریک بدر ہوئے تھے کھڑے ہو کر اس کی گواہی دینے لگے۔

(۴۲) عن سعید بن وهب و زید بن بثیع قال نشد علی الناس فی الرحبة من سمع رسول صلی الله علیه وسلم یقول یوم غدیر خم قال فقام قبل سعید ستة و من قبل زید ستة فشهد وا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول علی یوم غدیر خم الیس الله اولی بالمئومنین قالوا بلی قال اللهم من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه (اخرجه احمد و النسائی و البزار و الخلعی و ابن جریر) سعید بن وہب اور زید بن بثیع سے روایت ہے کہ جناب امیر لوگوں کو مسجد کے صحن میں قسم دے کر پوچھ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز جو کچھ کہ فرماتے ہوئے کسی نے سنا ہو اس کو چاہیے کہ وہ کھڑا ہو کر بیان کرے پس سعید کی طرف سے چھ آدمی اور زید کی طرف سے چھ آدمی کھڑے ہو گئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدائے تعالی مومنوں کے لیے اولی بالتصرف نہیں ہے سب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالی تمام مومنوں کے لیے اولی بالتصرف ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۴۳) عن عمیر بن سعد انه سمع علیا و هو ینشد الناس فی الرحبة من سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه فقام بضعة عشر فشهدو (اخرجه النسائی) عمیر بن سعد سے روایت ہے کہ اس نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ (جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے) وہ بیان کرے۔ دس سے اوپر کتنے آدمیوں نے اس

کی شہادت بیان کی۔

(۴۴) عن عمر بن مرة قال شهدت عليا في الرحبة ينشد اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ايكم سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم غدير خم ما قال فقام اناس فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واحب من احبه ابغض من ابغضه وانصر من نصره (اخرجه النسائي في الخصائص) عمرو بن مرہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو کوفہ کی مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو قسم دے کر پوچھتے ہوئے پایا کہ تم میں سے غدیر خم کے روز جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی نے سنا ہو تو بیان کرے چند لوگ کھڑے ہو کر گواہی دینے لگے کہ انہوں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور محبت کر اس سے جو اس سے محبت کرے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے اور مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرے۔

(۴۵) عن عميرة بن سعد قال شهدت عليا على المنبر يناشد اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم الا قام فشهد فقام اثناء عشر رجلا منهم ابو هريرة و ابو سعيد و انس بن مالك فشهدوا انهم سمعوا من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه (اخرجه ابن كثير في تاريخه و الطبراني في الاوسط و المتقي في كنز العمال) عمیرہ بن سعد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار کو قسم دے کر پوچھتے ہوئے پایا کہ جس کسی نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سنا ہو وہ اٹھ کر اس کی گواہی بیان کرے پس بارہ صحابی جن میں ابو ہریرہ اور ابو سعید حذری اور انس بن مالک بھی تھے اٹھ کر بیان کرنے لگے کہ انہوں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن

رکھا سے جو اسے دشمن رکھے۔

(۴۶) عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال شهدت علیا فی الرحبة یناشد الناس انشد الله من سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه لما قام فشهد قال عبدالرحمن فقام اثنا عشر بدر یا کانی انظر الی احد هم علیه سرا ویل قالو انشهد انا سمعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمومنین من انفسهم و ازواجی امهاتهم قلنا بلی یا رسول الله قال فمن کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه (اخرجه احمد فی المناقب و ابو یعلی فی المسند و ابن کثیر فی تاریخه و سعید بن منصور و الطخیب و المتقی فی کنز العمال و الدار قطنی و ابن جویر فی تاریخه) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کہتا ہے کہ میں نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دے کر پوچھتے ہوئے دیکھا کہ میں خدا کی قسم دے کر اس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے کہ غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولا فرماتے ہوئے سنا ہے۔ چاہیے کہ وہ شخص اٹھ کر بیان کرے عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ بارہ بدری صحابی کھڑے ہو گئے مجھے آج تک ان میں ایک کا لباس نگاہ میں کہ وہ سراویل پہنے ہوئے تھا۔ پس وہ لوگ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضرت کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا میں مومنوں کی جان سے اولی نہیں ہوں اور میری ازواج ان کی مائیں نہیں ہیں حاضرین نے عرض کیا بے شبہ آپ اولی ہیں اور آپ کے ازواج امہات المومنین ہیں۔ حضرت نے فرمایا پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے خدا دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۴۷) عن ابی الطفیل ان علیا قام فحمد الله ثم قال انشد بالله من شهد یوم غدیر خم الا قام و لا یقم رجل یقول نبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذ ناه و وعاه قلبه فقدم سبعة عشر رجلا منهم خزیمة بن ثابت و سهل بن سعد و عدی بن حاتم و عقبه بن عمر و ابو ایوب الانصاری و ابو لیلی و الهیثم بن التیهان و ابو سعید الحذری و

شریح الخزاعی و ابو قدامة الانصاری و رجال من قریش فقال علی هاتوا ما سمعتم فقالو انشهد انا اقبلنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع حتی اذا کان الظهر خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فامر بفجرات فشذ بن و القا علیهن ثوبه ثم نادی بالصلوة فخرجنا فصلینا ثم قال فحمد الله و اثنی علیه ثم قال ایها الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللهم اشهد اثلاث مرات فقال انی او شک ان ادعی فا حبیب و انی مسئول و انتم مسئولون ثم قال الا ان دمائکم و اموالکم حرام کحرمة یومکم هذا و حرمة شهر کم هذا اوصیکم بالنساء و اوصیکم بالجارو او صیکم بالممالیک و اوصیکم بالعدل و الا حسان ثم قال ایها الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی فانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض نبانی بذالک اللطیف الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه فقال علی صدقتم و انا علی ذلک من الشاهدین (اخرجه بن عقدة و ابو حاتم محمد بن حبان البستی و محب الدین الطبری فی ریاض النضره و ابن عساکر و السمهودی فی جواهر العقدین) ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں خدا کی حمد کے بعد فرمایا میں خدا کی قسم دے کر اس شخص کو جو غدیرخم کے روز حاضر ہوا ہے کھڑا ہونے کے لیے کہتا ہوں اور وہ شخص ہرگز نہ اٹھے جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا مجھے خبر دی گئی ہے بلکہ وہ شخص بیان کرے کہ جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو۔ پس سترہ آدمی کھڑے ہو گئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم اور عقبہ بن عامر اور ابوایوب الانصاری اور لیلی اور ابوالہثیم اور ابوسعید حذری اور شریح اور ابوقدامہ الانصاری رضی اللہ و نیز قریش کے اور آدمی بھی موجود تھے جناب امیر نے فرمایا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے وہ کہنے لگے ہم حجۃ الوداع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں مکہ سے واپس آرہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرت باہر تشریف لائے۔ اور درختوں کے کاٹ چھانٹ کرنے کا حکم دیا اور ان پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ پھر نماز کے لیے منادی کرائی گئی ہم سب لوگ اپنے اپنے خیموں میں سے نماز کے لیے باہر نکلے حضرت نے

کھڑے ہو کر خطبہ میں خدا کی صفت وثناء کے بعد بیان کیا اے لوگو تم کیا کہتے ہو حاضرین نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اس بات کو تین دفعہ فرما کر کہا اے خدا گواہ رہیو۔ پھر ارشاد کیا میرا گمان ہے کہ میں بلایا جاؤں اور میں جانے پر راضی ہو جاؤں گا میں بھی پوچھا جاؤں گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے بے شبہ تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہو گیا ہے جیسے کہ تمہارا آج کا دن اور یہ تمہارا مہینہ حرمت والا ہے۔ میں تم کو عورتوں کی نسبت اور ہمسایوں کی نسبت اور غلاموں کی نسبت عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں پھر ارشاد کیا اے لوگو میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں خدا کی کتاب اور میرے قریبی اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں مجھے خدائے مہربان خبر دینے والے نے اس کی خبر دی ہے پھر جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے تم نے سچ بیان کیا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔

(۴۸) عن ابی سلیمان عن زید بن ارقم قال استشهد علی الناس فقال انشد الله رجلا سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه فقام ستة عشر رجلا فشهدوا (اخرجه احمد فی المسند و البغوی فی معجمه و البزار و الطبرانی و المخلص الذهبی) ابوسلیمان زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ناقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو قسم دے کر گواہی طلب کی کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ کے ارشاد کو سنا ہو وہ اٹھ کر بیان کرے پس سولہ آدمیوں نے اس کی نسبت گواہی ادا کی۔

(۴۹) عن ابی الطفیل قال جمع علی الناس فی الرحبة ثم قال لهم انشد الله کل مرء المسلم سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم ما سمع لما قال فقام ثلثون من الناس قال ابو نعیم فقام ناس کثیر فشهدوا حین اخذ بیده فقال اتعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم قالو انعم یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه و کذا فقال قد سمعنا من رسول الله صلی

الله علیه وسلم یقول ذلک قال ابو نعیم الفطر الذی روی عنه الحدیث کم بین القول و بین موة قال مائة یوم (اخرجه بن ابی حاتم و النسائی و ابن حبان و ابن عقدة) ابوالطفیل سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو جمع کر کے کہنے لگے میں قسم دیتا ہوں اس مسلمان مرد کو جس نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا ہو وہ کھڑا ہو بیان کرے پس تیس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ بہت سے آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ جب آنحضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوئے تو فرمایا آیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں حاضرین نے کہا ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے۔ ابوالطفیل کہتا ہے کہ میں وہاں سے نکلا اور میرے دل میں اس حدیث کی نسبت شک پیدا ہو گیا پس میں زید بن ارقم سے ملا اور میں نے ان سے کہا میں نے جناب امیر سے یہ کچھ سنا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہنے لگے بہ تحقیق ہم نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے ابونعیم کہتے ہیں کہ میں نے فطر سے جس نے کہ یہ روایت کی ہے کہ پوچھا کہ جناب امیر کی وفات میں اور ان کے اس قول میں کتنے دنوں کی مدت تھی وہ بیان کرنے لگا پورے سو دن کی مدت تھی۔

(۵۰) عن ریاح بن الحارث قال جاء رهط الی علی بالرحبة فقالوا السلام علیک یا مولانا فقلت کیف اکون مولا کم وانتم قوم عرب قالوا اسمعنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه قال رباح فلما مضوا اتبعتهم فسالت من هئولاء قالوا نفر من الانصار فیهم ابو ایوب الانصاری (اخرجه احمد فی المسند و ابن السمان و ابن المغازلی والمخلص الذهبی ومحب الطبری فی الریاض النضرة فی فضائل العشره والملا علی القاری فی المرقاة شرح المشکوة والطبرانی فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر) رباح ابن حارث ناقل ہیں کہ کوفہ کے میدان میں ایک گروہ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا السلام علیکم یا مولانا جناب امیر نے فرمایا

تمہارا مولا کس طرح سے ہوسکتا ہوں حالانکہ تم قوم عرب ہو۔ کہنے لگے ہم نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ رباح کہتا ہے جبکہ وہ لوگ وہاں سے بڑھے تو میں ان کے پیچھے ہولیا اور پوچھا یہ کون لوگ تھے۔ لوگوں نے کہا یہ انصار کا گروہ ہے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں ہیں۔

(۵۱) عن رباح قال بينما على جالس اذا جاء رجل فدخل عليه اثر السفر فقال السلام عليكم يا مولانا قال على من هذا فاقوا ابو ايوب الانصارى قال على افر جواله ففر جواله فقال ابو ايوب سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلى مولاه (اخرجه احمد في المناقب و البغوى في معجمه و ابن شيبة و اسمعيل بن عمر المعروف بابن كثير فى تاريخه و محب الطبرى فى الرياض النضره و الطبرانى فى مسند ابو ايوب فى المعجم الكبير) رباح ابن الحارث کہتے ہیں کہ ایک روز جناب جناب امیر بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص جس پر سفر کے آثار نمایاں تھے اور آ کر کہنے لگا السلام علیکم یا مولانا جناب امیر نے فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے عرض کیا یہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ جناب امیر نے ارشاد کیا ان کے لئے جگہ چھوڑ دو لوگ اس جگہ سے ہٹ گئے پس ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں نے جناب رسالت ماب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۵۲) عن عبداله بن اسعد بن زرارة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلى مولاه (اخرجه بن عقدة و ابو سعيد سود بن ناصر السجستانى فى كتاب الولاية) عبداللہ بن اسعد بن زرارہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت ماب ﷺ فرماتے تھے جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

(۵۳) عن زر بن جيش قال خرج على من القصر فاستقبله ركبان متقلدى السيوف عليهم العمائم حدثنى عهد بسفر فقالوا السلام عليك يا مولانا فقال على بعد ما ردا السلام عليهم من ههنا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اثنا

عشر رجلا منهم خالد بن زید و ابو ایوب الانصاری و خزیمه بن ثابت ذو الشهادتین وثابت بن قیس بن شماس و عمار بن یاسر و ابوالهیثم بن التیهان وهاشم بن عتبته وسعد بنابی وقاص و حبیب بن بدیل ورقاء فشهدوا انهم سمعو رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه فقال علی لانس بن مالک و البراء بن عازب ما منعکما عن ان تقوما لتشهدا فقد سمعتما کما سمع القوم فقال اللهم ان کتماها معاندة فابلهما فاما البراه فعمی فکان یسال عن منزلة فیقول کیف یرشد من ادرکة الدعوة و اما انس فقد برصت قدماه وقیل لها استشهد علی قول النبی صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه اعتذر بالنسیان فقال علی اللهم ان کان کاذبا فاضربه ببیاض او بوضح لا تواریه العمامة فبرص وجهه فسدل بعد ذلک برقعا علی وجهه (اخرجه جمال الدین عطاء الله بن فضل الله المحدث فی الاربعین) زر بن جیش ناقل ہیں کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام قصر سے برآمد ہوئے ان کے سامنے عمامہ پوش تلواریں لٹکائے ہوئے چند سوار آئے جن کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی سفر سے آئے ہیں۔ انہوں نے جناب امیر سے کہا السلام علیکم یا مولانا جناب امیر نے ان کو جواب سلام دے کر فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کون شخص اس مقام پر موجود ہے بارہ آدمیوں میں خالد بن زید اور ابوایوب انصاری اور خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین اور ثابت بن قیس بن شماس اور عمار بن یاسر اور ابوالہیثم بن التیہان اور ہاشم بن عتبہ اور سعد بن ابی وقاص اور حبیب بن بدیل بن ورقا رضی اللہ عنہم بھی تھے اٹھ کر گواہی دینے لگے کہ ہم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ جناب امیر نے انس بن مالک اور براء بن عازب سے کہا تمہیں اٹھ کر گواہی دینے سے کس نے بند کیا ہے۔ تم نے بھی سنا تھا جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا۔ پس جناب امیر نے دعا کی اے پروردگار اگر انہوں نے گواہی کو عناد کی وجہ سے چھپایا ہے تو ان کی ناہانی بلا میں مبتلا کر پس براء بن عازب اندھے ہو گئے یہاں تک کہ اپنے گھر کا راستہ پوچھا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے بھلا وہ شخص کیونکہ راستہ دیکھ سکتا ہے جس کو بددعا لگی ہو اور انس بن مالک کا یہ حال ہوا کہ ان

کے پاؤں پر برص پیدا ہو گیا اور یہ بھی روایت ہے کہ جناب امیر نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد یعنی جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے پر لوگوں سے گواہی طلب کی انس بن مالک نے نسیان کا عذر پیش کیا جناب امیر نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اسے برص کی مرض میں مبتلا کر دے کہ عمامہ سے نہ چھپ سکے پس انس رضی اللہ عنہ اپنے منہ کو برقعہ میں چھپائے رکھتے تھے۔

(۵۴) عن طلحة بن عمير قال شهدت عليا على المنبر ناشد اصحاب رسول الله ﷺ و فهيم ابو سعيد و ابوهريرة و انس وهو حول المنبر و علی علی المنبر و حول المنبر اثنا عشر بدريا من الانصار و المهاجرين فقال علی نشدتكم بالله هل سمعتم رسول الله ﷺ يقول من كنت مولاه فعلی مولاه فقامو اكلهم و انس بن مالک فی الاقوم لم يشهد فقال له امير المومنين ما منعک يا انس ان تشهد وقد سمعت ما سمعوا قال يا امير المومنين كبرت و نسيت فقال امير المومنين اللهم ان كان كاذبا فاضربه بياض او بوضح لا تواريه العمامة فقال طلحة بن عمير فاشهد بالله لقد راية بيضا بين عنبيه (اخرجه ابو نعيم و ابن مردوديه) طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر پایا کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب کو قسم دے رہے تھے ان میں سے ابوسعید حذری اور ابوہریرہ اور انس بن مالک بھی منبر کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور جناب امیر منبر پر تشریف رکھتے تھے اور منبر کے اردگرد مہاجرین و انصار سے بارہ بدری صحابی موجود تھے۔ پس جناب امیر نے ان سے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت ﷺ سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ارشاد کو سنا ہے پس جب لوگ کھڑے ہو گئے۔ انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے انہوں نے گواہی نہ دی جناب امیر المومنین نے انس بن مالک سے فرمایا تم کو شہادت دینے سے کس بات نے روکا ہے باوجودیکہ تم نے بھی سنا تھا کہ جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا۔ انسؓ کہنے لگے یا امیر المومنین میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے یہ بات بھول گئی ہے جناب امیر نے دعا کی اے میرے پروردگار اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اسے برص کی مرض میں مبتلا کر دے کہ اسے یہ عمامہ سے نہ چھپا سکے۔ طلحہ بن عمیر کہتا ہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے انس بن

مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

(۵۵)عن زید بن ارقم قال قال علی انشد اللہ رجلا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ فقام اثنی عشر بدر یا من جانب الا یسرو من جانب الا یمن فشھد وا بذالک قال زید بن ارقم کنت فیمن سمع ذلک فکتمہ فذھب اللہ یبصری کان یندم علی مافاتہ من الشھادہ و یستغفر (اخرجہ ابوبکر بن مردودیہ والفقیہ ابن المغازلی و اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسندو زید بن ارقم) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اور اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے پس بارہ اصحاب بدر کھڑے ہو گئے چھ داہنی طرف اور چھ بائیں طرف سے انہوں نے گواہی ادا کی زید بن ارقم کہتے ہیں میں بھی انہیں میں سے تھا جن لوگوں نے اس حدیث کو حضرتؐ سے سنا تھا پس میں نے اس کو چھپایا خدا تعالیٰ میری بصارت کو لے گیا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔

(۵۶)عن عمیر بن سعد قال قال علی علی المنبر انشد رجلا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الاقام وشھد وتحت المنبر انس بن مالک و البراء بن عازب و جریر بن عبداللہ البجلی فاعادھا فلم یجبہ احد فال اللھم من کتم ھذہ اھشھادۃ وھو یعرفھا فلا تخرجہ من الدنیا حتی تجمل بہ ایتہ یعرف بھا قال فبرص انس و عمی البراء ورجع جریرا اعرابیا بعد ھجرۃ فاتی الشراۃ فمات فی بیت امہ (اخرجہ ابو الحسن احمد بن یحییٰ البلاد ذری فی انساب الاشراف) عمیر بن سعد ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ کی حدیث کو سنا ہو وہ کھڑا ہو کر بیان

کرے پس لوگوں نے گواہی ادا کی منبر کے نیچے انس بن مالک اور براء بن عازب اور جریر بن عبداللہ البجلی بھی بیٹھے ہوئے تھے جناب امیر نے مکرر اس کو فرمایا لیکن ان میں سے کسی نے کچھ نہیں کہا جناب امیر نے فرمایا بارالہا جس شخص نے اس شہادت کو چھپایا ہے باوجود اس کے کہ وہ اسکو جانتا ہے اس شخص کو اس وقت تک نہ ماریو جب تک کہ تو اس کے لئے کوئی نشانی نہ مقرر کر دے کہ وہ اس سے دنیا ہی میں پہچانا جائے عمیر بن سعد کہتا ہے پس انس مبروص ہو گئے اور براء اندھے ہو گئے اور جریر بکواس کرتے ہوئے واپس آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے گھر میں دنیا سے انتقال کیا۔

(۵۷) عن عبدالرحمان بن ابی لیلی قال خطب علی فقال انشد الله امر نشدة الاسلام سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم اخذ بید علی یقول الست اولی بکم یا معشر المسلمین من انفسکم قالو بلی یا رسول الله قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذلہ الا قام فشھد بضعة عشر رجلا فشھدوا و کتم قوم فما فنوا من الدنیا حتی عموا و برصوا (اخرجه الدار قطنی و ابن کثیر فی تاریخه) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا میں اس مرد خدا کو کہ جس نے اسلام قبول کیا ہے قسم دیتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز کیا تھا پوچھتا ہوں کہ جس شخص کہ حضرت سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ من عاداہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذلہ کی حدیث کو سنا ہو وہ اٹھ کر اس کی شہادت بیان کرے۔ پس دس پر کتنے آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی اور ایک گروہ صحابہؓ نے اس کی شہادت کو چھپایا۔ پس وہ لوگ تب تک دنیا سے عالم آخرت کو نہیں گئے جب تک کہ وہ اندھے اور مبروص نہیں کئے گئے۔

(۵۸) عن ابن اسحاق قال حدثنی من لا احصی ان علیا نشد الناس فی الرحبة من سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام نفر فشھدوا انھم سمعو ذلک من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و کتم قوم فما خرجوا من الدنیا حتی عموا ویرصوا و اصابتھم انه منھم یزید بن ودیعة و عبدالرحمان بن مدلج

(اخرجه ابو موسی و ابن الاثیر فی اسد الغابه) ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ مجھ سے بہت سے آدمیوں نے بیان کیا جن کا میں شمار نہیں کر سکتا کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ جس کسی نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ عاد من عاداہ کی حدیث کو سنا ہو بیان کرے۔ پس چند آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے اس حدیث کو آنحضرت ﷺ سے سنا تھا اور ایک گروہ نے اس حدیث کو چھپایا وہ جب تک کہ اندھے اور مبروص یا کسی اور بلا میں مبتلا نہیں ہوئے دنیا سے آخرت کو نہیں سدھارے۔ چنانچہ یزید ابن ودیعہ اور عبدالرحمان بن مدلج بھی انہیں میں سے تھے۔

(٥٩) عن عائشة بن سعد سمعت اباها یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یوم الجحفة واخذ بید علی فخطب ثم قال ایها الناس انی ولیکم قالوا صدقت فرفع ید علی فقال مولی والمودی عنی وان اللہ موال من والاہ و معاد من عاداہ (اخرجه بن جریر وقال الذهبی حدیث حسن غریب) عائشہ بنت سعد اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں نے جحفہ کے روز جناب رسالت مآب ﷺ کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے خطبہ ارشاد کیا اور پھر فرمایا اے لوگو کیا میں تمہارا ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرمارہے ہیں۔ حضرتؐ نے جناب امیر کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا یہ میرا ولی ہے اور میری جانب سے ادا کرنے والا ہے۔ بہ تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے اس کو جو اس کو دوست رکھے اور دشمن رکھنے والا ہے اس کو جو اس کو دشمن رکھے۔

(ف) قال السمهودی وقول بعضهم ان زیادة وال من والاہ الی اخرہ موضوعة و مردود فقو و ردذلک من طرق صحیح الذهبی سید نورالدین السمہودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ اس حدیث میں یہ الفاظ یعنی اللھم والمن والاہ آخر تک موضوع ہیں۔ یہ قول بالکل مردود ہے۔ یہ الفاظ بہت سے طریقوں سے مروی ہوئے ہیں۔ حافظ ذہبی نے جس کی تصحیح کی ہے۔

(٦٠) عن ابی الحمراء خادم رسول اللہ ﷺ قال بعد ما کبر سنه لواحد من رفقائه لا حدثنک ما سمعت اذ نادی ورات عینای اقبل رسول اللہ ﷺ حتی دخل علی ام

المومنين عائشة فقال لها ادعى لى سيد العرب فبعثت الى ابى بكر فدعة فجاو حتى كان كراى العين علم ان غيره دعى فخرج من عندها حتى علّي ام المومنين حفصة فقال لها ادعى لى سيدالعرب فبعثت الى عمر فدعة فجاء حتى اذا صاد كراى العين علم ان غيره دعى فخرج من عندها حتى اذا دخل على ام المومنين ام سلمة وقال ادعى لى سيد العرب فبعثت الى على ثم قال لى يا ابا الحمراء رح ائتني بمائة من قريش و ثمانين من العرب و ستين من المولى واربعين من اولاد حبشة فلما اجتمع الناس قال ائتني بصحيفة من ادهم فاتية بها ثم اقامهم مثل صف الصلوة فقال معاشر المسلمين اليس الله اولى اولى من نفسي يا مرني وينهاني مالي على الله امر ولا نهى قالوا بلى يا رسول الله فقال الست اولى بكم من انفسكم امر كم وانها كم ليس لكم على امر ولا نهى قالو بلى يا رسول الله قال من كان وانا مولاه فهذا على مولاه يا مركم وينها كم مالكم عليه امر ونهى اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله اللهم انت شهيدى عليهم انى قد بلغت ونصحت (اخرجه سيد على الهمدانى فى مودة القربى) ابوالحمراء خادم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے ابوالحمراء جبکہ بوڑھے ہوگئے اپنے ایک رفیق سے کہنے لگے جو کچھ میرے کانوں نے سنا ہے یا میری آنکھوں نے دیکھا ہے اس سے میں تجھے خبر دوں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ جب وہ حضرتؐ کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے ان کو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غیر کو بلا بھیجا تھا۔ پھر وہاں سے برآمد ہو کر ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے ان کو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غیر کو بلا بھیجا تھا پھر وہاں سے برآمد ہو کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے جناب علی علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ پھر

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا اے ابوالحمراء جاؤ اور ایک سو قریش کے اور اسی آدمی عرب کے اور ساٹھ آدمی موالی عرب کے اور چالیس آدمی حبش کے بلالاؤ۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے حضرت نے بکری کی کھال پر ایک عہد نامہ لکھا اور لوگوں کو مثل نماز کی صف کے استادہ کر کے ارشاد کیا اے مسلمانوں کے گروہ کیا خدائے تعالیٰ مجھ سے اولیٰ نہیں ہے کہ مجھ کو حکم دیتا ہے اور ممانعت کرتا ہے۔ خدا پر میرا کسی طرح کا حکم جاری نہیں ہے۔ حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہیں۔ پھر حضرت نے ارشاد کیا۔ کیا میں تمہاری جان سے تمہارے لئے اولیٰ نہیں ہوں۔ میں تم کو امر و نہی کرتا ہوں مجھ پر تم کسی طرح کا حکم جاری نہیں کر سکتے۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ درست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا جس کسی کا اللہ تعالیٰ اور میں مولا ہو پس اسی کا یہ علی بھی مولا ہے۔ تم پر یہ امر اور نہی کر سکتا ہے تمہیں اس پر کسی طرح کا حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اے میرے پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے ان کو تیرا پیغام پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔

(۶۱) قال قیس بن سعد بن عبادة الانصاری رضی الله عنه وانشدها بین یدی علی فی الصفین. قلت لما بغی العدو علینا حسبنا ونعم الوکیل وعلی امامنا وامام لسوانا به اتی التنزیل یوم قال النبی من کنت مولاه فهذا مولاه خطب جلیل انما قاله النبی علی الامه ختم ما فیه قل وقیل (اخرجه سبط بن فجوزی) قیس بن سعد ابن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام کے مواجہہ میں صفین کے درمیان اپنے رجز میں یہ اشعار پڑھے کہ جب ہمارا دشمن ہم پر باغی ہو گیا۔ تو میں نے کہا کافی ہے ہمارے لئے ہمارا پروردگار اور وہی ہے اچھا سپردگی کار کے لئے۔ علی ہمارا امام ہے اور ہمارے سوا سب کا امام ہے۔ اس بات کے لئے قرآن نازل ہوا ہے۔ جس روز کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا یہ مولا ہے اور آپ نے ایک بزرگ خطاب فرمایا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے امت کے سامنے اس ارشاد کو فرمایا تھا کہ جو

کچھ کہ اس میں گفتگو ہے ختم ہو جائے۔

(تنبیہ) مولیٰ کا لفظ چند معنوں میں استعمال ہوا ہے جن کا ثبوت آیات قرآنیہ اور لغت سے ملتا ہے۔

(۱) جار یعنی ہمسایہ

(۲) معتِق بکسر تا۔ آزاد کنندہ

(۳) معتَق بفتح التاء۔ آزاد کردہ

(۴) حلیف یعنی ہم عہد

(۵) ابن عم یعنی چچازاد بھائی۔ قال الشاعر.

مهلا بنو عمنا موالينا الموالى حتفوا علينا

(۶) عصبہ قال الله تعالیٰ . انى خفت الموالى ورائى

(۷) عماوارث قال الله تعالى. ولكل جعلنا موالى مما ترك الولدان والا قربون .

اى ورثة

(۸) صدیق قال الله تعالیٰ تبارك وتعالى. لا تغنى مولى عن مولى شيئا اى

صديق من صديق

(۹) ناصر قال الله تبارك و تعالى .ؤ بان الله مولى الذين امنو وان الكافرين مولى لهم

اى لا ناصر لهم

(۱۰) مالک قال الله تبارك و تعالى ضرب الله مثلا عبدامملوكا لا يقدر على

شئى وهو كل على مولاه

(۱۱) السید المطاع وفى الصحاح وكل من ولى امر واحد فهو وليه

(۱۲) اولی قال الله تبارك و تعالى. فى حق المنافقين ماوا كم النار. هى مولا

كم . اى اولى بكم

اس حدیث میں لفظ مولی کے معنی متعین کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ لیکن

(۱) اس حدیث میں مولی کے لفظ سے جار یعنی ہمسایہ کے معنی مطلق نہیں لئے جا سکتے کیونکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے ہمسایہ نہیں تھے۔

(۲) معتق یعنی آزادہ کنندہ کے معنی بھی اس حدیث کے مفہوم سے خارج ہیں۔ لیکن جس وقت جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو ارشاد کیا تھا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کسی غلام کے آزاد کرنے کے متعلق نہیں تھی۔

(۳) معتق یعنی آزاد کردہ کے معنی تو کسی نہج سے مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام حر اور آزاد تھے۔

(۴) حلیف یعنی ہم عہد کے معنی بھی کسی طرح سے نہیں لئے جا سکتے۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی عہد و پیمان کا ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی سے عہد کے قائم کر رہے تھے کہ حلیف کے معنی مراد ہو سکیں۔

(۵) ابن عم کے معنی تو ہرگز چسپاں ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم نہیں تھے۔

(۶) عصبہ کے معنی بھی ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے یا کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عصبہ نہیں تھے۔

(۷) وارث کے معنی تو لفحوائے حدیث نحن معشر الانبیاء لانرث ولانورث کسی نہج سے چسپاں ہو ہی نہیں سکتے۔

(۸) صدیق کے معنی لینا بھی ٹھیک نہیں ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس کسی کے جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دوست تھے اور اگر اس قضیہ کا عکس کر کے یہ کہا جائے کہ شاید اس حدیث کے یہ معنی ہوں کہ جو میرا دوست ہے وہ علی کا دوست ہے کیونکہ بعض اشخاص جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تو تھے مگر جناب امیر سے نفاق رکھتے تھے حضرت نے ان کی تنبیہہ کے لئے ایسا ارشاد کیا ہو۔ گو بادی النظر میں یہ معنی سوجھ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ معنی ہرگز اس حدیث کے مفہوم میں معین نہیں ہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں مولا کا لفظ مضاف واقع ہوا ہے۔ نہ مضاف الیہ یعنی جس کا مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ نہ یہ کہ جو میرا مولا ہے وہ علی کا بھی مولا ہے۔ اس لئے صدیق کے معنی بھی نہیں لئے جا سکتے۔

(۹) ناصر۔ کے معنی بھی ٹھیک نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ جناب امیر آنحضرت ﷺ کے ہر طرح سے تابع تھے جس کسی کی نصرت حضرتؐ فرماتے تھے اس کی نصرت جناب امیر علیہ السلام پر واجب تھی۔ اس کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

(۱۰) مالک۔ کی معنی بھی اس حدیث میں مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی قسم کی ملکیت کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۱) البتہ اس حدیث میں مولی کے لفظ سے معنی السید المطاع کے لئے جا سکتے ہیں۔ یا

(۱۲) اولی کے مولی بمعنی کثرت سے مستعمل ہوا ہے۔ جس کے شواہد ہم چند تفاسیر اور کتاب لغت سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) ابن حبان تفسیر بحر محیط میں آیت کریمہ قل لن یصیبنا الا ما کتاب الله لنا هو مولانا و علی الله فلیتوکل المومنون کے ترجمہ میں لکھتے ہیں ای ناصر نادوحافظنا قاله الجمهور وقال الکلبی اولی بنا من انفسنا فی الموت والحیوة و قیل مالکنا وسید نا فلهذا یتصرف کیف یشاء فیحب الرضا بما یصدر من جهته وقال ذلک بان الله مولی الذین امنو و ان الکافرین لا مولا لهم فهو مولا نا الذی یتولا نا ویتولا هم۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ ما ولکم النارهی مولا کم وبئس المصیر وفی لفظ المولی ههنا اقوال (احدها) قال ابن عباس مولا کم ای مصیر کم وتحقیقه ان المولی موضع الولی وهو القرب فالمعنی ان النار هو موضعکم الذی تقربون منه وتصلون الیه (الثانی) قال الکلبی یعنی اولی بکم وهو قول الزجاج والفراء و ابی عبیدة.

(۳) امام ثعلبی تفسیر کشف البیان میں لکھتے ہیں۔ ماواکم النار هی مولکم ای صاحبتکم و اولی بکم واحق بان تکون مسکنالکم۔

(۴) امام ابوالحسن الواحدی تفسیر وسیط میں لکھتے ہیں۔ ماواکم النارهی مولکم. هی اولی بکم لما اسلفتم من الذنوب و المعنی انها هی التی تلی علیکم لا نهاقد ملکت امر کم

فهي بکم من کل شئی۔

(۵) امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔ ماواکم النار ھی مولاکم. صاحبتکم و اولی بکم بما اسلفتم من الذنوب۔

(۶) جوہر صحاح میں بذیل لغت ولی لکھتے ہیں۔ وامام قول لبید. فغدت کلا الفرجین تحسب انه ، مولی المخافة خلفها وامامها. فیرید انه اولی موضع ان یکون فیه الخوف۔

(۷) علامہ مرزری سبعہ معلقہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔ فغدت کلا الفرجین تحسب انه ، مولی المخافة خلفها وامامها الفرج موضع المخافة والفرج ما بین قوائم الدواب فما بین الیدین فوج وما بین الرجلین فرج والجمع وقال ثعلب ان المولی فی هذا البیت بمعنی اولی باشئی. کقوله تعالی ما ویکم النارھی مولای کم ای ھی اولا بکم.

اس کے ماسوا قرینہ الست اولی بالمومنین میں انفسہم سے بھی یہی معنی اولی ہی کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اب ہم اس واقعہ پر ایک تاریخی نظر ڈال کر یہ تلاش کرتے ہیں کہ اس حدیث کا ارشاد کیوں کیا تھا اور حضرت نے کیوں فرمایا تھا اور کیا ایسی بات واقعہ ہوئی تھی کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ارشاد پر برانگیختہ کیا تھا۔ پس ان اسباب اور واقعات کے معلوم ہونے سے اس حدیث میں جو کچھ کہ لفظ مولی کے معنی مراد ہوں گے ظاہر ہو جائیں گے۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اس کے بعد حضرتؐ نے حج نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) روز بقید حیات رہے ہیں۔ تمام اہل سیر متفق ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے حضرتؐ نے جناب امیر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تھا اور خالد بن ولید کو بھی دوسرے لشکر کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا تھا اور بوقت روانہ کرنے کے دونوں لشکروں کے یہ حکم دیا تھا کہ اگر دونوں لشکر متفرق رہیں تو ہر ایک صاحب اپنے لشکر کا جداگانہ امیر ہوگا اور اگر دونوں لشکر کہیں جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں اور خالد بن ولید آپ کے ماتحتی میں کارروائی کریں۔ چنانچہ دونوں لشکر یمن میں بنی زبید پر جا ملے اور بنی زبید سے لڑائی پیش آئی اور لشکر اسلام ظفریاب ہوگیا اور کفار کا زن و بچہ اسیری میں آ گیا ان میں ایک لونڈی نہایت

خوبصورت تھی جناب امیر اسے اپنے تصرف میں لے آئے۔ یہ امر بعض لوگوں کو شاق گزرا۔ جب دونوں لشکر حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔ چند آدمیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب امیر کی شکایت کی کہ جناب امیر نے ایسا کچھ کیا ہے۔ حضرتؐ نے بعض لوگوں کو اسی وقت جواب دے دیا کہ تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور میرے بعد تمہارا ولی ہے۔ پھر جب حضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مقام جحفہ میں غدیر خم پر پہنچے تو حضرتؐ نے باقی لوگوں کے شکوک رفع کرنے کے لئے خطبہ میں جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا۔ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ یعنی تم لوگ جو اس کنیز میں جناب علی کے تصرف کرنے کی نسبت شکایت کرتے ہو وہ تو میری طرح سے مومنوں کے ہر ایک امر میں اولی بالتصرف ہے۔ کتاب سیر و رجالہ و تاریخ و احادیث صحیحہ سے اس واقعہ کی شہادت ملتی ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل و امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عن عبدالله بن بريدة عليا الا سلمى قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى السيمن مع خالد بن الوليد و بعث دعليا على جيش اخر و قال ان التقيتما فعلى على الناس و ان تفرقتما فكلو احد منكما عليحدة فلقينا بني زبيده من اهل اليمن وظهر المسلمون على المشركين فقاتلنا المقاتلة و سبينا الذرية فاختار على وصيفة لنفسه فكتب بذلک خالد بن الوليد الى النبى صلى الله عليه وسلم و امرني ان انالق منه قال فجئت فدفعت الكتاب اليه وقلت من على فتغير وجه النبى صلى الله عليه وسلم فقلت هذا مكان العائذ فيغشنى مع الرجل والزمتنى بطاعة فبلغت ماارسلت به فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقعن يا بريدة فى على منى و انا منه وهو وليكم بعد (اخرجه النسائى فى خصائص و احمد فى المناقب) عبداللہ بن بریدۃ الاسلمی اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ساتھ ہم کو یمن کی طرف روانہ کیا اور دوسرے لشکر پر جناب امیر کو سردار مقرر کر کے ارسال کیا اور فرمایا اگر دونوں لشکر باہم جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر متفرق رہیں تو ہر ایک تم میں سے جداگانہ لشکر پر جداگانہ امیر ہوگی۔ ہم لوگ اہل یمن کی قبیلہ بنی

زبیدہ پر جا ملے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کا مقابلہ کیا اوران کا زن و بچہ گرفتار کر لیا جناب علیؑ نے ان میں سے ایک کنیز اپنے لئے منتخب کر لی۔ خالد بن ولید کو جناب امیر کا یہ تصرف کرنا ناگوار معلوم ہوا اور حضرت کے حضور میں ایک شکایتی عرضی لکھ کر بھیجی اور مجھے حکم دیا میں وہ عرضی لے کر حاضر خدمت ہوا! میں نے وہ خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا اور زبانی بھی جناب امیر کی شکایت کی۔ حضرت کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔ میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضور نے مجھے ایک شخص کی ماتحتی میں روانہ کیا تھا اور اس کی اطاعت مجھ پر لازم گردانی تھی جو کچھ کہ اس نے مجھ سے کہا تھا جناب کے حضور میں عرض کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بریدہ علیؑ کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

علامہ ابن حجر نے بھی کتاب صواعق محرقہ میں اس حدیث کے ارشاد کی یہی وجہ بتائی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ فسبب ذلک کما نقله الحافظ الشمس الدين بن محمد الجرزی عن ابن اسحاق ان عليا تكلم فيه بعض من كان في اليمن فلما قضى صلى الله عليه وسلم حجة خطبها شيبها على قدره و ردا على من تكلم فيه كبريدة كما في البخاری ان كان يبغضه و سبب ذلک ما صححه الذهبی انه خرج معه اليمن فرای منه جفوة فنقصه للنبی صلى الله عليه وسلم فجعل يتقين وجهه و يقول يا بريدة الست اولی بالمومنين من انفسهم قال بلى يا رسول الله قال من كنت مولاه فعلى مولاه یعنی اس حدیث کے ارشاد ہونے کا سبب یہ ہے کہ جس کا ذکر حافظ شمس الدین محمد الجرزی رحمتہ اللہ علیہ نے اسنی المطالب میں سیرۃ ابن اسحاق میں نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کہ جناب امیر کے ساتھ یمن گئے ہوئے تھے واپس آ کر جناب امیر کی شکایت بیان کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو لوگوں کو جناب امیر علیہ السلام کی شان اور منزلت پر مطلع کرنے کے لئے جو لوگ کہ شکایت کرتے تھے مثل بریدہ وغیرہ کے جس کا ذکر امام بخاری نے بھی کیا ہے کہ بریدہ رضی اللہ ابتداء میں جناب امیر سے بغض رکھا کرتے تھے اور لوگوں کے رد کرنے کے لئے آپ نے خطبہ ارشاد کیا۔ اور بغض کی وجہ یہ تھی۔ جس کی صحت حافظ ذہبی نے کی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ

جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ یمن کو گئے ہوئے۔ راہ میں باہم کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے بریدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے۔ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنوں کے لئے ان کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں۔ بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بے شک اولے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

اب مبصرین خود چشم بصارت کھول کر ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اولیٰ کے سوا اس حدیث میں مولیٰ کے اور کیا معنی ہوتے ہیں۔ بعض محدثین نے اس حدیث کا سبب ارشاد اس طرح پر بیان کیا ہے و قیل کان سبب ذلک ان اسامة بن زید قال لعلی لست مولای انما مولای رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه (نقله شمس الدین مظفر الخلخالی فی المفاتیح شرح المصابیح) یعنی کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے مولا نہیں ہیں۔ سوا جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی میرا مولا نہیں ہے۔ جب یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی بھی مولا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

لیکن وجہ اول زیادہ تر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ کیا ہو۔ ایک دفعہ اس ارشاد کے محرک اسامہ بن زید ہوئے ہوں اور دوبارہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے حضرتؐ نے یہ ارشاد علی روس الاشہاد میں بیان فرمایا ہو۔ بہر حال یہ کہنا کہ جناب امیر حجتہ الوداع میں شریک ہی نہیں تھے۔ یا یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔ یا مولیٰ کے معنی متعین کرنے میں چوں و چرا کرنا۔ بالکل سفسطہ اور جنون ہے۔ جو اکثر تعصب کے بڑھ جانے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ الو الارحام بعضکم اولی ببعض میں لفظ اولی بغیر من کے استعمال ہوا ہے۔ ایسی تسویلات سے لوگوں کو فریفتہ کر کے راہ حق سے بے راہ نہ کرنا چاہیے۔

حضرتؐ کا جناب امیر کو غدیر خم کے روز عمامہ باندھنا

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عزوجل امرنی یوم بدر و یوم حنین بملائکة متعممین هذه العمة و العمة حاجزة بین المسلمین و المشرکین قاله یعلی لما عمم یوم غدیر خم لعمامة سدل طرفها علی منکبه (اخرجه الخطیب البغداد و الدیلمی و صاحب کنوز الحقائق و ابو دائود الطیالسی و المتقی فی کنز العمال و ابن ابی شیبة و محب الطبری فی الریاض النضره و السیوطی و ابن الصباح المالکی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ رب العزت نے بدر اور حنین کے روز ہماری مدد ایسے فرشتوں سے کی تھی جو عمامہ پوش تھے اور عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق پیدا کرنے والا ہے۔ یہ حدیث حضرت نے مجھے غدیر خم کے روز ارشاد فرمائی تھی جبکہ میرے سر پر حضرت نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا تھا اور اس کا شملہ میرے کندھے سے لٹکا دیا تھا۔

(۲) قال علی بن برهان الدین الشافعی و کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم عمامة تسمی السحاب کساها علی بن ابی طالب ربما طلع علی فیقول صلی الله علیه وسلم اتا کم علی فی السحاب یعنی عمامة التی و هباله برہان الدین شافعی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمامہ مبارک تھا جس کا نام حضرت نے سحاب رکھا ہوا تھا۔ حضرت نے وہ عمامہ جناب امیر کو بندھوایا تھا جب کبھی جناب امیر اس عمامہ کو باندھے ہوئے حضرتؐ کے حضور میں حاضر ہوتے تو سرور عالم صلعم ارشاد فرماتے تھے کہ دیکھو علی سحاب میں تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ یعنی اس عمامہ میں جو حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو دیا تھا۔

جناب امیر کا حضرتؐ کے بعد خیر البشر ہونا

(۱) عن عقبة بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبدالله الانصاری و قد سقط حاجباه علی عینیه فسالناه عن علی فرفع حاجبیه فقال ذاک من خیر البشر (اخرجه

احمد فی المناقب) عقبہ بن سعد العوفی ناقل ہیں کہ ہم جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ملنے کو گئے ان کے ابرو ان کی آنکھوں پر ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے ان سے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے۔ وہ سب لوگوں سے بہتر تھے۔

(۲) عن عطاء قال سالت ام المومنین عائشة رضی الله تعالیٰ عنها عن علی فقالت ذاک من خیر البشریه و لا یشک فیه الا کافر (اخرجه ابوبکر بن مردویه) عطار حمتہ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ میں نے جناب ام المومنین عائشہ سے امیر کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگیں وہ تمام خلقت سے بہترین ہیں سوا کافر کے اس میں کوئی شخص شک نہیں لاسکتا۔

(۳) عن حذیفه رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجه ابوبکر مردویه) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔ جس نے بھی انکار کیا وہ کافر ہوا۔

(۴) عن حذیفه رضی الله عنه فقد سئل منه عن علی فقال خیر هذه الامة بعد نبیها علی و لا یشک فیه الا منافق (اخرجه بن مردویه) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جناب امیر کی نسبت پوچھا گیا۔ وہ کہنے لگے کہ علی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے سب لوگوں سے بہتر ہے منافق کے سوا کوئی اس میں شک نہیں لاسکتا۔

(۵) عن ابی رافع قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی انت خیر امتی فی الدنیا و الاخرة (اخرجه ابوبکر بن مردویه) ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم دنیا و آخرت میں میری تمام امت سے بہتر ہو۔

(۶) عن سلمان الفارسی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب خیر من اخلف بعدی (اخرجه ابن مردویه) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ان سب لوگوں سے جنہیں

میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں علی علیہ السلام سب سے بہتر ہیں۔

(۷) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ الرازی فی الاربعین) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی سب لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔

(۸) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ان زوجک خیر امتی اقدمھم سلما و اکثرھم حلما (اخرجہ بن مردویہ) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بہ تحقیق تیرا خاوند میری سب امت کے لوگوں سے بہتر ہے صلح میں ان سے مقدم اور حلم سے سب سے زیادہ ہے۔

(۹) عن ابی سعید الحذری رضی اللہ عنہ عن سلمان رضی اللہ عنہ قالت قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصیی فمن وصیک فسکت عن فلما کان الغداتی فقال یا سلمان فاسرعت الیہ و قلت لبیک قال ھل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانہ اعلمھم قال فان وصیی و موضع سری و خیر من اترک بعدی ینجز عدتی و یقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ ذکر کیا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا رسول اللہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے۔ حضور کا وصی کون ہے۔ حضرت خاموش رہے۔ جب دوسرا روز ہوا حضرت نے مجھے دیکھ کر پکارا میں دوڑتا ہوا خدمت اقدس میں گیا۔ حضرت فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا؟ میں نے عرض کیا یوشع بن نون تھے۔ فرمایا کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ ان کی تمام امت سے وہ زیادہ علم والے تھے۔ پس حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرا وصی اور میرے بھیدوں کا خزانہ اور ان سب سے جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۱۰) عن ابی الیسر الانصاری قال دخلت علی ام المومنین عاشة فقالت من قتل الخارجیة قال قلت قتلهم علی قالت ما یمنعنی الذی فی نفسی علی علی ان اقول الحق سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یقلتهم خیر امتی من بعدی و سمعته یقول الحق مع علی و علی الحق (اخرجه ابوبکر بن مردویه) ابن یسر الانصاری ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے۔ فرمانے لگیں مجھے علی کے حق میں سچ کہنے سے کون روک سکتا ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری سب امت میں بہترین شخص انہیں قتل کرے گا اور میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے کہ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے۔

(۱۱) عن المسروق قال دخلت علی ام المومنین عائشة فقالت لی من قتل الخوارج فقلت قتلهم علی قال فسکتت قال فقالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم هم شیر الخلیقة یقتلهم خیر الخلق عند الله تعالی یوم القیامة وسیلة (اخرجه ابوبکر بن مردویه) مسروق سے نقل ہے کہ میں جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ مجھ سے پوچھنے لگیں کہ خوراج کو کس نے قتل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے۔ وہ خاموش ہو گئیں اور پھر فرمانے لگیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔ ان کو افضل خلائق قتل کرے گا۔ اور ان کا قتل قیامت کے روز خدا کے نزدیک بڑا بھاری وسیلہ ہو گا۔

(۱۲) عن المسروق قال قلت لی ام المومنین عائشة رضی الله عنها یا مسروق انک من اکرم بنی علی و احبهم الی فهل عندک علم من المخدج قال قلت نعم قتله علی علی نهر یقال لا سفله تامرو اعلاه النهروان بین اخافیق و طرفا قال فقالت اتینی معک من یشهد قال فاتینا بسبعین رجلا فشهدوا عندها ان علیا قتله علی نهر یقال له لا سفله تامروا اعلاه النهروان بین اخافیق و طرفا قالت قاتل الله عمرو ابن

العاص فانه كتب الى انه قتلهم على نيل مصر قال قلت يا ام اخبرينى اى شئى سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فيهم قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هم شر الخلق و الخليفة يقتلهم خير الخلق و الخليفة و اقربهم عند الله وسيلة يوم القيامة (اخرجه بن مردويه) مسروق کہتا ہے کہ مجھ سے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے مسروق تو سب بیٹوں سے مجھے زیادہ عزیز اور پیارا ہے۔ تجھے مخدج (یعنی نہتے) کی کچھ خبر ہے۔ میں نے کہا ہاں مجھے خبر ہے کہ جناب امیر نے اس کو ایک نہر پر مارا ہے جس کے نیچے کے ساحل کو تامر اور اوپر کے ساحل کو نہروان بولتے ہیں اور وہ اخافیق اور طرف کے درمیان واقع ہے۔ مجھ سے جناب ام المومنین فرمانے لگیں کسی آدمی کو میرے پاس بلا لا کہ وہ پوری شہادت دے سکے۔ میں ستر آدمی ان کے پاس لے گیا اور انہوں نے ام المومنین کے پاس شہادت ادا کی کہ بے شک جناب امیر علیہ السلام نے اس کو ایک نہر کے کنارے پر قتل کیا ہے کہ اس کے نیچے طرف کو تامر اور اوپر کی طرف کو نہروان کہتے ہیں اور وہ مقام اخافیق اور طرف کے مابین واقع ہے۔ ام المومنین فرمانے لگی خدا عمرو بن العاص کو قتل کرے جس نے مجھے لکھا ہے کہ اس کو رود نیل کے کنارے قتل کیا ہے۔ مسروق کہتا ہے میں نے ام المومنین سے عرض کیا اے مادر مہربان مجھے اس کی حقیقت حال سے خبر دو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اس امر میں کیا سنا ہے۔ فرمانے لگیں کہ میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں اور ان کو مفضل مخلوق قتل کرے گا اور ان کا قتل کرنا قیامت کے روز اللہ عز وجل کے نزدیک ایک بڑا بھاری وسیلہ ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال لما نزلت ان الذين امنو و عملو الصالحت اولئک هم خير البرية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى هو انت (اخرجه الديلمى) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کہ (بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے ہیں وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں) نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا علی وہ تم ہو۔

(۱۴) عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین علیه السلام یا سید ان ابی حدث عن ابی جحیفة و هب الخیر ان اباک صعد المنبر و قال خیر هذه الامةبعد نبیها ابوبکر و عمر فقال این نذهب بک یا حکیم حدثنی سعید المسیب ان النبی صلی الله علیه وسلم قال انت منی بمنزلة هارون من موسی ان المومنین یهضم نفسه (اخرجه الخطیب فی تاریخه) ابن جبیر کہتا ہے کہ میں نے جناب علی ابن الحسین سے عرض کیا یا سیدی میرا باپ ابوجحیفہ وہب ابن الخیر سے روایت کرتا تھا کہ حضور کے جدامجد یعنی جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں۔ جناب امام نے فرمایا اے جبیر تجھے کہاں لے جائیں مجھ سے سعید بن المسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا یا علی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے۔موسیٰ سے بے شک مؤمن اپنی کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

جناب امیر کا اور حضرت کا گوشت اور خون ایک ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لام سلمة یا ام سلمة ان علیا لحمه لحمی ودمه دمی هوا منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبوة بعدی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ ام سلمہؓ تحقیق علی کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے اور مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں۔

(۲) عن علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم فتحت خیبر انت باب علمی و ان ولدک ولدی ولحمک لحمی و دمک دمی (اخرجه الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس روز میں نے خیبر کو فتح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا تو میرے علم کا دروازہ ہے اور تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا خون ہے۔

(۴)عن ابن مسعود قال خرج رسول الله ﷺ من بيت زينب بنت حجش واتی بيت ام سلمة و كان يومها من رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يلبث اذ جاءَ فدق الباب دقا خفيفا فاثبت النبی ﷺ الدق وانكرته ام سلمة فقال رسول الله ﷺ قومی فافتح له الباب قالت يا رسول الله من هذا الذی افتح له الباب ينظر بمحاسنی وقد نزلت فی ايته من كتاب الله بالا مس فقال لها صلى الله عليه وسلم كهئيته المغضب ان طاعته الرسول كطاعة الله ومن عصى الرسول فقد عصى الله ان بالباب رجل ليس بنزق وغلق الا علی الباب رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ففتحت الباب فدخل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ام سلمة اتعرفينه قالت نعم يا رسول الله هذا علی بن ابی طالب قال صدقت لحمه من لحمی ودمه من دمی هو عيبة علمی اسمعی يا ام سلمة واشهدے وهو قاتل الناكثين والقاسطين والمارقين من بعدی فاسمعی واشهدے وهو قاصم عداتی واسمعی واشهدی لو ان عبدا عبداله الف عام بين الركن والمقام ثم لقی الله عزوجل مبغضاله وعترتی اكبه الله علی منخريه يوم القيامة فی نار جهنم (اخرجه الامام الرافعی فی تاريخ قزوين السميم بالتدوين فی ترجمه ابراهيم بن زيد الخفی من التابعين والخوارزمی وابو نعيم والوصالی فی الاكتفا فی فضائل الاربعه الخلفاء) (النزق الطياش وغلق الرجل ای غضب ويجوز ان يكون اللفظ ولا علق بالعين يقال ای ليس ذی هوئ بمعنی انه ضابط لنفسه يعرف ادب الدخول ووقنه) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر سے برآمد ہوکر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کو تشریف لے گئے اور وہ روز ان کی باری کا تھا۔ کچھ تھوڑی دیر بھی حضرت کو ام سلمہ کے گھر میں تشریف لے گئے ہوئے نہیں گزری تھی کہ جناب امیر تشریف لائے اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت نے کھٹکھٹانا سن کر سمجھ لیا کہ جناب ام سلمہؓ کو ناگوار گزرا حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا اٹھ کر دروازہ کھول دو ام سلمہ نے عرض کیا یہ کون ہے جو ٹہلتا ہوا آ نکلا ہے کہ

میں اس کے لئے دروازہ کھول دوں اور میرے رخسار کو دیکھے حالانکہ کل میرے حق میں (یعنی ازواج مطہرات کے حقوق کے متعلق) کلام اللہ کی آیت نازل ہوئی ہے حضرتؐ نے غصہ ہو کر فرمایا بہ تحقیق خدا کے رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے جس نے رسول کی نافرمانی کی بے شک اس نے خدا کی نافرمانی کی دروازے پر ایسا شخص ہے جو نہ متلون مزاج ہے اور نہ عشق باز ہے۔ دروازہ پر تو وہ شخص ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں جناب ام سلمہؓ نے دروازہ کھول دیا جناب امیر علیہ السلام اندر تشریف لے گئے۔ حضرت نے فرمایا ام سلمہؓ تم پہچانتی ہو یہ کون ہے۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا ہاں علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور میرے علم کا مخزن ہے۔ اے ام سلمہ سن رکھ اور گواہی دیجیو یہ میرے پیچھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنے والا ہے۔ یہ میرے دشمنوں کو توڑنے والا ہے اگر کوئی بندہ ایک ہزار برس رکن و مقام کے درمیان خدا کی عبادت کرے اور خدا کے سامنے ان کا اور میری عترت کا بغض لے کر جائے خدا اس کو قیامت کے روز جہنم میں اوندھا گرائے گا۔

جناب امیر کا راز دار آنحضرتؐ ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب صاحب سری (اخرجه الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب میرا راز دار ہے۔

(۲) عن ام المومنین ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها و کانت الطف نساء النبی صلی الله علیه وسلم اشد هن له حبا و کان مولی مولی قدرباها و کان لا یصلی صلوة الا سب علیا فقالت یا ابت ما حملک علی ان تسب علیا قال لانه قتل عثمان و شرک فی دمه قالت اما انک لمولای وربیتنی وانک عندی بمنزلة والدی ما حدثتک بسر رسول الله صلی الله علیه وسلم ولکن اجلس حتی احدثک عن علی و مارایته

اقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان یومی وانما کان نصیبی فی تسعة ایام یوم واحد فدخل النبی صلی الله علیه وسلم وهوا مخلل اصابعه فی اصابع علی فقال یا ام سلمة اخرجی من البیت واخلیه لنا فخرجت واقبلا یتنا جیان فاسمع الکلام والا ادری ما یقولون حتی اذا قلت قد انتصف النهار واقبلت فقلت السلام قد ذهب یومی وشفله علی فاقبلت امشی ووقفت علی الباب فقلت السلام علیکم الحج فقال لا تلجی فرجعت وجلست مکا نی حتی اذا قلت قد ذالت الشمس الا ان یخرج الی الصلوة فیذهب یومی ولم ارقط اطول منه اقبلت امشی حتی وقفت علی الباب فقلت السلام علیکم الج فقال نعم فدخلت وعلی واضع یدیه علی رکبتیه قد ادنا فاه اذن النبی صلی الله علیه وسلم وفم النبی صلی الله علیه وسلم علی اذن یتسا یران وعلی یقول فامضی وافعل والنبی صلی الله علیه وسلم یقول نعم فدخلت وعلی معرض وجهه حتی دخلت وخرج فاخذنی النبی صلی الله علیه وسلم اقعدنی فی حجره فالتزمنی واصاب منی مایصیب الرجل من اهله من اللطف والاعتذار ثم قال یا ام سلمة لا تلو مینی فان جبرائیل اتانی من عندالله یا مر ان اوصی به علیا من بعدے وکنت بین جبرائیل و علی و جبریل عن یمینی وعلی عن شمالی فامرنی جبریل ان امر علیا بما هوا کائن من بعدے الی یوم القیمة فاعذری وتلو مینی ان الله اختار من کل امة نبیا ولکلنبی وصیا وانا نبی هذه الامة وعلی وصیی فی عترتی اهل بیتی و امتی من بعدے فهذا ما شهدت من علی الان یا ابتاه فسبه او د فعه فاقبل ابوها ینا جی اللیل والنهار واللهم اغفرلی ما جهلت من امر علی فان ولیی ولی علی وعدو ی عدو علی فتاب المولی توبة نصو حاو اقبل فیما بقی من دهره یدعوا الله تعالیٰ ان یغفرله (اخرجه الخوارزمی) جناب ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ کے تمام ازواج سے آنحضرت ﷺ کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں۔ روایت کرتی ہیں کہ ان کا ایک غلام تھا جس نے اس کی پرورش کی ہوئی تھی۔ وہ ہر نماز کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا کرتا تھا۔ جناب ام

سلمہؓ ایک روز اس سے فرمانے لگیں اے ابا۔ تو علی کو کیوں کوسا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا علیؑ نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں شرکت کی ہے۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا اگر تو میرا مولا اور بجائے والد کے نہ ہوتا تو میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے راز سے کبھی خبردار نہ کرتی۔ لیکن اب بیٹھ جا میں تجھے حضرتؐ کے بھید سے واقف کرتی ہوں جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میری نوبت کے روز حضرت میرے گھر میں علی کو ہمراہ لئے ہوئے تشریف لائے علی کے پنجہ میں پنجہ ڈالے ہوئے تھے اور نویں دن میری نوبت آئی تھی جب گھر میں داخل ہوئے تو مجھ سے ارشاد کیا اے ام سلمہ تم کوٹھڑی خالی کر کے باہر چلی جاؤ میں باہر ہوگئی اور دونوں صاحب سرگوشی کرتے ہوئے داخل ہوئے مجھے ان کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ باہم کیا باتیں کر رہے تھے جب تک کہ دوپہر ہوگئی میں نے بڑھ کر السلام علیکم کے بعد عرض کیا مجھے داخل ہونے کی اجازت ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اندر مت آئیو اور اپنی جگہ بیٹھی رہو پھر حضرت ان سے دیر تک سرگوشی کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرا آج کا دن یونہی جاتا رہا۔ علی علیہ السلام نے حضرت کو باتوں میں لگا رکھا ہے میں نے بڑھ کر اور دروازہ پر جا کر سلام علیک کیا اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی حضرتؐ نے فرمایا اندر مت آئیو میں پھر ہٹ کر اپنے مقام پر آ بیٹھی۔ جب مغرب کا وقت ہوا اور آفتاب ڈوبنے لگا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب حضرتؐ نماز کے لئے باہر تشریف لے جائیں گے اور میرا دن یونہی نکل جاوے گا میں نے اس دن سے زیادہ طولانی کوئی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے بڑھ کر سلام کیا اور داخل ہونے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا بہت اچھا اور میں حجرہ میں گئی جناب علی کو دیکھا کہ حضرت کے زانو پر ہاتھ رکھے ہوئے اور حضرت کے کان کے ساتھ منہ لگائے ہوئے باتیں کر رہے ہیں اور حضرتؐ کا منہ حضرت علیؑ کے کان کے ساتھ لگا ہوا ہے اور علی کہہ رہے ہیں میں اسی طرح سے کروں گا۔ جب میں اندر گئی تو جناب علی منہ پھیر کر باہر تشریف لے گئے۔ حضرت نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور جو کچھ کہ مرد اپنی اہلیہ سے کرتا ہے اور نہایت مہربانی سے فرمایا اے ام سلمہ تم سرزنش نہ کرو پروردگار کی طرف سے جبریل آیا ہوا تھا اور یہ حکم لایا تھا کہ میں علی کو اپنے پیچھے وصیت کر جاؤں میں علی اور

جبرائیل کے درمیان واسطہ تھا۔ جبرائیل میری داہنی طرف اور علی میری بائیں جانب کو تھے جو کچھ کہ مجھے جبرائیلؑ کہتے تھے میں علی کو ان امور سے کہ میرے بعد قیامت کے روز تک ہونے والے ہیں آگاہ کررہا تھا۔ یا ام سلمہ تم مجھے معذور رکھو خدا نے ہر ایک امت کے لئے ایک نبی مقرر کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے پس میری عترت اور میرے اہل بیت سے میری امت میں علی میرا وصی ہے۔ اے ابا جان یہ امر علی کا ہے جس کی میں اس وقت شہادت دیتی ہوں۔ اب تم ان پر خواہ سب کرو خواہ چھوڑ دو۔ اس دن سے اس نے سب کو چھوڑ دیا اور جناب الٰہی میں شب و روز دعا کرنے لگا کہ الٰہی مجھے معاف فرما۔ جو کچھ کہ علی کے حق میں میں نے جہالت سے کہا ہے۔ خداوند علی کا دوست میرا دوست اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے۔ پس اس غلام نے خدا کی جناب میں مضبوط توبہ کی اور اپنی باقی زندگی میں استغفار کرتا رہا۔

(۳) عن جابر رضی الله عنه قال دعا النبی صلی الله علیه وسلم یوم الطائف فانتجاه فقال الناس لقد طال بخواه مع ابن عمه فقال صلی الله علیه وسلم ما انتجیة ولکن الله انتجاه (اخرجه الترمذی والنسائی والطبرانی فی الکبیر) قال الترمذی معناه الله امرنی ان اناجیه وانتجی معه جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طائف کے روز آنحضرتؐ نے جناب امیر کو سرگوشی کے لئے بلایا۔ لوگ کہنے لگے حضرت کی سرگوشی اپنے ابن عم سے بہت بڑھ گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے اس کے ساتھ سرگوشی کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۴) عن انس قال دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الطائف فانتجاه طویلا فقال الناس لقد طال بخواه مع ابن عمه قال فذکره من حسد علیا حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (اخرجه ابن مردویه) انسؓ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے چند روز جناب علی کو بلا کر سرگوشی فرمائی لوگ کہنے لگے آپ کی اپنے ابن عم سے گہری سرگوشی ہو رہی ہے۔ جب اس کا چرچا حضرت تک پہنچا فرمایا جس نے علی سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

جناب امیر کا حضرتؐ کے ساتھ اقرب عہد ہونا

(۱)عن ام المومنین ام سلمة رضی الله عنها قالت والذی یحلف به انه کانه علی اقرب الناس عهدا برسول الله صلی الله علیه وسلم قالت عندنا رسول الله صلی الله علیه وسلم غداة یقول جاه علی مرارا واظنه بعثه لحاجة فجاء بعد فظنت ان له حاجة فخرجنا من البیت فقعد اعندالباب فکنت من ادنا هم الی الباب فاکب علیه علی فجعل یساره ویناجیه ثم قبض من یوم ذلک صلی الله علیه وسلم فکان من اقرب الناس به عهدا (اخرجه احمد) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب العہد ہیں۔ جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ہم حضرت کی بیبیاں حضرت کی عیادت کے لئے جایا کرتی تھیں حضرتؐ نے کئی بار فرمایا علی آئے ہیں۔ حضرت کا خیال تھا کہ حضرتؐ ان کو کسی ضرورت کے لئے بھیجا ہوا تھا وہؑ آب آ گئے ہیں ہم نے خیال کیا کہ حضرت کو ان سے کوئی ضروری بات فرمانا ہے۔ ہم حجرے سے نکل کر باہر بیٹھ گئیں میں ان سب میں سے دروازہ کے قریب تھی پس علی حضرت پر جھک گئے اور سرگوشی کرنے لگے پھر حضرت اسی روز رحلت فرما گئے۔ پس وہ سب لوگوں سے حضرتؐ کے ساتھ قریب العہد تھے۔

(۲)عن ابی الطفیل قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الا صوات فسمعت علیا یقول بیایع الناس لابی بکر و ان والله اولی بالا مر منه واحق به فمسعت واطعت مخافة ان یرجع الناس کفار او فیکم احد کان اخر عهده رسول الله صلی الله علیه وسلم حین وضعه فی حفرته غیری (اخرجه العقیلی) ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں شوری کے روز دروازہ پر تھا پس لوگوں میں شور برپا ہوا میں نے جناب علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ واللہ امر خلافت میں میں ان سے اولی اور احق تھا پس میں نے سنا اور تسلیم کیا کہ مبادا لوگ کافر نہ ہو جائیں۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو سب کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہو جس وقت کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر

میں رکھا ہوا۔ سوا میرے۔

حضرتؐ کا جناب امیر کو وفات کے وقت اپنی ردا میں لے لینا

(۱) عن ام المومنین عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت لما حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم الموت قال ادعوا الی حبیبی فدعوت له ابابکر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعو الی حبیبی فدعوت له عمرا فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعو الی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا له علی بن ابی طالب فو الله مایرید غیره فلما راه اخرج الثوب الذی کان علیه ثم ادخله فیه فلم یزل لیحتضنه حتی قبض ویده علیه (اخرجه الدار قطنی والرازی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو حضرت نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا اور تکیہ پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا آپ نے سر اٹھا کر ان کو بھی دیکھا اور تکیہ پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے لوگوں کو کہہ دیا کہ افسوس ہے تم پر جناب علی کو بلاؤ حضرت ان کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرماتے۔ جب حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو وہ کپڑا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے آپ نے اٹھا دیا اور علی کو اس میں لے لیا۔ اور علی حضرت سے بغل گیر رہے جب تک کہ حضرتؐ کا انتقال ہو گیا۔

(۲) عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم لها ثقل و عنده عائشة وحفصة رضی الله عنهما اذ دخل علی فلما راه رفع راسه ثم قال ادن منی فاستند الیه فلم یزل عنده حتی توفی صلی الله علیه وسلم (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے صاحب فراش ہو گئے حضرتؐ کے پاس عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما بیٹھی ہوئی تھیں کہ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے حضرتؐ نے انہیں دیکھ کر اپنا سر اقدس بالین سے اٹھایا اور فرمایا میرے قریب آؤ اور آپ ان کے سینہ سے تکیہ لگائے رکھے۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

جناب امیر کا حضرتؐ کو غسل دینا

(۱)عن علی قال اوصانی رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقبله غیری فانه لا یری احد عورتی لاطمست عیناه (اخرجه محدث الدهلوی فی ماثبت البسنة) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالمؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تیرے سوا کوئی مجھے غسل نہ دے ورنہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں گی۔

(۲)عن جعفر بن محمد قال کان الماء یجتمع فی جفون النبی صلی الله علیه وسلم وکان علی یشربه (ماثبت بالسنه) جعفر بن محمد علیہ وعلیٰ ابائہم السلام سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ کی پلکوں میں غسل کا پانی جمع ہو گیا جناب علی نے اس کو پی لیا۔

(۳)سئل عن علی سبب فهمه وحفظة قال لما غسلت النبی صلی الله علیه وسلم لماء فی جفونه فرفعة بلسانی فازددته فاری قوة حفظی عنه (ماثبت بالسنه) جناب امیر علیہ السلام سے ان کے فہم اور حافظہ کا سبب پوچھا گیا فرمایا جب میں نے آنحضرتؐ کو غسل دیا تو آپ کے پلکوں میں پانی اکٹھا ہو گیا میں نے اسے چوس لیا اس باعث سے میں اپنے آپ میں اب حافظہ کی قوت کو زیادہ پاتا ہوں۔

(۴)عن ابن عباس رضی الله عنه قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیره هو اول عربی وعجم صلی مع النبی صلی الله علیه وسلم وهو الذی کان لواه معه فی کل زحف وهو الذی معه یوم فرعنه غیره وهو الذی غسله وادخله قبره (اخرجه احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام میں چار خصلتیں ایسی موجود ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے میں نہیں اور وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ شخص کہ ہر معرکہ میں حضرت کا علم ان کے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ جس روز سب لوگ حضرت کے پاس سے بھاگ گئے تو وہ جنگ میں حضرتؐ کے پاس مصائب پر صبر کئے رہے اور وہ ہیں کہ جس نے حضرتؐ کو غسل دیا اور قبر میں رکھا۔

(۵)عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی و تواربنی فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرة (اخرجه الدیلمی) ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے یا علی تم مجھے غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو کچھ کہ میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو۔

حضرتؐ کا جناب امیر پر قیامت کے روز تکیہ کرنا

(۱)عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطیت فی علی خمسا هوا حب الی من الدنیا و ما فیها اما واحدة فهوا تكائی بین یدی الله عزوجل حتی افرخ من الحساب واما ثانیة فلواء الحمد بیده و ادم من ولده تحته واما الثالثة وفواقف علی عقر حوضی یسقی من اعرف من امتی. فاما الرابعة فساتر عورتی و مسلمی الی ربی عزوجل. واما الخامسة فلست اخشی ان یرجع زانیا بعد احصار و لا کافرا بعد ایمان (اخرجه احمد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم ﷺ فرماتے تھے کہ علی کو پانچ ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا و مافیہا سے مجھے پیارے ہیں اول خدا کے سامنے جب میں حساب دینے کے لئے کھڑا ہوں گا تو وہ میرا تکیہ ہوں گے جب تک کہ میں حساب سے فارغ ہو جاؤں، دوم لواء الحمد ان کے ہاتھ ہوگا آدم علیہ السلام اور ان کی سب اولاد اسی علم کے نیچے ہوگی۔ سوم وہ میرے حوض کے کنارے کھڑے ہوں گے اور جس کو میری امت سے شناخت کریں گے اسے پلائیں گے۔ چہارم وہ مجھے کفن پہنا کر مجھے میرے رب کے سپرد کرنے والے ہیں۔ پنجم مجھے اس کا خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد پھر زنا کی طرف رجوع کریں یا مسلم ہونے کے بعد پھر کافر ہوں جائیں۔

(۲)عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یبعثنی الله یوم القیامة متکیا علی علی بن ابی طالب (اخرجه نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر محمد بن الحسین السیلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ

فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ مجھے اٹھائے گا درآن حالیکہ میں علی بن ابی طالب پر تکیہ کئے ہوئے ہوں گا۔

القرآن مع علی

(۱)عن ام سلمة رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول علی مع القران و القران مع علی لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض (اخرجه الطبرانی و ابن مردویه والدیلمی) ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور دونوں جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۲)عن شهر بن حوشب کنت عند ام سلمة فسلم رجل فقیل من انت قال ان ابو ثابت مولی ابی ذر قالت مرحبا بابی ثابت ادخل فدخل فرحبت به وقالت ابن طار قلبک حین طارت القلوب مطائرها قال مع علی قالت اصبت والذی نفس ام سلمة بیده سمعت رسول الله ﷺ یقول علی مع القران والقران مع علی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ولقد بعثت ابنی عمرو بن اخی عبدالله ابن امیة وامرتهما ان یقاتلا مع علی من قاتله ان رسول الله ﷺ امرنا ان نقرفی حجالنا وفی بیوتنا والا لخرجت حتی اقف فی صف علی (اخرجه ابن مردویه) شہر بن حوشب سے منقول ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر سلام کیا پوچھا گیا تم کون ہو اس نے جواب دیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت ہوں جناب ام سلمہؓ نے اسے مرحبا فرما کر داخل ہونے کی اجازت دی اور اچھی طرح سے بٹھایا اور ارشاد کیا اے ابو ثابت جبکہ لوگوں کے دل اپنی اپنی ہواؤں میں پرواز کر رہے تھے تیرا دل کس کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ اس نے عرض کیا جناب امیر کے ساتھ میرا دل اڑ رہا تھا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا تو ثواب پا گیا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں ام سلمہ کی جان ہے میں نے جناب

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے میں نے اپنے بیٹے عمر اور اپنے بھتیجے عبداللہ بن امیہ کو حکم دیا تھا کہ جناب امیر کے ہو کر ان کے لڑنے والوں سے لڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ہم مستورات کو پردوں میں اور گھروں میں بیٹھنے کے لئے حکم دیا ہوا ہے ورنہ میں خود نکل کر علی کی صف میں جا کھڑی ہوتی۔

(۲) عن ام سلمة رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه الذی قبض فیه یقول وقد امتلات الحجرة من اصحابه ایها الناس یوشک ان اقبض قبضا سریعا فینطلق وقد قدمت الیکم القول معذرة الیکم لا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب الله عزوجل وعترتی اهل بیتی ثم اخذ بیده علی فرفعها فقال هذا مع القران والقران مع ذلک لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض فاسئلهما ما خلفتم فیهما (اخرجه بن عقدة) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض الموت میں ارشاد فرماتے تھے اور صحابہ کرام سے حجرہ بھرا ہوا تھا اے لوگو خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں میں پہلے تم کو کہہ چکا ہوں کہ میں دو بھاری چیزیں تم لوگوں کے لئے چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے قرآن اس کے ساتھ ہے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔ یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ میں ان دونوں سے پوچھوں گا کہ تم نے ان کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ہے۔

الحق مع علی

(۱) عن ابی سعید رض ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الحق مع علی (اخرجه ابو یعلی و الضیا) ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے۔

(۲) عن عبدالرحمان بن سعید قال کنا جلو سا عند النبی صلی الله علیه وسلم فی نفر من المهاجرین و مر علی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الحق مع ذا (اخرجه بن مردویه) عبدالرحمٰن بن ابی سعید سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مہاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں جناب امیر گذرے حضرت نے فرمایا حق اس کے ساتھ ہے۔

(۳) عن ابی ذر الغفاری عن ام سلمته قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان علیا مع الحق و الحق معه لن یزولا حتی یردا علی الحوض (اخرجه بن مردویه) ابوذر غفاری جناب ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بہ تحقیق علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے اور دونوں نہیں زائل ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۴) عن ام سلمہؓ قالت کان علی علی الحق من اتبعه اتبع الحق و من ترکه ترک الحق عهدا معهود اقبل یومه هذا (اخرجه بن مردویه) جناب ام سلمہ سے منقول ہے کہ فرماتی تھیں کہ جناب امیر حق پر تھے جس نے کہ ان کی پیروی کی اس نے حق کا اتباع کیا اور جس نے ان کو چھوڑا اس نے حق کو چھوڑا۔ یہ آج کے دن سے پہلے عہد ہو چکا ہے۔

(۵) عن ام المومنین عائشته رضی الله تعالی عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الحق مع علی یزول معه حیث مازال (اخرجه بن مردویه) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق علی کے ساتھ ہے حق پھرتا ہے جہاں علی پھرتا ہے۔

(۶) عن علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی ان الحق معک و علی لسانک و فی قلبک و بین عینیک (اخرجه الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی حق تیرے ساتھ ہے اور تیری زبان پر حق ہے اور تیرے دل میں ہے اور تیری دو آنکھوں میں ہے۔

(۷) عن ابی موسی الا شعری قال اشهد ان الحق مع علی ولکن مالتہ الدنیا الی اهلها و لقد سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول له یا علی انت مع الحق و الحق بعدی معک (اخرجه بن مردویه) ابوموسی الاشعری کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علی کے ساتھ ہے لیکن دنیا اپنے لوگوں کی طرف پھیر گئی ہے بے شک میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا علی تو حق کے ساتھ ہے اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہے۔

(۸) عن ابن حبان التیمی عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال رحم الله علیا اللهم ادر الحق معه حیث دار (اخرجه بن مردویه) ابن حبان التیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علی پر اے میرے پروردگار حق کو پھیر دے جہاں پر علی پھرے۔

(۹) عن ام المومنین عائشته صدیقه رضی الله تعالی عنه لما عقر جملها و دخلت دار البصرة فقال لها اخوها محمد انشدک الله اتذکرین یوم حدثتنی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال الحق لن یزال مع علی و علی مع الحق لن یتفرقا قالت نعم (اخرجه ابوبکر بن مردویه) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اونٹ کے جب پاؤں کٹ چکے اور وہ بصرہ کے گھر میں تشریف لے گئیں ان کے بھائی محمد نے انہیں خدا کی قسم دے کر پوچھا کہ آپ مجھے اس دن کا ذکر سنائیں کہ آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ حق علی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ فرمانے لگیں ٹھیک ہے۔

(۱۰) عن مسروق قال سالتنی ام المومنین عائشته رضی الله عنها عن اصحاب النهر و عن ذی الثدیه فاخبرتها فقالت یا مسروق اتستطیع ان تاتینی بناس ممن یشهد فاتیتها من کل سبع برجل فشهدو ان انهم راه و فقالت یرحم الله علیا انه کان علی الحق ولکنی کنت امرائة من الاحماء (اخرجه ابوبکر بن مردویه) مسروق ناقل

ہیں کہ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے نہروان والوں اور ذوالثدیہ کی بات پوچھی میں نے ان کو جو کچھ کہ خوشخبری تھی سنائی فرمانے لگیں اے مسروق ہو سکتا ہے کہ چند ایسے آدمی لے آئے جو اس کی گواہی دے سکیں میں ہر ایک قبیلہ کا ایک آدمی ان کی خدمت میں لے گیا انہوں نے گواہی بیان کی کہ ذی الثدہ کو انہوں نے دیکھا ہے جناب ام المومنین فرمانے لگیں خدا علی پر رحم کرے وہ حق پر تھے میں ایک ایسی عورت تھی جو اپنے سسرال والوں کے بس میں تھی۔

(۱۱) قیل لما اصیب زید بن صوحان رضی الله عنه یوم الجمل اتاه علی و به رمق فوقف علیه امیر المومنین فقال رحمک الله یا زید فو الله ما عرفتک الا خفیف المعفوته کثیر الموته فرفع الیه راسه فقال و انت فرحمک الله فوالله ما عرفتک الا با الله عالما و بایاته عارفا و الله ما قاتلت معک من جهل ولکنی سمعت حذیفته بن الیمان یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول علی امام البررة قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله الا و ان الحق معه و متبعه الا فمیلوا معه (اخرجه ابن مردویه) کہتے ہیں کہ جب جمل کے روز زید بن صوحان زخمی ہو گئے ابھی ان میں رمق باقی تھی کہ جناب امیر ان کے پرسر تشریف لے گئے اور فرمانے لگے اے زید خدا تجھ پر رحم کرے ہم نے تجھ کو نہیں دیکھا مگر مدد کرنے میں سبکی اور جلدی کرنے والا اور اہل وعیال کے نفقہ میں کثرت سے رنج کی برداشت کرنے والا زید نے یہ سن کر سر اٹھایا اور جواب دیا آپ پر بھی رحم کرے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔ مگر اللہ کے ساتھ زیادہ علم والا اور خدا کی آیات کو زیادہ پہچاننے والا۔ میں نے آپ کی معیت میں ناواقفیت سے جنگ نہیں کی بلکہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی نیکوکاروں کے سردار اور بدکاروں کے قاتل ہیں خدا سے مدد پائی اس نے جس نے کہ ان کی مدد کی اور خوار ہوا وہ شخص کہ جس نے ان کو چھوڑا بے شک حق ان کے ساتھ ہے اور ان کے اتباع میں ہے تم نے انہیں کی طرف میل کرنا ہے۔

(۱۲) عن ابی رافع ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یا ابا رافع کیف انت و قوم یقاتلون و هو علی الحق و هم علی الباطل یکون حقا فی الله جهاد هم فمن لم

یستطع جهاد هم بیده فیجا هد هم بلسانه فمن لم یستطع بلسانه فیجاهد هم بقلبه لیس وراء ذلک شئی قال ادع لی ان ادر کتم ان یعنینی و یقوینی علی قتالهم فلما بایع الناس علی بن ابی طالب و خالفه معاویته قلت هئو لاء القوم الذین قال فیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم فباع ارضه بخیبر فخرج مع علی بجمیع اهله و ولده و کان معه حتی استشهد علی فرجع الی المدینته مع الحسن (اخرجه بن مردویه) ابورافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اے ابورافع تیرا کیا حال ہوگا جبکہ قوم علی کے ساتھ جنگ کرے گی اور علی حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہوں گے خدا کی راہ میں جہاد کرنا حق ہوگا جو شخص کہ ہاتھ سے جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے۔ اور جو شخص کہ زبان سے بھی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ دل سے ہی جہاد کرے اور اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے اگر تو ان لوگوں کو پائے تو ان کو میری طرف سے دعوت کہیو کہ وہ میری مدد کریں اور مجھے تقویت دیں۔ ابورافع کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے جناب امیر سے بیعت کی اور معاویہ مخالف ہو گئے میں نے کہا یہ وہی لوگ ہیں جن کا کہ حضرت نے ذکر کیا تھا ابورافع اپنی خیبر کی زمین بیچ کر اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر جناب امیر کے ہمراہ ہو لیے اور جناب امیر کی شہادت تک ان کے ساتھ رہے پھر جناب امام حسن کے ساتھ مدینہ کو واپس ہوئے۔

(۱۳) عن عبدالله بن الکندی قال حج معاویته فاتی المدینته و اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم متوا فرون فجلس فی حلقه بین عبدالله بن عباس و عبدالله بن عمر الخلیفته المقتول فضرب بیده علی فخذ ابن عباس ثم قال اما کنت احق و اولی بالامر من ابن عمک قال و بم قال لانی ابن عم الخلیفته المقتول ظلما قال هذا اذا یعنی ابن عمر اولی بالامر منک لان اباه قد قتل قیل ابن عمک فاعرض عن ابن عباس و اقبل علی سعد بن ابی وقاص و قال و انت یا سعد الذی لم یعرف حقنا من باطل غیرنا فیکون معنا او علینا قال سعد انی لما رایت الظلمته قد غیث الارض

فلت لبعیدی نخ فانخته حتی اذا استقرت مصیبته قال و الله لقد قرات المصحف یوما بین الذقتین و ما وجدت فیه هخ فقال اما اذا ثبت فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی انت مع الحق و الحق معک قال لتجیئنی بمن سمعه معک او لا فعلن قال ام سلمته قال فقام فقاموا معه حتی دخل علی ام سلمته قال فبداء المعاویته فی الکلام فقال یا ام المومنین ان الکذابته قد کثرت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا یزال قائل یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما لم یقل و ان سعد روی حدیثا زعم انک سمعته منه قالت ما هو قال زعم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت مع الحق و الحق معک قالت صدق فی بیتی قال فاقبل علی سعد فقال الان الوم ما کنت علیه و الله لو سمعت هذا من رسول الله صلی الله علیه وسلم ما زلت خادما لعلی حتی اموت (اخرجه بن مردویه) عبداللہ بن عبداللہ الکندی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ معاویہ حج کر کے مدینہ میں گیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہاں پر بکثرت تھے وہ ایک مجلس میں گیا جہاں پر عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمر بیٹھے ہوئے تھے معاویہ ابن عباس کی ران پر ہاتھ مار کر کہنے لگا کیا میں آپ کے ابن عم (یعنی جناب امیر) سے خلافت میں زیادہ تر حقدار نہیں تھا ابن عباسؓ نے کہا۔ کیوں کہنے لگا۔ میں خلیفہ مقتول (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کا ابن عم ہوں ابن عباسؓ نے جواب دیا شاید یہ شخص یعنی عبداللہ بن عمر تجھ سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے والد تیرے ابن عم سے پہلے شہید ہوئے ہیں ابن عباس منہ پھیر کر سعد بن ابی وقاص کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے سعد تو وہی شخص ہے جس نے کہ ہمارے حق کو ہمارے غیر کے سامنے باطل سے نہیں پہچانا اور ہمارا ساتھ نہیں دیا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے دیکھا کہ اندھیرا تمام زمین پر چھا گیا ہے میں نے اپنے اونٹ کو کہا بیٹھ جا اور میں نے اس کو بٹھا دیا۔ یہاں تک کہ مصیبت ٹھہر گئی۔ معاویہ نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے دن بھر اول سے آخر تک قرآن شریف کو پڑھا ہے اور اس میں بے ہودہ بات نہیں پائی۔ سعد کہنے لگے جبکہ یہ بات ثابت بھی ہو جائے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علی سے فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ تو حق کے ساتھ ہے اور حق تیرے ساتھ ہے معاویہ کہنے لگا میرے ساتھ چل تو نے کس کے مواجہ میں اس حدیث کو سنا ہے۔ ورنہ میں تیرے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گا سعد نے کہا میں نے جناب ام المومنین ام سلمہؓ کے سامنے اس حدیث کو سنا ہے۔ معاویہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب ام سلمہؓ کی خدمت میں گئے معاویہ نے کلام شروع کیا کہ یا ام المومنین جھوٹی باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بہت منسوب ہو گئی ہیں ہمیشہ کہنے والا یہی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حالانکہ وہ بات حضرت نے نہیں فرمائی ہوتی سعد نے ایک حدیث روایت کی ہے ان کا خیال ہے کہ آپ نے بھی اس حدیث کو سنا ہے۔ ام المومنین نے فرمایا وہ کیا ہے معاویہ کہنے لگا ان کا زعم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا تھا کہ تو حق کے ساتھ ہے ام المومنین فرمانے لگیں سچ کہتا ہے۔ حضرت نے اس حدیث کو میرے گھر میں ارشاد کیا تھا معاویہؓ سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اب میں ملامت کے قابل ہوں جس بات پر کہ میں اٹھا تھا واللہ اگر یہ حدیث میں نے حضرت سے سنی ہوتی تو اپنے مرنے تک ہمیشہ میں جناب امیر علیہ السلام کا خادم بنا رہتا۔

جناب امیر کا قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑنا

عن ابی سعید الحذری رضی الله عنه قال کنا جلوسا منتظرا لرسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج الینا قد انقطع شسع نعله فرمی بها الی علی فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القران کما قاتلت علی تنزیله فقال ابوبکر انا هو یا رسول الله فقال لا فقال عمر انا یا رسول الله فقال لا ولکن خاصف النعل (اخرجه احمد و النسائی و محی السنته البغوی فی شرح السنته و ابو حاتم و ابو یعلی و ابن حبان و ابو نعیم فی الحلیته و الدیلمی فی فردوس الاخبار و الحاکم قال صحیح علی شرط الشیخین)

ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور گھر سے برآمد ہوئے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا

جناب امیر علیہ السلام کی طرف ڈال کر فرمایا تم میں ایک ایسا شخص ہے جو لوگو سے قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جس طرح سے کہ میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔

جناب امیر کا ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنا

(۱) عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالی فاما نذهبن بک فانا منهم منتقمون نزلت فی علی انه ینتقم من الناکثین و القاسطین و المارقین من بعدی (اخرجه الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی کے ارشاد میں (کہ پھر ہم کبھی تجھ کو لے جائیں گے نہیں اور ہم کو ان سے بدلہ لینا ہے) فرمایا ہے کہ یہ آیت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے میرے بعد بدلہ لیں گے۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بقتال الناکثین و القاسطین و المارقین فقلنا یا رسول الله امرتنا و قتال هئو لاء فمع من قال مع علی و معه یقتل عمار بن یاسر (اخرجه بن عساکر فی تاریخه) ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہے پس کس کے ساتھ فرمایا علی کے ساتھ اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر بھی شہید ہوں گے۔

(۳) عن علی بن ربیعته قال سمعت علیا علی منبر کم هذا یقول عهد الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اقاتل الناکثین و القاسطین و المارقین (اخرجه بن عساکر فی تاریخه و ابن اثیر فی اسد الغابه) علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو تمہارے اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ناکثین اور قاسطین

اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا عہد لے لیا ہے۔

(۴) عن سعید بن جنادة عن علی قال امرت بثلاث الناکثین و القاسطین و المارقین و اما الناکثون فی اهل جمل و اما القاسطون فاهل الشام و المارقون فاهل النهروان (اخرجه ابن عساکر) سعید بن جنادہ جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین گروہ یعنی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس ناکثین اہل جمل میں اور قاسطین اہل شام اور مارقین اہل نہروان۔

(۵) عن ابن مسعود ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی منزل ام سلمته فجاء علی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ام سلمته هذا قاتل الناکثین و القاسطین و المارقین من بعدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف لائے اتنے میں جناب امیر بھی آ گئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ یہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے لڑنے والا ہے۔

(۶) عن علقمه عن عبدالله قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم من بیت زینب بنت جحش و اتی منزل ام سلمته فجاء علی و فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ام سلمته هذا و الله قاتل الناکثین و القاسطین و المارقین من بعدی (اخرجه بن عساکر) علقمہ عبداللہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف تشریف لا رہے تھے کہ جناب امیر بھی حاضر ہو گئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ واللہ یہ شخص میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو مارنے والا ہے۔

(۷) عن عقاب بن ثعلبته قال حدثنی ابو ایوب الانصاری فی خلافته عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال امرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم بقتال الناکثین و القاسطین و المارقین (اخرجه بن عساکر) عقاب بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا۔

(۸) عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت المشرکین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جئت تقاتل المسلمین فقال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین و القاسطین و المارقین مع علی (اخرجہ بن عساکر) مخنف بن سلیم کہتا ہے کہ ہم نے ابوایوب انصاری سے جا کر کہا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مشرکوں کے ساتھ جنگ کرتے رہے اب آپ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں۔ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علی کی معیت میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۹) عن علقمتہ و الا سودۃ قالا اتینا ابا ایوب الانصاری عند منصرفہ من صفین فقلنا یا ابا ایوب ان اللہ اکرمک بنزول محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک و المجئی ناقتہ تفضلا من اللہ و اکراما لک حتی انا خت ببابک دون الناس ثم جئت بسیفک علی عاتقک تضرب بہ اھل لا الہ الا اللہ فقال یا ھذان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا بقتال ثلاثتہ مع علی بن ابی طالب الناکثین و القاسطین و المارقین. فاما الناکثون فقد قاتلنا ھم و ھم اھل الجمل طلحتہ و الزبیر و اما القاسطون فھو منصر فنا من عند ھم یعنی معاویتہ و عمرو بن العاص و ام المارقون فھم اھل الطرفا و النخیلات و اھل النھروان واللہ ما ادری این ھم و لکن لا بد من قتالھم انشاء اللہ (اخرجہ بن عساکر فی تاریخہ) علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ جب ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم ان کے ملنے کو گئے ہم نے ان سے کہا اے ابوایوب بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ پر کرام کیا ہے تمہارے گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فروکش ہوئے اور یہ خدا کی مہربانی خاص تمہارے لیے تھی کہ حضرت کی اونٹنی اور لوگوں کے سوا تمہارے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئی اب آپ اپنے کندھے پر شمشیر رکھ کر تشریف لائے ہیں کہ اس سے لا الہ الا اللہ

کہنے والوں کو قتل کریں ابو ایوب کہنے لگے بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جناب امیر کی معیت میں تین گروہوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ لوگ ناکثین اور قاسطین اور مارقین ہیں پس ناکثین اہل جمل یعنی طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما تھے اور قاسطین یہ لوگ ہیں جہاں سے کہ ہم واپس آ رہے ہیں یعنی معاویہ اور عمر بن العاص اور مارقین اہل طرفاء اور تخیلات اور نہروان ہیں واللہ مجھے نہیں معلوم ہوں کہ اب وہ کہاں ہیں لیکن انشاء اللہ ان کے ساتھ بھی لڑنا ہوگا۔

تنبیہ: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر کو اپنے عہد خلافت میں تین معرکے پیش آئے۔ (۱) واقعہ جمل (۲) واقعہ صفین (۳) واقعہ نہروان۔

(۱) واقعہ جمل میں دونوں جانب سے صحابہ کرام تھے۔ اس واقعہ پر گہری نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اصحاب جمل یعنی طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے نکث بیعت ضرور کیا ہے مگر ان کا منشاء جناب امیر سے نہ نزع خلافت کا تھا اور نہ لڑنے کا ارادہ تھا۔ بلکہ واقعات پر غور کرنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جنگ میں یہ مبادرت ان سے نہیں ہوئی۔ صرف وہ قاتلان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے متدعی تھے جو بخوف جان جناب امیر کی فوج میں آ چھپے تھے۔ انہوں نے موقع پا کر دونوں لشکروں کو لڑوا دیا مگر جب جناب امیر نے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو ان کی خطا پر متنبہ کیا تو وہ نادم ہو کر فوراً معرکہ سے علیحدہ ہو گئے اس لیے ان کی خطا کو خطائی الاجتہاد سے علما نے تعبیر کیا ہے۔

(۲) معرکہ صفین میں تمام مہاجرین اور انصار جناب امیر کے طرفدار تھے معدودے چند مولفۃ القلوب صحابہ امیر معاویہ کی طرف داری کرتے تھے واقعات پر نظر کرنے سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کی منشاء اس جنگ سے نزع خلافت کی تھی کہ متاخرین ان کے فعل کو کسی لفظوں سے تعبیر کریں مگر خطا سے منکر ہی کا پلہ بھاری رہتا ہے۔

(۳) معرکہ نہروان میں کوئی صحابی جناب امیر کا مخالف نہیں ہوا اس لیے اس کی بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں واقعہ جمل کی بحث صفین کے واقعہ میں ضمناً درج ہے۔ اس واسطے اہل صفین کے اس فعل کی نسبت مفصلہ ذیل بحث درج کی جاتی ہے۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال اول من یختصم من هذه الامته بین یدی

الرب علی و معاویته (اخرجه فخر الاسلام نجم الدین ابوبکر السیلانی المرندی فی مناقب الصحابه) ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اس امت کے لوگوں میں سے قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے علی اور معاویہؓ باہم جھگڑنے کے لیے کھڑے ہوں گے۔

تمہید: یہ امر سچ ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف اعلی مدارج تعظیم اور کثرت ثواب کا مجوز اور ازدیادحسنات کا موجب ہے۔کوئی شرف خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اس کی حد تک نہیں پہنچ سکتا۔لیکن ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی صاحب خواہ کتنا ہی جلیل القدر کیوں نہ ہو معصوم نہیں۔ البتہ وہ عظیم الشان اصحاب کبار جن کے فضائل ومناقب متواترات کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔محفوظ عن الخطا سمجھے جاتے ہیں اوران بزرگوں کی شان میں صدور معصیت کا گمان کرنا سراسر ظن فاسد ہے۔

اس امر کے متعین کرنے میں کہ افاضل صحابہ کون ہیں اور کتنے ہیں جن کے فضائل تواتر کی حد کو پہنچ گئے ہیں علماء کرام نے نہایت وقت نظر صرف کر کے یہ تنقیح نکالی ہے کہ جو بزرگوار صلح حدیبیہ تک اسلام سے مشرف ہوئے ہیں وہ ہر طرف سے افضل اور اعلی ہیں۔اس کے بعد پھر کوئی ایسا مشہد نہیں ہے جو معیار فضل سمجھا جائے کیونکہ بعد میں اکثر منافق بھی شریک اسلام ہو گئے تھے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمتہ اپنے رسالہ الجلیل میں لکھتے ہیں (درمیان صحابہ سبقت تقدم را بموجب **لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجته من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا** اعتبار باید کرد زیرا کہ ہرقدر تقدم وسبق بیشتر وقت احتیاج اسلام و تقویت آن بیشتر چنانچہ حدیث **قال صدقت و قلتم کذبت** دلالت برآن دارد۔پس بایں اعتبار کسانیکہ قبل از ہجرت باعمال اسلام قیام نمودہ اند افضل باشند از من بعد خود مثل ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وحمزہ وجعفر بن عثمان بن مظعون وطلحہ وزبیر ومصعب بن عمیر وعبدالرحمٰن بن عوف وعبداللہ بن مسعود وسعید بن زید وزید بن حارثہ وابوعبید وبلال وسعد وعمار بن یاسر وابوسلمہ بن عبدالاسد وعبداللہ بن جحش وغیر ہم من انظائر ہم بعد ازاں اہل العقبہ باز اہل بدر بعد ازاں مشاہد احد تا آنکہ نوبت بصلح حدیبیہ رسید زیرا کہ انزال سکینہ وصفائی قلوب ایشان منصوص منص قرآنی است اما بعد ازاں پس

بالقطع ہیچ مشہدے نیست کہ مدار فضل برآن بودہ باشد زیرا کہ درین مشہد جماعت منافقان بودند قولہ تعالیٰ وممن حولکم من الاعراب و منافقون و من اھل المدینته مردو اعلی النفاق، انتھی کلامه رحمه الله علیه جہاں تک نصوص قرآنی کو دیکھا جاتا ہے تو وہ بھی انہیں بزرگوں کی علوشان کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر رحمتہ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب میں لکھتے ہیں قال الله تبارک و تعالی محمد رسول الله و الذین معه اشدا علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا سیما هم فی وجو ههم من اثر السجود ذلک مثلهم فی التوراته و مثلهم فی الانجیل الخ فهذه صفته من بادر الی تصدیقه و الایمان به وازره و نصره و لصق به صحبه و لیس کذلک جمیع من راه و لا جمیع من امن و ستری منازلهم من الدین و الایمان و فضائل ذوی الفضل و التقدم منهم فالله تعالی فضل بعض النبیین علی بعض و کذلک سائر المسلمین قال الله تبارک و تعالی السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار و الذین اتبعو هم باحسان رضی الله عنهم و رضو' عنه یعنی پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں زورآور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈھتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی نشانی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ کہاوت ہے کہ ان کی توارت میں اور یہ کہاوت ہے ان کی انجیل میں۔ پس جن لوگوں نے حضرت کی تصدیق اور مدد میں عبادت کی ہے اور آپ کی صحبت میں رہتے ہیں ان کی یہ صفت ہے کہ جس کو خدا نے اپنے کلام میں بیان فرمایا ہے اور ہر ایک شخص کہ جس نے حضرت کو دیکھا ہے ایسا نہیں ہے اور نہ ہر ایک شخص جو کہ ایمان لایا ہے ایسا ہوسکتا ہے۔ عنقریب ہے کہ دین و ایمان میں تو ان کے درجوں کو دیکھے گا۔ اور صاحبان فضل کی فضیلتیں اور ان کے تقدم کو شناخت کرے گا۔ پس خدا تعالیٰ نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اسی طرح سے تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے اور ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔

اس آیت کی تفسیر علامہ موصوف ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ السابقون الاولون من المهاجرين و الانصار هم اليون صلوا القبلتين یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد ہیں جن لوگوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے۔

اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ الذين بايعوا بيعة الرضوان یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد ہیں جو بیعت رضوان سے مشرف ہوئے ہیں۔

اوران کی تعداد کی نسبت علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں عن سالم بن ابی الجعد قال سالت جابر بن عبدالله رضی الله من اصحاب الشجرة قال كنا الفا و خمسائته یعنی سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے اصحاب شجرہ کی تعداد کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگے ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ دوسری روایت میں ہے عن عمرو قال سمعت جابر بن عبدالله رضی الله عنه كنا الفا و اربعمائته فقال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم انتم اليوم خيار اهل الارض یعنی عمرو روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم صلح حدیبیہ کے روز چودہ سو آدمی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم آج کے دن تمام زمین کے باشندوں سے بہتر ہو۔

گو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعداد کی نسبت فرق ہے لیکن کہا جا سکتا ہے چودہ سو سے کم اور پندرہ سے اس وقت زیادہ صحابی نہیں تھے۔

پس جو اصحاب کبار کہ ان مشاہد میں حاضر ہوئے وہ بے شبہ قطعی جنتی اور افاضل صحابہ ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر قال الله تعالى رضى الله عن المومنين اذ يبايعونک تحت الشجرة و من رضى الله عنه لم يسخط عليه ابدا انشاء الله تعالى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن يلج النار احد شهد بدر و الحديبيه یعنی ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم جل جلالہ فرماتا ہے (خدا راضی ہوا مومنوں سے جبکہ انہوں نے درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کی) اور جس سے کہ خدا راضی ہوا اس پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہرگز وہ شخص دوزخ میں نہیں

ڈالا جائے گا جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے۔

غرضیکہ یہ فضائل ان بزرگوں کے ہیں جو صلح حدیبیہ تک مشرف باسلام ہوئے ہیں اگر چہ بعد میں بھی جو اصحاب کہ مشرف باسلام ہوئے ان کے فضائل و مناقب بھی حصر میں نہیں آ سکتے خاص کر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف اور صحبت کا ثواب ایسا ہے کہ جس کے سامنے سب خوبیاں گرد ہیں۔

تاہم باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت کے کل صحابہ کا محفوظ عن الخطاء سمجھنا بدیہایت اور معتقدات سلف صالحین کے برخلاف ہے۔ علامہ سعد الدین التفتازانی علیہ الرحمتہ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں اذ **لیس کل صحابی معصوما و کل من رای النبی صلی الله علیه سلم بالخیر موسوما** یعنی کہ کل صحابی معصوم نہیں اور نہ ہر ایک شخص کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور نیکی کا نشان رکھنے والا ہے۔

مسطح بن اثاثہ کا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے قذف میں شریک ہونا۔ اور صاحب بن ابی بلتعہ کا آنحضرت کے راز کو افشاء کرنا۔ اور کفار مکہ کی طرف پوشیدہ خط لکھ کر روانہ کرنا اور ولید بن عقبہ بن ابی محیط کا شرب خمر کرنا۔ اور ایک صحابی کا غزوہ خیبر میں خودکشی کرنا۔ اور ایک صحابی کا زنا کرنا۔ اور ایک صحابی کا منع زکوۃ کرنا۔ اور بعض عرب قبائل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مرتد ہو جانا۔ جن کی تنبیہ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی فرمائی۔ ایسے واقعات ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کل صحابہ محفوظ عن الخطا نہیں تھے اور ان امور کا بعض صحابہ سے سرزد ہونا۔ محفوظ عن الخطا ہونے کے مناقض ہے۔

جب بعض صحابہ کا یہ حال ہے تو پھر کونسی ایسی وجہ لاحق ہے کہ جس کی وجہ سے ہم امیر معاویہ کو خلیفہ برحق پر بغاوت کرنے میں معذور یا مخطی ماجور تصور کریں اور ان کے اس فعل کو معصیت قرار دینے میں کون سی قباحت لازم آتی ہے۔

(تبرہ) امیر معاویہ افاضل صحابہ میں شمار نہیں کیے جاتے۔ وہ نہ ہجرت میں شریک ہوئے نہ بدر میں نہ بیعت رضوان میں کہ ان کی مناقب منصوص تصور کیے جاویں ان کا اسلام تو بعد مکہ کی فتح کے ہوا

کردہ بودند با کراہ کردہ بودند ولہذا تحت بیعی نمودند و معاویہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ بود واذا ملکت فارفق بھم از ینحدیث ارداطمع خلافت بہم رسیدہ بود واز اہل شام بیعت گرفتہ بود۔

(دوم) اگر معاویہ کا مقصود محض قصاص طلب کرنا تھا۔ تو لازم تھا کہ ان کی ہمت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے طلب کرنے ہی پر مقصود ہوتی اور اسی پر اکتفاء کرتی۔ تسخیر مال اور بیت المال میں دست درازی نہ کرتے لوگوں سے اپنے نام کی بیعت نہ لیتے اور کبیر الروم کو مال کثیر دے کر صرف جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے صلح نہ کرتے۔ مسعود علیہ الرحمتہ مروج الذھب میں لکھتے ہیں۔ **قد کان معاویته صالح ملک الروم علی مال یحمله الیه لشغله بعلی** یعنی امیر معاویہ نے ملک الروم کو مال دے کر اس لیے صلح کر لی تھی تاکہ علی کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول ہوں۔ اور اپنے عامل عمرو بن العاص کو بھیج کر جناب امیر کے عامل محمد بن ابی بکر سے مصر کو نہ چھین لیتے۔ اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ میں علامہ ابن اثیر الجزری بذیل ترجمہ عمرو بن العاص لکھتے ہیں۔ **ثم سیرہ معاویته الی مصر فاستنقذ ھا من ید محمد بن ابی بکر و ھو عامل لعلی علیھا و استعمله معاویه علیھا** یعنی امیر معاویہؓ نے اس کو مصر کی طرف روانہ کیا اور اس نے مصر کو محمد بن ابی بکر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور وہ جناب علی کی طرف سے اس پر عامل تھے۔ پھر امیر معاویہ نے اس پر عمرو بن العاص کو اپنا عامل مقرر کیا۔ یہ اور نیز اسی قسم کے صدہا دیگر واقعات ایسے موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو دراصل خلافت کی طمع تھی۔

(سوم) جبکہ تحکیم ہو چکی تھی اور عمرو بن العاص نے ابوموسیٰ کو مغالطہ دے کر حق امیر معاویہ فیصلہ کیا تھا تو ضعیف سے ضعیف روایت بھی اس کی تائید نہیں کرتی۔ کہ امیر معاویہ نے اسی ناجائز تحکیم پر عمرو بن عاص کو سرزنش کی ہو۔ پس اگر امیر معاویہؓ مدعی خلافت نہیں تھے تو ایسے ناجائز تحکیم پر کیوں راضی ہو گئے تھے۔

(چہارم) جب امام حسن نے خلافت سے دستکش ہو کر امارت عامہ ان کے سپرد کی۔ اور امیر معاویہ کو ان کے حسب منشاء اقتدار کلی حاصل ہو گیا۔ تو آیا کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پھر کبھی امیر معاویہ نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی جستجو کی ہے۔ یا اس جماعت پر قصاص

کے جاری کرنے کا حکم مشتہر کیا ہے۔ باوجودیکہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے امیر معاویہ کی امارت عامہ تک چھ سال سے زیادہ کا زمانہ نہیں گذرا تھا اور یہ امر ہرگز خیال میں نہیں آتا کہ اس قلیل مدت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کلہم راہگرائے عدم ہو گئے ہوں اور اس جماعت کثیر میں سے ایک فرد بھی زندہ نہ رہا ہو جس سے قصاص طلب کیا جاتا۔

خیر بطریق تنزل ہم بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امیر معاویہ کا مقصود اس محارب سے ہے۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کرنا تھا۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس بغاوت میں امیر معاویہ کو معذور سمجھا جائے تو ان کے مقلدین کو بھی معذور خیال کرنا چاہیے۔ (بصورت ذیل)

(الف) اگر کوئی شخص بادشاہ اسلام سے بدیں وجہ بغاوت اختیار کرے کہ چونکہ یہ بادشاہ فلاں مقتول مسلمان کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتا اس لیے میں اس کے ساتھ جنگ کرتا ہوں اور میں اس امر میں امیر معاویہ کا مقلد ہوں۔ تو آیا کوئی فقہی جزئیہ اس کی تائید کے لیے پیش کیا جا سکتا ہے یا کوئی عالم اس تقلید میں اس کو معذور سمجھ سکتا ہے۔

(ب) مقتول کے خون کے لیے عن الشرع دعوی کرنا محض اسی طرح سے جائز ہے کہ قاضی کی طرف رجوع کیا جائے اور شہود پیش کر کے دعوی کو پایہ ثبوت تک پہنچایا جائے اور پھر شریعت کے فیصلہ کو تسلیم کیا جائے۔ نہ یہ کہ بادشاہ وقت پر شمشیر نکالی جائے اور اس کی معزولی کے درپے ہو جائے۔

(ج) اگر اس بغاوت کو خطائی الاجتہاد (یعنی ایسا عمل کہ جس کے کرنے سے مجتہد کو باوجود خطا کے بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے اور وہ عند اللہ معذور بلکہ ماجور ہوتا ہے) تصور کیا جائے تو بالفرض اگر جناب امیر علیہ السلام اس معرکۂ قتال میں مثل اپنے دیگر ہمراہی صحابیوں کے شہید ہو جاتے ہیں تو ضرور ہے کہ جناب امیر کا قتل بھی خطائی الاجتہاد ہوتا اور حضرت امیر کے قاتل اشقی الاخرین کو بھی عند اللہ معذور بلکہ ماجور سمجھا جاتا۔ (نعوذ باللہ من ھذہ الاعتقاد)

(د) اگر امیر معاویہ اس بغاوت میں مخطی ماجور تھے تو ان کے لشکر سے جس نے کہ جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اس کو بھی مخطی ماجور کہنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ فعل اس نے بغرض اتباع

امیر معاویہ کیا ہے۔

(ھ) بالفرض اگر جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کرنا خطائی الاجتہاد تھا۔ تو کیا جناب امیر کی شان اقدس میں بر سر محراب و منبر سب وشتم کرنا بھی خطائی الاجتہاد تھا۔ عن سعد ان معاویۃ امرہ فقال مایمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلاثا قالھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی فی بعض مغازیہ فقال لہ خلفتنی من النساء و الصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلتہ ھارون من موسی الا انہ لانبوۃ بعدی و سمعتہ یقول یوم خیبر لا عطین الرایتہ غدا رجلا یحب اللہ و رسولہ فتطا و لنا فقال ادعو لی علی فاتی بہ ارسد فبصق فی عینیہ و دفع الرایتہ الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت ھذا الایتہ فقل تعالو اندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا و فاطمتہ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھئولاء اھل بیتی (اخرجہ احمد و المسلم و الترمذی و النسائی و غیر ھم) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہؓ نے ان کو جناب ابوتراب علیہ السلام پر سب کرنے کے لیے حکم کیا اور کہا تم ان پر سب کیوں نہیں کہتے سعد نے کہا کیا میں نے تم سے تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کی ہیں حضرت نے علی کو بعض غزوات میں جبکہ اپنے عقب میں چھوڑا ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عروتوں اور لڑکوں کے پاس چھوڑے جاتے ہیں حضرت نے ان سے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارون کی موسی سے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے۔ اور میں نے خیبر کے روز حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم کل علم ایسے شخص کو دیں گے جو خدا اور خدا کے رسول سے پیار کرتا ہے۔ پس ہم علم کی طرف بڑھے اور آپ نے ارشاد کیا علی کہاں ہیں کہ ان کی خدمت میں آشوب چشم ہی سے حاضر ہوئے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا کر علم ان کو دیا۔ اور اللہ نے ان کو فتح دی اور جب یہ آیت نازل ہوئی۔ پس کہہ دے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں اور اپنی جانوں اور تمہاری جانوں کو۔

حضرت نے علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔
یہ حدیث تو صحاح کی ہم نے پیش کی ہے اسی قسم کی صدہا حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے امیر معاویہؓ نے اس بدعت کو خطبہ میں ایجاد کیا تھا۔ جو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک جاری رہی۔ اور اس نامور خلیفہ نے اس کو منسوخ کیا۔ یہ ایسے واقعات محققہ ہیں کہ جن سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس کیا یہ امور قبیحہ اور بدعت سیئہ بھی خطائی الاجتہاد ہو سکتے ہیں۔ حاشا وکلا۔
اکثر لوگوں کو مفصلہ ذیل اوہام میں سے ایک نہ ایک وہم نے محاربہ کو خطائی الاجتہاد کہنے کی طرف مائل کیا ہے۔ جن کی تفصیل مع جوابات درج ذیل ہے۔
(پہلا وہم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اس سے اہل شام کی تکفیر لازم آتی ہے اور یہ امر دور تک پہنچ جاتا ہے۔
لیکن یہ وہم بالکل پادر ہوا ہے۔ اور ادنی تامل سے رفع ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ وقت سے محاربہ کرنا معصت ہے نہ کفر اور حدیث حربک کفر پر دال نہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تحفہ اثناء عشریہ کے بارہویں باب میں شرح و لبسط کے ساتھ اس پر بحث کی ہے۔
عوام صحابہ سے صدور معصیت کے گمان کرنے میں کسی قسم کا محذور شرعی لازم نہیں آتا۔ ولید بن عقبہ معیط کا شارب خمر ہو کر حد شرعی کو پہنچنا کتب رجال سے ثابت ہے۔ **عن ابی جعفر محمد بن علی قال جلد علی الولید بن عقبہ فی الخمراء اربعین جلدا (استیعاب و اسد الغابہ و اصابہ)** یعنی جناب امام ابوجعفر محمد باقر بن علی زین العابدین علیہ وعلی ابائہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ولید بن عقبہ کو شراب پینے پر چالیس درہ لگائے تھے اسی طرح سے مسطح بن اثاثہ کا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک میں کوشش کرنا اور قذف کی حد کو پہنچنا بھی انہیں کتابوں سے واضح ہے۔ **و کان ممن خاض فی الافک علی العائشتہ فجلدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اسد الغابہ)** یعنی مسطح بن اثاثہ ان لوگوں میں سے تھا جو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بہتان کھڑا کرنے میں کوشش کیا کرتا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو درے لگوائے ان امور سے نہ یہ لوگ درجہ صحابیت سے ساقط ہو گئے اور نہ کافر ہو

گئے۔ اگر ہے تو صرف اس قدر کہ ان سے خطا وقوع میں آئے اور صدور معصیت سے آدمی کافر نہیں ہوسکتا۔ صحابیت کا شرف ایسا ہے کہ کسی معیصت کے بجز ارتداد کے زائل نہیں ہوسکتا۔

(دوسرا وہم) چند صحابہ اس محارب میں امیر معاویہ کے شریک تھے جب امیر معاویہ کے اس فعل کو خطائے منکر اور معصیت قرار دیا جائے تو ان اصحاب کا امیر معاویہ کے ساتھ معصیت پر اتفاق کرنا لازم آئے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر ایسا گمان فاسد زیبا نہیں ہے۔

یہ وہم اکثر تتبع کتب سیر اور احادیث کی وجہ سے ناشی ہوتا ہے۔ اگر بنظر امعان کتب سیر اور رجال کو دیکھا جائے تو بجز عمرو بن عاص اور بشیر بن نعمان کے کوئی صحابی اس امر میں امیر معاویہ کا شریک نظر نہیں آئے گا۔ اور یہ دوتین صاحب افاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کیے جاتے حرب صفین میں تمام انصار و مہاجرین اور بدر میں جناب امیر علیہ السلام کے ربقہ اطاعت میں دکھائی دیتے ہیں۔

اگرچہ بعض اصحاب مثل عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اس باہمی مقاتلہ سے کہ دین میں ایک امر جدید تھا اور وہ کفار سے جہاد کرنے کے خوگر ہو چکے تھے۔ کنارہ گزیں ہو گئے تھے۔ لیکن ان کی کناہ گزینی اس وجہ سے نہیں تھی کہ وہ جناب امیر کی خلافت میں شک وشبہ رکھتے تھے۔ بلکہ انہیں بزرگواروں سے اس کنارہ گزینی کے متعلق ان کی ندامت اور جناب امیر کے ساتھ شرکت نہ کرنے پر حسرت ثابت ہے اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر الجزری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ عن عبدالله بن حبيب قال اخبرني ابي قال قال ابن عمر حين حضره الموت ما احد في نفسي من الدنيا الا لم اقاتل الفئته الباغيه یعنی عبداللہ بن حبیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو کہنے لگے میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ میں باغی گروہ سے نہیں لڑا۔ عن حبيب بن ابي ثابت ان عمر انه قال ما انسى على شئى الا اني لم اقاتل مع علي بن ابي طالب الفئته الباغيه یعنی حبیب بن ابی ثابت کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی بات کی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر میں باغیوں کے گروہ سے نہیں لڑا۔

عن خثیمتہ بن عبدالرحمن قال سمعت سعد بن مالک و قال لہ رجل ان علیا یقع فیک انک تخلف عنہ فقال سعد واللہ انہ الرای رایتہ و اخطا رائی (اخرجہ الحاکم فی المستدرک) خثیمہ بن عبدالرحمان کہتا ہے کہ سعد ابن مالکؓ سے کسی نے کہا جناب امیر تم کو اچھا نہیں کہتے کیوں کہ تم نے ان کی بیعت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے یہ بھی ایک رائے تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری رائے غلط نکلی۔

اگر چہ بعض اصحاب بتقاضای بشریت ابتدا میں جناب امیر سے کنارہ گزین تھے مگر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقع ہونے کے بعد ان کی مخالفت اور کنارہ گزینی جاتی رہی تھی۔ **قال الشعبی ما مات مسروق حتی تاب الی اللہ من تخلفہ عن القتال مع علی (اسد الغابہ)** یعنی شعبی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسروق رضی اللہ عنہ نہیں فوت ہوئے تھے جب تک کہ انہوں نے خدا کی جناب میں جناب امیر سے جنگ میں مخالفت کرنے سے توبہ نہیں کی۔

(تیسرا وہم) امیر معاویہ کی نسبت خطای منکر تجویز کرنے سے الصحابتہ کلہم عدول کا کلیہ ٹوٹتا ہے۔ جس سے امور دین میں ایک بڑا بھاری تزلزل پیدا ہو جاتا ہے اور روایات کا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

لیکن الصحابہ کلہم عدول سے محفوظون عن المعاصی کسی نے مراد نہیں لیا۔ بلکہ عدل فی الروایۃ مراد لیا ہے۔ چنانچہ علامہ تاج الدین السبکی رحمتہ اللہ علیہ جمع الجوامع میں لکھتے ہیں۔ **و الا کثر علی عدالتہ الصحابتہ و قیل کغیر ھم و قیل الی قتل عثمان و قیل لا من قاتل علیا** یعنی اکثر علما صحابہ کی عدالت کے قائل ہیں۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ بھی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں بعض نے یہ کہا ہے کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک سب صحابہ عدول تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ لوگ جو جناب امیر سے لڑے ہیں وہ عدول نہیں۔

اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے الصحابتہ کلہم عدول سے صرف عدل فی الروایۃ مراد ہے۔ اگر چہ اس میں بھی بعض ائمہ نے کلام کیا ہے۔

عبارت مندرجتہ الصدر جمع الجوامع کا متن ہے۔ علامہ جلال الدین المحلی رحمتہ اللہ علیہ صاحب

نصف آخر تفسیر جلال نے جو اس کتاب پر شرح لکھی ہے جو شرح جمع الجوامع کے نام سے مشہور بین العلما ہے۔ اس کی عبارت کو ملاحظہ کیجئے۔ وہ لکھتے ہیں و الا کثر من العلماء السلف و الخلف علی عدالته الصحابته فلا یبحث عنها فی روایته و لا شهادة لا نهم خیر الامته قال صلی الله علیه وسلم خیر الامته قرنی رواه الشیخانی و من طرحاله منهم قادح کسرقته او زناء عمل بمقتضاه و قیل هم کغیر هم فیبحث عن العدالته فیهم فی الروایته و الشهادة الا من یکون ظاهر العدالته او مقطو عها کالشیخین و قیل هم عدول الی حین قتل عثمان و یبحث عن عدالتهم من قتله لوقوع الفتن بینهم من حنیئد و فیهم ممسک عن خوضها و قیل هم عدول الا من قاتل علیا فهم فساق لخروجهم علی الامام الحق (ترجمہ) اکثر علماء سلف وخلف عدالت صحابہ کے قائل ہیں کہ روایت اور شہادت میں ان کی عدالت سے بحث نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ تمام امت سے بہتر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمام امت سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ اس حدیث کو شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اگر کسی صحابی سے کوئی فعل بد سرزد ہوا ہو تو اس کے موافق عمل کیا جائے گا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ صحابہ بھی روایت اور شہادت میں مثل دیگر اشخاص کے ہیں ان کی عدالت سے بھی بحث کی جائے گی مگر وہ اصحاب جن کی عدالت ظاہر ہو مثل شیخین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے اور بعض علما کا قول ہے کہ تمام صحابی جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک عدول تھے اور ان کے قتل کے بعد ان میں فتنہ واقع ہونے کی وجہ سے ان کی عدالت سے بحث کی جائے گی۔ بعض خوض کرنے سے رکے ہوئے ہیں۔ بعض علماء کا مقولہ ہے کہ تمام صحابی عدول ہیں مگر جن لوگوں نے جناب امیر سے جنگ کی ہے۔ پس وہ لوگ فاسق ہیں امام برحق پر خروج کرنے کی وجہ سے۔

علامہ شہاب الدین بن احمد بن قاسم العبادی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح جمع الجوامع پر ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے اور اس کا نام آیات بنیات رکھا ہے۔ اس و من طرا لہ قادح کی توضیح میں لکھتے ہیں۔ بنبه به علی عدم عصمتهم یعنی صاحب متن نے اس مقولہ سے صحابہ کی عدم عصمت سے آگاہ کیا ہے۔ علامہ سعد الدین التفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں۔ ما وقع بین الصحابته من

المحاربات و المشاجرات علی الوجه المسطور فی کتب التواریخ و الذکر علی السنته الثقات یدل بظاهر علی ان بعضهم قد جائوا زعن طریق الحق و بلغ حد الظلم و الفسق و کان الباعث علیه الحقد و الفساد و اللداد و طلب الملک و ریاسات و المیل الی للذات و الشهوات ولیس کل صحابی معصوما و لا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر موسوما حاصل تقریر یہ ہے کہ صحابہ سے جو محاربات اور منازعات وقوع میں آئے وہ کتب تاریخ میں درج ہیں اور ثقہ لوگوں کی زبانوں پر مذکور ہیں بظاہر اس امر پر دال ہیں کہ بعض صحابہ طریق حق سے تجاوز کر کے حد فسق وظلم کو پہنچ گئے اور باعث اس کا کینہ اور عناد اور حسد اور شدت خصومت اور طلب ملک و ریاست وشہوت نفسانی کی طرف میلان تھا۔ کیونکہ ہر صحابی معصوم اور ہر شخص کہ جس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے نیکی کے ساتھ موسوم نہ تھا۔

ان تمام مباحث سے ثابت ہوا کہ الصحابۃ عدول سے عدل فی الروایۃ مراد ہے نہ معصوم عن المعاصی۔ اور صحابہ عدول نے الروایۃ اس لیے تسلیم ہوئے ہیں کہ جب علماء نے طبقات رجال میں قوانین جرح وتعدیل کو جاری کیا ہے تو صرف یہ نسبت دیگر طبقات کے صرف صحابہ ہی کا گروہ وضع حدیث بچتا ہوا پایا ہے۔

(چوتھا وہم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اہل شام جن میں بعض صحابہ بھی شریک تھے موعود بوعید نار تصور کیے جائیں گے اور وعید نار مستلزم کفر ہے۔ لیکن وعید نار بھی مستلزم کفر نہیں کیونکہ دوسرے معاصی مثل شرب خمر وزنا وسرقہ وغیرہ کی سزا بھی دوزخ ہے جو توبہ اور شفاعت نبوی اور عفو ایزدی سے ٹل سکتا ہے۔ اسی طرح سے اہل صفین کی خطا کی نسبت بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ توبہ سے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا عفو باری تعالی سے ٹل جائے۔

(پانچواں وہم) اگر جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو جناب عائشہ صدیقہ ام المومنین اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ کے محاربہ کو بھی معصیت قرار دینا پڑے گا۔ یہ وہم بھی عدم تتبع کتب سیر وتواریخ سے ناشی ہوتا ہے اس کا جواب اب چند وجوہ سے دیا جا سکتا

ہے۔

(الف) اصحاب جمل کی غرض امیر معاویہؓ کی غرض سے بالکل متابن تھی جس کی تفصیل ہم پیشتر کر چکے ہیں۔

اصحاب جمل میں کسی صاحب نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔اس لیے بعض علماء نے ان کے باغی قرار دینے میں تامل کیا ہے۔اور امیر معاویہ کو باغی اول قرار دیا ہے۔شرح مقاصد میں علامہ سعد الدین التفتا رانی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں۔و ذهب الكثيرونؒ الى ان اول من بغى فى الاسلام معاوية یعنی اکثر علماء کا یہ مسلک ہے کہ جس شخص نے کہ اسلام میں سب سے اول بغاوت کی ہے وہ معاویہ ہیں۔

(ب) تمام کتب سیر وتواریخ باآواز بلند پکار رہے ہیں کہ اصحاب جمل میں سے کسی صاحب نے بالارادہ جناب امیر علیہ السلام سے جنگ نہیں کی بلکہ جب قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی فتنہ پردازی سے رات کولڑائی شروع ہوگئی تو ناچار اصحاب جمل دفع (یعنی حفاظت خوداختیاری) کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔(قال العلامته سعد الملته و الدين التفتازانى فى شرح المقاصد و المحققون من اصحابنا رحمهم على ان الحرب الجمل كانت فلتته لامن قصد من الفريقين بل كانت تهيجا من قتل عثمان رضى الله عنه حين صاروا فرقتين و اختلطوا بالعكسرين و اقاموا الحرب خوفا من القصاص و قصد عائشه رضى الله عنها لم يكن الا اصلاح الطائفتين و تسكين الفتنه فوقعت فى الحرب) یعنی ہمارے محقق اصحاب رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ حرب جمل بلا قصد فریقین ناگہانی طور پر واقع ہوگیا تھا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی انگیز تھی کہ وہ لوگ دو گروہ بن کر دونوں لشکر پر جا پڑے اور قصاص کے خوف سے فتنہ اٹھا دیا۔جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصد دونوں گروہوں میں صلح کرانے اور فتنہ کے فروکرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔لیکن لڑائی میں پھنس گئیں۔

(ج) اصحاب جمل سے کوئی صاحب خلیفہ وقت سے انتزاع خلافت کا قاصد نہیں ہوا۔اور نہ کوئی جناب امیر کی مخالفت پر مصر ہو کر قتل ہوا ہے۔چنانچہ لڑائی کی رات کو جب ظلمت شب مرتفع ہوگئی اور

صبح نمودار ہوئی اور جناب طلحہ رضی اللہ عنہ پر حقیقت حال کا انکشاف کیا گیا۔ فوراً محاربہ سے کنارہ کش ہو گئے اور مروان بن الحکم کے ہاتھ سے تیر کھا کر شربت شہادت نوش کیا۔ علامہ ابن عبد البر رحمتہ اللہ علیہ استیعاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ قال اهل العلم ان علیاد عاه فذکره اشیاء من سوابقته و فضله فرجع طلحته عن قتال علی ما صنع الزبیر و اعتزل فی بعض الصفوف و رماه ابن الحکم فقتله و لا مختلف العلماء الثقات فی ان مروان قتل طلحته یومئذ و کان فی حربه یعنی اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے سابقت اور فضل کو بیان کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ لڑائی سے واپس ہو کر زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح سے فوج کی صفوں سے علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم نے تیر مار کر ان کو شہید کیا۔ اور علماء ثقات سے بھی کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ جناب طلحہ کو اسی دن مروان نے قتل کیا ہے اور مروان حضرت طلحہ کے گروہ میں سے تھا۔ و عن یحیی بن سعید قال قال طلحته یوم الجمل. ندمت ندامته الکسی فما. شربت رضی بنی جرم برغمی. اللهم خذمنی لعثمان حتی ترضی. فرماه مروان بسهم فی رکتبه (اخرجه ابو دائود صاحب الا ستیعاب ابن الاثیر فی اسد الغابه و محب الطبری فی الریاض) بلکہ جناب طلحہ کا تجدید بیعت کرنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ از ثور بن حجر آمدہ کہ گفت گذشتم بطلحہ بن عبداللہ یوم الجمل و وی افتادہ بود بر زمین در آخر رمق پس استادم بر دوی و برداشت مر خود را و گفت بدرستی ہر آئینہ مے بینم روی مروی را کہ گویا قمر ست بگو کیستی گفت از اصحاب امیر المومنین علی گفت فراخ کن دست خود را تا بیعت کنم ترا پس فراخ کردم دست خود را پس بیعت کرد۔ سپرد جان خود را پس آمدم نزد علی و خبر دادم او را بقول طلحہ پس گفت اللہ اکبر اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا کردہ خدا تعالیٰ کہ دارد طلحہ را در بہشت مگر آنکہ بیعت من در گردن او راشد۔ انتہی کلامہ۔

اور جناب زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تمام کتب تواریخ با آواز بلند شہادت دیتی ہیں کہ جب معرکہ کارزار گرم ہوا جناب امیر نے ان کو بلا کر متنبہ کیا وہ فوراً اصحاب جمل کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو

چلے گئے اور وادی سباع میں پہنچ کر عمرو بن جرموز کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ قال عبد البر فی الاستیعاب ثم شهد الزبیر یحمل فقاتل فیه ساعته فناداه علی و انفرد به فذکره ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال له وقد وجد هما یضحکان بعضهما الی بعض اما انک ستقاتل علیا و انت له ظالم فذکر ذلک الزبیر فانصرف عن القتال نادما مفارقا للجماعته التی خرج فیها منصرفا الی المدینته فاتبعه ابن جرموز فقتله بموضع یعرف بوادی السباع و جاء بسیفه الی علی فقال بشر قاتل ابن صفیه بالنار یعنی پھر زبیر رضی اللہ عنہ فوج سے باہر نکل کر حملہ آور ہو گئے اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے پھر جناب امیر نے ان کو بلایا اور تنہائی میں ان سے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا کہ تم نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے ہوئے پا کر پوچھا تھا اور حضرت نے فرمایا تم عنقریب علی سے لڑائی کرو گے اور تم ان پر ظلم کرو گے۔ جب جناب امیر نے ان سے اس کا تذکرہ بیان کیا وہ لڑائی سے نادم ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابن جرموز نے ان کا پیچھا کیا اور وادی سباع میں ان کو شہید کیا اور ان کی تلوار لے کر جناب امیر کے پاس حاضر ہوا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری ہو۔

تنبیہ: صفیہ ابن عبد المطلب جناب زبیر کی والدہ جناب امیر کی پھپی تھیں اور جناب زبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے عم زاد بھائی تھے اسی لیے جناب امیر فرمایا کرتے تھے۔ اخواننا بغونا. یعنی ہم پر ہمارے بھائیوں نے بغاوت کی ہے۔

اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نادم ہونا تمام کتب سیر اور رجال سے ظاہر ہے۔ ابو البرکات عبد اللہ ابن احمد بن محمد النسفی رحمتہ اللہ علیہ الاعتماد فی الاعتقاد میں لکھتے ہیں و کذا عائشته و ندمت علی ما فعلت و کانت تبکی تبل حتی خمار هار و شرح فقه اکبر للملا علی القاری یعنی اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اظہار ندامت فرماتی رہیں اور یہاں تک کہ رو دیا کرتی تھیں کہ ان کے سر کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی۔

عن جابر قال دخلت علی عائشته یوما و قلت لها ما تقولنی فی علی فاطرقت راسها

ثم رفعته و قالت. اذا التبر جک علی المحک + تبین غشته من غیر شک + و فینا الغش و الذهب المصطفے + علی نبینا شبه المحک (اخرجه الشیخ الحافظ الرزندی فی درر السمطین) یہ ایسے واقعات ہیں جن سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ امیر معاویہ کا حرب صفین میں جس کا ٹنٹا ایک مدت مدید تک جاری رہا اور جنگ جمل کا خاتمہ ایک ہی روز ہو گیا برابر ہے۔ اور جس طرح سے امیر معاویہ مورد اعتراض ہیں اسی طرح سے اصحاب جمل بھی ہیں جن کی برات خود امیر علیہ اسلام سے مروی ہے۔ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں۔ قد روی عن علی قال الله و لا ارجوان اکون انا و عثمانؓ و طلحته و الزبیر ممن قال تبارک و تعالی و نزعنا فی صدور هم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنی جناب امیر سے منقول ہے کہ فرماتے تھے خدا کی قسم ہے میں امید کرتا ہوں کہ میں اور جناب عثمان اور طلحہ اور زبیر ان میں سے ہوں گے جن کی نسبت خدا تعالی نے فرمایا۔ اور نکال ڈالی ہم نے جو ان کے جیون میں تھی خفگی بھائی ہو گئے۔ تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے یہ جلیل القدر صحابہ اخص الخواص مہاجر عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کہلائے جاتے ہیں۔ ان کے فضائل و مناقب متواترات کی حد تک پہنچ چکے ہیں اور جناب امیر کے مناقب کے ہم پلہ خیال کیے جاتے ہیں۔ اس کے ماسوا خود جناب امیر نے ان کی برات کی نسبت شہادت دی ہے۔ باوجود ان حالات کے پس کیونکر ان کی ذوات مقدسہ سے صدور معصیت کا گمان کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ان کا نکاح جناب امیر پر خروج کرنا یا نکث و بیعت کرنا تو ثابت ہے جس کو خطائی الاجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں وبود طلحہ روز جمل با عائشہ رضی اللہ عنہا بجہت خطا و راجتہاد۔

لیکن جس طرح سے کہ ان کا خروج ثابت ہے اسی طرح سے ان کی توبہ اور ندامت اور رجوع بھی ثابت ہے۔

برخلاف ان امور کے امیر معاویہ بقولے پانچ سال اور بقولی چار سال تک جناب امیر سے جنگ کرتے رہے اور اپنی خطا پر مصر رہے۔ چنانچہ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں۔ فحارب

معاویۃ علیا خمس سنین وقال ابوعمر صوابہ اربع سنین یعنی جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ پانچ سال تک لڑتے رہے ابوعمر کہتے ہیں ٹھیک بات یہ ہے کہ چار سال تک لڑے ہیں۔

بلکہ مخالفت ہی پر مصر نہیں ہے تسخیر بلاعود اور دعوی خلافت کو منظور نظر رکھ کر امیر علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ سے کبیر الروم کو نذر دے کر صلح کر لی۔

اگر امیر معاویہ کو انتزاع خلافت مدنظر نہیں تھا تو محمد بن ابی بکر جناب امیر کے عامل سے مصر کو کیوں چھین لیا تھا۔

بعض لوگ بمقابل جناب امیر علیہ السلام کے امیر معاویہ کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں اور ان کے مناقب اصحاب جمل کے مناقب کے ہم پلہ ٹھہرائے جاتے ہیں۔ لیکن اصحاب جمل کے مناقب مثبتہ اور امیر معاویہ کے مناقب غیر مثبتہ زمین وآسمان کا فرق ہے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عفت پر قرآن ناطق ہے۔ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل متواترات سے مسلم اور مثبوت ہیں۔ امیر معاویہؓ کے فضائل ومناقب کا یہ حال ہے کہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی علیہ الرحمتہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ وگفتہ اند محدثان ثابت نشدہ در فضل معاویہ ہیچ حدیثے امام ابو عبدالرحمن بن شعیب النسائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ما اعرف لہ فضیلتہ الا لا اشبع اللہ بطنہ** یعنی میں امیر معاویہ کی فضیلت بجز اس کے نہیں جانتا کہ حضرت نے فرمایا ہے خدا اس کے پیٹ کو نہ بھرے۔ دوسرے مقام پر مقولہ **اما یرضی معاویتہ ان یخرج راسا براس** زبان پر لاتے ہیں یعنی معاویہ اس پر راضی نہیں کہ سر بسر نجات پا جائے۔ **قال محمد بن اسحاق الا صفهانی سمعت مشائخنا بمصر یقولون ان ابا عبدالرحمن النسائی فارق مصر فی اخر عمره و خرج الی دمشق فسئل عن معاویته و ما روی من فضله فقال اما یرضی معاویه ان یخرج راسا براس حتی یفضل و فی روایته ما اعرف له فضیلته الا لا اشبع الله بطنه (وفیات الا عیان لا بن خلکان و مراة الجنان للامام عبدالله الیافعی)** محمد بن اسحق الاصفہانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخوں کی زبان سے سنا ہے کہ امام ابوعبدالرحمن النسائی علیہ الرحمتہ اپنی آخر عمر میں مصر کو چھوڑ کر دمشق چلے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے ان سے امیر معاویہ کے

فضائل ومناقب کی نسبت پوچھا امام نسائی نے جواب دیا۔ کہا امیر معاویہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے کہ وہ نجات ہی پا جائیں کہ ان کے فضائل کو بیان کیا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ امام نسائی نے فرمایا مجھے ان کی کوئی فضیلت معلوم نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس کے پیٹ کو نہ پر کرے۔ **عن ابن عباس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعث معاویه لیکتب فقیل له انه یا کل فقال صلی الله علیه وسلم لا اشبع الله بطنه (اخرجه ابو دائود الطیالسی)** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جنابِ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو معاویہ کے بلانے کے لیے بھیجا وہ آ کر کہنے لگا وہ کھانا کھا رہے ہیں حضرت نے ارشاد کیا خدا اس کے پیٹ کو پر نہ کرے۔

بعض اشخاص ان کی فضیلت یہ بیان کرتے ہیں وہ کاتب الوحی تھے۔ خیال کرنا چاہیے کہ اگر کتابت وحی سے کسی قسم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو وہ مروان بن الحکم کے لیے بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

لیکن امیر معاویہ کے کاتب الوحی ہونے میں بھی محدثین کا اختلاف ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں واما معاویۃً بن ابی سفیان کنیت کردہ میشو و بابی عبدالرحمٰن یکے از انجلمہ است کہ مینوشت برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبعضے گونید وحی۔ صاحب جامع الاصول میگوید کتاب نشدست در مواہت لدینہ میگوید وی مشہور ست بکتابت وحی وبعضے گویند وی نمینوشت وحی را بلکہ مینوشت کتب ومناشیر را۔

ماسوا اس کے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت زیادہ تر جامع القرآن ہونے کی وجہ سے ہے۔ جس کا ثواب ان کو تا بروز قیامت ہوتا رہے گا۔ اور جس قدر کہ دنیا میں لوگ قرآن شریف پڑھنے والے ہیں یا ہوتے چلے آئے ہیں یا ہوتے رہیں گے ان کے پڑھنے پڑھانے کا ثواب حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کے نامہ اعمال میں مثبت ہو رہے گا۔

(چھٹا وہم) اگر امیر معاویہ اور باغی ہوتے تو جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کیوں خلافت ان کے سپرد فرماتے۔

لیکن یہ وہم بھی بالکل بیجا ہے۔ کیونکہ امارت عامہ کی تفویض ایسے شخص کے ہاتھ میں کرنے سے جو

پیشتر باغی رہ چکا ہو۔ اور پھر تائب ہو کر کتاب وسنت اور سیرت شیخین کے اتباع کا عہد کرتا ہو۔ کوئی اعتراض جناب امام حسن علیہ السلام کے خدام کی طرف عاید نہیں ہو سکتا۔ جناب امام نے جو عہد کہ امیر معاویہ سے تفویض امارت کے وقت لیا ہے وہ سابقہ اعمال سے بمنزلہ توبہ کے تصور کیا جا سکتا ہے۔

لیکن جناب امام کی امارت عامہ تفویض کرنے سے امیر معاویہ کا سابقہ امور میں محفوظ عن الخطا ہونا کسی طرح سے ثابت نہیں ہوتا۔

اس کی ٹھیک مثال ایسے ہے کہ ایک گاؤں کے مالک نے غلہ کا انبار مساکین پر خیرات کرنے کے لیے جمع کیا ہو۔ ایک رہزنوں کا سردار اسے غارت کرنا چاہے۔ مالک اس کی حفاظت کے واسطے اس سے جنگ کرے۔ پھر ایک مدت کے بعد مالک فوت ہو جائے۔ اور اس کا بیٹا ان رہزنوں کے سردار سے یہ عہد لے کہ وہ غلہ کا انبار اس کے سپرد کردے کہ یہ غلہ ہم اس شرط پر تمہارے سپرد کرتے ہیں کہ تم مساکین پر صرف کیا کرو۔ اور اس میں خیانت نہ کرو۔ اور اس تفویض سے فتنہ وفساد فرو ہو جائے اور خون ریزی مٹ جائے۔ تو اس غلہ کے مالک کی نسبت جوان غارت گروں سے حفاظت غلہ کے لیے جنگ کرتا تھا کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور نہ اس مالک کے بیٹے پر جس نے یہ عہد لے کر غلہ ان رہزنوں کے سپرد کر دیا ہے اور غلہ کی حفاظت سے نہ اپنا ہی پیچھا چھڑایا ہے بلکہ ایک خلق خدا کو ناحق کے کشت وخون سے بچایا ہے۔

اور نہ ان رہزنوں کا افسر جس زمانہ تک کہ غلہ اس کی تفویض نہیں ہوا تھا اور وہ اس میں بے جا تصرف کرنا چاہتا تھا اعتراض سے بچ سکتا ہے۔

البتہ اگر اس عہد کے بعد وہ اپنے قول وفعل میں صادق نکلے اور غلہ کو عہد کے موافق مساکین پر صرف کرتا رہے تو یہ خیال کیا جائے گا کہ اس نے اپنے اعمال سابقہ سے توبہ کی ہے اور اب اس کو غلہ میں تصرف کرنا جائز ہو گیا ہے اگر پھر راہزن یا اس کا جانشین عہد سے انحراف کر کے شرائط کو پورا نہ کرے تو پھر غاصب متصور ہو گا۔ اور اس کے ساتھ اس عہد گیرندہ یا اس کے جانشین پر جہاد واجب ہو جائے گا۔

چنانچہ اسی بناء پر جناب امام حسین علیہ السلام نے امیر معاویہؓ کے جانشین یزید پلید کو جبکہ وہ شرب خمر

کرنے لگا اور حقوق الناس میں اور حدود اللہ سے تجاوز کر کے بہن اور بھائی کی شادی کا مجوز ٹھیرنے لگا۔ تو متنبہ کرنا چاہا تھا۔ اور حضرت امام علیہ السلام اس خروج میں محق تھے۔ کیونکہ خلافت دراصل انہیں کا حق تھا۔

(ساتواں وہم) جب جناب امام حسن علیہ السلام خلافت کو ترک کرنا چاہتے تھے۔ تو امیر معاویہ کو تفویض خلافت کے لیے کیوں انتخاب کیا تھا۔ اور خلافت کسی دوسرے کو کیوں سپرد نہیں فرمائی تھی۔ جناب امام کے اس انتخاب سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ امیر معاویہ اپنے عہد میں افاضل صحابہ میں سے ہوں گے جن کی وجہ سے جناب امام نے خلافت ان کے سپرد فرمائی ورنہ حضرت امام کسی دوسرے کو اس منصب کے لیے منتخب فرماتے۔

یہ وہم بھی عدم تتبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے کیونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے خلع خلافت کے وقت امیر معاویہ کو امارت عامہ اس وجہ سے سپرد فرمائی تھی اور دوسرے کو اس لیے منتخب کیا تھا کہ بغیر اس کے خون ریزی کا انسداد محال تھا۔ اگر جناب امام حسن کسی اور صحابی کو امارت سپرد فرماتے تو ضرور امیر معاویہ ان سے بھی وہی معاملہ کرتے جو جناب امیر علیہ السلام سے کیا تھا۔

اس کے ماسوا خلافت راشدہ کا زمانہ منقضی ہو چکا تھا۔ اب مملکت عضوضہ کے عہد کی صبح نمودار ہونے والی تھی۔ بجز امیر معاویہ کے اور کوئی صحابی اس کو پسند نہیں کرتا تھا بمجوائے اعط القوس باریہا جناب امام نے امیر معاویہ کو اس منصب کے لائق سمجھا اور جس امر کے لیے وہ برسوں سے کشت و خون کر رہے تھے ان کے حسب منشاء انہیں کے سپرد کیا۔

اب رہا یہ امر کہ امیر معاویہ تفویض امارت کے بعد بھی امام ہوئے ہیں یا نہیں اس کی نسبت اہل سنت و جماعت میں باہم اختلاف ہے۔ فخر الاسلام حسن بزودی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ **اما بعد موت علی معاویه هل صارا ما قال بعض اهل السنته و الجماعته صار اماما و قال بعضهم لم یصر اما ما انه لم یکن افضل الصحابته بعد علی بل کان من الصحابته یومئذ هو افضل منه بکثیر فی النسب و اعلم و التقوی و الشجاعته و لان احدا من الصحابته لم یره امام حق و لم یعقد له عقدا لا امامته و معاویته ما کان من جملته الخلفاء و**

لکن کان من جملته الملوک یعنی جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی امیر معاویہ امام ہوئے ہیں یا نہیں بعض اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ امام ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہوئے لیکن ان لوگوں کے قول کی وجہ کہ جو کہتے ہیں کہ امام نہیں ہوئے یہ ہے کہ امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد اس وقت کے موجودہ اصحاب سے افضل نہیں تھے بلکہ اس وقت ایسے اصحاب موجود تھے جو نسب اور علم اور تقوی اور شجاعت میں امیر معاویہ سے بدر جہا افضل تھے اور امیر معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ بادشاہوں میں سے تھے اس لیے کسی صحابی نے ان کو امام نہیں روایت کیا اور ان پر امامت کا عقد نہیں ہوا۔

اسی واسطے اہل علم امیر معاویہ کو خلفاء سے نہیں شمار کرتے بلکہ ملوک میں سمجھتے چلے آئے ہیں۔ تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین السیوطی ابن ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب مصنف سے نقل کرتے ہیں۔ عن سعید بن جمهان قال قلت لسفینته ان بنی امیه یزعمون ان الخلافته منهم قال کذبوا الزرقاء بل هم ملوک من اشد الملوک و اول الملوک معاویہ یعنی سعد بن جمہان کہتے ہیں میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بنی امیہ اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہیں وہ کہنے لگے یہ گنجی عورت کے جنے جھوٹ بکتے ہیں یہ لوگ سخت ترین بادشاہوں میں سے ہیں اور ان میں سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے۔

فخر الاسلام بزودی رحمتہ اللہ علیہ المیسر میں لکھتے ہیں و معاویته ما کان من جملته الخلفاء و لکن کان من جملته الملوک علی ماروینا عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال الخلافته بعدی ثلاثون سنته ثم بعده ملک عضو من و قد تم ثلاثون سنته بعلی (انتهی کلامه) یعنی معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ ملوک میں سے تھے بدلیل اس حدیث کے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہے گی پھر ایک درندہ بادشاہی ہوگی۔ اور تیس برس جناب امیر علیہ السلام تک پورے ہو چکے تھے۔

(آٹھواں وہم) سواد اعظم اہل سنت و جماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خطائی الاجتہادی ہے۔ اور وہ اس میں معذور بلکہ ماجور اور مصاب تھے اس کے برخلاف خطائے منکر کا قائل

ہونا ان کو باغی اور عاصی قرار دینا۔ خارق سواد اعظم بننا اور من شذ شذ فی النار کے زمرہ میں داخل ہونا ہے۔

یہ ایک بڑی دلیل ہے جو اہل صفین کی برات پر پیش کی جاتی ہے۔ لیکن اس میں بوجوہ متعددہ نظر ہے۔ (الف) اگر غور کیا جاوے تو بھی دلیل امیر معاویہ اور ان کے متبعین پر منقلب ہوتی ہے۔ کیونکہ جناب امیر کی خلافت کا انعقاد اہل حدوعقد کے اتفاق سے ہوا ہے۔ اور حضرت نے اہل صفین کے مقابلہ میں اسی دلیل کو پیش بھی کیا ہے۔ امیر معاویہ کی شرکت میں چند صحابہ جن کی تعداد جمع قلت سے تجاوز نہیں کرتی اہل شام کے نومسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ (جن کے امور دین میں ماہر ہونے کی نسبت مسعودی علیہ الرحمتہ نے مروج الذہب میں ایک مضحکہ خیز کی حکایت لکھی ہے جو ہدیۂ ناظرین ہے۔ قال رجل من اخواننا من اهل العلم كنا في دمشق الشام نبحث عن معاويته و علي و كان قوم من العامته ياتون يستمعون منافقال لي ذات يوم بعضهم و كان اعقلهم و اكبرهم لحيته كم تطيون في علي ومعاويته فقلت فما تقول في ذلك قال من تريد قلت علي ما تقول فيه قال ليس هم ابو فاطمه قلت و من كانت الفاطمته قال امراة النبي صلى الله عليه وسلم بنت عائشته اخت معاويته قلت فما كانت قصته علي قال قتل غزاة حنين مع رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی ہمارے اہل علم بھائیوں میں سے ایک شخص ذکر کرتا ہے کہ ہم دمشق الشام میں جناب امیر علیہ السلام کی نسبت بحث کیا کرتے تھے عوام الناس شامی ہماری گفتگو سنا کرتے تھے ایک روز ان میں سے ایک لانبی داڑھی والا جوان میں نہایت عقلمند سمجھا جاتا تھا آ کر ہم سے کہنے لگا کب تک تم علی اور معاویہ کے جھگڑے کو طول دو گے۔ میں نے کہا تیری اس میں کیا رائے ہے۔ کہنے لگا تو کس کی نسبت پوچھتا ہے میں نے کہا علی کی نسبت کہنے لگا وہی علی جو فاطمہ کے باپ تھے۔ میں نے کہا فاطمہ کون تھیں کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی معاویہ کی بہن۔ میں نے کہا اچھا تو یہ بتا کہ علی کا قصہ کیا ہے وہ بولا غزوہ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کی تھی) اس سواد اعظم کے خارق متصور نہیں کیے جاتے کہ جس پر تمام افاضل صحابہ اور مہاجرین و انصار اہل حل و

عقد کا اجماع ہو چکا تھا۔ پس وہ اہل سنت و جماعت کا گروہ جو امیر معاویہ کے خطائے منکر کے قائل ہیں کیونکر سواد اعظم کے خارق متصور کیے جاسکتے ہیں۔

جبکہ اہل صفین کے دہن پر صحابہ کرام و اہل بیت عظام و انصار مدینہ کے سواد اعظم (کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک اجماع دراصل انہیں کے اتفاق اراء سے مراد ہے) کی مخالفت سے کسی قسم کا دھبہ نہیں لگتا پس اگر کوئی شخص بعض کتب مشہورہ کے برخلاف اہل صفین کی معذوری کو نہ تسلیم کرے اور بقول مولانا جامی علیہ الرحمتہ اختلافی کہ داشت با حیدر۔ درخلافت صحابی دیگر۔ حق درآنجا بدست حیدر بود۔ جنگ با او خطای منکر بود۔ کا قائل ہو تو اس کو کیوں خارق اجماع کہا جاسکتا ہے۔

(ب) یہ حجت خطابیات کی قسم ہے نہ برہانیات سے۔ ایسے دلائل اقناعیات پر اکتفا کر لینا اتیان حجت سے عجز کی دلیل ہے۔ اس سے مخالفین کی زبان طعن کشادہ ہوتی ہے۔ اہل سنت و جماعت کی مخالفت کہہ سکتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے ایسے دعوی بے دلیل اور امر خلاف بداہت پر اتفاق کر لیا ہے تو ان کے دوسرے دلائل اور مقدمات مسلمہ بھی اسے قبیل سے ہوں گے۔

(ج) اگر اتباع سواد اعظم سے صرف اتباع کثرت اراء مراد ہے تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ورنہ حنبلی المذہب جن کی جماعت بمقابلتہ احناف کی نہایت قلت کے ساتھ اسلامی دنیا میں آباد ہے۔ من شذ شذ فی النار کے مورد سمجھے جاتے۔

سواد اعظم سے اجماع امت مراد ہے اس مبحث میں چند علما کے اقوال نقل کرنے سے اجماع ثابت نہیں ہوتا بلکہ اگر تلاش کیا جائے تو صحابہ کی جماعت سے کسی صاحب کا پتہ نہیں ملتا کہ اس نے اہل صفین کی برائت پر کسی قسم کا اشارہ بھی کیا ہو۔ بلکہ جناب امیر کے ساتھ سب صحابہ کرام کی شرکت اور اہل صفین کے مقاتلہ کرنے سے بھی متبادر ہوتا ہے کہ سب بزرگوار رضوان اللہ علیہم اجمعین خلیفہ وقت کے ساتھ ان کی مخالفت کو بغاوت اور اس بغاوت کو عصیان سمجھتے تھے۔ اور ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب جانتے تھے۔

اس کے ماسوا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت نے ان کو بھی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا عمار ستقتلک الفئتہ الباغیتہ یاد دلایا تھا۔ جس سے وہ یقیناً اہل صفین کو۔ خاطی۔

باغی۔ عاصی سمجھتے تھے۔ اوران کوایسا ہی سمجھنے میں بمعیت امام وقت انہوں نے اجماع کرلیا تھا۔ اور ان کا اجماع ستقتلک الفئته الباغیته سے منصوص تھا۔

احادیث متعلق شہادت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۱) عن ام المومنین ام سلمته رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعمار تقتلک اتفته الباغیته (اخرجه المسلم و الترمذی و النسائی و احمد) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

(۲) عن ام سلمته قالت لما کان یوم الخندق و هو یعطیهم اللبن و قد اغبر شعرة صدرة قالت فو الله ما نسیت و هو یقول اللهم ان الخیر خیرا لا خره + فاغفرا لا انصار و المهاجره + و قالت جاء عمار فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم تقتلک الفئته الباغیته (اخرجه النسائی) ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے تھے اور آپ کے سینہ اقدس کے بال مبارک گرد آلود ہو گئے تھے۔ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں واللہ مجھے اب تک یاد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔ بہ تحقیق نیکی آخرت کی نیکی ہے اے پروردگار تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے اتنے میں عمار آئے حضرت نے ان سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

(۳) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قاتل عمار و سائبه فی النار (اخرجه الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمار کا قاتل اور ان کو برا کہنے والا دوزخ میں ہوگا۔

(۴) عن ابی سعید الحذری رضی الله عنه قال حدثنی من هو خیر منی ابو قتادة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعمار تقتلک الفائته الباغیته (اخرجه النسائی) ابوسعید رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ مجھ سے اس نے بیان کیا جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا

کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

(۵) عن ابی سعید الحذری رضی اللہ عنہ قال کنا نعمر المسجد و کنا نحمل لبنته لبنته وعمار لبنتین لبنتین فراہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ینفض التراب عن راس عمار و ھو یقول یا عمار لا تحمل کما یحملون اصحابک قال انی ارید الاجرۃ من اللہ قال فجعل نیفض التراب عنہ و ھو یقول یا عمار تقتلک الفئته الباغیته (اخرجہ الخوارزمی) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مسجد نبوی کی تعمیر کر رہے تھے ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا آپ عمار کے سر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا تم کیوں اپنے دوستوں کی طرح سے ایک ایک اینٹ نہیں اٹھاتے عمار نے عرض کیا میں خدا سے اجرت چاہتا ہوں حضرت نے ان کے سر سے مٹی جھاڑ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

(۶) عن ابی سعید الحذری قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین و القاسطین و المارقین فقلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرتنا بقتال ھئو لاء فمع من قال مع علی ابن ابی طالب معہ یقتل عمار ابن یاسر (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لیے تو حکم دیا ہے مگر کس کی معیت میں فرمایا علی بن ابی طالب کی معیت میں اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر بھی قتل ہوں گے۔

(۷) عن حبته العرنی قالت لحذیفته بن الیمان رضی اللہ عنہ حدثنا فانانخاف الفتن فقال علیکم بالفئته التی فیھا ابن السمیه فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تقتلہ الفئته الباغیته (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حبہ بن عرنی ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں کچھ بتا دو کیونکہ ہم فتنوں سے ڈرتے ہیں وہ کہنے لگے تم کو لازم ہے کہ اس گروہ کے ساتھ رہو جس میں ابن سمیہ یعنی عمار بن یاسر ہیں کیونکہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ہے کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

(۸) عن حبته العرنی قال شهد خزيمته فی الجمل و هو لا يسل سيفه و شهد صفين و قال لا اسلی ابدا حتی يقتل عمار فانظر من يقتله فانی سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول تقتله الفئته الباغيته قال فلما قتل عمار قال خزيمته قد ظهرت لی الضلالته ثم اقترب فقاتل حتی قتل (اخرجه الخوارزمی) حبۃ العرنی ناقل ہیں کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ جمل میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے نیام سے شمشیر نہیں نکالی اور پھر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں کبھی تلوار نیام سے باہر نہیں نکالوں گا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں پھر میں دیکھوں گا کہ کون ان کو شہید کرتا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا جب عمار شہید ہو گئے خزیمہ کہنے لگے اب مجھے گمراہی ظاہر ہو گئی ہے۔ پھر بڑھ کر لڑے اور شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۹) عن محمد بن عمارة بن خزيمته بن ثابت شهد خزيمته الجمل و هو لا يسل سيفا و شهد صفين و ١ه يقاتل و قال لا اقاتل حتی يقتل عمار فانظر من يقلته فانی سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول تقتله الفئته الباغيته فلما قتل عمار قال خزيمه قد ظهرت الی الضلالته ثم تقدم فقاتل حتی قتل (اخرجه ابن الاثير فی اسد الغابه) عمار بن خزیمہ ثابت الانصاری سے منقول ہے کہ خزیمہ جمل میں حاضر تھے لیکن انہوں نے اپنی تلوار نہ نکالی اور پھر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نہیں لڑوں گا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کو کون شہید کرتا ہے کیونکہ میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا جب عمار شہید ہو گئے خزیمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اب گمراہی کا مجھ پر اظہار ہو گیا ہے پھر خزیمہ بڑھے اور لڑائی کی اور قتل ہو گئے۔

(۱۰) عن عمار بن ياسر قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم يا علی ستقاتلک الفئته الباغيته و انت علی الحق فمن لاينصرک فليس منی (اخرجه بن عساکر فی تاريخه) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی

عنقریب تو باغیوں کے گروہ سے لڑے گا اور تو حق پر ہو گا جو تیری مدد نہیں کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(۱۱) عن ابی عبدالرحمن قال شهد نا صفين مع علی فرایت عمار بن یاسر لا یاخذ فی ناحیته و لا واد من ادویته صفین الا رایت اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم یبته مونه کانه علم الهم (اخرجه ابن الاثیر فی اسد الغابه) ابوعبدالرحمان ناقل ہیں کہ میں صفین میں حاضر تھا میں نے دیکھا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صفین کے کسی میدان کی طرف نہیں جاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کے ساتھ نہیں ہوتے تھے گویا کہ ان کے وہ بمنزلہ ایک شان کے تھے۔

(۱۲) عن ابی البختری قال قال عمار بن یاسر یوم صفین ائتونی فاتی بشر بته لبن فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اخر شربته تشربها من الدنیا و شربها و قال ابو عبدالرحمن قال عمار الیوم القی الا حبته محمد و جزبه و قال لما قتل ادفنونی فی ثیابی فانی مخاصم (اسد الغابه) ابن البختری سے منقول ہے کہ صفین کے روز عمار بن یاسر کہنے لگے مجھے کچھ پلاؤ ان کے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا عمار کہنے لگے بہ تحقیق جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا آخری شربت جو تو دنیا سے پیئے گا دودھ ہو گا۔ پس عمار نے پی لیا۔ اور ابوعبدالرحمٰن ناقل ہے کہ اس وقت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا آج عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے ملاقات کریں گے اور جب وہ شہید ہونے کو کہنے لگے مجھے میرے کپڑوں میں ہی دفن کرنا تاکہ قیامت میں میں انہیں کپڑوں میں جھگڑوں گا۔

تنبیہ: قال ابن الاثیر و کان عمره یومئذ اربعا و تسعین سنته و قیل ثلاث و تسعون و قیل احدی و تسعون ابن الاثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی عمر اس روز چورانویں برس کی تھی اور بعض کہتے تھے ترانویں برس کی تھی اور بعض کہتے تھے اکانویں برس کی تھی۔

و قد اختلف فی قاتله فقیل قتله ابو الغادیه المزنی و قیل الجهنی طعنه فسقط فلما وقع رکب علیه اخر فاجتز راسه فاقبلا یختصمان کل واحد منهما یقول انا قتلته فقال عمرو بن العاص و الله ان یختصمان الا فی النار. و الله لو د د ت ان مت قبل

هـذا اليـوم العشـريـن سـنته (اسد الغابه) اوران کے قاتل میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ ابو الغادیہ المزنی نے قتل کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جہنمی نے ان کو نیزہ مارا تھا جب وہ گر گئے تو دوسرے ایک شخص نے ان پر چڑھ کر سر کاٹ لیا پس وہ دونوں جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک ان میں سے بھی دعوی کرتا تھا کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے۔ عمر بن عاص کہنے لگا۔ واللہ یہ دونوں نہیں جھگڑتے مگر دوزخ میں گرنے کے لیے واللہ میں اگر بیس برس اس سے پہلے مرجاتا تو اچھا تھا۔

(۱۳) عـن عبـدالـلـه بـن الـحـارث قال انی لسائر مع عبدالله بن عمرو بن العاص و مـعـاويته فقال عبدالله بن عمرو سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عمار تـقتله الفئته الباغيته قال عمرو يا معاويه اتسمع ما يقول هذا فجذ به فقال نحن قتلناه انما قتله من جاء به (اخرجه احمد و النسائی) عبداللہ بن الحارث کہتا ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کے ساتھ سفر میں تھا عبداللہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمار کی نسبت فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اس کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے معاویہ نے اسے اپنی طرف سے کھینچ کر کہا ہم نے قتل کیا ہے؟ اس نے قتل کیا ہے جو اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔

(۱۴) عـن عبدالله بن عمرو بن العاص قال لا يه حين قتل عمار و قد قال رسول الله صـلـى الله عليه وسلم ما قال فقال عمر و لمعاويته اتسمع ما يقول عبدالله فقال انما قتلـه مـن جـاء به و تسمعه اهل الشام فقالوا انما قتله من جاء به فبلغت عليا فقال ان يـكـون الـنـبـى صـلـى الـلـه عـليه وسلم قاتل حمزة لانه جاء به (اخرجه الخوارزمی) عبداللہ بن عمرو بن العاص اپنے باپ سے کہنے لگے جبکہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ جو کچھ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا فرما دیا عمرو بن العاص معاویہ سے کہنے لگا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے معاویہ کہنے لگا ہم نے عمار کو مارا ہے اس شخص نے مارا جو اس کو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ بات شامیوں نے سنی وہ بھی کہنے لگے کہ عمار کو اس نے قتل کیا جو اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔ جبکہ جناب امیر نے یہ بات سنی فرمایا پس حمزہؓ کے قاتل آنحضرت صلی اللہ علیہ ٹھیرے کیونکہ حضرت ہی ان کو

لڑائی کے لئے لے گئے تھے۔

(۱۵) عن علقمته و الاسود قال اتینا ابا ایوب الانصاری رضی الله عنه عند منصرفه عن صفین فقلنا یا ابا ایوب ان الله اکرمک بنزول محمد صلی الله علیه فی بیتک ناقته تفضلا من الله و اکرامالک حتی اناخت علی بابک دون الناس ثم جئت بسیفک علی عاتقک تضرب اهل لا اله الا الله فقال یا هذان ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امرنا بقتال ثلاث مع علی الناکثین و القاسطین و المارقین فاما الناکثون فقد قاتلنا هم و هم اهل الجمل و القاسطون فهذا منصر فنامن عند هم و الماقون فهم اهل الطرفا و النخیلات و اهل النهروان والله ما ادری این هم رکن لا من بد قتالهم انشاء الله قال و کان فی بیتی رسول الله صلی الله علیه وسلم و لیس فی البیت غیر رسول الله صلی الله علیه وسلم و علی جالس عن یمنیه و انا عن یساره و انس قائم بین یدیه اذ تحرک الباب فقال صلی الله علیه وسلم انظر یا انس من فی الباب فخرج انس فقال هذا عمار بن یاسر فقال افتح لعمار الطیب المطیب ففتح انس و دخل عمار فسلم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فرحب به رسول الله صلی الله علیه وسلم و قال انه سیکون من بعدے فتنته فی امتی حتی یختلف السیف فیما بینهم و حتی یقتل بعضهم بعضانا فاذ ارایت یا عمار ذلک فعلیک بهذا الا صلح و ان سلک الناس علی و ادنا و ادی علی ان علیا لا یدک عن هدے و لا یدلک علی ردی یا عمار طاعت علی طاعتے و طاعتی طاعت الله یا عمار بن یقدر سیفا اعار به علیه علی عدوه قلده الله تعالی یوم القیمته و شاحین من دار من یقلد سیفان اعان به عدد علی قلده الله یوم القیامته و شاحین من نار (اخرجه احمد و ابن عساکر وزاد الخوارزمی یا عمار تقتلک الفئته الباغیته و انت علی الحق و الحق معک) علقمہ اور اسود کہتے ہیں جب ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم ان کے ملنے کو گئے ہم نے ان سے کہا اے ابوایوب بے شک آپ کے گھر میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم فروکش ہوئے پروردگار نے آپ پر بڑا کرم کیا اور دوسروں کے گھر کے علاوہ حضرت کی اونٹنی آپ کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ یہ خدا کا خاص فضل تھا آپ کے لیے۔ اب آپ کلمہ کہنے والوں کے قتل کے لیے کندھے پر تلوار رکھ کر آئے ہیں۔ ابوایوب کہنے لگے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بیعت جناب امیر ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فرمایا تھا پس ناکثین اصحاب جمل ہیں۔ اور قاسطین یہ ہماری واپسی ان کے پاس سے ہے۔ اور مارقین اہل طرفا اور نخیل اور اہل نہروان ہیں واللہ نہیں معلوم کہ اس وقت وہ کہاں ہیں۔ لیکن انشاء اللہ ان کے ساتھ جنگ کرنا ضروری ہے۔ پھر ابوایوب کہنے لگے کہ میرے گھر میں حضرت رونق افروز تھے اور علی داہنی طرف بیٹھے ہوئے تھے اور میں بائیں طرف تھا۔ انس سامنے کھڑے تھے۔ ناگہاں حضرت نے فرمایا عمار پاک اور پاکیزہ کرنے والوں کے لیے دروازہ کھول دے۔ عمار نے حاضر ہو کر حضرت سے سلام عرض کیا حضرت نے جواب سلام اور مرحبا کہہ کر فرمایا اے عمار عنقریب میری امت میں فتنہ ہوگا یہاں تک کہ لوگوں میں تلوار چل جائے گی اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اے عمار جب تو لوگوں کو دیکھے کہ اپنا راستہ چل رہے ہیں تجھے لازم ہے کہ اس اصلع یعنی جناب امیر کا ساتھ اختیار کرے۔ علی تجھے ہدایت سے نہیں پھیرے گا۔ اور برائی کی طرف رہنمائی نہیں کرے گا۔ اے عمار علی کی اطاعت میری اطاعت اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے اے عمار اگر کوئی شمشیر اس لیے حمائل کرے کہ اس سے علی کے دشمنوں کی مدد کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالی آگ کی حمائل اس کی گردن میں ڈالے گا۔ خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث میں یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا اور تو حق کے ساتھ اور حق تیرے ساتھ ہوگا۔

(۱۶) عن عبداللہ بن حبیب قال اخبرنی ابی قال قال ابن عمر حین حضرہ موت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا انی لم اقاتل الفئتہ الباغیتہ (اسد الغابہ) عبداللہ بن حبیب کہتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا کہنے لگے مجھے دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں مگر یہ کہ میں باغی گروہ کے ساتھ نہیں لڑا۔

(۱۷) عن الاسود بن مسعود بن حنظلته بن خويلد قال كنت عند معاويته فاتاه رجلان يختصمان فی راس عمار يقول كلو احد منهما انا قتلته فقال عبدالله بن عمرو ليطلب احد كما نفسا لصاحبه فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول لعمار تقتلک الفئته الباغيته (اخرجه النسائی) اسود بن مسعود بن حنظلہ بن خویلد ناقل ہے کہ میں معاویہ کے پاس موجود تھا کہ دو شخص عمار کے سر کے لیے جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک ان میں یہی کہتا تھا کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو کہنے لگا تم دونوں میں سے ہر ایک کو خوش ہونا چاہیے دوسرے دوست کی ذلت پر کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عمار کو فرمارہے تھے کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

قال الامام ابو المعالی فی کتاب الارشاد حديث تقتلک الفئته الباغيته هو من اثبت الاخبار الامام ابوالمعالی کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں کہ حدیث تقتک الفئته الباغیه نہایت ثابت شدہ احادیث میں سے ہے۔

قال العلامته بن عبدالبر فی الا ستيعاب و تواترت الا خبار عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال يقتل عمار الفئته الباغيته و هذه اخباره بالغيب و اعلام نبوته صلی الله علیه وسلم و هو من اصح الاحاديث علامہ ابن عبدالبر رحمتہ اللہ علیہ استیعاب میں لکھتے ہیں متواتر حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوئی ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے عمار کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ اور یہ حضرت کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے اور نہایت صحیح احادیث میں سے ہے۔

تنبیہ: بعض متاخرین نے جو باغی کی ایک طویل لذیل تاویل کی ہے اس پر ہنسی آتی ہے صحابہ کرام کو ہرگز اس کا خیال تک بھی نہیں تھا۔

ابن طلحہ الشافعی رحمتہ اللہ علیہ مطالب السؤل میں لکھتے ہیں۔ قيل معاويته كان من كتاب النبی صلی الله علیه وسلم و كان خال المومنين فيكف يحكم عليه و علی من معه يكونهم لقتال علی بغاة فی فعلهم جائرين عن سنن الصواب يقصد هم قاصدين بما ارتكبوه

من فبهم الجبن فی زمرة الخارجين عن طاعته ربهم قلت لم احكم عليهم بصفته البغی و لو از مها و صغا و افتراء و اختراعا بل حكمت بهلا نقلا و اتباعا فانه روی الائمه الا عيان من المحدثين فی مسانيد هم الصحاح احاديث متعددة ترقع كل واحد منهم حديثه بسنده الی رسول الله صلی الله عليه وسلم قال بعمار بن ياسر تقتلک الفئته الباغيته و هذه الا حاديث لا خطل فی اسناد ها و لا اضطراب فی متونها فثبت بها ان النبی صلی الله عليه وسلم و صف الفئته القاتلته عمارا يكونها باغيته و صفته البغی لا ينفک عنها و هی لازمها. و البغی عبارة عن الظلمه و قصد الفساد فكل من كان باغيا كان ظالما جائر او كان قاسطا خارجا عن طاعته ربه فتكون الفئته القاتلته عمار امتصفته بهذا الصفات بخبر الصادق المصدوق (انهی كلامه) خلاصہ کلام فاضل یہ ہے کہ اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ امیر معاویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اور مسلمانوں کے مامون تھے تم ان پر اوران کے متبعین پر۔علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے میں کس طرح سے بغاوت کا حکم لگاتے ہو کہ وہ اپنے فعل میں راہ صواف پر بھٹکے ہوئے اور قصد البغاوت کے مرتکب اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونے والوں کے گروہ میں داخل ہونے والے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے ان پر بغاوت کی وصف اور اس کے لوازمات کا حکم بناوٹ اور جھوٹ اور اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں دیا بلکہ میں نے یہ حکم بوجہ نقل اور اتباع کے کیا ہے۔ جس کو محدثین میں سے مشہور ائمہ نے اپنی صحیح سندوں میں متعدد حدیثوں کے درمیان روایت کیا ہے اور ہر ایک ان میں سے ایک اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے۔ کہ عمار سے فرمایا تھا تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ یہ ایسی حدیثیں ہیں کہ جن کی اسناد میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہے اور ان احادیث کے متون میں بھی کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت نے عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے گروہ کا وصف باغی ہونے کے ساتھ قرار دیا ہے۔ اور بعض کا وصف اس گروہ سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ اس گروہ کے لیے یہ وصف لازم کرنے ہے۔ اور بغاوت کے معنی ظلم اور کثرت فساد کے ہیں پس جو شخص کہ باغی ہے وہ ظالم اور جائر اور عدل سے

تجاوز کرنے والا ہے اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونے والا ہے۔ پس عمار کے قتل کرنے والوں کا گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ان صفات کے ساتھ متصف ٹھہرا۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اہل صفین سے جو اشخاص کہ وصف صحابیت رکھتے تھے ان کے افعال سے اغماض بہتر ہے کیونکہ وہ لوگ اگرچہ باطل پر تھے لیکن اس فعل میں متاول تھے۔ یعنی ان کو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا۔ ورنہ وہ ہرگز ایسا ارتکاب نہ کرتے۔ چنانچہ علامہ بزودی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں و **کان علی علی الحق و معاویته علی الباطل الا انه کان متا و لا ای غیر عالما ببطلانه فیما یفعل** یعنی جناب امیر حق پر تھے اور امیر معاویہ باطل پر تھا مگر اپنے فعل میں تاویل کرنے والا تھا یعنی اس کو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ہرگز سمجھ میں نہیں آتی کہ جب جناب عمار شہید ہو گئے اور امیر معاویہ کو معلوم ہوا کہ ان کی شہادت ہمارے گروہ کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہے۔ اور ان کے قاتلوں کی نسبت حضرت نے فئہ باغیوں کا حکم لگایا ہے۔ جس کا خود ان کو بھی علم حاصل ہو گیا تھا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ پھر کونسی ایسی تاویل تھی جو ان کو اس جنگ پر مجبور کر رہی تھی۔

اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ شاید ان کو جناب عمار کی شہادت کی خبر نہ ملی ہو یا اس کے متعلق جس قدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان سے ان کو علم نہ حاصل ہوا ہو۔ لیکن یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ ان کو ان احادیث کا بخوبی علم تھا۔ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی رحمہما اللہ کی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے ان کو اس حدیث سے مطلع کر دیا تھا۔

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس فعل سے اغماض کیا جاتا تھا وہ ہرگز عمل خیر نہیں ہو سکتا کہ جس کا عامل خدا سے اجر پا سکتا ہو بعض علماء اس محاربت اور مخالفت کو حرام جانتے رہے ہیں شرح مواقف میں پیر سید شریف علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں۔ **و الذی علیه الجمهور من الامته هو ان المخطی قتلته عثمان و محاربوا علی لا نهما اما مان فیحرم القتل و الخمالفته قطعا الا ان بعضهم کالقاضی ابی بکر ذهب الی ان هذه الخطیته لا یبلغ حد الفسق و منهم من ذهب الی التفسیق کالشیعته و کثیر من اصحابنا** یعنی جمہور امت اس بات پر متفق ہیں کہ عثمان رضی

اللہ عنہ کے قاتل اور جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے والے خطا کار تھے۔ کیونکہ وہ دونوں امام تھے۔ اور ان سے مخالفت کرنا اور لڑنا قطعی حرام تھا مگر بعض شخص مثل قاضی ابوبکرؒ کے اس طرف گئے ہیں کہ یہ خطا فسق کی حد تک نہیں پہنچتا اور بعض جیسے کہ شیعہ اور ہم اہل سنت و جماعت سے بہت سے آدمی اس کے فسق ہونے کے بھی قائل ہیں۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں جناب امیر سے جنگ کرنے والوں نے آخر کار اپنی خطا سے رجوع کیا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ ان کے خطا کی تاویل کرنا چاہیے۔

بعض علماء ان کو اس اجتہاد میں معذور بلکہ عند اللہ ماجور سمجھتے رہے ہیں۔

پس ایسی صورتوں میں یہ کہنا کہ امیر معاویہ کے خطائی الاجتہاد پر اجماع ہو چکا ہے اور ان کے خطائے منکر کے قائل ہونے والے کو خارق اجماع قرار دینا نفس الامر کے بالکل خلاف ہے۔ جو لوگ کہ خطائی الاجتہاد کے قائل ہوئے ہیں ان کی کثرت صرف اس وجہ سے نظر آتی ہے کہ ان کو مذکورۃ الصدر اوہام میں سے کوئی نہ کوئی وہم لاحق ہوا ہے جس کی وجہ سے ان کو یہ مسلک اختیار کرنا پڑا ہے۔

دوسرے لوگوں نے ان کے اقوال کو اس وجہ سے رد نہیں کیا کہ اول تو کوئی غرض دینی اس مبحث کے متعلق نہیں تھی۔ جس میں ان کو کد کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ دوم اس رد و قدح میں بعض لوگوں کے عیوب ظاہر کرنے پڑتے تھے جن پر کہ صحابیت کے لفظ کا اطلاق ہوتا تھا اس لیے ان لوگوں نے خاموش رہنے کو بحث کرنے پر اختیار کیا۔ ان کے بعد ان کے خلاف بغیر اس کے کہ اپنے اسلاف کو مرکوز خاطر کو سمجھتے ہوئے اسی لکیر کو پیٹتے رہے۔ اس کے سوا ہم لوگوں کی کتب بینی اس قدر وسیع نہیں ورنہ متقدمین کی کل کتابیں ہم کو دستیاب ہو سکتی ہیں کہ طبقہ اول کے علما سے متاخرین تک کے اقوال اس مبحث کے متعلق ہماری نگاہوں سے گذرے ہوں۔ پس کس طرح سے بالجزم یہ کہا جا سکتا ہے کہ کثرت آراء امیر معاویہؓ کے خطائی الاجتہاد کی طرف ہے۔

باوجود اس کے اگر تلاش کیا جائے تو اکثر ایسے محدثین بھی نکلیں گے جن کی رائے خطائی الاجتہاد ہی

کی طرف رجحان رکھتی ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی کتاب روضۃ الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ شرح التحفۃ العلویہ میں لکھتے ہیں۔

قال النواصب قد اخطاء معاویته فی الاجتهاد و اخطا فیه صاحبه و العفو فی ذلک مرجو لفاعله و فی اعالی جنان الخلد راکبه قلنا کذبتم فلم قال النبی لنا فی النار قاتل عمار و سالبه و اما دعوی الاجتهاد لمعاویته فی قتاله الا کدعوی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الاخرین مجتهد فی قتله لعلی کما حکاه عنه الحافظ بن حجر فی تلخیصه و اذا کان من ارتکب هواه و نفق باطلا یروج به ما یراه اجتهاد الم یبق فی الدنیا مبطل ادلا بات احد منکر الا و قد اهب له غدرا ناصبی گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ ان کے دوست سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوا ہے جس کے فاعل کے لیے خدا کی عفو کے امید کی جا سکتی ہے اور وہ جنت خلد کے درجات عالی میں ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ تم لوگ جھوٹ بکتے ہو اگر تمہارا قول سچا ہے تو پھر حضرت نے ہم سے یہ کیوں فرمایا تھا کہ عمار کا قاتل اور اس کے مقتول ہونے کے بعد اس کے ہتھیار لے جانے والا جہنم میں ہوگا۔ امیر معاویہ کے لیے ان کی جنگ کے بارے میں اجتہاد کا دعوی کرنا ایسا ہے جیسے کہ ابن حزم باوجود اس قدر علم وفضل کے ابن ملجم اشقی الاخرین کو جناب امیر کے قتل میں مجتہد قرار دیتا ہے چنانچہ ابن حجر نے تلخیص میں ابن حزم سے اس بات کو نقل کیا ہے جبکہ کوئی شخص اپنی ہواؤں کے گھوڑے پر سوار ہو کر ہذیان بکنا شروع کرے تو جسے چاہے اجتہاد کہے ایسی ایسی تاویلات سے دنیا میں کوئی امر باطل نہیں رہے گا جس کے لیے عذر نہ گھڑ لیا جائے۔

قال عمر بن مظفر الوردی فی تتمه فی اخبار البشر فیها ای فی ۱۷۷ سبع و سبعین و مائته توفی بالکوفته ابو عبدالله شریک بن عبدالله بن ابی شریک تولی القضا ایام المهدی ثم عزله الهادی و کان عالما عاد لا کثیر الصواب حاضر الجواب ذکر عنده معاویته بالحلم فقال لیس بحلیم ان سفه الحق و قاتل علیا عمرو بن مظفر الوردی کتاب تتمہ المختصر فی اخبار البشر میں لکھتا ہے کہ قاضی شریک کا ۱۷۷ میں انتقال ہوا وہ مہدی باللہ کی

خلافت کے زمانہ میں قاضی بغداد تھے نہایت عالم منصف کثیر الصواب حاضر الجواب تھے۔ کسی شخص نے ان کے پاس ذکر کیا کہ امیر معاویہ بڑے ہی حلیم تھے وہ کہنے لگے جو شخص کہ حق سے نادان بن جائے اور حضرت علیہ السلام سے جنگ کرے وہ ہرگز حلیم نہیں ہوسکتا۔

امیر معاویہ کو ہم بھی صحابی اور خال مومنین نہیں جانتے ہیں۔ خدا ان پر رحم کرے۔ ان کے بعض افعال سے دل لرزتا ہے لیکن بلحاظ شریعت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ ان سے خطائے منکر سرزد ہوئی ہے۔

اس حدیث کے سوا ان سے بعض امور ایسے سرزد ہوئے ہیں کہ جن کے بیان کرنے سے دل کانپ اٹھتا ہے مثلاً جناب امام حسن علیہ السلام جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دلوانا۔ جس کی نسبت علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں اور مسعودی نے مروج الذھب میں لکھا ہے۔ قال قتادة سم الحسن بن علی سمته امرائته الجعده بنت الاشعث و قالت طائفته کان ذلک بتد سیس معاویته یعنی قتادہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی علیہ وعلی جدہ السلام کو ان کی زوجہ بنت الاشعث نے زہر دیا اور ایک عالم کا قول ہے کہ یہ زہر دینا معاویہ کی لاگ سے تھا۔

اسی طرح حجر بن عدی جیسے مستجاب الدعوات صحابی کو جن کی نسبت علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قال احمد قلت لیحیی بن سلیمان ابلغک ان حجرا کان مستجاب الدعوة قال نعم و کان من افاضل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم یعنی احمد کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حجر مستجاب الدعوۃ تھے وہ کہنے لگے ہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب میں سے تھے۔ بے گناہ بھوک اور پیاس سے مروانا۔ چنانچہ علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ عن ابی سعید المفرسی ان معاویته حین حج قدم علی عائشته فاستاذن علیها فاذنت له فلما قعد قالت له یا معاویته اما خشیت الله فی قتل حجر ابن عدی و اصحابه یعنی سعید بن مفرسی سے روایت ہے کہ معاویہ نے جبکہ حج کیا جناب ام المومنین عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے اذن طلب کیا جناب ام المومنین نے اذن عطا فرمایا جب وہ بیٹھ گیا فرمانے لگیں اے معاویہ تجھے حجر بن عدی اور اس کے

دوستوں کے قتل کرنے میں خدا کا خوف نہ آیا۔

ان کے ماسوا ان کے بعض محدثین ایسے ہیں کہ جن کے سننے سے دل سخت بے قرار ہوتا ہے چنانچہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو توڑنا جس کی نسبت علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ عن سعید بن دینار قال قال معاویه انی رایت منبر رسول الله صلی الله علیه وسلم و عصاءه الا یترکان بالمدینته و هم قتلته عثمان و اعدائوه فلما قدم طلب العصا وهی عند سعد القرظ فجاء ابو هریره و جابر بن عبدالله فقالا نذکرک الله عزوجل ان تعفل هذا فان لا یصلح مخرج منبر رسول الله صلی الله علیه وسلم من موضعه و مخرج عصاه الی الشام فانقل المسجد فاقصر و زاد فیه ست درجات فهو الیوم ثمانی درجات فا عتذر للناس مما صنع یعنی سعید دینار ناقل ہے کہ امیر معاویہؓ نے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عصا کو مدینہ میں نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور دشمن ہیں جب عصا کو کہ سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا منگوایا ابو ہریرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما آ کر کہنے لگے ہم تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس امر کو مت کر۔ کیونکہ جس مقام پر حضرت نے اپنے منبر مبارک کو نصب فرمایا ہے اس مقام سے ہٹانا اور آپ کے عصا مبارک کا شام میں لے جانا اچھا نہیں ہے۔ لیکن معاویہ نے منبر کو توڑ کر اس کے چھ درجے اور بڑھا دیے اور اب وہ آج کل آٹھ سیڑھیوں کا ہے۔ پھر لوگوں کے پاس اپنے اس ارتکاب کا عذر پیش کیا۔

اسی طرح سے لوگوں کا خصی کرانا بھی انہیں کے محدثات میں سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں و فی الاوائل للعسکری قال معاویته اول من اتخذ الخصیان خصائص لخدمته یعنی عسکری کتاب الاوائل میں لکھتے ہیں کہ پہلے اسلام میں جس نے کہ آلات کٹے خصی خواجہ سرا اپنی خدمت خاص کے لیے مقرر کیے وہ امیر معاویہ ہیں۔

علی هذا ابر خلاف سیرت شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کسرے و قیصر کی سنت پر برخلاف عہد نامہ جناب امام حسن علیہ السلام اپنے ناخلف یزید پلید کو ولی عہد بنانا اور اس کے لیے بیعت لینا انہیں کے

محدثات سے ہے۔

اخرجه البخاری و النسائی و ابن ابی حاتم فی تفسیره و اللفظ له من طرف ان مروان خطب بالمدینته و هو علی الحجاز قبل معاویته فقال ان امیر المومنین قد رای ان یستخلف علیکم ولده یزید سنته ابی بکر و عمر فقام عبدالرحمان بن ابی بکر فقال سنته کسری و قیصران ابا بکر و عمر لم یجعل فی اولاد هما و لا فی احد من اهل بیتهما امام بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں اور لفظ اپنے اپنے طریق کے مروی کیے ہیں کہ مروان نے مدینہ میں خطبہ پڑھا وہ اس وقت معاویہ کی طرف سے حجاز کا عامل تھا کہنے لگا امیر معاویہ نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد تمہارا خلیفہ بنائے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ قیصر و کسری کی سنت پر کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے خلیفہ اپنی اولاد یا اپنے اہل بیت میں سے نہیں بنایا اگر کوئی یہ کہے کہ گو یزید کتنا ہی برا کیوں نہ ہو۔لیکن امیر معاویہ کا یزید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانا۔حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کے موافق تھا کیونکہ انہوں نے بھی اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا۔

البتہ استخلاف فی نفسہ برا نہیں مگر معاویہ حسب عہد نامہ یزید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانے کے مجاز نہیں تھے کیونکہ عہد نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پھر خاندان نبوت کی طرف عود کرے گی۔چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔و ذکر محمد بن قدامته فی کتاب الخوارج بسند قوی الی ابی بصره انه سمع الحسن بن علی یقول فی خطبته عند معاویته انی اشترطت علی معاویه لنفسے الخلافته و اخرج ابن ابی خثیمته من طریق عبدالله بن شوذب قال لما قتل علی سار الحسن بن علی فی اهل العراق و معاویته فی اهل الشام فالتقوا فکره الحسن القتال و بایع معاویته علی ان یجعل العهد للحسن من بعده محمد بن قدامتہ کتاب الخوارج میں سند قوی کے ساتھ ابی بصیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ کے پاس خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہم نے معاویہؓ سے اپنی خلافت کے لیے شرط لے لی ہے۔اور ابن ابی خثیمہ

عبداللہ بن شوذب کے طریق سے ناقل ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے۔ امام حسن علیہ السلام عراق کے لشکر کے ساتھ اور امیر معاویہ شامیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب دونوں لشکر باہم اکٹھے ہوئے جناب امام حسن علیہ السلام نے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ معاویہ سے اپنی خلافت کے لیے عہد لے کر بیعت کر لی۔

معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہؓ نے اسی عہد کے خوف کی وجہ سے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا۔ کہ اگر امام حسن علیہ السلام میرے بعد زندہ رہے تو حسب عہد نامہ خلیفہ بن جائیں گے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہ جائے گا۔ نماز عید سے پہلے خطبہ برخلاف سنت نبوی پڑھنا بھی انہیں کے محدثات سے ہے۔ **قال الزهری اول من احدث الخطبته قبل الصلوة فی العید معاویته** یعنی امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے استاد زہری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھنا نکالا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے۔ **قالوا انه اول من جعل ابنه ولی عهد خلیفته فی صحته و قال الزبیر هو من اتخذ دیوان الخاتم و امر بهدایا النیروز المهرجان و اول من قتل صبرا و هجرا و اول من اتخذ الخصیان فی الاسلام و اول من بلغ درجات المنبر خمسته عشر مرقاة** خلاصہ تقریر علامہ یہ ہے کہ امیر معاویہ وہ شخص ہے کہ جنہوں نے سب سے اول اپنے بیٹے کو ولی عہد خلیفہ اپنے پیچھے مقرر کیا۔ اپنی صحت میں۔ اور زبیر کہتے ہیں کہ اول دفتر پر مہر لگانا بھی انہی کی ایجاد ہے۔ اور سب سے اول اسلام میں نوروز اور مہرکان اعیاد مجوس کے لیے تحائف لینا اور دینا بھی انہی سے ہوا ہے۔ اور امیر معاویہ ہی نے سب سے پہلے آدمی کو بھوکا پیاسا رکھ کر مارا ہے۔ اور امیر معاویہ ہی وہ شخص ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام میں لوگوں کو اپنی خدمت کے لیے خصی کرایا ہے۔ اور انہوں نے ہی منبر کی پندرہ سیڑھیاں زیادہ بڑھوائی ہیں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سب امور محدثین جو ان کی اولیات کے نام سے مشہور و معروف ہیں خطا فی الاجتہاد تھے اور اگر خطا فی الاجتہاد تھے تو کل محدث ضلالہ وشر الامور محدثاتھا پھر کون سے امور ہو سکتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا خوارج سے جنگ کرنا

(۱) عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا على انت مبتلى بالخوارج و انت اول من يقاتلهم فلا تتبعن مدبرا ولا تجهزن على جريح (اخرجه البغوی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تو خوارج سے آزمایا جائے گا۔ اور تو سب سے اول ان سے لڑے گا۔ پس بھاگتے کا پیچھا نہ کریو اور زخمی کو نہ ماریو۔

(۲) عن ابی سعید الحذری قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم قسما اتاه ذو الحضر يصره فقال يا رسول الله اعدل قال و يحک و من يعدل اذا لم اعدل فقال عمر يا رسول الله ائذن لى حتى اضرب عنقه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعه فان له اصحابا يحقر احدكم صلوته مع صلوتهم و صيامه مع صيامهم يقرئون القران لا يجاوز ترا فيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرميته حتى ان احدكم ينظر الى نصله فلا يجده شيئا ثم ينظر الى رصافه فلا يجد شيئا ثم ينظر الى نضيه فلا يجد فيه شيئا ثم ينظر الى قذره فلا يحد شيئا قد سبق الفرث و الدم يخرجون على خير فرقه من الناس ايتهم رجل مخدج از عج احدے ثديه مثل ثدى المرئة او كالبضعته تد و رقال ابو سعيد اشهد انى سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم و اشهد انى مع على بن ابى طالب حين قاتلهم فارسل الى القتلى فاتى به على نعت الذى نعت به رسول الله صلى الله عليه وسلم رو الهذا الحديث طرق كثيره اخرجه الشيخان و غير هما ابو دائود و الطيالسى و النسائى و احمد و ابو يعلى و الحاكم و الخطيب و قد رواہ غير ابى سعيد جماعته من الصحابته مثل على و عمرو بن عبدالله بن عمرو بن مسعود و عبدالله بن عباس و عبدالله بن الخباب بن الارت و عقبته بن عامر و سعد و عمار بن ياسر رضى الله عنهم فالروايته الاولى اخرجه احمد و البخارى و المسلم و النسائى و ابن جرير و

الثانیته اخرجه ابو نصر لسنجری صاحب الا بانه و الخطیب و ابن عساکر و الثالثته اخرجه احمد و الطبرانی و الرابعته اخرجه الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول و الخامسته اخرجه ابو دائود الطیالسی و السادسته اخرجه احمد و الطبرانی فی الحاکم و ابو نعیم فی الحلیته و السابعته اخرجه الطبرانی و الثامنته اخرجه احمد و ابن جریر و الطبرانی و التاسعته اخرجه البخاری و العاشره و الحادیته عشر اخرجهما الطبرانی و الثانیته عشر اخرجه ابن ابی شیبته و احمد و النسائی و الطبرانی و الحاکم و الثالثته عشر اخرجه بن جریر و الرابعته عشر اخرجه الحیکم فی نوادر الاصول و الطبرانی فی الکبیر و الخامسته عشرا عنی روایته سعد و عمار معا اخرجه الطبرانی (نزل الابرار) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ ذوالخویصرہ آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ عدل کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تجھ پر ہلاکت ہو کہ اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت ہو۔ فرمایا چھوڑ دو اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ تمہارے نماز تم کو ان کی نماز ان کے مقابل اور روزے ان کے روزوں کے مقابل حقیر معلوم ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے بھاگیں گے جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ یہاں تک کہ دیکھے تم میں سے کوئی اپنے پیکان کی طرف۔ پس کوئی چیز اس میں نہیں پائے گا۔ پس نگاہ کرے گا اس کے سوفار کی طرف پس نہیں پائے گا اس میں کوئی شے پھر نگاہ کرے گا اس کے پروں کی طرف پس نہ پائے گا اس میں کوئی چیز۔ گذرا ہے وہ تیر سرگیں اور خون میں۔ وہ ایک بہترین گروہ پر خروج کریں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک مخدج یعنی ناقص الخلقت سیاہ چشم آدمی ہوگا ایک پستان اس کا عورت کے پستان یا مثل گوشت کے ٹکڑے کی حرکت کرتا ہوا ہوگا۔ ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں علی بن

ابی طالب کے ساتھ تھا جب کہ وہ اس گروہ کے ساتھ جنگ کر رہے تھے جناب امیر نے لوگوں کو مقتولوں کی طرف بھیجا اور وہ لوگ مخدوج کو اٹھا لائے۔ جو نشانیاں کہ حضرت نے بیان فرمائی تھیں وہ سب اس میں موجود تھیں۔ اس حدیث کو شیخین اور شیخین کے سوا ابوداؤد الطیالسی اور امام احمد بن حنبل اور ابو یعلی اور ابن حبان اور حاکم اور خطیب رحمہم اللہ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مثل جناب علی و عمر اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبد بن الخاب بن الارت اور عبداللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر اور سعد اور عمار بن یاسر نے بھی روایت کیا ہے۔

پس ان روایات میں سے پہلی وہ روایت ہے کہ جس کو امام احمد بن حنبل اور امام بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

دوسری روایت وہ ہے کہ جس کو ابونصر سنجری مصنف کتاب ابانہ اور خطیب بغداد اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

اور تیسری وہ ہے جسے امام احمد اور طبرانی نے ذکر کیا ہے۔

اور چوتھی روایت کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں لکھا ہے۔

اور پانچویں کو ابوداؤد الطیالسی نے درج کیا ہے۔

اور چھٹی کو امام احمد اور طبرانی اور حاکم اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مذکور کیا ہے۔

اور ساتویں کو طبرانی نے لکھا ہے۔

اور آٹھویں کو امام احمد اور ابن جریر نے بیان کیا ہے۔

اور نویں کو امام بخاری نے لکھا ہے۔

اور دسویں اور گیارہویں کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

بارہویں اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور نسائی نے طبرانی اور حکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے۔

تیرہویں کو ابن جریر نے تاریخ الرسل والملوک میں درج کیا ہے۔

چودھویں کو حکم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں مذکور کیا ہے۔

پندرہویں یعنی سعدؓ اور عمار بن یاسرؓ کی روایت کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔

(۳) عن عاصم بن کلیب عن ابیه قال کنت عند علی جالسا اذ دخل رجل علیه ثیاب السفر و علی کلم الناس و یکلمونه فقال یا امیر المومنین اتاذن لی ان اتکلم یلتفت الیه و شغله ما هو فیه مجلس الی رجل فساله ما خبرک فقال کنت معتم افلقیت ام المومنین عائشته رضی الله تعالی عنها فقالت هئولاء القوم الذین خرجوا فی ارضکم بما یسمون حررویه قلت خرجوا الی موضع یسمی حرور و رافسمی یذلک فقالت طوبی لمن شهد منکم یعنی هلکتهم لوشاء ابن ابی طالب لا خبر کم خبر هم فجئت اسالته عن خبر هم فلما فرغ علی قال این المستاذن فقص علیه کما قص علینا. قال علی ان دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و لیس عنده غیر عائشته ام المومنین فقال لی کیف انت یا علی و قوم کذا و کذا قلت الله و رسوله اعلم ثم اشار بیده و قال قوم یخرجون من المشرق یقرئون القران لا یجاوز ترا فیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیته فیهم رجل مخدج کان یده ثدی ثم قال انشد کم بالله اخبر تکم به قالو انعم قال انشدکم بالله اخبرتکم انه فیهم قالو انعم اتیتمونی و اخبر تمونی انه لیس فیهم فحلفت لکم بالله انه فیهم فاتیتمونی به فوجد تموه کما نعمت قالو انعم قال صدق الله و رسوله (اخرجه النسائی) عاصم بن کلیب اپنے والد سے ناقل ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا ناگہاں ایک شخص آیا سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین مجھے کچھ پوچھنے کا اذن عطا ہو۔ جناب اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور باتوں میں مشغول رہے۔ وہ شخص ایک آدمی کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس شخص سے پوچھا کیا بات ہے کہنے لگا میں بحالت عمرہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں گیا۔ مجھ سے فرمانے لگیں یہ قوم کہ جس نے تمہارے ملک میں خروج کیا ہے۔ حروریہ کے نام سے کیوں پکاری جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا چونکہ ان لوگوں نے حرور کے موضع سے خروج کیا ہے اس لیے حروریہ

کہلائے جاتے ہیں۔ ام المومنین نے فرمایا مبارک ہو اس شخص کے لئے جو تم میں سے ان کے قتل کرنے میں شریک ہو۔ اگر ابن ابی طالب کی منشاء ہو تو میں تم کو ان کے حال سے خبردار کروں۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ جناب امیر سے ان کی نسبت پوچھوں۔ جناب امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر چکے فرمایا وہ طالب اذن کہاں ہے۔ اس شخص نے وہی قصہ جو ہم سے بیان کیا تھا جناب امیر سے عرض کیا۔ آپ فرمانے لگے ایک دفعہ میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا حضرت کے پاس اس وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا۔ یا علی تم کیا کرو گے جبکہ قوم کا حال ایسا ویسا ہو جائے گا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول مجھ سے زیادہ واقف ہے۔ پھر ہاتھ کا اشارہ کر کے ارشاد کیا مشرق کی طرف سے ایک گروہ خروج کرے گا۔ اس جماعت کے لوگ قرآن پڑھتے ہوں گے۔ لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا دین سے وہ اس طرح پر بھاگیں گے جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ ان میں ایک ناقص الخلقت آدمی ہوگا۔ اس کا ایک ہاتھ پستان کی مانند ہوگا پھر جناب امیر نے لوگوں سے ارشاد فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے تم کو یہ خبر سنائی تھی؟ سب نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا تھا۔ پھر ارشاد کیا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ میں نے تم کو یہ بتا دیا تھا۔ کہ وہ انہیں لوگوں میں سے ہے۔ حاضرین نے کہا فی الحقیقت جناب نے ہم سے اس کا ہونا انہیں لوگوں میں بیان کیا تھا پھر تم نے مجھ سے آ کر بیان کیا وہ تو انمیں نہیں ہے اور میں نے قسم کھا کر کہا کہ واللہ وہ انہیں میں سے ہے۔ پھر تم اس کو میرے پاس لے آئے اور تم نے اس کو ویسا ہی پایا جیسے کہ میں نے تم سے بیان کیا تھا سب نے عرض کیا بجا ہے پھر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے۔

(۴) عن عبیدة السلمانی قال ذکر علی الخوارج فقال فیهم رجل مخدج الیدا و مودن الید لو لا ان تبطر و الا خبرتکم بما وعد الله تعالی علی لسان نبیه صلی الله علیه وسلم لمن قتلهم قال فقلت لعلی اسعمته من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ای و رب الکعبته ای و رب الکعبته ای و رب الکعبته (اخرجه المسلم) عبیده

سلمانی سے منقول ہے کہ جناب امیر نے خوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا ان میں ایک ناقص ہاتھ والا یا سوکھے ہاتھ والا آدمی ہے۔ اگر تم حیرت میں نہ آ جاؤ یا غرہ نہ ہو جاؤ تو میں تمہیں خبر دوں اس وعدہ سے کہ خدا تعالی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس گروہ کے قاتل کی نسبت فرمایا ہے۔ عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا آیا جناب نے خود حضرت سے سنا ہے۔ تین دفعہ رب کعبہ کی قسم کھا کر فرمایا خود میں نے سنا ہے۔

(۵) عن عبيد الله بن ابى رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الحروريته لما خرجت على على بن ابى طالب عليه السلام فقالوا لا حكم الا لله قال على كلمته حق اريد بها الباطل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم و صف انا سالا عرف صفتهم فى هئولاء الذين يقولون الحق بالسنتهم لا يجوز هذا و اشارا لى حلقه من ابغض خلق الله اليه منهم رجل اسود احدى ثديه كلبن الشاة او حلمه ثدى فلما قاتلهم قال انظرو انظر او لم يجد وا شيئا قال ارجعو و الله ما كذبت مرتين او ثلثا. ثم وجده فى خربته فاتوا به حتى و ضعوه قال ارجعو و الله ما كذبت و لا كذبت مرتين او ثلثا. ثم وجد فى خربته فاتوا به حتى وضعوه بين يديه قال عبيد الله انا حاضر ذلك من امرهم و قول على فيهم (اخرجه النسائى و ابو حاتم) جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبید اللہ ناقل ہے کہ جب حروریہ نے جناب امیر علیہ السلام پر خروج کیا اور کہنے لگے کہ سوا خدا کے کسی کا حکم ماننے کے لائق نہیں ہے جناب امیر نے فرمایا سچی بات سے باطل مراد لے رہے ہیں۔ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے تھے۔ میں ان کی وصف اس گروہ میں پاتا ہوں۔ حق ان کی زبان پر ہے۔ اور جناب امیر نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ مگر ان کے اس سے نیچے نہیں اترتا۔ مبغوض ترین خلق اللہ میں ان میں ایک کالی صورت کا آدمی اس کا ایک پستان بکری کے پستان کے مشابہ ہے یا سر پستان کی مثل ہے۔ جب جناب امیر ان کی لڑائی سے فارغ ہوئے ارشاد فرمایا۔ اس آدمی کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش کیا مگر اس کا پتہ نہ ملا۔ جناب امیر فرمانے لگے واللہ

مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا اور نہ میں نے جھوٹ کہا ہے۔ دو دفعہ یا تین دفعہ یہی فرمایا اور کہا پھر جا کر تلاش کرو۔ لوگوں نے اسے ایک گڑھے میں سے نکالا۔ اور جناب امیر کے سامنے لے آئے عبید اللہ کہتا ہے کہ میں جناب امیر کے فرمانے اور لوگوں کو اس شخص کے اٹھالانے تک وہیں حاضر تھا۔

(٦) عن سوید بن غفلته قال قال علی اذا حدثتکم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیثا فوالله لو اخر من السماء احب الی من اکذب علیه و فی روایته من ان اقول علیه مالم یقل و اذا حدثتکم فیما بینی و بینکم فان الحرب خدعته و انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سیخرج فی اخر الزمان حدفاء الا سنان سفهاء الا حلام یقولون من خیر البریته یقرئون القران لا یجا وز حنا جرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیته فاینما لقیتمو هم فاقتلو هم فان فی قتلهم اجرا لمن قتلهم عند الله یوم القیمته (اخرجه البخاری و النسائی) سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ جب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو واللہ آسمان پر سے زمین پر گرنا میرے نزدیک حضرت پر جھوٹ بولنے سے بہتر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ میں وہ بات کہوں جو آپ نے نہیں ارشاد کی۔ اور اگر میں تم سے وہ بات بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان میں ہے۔ پس لڑائی مکر کا نام ہے۔ بہ تحقیق میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب اس آخر زمانہ میں ایک قوم نوجوان بے وقوفوں کی پیدا ہوگی خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے اور قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ ایسے بھاگیں گے کہ جیسے تیر کمان سے بھاگتا ہے تم جہاں کہیں ان کو پاؤ قتل کر ڈالو ان کے مارنے والے کو قیامت کے روز خدا کے پاس سے اجر ملے گا۔

(٧) عن انس بن مالک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف و فرقته قوم یحسنون القتل و یسئیون الفعل یقرئون القران لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیته هم شر الخلق طوبی لمن

قتلھم یدعون الی کتاب اللہ و لیسوا منہ فی شئی من قاتلھم کان اولی باللہ منھم (اخرجہ ابو دائود) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب میری امت میں اخلاف اور جدائی واقع ہوگی ایک قوم قتل کو اچھا سمجھے گی اور برا کرے گی اور قران پڑھے گی اور قرآن اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے بھاگیں گے جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ اس قوم کے لوگ بدترین خلائق ہوں گے۔ مبارک ہے وہ شخص کہ جو ان کو قتل کرے وہ خدا کی کتاب کی طرف پکاریں گے لیکن اس میں کسی بات پر نہ ہوں گے۔ جو ان سے جنگ کرے گا وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوگا۔

(۸) عن طارق بن زیاد قال خرجنا علی الخوارج فقتلھم تمام قال انظروا فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج قوم یتکلمون بالحق لا یجاوز حلوقھم یخرجون من الحق کما یخرج السھم من الرمیتہ سیما ھم ان فیھم رجلا مخدج الید فی یدہ شعرات انکان ھو فیھم قتلتم شر الناس و ان لم یکن ھو فقد فتلتم خیر الناس قال اطلبوا فوجدنا المخدج فخررنا سجودا و خر علی معنا ساجدا (اخرجہ النسائی) طارق بن زیادہ ناقل ہیں کہ جب ہم جناب امیر کے ساتھ خارجیوں کے قتل کرنے کو نکلے اور وہ سب مار ڈالے گئے جناب امیر فرمانے لگے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایک گروہ نکلے گا۔ سچ بولیں گے مگر سچ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ سچ سے ایسے بھاگیں گے جیسے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ ان کا پتہ یہ ہے کہ ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا۔ اس کے ہاتھ پر بال ہوں گے اگر وہ اس گروہ میں ہے تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے اور اگر نہیں تو تم نے بہترین خلائق کو قتل کیا ہے۔ ہم سب رونے لگے۔ جناب امیر نے فرمایا تم اس کی تلاش کرو۔ ہم نے تلاش کی اور اس کو ڈھونڈ نکالا۔ ہم نے خدا کا سجدہ کیا اور جناب امیر بھی سجدہ میں گر گئے۔

(۹) عن ابی سلیم البلخی قال اخبرنی ابی انہ کان مع علی یوم النھروان قال و کنت قبل ذلک اصارع رجلا علی یدہ شئی فقلت ما شان یدک قال اکلھا بعیر فما کان

یوم النهروان و قتل علی الحروریۃ فخرج علی قتلتھم حین لم یجد ذی الثدیہ فطاف حتی و جدہ فی سافیہ فقال صدق اللہ عزوجل و بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال و فی منکبیہ ثلاث شعرات من حلمتہ الثدی ثواب لمن قتلھم (اخرجہ النسائی) ابوسلیم البلخی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ نہروان کے روز جناب جناب امیر کے ساتھ موجود تھا نقل کرتا ہے کہ میں نہروان کی جنگ سے پہلے ایک شخص سے کشتی لڑا تھا اس کا ایک ہاتھ نہیں تھا میں نے اس سے پوچھا تیرے ہاتھ کو کیا ہوا ہے وہ کہنے لگا اونٹ نے چباڈالا ہے۔ جب نہروان کی لڑائی ہو چکی اور جناب امیر نے حروریہ کو قتل کر ڈالا جناب ان کے مقتولوں کو دیکھنے نکلے۔ جبکہ ذی الثدیہ ان کو نہ ملا۔ ادھر ادھر پھرتے ہوئے ایک زمین پست سے ڈھونڈ نکالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالیا ابوسلیم کا والد کہتا ہے کہ اس کے کندھے پر عورت کے پستان کا سرا تھا اور اس پر تین بال اگے ہوئے تھے۔

(۱۰) عن ذر بن جیش انہ سمع علیا یقول انا قباب عین الفتنتہ لو لا انا لما قوتل اھل النھروان لو لا انی اخشی ان تترکوا العمل لا خبر تکم بالذی قضی اللہ عزوجل علی لسان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم لمن قاتلھم مبصر الصلاتھم عارفا بالھدی الذی نحن علیہ (اخرجہ النسائی) ذربن جیش سے روایت ہے کہ اس نے جناب کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو نہروان والے مارے نہ جاتے اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہو کہ تم عمل سے ہاتھ کھینچ لو گے تو میں تم کو البتہ اس بات سے مطلع کرتا جو خدا تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اس شخص کے لیے کہ ان کی نمازوں کو دیکھ کر ان سے لڑا ہے اور اس ہدایت کو جانتا کہ جس پر ہم ہیں۔ جاری کیا ہے۔

(۱۱) عن سلمتہ بن کھیل قال حدثنا زید بن وھب الجھنی انہ کان فی جیش الذین کانوا مع علی الذی ساروا الی الخوارج فقال علی ایھا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یخرج من امتی قوم یقرئون القران لیس قرانکم الی قرانھم بشئی و لا صلوتکم الی صلوتھم بشئی ولا صیا مکم الی صیامھم بشیئی

یحبون لهم و هو علیهم لا یجا وز صلوتهم ترا قیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیته لو یعلم الجیش الذین یصیبونهم ما قضی الله لهم علی لسان نبیکم صلی الله علیه وسلم لا یتکلمون العمل و رایت ذلک ان فیهم رجلا له عضد لیس له ذراع علی راس عضده حلمته الثدی علیه شعرات بیض فتذ هبون الی معاویته و اهل الشام و تترکون هئو لاء یخلفو نکم فی ذرا ریکم و اموالکم و الله انی لا رجوان یکونوا هو لاء القوم فانهم سفکوا الدم الحرام و اغار وا فی سرح الناس فسیر وا علی اسم الله قال سلمته بن کهیل فلما التقیا و علی الخوارج یومئذ عبدالله بن وهب الراسبی فقال القوا الرماح و سلوا سیوفکم من جفو نها فانی اخاف ان یناشد کما ناشد و کم یوم حرور فرجعوا فو حشوا برما حهم و سلوا السیوف و شجر هم الناس برما حهم فقتل بعضهم علی بعض و ما اصیب من الناس یومئذ الا رجلان قال علی التمسوا المخدج فلم یجد وه فقام علی بنفسه حتی اتانا ساقتلی بعضهم علی بعض قال جروهم فوجداء مما یلی الارض فکبر علی ثم قال صدق الله و بلغ رسوله فقام الیه عبیده السلمانی فقال یاامیر امومنین والله الذی لا اله الا هو لسمعت هذا الحدیث من رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی استحلف ثلثا و هو یحلفه (اخرجه المسلم و النسائی) سلمہ بن کہیل ناقل ہیں کہ مجھ سے زیاد بن وہب الجہنی بیان کرتے تھے جو خود اس لشکر میں موجود تھے جو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ خوارج سے لڑنے کے لیے نکلا تھا کہ جناب امیر فرماتے تھے اے لوگو میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک گروہ پیدا ہوگا وہ لوگ قرآن پڑھیں گے تمہارا قرآن ان کے قرآن کے سامنے اور تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابل اور تمہارے روزے ان کے روزوں کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہوں گے۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ قرآن ان کے لیے ہے مگر قرآن ان پر وبال ہوگا ان کی نماز ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی۔ وہ دین سے ایسے بھاگیں گے کہ جیسے تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ اگر لشکر کے آدمی یہ کہ وہ بات ان کو ان کے مارنے سے حاصل

ہو گی کہ جس کا کہ خدا تعالی نے اپنے نبی صلعم کی زبان مبارک سے کیا ہے معلوم کر لیں تو عمل کو ترک نہیں کریں گے۔ ان کی ایک نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہے کہ اس کا بازو تک ہاتھ نہیں ہے اس کے کندھے پر ایک پستان جیسے گوشت کا ٹکڑا ہے اور اس پر سفید بال ہیں معاویہ اور اہل شام کی طرف جانے کا قصد کرتے ہو۔ اور ان لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑے جاتے ہو کہ تمہارے ذریت اور مال کو خراب کریں۔ خدا کی قسم ہے میں خیال کرتا ہوں۔ یہ وہی قوم ہے کیونکہ ان لوگوں نے ناحق خون کیے ہیں۔ اور بے جا لوگوں کا مال لوٹا ہے۔ پس تم خدا کا نام لے کر روانہ ہو چلو۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ جب جناب امیر خوارج کے سامنے جا اترے ان دنوں عبید اللہ عبداللہ وہب بن الراسبی خارجیوں کا سردار تھا وہ خارجیوں سے کہنے لگا نیزوں کو پھینک دو اور تلواریں کھینچ کر جنگ کرو میں ڈرتا ہوں کہ تم کو قسم نہ دے بیٹھیں جیسے کہ حرور کے دن وہ قسمیں دیتے تھے انہوں نے لوٹ کر نیزے پھینک دیے اور تلواریں کھینچ لیں اس طرح سے لشکر کے لوگ اپنے نیزوں سے ان کے ساتھ جنگ کرنے لگے اور انکو قتل کر کے ایک دوسرے پر ڈال دیا اور لشکر سے دو آدمیوں کے سوا کوئی نہ مارا گیا۔ جناب امیر فرمانے لگے مخدج کو تلاش کرو لوگوں نے اس کی تلاش کی مگر وہ دستیاب نہ ہوا جناب امیر خود بدولت اٹھ کر مقتولوں کے سر پر گئے اور فرمایا کہ ان کو کھینچو پس اس کو زمین پر دبا ہوا پایا۔ جناب امیر نے دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا اللہ تعالی نے سچ کہا ہے اور اس کے رسول نے سچ پہنچایا ہے۔ عبیدۃ السلمانی نے اٹھ کر عرض کیا یا امیر المومنین قسم ہے اس خدا کی کہ جس کا کوئی شریک نہیں میں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جناب امیر نے تین دفعہ اسے قسم دے کر پوچھا وہ حلفاً بیان کرتے رہے۔

(۱۲) **عن زید بن وهب الجهنی قال خطبنا علی بقنطرة الدیر جان فقال انه قد ذکر لی خارجة یخرج من قبل المشرق و فیهم ذو الثدیه فقاتلهم فقالت الحروریة بعضهم الا تعلمهم تکلمهم فردکم کما ردکم یوم حرورو افشجر بعضهم بعضا بالرماح فقال رجل من اصحاب علی اقطعوا العوالی و العوالی الی الرماح فدا رواو استدا روا و قتل من اصحاب علی اثنی عشر رجلا او ثلثة عشرا فقال علی التمسوا**

المخدج و ذلک فی یوم شاة فقالوا لا نقدر علیه فرکب علی علی بغله نبی صلی الله علیه وسلم الشهباء فاتی و عدة من الارض فقال التسموا فی هئو لاء فاخرج فقال ما کذبت و لا کذبت فقال اعملوا ولا تتکلوا لو لا انی اخاف ان تتکلوا لا خبر تکم بما قضے الله لکم علی لسانه یعنی النبی صلی الله علیه وسلم ولقد شهدنا اناس من الیمن فقالوا کیف یا امیر المومنین قال کان هوا هم بغیة (اخرجه النسائی) زید بن وہب الجہنی سے روایت ہے کہ جناب امیر نے ویرجان کے پل پر ہم سے خطبہ میں فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خارجی مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور ان میں ذوالثدیہ بھی ہوگا۔ پس جناب امیر نے ان سے جہاد کیا۔ حروریہ ایک دوسرے سے کہنے لگے تو نہیں جانتا کہ ان سے باتیں کررہا ہے۔ پس تم کو پھیر دیں گے جیسے کہ حرور کے روز پھیر دیا تھا۔ ان میں سے بعض نیزوں کے ساتھ لڑنے لگے۔ جناب امیر کی فوج سے ایک شخص نے کہا نیزوں کو کاٹ ڈالو۔ پس گھیرا باندھا انہوں نے اور خوارج گھیرے میں آ گئے جناب امیر کے دوستوں میں سے بارہ یا تیرہ آدمی شہید ہوئے۔ جناب امیر نے فرمایا مخدج کو تلاش کرو وہ جاڑے کا دن تھا لوگوں نے عرض کیا ہم سے نہیں ہوسکتا۔ جناب امیر خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر شہبار پر سوار ہوکر پست زمین کی طرف گئے اور فرمایا ان مقتولوں کو تلاش کرو لوگوں نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ جناب امیر فرمانے لگے کام کرو اور فخر مت کرو۔ اگر مجھے تمہارے فخر کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں تم کو وہ بات جتا دیتا جو خدا تعالی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کی ہے۔ یمن کے لوگ وہاں پر حاضر تھے وہ کہنے لگے یا امیر المومنین یہ کیا بات ہے فرمایا اس کی سخت ضرورت تھی۔

(۱۳) عن زید بن وهب عن علی قال لما کان بیوم النهروان لقی الخوارج فلم یبر حوا حتی شجر و ابالرماح فقتلوا جمیعا قال اطلبوا ذالثدیه فطلبوه فلم یجدوه فقال علی ما کذبت و لا کذبت فوجدوه فی دهدة الارض علیه ناس من القتلی فاذا رجل علی یدة مثل سبلات السنور فکبر علی و الناس اعجبهم (اخرجه النسائی) زید بن وہب جناب امیر راوی ہے کہ جب نہروان کا روز آیا اور خوارج کا سامنا ہوا وہ نہ ٹلے جب تک کہ

انہوں نے نیزوں سے جنگ نہ کی پس وہ سب مارے گئے جناب امیر نے فرمایا ذوالثدیہ کو ڈھونڈو۔لوگوں نے ڈھونڈا پر وہ نہ ملا جناب امیر نے فرمایا واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔تم اسے ڈھونڈو۔پس لوگوں نے ایک گڑھے میں اس کو پایا اس پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہ ایک آدمی تھا کہ اس کے ہاتھ پر مثل بلی کی مونچھوں کے بال تھے۔پس جناب امیر نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور لوگ متعجب رہ گئے۔

(۱۴) عن مسروق قال دخلت علی کم مومنین عائشة رضی الله عنها فقالت لی من قتل الخوارج قلت قتلهم علی فسکنت لها یا ام المومنین انی انشدک بالله و حق ان کنت سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا فاخبر ینه قال فقالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول هم شر الخلق ذو یقتلهم نعم الخلیقه (اخرجه ابوبکر بن مردویه) و فی روایة قالت لی یا مسروق هل عندک علم من المخدج قال قلت نعم قتله علی علی نهر یقال لا سفله تامر و اعلاه النهروان فقالت قاتل الله عمرو بن العاص فانه کتب الی انه قتله علی نیل مصر مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے استفسار فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے۔میں نے عرض کیا جناب امیر علیہ السلام نے ام المومنین خاموش ہوگئیں میں نے عرض کیا یا ام المومنین میں آپ کو خدا اور اس کے نبی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ نے حضرت سے کوئی حدیث ان کی نسبت سنی ہو تو مجھ سے بیان فرمائیں فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ بدترین خلائق ہیں ان کو نیکوترین خلائق قتل کرے گا۔دوسری روایت میں ہے کہ جناب ام المومنین نے فرمایا اے مسروق تجھے مخدج کا کچھ علم ہے۔میں نے عرض کیا ہاں جناب امیر نے اس کو ایک نہر کے قریب جس کی نشیبی طرف کو تامر اور اونچے ساحل کو نہروان کہتے ہیں مارا ہے۔فرمانے لگیں خدا عمرو بن العاص کو قتل کرے کہ جس نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اس کو نیل کے ساحل کے کنارے مارا ہے۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ

عن عبدالله بن عباس قال لما خرجت الحرورية و اعتزلو افى دارو كا نواستة الاف فقلت لعلى يا امير المومنين ابرد بالصلوة لعلى اكلم هئو لاء القوم قال انى اخافهم عليك قلت كلا فلبست و ترجلت و دخلت عليهم فى الدار نصف النهار هم يا كلون فقالوا مرحبا لك يا بن عباس فما جاء بك قلت لهم اتيت من عند اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم و المهاجرين و الانصار من عند بن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم و صهره الذى انزل فيهم القران و هو اعلم بتا ويله منكم فليس فيكم رجل منهم لا بلغكم ما يقولون و ابلغهم ما تقولون فانتحالى نفر منهم فقلت ها توا ما تنقمون على اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم و ابن عمه قالوا ثلث قلت ما هن. قالوا. اما احد هن فانه حكم الرجال فى امر الله تعالى عزوجل. و قال الله تعالى ان الحكم الا لله فما شان الرجال و الحكم قلت هذه وحدة و اما الثانية فانه قاتل و لم يسب و لم يغنم فانكا نوا كفار فقد حل سبيلهم و ان كانوا مئومنين فما حل سبيلهم و لا قتالهم قلت هذا اثنتان فما الثالثة فقالوا اما الثالثة فانه محى نفسه من امير المومنين فان لم يكن امير المومنين فهوا امير الكافرين قلت هن عند كم شئى غير هذا. قالوا حسبنا هذا. قلت لهم ارائيتم ان قرات عليكم من كتاب الله عزوجل و سنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يرد قولكم اترجعون قالو انعم قلت اما قولكم حكم الرجال فى امر الله تعالى فانى اقراء عليكم كتاب الله عزوجل انه قد صير الله حكم الى الرجال ثمنه ربع درهم فامر الله عزوجل ان يحكموک فيه الرجال قال الله تعالى يا ايها الذين امنو لا تقتلو الصيد و انتم حرم و من قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل منكم الاية فكان من حكم الله تعالى ميسرة الى الرجال يحكمون فيه لوشاء يحكم فيه فجاز فيه حكم الرجال انشد كم با الله احكم الرجال فى اصلاح ذات البين و حقن دمائهم افضل ام فى ارنب قالوا بل هذا

افضل. و فی المراة و زوجها و ان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله و حکما من اهلها. ان یریدا اصلا حا یوفق الله بینهما الایة فنشد تکم بالله احکم الرجال فی اصلاح ذات بینهم و حقن دمائهم افضل من حکمهم فی بضع امراة اخرجت من هذه قالوا نعم قلت و اما قولکم قاتل و لم یسب و لم یغنم افتسبون امکم عائشة رضی الله تعالی عنها تستحلون منها ما تستحلون من غیرها. و هی امکم. فان قلتم انا نستحل منها ما نستحل من غیر ها فقد کفرتم و ان قلتم لیست بامنا فقد کفرتم لان الله تعالی یقول للنبی اولی بالمومنین من انفسهم و ازواجه امهاتهم فانتم بین الضلالتین فاتوا منها بمخرج. اخرجت من هذا قالوا نعم و اما قولکم محی نفسه من امیر المومنین فانا اتیکم من ترضون به تشهدان النبی صلی الله علیه وسلم یوم الحدیبیة صالح المشرکین فقال لعلی اکتب یا علی هذا ما صالح علیه محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما کتب قالو الو نعلم انک رسول الله لا ما منابک فاکتب محمد بن عبدالله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم امح یا علی رسول الله اللهم انک تعلم انا رسولک امح یا علی هذا ما صالح علیه محمد بن عبدالله و الله لرسول الله صلی الله علیه وسلم خیر من علی و قد محی نفسه و لم یکن محوه ذلک محوا من النبوة اخرجت من هذه قالو انعم فرجع منهم الفان و خرج سائرهم فقتلوا علی ضلالتم. فقتلهم المهاجرون و الانصار (اخرجه النسائی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا اور وہ ایک گھر میں جمع ہو گئے قریب چھ ہزار آدمی کے تھے میں نے جناب امیر سے عرض کیا آج آپ نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھیں میں اس گروہ کے ساتھ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب امیرؑ ارشاد فرمانے لگے ہم ڈرتے ہیں کہ تم سے گستاخی نہ کریں۔ میں نے کہا ہرگز نہیں کر سکتے دوپہر کے وقت لباس بدل کر اور شانہ کر کے ان کے پاس گیا وہ کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے مرحبا کہہ کر کہنے لگے آپ کس طرح سے آئے ہیں میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور انصار اور حضرت کے ابن عم اور داماد کے پاس سے آیا ہوں۔ جن کے حق میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور وہ تم سے اس کی تاویل زیادہ

تر جاننے والے ہیں تم میں ان میں کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں تم کو اور جو کچھ تم کہو ان کو پہنچا دوں۔ پس چند نفر ان سے جدا ہو کر میرے پاس آئے میں نے ان سے کہا۔ بیان کرو تم کیا اعتراض حضرت کے اصحاب اور ابن عم پر کرتے ہو وہ کہنے لگے تین اعتراض ہیں۔ میں نے کہا وہ کون سے ہیں وہ کہنے لگے۔ ایک یہ کہ جناب امیر نے خدا کے حکم میں منصف مقرر کیے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں پس حکم مقرر کرنا کہاں رہا میں نے کہا یہ ایک بات ہوئی وہ کہنے لگے دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جناب امیر نے لوگوں سے جہاد کیا لیکن نہ تو اسیر بنانے دیا اور نہ مال لوٹنے دیا اگر جن کے ساتھ جناب امیر نے جہاد کیا وہ کافر تھے تو ان کو اسیری میں لیتا اور ان کے مال کو لوٹنا چاہیے تھا۔ اگر وہ مومن تھے تو اگر ان کا قید کرنا جائز تھا۔ تو ان کے ساتھ لڑنا بھی حرام ٹھہرا۔ میں نے کہا یہ دو باتیں ہوئیں تیسری کیا ہے۔ وہ کہنے لگے جناب امیر نے اپنی جان کو مومنین کے امیر ہونے سے خود ہٹا دیا ہے۔ پس جبکہ وہ مومنین کے امیر نہ ہوئے تو (معاذ اللہ) کافروں کے امیر ٹھہرے۔ میں نے کہا ان کے سوا تمہارا کوئی اور اعتراض ہے وہ کہنے لگے بس یہ تینوں اعتراض کافی ہیں۔ میں نے ان سے کہا دیکھو اگر میں تمہارے سامنے خدا کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پیش کروں تو تم رجوع کرو گے وہ کہنے لگے ہاں ہم رجوع کریں گے۔ میں نے کہا تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیر نے خدا تعالیٰ کے حکم میں لوگوں کو منصف بنایا۔ پس میں تمہارے سامنے خدا کی کتاب پیش کرتا ہوں کہ پروردگار نے ایسی چیزیں منصف بنانے کا حکم دیا ہے کہ جس کی قیمت درہم کا آٹھواں حصہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں لوگوں کو منصف ٹھہراؤ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اے ایمان والو نہ مارو شکار کو تم احرام میں اور جو کوئی تم میں سے اس کو مارے جان کر تو بدلہ ہے اس کے برابر مویشی میں سے وہ ٹھیرا دیں دو معتبر) پس خدا کا حکم ہے کہ لوگوں کو اس میں منصف بنایا جاوے۔ اگر خدا چاہتا ہے تو خود اس سے حکم لگا دیتا پس جائز ہوا لوگوں کو اس میں منصف ٹھہرانا۔ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ دو فریق کی صلح اور خونریزی کے بند کرنے کے لیے لوگوں کو منصف ٹھیرانا بہتر ہے یا کہ ایک خرگوش کے لیے۔ وہ کہنے لگے دو فریق کی صلح کے لیے افضل ہے۔ و نیز عورت اور اس کے خاوند کے درمیان خدا کا حکم ہے کہ اگر تم ان دونوں کی ناچاقی سے ڈرتے ہو تو بھیجو ایک معتبر مرد کے لوگوں میں سے اور ایک معتبر

عورت کے لوگوں میں سے اور وہ ان کے درمیان صلح کرا دیں پھر موافقت کر دے گا اللہ ان دونوں کے درمیان میں۔ میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کا اصلاح ذات البین میں اور خونریزی کے انسداد کے لیے منصف مقرر کرنا بہتر ہے۔ یا عورت کے جماع کے لیے۔ آیا حکم مقرر کرنا اس آیت سے نکلتا ہے یا نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے ہاں نکلتا ہے پھر میں نے کہا اب تم جو یہ اعتراض کرتے ہو کہ جناب امیر نے جنگ کیا اور اسیر نہیں بنایا۔ آیا اپنی ماں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہی امر کرنا چاہتے جو ان کے غیر سے کر سکتے ہو۔ وہ تو تمہاری ماں ہے اگر تم یہ کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں پھر بھی تم کافر بن جاؤ گے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی تمام مومنوں سے بہتر ہے اور اس کی بی بیاں تمہاری مائیں ہیں۔ پس تم دو گمراہیوں میں ہو اپنے نکلنے کا راستہ نکالو آیا کہ اب اسیر نہ بنانا اس سے نکلتا ہے یا نہیں وہ بولے نکلتا ہے اب تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیر نے اپنے تئیں امیر المومنین ہونے سے ہٹا دیا ہے۔ پس شہادت میں میں ایسے شخص کو پیش کرتا ہوں کہ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکوں سے صلح کی۔ جناب امیر سے حضرت نے ارشاد فرمایا یا علی لکھ یہ وہ امر ہے جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں۔ جب جناب امیر نے یہ تحریر کیا۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم جانتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو ہم آپ کی اطاعت کرتے۔ آپ محمد بن عبد اللہ لکھیں پس جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا یا علی اس کو مٹا دے۔ اور اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ یا علی مٹا دے اور لکھ یہ وہ امر ہے جس پر محمد بن عبد اللہ صلح کرتے ہیں خدا کی قسم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی سے افضل تھے۔ اور حضرت نے اپنے نفس کو محو کیا تھا لیکن اس مٹانے سے ہرگز وہ نبوت سے نہیں مٹے تھے۔ آیا یہ امر اس سے ثابت ہو گیا یا نہیں۔ وہ کہنے لگا ثابت ہو گیا۔ دو ہزار آدمی اس گروہ سے رجوع کر گئے اور باقی سب اپنی گمراہی پر مارے گئے مہاجرین اور انصار نے ان کو قتل کیا۔

اس حدیث کی مؤید حدیث

عن علقمة بن اسحاق قال قلت لعلی اتجعل بینک و بین ابن اکلة الاکباد حکما

قال انی کنت کاتب رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الحدیبیة فکتبت هذا ما صالح علیه محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال سهیل بن عمرو لو علمنا انه رسول الله ما قاتلناه امحها فقلت هو والله رسول الله و ان رغم انفک لا و الله لا امحوها فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ارنی مکانها فا رية فمحاها فقال اما لک مثلها ستاتیہا مضطهدا (اخرجه النسائی) علقمہ بن اسحاق ناقل ہے کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ اپنے اور جگر کھانے والی کے بیٹے معاویہ کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں فرمایا میں حدیبیہ کے روز جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کتابت پھر مقرر تھا۔ میں نے تحریر کیا۔ یہ وہ امر ہے کہ جس پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں۔ سہل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ان سے لڑائی نہ کرتے آپ مٹا دیں میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہے وہ بے شبہ خدا کے رسول ہیں۔ تیری ناک پر مٹی ڈال کر۔ میں کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی مجھے دکھاؤ وہ کونسا مقام ہے جہاں پر میرا نام مبارک لکھا ہوا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام دکھا دیا حضرت نے اپنے دست مبارک سے اس کو محو فرمایا اور مجھے ارشاد کیا۔ عنقریب تیرے لیے بھی ایسا ہی ہونے والا ہے کہ تو بھی مغلوب اور مقہور ہو کر ایسا ہی کرے گا۔

جناب امیرؑ کی شہادت کی نسبت پیش خبری

عن عمار بن یاسر قال کنت انا و علی رفیقین فی غزاة العشیرة فلما نزلها رسول الله صلی الله علیه وسلم و قام بها رائنا ناسا من بنی مدلج یعملون فی عین لهم فقال لی علی یا ابا الیقضان هل لک ان تاتی هئو لاء ننظر کیف یعملون فجئنا هم فنظرنا الی عملهم ساعة ثم غشینا النوم فانطلق انا و علی فاضطجعنا فی صور من النخیل فی دفع من التراب فنمنا فو الله ما انتبهنا الا رسول الله صلی الله علیه وسلم یحر کنا برجله و قد تتربنا ملک الرقعا فیومئذ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی یا ابا تراب لما رای علیه من اثر التراب قال الا احدثکما باشقے الناس فقلنا بل یا

رسول الله فقال اجمر ثمود الذی عقر الناقة و الذی یضربک یا علی علی هذه یعنی قرنه یبل منها هذه یعنی لحیة (اخرجه احمد و ابن عساکر و ابن جریر الطبری و صححه الحاکم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور جناب امیر ذات العشیرہ کی لڑائی میں باہم رفیق تھے۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں فروکش ہو کر قیام کیا۔ ہم نے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کچھ کام کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھ سے جناب امیر فرمانے لگے اے ابا یقظان اگر تمہارا منشاء ہے تو ان کے قریب جا کر دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں۔ پس ہم ان کی طرف گئے اور ایک ساعت تک ان کو دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور ہم نخلستان میں مٹی کے ڈھیر پر سو گئے خدا کی قسم ہے کہ ہم کو بجز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے بیدار نہ کیا۔ حضرت نے ہم اپنے پاؤں سے ہلایا ہم غبار میں اٹے ہوئے تھے اسی روز حضرت نے جناب امیر کو مٹی میں اٹا ہوا پا کر یا ابا تراب کے خطاب سے مخاطب فرما کر ارشاد کیا میں تمہیں دو بدترین خلائق سے خبردار کروں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو احمیر ثمود کی قوم کا ہے جس نے صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک وہ ہے کہ یا علی تیرے اس پر یعنی سر کے ایک طرف ضرب لگائے گا اور اس کے خون سے بہہ یعنی تمہاری ریش مبارک تر ہو جائے گی۔

(۲) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان هذا لن یموت حتی یملاء غیظا و لن یموت الا مقتولا قاله لعلی (اخرجه بن عساکر) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کے لیے ارشاد فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں مرے گا جب تک کہ غصہ سے بھر نہیں جائے گا اور یہ نہیں مرے گا مگر مقتول۔

(۳) عن ابی الاسود عن علی قال اتانی عبدالله بن سلام و لقد ادخلت بعلی فی الغرز فقال لی این یزید فقلت العراق فقال اما انک ان جئتها لیصیبک بها ذباب السیف قال علی و ایم الله لقد سمعت النبی صلی الله علیه وسلم قبله یوما ان هذا لن یموت حتی یملاء غیظا و لن یموت الا مقتولا فقال ابو الاسود فما رایت کالیوم قط محارب یخبر هذا عن نفسه (اخرجه البزار و ابو نعیم فی المعرفة) ابوالاسود الدوئلی

روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر فرمانے لگے جب میں نے عراق کا سفر اختیار کیا اور رکاب میں پاؤں رکھا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آ کر مجھ سے کہنے لگے آپ نے کہاں کا قصد کیا ہے میں نے کہا عراق کا وہ کہنے لگے آپ عراق میں اس لیے جا رہے ہیں کہ آپ کو وہاں تلوار کی دھار کا زخم لگے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا واللہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے ایک روز فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ یہ ہرگز نہیں مرے گا جب تک کہ غصہ سے بھر نہیں جائے گا اور یہ نہیں مرے گا مگر مقتول۔

(۴) عن ام المومنین عائشة رضی الله عنها قالت رایت النبی صلی الله علیه وسلم التزم علیا و قبله و هو یقول بابی الوحید الشهید (اخرجه ابو یعلی و ابن حجر فی الصواعق) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کو بغل میں لیے ہوئے چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو۔ اکیلا شہید ہونے والا ہے۔

(۵) عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال له ان الامة ستغدر بک و انت تعیش علی ملتی و تقتل علی سنتی من احبک فاحبنی و من ابغضک ابغضنی تخضب عن هذه یعنی لحیة عن راسه (اخرجه الدار قطنی و الحاکم و الخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ بہ تحقیق میری امت تم سے غدر کرے گی اور تم میری ملت پر زندہ رہو گے اور میری سنت پر مارے جاؤ گے جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور یہ اس سے سرخ ہو گی یعنی داڑھی سر کے خون سے۔

(٦) عن ابی رافع رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت تقتل علی سنتی (اخرجه المتقی فی کنز العمال) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میری سنت پر مارے جاؤ گے۔

(۷) عن انس بن مالک قال مرض علی فدخلت علیه و عنده ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما فجلست عنده معهما فجاء النبی صلی اللہ علیه وسلم فنظر فی وجهه فقال ابوبکر و عمر قد تخوفنا علیه یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا باس علیه و لن یموت الا ن و لا یموت حتی یملاء غیظا و لا یموت الا مقتولا (اخرجه بن السمان و الدار قطنی و الحاکم و ابن عساکر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر بیمار ہوئے میں ان کے پاس گیا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جناب امیر کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے یا رسول اللہ ہمیں ان کی حالت سے خوف پیدا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کوئی خوف نہیں یہ اس وقت نہیں مریں گے جب تک کہ غصہ سے بھر نہ جائیں نہیں مریں گے اور نہیں مریں گے مگر مقتول۔

(۸) عن فضالة الانصاری قال خرجت مع ابی الی ینبع عائدین لعلی و کان مریضا بها فقال له ابی ما یسکنک فی هذا المنزل و لو هلکت به لم یدفنک الا اعراب جهینة فاحتمل الی المدینة فان اصاب و اللہ اولیاء اصحابک و صلوا علیک و کان ابو فضالة من اهل بدر فقال له علی انی لست بمیت من وجعی هذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عهد الی ان لا اموت حتی اضرب و یخضب هذه یعنی لحیتی من هذه یعنی هامتی قضا مقضیا و عهدا معهودا فقتل ابو فضالة معه بصفین (اخرجه ابن ضحاک و البزار و الحارث و ابو نعیم فی الدلائل و رجاله ثقات) فضالہ انصاری سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ینبع میں جناب امیر علیہ السلام کی عیادت کے لیے گیا وہ وہاں پر بیمار پڑے ہوئے تھے میرے باپ نے ان سے کہا آپ کس لیے یہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اگر آپ یہاں فوت ہو گئے جہینہ کے تو جنگلی بدوؤں کے بغیر آپ کو کوئی دفن نہیں کرے گا۔ میں آپ کو مدینہ شریف لے چلتا ہوں۔ اگر آپ وہاں انتقال فرما جائیں گے تو آپ کے دوست آپ کی تجہیز و تکفین کریں گی اور آپ پر نماز جنازہ پڑھیں گے اور ابوفضالہ

اشقی الاولین یا علی قال الذی عقر ناقة صالح فقال صدقت فمن اشقی الاخرین قال الله و رسوله اعلم اشقی الاخرین الذی یضربک علی هذا و اشارا لی یافوخه (اخرجه الطبرانی و ابو یعلی و الملافی سیرة) و زاد و کان علی یقول وددت انه قد انبعث اشقاکم فیخضب من هذه یعنی لحیة من دم راسه (اخرجه ابن حجر فی الصواعق و قال رجال ثقات) صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرمانے لگے کون پہلے لوگوں سے زیادہ بد بخت تھا جناب امیر نے عرض کیا جس نے کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بد بخت ہے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول مجھ سے بہتر جاننے والا ہے۔ فرمایا وہ شخص کہ تیری چاند پر ضرب لگائے گا اور ایک راوی نے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا بد بخت اٹھے اور اس کو اس سے رنگین کرے یعنی ان کی ریش مبارک کو سر اقدس کے خون سے۔

(۲) عن علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی اتدری من اشقے الاولین قلت الله و رسوله اعلم قال عاقر الناقة ثم قال اشقی الاخرین قلت الله و رسوله اعلم قال تلک (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا علی تو جانتا ہے کہ پہلے لوگوں میں کون زیادہ بد بخت تھا میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا جس نے کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔ پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بد بخت ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا تیرا قاتل۔

(۳) عن ابی الاسود الدائلی انه عاد علیا قال فقلت له قد تخوفنا علیک یا امیر المومنین فی شکواک هذه فقال لا ولکنی والله ما تخوفت علی نفسی لانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول انک مستضرب ضربة ههنا و اشار الی راسة فیسیل ومها حتی تخضبه لحیتک یکون م احبها اشقاها کما کان عاقر الناقة اشقا

ھا (اخرجہ الخوارزمی) ابوالاسود الدوئلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ جناب امیر کی عیادت کے لیے گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر المومنین ہم آپ کی اس بیماری سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنی جان پر اس سے نہیں ڈرتا کیوں کہ میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تجھے یہاں پر یعنی سر پر ایک چوٹ لگائی جائے گی اور اس کے خون کے جاری ہونے سے تیری داڑھی رنگین ہو جائے گی اس چوٹ کا لگانے والا امت کا بد بخت ہوگا جس طرح سے کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والا اگلی امت کا بد بخت تھا۔

(۴) عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدثکم باشقی الناس رجلین احمیر ثمود الذی عقر الناقۃ الذی یضربک یا علی ھذہ حتی قبل منھا ھذہ (اخرجہ احمد و ابن عساکر و جرید الطبری و صححہ الحاکم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو سخت بد بختوں کی خبر دوں ایک احمیر ثمود جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک وہ شخص کہ یا علی تیرے اس مقام پر یعنی سر پر ضرب لگائے گا یہاں تک کہ اس سے یہ تر ہو جائے گی۔

جناب امیرؑ کا اپنی شہادت کی خبر دینا

(۱) عن زاذان قال کنت بین الناس ذا یوم عند علی فقالوا احدثنا عن ذی القرنین قال رجل بعثہ امہ الی قوم فاشر کو ابربھم و ابتدعوا فی دینھم و احدثوا علی انفسھم فھم الذین یجۃدون فی الباطل و یحسبون انھم علی الحق و یجتھدون فی الضلالۃ و یحسبون انھم علی ھدی فضربوا علی قرنہ لا یمن فمات ثم احیاہ اللہ فضربوا علی قرنہ الا یسر فمات ثم رفع صوۃ قال و ما اھل النھروان منھم ببعید (اخرجہ ابن منیع) زاذان سے منقول ہے کہ ایک روز میں جناب امیر کی خدمت میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ ہمیں ذوالقرنین کی خبر سنائیں۔ جناب امیر نے فرمایا وہ ایک آدمی تھا جسے خدا نے ایسی قوم کی طرف بھیجا تھا وہ اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے تھے اور اپنے دین میں بدعتیں نکالتے تھے اور اپنی جانوں کے لیے نئی باتیں پیدا کرتے تھے

وہ ان میں سے تھے کہ باطل میں کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم حق پر ہیں اور گمراہی کی کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔ پس ان لوگوں نے اس کے سر کی دہنی طرف ضرب لگائی اور وہ مر گیا پھر خدا نے اسے زندہ کیا پھر انہوں نے اس کے سر کے بائیں طرف ضرب لگائی پس وہ مر گیا پھر جناب امیر نے بلند آواز سے فرمایا۔ اہل نہروان ان لوگوں سے دور نہیں ہیں۔

(۲) **عن عبيدة قال قال علی ما يحبس اشقا ها ان يجيی ليقتلنی اللهم انی سمئتهم و سئمونی فارحنی منم و ارحهم منی (اخرجه ابن سعد)** عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرمانے لگے اس آیت کے بدبخت کو کس چیز نے روک رکھا ہے کہ وہ آکر مجھے قتل کرے۔ اے میرے پروردگار مجھے ان سے ملال پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ بھی مجھ سے ملال میں ہیں۔ پس مجھے ان سے راحت پہنچا اور مجھ سے ان کو راحت دے۔

(۳) **عن عبدالله بن سبع قال سمعت عليا علی المنبر يقول ما ينتظر اشقاها و الذی فلق الحبة و براء النسمة عهد الی ابو القاسم رسول الله صلی الله عليه وسلم لتخضبن هذه من هذه و اشارا لی لحية و راسه فقالوا اخبرنی يا امير المومنين من هو لنبير نه قال انشد كم بالله ان يقتل غير قاتلی (اخرجه ابن سعد و الحسن بن سفيان و المحاملی و زاد احمد قالو ان كنت قد علمت انک مقتول فاستخلف اذا قال لا ولكن او كلكم الی من و كلكم رسول الله صلی الله عليه وسلم)** عبداللہ بن سبع سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت کا بدبخت کیا انتظار کر رہا ہے قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے دانے کو پھاڑ کر اور آدمی کو ظاہر کیا ہے مجھ سے ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ یہ اس کے خون سے رنگین ہو جائے گی اور جناب امیر نے اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ تو ہم سے بیان فرمائیں کہ وہ کون ہے تا کہ ہم اس کو ہلاک کر ڈالیں۔ فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میرے قاتل کے بغیر کسی کو نہ مارنا۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا جبکہ آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ شہید ہونے والے ہیں تو آپ اپنے بعد کے لیے

خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے۔ فرمانے لگے نہیں میں تمہیں اسی کے سپرد کرتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سپرد تم کو کیا ہے۔

(۴) قیل سئل علی و هو علی منبر الکوفة عن قوله تعالی من المومنین رجال صدقوا ما عاهد و الله علیه فمنهم من قضی نحبه و منهم من ینتظرون اللهم عفوا هذه الایة نزلت فی وفی عمی حمزة و فی ابن عمی عبیدة و الحارث بن عبدالمطلب فانه قضی نحبه یوم بدر و اما عمی حمزه قضی نحبه یوم احد و اما انا فانتظر اشقاها یخضب هذه من هذه و اشارا لی لحیة و راسه عهد عهدة الی حبیبی ابو القاسم رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه ابوبکر بن مردویه و سبط بن الجوزی فی تذکره خواص الامه و ابن حجر فی الصواعق) جناب امیر ایک دفعہ کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے اس آیت کا شان نزول پوچھا۔ جس کا کہ ترجمہ یہ ہے۔ مومنوں سے بعض ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے اس بات کو جس پر اللہ تعالی سے عہد کیا تھا۔ پس ایک ان میں سے وہ ہے کہ اپنا وقت پورا کر چکا اور ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار میں ہے جناب امیر فرمانے لگے اے میرے رب بخش دے۔ یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچازاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ بن حارث بدر کے روز اپنا وقت پورا کر گئے۔ اور میرے چچا حمزہ احد کے روز اپنا وقت پورا کر چکے اور اب میں اس امت کے بد بخت کے انتظار میں ہوں کہ اس کو اس سے رنگین کرے اور اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس کی نسبت پختہ عہد کیا ہے۔

(۵) عن زید بن وهب قال قدم علی علی قوم من اهل البصرة من الخوارج فیهم رجل یقال له الجعد بن نعجة قال اتق الله یا علی فانک میت قال علی بل مقتول تضرب علی هذه و تخضب هذه یعنی لحیة من راسه عهد معهود و قضاء مقضی و قد خاب من افتری (اخرجه احمد فی المناقب) زید بن وہب سے روایت ہے کہ بصرہ کے خارجیوں میں سے ایک گروہ کے پاس جناب امیر تشریف لے گئے ان میں جعد بن نعجہ ایک شخص تھا جناب امیر

سے کہنے لگا علی خدا سے خوف کر کیونکہ تو مرنے والا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا بلکہ مارا جانے والا ہوں مجھے یہاں پر ضرب لگائی جائے گی۔ اور یہ رنگین ہو جائے گی اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ عہد بندھ چکا ہے اور قضا جاری ہو چکی ہے اور نا امید ہوا ہے جھوٹ بولنے والا۔

(٦) عن ابی الطفیل ان علیا جمع الناس للبیعة فجاء عبدالرحمن بن ملجم المرادی فرده مرتین ثم قال علی ما یحبس اشقاها فواللہ لیخضبن هذه من هذه و اومی الی الحیة و راسه ثم تمثل. اشدد حیاز یمک للموت + لان الموت اتیک + و لا تجزع من القتل + اذا حل بوا دیک (اخرجه بن سعد و ابو نعیم فی الحلیة و ابن الاثیر فی الکامل) ابوطفیل نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے بیعت کے لیے لوگوں کو جمع کیا اور عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی بھی بیعت کے لیے جناب امیر کی خدمت میں آیا آپ نے دو دفعہ اس کو لوٹا دیا پھر فرمایا۔ اس امت کے بدبخت کو کیا چیز روکے ہوئے ہے اور اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کو اس سے رنگین کرے پھر اس پر ایک مثل کہی۔ اپنی چھاتی کو موت کے لئے تان۔ کیونکہ موت تیرے لیے آنے والی ہے۔ قتل ہونے سے تو مت چلا۔ جبکہ وہ تیرے سامنے آجائے۔

(٧) عن عبیده قال کان اذا رای عبدالرحمن بن ملجم المرادی قال. ارید حیوة و یرید قتلی + غدیری من خلیلی من مرادی (اخرجه بن سعد) عبیداللہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام ابن ملجم مرادی کو دیکھتے فرماتے۔ میں اس کی زندگی مانگتا ہوں اور وہ میرے قتل کرنے کو چاہتا ہے۔ وہ جو میرا دوست اور میرا خلیل اور میری مراد ہے۔

(٨) عن عثمان بن المغیرة قال لما دخل شهر رمضان جعل علی یتعشی لیلة عند الحسن و لیلة عند الحسین و لیلة عند عبداللہ بن جعفر لا یزید علی ثلاث لقم و یقول یاتی امر اللہ و احب انا خمیص و انما هی لیلة او لیلتان (اخرجه ابن الاثیر فی تاریخه) عثمان بن مغیرہ کہتے ہیں کہ جب ماہ رمضان آیا جناب امیر ایک رات امام حسن کے پاس اور دوسری رات امام حسین کے پاس اور تیسری رات عبداللہ بن جعفر طیار کے پاس افطار کرنے لگے اور تین لقموں سے زیادہ نہیں تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کا حکم آنے والا ہے۔ میں

چاہتا ہوں کہ میرا پیٹ دبلا ہو اور ایک دو رات کا معاملہ ہے۔

(۹) عن الحسن بن كثير عن ابيه قال خرج علی لصلوٰة الفجر فاستقبله و الا وز و يصحن فی وجهه قال فجعلنا نطرد هن عنه فقال دعو فانهن نوائح فخرج فاصيب (اخرجه احمد فی المناقب) و قال بن الاثين هذا يدل علی انه علمه السنة و الشهر و الليلة التی يقتل فيها (كامل التواريخ) حسن بن کثیر اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام صبح کی نماز کو گھر سے باہر تشریف لے جانے لگے بطخیں ان کے سامنے ہو کر چلانے لگیں ہم ان کو ہٹانے لگے جناب امیر نے ارشاد کیا ان کو چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ یہ فرما کر تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے۔

ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ یہ امر اس پر دال ہے کہ جناب امیر اپنی شہادت کے برس اور مہینے اور اس رات سے کہ جس میں کہ شہید ہوئے واقف تھے۔

(۱۰) عن ابی عبدالرحمن السلمی قال قال حسين بن علی قال لی علی سخ لی الليلة رسول الله صلی الله عليه وسلم فی منامی فقلت يا رسول الله ما لقيت من امتک من اللداد و اللدد قال ادع عليهم قلت اللهم ابدلنی بهم من هو خير لی منهم و ابدلهم بی من هو شر منی فخرج فضربه الرجل (اخرجه بن الاثير فی كامل التواريخ و اخرج ابو عمر هذا الحديث عن حسن البصری) ابوعبدالرحمٰن السلمی سے منقول ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے بیان کیا کہ آج رات خواب میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے کیا کیا خصومتیں اور جھگڑے پیش آنے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا تم ان پر دعا کرو میں نے کہا۔ اے میرے پروردگار ان کے بدلے میں مجھے ان سے بہتر لوگوں کی جماعت عطا کر اور میرے بدلے میں اس کو کسی بدترین کی صحبت میں رکھ۔ پس آپ تشریف لے گئے اور اس آدمی نے ان کو شہید کیا۔

جناب امیرؑ کی شہادت کا بیان

قال ابن سعد انتدب ثلثه نفر من الخوارج عبدالرحمن بن ملجم المرادی و البرک بن عبدالله التمیمی و عمرو بن بکیر التمیمی فاجتمعوا بکلمة و تعاهد و او تعا قد و لیقتلن هئولاء الثلثة علی و معاویة و عمرو بن العاص فقال ابن ملجم انا لکم بعلی و قال البرک انا لکم بمعویة و قال عمرو بن بکیر انا لکم بعمرو بن العاص و تعاهد و اعلی ان ذلک یکون فی لیلة واحدة لیلة حادی عشر و لیلة سابع عشر رمضان ثم توجه کلوا حد منهم الی المصر الذی فیه صاحبه فقدم ابن ملجم الکوفة فلقے اصحابه من الخوارج فکان لهم ما یریدون لیلة الجمعة سابع عشر سنة اربعین فا ستیقظ علی سحرا فقال لابنه الحسن رایت اللیة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله ما لقیت من امتک من اللداد و اللدد فقال ادع الله علیهم فقلت اللهم ابدلنی بهم خیرا منهم و ابد لهم بی شرالهم. و دخل ابن النباح الموذن علی ذلک فقال الصلوة فخرج علی من الباب ینادی ایها الناس الصلوة الصلوة فاعترضه بن ملجم فضربه بالسیف فاصاب جبهة الی قرنه و وصل الی دماغه فشد الیه الناس من کل جانب فامسک و اوثق و اقام علی الجمعة و السبت و توفی لیلة الاحد (نقلت من تاریخ الخلفاء للسیوطی) ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ خوارج میں سے عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور برک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن ابکیر التمیمی تین آدمی بچے ہوئے مکہ معظّمہ میں جا اکٹھے ہوئے اور باہم عہد کیا کہ علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص تین شخصوں کو قتل کرنا چاہیے ابن ملجم کہنے لگا میں جناب علی کو شہید کرنے کا ذمہ لیتا ہوں برک نے کہا میں معاویہ کے مارنے کا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن عاص کے ہلاک کرنے کا ذمہ لیا اور تینوں نے یہ عہد کیا کہ یہ امر ایک ہی شب میں واقع ہو۔ رمضان کی گیارہویں یا سترہویں کو پھر ان میں سے ہر ایک اس شہر کی طرف جس میں کہ اس کا مدنظر قیام پذیر تھا روانہ ہوا۔ پس ابن ملجم کوفہ میں پہنچا اور

خارجیوں میں سے اپنے دوستوں سے ملا۔ پس وہ اپنی مہم کا ارادہ کرنے لگے۔ رمضان کی سترہویں ۴۰ھ چالیس کو جناب امیر صبح کو بیدار ہوئے اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام سے فرمانے لگے میں نے آج رات خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے حضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے کیا کیا خصومتیں اور جھگڑے پیش آئے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ ان کے حق میں دعا کرو۔ میں نے دعا کی بار الہا ان کے بدلے میں مجھے ان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے بدلے ان کو کسی بد کی صحبت عطا کر اتنے میں ابن النباح موذن نے آ کر الصلوۃ الصلوۃ کی آواز بلند کی جناب امیر دروازہ سے باہر نکلے اور ایھا الناس الصلوۃ الصلوۃ پکارنے لگے۔ ابن ملجم نے بڑھ کر آپ کی پیشانی سے اور سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ دماغ میں بیٹھ گئی پس ہر طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور اس کو پکڑ لیا اور باندھ لیا۔ جناب امیر جمعہ اور ہفتہ کے دن تک زندہ رہے اور اتوار کے روز رحلت فرما گئے۔

(۲) قال الزبير بن بكار كان من بقى من الخوارج تعا قد و اعلى قتل على و معاوية و عمرو بن العاص فخرج لذلك ثلاثة فكان ابن ملجم هو الذى التزم لهم قتل على فدخل الكوفة لذلك و اشترى سيفا لذلك بالف درهم و سقاه السم و كان فى خلال ذلك ياتى عليا يساله و يستحمله فحمله الى ان وقعت عينه على قطام امراة رائقة جميلة كانت ترى راى الخوارج و كان على قد قتل ابا ها و اخوتها بالنهروان فخطبها ابن ملجم فقالت له لا اتزوج الا على مهر لا اريد سواه فقال و ما هو قالت ثلاثة الاف دينا و قتل على قال ابن ملجم و الله لقد قصدت لقتل على و ما اقدمنى هذا المصر غير ذلك فقالت ان قلتله و نجوت فهو الذى اردت فتبلغ شفاء نفسى و يهنيك العيش معى و ان قتلت فما عند الله خير من الدنيا فقال لها لك ما اشترطت فقالت له سالتمس من يشد ظهرك فبعثت الى ابن عم لها فا جابها و لقى بن ملجم بشبيب ابن بحيرة الا شجعى فقال يا شبيب هل لك شرف الى ابن عم لها فاجابها و لقى بن ملجم بشيب ابن بحيرة الا شجعى فقال يا شبيب هل لك فى

شرف الدنيا و الاخرة قال و ما هو قال تساعد نی علی قتل قال ثکلتک امک لقد جئت شیئا اد اکیف نقدد علی ذالک قال انه رجل لا حرس له و لا یخرج الی المسجد الا منفرا دون من یحرسه فنکمن له فی المسجد فاذا خرج الی الصلوة قتلناه فان نجونا نجونا فان قتلنا سعد نا بالذکر فی الدنیا و الاخرة فقال ویلک ان علیا ذو سابقة فی الاسلام مع النبی صلی الله علیه وسلم فانشرح نفسی بقتله قال ویلک انه حکم الرجال فی دین الله عزوجل و قتل اخواننا الصالحین فنقتله ببغض من قتل و لا تشکن فی دینک فاجابه و اقبلا حتی دخلا علی قطام و هی معتکفة فی المسجد الاعظم فی قبة ضربت لنفسها فدعت لهم و اخذوا سیو فهم و جلسو اقبالة السدة التی یخرج منها علی فخرج منها علی الی الصلوة الصبح فبدر الشبیب فضربه فاخطاه فضر به بن ملجم لعنة الله علیه علی راسه و قال الحکم لله لا لک و لا لا صحابک فقال علی لا یغوتکم الکلب فشد الناس علیه من کل جانب فاخذوه و هرب شبیب خارجا من الباب فلما اخذ قال علی حبسوه فان مت فاقتلوه و لا تمثلوا و ان لم امت فالا مرلی فی العفو و القصاص (اخرجه عمر بو ابن عبدالبر فی الا ستیعاب) زبیر بن بکار سے منقول ہے کہ خارجیوں سے جو لوگ کہ جنگ نہروان میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے انہوں نے جناب امیر اور معاویہ اور عمر بن العاص کے قتل کرنے پر معاہدہ کیا اس امر کی انجام دہی کے لیے تین آدمی نکلے اور ان میں عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی وہ نامراد شخص تھا جس نے کہ جناب امیر کے قتل کرنے کا ان سے وعدہ کیا تھا پس وہ کوفہ میں اس غرض کے لیے آیا اور ہزار درہم کو ایک تلوار مول لی اور اس کو زہر کا بجھاؤ دیا۔ اس درمیان میں جناب امیر کی خدمت میں آتا جاتا رہا کہ جناب امیر اسے کوئی کام سپرد کریں آپ نے اسے ایک خدمت سپرد کی کہ ناگاہ اس کی نگاہ قطامہ پر جا پڑی جو نہایت حسین تھی۔ اور خارجیوں کی رائے کو دیکھ رہی تھی۔ جناب امیر نے نہروان کی لڑائی میں اس کے باپ اور بھائیوں کو قتل کیا ہوا تھا۔ ابن ملجم نے اس سے اپنے نکاح کی درخواست کی اس نے جواب دیا کہ میں ایسے مہر کے سوا کہ بجز اس کے اور کچھ چاہتی۔ نکاح نہیں کر

سکتی۔ابن ملجم نے مہر کی شرط پوچھی قطامہ نے کہا تین ہزار دینار اور جناب امیر کا قتل ہے۔ابن ملجم نے کہا بخدا تو نے ایسی چیز کو طلب کیا ہے کہ جس کے لیے میں اس شہر میں آیا ہوں وہ کہنے لگی اگر تو نے جناب امیر کو قتل کیا اور تو نجات پا گیا۔پس وہی بات تجھے حاصل ہو جائے گی جو کہ تو چاہتا ہے۔ اور میری طرف سے بھی تجھے مہر میں رعایت حاصل ہوگی۔اور تجھے مجھ سے ایک گوارندہ عیش حاصل ہوگا اور اگر تو قتل ہوگا۔تو پس جو کچھ کہ اللہ کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے۔ابن ملجم کہنے لگا تجھے چاہیے کہ تو اپنی شرط کو پورا کرے۔قطامہ نے کہا میں تجھے ایسے شخص کو ملاتی ہوں جو اس کام میں تیری مدد کرے گا۔پس اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو بلا بھیجا وہ اس کے پاس آیا۔اس کے بعد ابن ملجم شبیب بن بجیرہ الاشجعی سے ملا اور کہنے لگا اے شبیب کیا تجھے دنیا وآخرت کی شرف حاصل کرنے میں کچھ رغبت ہے۔شبیب کہنے لگا۔وہ کیا ہے۔ابن ملجم نے کہا وہ جناب امیر کا قتل کرنا ہے شبیب نے کہا تیری ماں کے بچے مریں۔تو نے ایک عجیب بات کہی ہے۔ہم کیونکر ان پر قابو پا سکتے ہیں۔ ابن ملجم کہنے لگا۔جناب امیر کا کوئی نگہبان نہیں اور مسجد میں وہ تنہا جاتے ہیں کوئی ان کے ساتھ محافظ نہیں ہوتا۔ہم کمین میں بیٹھے رہیں جب وہ صبح کو نماز کے لیے نکلیں تو ہم ان کو شہید کر ڈالیں۔پھر اگر ہم بچ گئے بچ گئے اور اگر مارے گئے تو ہم دنیا وآخرت میں ذکر خیر چھوڑیں گے۔شبیب نے کہا ارے تو مر جائے جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صاحب سبقت ہیں۔ان کے قتل کرنے سے بھلا میرا دل کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ابن ملجم کہنے لگا۔تجھ پر افسوس انہوں نے خدا کے دین میں لوگوں کو منصف مقرر کیا ہے اور ہمارے دیندار بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ہم ان کو ان قتل شدہ لوگوں کی عداوت سے قتل کریں گے تو اپنے دین میں کسی طرح کا شک اور شبہ اپنے دل میں نہ لا شبیب نے اس کی بات کو مان لیا۔اور دونوں مل کر قطام کے پاس گئے اس نے مسجد اعظم میں اپنے اعتکاف کے لیے ایک خیمہ کھڑا کیا تھا وہ اعتکاف میں تھی۔اس نے ان دونوں کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ اپنی تلواروں کو لے کر اس دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔جہاں سے جناب امیر مسجد میں آیا کرتے تھے۔پس جناب امیر صبح کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے۔شبیب نے بڑھ کر تلوار ماری اس کا وار خالی گیا۔ابن ملجم نے کہ خدا کی پھٹکار اس پر برسے جناب امیر کے سر اقدس

پر تلوار لگائی۔ اور کہنے لگا یا علی حکم خاص خدا کے لیے نہ آپ کا ہے نہ آپ کے دوستوں کا۔ جناب امیر نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ کتا تم سے کہیں بھاگ نہ جائے لوگ ہر طرف سے اس پر ٹل پڑے اور اس کو گرفتار کر لیا۔ شبیب دروازہ کے باہر سے بھاگ گیا جب ابن ملجم گرفتار ہو گیا۔ جناب امیر نے فرمایا اس کو قید رکھو اگر میں مر گیا تو اس کو قتل کر دینا اور مثلہ نہ کرنا۔ اگر زندہ رہا تو بخش دینا اور قصاص لینا میرے اختیار میں ہوگا۔

(۳) عن الليث بن سعد ان ابن ملجم ضرب عليا فی صلوة الصبح بسيف كان سمه بسم و مات من يومه و دفن بالكوفة ليلا (اخرجه البغوى) و اختلفوا اهل ضربة فی الصلوة و قبل الدخول فيها و هل استخلفه من اتم الصلوة او هو اتمها و الا كثر على انه استخلف جعده بن هبيرة فصلى بهم تلك الصلواة (اخرجه محب الطبرى فی الرياض) لیث بن سعد سے منقول ہے کہ ابن ملجم نے جناب امیر کو صبح کی نماز میں زہر کی بجھی ہوئی تلوار ماری تھی اور اسی روز جناب امیر انتقال فرما گئے تھے۔ اور لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ ابن ملجم نے آپ کو عین صبح کی نماز میں تلوار ماری تھی یا کہ نماز سے پہلے۔ اور آیا جناب امیر نے نماز کے تمام کرنے کے لیے کسی کو اپنا خلیفہ کیا تھا کہ خود نماز کو پورا کیا تھا۔ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے جعدہ بن ہبیرہ کو نماز کے لیے اپنا خلیفہ کیا تھا اور اس نے نماز کو پورا کیا تھا۔

(۴) عن هارون بن يحيى قال ان عليا لما ضربه ابن ملجم قال فزت برب الكعبة (اخرجه بن الاثير فی كامل التواريخ) ہارون بن یحیٰ کہتے ہیں کہ جب ابن ملجم ملعون نے جناب امیر علیہ السلام کو چوٹ لگائی جو جناب امیر نے چلا کر فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے میں رستگار ہو گیا۔

جناب امیرؑ کی اپنے قاتل سے ہمدردی

(۱) عن هشيم مولى الفضل قال لما قتل بن ملجم عليا قال للحسن و الحسين عزمت عليكم لما حبستم الرجل فان مت فاقتلوه و لا تمثلوا به فانی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول و ايا كم المثلة و لو بالكلب العقور (اخرجه

الفضائلی) ہشیم فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام کو ابن ملجم نے زخمی کیا آپ حسنین علیہما السلام سے وصیت فرمانے لگے میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب تم نے اس آدمی کو قید کرلیا ہے اگر میں مرجاؤں تو اس کو قتل کرنا اور مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ڈرو تم مثلہ کرنے سے اگرچہ کھٹلنا کتا ہی ہو۔

(۲) عن الحسین بن کبیر عن ابیه و کان قدا درک علیا قال خرج علی الی الفجر فاقبل الا و زیصحن فی وجهه فطردوا هن فقال دعوهن فانهن نوامح فضربه ابن ملجم قلت له یا امیر المومنین قل بیننا و بین مراد فلا یقوم بهم ثاغیه و لا راعیة ابدا قال لا ولکن احبسوا الرجل فاذا انامت فاقتلوه فاذا اعش فالجروح قصاص (اخرجه احمد فی المناقب) حسین بن کثیر اپنے والد سے کہ اس نے جناب امیر کو دیکھا تھا روایت کرتا ہے کہ جناب امیر صبح کو گھر سے برآمد ہوگئے بطخیں ان کے سامنے ہوکر فریاد کرنے لگیں لوگ ان کو ہٹانے لگے جناب امیر نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ یہ نوحہ کررہی ہیں۔ پس ابن ملجم نے آپ کو ضرب لگائی میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ ہمارے اور بنی مراد کے درمیان جنگ کی اجازت دے دیں تا کہ ان میں اونٹ اور بکری باقی نہ چھوڑی جائے فرمایا نہیں لیکن اس آدمی کو قید رکھو جب میں مرجاؤں اس کو قتل کردینا اور اگر میں زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائے گا۔

(۳) عن حسین بن کثیر قال قال علی النفس بالنفس ان هلکت فاقتلوه و ان بقیت رایت فیه رائی یا بنی عبدالمطلب لا الفینکم یخوضون دماء المسلمین تقولون قد قتل امیر المومنین الا لا تقتلن الا قاتلی انظر یا حسن ان انامت من ضربتی هذه فاضربه ضربة فلا تمثلن بالرجل فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاکم المثلة و لو بالکلب العقور (اخرجه محب الطبری فی الریاض النضره) حسین بن کثیر ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جان کا بدلہ جان ہے۔ اگر میں مرجاؤں تو اس کو مار ڈالنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو اس کی نسبت میں اپنی رائے کو دیکھوں گا۔ اے بنی عبدالمطلب تم کو

میں مسلمانوں کے خون کے پیچھے نہیں ڈالتا کہ تم یہ کہو امیر المومنین مارے گئے ہیں۔ خبردار بجز میرے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا۔ اے حسن نگاہ رکھیو کہ اگر میں اس ضرب سے جو مجھے لگی ہے مر جاؤں۔ تو بھی میرے قاتل کو ایک ہی ضرب لگانا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مثلہ کرنے سے بچو اگر کھٹکنا کتا ہی ہو۔

(۴) عن الزبیر بکار قال قال علی احبسوہ فان انامت فاقتلوہ و لا تمثلوا به فان لم امت فالا مرلی فی العفو و القصاص (اخرجه ابو عمر) زبیرن بن بکار کہتے ہیں کہ جناب امیر نے اپنے قاتل ملعون کی نسبت فرمایا اگر میں مر جاؤں تو تم بھی اسے مار ڈالنا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اس کے بخشنے اور بدلہ لینے میں اختیار ہوگا۔

(۵) عن الزھری قال لما ضرب علی تلک الضربة قال ما فعل ضاربی اطعموہ طعامی و اسقوہ من شرابی فان عشت فانا اولی بحقی و ان مت فاضربوہ ولا تزیدوہ علیه (اخرجه الخوارزمی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیر کو ضرب لگی فرمانے لگے میرا قاتل میرا کھانا اسے کھلاؤ۔ اور میرا پانی اسے پلاؤ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے حق کا زیادہ حقدار ہوں اور اگر میں مر گیا پس تم اس کو ایک ضرب لگانا اور اس پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا۔

جناب امیر علیہ السلام کی وصیت

(۱) عن الزھری قال اوصی علی للحسن یا حسن لا تغال فی کنفی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لا تغالوا فی الکفن و امشوا بین المشیین فان کان خیرا عجلتمونی و ان کان شرا لقیتموہ عن اکتافکم (اخرجه الخوارزمی) زہری رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ جناب امیر نے حضرت حسن علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ اے حسن میرے کفن کو غالیہ نہ لگانا۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کفن میں غالیہ نہ لگاؤ۔ اور دو رفتاروں کے درمیان ہو کر چلنا (یعنی نہ دوڑتے ہوئے اور نہ زیادہ آہستہ) کیونکہ اگر کوئی امر نیک پیش آنے والا ہوگا تو تم نے میرے لیے اس کی تعجیل کی ہوگی۔ اور اگر برائی

پیش آنے والی ہوگی تو تم نے اپنے کندھے کا بوجھ ہلکا کیا ہوگا۔

(۲) عن الحسن قال لما حضرت ابی الوفات اقبل یوصی فقال هذا ما اوصی به علی بن ابی طالب اخو محمد صلی الله علیه وسلم و ابن عمه و صاحبه اول وصیتی اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا عبده و رسوله و خیرة بعلمه و ارتضاه لخلقه و ان الله باعث من فی القبور و سائل الناس عن اعمالهم عالم بما فی الصدور ثم ان اوصیک یا حسن و کفی بک و صیا بما اوصانی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا کان ذلک فالزم بیتک و ابک علی خطیتک ولا تکن الدنیا اکبر همک و اوصیک یا بنی بالصلوة عند وقتها و الزکوة فی اهلها عند محلها و الصمت عند التشبه و الا قتصاد و العدل فی الرضاء و الغضب و حسن الجوار. و اکرام الضیف و رحمة المجهود و اصحاب البلاء و صلة الرحم و حب المساکین و مجالستهم و التواضع فانه من افضل العبادة و ذکر الموت و زهد فی الدنیا فانک رهن الموت و غرض بلاء و طریح سقم و اوصیک بخشیة الله تعالی فی سرائرک و علا نیتک و انهاک عن مخالفة الشرع بالقول و الفعل و اذا عرض لک شئی من امر الاخرة فابداء به فاعرض لک امر من الدنیا فتانة حتی تصیب رشدک فیه وایاک و موطن التهمة و المجلس المظنون به السئوء فان قرین السوء یغیر جلیسه و کن لله یا بنی عاملا و عن الجی زجوزا و بالمعروف امرا و عن المنکر نا هیا و اخ لا اخوان فی الله و احب الصالح لصلاحه و دار الفاسق عن دینک و ابغضه لقلبک و زائله یا عما لک لئلا تکون مثله و ایاک و الجلوس فی الطرقاه ودع المماراة و مجاراة من لا عقل له و اقتصد یا بنی فی معیشتک و اقتصد فی عبادتک و علیک فیها بامر الدائم الذی نطیقه و الزم الصمت و به و تسلم و قدم لنفسک تغنم و تعلم الخیر تعلم و کن ذاکر لله تعالی علی کل حال و ارحم من اهلک الصغیر و وقرا لکبیر و لا تاکل طعاما حتی تصدق منه قبل اکله و علیک بالصوم فانه زکواة و خبة لا

هلک و جاهد نفسک و احذر جلیسک و اجتنب عدوک و علیک بمجالس الذکر و اکثر من الدعا فانی لم الک یا نبی نصحا و هذا فراق بینی و بینک و اوصیک باخیک بحمل خیرا فانه ابن ابیک و قد تعلم حبی له اما اخوک الحسین فهو شقیقک و ابن ام و ابیک و اللہ الخلیفة علیکم و اباه اسال ان یصلحکم و ان یکف الطفاة البغاة عنکم و اصبر الصبر حتی تفضے الله هذا الامر و لا حول ولا قوة الا بالله (نور الابصار) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب میرے والد ماجد علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا آپ وصیت فرمانے لگے کہ یہ وہ بات ہے کہ جس کی نسبت علی بن ابی طالب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور ان کا ابن عم اور ان کا مصاحب وصیت کرتا ہے سب سے پہلے میری وصیت یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں اور محمد اس کے رسول اور برگزیدہ ہیں اس نے اپنے علم سے ان کو رسالت کے لیے اختیار کیا اور اپنی خلق کی ہدایت کے لیے ان کو پسند کیا۔ اور جو لوگ کہ قبروں میں ہیں ان کو اللہ تعالی زندہ کرے گا اور آدمیوں سے ان کے اعمال کی پرسش فرمائے گا۔ اور جو کچھ کہ لوگوں کے دلوں میں ہے اس کو وہ جانتا ہے۔ بعد اس کے اے حسن میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اور تو میری وصیت ادا کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے۔ پس جبکہ ایسا ہو تو تو اپنے گھر میں رہا کر اور اپنے گناہوں پر رویا کر اور دنیا کے حاصل کرنے میں اپنی ہمت کو مصروف نہ کر۔ اور اے میرے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا کر۔ اور جب زکواۃ دینے کا محل ہو تو اس کے مستحق کو دیا کر اور جب کوئی امر مشتبہ ہو تو اس میں ساکت رہا کر۔ اور خوشنودی اور غصہ میں میانہ روی اور عدالت اختیار کر اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کر۔ اور مہمانوں کی تکریم کر۔ اور جو لوگ کہ عاجز ہوں اور مصیبت میں مبتلا ہوں ان پر رحم کر اور صلہ رحم بجالا اور مسکینوں سے محبت کر اور ان کے پاس بیٹھا کر اور ان کی تواضع کیا کر۔ اس لیے کہ یہ افضل عبادت ہے اور موت کو یاد رکھ۔ اور دنیا میں زہد اختیار کر اس لیے کہ تو موت سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اور دنیا بلا کے نازل ہونے کا مقام ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہے۔ اور

نیز میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اپنے ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈر اور ہر قول و فعل میں شرع شریف کی مخالفت سے منع کرتا ہوں اور جب کوئی چیز امور آخرت میں تجھ کو پیش آئے تو اس میں جلدی کر اور جب کوئی امور دنیا میں تجھ سے پیش آئے تو اس میں تامل کر یہاں تک کہ اپنے بہبودی کو اس میں تحقیق کر لے اور ایسے مقامات میں کہ اس میں ذمت کا شبہ ہو اور ایسی صحبتوں میں کہ جن میں برائی کا گمان ہو نہ جایا کر اس واسطے کہ جو شخص کہ خود برا ہے وہ اپنے ہم صحبت کو بگاڑ دیتا ہے اور اے میرے فرزند تو اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص اور خالص کر اور گناہگاروں کو تنبیہہ اور اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کیا کر اور بھائیوں سے خدا کی راہ میں دوستی کر اور صالح شخص سے بہ سبب اس کی نیکی کے دوست رکھ اور فاسق سے مدارا کر اور دل میں اس کو برا سمجھ اور اپنے اعمال میں اس سے علیحدہ رہ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی مثل اس کے ہو جائے اور بازاروں میں نہ بیٹھا کر اور بے وقوفوں سے حجت نہ کیا کر وان کی ہمسائیگی اختیار کر اور اپنی معاش میں اور عبادت میں میانہ روی اختیار کر اور عبادات مسنونہ میں سے اس چیز کو اختیار کر جس کے ادا کرنے کی تجھے طاقت ہو اور ہمیشہ اس کو قائم رکھ سکے۔ اور سکوت کو اپنے اوپر لازم کر لے کہ اس کے سبب سے تو برائیوں سے بچ سکتا ہے اور نیکی کو اپنے نفس کے لیے مقدم کرتا کہ تجھے غنیمت حاصل ہو اور ہر حال میں خدا کو یاد کیا کر اور تیرے عزیز و اقارت میں سے جو شخص صغیر السن ہو اس پر رحم کر اور جو کبیر السن ہو اس کی بزرگی کر اور جب تو کھانا کھانے لگے تو پہلے اس میں صدقہ دے دیا کر اور تجھ کو روزہ رکھنا لازم ہے اس لیے کہ وہ بدن کی زکواۃ ہے اور روزہ دار کی سپر ہے اور اپنے نفس سے مجاہدہ کیا کر اور ہم نشین سے ہوشیار رہا کر اور اپنے دشمن سے پرہیز کیا کر۔ اور تو ہمیشہ ایسی مجلسوں میں بیٹھا کر کہ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہو اور اکثر دعا کیا کر۔ اے فرزند میں نے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی ہے اور اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہوتی ہے۔ میں تیرے بھائی محمد حنفیہ کے باب میں تجھے نیکی کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے اور مجھے جو کچھ کہ اس سے محبت ہے تو اس کو جانتا ہے اور لیکن تیرا بھائی حسین پس وہ تیرا ہم بطن بھائی ہے اور تیری ماں اور تیرے باپ دونوں کا بیٹا ہے اور اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا نگہبان ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں

کی اصلاح کرے اور سرکشوں اور باغویں کے شر کو تم سے دفع کرے اور تجھے صبر کرنا چاہیے یہاں تک کہ اس بات میں حکم کرے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

جناب امیرؑ کے انتقال کا بیان

عن عمرو بن ذی مر قال لما اصیب علی بالضربة دخلت علیه و قد عصب راسه قال قلت یا امیر المومنین ارنی ضربتک قال فحلها فقلت خلاش و لیش بشئی قال انی مفار قکم فبکت ام کلثوم من وراء الحجاب فقال لها اسکتی فلو ترین ما اری لما بکیت قال فقلت یا امیر المومنین ما ذا تری قال هذه الملائکة وفود و النبیون و هذا محمد صلی الله علیه وسلم یقول یا علی البشر فما تصیر الیه خبیر مما انت فیه (اخرجه بن الاثیر) عمرو بن ذی مر سے روایت ہے کہ جب جناب امیر کو زخم لگا۔ میں ان کی خدمت میں گیا وہ اپنے سر کو پٹکا باندھے ہوئے تھے میں نے کہا یا امیر المومنین مجھے اپنا زخم دکھایئے انہوں نے پٹکا کھولا اور مجھے زخم دکھایا میں نے کہا تھوڑا سا زخم ہے اور کچھ بھی نہیں ہے فرمانے لگے میں تم سے جدا ہوتا ہوں جناب ام کلثوم پردہ کے اندر سے رونے لگیں جناب امیر نے فرمایا چپ رہو جو کچھ کہ میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی دیکھتیں تو ہرگز نہ روتیں میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ کیا دیکھتے ہیں کہنے لگے یہ فرشتوں کے سفیر اور انبیاء تشریف لائے ہیں اور یہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رنجہ فرمایا ہے اور کہہ رہے ہیں یا علی بشارت ہو جس حال میں کہ تو ایسا ہے اس سے عمدہ تیری حالت ہونے والی ہے۔

(۲) عن عبدالرحمن بن حبیب قال لما فرغ علی من وصیة قال اقرء علیکم السلام و رحمة و برکاة ثم لم تتکلم الا بلا اله الا الله حتی قبضه الله و غسله ابناه و عبدالله بن جعفر و صلی علیه الحسن وَ کبر علیه اربعا و کفن فی ثلاثة اثواب لیس فیها قمیص و دفن فی السحر (اخرجه ابن الاثیر) عبدالرحمٰن بن حبیب کہتے ہیں کہ جب جناب امیر وصیت سے فارغ ہوئے فرمایا میں تم کو سلام علیکم کہتا ہوں اور خدا کی رحمت اور اس کی برکت تم پر ہو پھر آپ نے بجز لا الہ الا اللہ کے اور کوئی کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال فرما گئے۔ ان کے

دونوں بیٹوں اور عبداللہ بن جعفر نے ان کو غسل دیا اور حسن علیہ السلام نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور تین کپڑوں میں کہ ان میں قمیص نہیں تھا صبح کے قریب ان کو دفن کیا۔

(۳) و قال الخجندی صلی علیه الحسن و کبر علیه اربع تکبیرات و قیل تسعا (اخرجه محب الطبری فی الریاض النضره) خجندی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جناب امیر پر امام حسن علیہ السلام نے جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں بعض کہتے ہیں کہ نو تکبریں کہیں۔

(۴) روی هارون بن سعید انه کان عنده مسک اوصی به ان یخط به وقال فضل من حنوط رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه البغوی) ہارون بن سعید سے روایت ہے کہ جناب امیر کے پاس قدرے مسک تھا وصیت فرمائی کہ اس سے میرے کفن کو معطر کیا جائے اور فرمایا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط سے بچا ہوا ہے۔

وہ قدرتی آثار جو جناب امیرؑ کی شہادت سے نمودار ہوئے

(۱) عن ابن شهاب الزهری قال قدمت دمشق و انا ارید العراق فاتیت عبدالملک بن مروان لا سلم علیه فوجدة فی قبة فسلمت و جلست فقال یابن شهاب اتعلم ما کان بیت المقدس صباح قتل علی فقلت نعم فقمت و راء الناس حتی اتیت خلف القبة و حول الی وجهه فقال ما کان فقلت لم یرفع حجر من بیت المقدس الا وجد تحة دم عبیط فقال لا یعلم هذا احد غیری و غیرک فلا یسمعوا منک فما حدثت به احد احتی توفی (اخرجه بن الضحاک و الخوارزمی) ابن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف جانے کا ارادہ تھا۔ پس میں عبدالملک بن مروان کے پاس سلام کرنے کو گیا وہ ایک خیمہ میں تھا میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا عبدالملک مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھ کو معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبدالملک کہنے لگا میرے پاس چلا آ۔ میں لوگوں کے پس پشت ہو کر خیمہ کی طرف اس کے پاس گیا اور اس نے میری طرف منہ پھیر لیا۔ اور کہنے لگا کیا بات ہے میں نے کہا اس روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا تھا کہ اس کے نیچے تازہ خون

نظر نہ آتا تھا۔ عبدالملک کہنے لگا کہ میرے سوا اور تیرے سوا کوئی اس راز سے خبردار نہیں ہونا چاہیے اور تجھ سے کوئی اس بات کو نہ سنے ابن شہاب کہتا ہے کہ عبدالملک کے مرنے تک میں نے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔

قال الحافظ ابوبکر بن الحسین البیهقی قلت کذا روی فی ھاتین الروایتین و روی باسناد صحیح عن الزهری ان ذلک کان حین قتل الحسین و لعله و جد عند قتلهما جمعا (نقله الرزندی فی درر السمین) حافظ ابوبکر بن حسین البیہقی کہتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں اسی طرح کا بیان ہے اور زہری سے روایت ہے بیت المقدس کے پتھروں کے نیچے تازہ خون جما ہوا پایا تھا۔ اور اس روایت کی سندیں صحیح ہیں شاید کہ اس نے دونوں صاحبوں کی شہادت کے وقت ایسا پایا ہو۔

(۲) عن ابی القاسم بن محمد المعروف بابن الوفا قال کنت فی مسجد الحرام فرایت الناس مجتمعین حول مقام ابراهم فقلت ما هذا قالوا راهب قد اسلم فهو یحدیث یحدیث عجیب فا شرفت علیه فاذا شیخ کبیر علیه جبة صوف و قلنسوة صوف عظیم الجثه و هو قاعد عند مقام ابراهیم سمعة یقول کنت قاعدا فی صو معتی فی بعض الایام فاشرفت منها اشرافة فاذا طائر کالنسر الکبیر قد سقط علی صخرة علی شاطی البحر فتقایا فرمی من فیه ربع انسان ثم طار فغاب یسیرا ثم عاد فتقا یا اربعا اخر اثم طار و عاد و تقایا هکذا الی ان تقایا اربعة ارباع الانسان ثم طار فدنت الا رباع بعضها من بعض فالتامت فقام منها انسان کامل و انا اتعجب ما رایت فاذا بالطائر قد انفض علیه فاختطف ربعه بم طار ثم عاد وا اختطف ربعا خرثم طار و هکذا الی ان اختطف جمعیة فبقیت متفکرا اتحسران لا کنت سالة من هو ما قصة فلما کان فی الیوم الثانی اذا بالطائر قد اقبل و فعل کفعله بالا مس فلما التامت الا رباع و صارت شخصا کاملا نزلت من صومعتی مباد رالیه و د نوت منه و سالة من انت فسکت عنی فقلت بحق من خلقک من انت قال انا ابن ملجم فقلت و ما

فعلت قال قتلت علی بن ابی طالب فو کل بی ھذا الطائر یقتلنی کلیوم قتلة فھذا خبر فانفض الطائر فاخذ ربعه و طاف فسالت عن علی فقالوا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاسلمت (اخرجه الخوارزمی) ابوالقاسم حسن بن محمد المعروف بابن الوفاء سے منقول ہے کہ میں کعبہ میں تھا۔ لوگوں کو دیکھا مقام ابراہیم کے گرد جمع ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ایک راہب مسلمان ہوگیا ہے اور ایک عجیب بات بیان کرتا ہے۔ پس میں اس کے دیکھنے کو گیا کیا دیکھا کہ ایک بڈھا قوی جثہ آدمی ہے اور کملی کا جبہ اور کملی کی ٹوپی پہنے ہے اور وہ مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا ہے اور سب لوگ کان دے کر سن رہے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دن میں صومعہ میں بیٹھا ہوا تھا ناگاہ میں نے دیکھا ایک طائر مثل بڑے چیل کے دریا کے کنارے ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گیا اور بعد اس کے اس نے قے کی۔ اس کے منہ سے چوتھائی آدمی کی نکلی بعد اس کے اڑ گیا اور تھوڑی دیر غائب رہا بعد اس کے پھر آیا اور قے کی تو دوسرا چوتھائی ٹکڑا اگل دیا بعد اس کے اڑ گیا۔ اور پھر آ کر قے کی اور اس طرح چار ٹکڑے ایک آدمی کے اس کے منہ سے نکلے بعد اس کے پھر اڑ گیا۔ پس وہ چاروں ٹکڑے آپس میں مل گئے اور ان سے پورا آدمی بن گیا مجھے اس کے دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا۔ ناگہ وہ طائر پھر آیا اور اس آدمی پر گرا اور جھپٹ کر اس کا چوتھا حصہ اڑا لے گیا۔ اسی طرح سے پورے آدمی کو اڑا اڑا لے گیا مجھے نہایت فکر ہوئی کہ یہ کیا بات اور افسوس ہوا کہ میں نے اس آدمی سے اس کا حال دریافت نہ کیا۔ جب دوسرا دن ہوا وہ طائر پھر آیا اور گذرے ہوئے دن کی طرح سے کرنے لگا جب وہ چاروں ٹکڑے مل گئے اور وہ شخص پورا بن گیا میں اپنے صومعہ سے اتر کر اس کی طرف دوڑا اور اس کے نزدیک جا کر اس سے پوچھنے لگا تو کون ہے وہ خاموش رہا۔ پھر میں نے اسے خدا کی قسم دے کر پوچھا کہ مجھے بتا تو کون ہے وہ خاموش ہوگیا۔ میں نے پھر کہا تجھ کو قسم ہے اس کی جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے مجھے سچ بتا تو کون ہے وہ کہنے لگا میں ابن ملجم ہوں میں نے اس سے پوچھا تیرا اس طائر کے ساتھ کیا قصہ ہے۔ وہ بولا میں نے جناب علی علیہ السلام کو قتل کیا ہے اس لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر اس طائر کو مقرر کیا ہے کہ میرے ساتھ ہر روز یہی فعل کرتا ہے جو تو نے دیکھا ہے بعد ازاں میں

اپنے صومعہ سے باہر نکل کر پوچھا کہ علی بن ابی طالب کون ہیں معلوم ہوا کہ وہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ پس میں اسلام سے مشرف ہوا۔

جناب امیر علیہ السلام کی وفات پر جناب امام حسن علیہ السلام کا خطبہ

عن ابن ابی جمرة قال خطب الحسن بن علی حین قتل علی فقال یا اهل العراق لقد کان فیکم رجل بالامس قتل اللیلة و اصیب الیوم لم یسبقه الاولون ولم یدرکه الاخرون کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا بعثه فی سریة کان جبریل عن یمینه و میکائیل عن یساره فلا یرجع حتی یفتح الله علیه (اخرجه بن جریر فی تاریخه و الدولابی و الطبرانی فی الکبیر عن هبیرة بن مریم) ابن ابی جمرہ سے مروی ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے اہل عراق کل تم میں ایک ایسا آدمی موجود تھا جو رات کو قتل ہوا اور آج خدا کے پاس پہنچ گیا کہ جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لے گئے اور پچھلے اس تک نہیں پہنچ سکیں گے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبرائیل ان کے دہنی طرف اور میکائیل بائیں طرف ہوتے تھے۔ جب تک خدا تعالی ان کو فتح نہ دیتا تھا وہ واپس نہیں ہوتے تھے۔

(۲) عن الحسن انه لما قتل علی قام خطیبا فحمد الله و اثنی علیه فقال اما بعد و الله لقد قتلتم لیلة رجلا فی لیلة نزل فیها القران و فیها رفع عیسی بن مریم و فیها یوشع بن نون فتی موسی (اخرجه ابن جریر فی تاریخه) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو وہ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور خدا کی صفت وثناء کے بعد فرمانے لگے اے لوگو خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات میں ایک آدمی کو مارا ہے جس میں کہ قرآن اترا ہے اور جس رات میں عیسی بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات میں جناب موسی کے نوجوان یوشع بن نون قتل ہوئے۔

(۳) عن عمر بن حبشی قال خطبنا الحسن حین قتل علی لقد فارقکم رجل ان کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعطیه الرایة فلا ینصرف حتی یفتح الله علیه ما

ترک من صفراء و لا بیضاء الا سبعمائة درهم کان یرصد ھا الخادم لا ھله (اخرجه احمد) عمر بن حبشی سے منقول ہے کہ جناب امیر کی وفات کے بعد جناب امام حسن علیہ السلام نے ہمیں خطبہ میں ارشاد کیا کہ آج تم سے ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ جب جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم اسے علم عطا فرماتے تو جب تک خدا اسے فتح نہ دیتا وہ واپس نہ ہوتا اس نے سات سو درھم کے علاوہ کوئی سونا چاندی نہیں چھوڑا۔ اپنے اہل کے لیے خادم اس سے لے لینا چاہتا تھا۔

جناب امیر کی وفات پر لوگوں کی رائیں

(١) عن ام المومنین عائشة رضی الله عنها قالت لما بلغها موت علی بن ابی طالب تصنع العرب ما تشاء فلیس لها احدینها (اخرجه بن عبدالبر فی الا ستیعاب) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جبکہ ان کو جناب امیر علیہ السلام کی وفات کا حال معلوم ہوا فرمانے لگیں اب عرب جو چاہے سو کرے کوئی اس کا خصم نہیں رہا۔

(٢) و کان معاویة یکتب فیما ینزل به لیسال له علی بن ابی طالب عن ذلک فلما قتل علی قال ذهب الفقه و الحکم بموت ابن ابی طالب فقال عتبة اخوه لا یسمع هذا اهل الشلام فقال دعنی عنک (اخرجه بن عبدالبر فی الاستیعاب) امیر معاویہ کو جو امور پیش آیا کرتے تھے ان کو لکھ کر جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا کرتا تھا جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے امیر معاویہ کہنے لگے ابن ابی طالب کی موت سے فقہ اور حکمت جاتی رہی عتبہ اس کا بھائی کہنے لگا کہیں یہ بات اہل شام نہ سن لیں معاویہ نے کہا چھوڑ مجھے۔

آنحضرتؐ کا جناب امیر سے فرمانا کہ یا علی اپنا ہاتھ بڑھا اور میرے ساتھ جنت میں جہاں میں داخل ہوں وہاں تو بھی داخل ہو

عن ابن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال لما طعن ابی و امر بالشوریٰ و دخلت علیه ام المومنین حفصة رضی الله عنها قالت یا ابت ان الناس یزعمون ان هولاء الستة لیسوا یرضی بعلی قال اسندونی فقال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

لعلی یا علی مدیدک فی یدی تدخلنی مع یوم القیامة حیث ادخل (اخرجه الطبرانی فی الکبیر و ابوبکر الشافعی و ابو الحسن بن بشیر فی فوائده و ابن عساکر و الدیلمی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد زخمی ہو گئے اور انہوں نے مشورت کے لیے حکم دیا ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا ان کے پاس جا کر کہنے لگیں اے ابا لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ چھون جناب علی سے ناراض ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھ کو تکیہ لگا دو پھر بولے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے کہ اے علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے اور داخل ہو قیامت کے روز میرے ساتھ جہاں کہ میں داخل ہوں۔

جناب امیرؑ کا آنحضرتؐ کے ساتھ جنت میں ایک گھر میں ہونا

(۱) عن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنی و انت اخی و رفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجه احمد فی المناقب) زید بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ یا علی تم جنت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ میرے قصر میں ہو گے۔ اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو پھر حضرت نے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انا و ایاک و هذان فی مکان واحد یرید بهذین الحسن و الحسین (اخرجه الدیلمی و الطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی میں اور تو یہ دونوں جنت میں ایک مکان میں ہوں گے اور ان دونوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسن اور حسین تھے۔

(۳) عن علی قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انا فی المنام فاستسقا الحسین قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی شاة لنابکی فحلبها

فدوب فجاء الحسين فنحاه النبی صلی الله علیه وسلم فقالت فاطمة یا رسول الله صلی کانه اصبها قال لا ولکنه یعنی الحسن استسقا قبله ثم قال انی و ایاک و ھذین و ھذا الراقد فی مکان واحد یوم القیامة (اخرجه احمد فی المسند) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ ایک شب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے میں سونے کو تھا حسین علیہ السلام کو پیاس لگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر تشریف لے گئے اور ایک تھوڑے دودھ والی بکری اپنے ساتھ لائے اور اس کو دوھ کر برتن میں دودھ ڈال دیا حسین علیہ السلام اس کو پینے لگے حضرت نے ان کو ہٹا دیا جناب فاطمہ علیہا السلام عرض کرنے لگیں شاید حسن ان دونوں میں سے زیادہ پیارے ہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن حسن اس سے پہلے پیاسا ہوا ہے پھر حضرت نے فرمایا میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ اونگھنے والا قیامت کے روز ایک مکان میں ہوں گے۔

جناب امیرؑ کا اہل جنت پر صبح کے ستارے کی طرح چمکنا

عن انس رضی اللہ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی یزهر باهل الجنة کما یزهر کوکب الصبح باهل الدنیا (اخرجه الحاکم فی تاریخه و البیهقی فی فضائل الصحابة و الدیلمی فی فردوس الاخبار) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکے گا جس طرح سے صبح کا ستارہ دنیا کے لوگوں پر چمکتا ہے۔

جناب امیرؑ کا سب سے اول جنت کے دروازے کو کھٹکھٹانا

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی ان اول من یقرع باب الجنة فتدخل فیها بغیر حساب (اخرجه الامام علی بن موسی الرضا التحیة و الثنافی مسند اهل البیت) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ یا علی تو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور بغیر حساب کے اس میں داخل ہو گا۔

جناب امیرؑ کا قطعی مغفور ہونا

(۱) عن ابی ایوب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی ان الله قد غفرلک و لو لدک ولا هلک و لمجیبک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجه الدیلمی) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی بہ تحقیق اللہ تعالی نے تجھے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے۔

(۲) عن علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم الا اعلمک کلمات اذا قلتهن غفر لک مع انک مغفور انک مغفور تقول لا اله الا الله الحلیم الکریم لا اله الا الله العلی العظیم سبحان رب السموت السبع و الا رضین و رب العرش العظیم و الحمد لله رب العلمین (اخرجه احمد فی المناقب و النسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم تجھے ایسے کلمات بتائیں کہ جب تو ان کو پڑھے تو خدا تجھے باوجودیکہ کہ بخشا ہوا ہے بخش دے تو یہ کہا کر نہیں ہے معبود مگر ایک خدا جو حلم والا اور کرم والا ہے اور نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک خدا جو برتر اور عظمت والا ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو ساتوں زمینوں اور آسمانوں کا پالنے والا ہے اور سب تعریف ہے خدا کے لیے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔

جناب امیرؑ کا سب سے اول خدا کے سامنے دعوی کے لیے اٹھنا

عن قیس بن عبادة عن علی قال انا اول من یحثوا للخصومة بین یدی الرحمن یوم القیمة قال قیس فیهم نزلت هذان خصمان اختصموا فی ربهم قال هم الذین تبارزوا یوم بدر علی و حمزة و عبیدة الحارث و شیبة ان ربیعة و عتبة بن ربیعة و الولید بن عتبة (اخرجه البخاری) قیس بن عبادہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے جھگڑنے کے لئے اٹھایا جاؤں گا۔

قیس کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بدر کے روز باہم مبارزت کی تھی یعنی حمزہ اور علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور کفار میں سے شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ پس ان کے شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ یہ دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر۔

جناب امیرؑ کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فتذاكر اصحاب الجنة فقال صلى الله عليه وسلم ان اول اهل الجنة دخولا اليها علی بن ابی طالب (اخرجه بن مردويه) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے اصحاب جنت کا تذکرہ کر رہے تھے حضرت نے فرمایا اہل جنت میں سب سے پہلے اس میں داخل ہونے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اول من يدخل الجنة انا و انت و فاطمة و الحسن و الحسين قلت فمحبونا قال من ورائكم (اخرجه سعد و الحاكم) جناب امیر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا سب سے اول جنت میں میں اور تو اور فاطمہ اور حسنین داخل ہوں گے میں نے عرض کیا ہمارے محبّ فرمایا وہ تمہارے بعد۔

جناب امیرؑ کا سب سے اول حوض پر وارد ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلی هذا اول من امن بی و هذا اول من يصافحنی يوم القيامة على الحوض (اخرجه الطبرانی و الديلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کے لیے فرمایا کہ یہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے مجھ سے حوض پر قیامت کے روز مصافحہ کرے گا۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يرد على الحوض اهل بيتی (اخرجه الديلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی

اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حوض پر سب سے اول میرے اہل بیت وارد ہوں گے۔

(۳) عن سلمان اول هذا الامة ورودا على الحوض او لها اسلاما على بن ابى طالب (اخرجه بن عبدالبر فى الا ستيعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس امت کا سب سے پہلے حوض پر وارد ہونے والا اور سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

جناب امیرؑ کا قیامت کے روز صاحب حوض ہونا

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على بن ابى طالب صاحب حوضى يوم القيمة فيه اكواب كعدد نجوم السماء و سعة حوضى ما بين جابية الى صنعاء (اخرجه الديلمى) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہوں گے اس پر پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق ہوں گے میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صنعاء تک ہوگی۔

جناب امیرؑ کا حوض سے منافقوں کو ہنکانا

(۱) عن ابى سعيد الحذرى رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا على معک يوم القيامة عصا من عصى الجنة تذود بها المنافقين عن الحوض (اخرجه الطبرانى) ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تیرے پاس قیامت کے روز جنت کی عصاؤں میں سے ایک عصا ہوگا تو منافقوں کو اس کے ساتھ حوض سے ہانکے گا۔

(۲) عن على قال لا زودن بيدى هاتين القصير تين عن حوض رسول الله صلى الله عليه وسلم رايات الكفار و المنافقين كما يذا دا لا بل الغريب عن حياضها (اخرجه احمد فى المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ البتہ میں ان دونوں ننھے ننھے ہاتھوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے کفار اور منافقوں کو ہانک دوں گا

جس طرح کہ پرایا اونٹ اپنے حوض سے ہانکا جاتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لعلی انت اما می یوم القیمة فیدفع الی لواء الحمد فادفعه الیک و انت تذود الناس عن حوضی (کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ قیامت کے روز تو میرے آگے آگے ہوگا پس مجھ کو لواء الحمد دیا جائے گا میں وہ تجھے دے دوں گا تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹا دے گا۔

جناب امیر کا گھر جنت میں حضرت کے گھر کے مقابل ہونا

عن عبداللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا اصحاب محمد لقد ارانی اللیلة مناز لکم من منزلی یا علی الا ترضی ان منزلتک مقابل منزلی (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) عبداللہ بن اوفیٰ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے اصحاب معراج کی رات میں مجھ کو تم سب کے گھر دکھائے گئے کہ میرے گھر سے کس قدر فاصلہ رکھتے ہیں یا علی تو راضی نہیں ہوتا کہ تیرا گھر میرے گھر کے مقابل ہوگا۔

جناب امیر کا گھر حضرت اور حضرت ابراہیم کے گھر کے بیچ میں ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا کان یوم القیامة ضرب لی قبة من یاقوة حمراء عن یمین العرش و ضرب لا براهیم قبة من یاقوة خضراء عن یسار العرش و ضرب فیما بیننا لعلی قبة من لئو لئو بیضاء فما ظنکم بحبیب بین خلیلین (اخرجه الحاکمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لیے سرخ یاقوت کا خیمہ داہنے طرف عرش کے گاڑا جائے گا اور میرے والد ابراہیم کے لیے سبز یاقوت کا خیمہ بائیں طرف عرش کے گاڑا جائے گا اور علی کے لیے ہم دونوں کے بیچ میں سفید موتی کا قبہ کھڑا کیا جائے گا۔ پس تمہارا ایسے حبیب کی نسبت جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہے کیا خیال ہے۔

(۲) عن حذیفه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم و ان قصری فی الجنة و قصر ابراهیم فی الجنة متقابلان و قصر علی بین قصری و قصر ابراهیم فیاله من حبیب بین خلیلین (اخرجه الحاکمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے تھے بہ تحقیق خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے کہ ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا اور بہ تحقیق میرا قصر جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے مقابل ہوگا اور علی بن ابی طالب کا قصر میرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے درمیان میں ہوگا۔ پس مبارک ہے وہ حبیب جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہوگا۔

ذکر اس حور کا جو جنت میں جناب امیرؑ کی خدمت میں ہوگی

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اسری بی الی السماء اخذ جبرائیل بیدی و اقعدنی علی درنوک من درانیک الجنة و ناولنی سفر جلة فکنت اقبلها ففلقت و خرجت حوراء لم ارا حسن منها فقالت السلام علیک یا محمد فقلت و علیک السلام و من انت قالت انا الراضیة المرضیة خلقنی الجبار من ثلاثة اصناف اعلی من عنبر و وسطی من کافور و اسفلی من مسئک و عجنی بماء الحیوان و قال کونی فکنت خلقنی لا خیک و ابن عمک علی بن ابی طالب (اخرجه الامام علی بن موسی الرضا علیه التحیة و الثناء فی مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم آسمان پر گئے جبرائیل نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں جنت کے درجات میں سے ایک درجہ میں بیٹھایا۔ اور ایک بہی ہاتھ میں دیا ہم اس کو اپنے ہاتھ پر پھیر رہے تھے کہ ناگاہ وہ شق ہوگئی اور اس میں ایک خوبصورت حور نکلی کہ ہم نے اس سے بہتر کبھی نہیں دیکھی تھی اس نے ہمیں سلام کیا ہم نے جواب سلام دے کر پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں راضیۃ المرضیہ ہوں خدا نے مجھے تین چیزوں سے پیدا کیا ہے میرا اوپر کا جسم عنبر کا ہے اور درمیانی جسم کافور کا ہے اور نیچے کا دھڑ مسک کا ہے اور میرے عنصر کو آب حیاب سے خمیر کیا اور فرمایا بن جا میں بن گئی مجھ کو خدا نے آپ کے بھائی اور ابن عم علی بن

ابی طالب کے لیے پیدا کیا ہے۔

جناب امیرؑ کو جو اونٹنی کہ جنت میں ملے گی

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی یوم القیامة ناقة من نوق الجنة فترکبها یا علی و رکبتها مع رکبتی و فخذک مع فخذی حتی تدخل الجنة (اخرجه احمد فی المناقب) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو قیامت کے روز جنت کی اونٹنیوں میں سے اونٹنی ملے گی اور یا علی تم اس پر سوار ہوگے تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ ہوگا اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہوگے۔

جناب امیرؑ کی ملاقات کے لیے انبیاء علیہ السلام کا مشتاق ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول صلی الله علیه وسلم ما مررت الا و اهلها لیشتا قون الی علی بن ابی طالب و ما فی الجنة نبی الا هو یشتاق الی علی (اخرجه الملا فی سیرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شب معراج میں کسی آسمان پر ہوکر نہیں گذرے کہ اس فلک کے رہنے والے کے ملنے کے لیے مشتاق نہ دیکھے ہوں اور جنت میں کوئی نبی ایسا نہیں دیکھا کہ علی کا مشتاق نہ ہو۔

جناب امیرؑ کو جنت میں سات باغوں کے ملنے کا وعدہ

عن ابن عباس خرجت انا و النبی صلی الله علیه وسلم و علی فی جنان المدینة فمررنا بحدیقة فقال علی ما احسن هذه الحدیقة یا رسول الله فقال حدیقتک فی الجنة احسن منها ثم او می بیده الی راسه و لحیة ثم بکا حتی علی بکائوه قیل ما یبکیک قال ضغائن فی صدور قوم لا یبدونها لک حتی تفقدونی (اخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن عباس) ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کی معیت میں مدینہ کے باغوں میں سے ہوکر گذرا جناب امیر نے کہا یہ باغ کیا ہی اچھا ہے

حضرت نے فرمایا جنت میں تیرا باغ اس سے بھی بہتر ہے پھر حضرت جناب امیر کی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ فرما کر رونے لگے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہوگئی۔ عرض کیا گیا۔ حضور کیوں روتے ہیں فرمایا ایک قوم کے دل میں کھوٹ بھرا ہوا ہے وہ میرے بعد ظاہر ہوں گے۔

عن علی قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدیے و نحن نمشی فی بعض سکک المدینة اذا تینا علی حدیقة فقال قلت یا رسول اللہ ما احسنها من حدیقة فقال ما احسنها و لک فی الجنة احسن منها حتی مررنا بسبع حدائق و کل ذلک اقول له ما احسنها و هو یقول لک فی الجنة احسن منها. فلما خلاله الطریق اعتقنی ثم اجهش باکیا فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک قال صغائن لک فی صدور اقوام لا یبدو نها لک الا من بعد موتی قال فقلت یا رسول اللہ فی سلامة من دینی قال فی سلامة من دینک (اخرجه احمد فی المسند و المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم دونوں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ناگاہ ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول کیا اچھا باغ ہے فرمایا بہت اچھا ہے اور تیرے لیے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے یہاں تک کہ ہم سات باغوں میں گئے جب میں یہ کہتا تھا کہ یہ باغ اچھا باغ ہے تو آپ فرماتے تھے تیرے واسطے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے پھر جب خالی راستہ پر پہنچے تو مجھ کو حضرت نے گلے سے لگایا بعد اس کے رونے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا تیرے لیے لوگوں کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا ہے کہ اس کو تیرے لیے میرے مرنے کے بعد ظاہر کریں گے میں نے کہا یا رسول اللہ میرے دین کی سلامتی میں یہ بات ہوگی فرمایا ہاں تیرے دین کی سلامتی میں۔

جناب امیرؑ کو جنت میں خزانہ ملنے کا وعدہ

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنة کنزا

و انک ذو قرنیها فلا تتبع النظرة النظر و فانما لک الا ولی ولیست لک لاخر و لا ولی لک و الثانی علیک (اخرجه الهروی و الحکیم الترمذی و ابو نعیم فی المعرفة) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تیرے لیے جنت میں خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین ہے پس دیکھ کر دوبارہ مت دیکھو کیونکہ پہلا دیکھنا تو تیرے لیے ہے (یعنی قابل گرفت نہیں) کیونکہ تو نے ناگہاں طور پر دیکھا ہے اور دوسری دفعہ دیکھے ہوئے کو پھر دیکھنا تیرے لیے نہیں (یعنی جائز نہیں)۔

جناب امیرؑ کو جو چیز کہ جنت میں عطا ہو گی

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی ان لک فی الجنة ما لو قسم علی اهل الارض او سعهم (اخرجه محب الطبری فی الریاض) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے جنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگوں کو تقسیم کیا جائے تو بچ رہے۔

جناب امیرؑ کا سب سے اول حلہ جنت پہننا

(۱) عن ابی سعید ان النبی صلی الله علیه وسلم کسی نفرا من اصحابه و لم یکن علیا و کانه فی وجه علی غبارا فقال یا علی اما ترضی انک ان تکسی اذا اکسیت و تعطی اذا اعطی (اخرجه الذہبی و ابو طاهر) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ چند صحابہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنائے علی اس وقت موجود نہیں تھے۔ جب وہ آئے ان کے چہرہ خاک آلود تھا۔ پس حضرت نے فرمایا اے علی کیا تم راضی نہیں جب مجھے لباس پہنایا جائے تو تمہیں بھی پہنایا جائے اور جب مجھے دیا جائے تو تمہیں بھی دیا جائے۔

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول من یکسی یوم القیامة ابراهیم لخلة ثم انا لصفوتی ثم علی (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قیامت کے روز سب

سے پہلے ابراہیم علیہ السلام بباعث ان کے خلیل ہونے کے لباس پہنایا جائے گا پھر مجھے میری برگزیدگی کی وجہ سے پھر علی کو۔

جناب امیر کا قیامت کے روز لواء الحمد اٹھانا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی انت امامی یوم القیمة فیدفع الی لواء فادفعه الیک و انت تزود الناس عن حوضی (اخرجه المتقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم قیامت کے روز ہمارے آگے ہو گے مجھ کو لواء الحمد دیا جائے گا اور ہم تمہیں دے دیں گے اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو ہٹادو گے۔

(۲) عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قالوا یا رسول الله من یحمل رایتک یوم القیامة قال من یحسن ان یحملها الا من حملها فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجه نظام الملک فی الا مالیه و الطبرانی فی الکبیر) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کا لواء کون اٹھائے گا آپ نے فرمایا کوئی نہیں اٹھائے گا مگر وہ شخص کہ دنیا میں اٹھاتا تھا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت تغسل جثتی و تودی دینی و تواربنی فی حفرتی و تفی بذمتی و انت صاحب لوائی فی الدنیا و الاخرة (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم میرے جسم کو دھوگے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار رہو۔

(۴) عن علی قال کسرت ید علی وم احد فسقط اللواء من بین یدیه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ضعوه فی یده الیسری فانه صاحب لوائی فی الدنیا و الاخرة (اخرجه الحضرمی و الخوارزمی) جناب امیر سے روایت ہے کہ جب احد کے روز میرا ہاتھ

زخمی ہو گیا اور میرے ہاتھ سے علم گر گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں رکھ دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے۔

عن مخدوج بن زاهد الذهلي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي اما علمت يا علي انه اول من يدعى به يوم القيمة بي فاقوم عن يمين العرش في ظله فاكسى حلة خضراء من حلل الجنة ثم يدعا بالبينين بعضهم على اثر بعض فيقومون سما طين على يمين العرش فتكسون حللا خضراء من حلل الجنة الا و اني اخبرك يا علي ان امتي اول الامم يحاسبون يوم القيامة ثم ابشر اول من يدعا بك لقرابتك مني فيدفع اليك لوائي و هو لواء الحمد تسير به بين السماطين ادم و جميع خلق الله يستظلون بظل لوائي يوم القيامة و طول ميسرة الف سنة سنانه ياقوة حمراء و قضبه بيضاء زجه دره خضراء له ثلاث ذوائب من نور ذوابة في المشرق و ذوابة في المغرب و الثالثة في وسط الدنيا مكتوب عليه ثلاثه اسطر الا ول بسم الله الرحمن الرحيم و الثاني الحمد لله رب العلمين الثالث لا اله الا الله محمد رسول الله كل سطر الف سنة و عرض ميسرة الف سنة فتيسر بالواء و الحسن عن يمينك و الحسين عن يسارك حتى تقف بين بيني و بين ابراهيم في ظلل العرش ثم تكسى حلة من حلل الجنة ثم ينادي منادي نعم الاب ابوك ابراهيم و نعم لاخ اخوك علي (اخرجه احمد في المناقب) و في رواية نقله الملافي سيرة. قيل يا رسول الله علي ان يحمل لواء الحمد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف لا يستطيع ذلك قد اعطى خصاء لا شتى صبرا كصبرى و حسنا كحسن يوسف و قوة جبريل

مخدوج بن زید الذھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم نہیں جانتے کہ قیامت میں سب سے اول مجھ کو بلایا جائے گا اور میں عرش کے سایہ میں داہنی طرف کھڑا ہوں گا اور مجھے جنت کا سبز حلہ پہنایا جائے گا پھر دوسرے نبی ایک کے بعد دوسرا بلایا جائے گا پھر دوسرے نبی کے بعد دوسرا بلایا جائے گا اور وہ دو

صفوں میں عرش کی داہنی طرف کھڑے ہوں گے اور ان کو بھی جنت کے سبز لباس پہنائے جائیں گے۔اور یا علی میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت کا حساب ہو گا۔پھر بشارت دیتا ہوں کہ سب سے پہلے تم بباعث میری قرابت کے بلائے جاؤ گے اور میں تم کو اپنا لواء الحمد دوں گا تم اس کو اٹھا کر دونوں صفوں کے درمیان میں سیر کرتے ہو گے۔اور قیامت کے روز آدم اور تمام خلق اللہ میرے علم کے سایہ میں ہوگی اس کے سیر کی جگہ کا طول ہزار برس کی راہ ہوگا اس کی بھال سرخ یاقوت کی ہوگی اور قبضہ سفید چاندی کا ہوگا۔اور سبز موتیوں کا ہوگا۔اس کے تین گیسو ہوں گے ایک مشرق میں اور ایک مغرب اور ایک دنیا کے وسط میں۔اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گے پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور دوسری میں الحمد للہ رب العالمین اور تیسری میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہوگا۔ ہر سطر ہزار سالہ راہ کے طول میں ہوگی۔تم اس علم کو اٹھائے ہوئے سیر کرو گے حسن تمہارے داہنے طرف ہوں گے اور حسین تمہارے بائیں طرف ہوں گے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان میں آ کر کھڑے ہو جاؤ گے۔پھر تم کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا اور پکارنے والا پکارے گا واہ کیا باپ ہے تیرا ابراہیم اور وہ کیا بھائی ہے تیرا علی۔اور ملا نے اپنی سیرت میں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لواء الحمد کو کیونکر اٹھا سکیں گے فرمایا ان کو متفرق باتیں عطا ہوئی ہیں میرے صبر جیسا صبر اور یوسف کے حسن جیسا حسن اور جبریل کی قوت جیسی قوت۔

جناب امیرؑ کی شہادت کی تاریخ

(۱) عن ابی الطفیل و زید بن وھب و الشعبی رحمھم اللہ قتل علی لثمان عشر لیلة من رمضان و قیل اول لیلة من العشر الاواخر (اخرجه بن عبدالبر فی الا ستیعاب)

ابو الطفیل اور زید بن وہب اور شعبی رحمہ اللہ علیہم سے روایت ہے کہ جناب امیر رمضان کی اٹھارہویں تاریخ کو شہید ہو گئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رمضان کے عشرہ اخیر کی پہلی تاریخ یعنی اکیسویں تاریخ کو شہید ہوئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال ضربه ابن ملجم فی مسجد الکوفة یوم الجمعة لثلاث عشرة

بقین من شھر رمضان و قیل لیلۃ و عشرین منہ فبقی الجمعۃ و السبت و توفی فی لیلہ الا قیل یوم الا حد (اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر کو ابن ملجم نے مسجد میں جمعہ کے روز سترہویں تاریخ کو کہ رمضان کے ابھی تیرہ روز باقی تھے زخمی کیا تھا اور بعض کے نزدیک اکیسیوں تاریخ تھی جمعہ اور ہفتہ کے دن زندہ رہے اور اتوار کی رات کو انتقال فرما گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اتوار کے روز انتقال فرمایا ہے۔

(۴) قال ابن سعد قتل علی لیلۃ الجمعۃ سابع عشر رمضان سنہ اربعین (تاریخ الخلفاء) ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ طبقات اور سیوطی قدس سرہ العزیز تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر رمضان کی سترہویں تاریخ جمعہ کی رات سنہ چالیس کو شہید ہوئے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا مدفن شریف

(۱) و اختلفو ا فی موضع قبرہ علی قولین احدھما فی قصر الا مارۃ و علبوا موضعہ قال الواقدی و الثانی انھم جعلواہ فی الصندوق و حملوہ علی بعیر الی المدینۃ فضل البعیر الذی کان علیہ فاخذۃ طئی فنظوہ مالا فلما راوہ دفنوہ قالہ ابو نعیم و الثالث انہ فی قبلہ ذکرہ ھشام بن محمد قال و اخبرت ان حائط القبلۃ انشق فی ایام الحج فحضر و افوجدوا شیخا بیض الراس و اللحیۃ و علی ثیابہ اثر الدم فردوا علیہ التراب و قد حکاہ بن شبرمۃ و الرابع فی الکوفۃ عنہ مسجد الجامعۃ حکاہ بن سعد فی الطبقات عن الشعبی و الخامس انہ علی النجف فی المکان المشھور یزارا لان (تذکرہ خواص الامہ فی احوال الائمۃ لسبط ابن الجوزی) علامہ سبط بن الجوزی لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی موضع قبر کے متعلق لوگوں کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جسے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جناب امیر کوفہ کے دارالامارہ میں دفن ہوئے اور اس جگہ کو لوگوں نے چھپا دیا۔ دوسرا یہ قول ہے کہ ان کو ایک صندوق میں رکھ کر اونٹ پر سوار کیا تا کہ مدینہ منورہ لے جائیں پس وہ اونٹ گم ہو گیا۔ اور بنی طی میں جا پڑا انہوں نے اس کو اس خیال سے پکڑا کہ شاید اس

پر مال ہو جب انہوں نے حضرت کا جنازہ دیکھا تو دفن کر دیا۔ یہ حافظ ابو نعیم کا قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ بیت اللہ میں مدفون ہیں چنانچہ ہشام بن محمد نے اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اس کی خبر لگی ہے کہ ایک دفعہ ایام حج میں قبلہ کی دیوار شق ہوگئی۔ لوگوں نے اس کو کھودا ایک قبر نکل آئی اس میں ایک بزرگ سفید ریش نظر آئے جس کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ لوگوں نے ان پر مٹی لوٹ دی۔ ابن شبرمہ نے اس بات کو بیان کیا ہے چوتھا قول ہے کہ وہ کوفہ کی جامع مسجد میں مدفون ہیں ابن سعد نے طبقات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ پانچواں قول ہے کہ وہ نجف میں دفن ہیں جہاں پر آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(۲) عن عبدالله بن جعفر قال صلی علیه الحسن و دفن بدار الامارة بالكوفة (نزل الابرار) عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ کے دارالامارہ میں مدفون ہوئے ہیں۔

(۳) عن سعید بن عبدالعزیز قال لما قتل علی حملوه لید فنوه مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فبینما هم فی مسیر هم لیلا اذند بجمل الذی هو علیه فلم یدر. این ذهب و لم یقدر علیه (اخرجه ابن عساکر فی تاریخه) سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہوگئے لوگ ان کو اٹھا کر لے چلے تا کہ آنحضرت کے پاس ان کو دفن کریں اثناءراہ میں اونٹ راستہ سے بھٹک گیا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلا گیا۔

(۴) قال ابوبکر بن عیاش عمی قبر علی لئلا ینبشه الخوارج و قال شریک نقله ابنه الحسن الی المدینة و قال المبرد عن محمد بن حبیب اول من حول من قبر الی قبر علی (تاریخ الخلفاء) ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا تھا۔ تا کہ خوارج ان کو نہ اکھاڑیں شریک کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ان کو مدینہ میں لے گئے مبرد محمد بن حبیب سے روایت ہے کہ جناب امیر وہ پہلے شخص ہیں جو ایک قبر سے دوسری قبر میں تحویل ہوئے۔

(۵) و اختلف فی موضع دفنه فقیل دفن فی قصر الامارة بالكوفة و قیل دفن فی رحبة الكوفة و قیل دفن بنجف (استیعاب) علامہ بن عبدالبر لکھتے ہیں کہ امیر علیہ السلام کے مدفون میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے قصر الامارۃ میں دفن ہوئے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ

کے میدان میں اور بعض کہتے ہیں کہ نجف میں۔

(٦) قال الجندی انه مدفون من ورا المسجد غير الذی يوسمه الناس اليوم (رياض النضره) جندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد کے پیچھے دفن ہیں اور وہ جگہ نہیں ہے کہ جس جگہ کا لوگ نشان دکھاتے ہیں۔

(٧) عن ابی جعفر محمد الباقر ان قبر علی جهل موضعه (رياض النضره) جناب امام ابوجعفر محمد بن باقر علی وا بائمہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کا مقام پوشیدہ کر دیا گیا ہے۔

(٨) و فی مدفنه اختلاف کثير و الاصح دفن بالعزی الکوفة و هو الموضع الذی يزار الان (نزل الابرار) جناب امیر علیہ السلام کے مدفن شریف میں بہت بڑا اختلاف ہے زیادہ ترصحیح یہی ہے کہ وہ مقام غری یعنی نجف اشرف میں دفن ہوئے ہیں جہاں پر آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(٩) عن ابی عبدالله الحافظ ان بلغة قال علی الحسن و الحسين اذا مت انا فاحلانی علی سرير ثم اتيانی العزی و هو نجف الکوفه فانکما تريان صخرة تلمع نورا فاحتقر فانکما تجدان فيها ساحة فاد فنانی (اخرجه الحاکم) حافظ ابوعبداللہ نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ جناب امیر نے امام حسن اور حسین علیہما السلام سے وصیت فرمائی کہ جس وقت میرا انتقال ہو جائے مجھ کو ایک تخت پر رکھنا اور عزے یعنی نجف اشرف میں لے جانا وہاں تم دونوں ایک سفید پتھر کو دیکھو گے جس میں نور چمکتا ہوگا۔ پس اس مقام پر زمین کو کھودنا اس میں ایک تختہ پاؤ گے اسی قبر میں مجھے دفن کرنا۔

(١٠) قال الرشيد خرج مرة الی الصيد فانةی به الطرد الی موضع قبر علی الان فارسل فهود اعلی صيد فبعث الصيد الی مکان قبره و وفقت الفهود عند موضع القبر لان و لم يقدم علی الصيد فعجب الرشيد من ذلک فجاء رجل من اهل الخبرة فقال يا امير المومنين ارايت ان دللتک علی قبرا بن عمک علی ابن ابی طالب مالی عندک قال اثر مکرمة قال هذا قبره فقال له الرشيد من اين علمة قال کنت

احی مع ابی فیزوره اخبره انه کان یحیی مع جعفر الصادق فیزوره ان جعفر کان یحیی مع ابیه محمد الباقر و ان محمد کان یحیی مع ابیه علی بن الحسین و هو کان اعلمهم بالقبر فامر الرشید بان یحجر لموضع فکان اول اساس اوقع فیه ثم تزایدت الا بنیة فی ایام السامانیه ابنی حمدان و تفاصم فی ایام الدیلم ای ایام بنی بویه قال و عضد الدولة و هو الذی اظهر قبر علی و عمر المشهد هنالک و اوصی ان یدفن فیه و للناس فی هذا الامر اختلاف و تباین حتی قیل انه قبر المغیرة بن شعبة الثقفی و احسن ما قیل انه علیه السلام مدفون بقصر الامارة بالکوفة (حیوة الحیوان للدمیری الشافعی فی الفهد) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہارون رشید شکار کھیلتا ہوا اس مقام پر آ نکلا کہ جہاں پر آج کل جناب امیر علیہ السلام کی قبر مبارک ہے ہارون نے اپنے چیتوں کو ایک شکار پر چھوڑا شکار دوڑ کر اس مقام پر ٹھیرا جہاں پر جناب امیر کا مرقد اقدس ہے چیتے بھی قبر مبارک سے دور ہٹ کر کھڑے ہوگئے ہارون رشید اس بات سے نہایت متعجب ہوا اتنے میں ایک شخص جس کو اس کی آگاہی تھی رشید کے پاس آ نکلا اور رشید سے کہنے لگا اگر میں تجھے ابن عم علی بن ابی طالب کا مرقد اطہر بتادوں تو تو مجھے کیا انعام دے گا۔ ہارون کہنے لگا میں تجھے بزرگی کے ساتھ بہت کچھ انعام دوں گا وہ کہنے لگا یہی ان کے مرقد اطہر کا مقام ہے۔ ہارون نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہے وہ بولا کہ میرا باپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ اس مقام پر زیارت کے لیے آیا کرتا تھا اور وہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تشریف لایا کرتے تھے اور جناب باقر اپنے والد بزرگوار اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی معیت میں یہاں پر زیارت کرنے آیا کرتے تھے اور جناب امام زین العابدین کو اس کا پورا علم حاصل تھا۔ ہارون رشید نے حکم دے کر وہاں پر کٹہرہ لگوا دیا یہ پہلی تعمیر تھی جو نجف اشرف میں بنائی گئی۔ پھر سلاطین سامانیہ کے عہد دولت میں یہاں پر بہت سی عمارتیں بنائی گئیں پھر دیالمہ یعنی آل بویہ کے عہد حکومت میں وہ بنائیں ویران ہوکر نئے سرے سے اور عمارتیں بنائی گئیں بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ عضد الدولہ الدیلمی ہی وہ شخص ہے جس کو جناب امیر کا مرقد سب سے اول معلوم ہوا ہے اور جناب امیر کا مشہد اس نے بنوایا ہے اور اس نے

وصیت کی تھی کہ مجھے اس مقام پر دفن کیا جائے لوگوں کا اس میں بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مغیرہ بن شعبہ کی قبر ہے لیکن ٹھیک بات تو یہی ہے کہ جناب امیر کا مدفن اطہر ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی عمر مبارک

(۱) اختلفوا في سن امير المومنين عليه السلام فيه اقوال (احدها) ثلاث و ستون حكاه ابن جرير الطبري عن جعفر بن محمد عليه السلام قال الواقدي و هو الثابت عندنا (و الثاني) خمس و ستون (و الثالث) سبع و ستون (و الرابع) ثمان و ستون و هو المشهور (تذكره خواص الامه) علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر کے سن شریف میں اختلاف ہے (ایک) قول یہ ہے کہ آپ نے تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ چنانچہ ابن جریر طبری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے۔ (دوسرا قول ہے) کہ آپ کی عمر مبارک پینسٹھ برس کی تھی۔ (تیسرا) قول ہے کہ سڑسٹھ برس کی تھی (اور چوتھا قول ہے) کہ اڑسٹھ برس کی تھی اور زیادہ تر مشہور بھی ہے۔

(۲) و كان له يوم التشهد ثلث و ستون سنة على الصحيح و قيل خمس و ستون و قيل اربع و ستون و قيل سبع و خمسون و قيل ثمان و خمسون (نزل الابرار) علامہ بدخشانی نزل الابرار میں لکھتے ہیں کہ صحیح قول پر جناب امیر کا سنہ مبارک تریسٹھ برس کا تھا۔ اور لوگ چوسٹھ برس اور پینسٹھ برس کا بھی کہتے ہیں اور ستاون اور اٹھاون کا بھی کہتے ہیں۔

(۳) قال محمد بن الحنفيه كان سنه يوم قتل ثلاثا و ستين و قال الواقدي هذا ثبت عندنا (كامل التواريخ) علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں جناب محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا سن مبارک شہید ہونے کے روز تریسٹھ برس کا تھا اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک بھی ثابت ہے۔

جناب امیرؑ کی مدت خلافت

(۱) قال الواقدي و كانت خلافة خمس سنين الا ثلاثة اشهر لانه بويع له في ذي

الحجة لثمان عشر ليلة خلت منه سنه خمس و ثلاثين و استشهد فی رمضان سنه اربعین (تذکره خواص الامه) واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی۔ کیونکہ سینتیس برس ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو لوگوں نے ان کی بیعت کی اور رمضان سنہ چالیس ہجری کو وہ شہید ہو گئے۔

(۲) و کانت خلافة خمس سنين الا ثلاثة اشهر و قيل اربع سنين و تسعة اشهر و ستة ايام و قيل ثلاثة ايام (اخرجه ابن اثير الجرزی فی كامل التواريخ) ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چار برس نو مہینے اور چھ روز اور بعض تین روز بتاتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا ترکہ

(۱) عن الحسن بن علی علیه السلام ان امير المومنين لم يد خر ما لا و لم يترک الا سبعمائة او ستمائة درهم ارصد بها خادما (اخرجه احمد فی المناقب و ابن الاثير فی اسد الغابه) جناب امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے نہ مال جمع کیا نہ ترکہ چھوڑا سوا سات یا چھ سو درہم کہ ان سے خادم مول لینا چاہتے تھے۔

(۲) عن ابی نعيم قال سمعت سفيان يقول ما بنى على اجرة على اجرة و لا لبنة على لبنة و لا قصبة على قصبة و ان كان ليوئتی بحبوحة من المدينة فی جراب (اسد الغابه) حافظ ابونعیم کہتے ہیں کہ میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آباد کر لیتے۔

جناب امیر علیہ السلام کے غلام

قنبر و يحيی بن كثير روى عنه الا وزاعی رحتمه الله عليه و كان عالما فاضلا و ابنه عبدالله بن يحيی كان عالما (تذكره خواص الامه) جناب امیر علیہ السلام کے دو غلام ایک تو قنبر جو زیادہ تر مشہور ہیں دوسرے یحیی بن کثیر جن سے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں

اور وہ نہایت عالم اور فاضل تھے اور ان کے بیٹے عبداللہ بن یحییٰ بھی بڑے عالم تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے حاجب

و کان حاجب فی خلافة بشیر مولاہ ثم بعدہ قنبر مولاہ (نزل الابرار للعلامہ بدخشیؒ) جناب امیر کی خلافت میں آپ کا غلام بشیر حاجب تھا پھر قنبر رحمۃ اللہ علیہما۔

جناب امیر علیہ السلام کا کاتب

کان کاتبه عبدالله بن ابی رافع رضی الله عنه (نزل الابرار) جناب امیر علیہ السلام کے کاتب عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کی انگشتری کا نقش

(۱) عن عمرو بن عثمان بن عفان رضی الله عنه کان نقش خاتم علی (الملک لله الواحد القهار) (تاریخ الخلفاء و نزل الابرار) عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتری کا نقش (الملک لله الواحد القهار) تھا۔

(۲) و قیل کان نقش خاتمه (اسندت ظهری الی الله) و قیل (حسبی الله) کفایة الطالب للعلامه بن یوسف الکنجی) بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر کی انگشتری کا نقش (اسندت ظهری الی الله) تھا اور بعض کہتے ہیں (حسبی اللہ) تھا۔

(۳) عن جعفر بن محمد عن ابیه علیه و علی ابائه السلام ان خاتم علی کان من ورق نقشه (نعم القادر الله، اخرجه بن عساکر) جناب امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ وعلی اباءہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتری چاندی کی تھی اس کا نقش (نعم القادر الله) تھا۔

جناب امیر علیہ السلام کے انتقال پر ابوالاسود الدائلی علیہ الرحمۃ کا مرثیہ

الا یا عین و یحک اسعدینا + لا تبکی امیر المومنینا + و تبکی ام کلثوم علیه +

بعبرتها و قدرات اليقينا + الا قل الخوارج حيث كانوا + فلا قرت عيون الحاسدينا + و في شهر الصيام فجعتمونا + بخير الناس طرا اجمعينا + قتلتم خير من ركب المطايا + و رحلها و من ركب السفينا + و من لبس النعال و من خلاها + و من قراء الثماني و المئينا + و كل مناقب الخيرات فيه + و حب رسول رب العالمينا + لقد علمت قريش حيث كانوا + بانک خیر هم حسنا و دینا + اذا استقبلت وجه ابی حسين + رايت البدر داع الناظرينا + و كنا قبل مقتله بخير + نرى مولى رسول الله فينا + اے میری آنکھ افسوس ہے تجھ پر سعادت حاصل کر۔ تو امیر المومنین پر کیوں نہیں روتی۔ (۲) جناب ام کلثوم اپنے آنسوں سے ان پر روتی ہیں اور (۳) خارجیوں کو وہ جہاں کہیں ہوں کہہ دے۔ ہمارے حاسدوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں (۴) کیا تم نے ماہ صیام میں ہم کو دردمند کیا۔ ایسے شخص کے ساتھ جو سب سے بہتر تھا۔ (۵) تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ان سب سے بہتر تھا جو اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور کشتیوں پر چڑھتے ہیں۔ (۶) اور جو نعلین پہنتے ہیں اور جو نہیں پہنتے اور جو قرآن مجید کے مثانی اور مئین کو پڑھتے ہیں۔ (۷) اور سب نیکی کے وصف ان میں موجود تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ (۸) قریش جہاں کہیں ہوں اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ تو ان سب سے حسب اور نسب میں بہتر ہے۔ (۹) جس وقت کہ حسین علیہ السلام کے باپ کے سامنے آیا تو گویا تو نے رات کو چودھویں کے چاند کو دیکھا جو دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے۔ (۱۰) ہم ان کی شہادت سے پہلے بہت اچھے تھے گویا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے میں پاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے عامل

و كان عامله على البصرة عبدالله بن عباس و على اليمن عبيدالله بن عباس و على الطائف و مكة و ما اتصل بذلک قثم بن عباس و علی مصر محمد بن ابی بکر و على المدينة ابو ايوب الانصاری و قيل سهل بن حنيف و على خراسان خليد بن قرة اليربوعی (اخرجه بن الاثير فی كامل التواريخ) بصرہ پر جناب امیر علیہ السلام کا عامل

عبداللہ بن عباس تھے۔ اور یمن پر عبداللہ بن عباس اور طائف اور مکہ اور مضافات مکہ پر قثم بن عباس اور مصر پر محمد بن ابی بکر۔ اور مدینہ پر ابوایوب انصاری یا سہل بن حنیف اور خراسان پر خلیدہ بن قرۃ الیربوعی تھے۔

جناب امیرؑ کا ممالک غیر پر فوج بھیجنا

باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام ابتداء عہد خلافت سے خانہ جنگیوں میں پھنسے رہے تاہم آپ نے اشاعت اسلام میں اور کفار پر فوج کشی کرنے میں تساہل نہیں فرمایا علامہ ابن اثیر الجرزی کامل التواریخ میں لکھتے ہیں۔ و توجہ الحرث بن مرة العبدی الی بلاد السند غازیا منطوعا بامر امیر المومنین علی فغنم و اصاب غنائم و سبیا کثیر او قسم فی یوم واحد الف راس و بقی غازیا الی ان قتل بارض القیقان ھو و من معہ یعنی جناب امیر کے حکم اور اطاعت کی وجہ سے حرث بن مرۃ العبدی نے سندھ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا۔ اور ایک روز میں ایک ہزار لونڈی اور غلام تقسیم کیے اور ایک مدت تک مصروف غزا رہا۔ یہاں تک کہ ارض قیقان میں وہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہو گئے۔

جناب امیر کا عمالقہ کو قتل کرنا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطبة خطبھا فی حجة الوداع لا قتلن العمالقة فقال جبریل علیہ السلام او علی بن ابی طالب (اخرجہ سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ایک خطبہ کے درمیان ارشاد فرمایا کہ میں عنقریب عمالقہ کو قتل کروں گا۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یا علی بن ابی طالب قتل کریں گے۔

جناب امیر کی بی بیاں

فاتفق الرواۃ منھن علی سبعة و اختلفوا فی اثنین فاما السبعة اللاتی لم یختلفوا فیھن فالا ولی فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علیھا السلام و لم یتزوج

علی علیها حتی ماتت و ذهب فریق من العلماء الی انه کان حراما علی اختان رسول اللـه صلی الله علیه وسلم ان یتزوجوا علی بناۃ و اما الثانیة ام البنین بنت حرام بن خالد. و ما الثالثة اسماء بنت عمیس الخثعمیه و کانت تحت جعفر بن ابی طالب فاستشهد جعفر تزوجها ابوبکر الصدیق و لما توفی ابوبکر تزوجها علی و لها من کلواحد اولاد کعبدالله و محمد و عون ابناء جعفر و محمد بن ابی بکر و یحیی و عون ابنی علی و اما الرابعة امامة بنت ابی العاص بن الربیع العشیمیة و کان ابو العاص بن الاربیع العشیمیة ابن اخت خدیجة ام المومنین رضی الله عنها و اما ام امامة زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم و اکبر بناۃ و افضلهن بعد سیدة النساء و فاطمة الزهراء علیها السلام و ماتت فی حیوۃ النبی صلی الله علیه وسلم و تزوج علی امامة بعد فوت فاطمة بوصیتها و تزوج بعد فوت علی المغیرة بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب و کان امیر المومنین اوصاہ بذلک لانه خاف ان یخطبها معاویة و ماتت امامة عند المغیرة سنه خمسین. و اما الخامسة المخباة بنت امرء القیس بن عدی الکلابیه و اما السادسة ام سعد بنت عروۃ بن مسعود الثقفیة و اما السابعة لیلی بن مسعود بن خالد التمیمیة و اما اللتان اختلفوا فیها هل کانتا مملوکیة من السبایا المرتدین. ام اعتقهما و تزوجها فاحدها خولة بنت جعفر بن قیس الحنفیه و الاخری ام حبیب الصهبا بنت ربیعة التغلبیة (نزل الابرار) جناب امیر علیہ السلام کی بیبیوں کی نسبت سات پر تو راویوں کا اتفاق ہے اور دو کی نسبت اختلاف ہے۔ جن سات پر علماء کا اتفاق ہے ان میں سے اول جناب سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء بنت محبوب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جناب امیر نے ان کے ہوتے ہوئے دوسری بی بی سے نکاح نہیں کیا۔ جب تک کہ ان کا انتقال نہیں ہو گیا علماء میں سے ایک فریق کا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے ساتھ حضرت کے دامادوں پر دوسری عورت سے نکاح کرنا حرام تھا۔ دوسری بی بی جناب امیر علیہ السلام کی ام البنین بنت حرام بنت خالد تھیں۔ تیسری بی بی اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں ان کا نکاح پہلے حضرت جعفر طیار بن ابی طالب جناب امیر علیہ السلام کے حقیقی بھائی سے ہوا

تھا جب وہ شہید ہو گئے تو ان کا نکاح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جب وہ بھی انتقال کر گئے تو جناب امیر کے نکاح میں آ گئیں۔ اور ان کو تینوں صاحبوں سے اولاد ہوئی۔ عبداللہ اور محمد اور عون جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن ابی بکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور یحییٰ اور عون جناب امیر سے۔ چوتھی بی بی امامہ بن ابی العاص بن الربیع العثیمیہ تھیں۔ ابوالعاص بی بی امامہ کے والد حضرت صدیقہ الکبریٰ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھانجی تھیں اور بی بی امامہ کی ماں زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیٹیوں سے جناب سیدہ کے بعد افضل اور اعلیٰ تھیں اور زینب حضرت کی حیات میں فوت ہو گئیں تھیں۔ بی بی امامہ سے جناب امیر نے حسب وصیت نکاح کیا تھا۔ حضرت امیر کی شہادت کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے ان کا نکاح ہوا۔ جناب امیر نے خود اس کی نسبت ان کو وصیت کی تھی۔ تا کہ معاویہ ان سے نکاح نہ کر لے۔ اور بی بی امامہ مغیرہ کے پاس سنہ پچاس میں فوت ہوئیں۔ پانچویں بی بی مخباۃ بنت امرء القیس الکلابیہ تھیں چھٹی بی بی ام سعید بنت عروہ بن مسعود الثقفیہ تھیں۔ ساتویں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد التیمیہ تھیں اور دو بیبیاں کہ جن میں اختلاف ہے کہ آیا مملوکہ تھیں جو مرتدین کے قیدیوں میں تھیں۔ یا کہ جناب امیر نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا تھا۔ ایک ان میں سے خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ تھیں دوسری ام حبیب الصہبا بنت ربیعہ تھیں۔

جناب امیر علیہ السلام کی اولاد

و اما اولاد امیر المومنین فقیه اختلاف کثیر الحسن و الحسین و المحسن مات صغیرا و اختاهم زینب و ام کلثوم امهن فاطمة علیها السلام. و محمد الاکبر المکنی بابی القاسم المشهور بابن الحنیفة ام خوله بنت جعفر و محمد الاوسط امه امامة بنت ابی العاص و محمد الاصغر المکنی بابی بکر و قیل انهما اثنان عبیدالله امهم لیلی بنت مسعود و عمرو اخة رقیه امهما ام حبیب بنت ربیعة و الجعفر و عمرو العباس و عثمان و عبدالله امهم ام البینین اکلابیه و یحیی و عون امهما اسماء بنت عمیس و رملة المکناة بام الحسن و قیل هم اثنتان و زینب الصغریٰ و امه و

میمونه و حذیفة و فاطمة و ام هانی و ام الکرام و ام سلمه اولاد شتی. و العقب من الذکور اولاده ست فی الحسن و الحسین و محمد بن الحنفیه و عمرو عباس رضی اللہ عنھم و قد اخرج منھم کثیر الطیب (نزل الابرار) جناب امیر کی اولاد کے بارہ میں اختلاف ہے۔ پس جناب حسنین اور محسن جس کا نہایت صغر سنی میں انتقال ہو گیا۔ اور ان کی دونوں بہنیں زینب اور ام کلثوم جناب سیدہ سے تولد ہوئیں۔ اور محمد اکبر جن کی کنیت ابو القاسم اور ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں ان کی والدہ خولہ بنت جعفر تھیں۔ اور محمد الاوسط ان کی والدہ امامہ بنت ابو العاص تھیں۔ اور محمد الاصغر جن کی کنیت ابو بکر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب امیر کے دو صاحبزادے اس نام کے تھے اور عبد اللہ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود تھیں۔ اور عمر و اوران کی بہن رقیہ کی والدہ ام حبیب بنت ربیعہ تھیں۔ اور جعفر اور عمر اور عباس اور عثمان اور عبد اللہ ان کی والدہ ام البنین الکلابیہ تھیں۔ اور یحیی اور عون کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ اور رملہ جن کی کنت ام الحسن ہے۔ اور بعض راویوں کے نزدیک اس نام کی جناب امیر کی دو بیٹیاں تھیں۔ اور زنیب صغری اور امامہ اور میمونہ اور حذیفہ اور فاطمہ اور ام ہانی اور ام الکرام اور ام سلمہ متفرق جناب امیر کی اولاد تھی۔ اور نرینہ اولاد سے جناب امیر علیہ السلام کی نسل مبارک جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام اور محمد بن الحنفیہ اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم سے چلی ہے اور خدائے پاک نے ان سے بہت سے طیب اور طاہر پیدا کیے ہیں۔

جناب امیر کی کرامات

(۱) نقل بن شھر اشوب فی کتابه ان علیا لما قدم الکوفة و قدم علیه طوائف من الناس و کان فیھم فتی فصار من شیعة یقاتل من بین یدیه فی مواقفه فخطب امراة من قوم عرب استو طنوا الکوفة فاجابوه فصلے علی یوم صلوة الصبح قال لبعض من عنده اذھب الی محلة کذاتجد مسجد الی جانبه بیت تسمع فیھا صوت رجل و امراتء بتشا جران باصوات مرتفعة فاحضر ھما الی فمضی و عاد معھا فقال لھا فیم تتشا جر اللیلة فقال الفتی یا امیر المومنین ان ھذا المراة خطبتھا و تزوجتھا فلما

خلوت بها وجدت فی نفسی منها نفرة منعتنی ان الم بها و لو استطعت اخراجها لا خرجها قبل النهار فنقمت علی ذلک و نحن فی التشاجر الی ان جاء امرک فحضرنا بین یدیک فقال علی لمن حضره رب حدیث لا یئوثر من یخاطب به ان یسمع غیره فقام من کان حاضر الم یبق عند علی غیر الفتی و المراة فقال لها هل تعرفین من هذا الفتی فقالت لا فقال اما انا اخبرتک بحالة تعلمینها فلا تنکر بها قالت لا یا امیر المومنین قال الست فلانه بنت فلان قالت بلی قال لیس کان لک ابن عم و کلو احد منکما راغب فی صاحبه قالت بل قال الیس ابایک منع منه و منعه عنک ولم یزوجه بک و اخرجه من جوارک لذالک قالت بلی قال الیس خرجت لیلة لقضاء الحاجة فاغتا لک و وطئک فحملت امرک عن ابیک ا اعلمت امک فلم جاء ان الوضع اخرجتک لیلا فوضعت ولدا فلففة فی خرقة فالقیة من خارج الجدران حیث قضاء الحوائج فجاء کلب فشمه فخشیت ان یاکله فرمیة بحجر فوقعت فی راسه فشجة و قعدت انت و امک فسدت راسه بخرقة من جانب مرطها ثم ترکتماه و مضیتما و لم تعلما حاله فسکت فقال تکلمی بحق فقالت و الله یا امیر المومنین ان هذا الامر ما علمه منی غیر امی فقال قد اطلعنی الله علیه فاصبح بنو فلان فربی فیهم الی ان کبر و قدم معهم الکوفة و خطبک و هو ابنک ثم قال للفتی اکشف عن راسک فکشف راسه فوجد اثر الشجة فیه فقال هذا ابنک قد عصمه الله مما حرمه علیه فخذی و لدک و انصرنی فلا نکاح بینکما (مطالب السئول) ابن آشوب لکھتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ میں تشریف لائے تو ان کے ساتھ بہت لوگوں نے آ کر کوفہ میں بودوباش اختیار کی۔ ان میں سے ایک جوان جناب امیر کے شیعوں میں داخل ہو گیا اور جناب امیر کے ساتھ لڑائیوں میں حاضر رہا۔ اس نے کوفہ میں وطن اختیار کر کے والے عرب لوگوں میں اپنا نکاح ایک عورت سے کیا۔ ایک روز جناب امیر صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمانے لگے۔ تو فلاں محلّہ میں جا وہاں ایک مسجد ہے اس کے قریب ایک مکان ہے۔ اس میں تجھے ایک عورت اور مرد کے باہم تکرار کرنے کی آواز سنائی دے گی۔ تو ان دونوں کو میرے

پاس لے آ۔ وہ آدمی جا کر ان دونوں کو اپنے ساتھ جناب امیر کی خدمت میں لے آیا۔ حضرت نے ان سے پوچھا رات بھر تم کیوں تکرار کرتے رہے ہو۔ اس جوان نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جب خلوت کا وقت ہوا مجھے اس سے نفرت پیدا ہوگئی کہ میں صحبت نہیں کر سکا۔ اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں اسی وقت رات کو صبح کے پہلے اس کو گھر سے نکال دیتا۔ میں اسی وجہ خاص سے اسے بگڑ گیا۔ ہم دونوں اسی تکرار میں تھے کہ جناب کا خادم ہمارے پاس پہنچا۔ اب ہم آپ کے حضور میں حاضر ہیں۔ جناب امیر نے حاضرین سے فرمایا اکثر ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ غیر کے سامنے بیان نہیں کی جاتیں۔ یہ کلام سن کر اس مرد اور عورت کے سوا سب اٹھ کر چلے گئے۔ جناب امیر نے اس عورت سے فرمایا آیا تجھے علم ہے کہ یہ جوان کون ہے اس نے عرض کیا میں نہیں جانتی۔ فرمایا اگر ہم تجھے تیری کسی پوشیدہ بات سے اطلاع دیں تو تو ان کا انکار مت کریو اس نے عرض کیا میں ہرگز انکار نہیں کروں گی۔ آپ نے ارشاد کیا کیا تو فلانی اور فلان شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگی ہاں میں وہی ہوں پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا چچیرا بھائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی۔ اس نے عرض کیا بجا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا تیرا باپ تیرا نکاح اس سے نہیں کرنا چاہتا تھا اور تیرے پڑوس سے ان کو نکال دیا تھا اس عورت نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ پھر تو ایک رات کو قضاء وحاجت کے لیے گھر سے باہر نکلی اس نے تجھ سے وطی کی اور تو اس سے حاملہ ہوگئی اور تو نے اپنے حمل کو اپنے باپ سے چھپایا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ وضع حمل کے وقت رات کو وہ تجھے لے کر گھر سے باہر نکلی اور تجھے لڑکا پیدا ہوا۔ اور تو نے کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پرے پھینک دیا۔ ایک کتا آیا اور اسے سونگھنے لگا۔ تجھے خوف پیدا ہوا کہ کتا اسے کھا نہ جائے اس لیے تو نے اس کتے کو پتھر کھینچ مارا۔ وہ پتھر اس لڑکے کے سر پر لگ گیا اور اس کا سر زخمی ہوگیا۔ تو نے اور تیری ماں نے لوٹ کر اس کے سر کو بال جمنے کی جگہ پر پٹی باندھ کر چھوڑ دیا اور دونوں گھر چلی آئیں۔ پھر تم کو اس کا حال نہیں معلوم ہوا۔ وہ عورت یہ سن کر خاموش رہ گئی۔ جناب امیر نے یہ فرمایا سچ بول وہ عرض کرنے لگی یا امیر المومنین سچ ہے میری ماں کے سوا اس سے کوئی خبردار نہیں آپ نے فرمایا مجھے خدا نے اس سے مطلع کیا ہے پھر فلاں قوم کے لوگ صبح کو اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ اور ان کے ساتھ کوفہ میں آیا۔

پاس لے آ۔ وہ آدمی جا کر ان دونوں کو اپنے ساتھ جناب امیر کی خدمت میں لے آیا۔ حضرت نے ان سے پوچھا رات بھر تم کیوں تکرار کرتے رہے ہو۔ اس جوان نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جب خلوت کا وقت ہوا مجھے اس سے نفرت پیدا ہوگئی کہ میں صحبت نہیں کر سکا۔ اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں اسی وقت رات کو صبح کے پہلے اس کو گھر سے نکال دیتا۔ میں اسی وجہ خاص سے اسے بگڑ گیا۔ ہم دونوں اسی تکرار میں تھے کہ جناب کا خادم ہمارے پاس پہنچا۔ اب ہم آپ کے حضور میں حاضر ہیں۔ جناب امیر نے حاضرین سے فرمایا اکثر ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ غیر کے سامنے بیان نہیں کی جاتیں۔ یہ کلام سن کر اس مرد اور عورت کے سوا سب اٹھ کر چلے گئے۔ جناب امیر نے اس عورت سے فرمایا آیا تجھے علم ہے کہ یہ جوان کون ہے اس نے عرض کیا میں نہیں جانتی۔ فرمایا اگر ہم تجھے تیری کسی پوشیدہ بات سے اطلاع دیں تو تو ان کا انکار مت کریو اس نے عرض کیا میں ہرگز انکار نہیں کروں گی۔ آپ نے ارشاد کیا کیا تو فلانی اور فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگی ہاں میں وہی ہوں پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا چچیرا بھائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی۔ اس نے عرض کیا بجا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا تیرا باپ تیرا نکاح اس سے نہیں کرنا چاہتا تھا اور تیرے پڑوس سے ان کو نکال دیا تھا اس عورت نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ پھر تو ایک رات کو قضاء وحاجت کے لیے گھر سے باہر نکلی اس نے تجھ سے وطی کی اور تو اس سے حاملہ ہوگئی اور تو نے اپنے حمل کو اپنے باپ سے چھپایا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ وضع حمل کے وقت رات کو وہ تجھے لے کر گھر سے باہر نکلی اور تجھے لڑکا پیدا ہوا۔ اور تو نے کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پرے پھینک دیا۔ ایک کتا آیا اور اسے سونگھنے لگا۔ تجھے خوف پیدا ہوا کہ کتا اسے کھا نہ جائے اس لیے تو نے اس کتے کو پتھر کھینچ مارا۔ وہ پتھر اس لڑکے کے سر پر لگ گیا اور اس کا سر زخمی ہوگیا۔ تو نے اور تیری ماں نے لوٹ کر اس کے سر کو بال جمنے کی جگہ پر پٹی باندھ کر چھوڑ دیا اور دونوں گھر چلی آئیں۔ پھر تم کو اس کا حال نہیں معلوم ہوا۔ وہ عورت یہ سن کر خاموش رہ گئی۔ جناب امیر نے یہ فرمایا سچ بول وہ عرض کرنے لگی یا امیر المومنین سچ ہے میری ماں کے سوا اس سے کوئی خبردار نہیں آپ نے فرمایا مجھے خدا نے اس سے مطلع کیا ہے پھر فلاں قوم کے لوگ صبح کو اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ اور ان کے ساتھ کوفہ میں آیا۔

اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ لے وہ تیرا بیٹا یہی ہے۔ پھر جوان سے ارشاد کیا اپنے سر کو کھول دے اس نے سر کھول دیا۔ اور زخم کا اثر نظر آیا۔ جناب امیر نے فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے خدا نے اس امر سے جو کہ اس پر حرام کیا تھا۔ اس کو بچایا ہے اپنے بیٹے کو لے اور گھر کو لوٹ جا تم دونوں کا نکاح نہیں ہے۔

(۲) و منها ما رواه الحسن بن رکذان الفارسی قال کنت مع امیر المومنین و قد شکا الیه الناس امر الفراه و انه قد زاد الماء ما تحتمله و نخاف ان تهلک مزار عنا و نحب ان تسال الله ان ینقصه فقام دخل بیة و الناس مجتمعون ینتظرون فخرج و قد لبس جبة رسول الله صلی الله علیه وسلم و عمامة و ردائه و فی یده قضیبة فدعا بفرسه فرکب و مشی الناس معه و انا معهم رجالة حتی و قف علی الفراة فنزل عن فرسه و صلی رکعتین خفیفتین ثم قام و اخذ القضیب بیده و مشی علی الجسر و لیس معه غیرا و لاده الحسن و الحسین و اتافا هوی الی الماء بالقضیب فنقصت الفراة ذاراعا فقال ایکفیکم فقالوا لا یا امیر المومنین و اومی تالقضیب و اهوی به فی الماء فنقصت الفراة ذراعا اخرو و هکذا الی ان نقصت ثلثلة اذرع فقالوا حسبنا یا امیر المومنین فعاد و رکب فرسه و رجع الی منزله (مطالب السئول) اور آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جس کو حسن بن رکذان الفارسی نے روایت کیا ہے کہ جناب امیر کی خدمت میں موجود تھا کہ لوگ فرات کی طغیانی کی شکایت لے کر آئے اور کہنے لگے فرات کا پانی اس کثرت سے بڑھ گیا ہے کہ جس سے ہمارے کھیتوں کے تلف ہونے کا خوف ہے ہماری استدعا ہے کہ آپ جناب الٰہی میں دعا فرما دیں کہ فرات کا پانی کم ہو جائے۔ جناب امیر یہ سن کر گھر تشریف لے گئے تمام لوگ منتظر بیٹھے رہے۔ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ اور عمامہ اور ردا پہن کر اور ہاتھ میں عصا لیے ہوئے برآمد ہوئے اور سواری کا گھوڑا طلب کیا یہ تمام لوگ رکاب سعادت میں پیادہ چل رہے تھے میں بھی پیادہ ہمراہ تھا جناب امیر فرات پر پہنچ کر ٹھیر گئے اور گھوڑے سے اترے اور چھوٹی چھوٹی رکعتیں نماز کی پڑھیں پھر اٹھ کر عصا ہاتھ میں لے کر پل کی طرف تشریف لے گئے جناب حسنین کے سوا کوئی ہمراہ نہ تھا۔ عصا کے ساتھ پانی کی طرف اشارہ

کیا پانی بقدر ایک گز کے کم ہو گیا۔ لوگوں سے فرمایا اس قدر پانی تم کو کافی ہے لوگوں نے عرض کیا ابھی زیادہ ہے پھر دوبارہ اشارہ کیا ایک گز اور بھی کم ہو گیا پھر لوگوں سے پوچھا کہ اب کافی ہے لوگوں نے کہا اب بھی زیادہ ہے پھر تیسری مرتبہ اشارہ کیا پانی ایک گز اور کم ہو گیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اب اس قدر کافی ہے آپ وہاں سے گھر کو لوٹ آئے۔

(۳) و منها ما صدر فی قضیة مقتله و تلخیص ذالک انه لما فرغ من قتل الخوارج عاد الی الکوفة شهر رمضان قام المسجد فصلی رکعتین ثم صعد فخطب خطبة حسناء ثم التفت الی ابنه الحسن فقال یا ابا محمد کم مضی من شهرنا هذا قال ثلث عشرة یا امیر المومنین ثم التفت الی الحسین فقال یا ابا عبدالله کم بقی من شهر هذا قال سبع عشرة یا امیر المومنین فضرب بیده الی الحیة و هی یومئذ بیضاء فقال الله اکبر و الله لیخضبنها بدمها اذا انبعث اشقاها ثم قال. ارید حیاة و یرید قتلی + خلیلی من غدیری من مرادی + و ابن ملجم المرادی یسمع فوقع فی قلبه من ذلک شیئی فجاء حتی وقف بین یدیه فقال اعیذ بالله یا امیر المومنین هذا یمینی و شمالی بین یدیک فاقطعهما او فاقتلنی قال فکیف اقتلک ولا ذنب لک الی و لو اعلم انک قاتلی لم اقتلک و لکن هل کانت لک حاصنة یهودیة فقالت لک یوما من الایام یا ابا شفیق عاقر ناقه ثمود قال قد کان ذلک یا امیر المومنین فکست علیه السلام فلما کانت لیله ثلث و عشرین قام لیخرج من داره الی المسجد لصلوة الصبح و قال ان قلبی لیشهد انی لمقتول فی هذا الشهر و فتح فتعلق الباب بمبرزه فجعل بنشد. اشدد حیاز یمک للموت. فان الموت لا قیک ولا تجزع من القتل. اذاحل بوادیک فخرج فقتل (مطالب السئول) اور ایک کرامت جناب امیر نے اپنی شہادت کے متعلق کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ خوارج کے قتل سے فارغ ہو کر کوفہ میں تشریف لائے رمضان کا مہینہ تھا مسجد میں نماز کے بعد منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اثناء خطبہ میں جناب امام حسن سے استفسار کیا کہ یا ابا محمد ہمارے مہینے کے کتنے روز گذر چکے

ہیں امام حسن نے فرمایا کہ تیرہ روز پھر جناب امیر نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا وہ ان دنوں بالکل سفید ہو چکی تھی اور فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم ہے اس امت کا بد بخت اس کو خون سے رنگین کرے گا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔ میں اس کی زندگی چاہتا ہوں وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ میرا دوست مجھ سے عذر کرنے والا قبیلہ مراد ہے۔ نامراد ابن ملجم مرادی نے جب یہ کلام سنا اس کا دل کانپ اٹھا۔ اور سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ میرے دونوں ہاتھ آپ کے سامنے موجود ہیں آپ ان کو کاٹ ڈالیں یا مجھے مار ڈالیں آپ نے ارشاد فرمایا تیرا کیا گناہ ہے کہ میں تجھے مار ڈالوں۔ اگر مجھے یہ علم بھی ہو کہ تو میرا قاتل ہے تو بھی تجھے نہ ماروں۔ لیکن ایک یہودی نے تجھے بغلگیر کر کے کہا تھا اے شقیق کے باپ ثمود کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈال۔ ابن ملجم کہنے لگا یا امیر المومنین یہ بات تو ضرور ہوئی ہے پھر جناب امیر علیہ السلام خاموش ہو گئے جب رمضان کی تئیس تاریخ ہوئی اور آپ صبح کی نماز کے لیے اٹھے اور گھر سے مسجد کو تشریف لے چلے فرمایا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں اسی مہینے میں شہید ہو جاؤں گا۔ جب دروازہ کھولا آپ کا ۃ بند دروازے سے اٹک گیا آپ نے یہ شعر پڑھا۔ تو موت کے واسطے اپنے سینہ کو ابھار۔ کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کرے گی۔ قتل ہونے سے فریاد مت کر۔ جبکہ تیرے سامنے آ جائے۔ پس آپ گھر سے برآمد ہوئے اور شہید ہو گئے۔

(۴) عن أسماء بنت عميس رضي الله عنها قالت لي فاطمة ليلة دخل بي علي سمعت الارض تحدثه و هو يحد ثها و اصبحت فاخبرت و الذى صلى الله عليه وسلم فسجد سجدة طويلة ثم رفع راسه و قال يا فاطمة ابشرى بطيب النسل فان الله فضل بعملك على سائر خلقه و امر الا رض ان تحدثه باخبار ها و ما يجرى على و جهها من شرف الارض الى غربها (مطالب السئول للعلامة بن طلحة الشافعى) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے ذکر کیا ہے کہ جس رات جناب امیر میرے پاس تشریف لائے میں نے زمین کی آواز کو سنا کہ وہ ان سے باتیں کر رہی تھی اور وہ زمین سے باتیں کرتے تھے۔ میں نے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم

سے اس کا تذکرہ کیا حضرت سجدہ میں گر گئے اور دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ تجھے بشارت ہو پاک نسل کے ساتھ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمام اخبار سے اور جو کچھ کہ اس پر ہونے والا ہے مشرق سے مغرب تک اس کو کہہ سنائے۔

(۵) قال الشیخ ابو عبداللہ الخطیب الخوارزمی حکی ان معاویة جلساء ہ انی اریکم علم علی فانہ لا یقول الباطل فدعا ثلثة رجال من ثقاة و قال لھم امضو حتی تصیر و اجمیعا من الکوفة علی مرحلة ثم توا طوا علی ان تنعونی بالکوفة و لکن حدیثکم و احد فی ذکر العلة و الیوم و الوقت و موضع البقر و من تولی الصلوة علیہ و غیر ذلک حتی لا تختلفوا فی شئی ثم لید خل الثانی فلیخبر بمثلہ ثم لید خل الثالث فلیخبر بمثل خیر صاحبیہ و انظر وا ما یقول علی فخروا کما امرھم معاویة ثم دخل احد ھم و ھو راکب فقال لہ الناس بالکوفة من این جئت قال من الشام قالوا لہ ما الخبر قال مات معاویة فاتو علیا فقالوا رجل راکب من الشام یخبر بموت معاویة فلم یحفل علی بذلک ثم دخل اخر من الغد فقال لہ الناس ما الخیر فقال ما ت معایوة و خبر بمثل خبر صاحبہ فاتوا علیا فقالوا رجل راکب اخر یخبر عن موت معاویة بمثل ما خبر صاحبہ و لم یختلف کلامھا فامسک علی ثم دخل الاخر فی الیوم الثالث فقال الناس ما الخیر قال مات معاویة فسالوہ عما شاھد فلم یخالف صاحبیہ فاتوا علیا فقالوا امیر المومنین قد صحح الخبر ھذا راکب ثالث قد اخبر بمثل خبر فلما کثر وا علیہ قال امیر المومنین کلا او تخضب ھذہ من ھذہ یعنی لیحة ھامة و یتلا عب بھا ابن اکلة الا کباد (اولائکة الا کباد) فرجع الخبر بذلک الی معایوة (لطف التدبیر) شیخ ابوعبداللہ الخطیب الخوارزمی المعروف باخط الخطباء خوارزم شاہی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے اپنے چند ہم نشینوں سے بیان کہ میں تمہیں علی کے علم کا امتحان لے کر دکھاتا ہوں کہ وہ کبھی باطل حرف زبان پر نہیں لاتے۔ اپنے تین معتبر آدمیوں کو

بلا کر کہا تم کوفہ میں جا کر میرے مرنے کی خبر اڑاؤ۔ جب کوفہ ایک منزل رہ جائے تو تم ایک دوسرے کے عقب میں داخل ہونا اور میرے مرگ کی خبر کو منتشر کرنا۔ چاہیے کہ میری بیماری اور مرنے کے وقت اور قبر کی جگہ اور نماز پڑھنے والے کی نسبت تمہارے بیان میں اختلاف نہ ہو۔ تم میں سے ایک شخص پہلے کوفہ میں داخل ہو کر میرے مرنے کی بات بیان کرے اس کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اس کی تصدیق کرے۔ اور یہ دیکھو کہ علی کیا فرماتے ہیں تینوں معاویہ کے حکم سے کوفہ کو چلے جب کوفہ ایک منزل رہ گیا ان تینوں میں سے ایک شخص پہلے کوفہ میں پہنچا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہاں سے آیا ہے وہ کہنے لگا شام سے لوگوں نے کہا وہاں کی کچھ خبریں بیان کرو وہ بولا معاویہ مر گیا ہے لوگ اس کو جناب امیر کے پاس لے آئے اور عرض کیا شام سے ایک سوار آیا ہے اور معاویہ کے مرنے کا حال بیان کرتا ہے۔ جناب امیر نے اس کے قول سے جنبش تک نہ کی۔ دوسرے روز دوسرا سوار داخل کوفہ ہوا۔ اس نے بھی وہی بیان خبر بیان کی جو اس کے پہلے رفیق نے بیان کی تھی۔ اس کو بھی لوگ جناب امیر کے حضور میں لے گئے اور عرض کیا یا امیر المومنین یہ دوسرا سوار آیا ہے اور معاویہ کا مرنا بیان کرتا ہے۔ جناب امیر ساکت رہے اور کچھ نہ فرمایا۔ پھر تیسرا سوار داخل ہو کر وہی خبر بیان کرنے لگا لوگ اس کو بھی جناب امیر کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا یا امیر المومنین۔ یہ اب خبر بالکل پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے تیسرا سوار بھی ان دونوں کی تصدیق کرتا ہے۔ جب لوگوں نے ہجوم کیا جناب امیر نے فرمایا۔ ہرگز معاویہ نہیں مرا بلکہ یہ میری ریش میرے سر کے خون سے رنگین ہو گی اور وہ جگر کھانے والی (یا جگر چبانے والی) یعنی ہندہ جگر خوار (جس نے کہ جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر چبایا تھا) کا بیٹا اس سے بازی کرے گا۔ یہ خبر سن کے وہ معاویہ کے پاس ہو گئے۔

(۶) عن زيد بن ارقم قال ان على بن ابى طالب انشد الناس فقال انشد الله رجلا سمع النبى صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه فقام اثنى عشر بدر يا ستة من جانب الا يسرو ستة من جانب الا يمن وا قال زيد بن ارقم و كنت فيمن سمع ذلك فكتمة فذهب الله ببصرى و كان يتندم على ما فاة من الشهادة و يستغفر (اخرجه ابوبكر بن مرديه) زيد بن ارقم

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فرماتے ہوئے سنا ہو وہ کھڑا ہو جاوے اور بیان کرے بارہ بدری صحابی جن میں سے چھ منبر کی بائیں جانب سے اور چھ داہنی جانب سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کی گواہی بیان کی۔ زید بن ارقم کہتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے کہ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا۔ پس میں نے اس کو پوشیدہ رکھا اس لیے خدا نے مجھے اندھا کر دیا۔ زید بن ارقم اس گواہی کے نہ دینے پر تمام عمر نادم رہے اور توبہ کرتے رہے۔

(۷) عن ابن عمیر ان امیر المومنین قال علی المنبر انا عبداللہ و اخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رثت نبی الرحمۃ و نکحت سیدۃ نساء اھل الجنۃ و انا سید الوصیین و اخرا و صیاء البنیین لا یدعی ذلک غیر الا اصابہ بسوء فقال رجل من عبس لا یحسن ان یقول ھذا انا عبداللہ و اخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یبرح من مکانہ حتی تخبطہ الشیطان فجر برجلہ الی باب المسجد فسالناہ قومہ ھل تعرفون بہ عرضا قبل ھذا قالوا اللھم لا (اخرجہ ین مردویہ) طلحہ بن عمیر سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک دفعہ منبر پر فرمانے لگے میں خدا کا بندہ اس کے رسول کا بھائی ہوں میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ پایا ہے۔ میں نے سیدۃ النساء اہل جنۃ سے نکاح کیا ہے میں تمام وصیوں کا سردار ہوں میں تمام نبیوں کے وصیوں کا آخری وصی ہوں میرے سوا کوئی اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر کرے گا تو خدا تعالیٰ اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے گا۔ یہ سن کر قوم عبس کا ایک آدمی کہنے لگا۔ کیا بری بات ہے اپنے منہ سے یہ کہنا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ ابھی اس بات کو کہتے ہوئے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ شیطان نے اسے دیوانہ بنا دیا اور لوگوں نے اسے ٹانگ سے پکڑ کر مسجد کے دروازے سے باہر گھسیٹا۔ ہم نے اس کی قوم سے پوچھا کبھی پیشتر بھی اس کو یہ عارضہ ہوا تھا وہ خدا کی قسم کھا کر کہنے لگے ہرگز نہیں۔

(۸) عن طلحۃ بن عمیر انہ انشد الناس من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول

من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشهد اثنا عشر رجلا من انصار و انس بن مالک فی القوم لم یشهد فقال له امیر المومنین یا انس ما منعک ان تشهد و قد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المومنین کبرت و نیست فقال امیر المومنین اللهم ان کان کاذبا فاضربه ببیاض او بوضح کا تواریه العمامة قال طلحة بن عمیر فاشهد بالله لقد رائیة بیضا بین عینیه (اخرجه ابن مردویه) طلحہ بن عمیر ناقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو قسم دے کر پوچھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو سنا تھا۔ انصار کے بارہ آدمیوں نے اس کی شہادت بیان کی انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے لیکن اس کی گواہی دینے سے ساکت رہے جناب امیر نے ان سے فرمایا اے انس تم کو کس بات نے اس شہادت کے بیان کرنے سے منع کیا تھا۔ باوجودیکہ جو کچھ ان لوگوں نے سنا تھا تم نے بھی سنا تھا۔ انس اپنی کبرسنی اور نسیان کا عذر کرنے لگے جناب امیر نے فرمایا اے میرے پروردگار اگر یہ جھوٹ کہتے ہیں تو ان کی پیشانی پر برص کا ایسا داغ لگا دے کہ وہ عمامہ سے نہ چھپ سکے۔ طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس برص کے داغ کو ان کی پیشانی پر دیکھا تھا۔

(۹) حکی ان علیا اتهم رجلا یقال له عزار یرفع اخباره الی معاویة فانکر ذلک و جحده فقال امیر المومنین اتحلف بالله ان ما فعلت قال فحلف فقال علی ان کنت کاذبا فاعمی الله بصرک فما دارت الجمعة حتی عمی (مطالب السئول) روایت ہے کہ جناب امیر نے عزار نامی ایک شخص پر جرم لگایا کہ وہ معاویہ کو ان کی خبریں پہنچاتا تھا اس نے انکار کیا جناب امیر نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے اس نے قسم کھا کر بھی انکار کیا۔ جناب امیر نے فرمایا اگر تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو خدا تیری بینائی کو دور کرے گا۔ اس پر ایک جمعہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا۔

(۱۰) عن علی بن زاذان ان علی حدیثا فکذبه رجل فقال علی ادعوا علیک ان کنت صادقا قال نعم فدعا علیه فلم ینصرف حتی ذهب بصره (اخرجه احمد فی

المناقب فی الاوسط و ابو نعیم فی الدلائل) علی بن زاذان سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک بات بیان فرمار ہے تھے ایک شخص نے اس کی تکذیب کی جناب امیر نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو میں تجھ پر بددعا کروں وہ کہنے لگا بہتر ہے۔ جناب امیر نے دعا کی۔ ابھی وہ وہاں سے لوٹا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا۔

(۱۱) لما توجه علی الی صفین و احتاج اصحابه الی الماء و التسموه یمینا و شمالا فلم یجدو فعدل بهم امیر المومنین عن الجادة قلیلا فلاح لهم و یرفی البریة فسا رو ایسا لون من فیه عن الماء فقال بینکم و بین الماء فرسخان فسیر و الی حیث اقول لکم لعلکم تدرکون الماء فقال امیر المومنین اسمعوا ما یقول الراهب فقالوا یا مرنا ان نسیر الی حیث اومی الینا لعلنا ندرک الماء لیس بناقوة فقال علی لا حاجة بکم الی ذلک و لوی عنق بغلة نحوا لقلبة و اشار الی مکان بقرب الدیر فقال اکشفوه فکشفوه فظهرت لهم صخرة عظیمة فقالوا یا امیر المومنین ههنا صخرة لا یعمل فیها فقال هذه الصخرة علی الماء فاجتهدوا فی قلعها فما زالت عن موضعها فاجتمع القوم و جهدوا فی تحریکها فلم یجد و الی ذلک سبیلا و استصعبت علیهم فلما رای ذلک لوی رجله عن سرجه ثم حسر عن ساعده و وضع اصحابعه تحت جانب الصخرة فحرکها و تعلبها بیده فظهر لهم الماء فشربوا و کان اعذب بما هو شربوه فی سفر هم و ابرده ثم جاء الی الصخرة فتنا و لها بیده و وضعها حیث کانت و الراهب ینظر من فوق دیره فنادی یا قوم فانزلونی فوقف بین یدے امیر المومنین فقال یا هذا انت نبی مرسل قال لا قال فملک مقرب قال لا یقلعها قل فمن انت قال انا وصی رسول الله محمد بن عبدالله خاتم النبیین صلی الله علیه وسلم قال ابسط یدک اسلم علی یدک فبسط امیر المومنین و الراهب اسلم علی یده (مطالب السئول) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام صفین کو تشریف لے چلے راستہ میں جناب امیر کے لشکر کے پاس پانی نہ رہا دائیں بائیں ڈھونڈا کہیں پانی کا پتہ نہ ملا۔ جناب امیر نے ان کو ایک

پگڈنڈی دکھا کر فرمایا اس طرف چلو۔ تھوڑی دور جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک کلیسا ملا لوگوں نے اس کے پاس جا کر اس کے پادری سے پانی کی بابت پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے جس طرف میں تم کو بتاتا ہوں اس طرف چلے جاؤ۔ امید ہے کہ تم کو پانی مل جائے گا۔ امیر المومنین نے فرمایا سنو راہب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا وہ ہم کو دو فرسخ پر پانی کا پتہ بتاتا ہے۔ لیکن وہاں تک کے پہنچنے کی ہم میں طاقت باقی نہیں۔ جناب امیر نے فرمایا اس طرح جانے کی تم کو کچھ ضرورت نہیں قبلہ کی طرف گھوڑے کا منہ پھیر و اس دیر کے قریب اشارہ کیا اور فرمایا یہاں سے کھودو۔ لوگ کھودنے لگے۔ ایک بھاری چٹان نظر آئی۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اس چٹان میں اب کام نہیں ہوسکتا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ یہ چٹان پانی کے منہ پر ہے۔ لوگ اس کے اکھاڑنے میں کوشش کرنے لگے۔ اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ تمام لشکر نے متفق ہو کر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ جب لشکر کے لوگ اس کے اکھاڑنے سے عاجز آ گئے جناب امیر اپنے گھوڑے سے اترے اور اپنی آستینوں کو الٹا اور اس چٹان کے نیچے انگلیاں گاڑ کر اس کو ہلایا اور اپنے ہاتھ سے اکھاڑ لیا اس کے نیچے سے نہایت میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا۔ لوگ دوڑ کر اس کا پانی پینے لگے ان کو تمام سفر میں ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی کہیں نہیں ملا تھا۔ راہب اپنے دیر سے یہ تمام کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کو آواز دے کر کہنے لگا مجھے نیچے اتارو جب اس کو چھت سے نیچے اتارا جناب امیر کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو کر کہنے لگا آپ نبی مرسل ہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر کہنے لگا آپ مقرب فرشتہ ہیں جناب امیر نے فرمایا نہیں۔ وہ عرض کرنے لگا پس آپ کون ہیں۔ فرمایا۔ میں خدا کے رسول محمد بن عبداللہ تمام نبیوں کے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہوں راہب نے کہا آپ ہاتھ بڑھائیں کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں اور اسلام لاؤں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور راہب آپ کے ہاتھ پر اسلام سے مشرف ہوا۔

(۱۲) عن البراء بن عازب رضی الله عنه قال قال لی علی یا براء یقتل ابنی الحسین و انت حی فلا تنصره فلما قتل الحسین قال البراء صدق علی قتل الحسین و لم انصره و اظهر الحسرة علی ذلک و الندم (مطالب السئول) براء بن عازب رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد کیا اے براء افسوس ہے کہ میرا بیٹا حسین قتل ہوگا اور تو زندہ ہوگا اور اس کی مدد نہیں کرے گا۔ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو براء بن عازب کہنے لگے جناب امیر نے سچ فرمایا تھا۔ کہ حسین شہید ہو گئے اور میں نے ان کی مدد نہ کی۔ تمام عمر براء بن عازب اظہار حسرت وندامت کرتے تھے۔

(۱۳) عن عبدالله قال اتینا مع علی فمررنا بموضع قبر الحسین فقال علی ههنا مناخ رکابهم و ههنا موضع رحالهم و ههنا مهراق دمائهم فتیة من ال محمد صلی الله علیه وسلم یقتلون بهذه العرصة تبکی علیهم السماء و الارض (ریاض النضره)
عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کے رکاب سعادت میں اس جگہ پر جہاں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا مرقد مطہر واقع ہے گذرے جناب امیر فرمانے لگے یہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے یہاں اسباب ان کا ہوگا۔ یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے نوجوانوں کا خون بہے گا ان پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

(۱۴) قیل ان الحجاج قال ذات یوم احب ان اصیب رجلا من اصحاب ابی تراب فاتقرب الی الله بدمه فقیل له ما نعلم احدا اطول صحبة لا بی تراب من قنبر مولاه فطلبه فاتی به فقال انت قنبر قال نعم قال مولی علی بن ابی طالب قال الله مولای و امیر المومنین علی ولی نعمتی قال ابرء من دینه قال نبئنی علی دینا افضل منه قال انی اقتلک فاختر ای قتلة احب الیک قال صیرت ذلک الیک قال لم قال لا تقتلنی قتلة مثلها و لقد اخبرنی امیر المومنین ان منیتی تکون ذبحا ظلما بغیر حق فامر به فذبح (کفایة الطالب) کہتے ہیں کہ ایک روز حجاج کہنے لگا میری آرزو ہے کہ اگر کوئی جناب امیر کا دوست مل جائے تو میں اس کے قتل کرنے سے خدا کا قرب حاصل کروں۔ لوگوں نے کہا جناب امیر کی خدمت میں قنبر سے زیادہ کوئی ہر وقت کا رہنے والا نظر نہیں آتا۔ اس نے قنبر کو بلوایا۔ جب قنبر آیا کہنے لگا تو جناب امیر کا غلام ہے اور تیرا ہی نام قنبر ہے قنبر نے جواب دیا خدا میرا مولا ہے اور امیر المومنین میرے ولی نعمت تھے۔ حجاج نے کہا تو ان کے دین سے تبرا کہہ۔ قنبر

نے کہا تو مجھے ان کے طریق سے بہتر کوئی طریق دیکھا دے کہ میں ایسا کروں۔ حجاج نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا تو جس طرح سے قتل ہونا پسند کرتا ہو بیان کر۔ قنبر نے کہا یہ امر میں تیرے سپرد کرتا ہوں حجاج نے کہا یہ کیوں قنبر نے کہا کہ سوا ذبح کرنے کے جس موت سے تو مجھے مارنا چاہتا ہے اسی موت سے تجھے مار ڈالوں گا کیونکہ جناب امیر نے مجھے فرمایا ہے تیری موت نہیں ہو گی مگر بلا وجہ از روی ظلم ذبح کیے جانے سے۔ حجاج نے ان کو ذبح کرا ڈالا۔

(۱۵) قیل ان الحجاج طلب کمیل بن زیاد فهرب منه فقطع عطاء قومه فلما رای ذلک قال انا شیخ کبیر قد نفد عمری و لا ینبعی ان احرم قومی عطیا تهم فخرج الی الحجاج فقال قد کنت احب ان اجد علیک سبیلا فقال له کمیل لا تعری انیا بک فما بیقی من عمری الا القلیل فاقض ما انت فان الموعد لله و بعد القتل حساب و لقد اخبرنی امیر المومنین علی انک قاتلی فضربه عنقه (کفایة الطالب)

کہتے ہیں حجاج نے کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو بلا بھیجا وہ خوف سے بھاگ گئے حجاج نے ان کی قوم کی تنخواہ بند کر دی جب کمیل کو معلوم ہوا کہ میری قوم کی تنخواہ بن کی گئی ہے۔ کہنے لگے میں بوڑھا ہو گیا اور عمر گذر چکی ہے مجھ کو نہیں چاہیے کہ اپنی قوم کی تنخواہ بند کراؤں اور جیتا رہوں۔ حجاج کے پاس خود چلے گئے۔ حجاج نے کہا میں تمہارے ملنے کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا۔ کمیل نے کہا تو اپنے دانتوں کو مجھ سے ہٹا میری عمر اب تھوڑی رہ گئی ہے۔ جو تیرا دل چاہے سو کر کل خدا کے وعدہ کا دن ہے اور قتل کے بعد ضرور حساب ہو گا مجھ کو امیر المومنین علیہ السلام نے پیشتر کہہ دیا تھا کہ تو میرا قاتل ہے۔ یہ سن کر حجاج نے ان کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارے گئے۔

(۱۶) عن جندب بن عبدالله الا زدی قال شهدت مع علی الجمل بالصفین و لا اشک فی قتالهم حتی نزلنا النهروان فد خلنی شک و قلت قرانا و خیار نا نقتلهم ان هذا الا مر عظیم فخرج غدوة المشی و معی اداوة حتی برزت عن الصفوف فو کزت رمحی و وضعت ترسی و استترت من الشمس فانی لجالس اذا ورد امیر المومنین فقال یا اخا الا فرد امعک طهور قلت نعم فناولة الا داوة فمضی حتی لم

ارده و اقبل و قد تطهر فجلس في ظل الرير فاذا فارس يسال عنه فقلت هذا يا امير المومنين فارس يريد قال فاشار اليه فجاء فقال يا امير المومنين قد عبر القوم و قد قطعوا النهر فقال کلاما عبرو اذا جاء اخر فقال يا امير المومنين قد عبرا القوم فقال ما عبروا فقال والله ماجئت حتى رايت الرايات في ذلک الجانب قال والله ما فعلو و انه لمصرعه و مهراق دمائهم ثم نهض و نهضت معه فقلت في نفسي الحمد الله الذي ابصرني هذا الرجل و عرضني امره هذا احد رجلين اما کذب جراے و علی بينة من امره و عهدت في نفسي اللهم اني اعطيتک عهد اتسالني عنه يوم القياتمه انا انا و جدت القوم قد عبروا ان اکون اول من يقاتله و اول من يطعن بالرمح في عينيه و ان کانوا لم يعبروا لم اتم على المشاجرة و القتال فدفعنا الى صفوف فوجدنا الرايات و الاثقال بحالها فاخذ بقضائي و دفعني و قال يا اخا الازد بتين لک الامر قلت اجل يا امير المومنين (مطالب السئول) جندب بن عبداللہ الازدی سے منقول ہے کہ میں جمل اور صفین میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر تھا مجھے ان دنوں لڑائیوں کی نسبت کسی قسم کا شبہ پیدا نہ ہوا جب ہم نہروان پر جا اترے میرے دل میں شبہ پیدا ہو گیا کہ ایسے نیک بندوں قرآن کے قاریوں کو مارنا پڑے گا۔ یہ بات تو بڑی بھاری معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے روز میں ٹہلتا ہوا صفوں سے دور نکل گیا وضو کا لوٹا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے اپنے نیزہ کو گاڑ دیا اور آفتاب کی تمازت سے اپنی ڈھال کا سایہ کر کے بیٹھ گیا۔ ناگاہ جناب امیر بھی وہاں تشریف لے آئے۔ اور مجھے فرمایا اے بھائی کیا ازدکیا تیرے پاس کوئی لوٹا ہے۔ میں نے ان کو لوٹا دے دیا وہ لوٹا لے کر میری نظروں سے غائب ہو گئے اور طہارت کر کے چلے آئے اور ڈھال کے سایہ میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک سوار ان کو پوچھتا ہوا آنکلا میں نے جا کر عرض کیا یا امیر المومنین یہ سوار آپ کو پوچھتا ہے آپ نے اسے اشارے سے اپنے نزدیک بلا لیا وہ کہنے لگا یا امیر المومنین نہروانی دریا کے اس پار چلے گئے ہیں جناب امیر فرمانے لگے وہ ہرگز اس پار نہیں گئے اتنے میں دوسرا سوار آ کر کہنے لگا وہ لوگ دریا سے پار ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا وہ پار نہیں ہوئے وہ سوار کہنے لگا بخدا میں نے جب تک

دیکھ نہیں لیا کہ ان کے علم دریا سے پار اتر گئے ہیں تب تک میں وہاں سے نہیں ٹلا جناب امیر نے فرمایا واللہ دریا سے پار نہیں اترے دریا کا کنارہ بھی ان کے لوٹ پوٹ ہونے کی جگہ ہے اسی جگہ ان کا خون بہے گا۔ یہ بات فرمایا اٹھ کھڑے ہوگئے میں نے اپنے جی میں کہا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس شخص کے امر کو دکھا دیا ہے یا تو یہ جھوٹ بولتا ہے اس کے پاس کوئی دلیل موجود ہے۔ میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ اے پروردگار میں عہد کرتا ہوں اور قیامت کے دن تو مجھ کو اس عہد سے باز پرس کر لو اگر میں نے نہروانیوں کو دیکھا کہ دریا سے پار اتر گئے ہیں تو سب سے پہلے اپنے نیزے کے ساتھ اس شخص یعنی جناب امیر سے جنگ کروں گا اور اگر نہ گذرے ہوں گے تو میں ان کی طرف سے لڑنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اتنے میں جناب امیر رضی اللہ عنہ نے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا جب دریا کے قریب پہنچے تو ان کے علم دریا سے گذرے ہوئے نہ پائے۔ اور وہیں ان کا سامان موجود پایا جہاں کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اتنے میں جناب امیر نے پیچھے سے میری گردن پکڑ کر کہا اے اخا لازداب تجھے اصل حقیقت معلوم ہوگئی میں نے عرض کیا بے شک یا امیر المومنین۔

(۱۷) عن جعفر بن محمد عن ابیه علیه و علی ابائه السلام قال عرض لعلی رجلان فی خصومة فجلس فی اصل جدار فقال رجل یا امیر المومنین الجدار یقع فقال له امض کفی بالله حارسا فقضی بین الرجلین فاذا قام سقط الجدار (اخرجه ابو نعیم فی الدلائل و السیوطی فی تاریخ الخلفاء) جناب امام جعفر صادق علیہ وعلی آباءہ السلام اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ التحیۃ والثناء سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا جناب امیر کے سامنے پیش کیا آپ ایک دیوار کے نیچے تصفیہ کے لیے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا یا امیر المومنین یہ دیوار گر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا تو چلا جا خدا نگہبان ہے آپ ان کا تصفیہ کر کے اٹھے اور وہ دیوار گر گئی۔

(۱۸) عن الحارث قال کنت مع علی بصفین فرایت بعیرا من اهل الشام جاء و علیه راکبه و ثقله فالقی ما علیه و جعل ینخل الصفوف حتی انتهی الی علی فوضع راسه ما بین راس علی و منکبه و جعل یحرک شفتاه بطن ان بخبر فقال علی انها لعلامة

بینی و بین رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (ریاض النضرہ) حارث سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ صفین میں موجود تھا ناگاہ میں نے دیکھا کہ شامیوں کا ایک اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو پھینک کر صفیں چیرتا ہوا چلا آیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کے پاس آ کر ٹھہر گیا اور اپنا منہ جناب امیر کے کندھے پر رکھ کر اپنے ہونٹوں کو ہلانے لگا۔ گویا کہ ان سے کچھ خبر بیان کر رہا تھا۔ جناب امیر نے فرمایا واللہ یہ ایک علامت ہے میرے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔

(۱۹) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنه قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ادعوا علیا فاتیت بیة فنادیة فلم یجبنی فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال لی عد الیه ادعه فانه فی البیت قال فعدت انا دیه صوت رحاء تطحن فشار فت فاذا الرحاء تطحن و لیس معها احد فنا دیة فخرج الی منشرها فقلت له ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ید عوک فجاء ثم لم ازل انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وهو ینظر الی ثم قال یا ابا ذر ماشا نک فقلت یا رسول اللہ عجیب من العجب رایت و حی تطحن فی بیت علی و لیس محها احدید یرها فقال یا ابا ذر ان للہ ملئکة سیا حین فی الارض و قدو کلوا بمعونة ال محمد صلی اللہ علیه وسلم (اخرجه الملا فی سیرة) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے مجھے علی علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا میں نے ان کے گھر میں آواز دیا مجھ کو کچھ جواب نہ ملا میں لوٹ کر حضرت کے حضور میں چلا آیا حضرت نے مجھ سے فرمایا تم پھر جاؤ علی گھر ہی میں ہیں۔ میں نے پھر آ کر آواز دی اور چکی کے چلنے کی آواز سنی میں نے جھانک کر دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی ہے کوئی اس کو چلا نہیں رہا ہے میں نے جناب امیر کو بلایا وہ ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے میں نے ان سے کہا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں وہ میرے ساتھ تشریف لائے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگا حضرت مجھی کو بار بار دیکھتے رہے پھر حضرت نے مجھ سے ارشا کیا اے ابا ذر تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک عجیب امر

دیکھا ہے کہ علی کے گھر میں خود بخود چکی چلتی تھی اس کو کوئی نہیں چلا رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا اے ابا ذر خدا کے فرشتے سیر کرتے پھرتے ہیں اور وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے مامور ہیں۔

جناب امیرؑ کے لیے آفتاب کا واپس ہونا

(أ) عن اسماء بن عميس و جابر بن عبدالله الانصاری و ابی سعيد الحذری و الحسين بن علی رضی الله عنهم ان النبی صلی الله عليه وسلم كان ذات يوم فی منزله و علی بين يديه اذ جاء جبريل يناجيه عن الله عزوجل فلما تغشى الوحی توسد فخذ علی و لم يرفع حتى غابت الشمس فصلی العصر جالسا ايماء فلما افاق قال لعلی فاتتک العصر قال صليتها قاعدا ايماء فقال ادع الله يردعليک الشمس حتى تصليها قائما فی وقتها فانه يجيبک لطاعتک لله و لرسوله فسال الله فی ردها فردت عليه حتى صارت فی موضعها من المساء وقت العصر فصلها ثم غربت و الله لقد سمعنا بها عند غروبها كصرير المنشار (اخرجه الدولابی و ابن شاهين و ابن منده و ابن مردويه) اسماء بن عمیس اور ام المومنین ام سلمہ اور جابر بن عبداللہ الانصاری اور ابوسعید حذری اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ایک روز سرور کائنات اپنے دولت خانہ میں تھے اور جناب امیر حضور کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ناگہاں جرائیل علیہ السلام خدا کی طرف سے کچھ راز بیان کرنے کے لیے تشریف لائے حضرت بے ہوش ہو گئے اور جناب امیر کے زانو پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے اور آفتاب کے غروب ہونے تک آپ بے ہوش رہے۔ جناب امیر نے عصر کی نماز کو بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کیا۔ جب حضرت کو افاقہ ہوا تو علی سے فرمایا شاید تمہاری عصر کی نماز فوت ہو گئی۔ عرض کیا میں نے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کی ہے۔ حضرت نے فرمایا تم خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں تھے تم دعا کرو کہ خدا تعالیٰ تمہارے لیے آفتاب کو لوٹا دے۔ تاکہ تم کھڑے ہو کر نماز ادا کرو۔ جناب امیر نے دعا کی آفتاب لوٹ آیا یہاں تک کہ آسمان پر عصر کے وقت کی جگہ قائم ہو گیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز کو وقت پر ادا کیا۔ پھر آفتاب غروب ہو گیا۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ خدا کی قسم

ہے ہم نے اس کے غروب ہونے کے وقت آرا کے چلنے کی سی آواز سنی۔

تنبیہ:قال سبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ اخرج الطحاوی فی مشکلات الحدیث و ابن شاہین و ابن مندہ کلھم عن اسماء بن عمیس و ابن مردویہ عنھا و عن ابی ہریرہ} ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ و راسہ فی حجر علی و ھو لم یصل العصر حتی غابت الشمس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصلیت یا علی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان فی طاعتک و طاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس قالت فرایتھا غربت ثم رایتھا طلعت بعد ما غربت ووقف علی الجبل و ذلک فی الصھباء فی خیبر و ھذا الحدیث اردہ ابن الجوزی فی الموضوعات و قال فی سندہ ضعفاء و قد سبقہ احمد و قال لا اصل لھذا الحدیث اردہ ابن الجوزی فی الموضعات و قال فی سندہ ضعفاء و قد سبقہ احمد و قال لا اصل لھذا الحدیث صرح بتصحیحہ جماعۃ من الائمۃ الحفاظ کالطحاوی و القاضی عیاض و غیر ھما و قال الطحاوی ھذا الحدیث ثابت رواۃ ثقات وحکی عن احمد بن صالح المصری انہ کان یقول لا یجوز لا ھل التخلف عنہ حدیث السماء لانہ من علامات النبوۃ و اعترض ایضا ابن الجوزی علی ھذا بما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس لم تحبس الا لیوشع بن نون لیال سار الی بیت المقدس و قیل فی جوابہ نفی نفی صلی اللہ علیہ وسلم و قوفھا و الحدیث فیہ الطلوع بعد الغیب فلا تضاد بینھما و بہ اجاب الطحاوی و للحافظ بن حجر جواب اخر و ھو ان الحصر محمول علی ما مضی للانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و قال علامہ بن یوسف سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ و الجواب ان قول جدی ھذا حدیث موضوع بلا شک دعوی من غیر دلیل طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات الحدیث میں اور ابن شاہین اور ابن مندہ دونوں صاحبوں نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے

اور ابن مردویہ نے ان سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ وحی نازل ہوئی اور حضور اپنا سر اقدس جناب امیر کی گود میں رکھ کر لیٹ گئے۔ جناب امیر نے عصر کی نماز پڑھی تھی کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ حضرت نے ان سے پوچھا یا علی تم نے نماز پڑھی ہے عرض کیا یا رسول اللہ نہیں پڑھی حضرت نے جناب الٰہی میں دعا کی اے میرے پروردگار یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں مصروف تھا اس لیے آفتاب کو لوٹا دے۔ اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے اور غروب ہونے کے بعد پھر پہاڑ پر کھڑا ہو گیا اور یہ امر صہباء خیبر میں واقع ہوا۔ اس حدیث کو علامہ ابن جوزی نے موضوعات میں لکھ کر لکھا ہے۔ کہ اس کی سند میں روای ضعیف ہیں اور اس سے پہلے امام احمد بن حنبل نے بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ عماد بن کثیر اور ذہبی وغیرہما نے بھی انہیں کی پیروی کی ہے۔ میں جواب دیتا ہوں کہ جن راویوں کو آپ مجروح قرار دیتے ہیں انہیں کو بعض علماء نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت مثل طحاوی اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس حدیث کی صحت کے ساتھ تصریح کی ہے۔ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہے۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں احمد بن صالح مصری سے نقل ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس اسماء والی حدیث کے برخلاف ہونا اہل علم کو جائز نہیں۔ کیونکہ یہ نبوت کا معجزہ ہے۔ ابن جوزی نے یہ بھی اعتراض کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آفتاب سوا یوشع بن نون کے اور کسی کے لیے نہیں روکا گیا۔ یہ اسماء بن عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معارض ہے۔

اس کے جواب میں علماء حدیث نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے روکے جانے کی نفی فرمائی ہے نہ آفتاب کے دوبارہ طلوع ہونے کی اور اسماء بنت عمیسؓ کی حدیث میں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہونے کا ذکر ہے نہ آفتاب کے روکے رہنے کا۔ اس لیے دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے متضاد نہیں۔ چنانچہ طحاوی نے بھی یہی جواب دیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے ایک دوسرا جواب دیا ہے۔ کہ یوشع بن نون والی حدیث میں زمانہ گذشتہ کا حصر

ہے کہ انبیاء سلف میں بجز یوشع بن نون اور کسی نبی کے لیے آفتاب غروب ہونے سے پہلے نہیں روکا گیا۔ نہ یہ امر کہ بعد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی نہیں روکا جائے گا۔

علامہ یوسف سبط بن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں اپنے جد علامہ ابن جوزی کے قول کا جواب دیتے ہیں کہ میرے دادا کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ بے شک ایسا دعوی ہے کہ جس کے لیے کوئی دلیل نہیں۔

جب سے حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن لگایا پھر جناب امیر کی آنکھیں نہیں درد ہوئیں

عن علی قال ما ر مدت منذ تفل النبی صلی الله علیه وسلم فی عینی (اخرجه احمد) وابویعلی وابوالخیر القزوینی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اس وقت سے میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

حضرتؐ نے جب سے دعا کی تب سے جناب امیرؑ بیمار نہیں ہوئے

عن علی قال کنت شاکیا فمربی رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا اقول اللهم ان کان اجلی قد حضر فارحنی و ان کان متاخرا فارفعنی و ان کان بلاء فصبرنی فقال صلی الله علیه وسلم کیف قلت فاعاد علیه ما قال فضربه برجله و قال اللهم عافه و اشف قال فما شکیت وجعی بعد ذلک (اخرجه الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ بیمار ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں کہہ رہا تھا اے پروردگار اگر میری اجل قریب آ گئی ہے تو مجھے آسائش دے اور اگر میرے مرنے میں ابھی تاخیر ہے تو مجھے اس مرض سے شفا دے اور اگر امتحان ہے تو مجھے صبر عطا کر حضرت نے سن کر فرمایا تو یہ کیا کہہ رہا ہے میں نے اس کا اعادہ کیا۔ آپ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھکرا کر فرمایا اے پروردگار اس کو شفا دے جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ میں اس کے بعد پھر کبھی بیمار نہیں ہوا۔

جب سے حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن جناب امیر کے پاؤں کو لگایا پھر ان کے پاؤں نہیں دکھے

عن ابی رافع رضی الله عنه قال خلف النبی صلی الله علیه وسلم علیا فی الهجرة و امره ان یودی اما نات وامر النبی صلی الله علیه وسلم ان یلحقه بالمدینة فخرج فی طلبه یمشی اللیل و یسکن النهار حتی قدم المدینة فلما بلغ النبی صلی الله علیه وسلم قدومه قال ادعو لی علیا قیل یا رسول الله لا یقدر ان یمشی فاتاه النبی صلی الله علیه وسلم فلما راه ما بقدمیه من الورم و کانتا تفطر ان دما فتفل النبی صلی الله علیه وسلم فی یدیه و مسح بهما رجلیه و دعا له بالعافیة فلم تشکهما حتی استشهد (اسد الغابه) ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرماتے ہوئے جناب امیر کو امانات وغیرہ ادا کرنے کے لیے مکہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور ارشاد کیا کہ بعد میں ہم سے مکہ میں آ ملے۔ جناب امیر نے تعمیل ارشاد کر کے حضرت کو ڈھونڈتے ہوئے مدینہ کو چلے رات کو چلا کرتے تھے اور دن میں سوتے ہوئے چھپ رہا کرتے تھے جب مدینہ میں پہنچے حضرت نے ان کے پہنچنے کی خبر سنی لوگوں کو حکم دیا کہ علی کو میرے پاس بلا لاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ چل نہیں سکتے حضرت خود بدولت ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاؤں میں ورم اور خون ٹپکتا ہوا دیکھ کر حضرت نے اپنا لعاب دہن مبارک کو ہاتھوں پر ملا اور ان کے پاؤں پر مسح کیا اور ان کے لیے عافیت کی دعا مانگی ان کے پاؤں بالکل اچھے ہو گئے پھر ان کے شہید ہونے تک کبھی نہ دکھے۔

جناب امیرؑ کا گرمی اور سردی کی ایذا سے محفوظ ہونا

عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال کان علی یخرج فی الشتاء فی ازار و رداء خفیفتین و فی الصیف فی القبا المحشوا و الثوب الثقل فقال الناس لو قلت لا بیک لانه یسمر معه فسالت ابی فقلت ان الناس قد یرائو من امیر المومنین شیئا

استنکروه و قال و ما ذالک قلت یخرج فی الحر الشدید فی القباء المحشوء و الثوب الثقیل ولا یبالی ذلک و یخرج فی البرد الشدید فی الثوبین الخفیفین و لا یبالی ذلک فهل سمعت من ذلک شیئا فقد امرونی ان اسالک ان تساله اذا تسمر عنده فسمر عنده فقال یا امیر المومنین ان الناس قد تفقدوا منک شیئا قال فما هو قال تخرج فی الحر الشدید فی القباء المحشو و الثوب الثقیل و تخرج فی البرد الشدید فی الثوبین الخفیفین و فی ملا ئتین ولا تباله ذلک ولا تتقی بردا قال او ما کنت معنایا ابا لیلی بخیبر فقال بلی والله کنت معک قال فان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعث ابابکر فسار بک الناس فانهزم حتی رجع الیه و بعث عمر فانهزم بالناس حتی انتهی الیه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عطین الرایة رجلا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله یفتح الله له لیس بفرار فارسل الی فدعا لی فاتیة و انا ارمد لا ابصر شیئا فتفل فی عینی و قال اللهم اذهب عنه الحرو البرد فما اذانی بعده حرولا برد (اخرجه احمد و البزار و ابن جریر صححه باختلاف یسیر)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نقل کرتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جاڑے کے دنوں صرف ۃ ہ بند اور چادر ہلکی پھلکی میں نکلا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں روئی کی بھرتی کے کپڑے اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو اپنے والد سے کہے کیونکہ وہ جناب امیر سے باتیں کرتے ہیں وہ ان سے پوچھیں میں نے اپنے والد سے ذکر کیا اکثر لوگوں نے جناب امیر سے ایک ایسی بات دیکھی ہے جو ان کی نگاہ میں ان کو اچھی نہیں لگتی۔ وہ کہنے لگے وہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا جناب امیر سخت گرمی کے دنوں میں بھرتی کے موٹے کپڑے پہن کر نکلتے ہیں اور پروانہیں کرتے اور سخت سردی کے دنوں میں ہلکے پھلکے کپڑے پہنتے ہیں اور کچھ بھی پروانہیں کرتے اور سردی سے نہیں ڈرتے۔ لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ داستان بیان کرتے ہوئے جناب امیر سے اس کا سبب پوچھیں۔ پس وہ جبکہ جناب امیر کو باتیں سنانے لگے تو عرض کیا یا امیر المومنین لوگ آپ کی ایک بات کی ۃ ہ کو نہیں پہنچے جناب امیر نے فرمایا وہ کیا ہے میرے والد نے کہا آپ موسم گرما میں

موٹے اور بھاری کپڑے پہنتے ہیں اور سردی میں ہلکے پھلکے دو کپڑوں میں نکلتے ہیں اور سردی کی پروانہ نہیں کرتے۔ فرمانے لگے اے ابالیلی کیا خیبر میں تو ہمارے ساتھ نہیں تھا میرا باپ کہنے لگا میں آپ کے ساتھ موجود تھا جناب امیر نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علم دے کر خیبر کے فتح کرنے کے لیے بھیجا اور وہ شکست کھا کر واپس ہو آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ بھی ہزیمت کھا کر لوٹ آئے حضرت نے فرمایا البتہ ہم یہ علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ وہ بھاگنے والا نہیں پھر حضرت نے مجھے بلوایا۔ میں حضرت کی خدمت میں ایسے حال میں پہنچا کہ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ قریب تھا کہ مجھے کچھ نہ سوجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار اس سے گرمی اور سردی کی ایذا اٹھا رکھیو اس کے بعد مجھے گرمی اور سردی نے نہیں ستایا۔

جناب امیرؑ کی دس خصوصیتیں

عن عمر بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس فاتاه تسعة رهط فقالوا اما ان تقوم معنا و اما ان تخلون بهئولاء و هو یومئذ صحیح قیل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحد ثو افلا ادری ما قالوا فجاء فهو ینفض ثوبه و یقول اف و تف یقعون فی الرجل له عشر و قعوا فی رجل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا بعثن رجلا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسول لا یخزیه الله ابدا فاشرف من استشرف فقال ابن علی قیل هو فی الرحاء یطحن قال و ما کان احد کم لیطحن من قبله فدعاه و هو ارمد ما کان یبصر فنفث فی عینیه ثم هز الرایة ثلثا فد فعها الیه فجاء بصفیة بنت حیی و بعث ابابکر بسورة التوبة و بعث علیا خلفه فاخذ منه و قال لا یذهب بها الا رجل من اهل بیتی هو منی و انا منه و دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیه وسلم الحسن و الحسین و علیا و فاطمة فمد علیهم ثوبا فقال اللهم هئو لاء اهل بیتی و خاصتی فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا و کان اول من اسلم من الناس بعد خدیجة و

لبس ثوب النبی صلی الله علیه وسلم و هم یحسبون انه نبی الله فجاء ابو بکر فقال یا نبی الله فقال علی ان النبی صلی الله علیه وسلم قد ذهب نحو بیر میمون فاتبعه فدخل معه الغار فکان المشرکون یرمون علیا حتی اصبح و خرج بالناس فی غزوة تبوک فقال علی اخرج معک فقال لا فبکی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انک لست بنبی ثم قال انت ولیی فی کل مومن من بعدی قال و سدا ابواب المسجد غیر باب علی قال و کان یدخل المسجد و هو جنب و هو طریقه و لیس له طریق و غیر و قال من کنت ولیه فعلی ولیه (اخرجه احمد و النسائی و محب الطبری فی الریاض النضره و السیوطی فی الجمع الجوامع) یحییٰ بن عوف اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ایک روز ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ نو آدمی آئے اور ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو اور ان لوگوں سے خلوت میں بات سنو ان دنوں ابن عباس تندرست تھے ان کی آنکھیں نہیں گئی تھیں انہوں نے کہا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اس کے ان کے ساتھ جا کر کچھ علیحدہ باتیں کیں میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا جب ابن عباس پھر کے آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور اف اور تف ان لوگوں پر کرتے ہیں اور کہنے لگے۔ یہ لوگ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دس باتیں دی ہیں اور ایسے شخص کو برا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باب میں فرمایا ہے کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اس کو رسوا نہیں کرے گا پس لوگوں نے اس کی طرف (یعنی علم کی طرف) جھانکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہیں عرض کیا گیا وہ چکی پیس رہے ہیں اور کوئی شخص ان سے پیشتر چکی نہیں پیستا تھا۔ پس حضرت نے ان کو بلوایا اور ان کی آنکھوں میں آشوب چشم تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور تین مرتبہ علم کو جنبش دے کر علی کو دے دیا۔ پس انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ اور صفیہ بنت حیی بن اخطب کو لے آئے اور ایک مرتبہ حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ توبہ دے کر بھیجا اور اس کے بعد علی کو ان کے پیچھے روانہ فرمایا پس انہوں نے سورت توبہ

زانیا بعد احصان و لا کافرا بعد ایمان (اخرجه احمد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی کو تین باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ میرے نزدیک وہ دنیا و مافیہا سے بہت محبوب ہیں اول کہ قیامت کے روز وہ میرا تکیہ ہوگا جب تک کہ میں حساب سے فارغ نہ ہو جاؤں۔ دوئم لواء الحمد اس کے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اس علم کے نیچے ہوں گے سو وہ میرے حوض کے اوپر کھڑا ہوگا۔ جس کو میری امت سے پہچانے گا اس کو پلائے گا۔ چہارم وہ میرے مرنے کے بعد میرا پردہ دار ہوگا اور مجھے میرے پروردگار کے سپرد کرے گا۔ پنجم اس کی نسبت یہ خوف نہیں ہے کہ وہ پارسا ہونے کے بعد زنا کا مرتکب ہو اور ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو۔

آنحضرتؐ کا جناب امیر سے ایسے ستر عہد کرنے جو کسی سے نہیں کیے

عن ابن عباس قال کنا نتحدث ان النبی صلی الله علیه وسلم عهد الی علی سبعین عهدا لم یعهد الی غیره (اخرجه ابو نعیم فی الحلیة) ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ستر عہد ایسے کیے ہیں جو ان کے سوا دوسرے سے نہیں کیے۔

جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی تھیں جو کسی میں نہیں تھیں

عن ابن عباس قال کانت لعلی ثمانی عشر منقبة ما کانت لاحد من هذه الامة (اخرجه الطبرانی و ابن حجر فی الصواعق المحرقه) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی ہیں جو اس امت کے کسی ایک کی نہیں ہیں۔

"ختم شد"